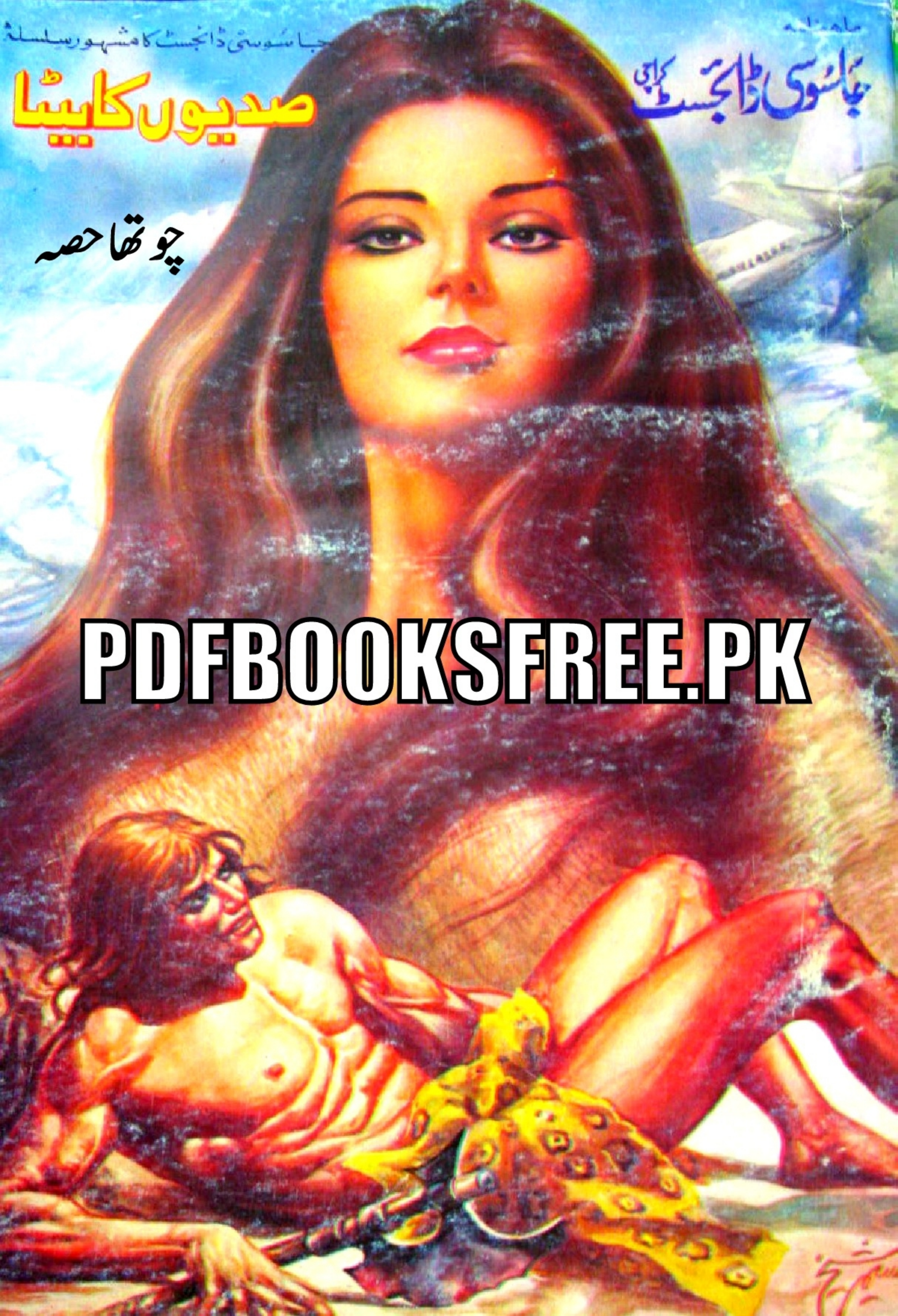
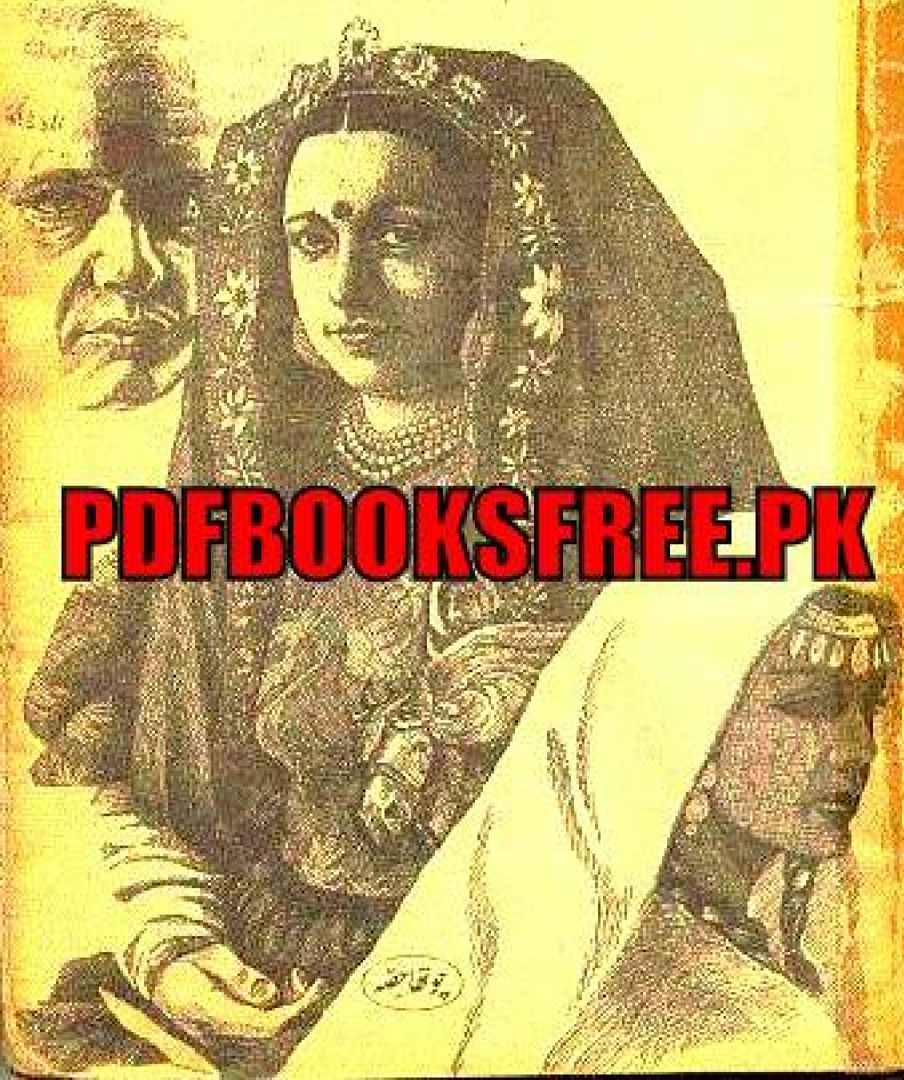

ماہنامہ
جاسوسی ڈائجسٹ کراچی
جاسوسی ڈائجسٹ کا مشہور سلسلہ
صدیوں کا بیٹا
چوتھا حصہ
PDFBOOKSFREE.PK

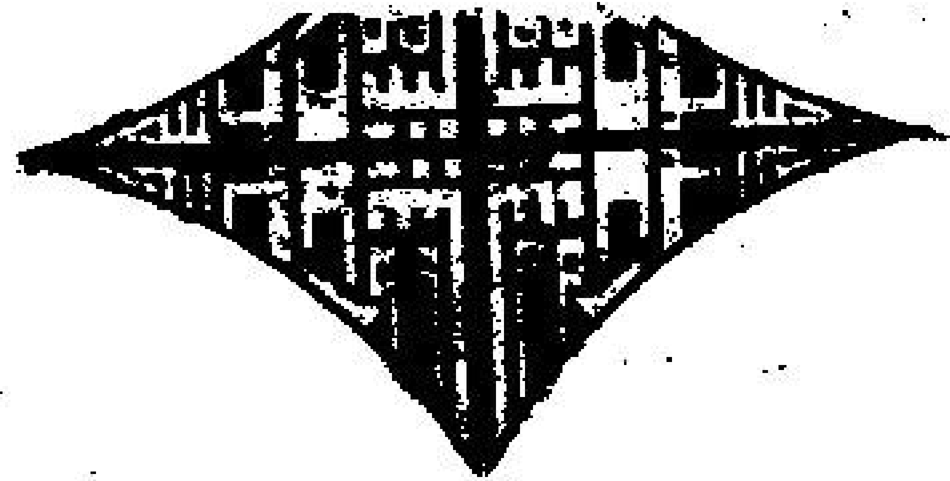
جاسوسی ڈائجسٹ کا مقبول ترین سلسلہ

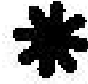
اس انسان کی کہانی جو صدیوں سے زندہ تھا اور شاید آج بھی کہیں موجود ہو

صدیوں کا بیٹا

ایم اے راحت









شنکایا

کے جہازوں کی آمد تشویشناک تھی۔

اس وقت ہم اس پوزیشن میں نہ تھے کہ شنکایا والوں سے جنگ کریں۔ ابھی نہ تو ہمارے پاس زیادہ افراد تھے اور نہ ہی ضروری انتظامات کیے گئے تھے۔ آٹھ جہازوں کا بیڑہ تھا جن کے پاس پورے جنگی ہتھیار بھی نہیں تھے۔ لڑنے والے افراد بھی زیادہ نہ تھے اور سب سے بڑی بات تو یہ تھی کہ سکائی میں رہنے والے زرد رو ابھی ہمارے قبضے میں نہیں آئے تھے۔ اگر ہم ان لوگوں پر قابو پا چکے ہوتے تو شاید اتنی تشویش نہ ہوتی لیکن اب دو طرفہ خطرہ تھا۔ اگر سامنے جہازوں سے جنگ کی جاتی تو عقب سے حملے کا خطرہ تھا۔

دوسری طرف شنکایا کے جہاز جس تیزی سے آ رہے تھے اس سے اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ جلد سے جلد ساحل تک پہنچ جائیں گے اور اتنی دیر میں کوئی ایسا کام کر لینا نہایت مشکل بات تھی جس سے ہم ان سے مؤثر مقابلہ کر سکتے۔ میری بات دوسری تھی۔

لیکن فوما اور زوما کے چہرے پریشانی کی تصویر بن گئے تھے۔ حکیم بارا، فوما اور چند دوسرے افراد کرای کے مینار سے شنکایا کے جہازوں کو دیکھ رہے تھے جو تیزی سے آ رہے تھے۔ وہ سب جہازوں کی اس تیز رفتاری پر ششدر تھے۔ میں بھی ان کے ساتھ مینار پر موجود تھا لیکن اس وقت وہ شاید مجھے بھول گئے تھے اور پھر فوما کو ہی میرا خیال آیا اور اس نے بے ساختہ کہا۔

"اوہ سبرتا!"

"کیا بات ہے فوما؟" میں نے پوچھا۔

"تو کیوں خاموش ہے سبرتا؟"

"اس لیے فوما کہ میرے بولنے کا وقت نہیں آیا۔" میں نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"نہیں سبرتا تیرا بولنا ضروری ہے۔ ہمیں تیری رہنمائی کی ضرورت ہے۔ تو ان حالات کو بہتر طور پر سمجھتا ہوگا۔ ہم ابھی کسی بھی جنگ کے لیے تیار نہیں ہیں۔ شنکایا کے جہازوں کی آمد کا مقصد تیری سمجھ میں نہیں آیا۔ ممکن ہے سکائی کے ان زرد رو لوگوں نے ان کو یہ اطلاع دے دی ہو کہ سکائی میں پراسرار سرگرمیاں جاری ہیں اور شبالا نے اپنے جہاز ان سرگرمیوں کی روک تھام یا ان کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لیے بھیجے ہوں۔

یقیناً ان جہازوں میں جنگجو ہوں گے جو سکائی آ کر یہاں پر اپنا قبضہ جمائیں گے اور اس کے بعد اس سلسلے میں چھان بین کریں گے کہ مختلف علاقوں کے سردار سکائی کیوں آئے ہیں۔ یہ اطلاع بھی ان کا ہم نے بیڑہ تیار کیا ہے ان کے لیے اور بھی تشویشناک ہوں گے چنانچہ وہ یہاں سے پوری پوری معلومات حاصل کیے بغیر نہیں جائیں گے اور بہرحال نہ تو ابھی ہم لوگ اور نہ ہی سکائی کے باشندے اس بات پر تیار ہیں کہ کوئی بھاری جنگ لڑی جائے۔

مجھے اندازہ ہے سبرتا ابھی ہم خطرے سے دوچار ہیں اور اس وقت ہم

ان سے بآسانی جنگ نہیں کر سکتے کیونکہ وہ دور دراز خلاء میں موجود ہے اور یہ بات
میں بخوبی جانتا ہوں کہ تو نے اس بات کا کوئی حل ضرور سوچا ہوگا۔ کیا تو اس
وقت ہماری رہنمائی نہیں کرے گا؟"
"او فوما! میرے دوست اگر تجھے میری رہنمائی کی ضرورت ہے تو مجھے
کب انکار ہے۔" میں نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔
"ضرورت۔" حکیم ہاکو بولا۔ "تو یقین کر سوتا ہم تجھے خوش کرنے کے
لیے یہ بات نہیں کہہ رہے کہ تیرا موجود ہونا ہمارے لیے تقویت کا باعث ہے۔
ہم سب اس بات کا اعتراف کر چکے ہیں کہ تو آسمانی قوتوں کا مالک ہے۔ اگر
اسے تسلیم نہ کرے تو تیری مرضی۔ ہم ایسا کہنے کے لیے تجھے مجبور نہیں کر سکتے۔
بہرصورت تیری رائے ہمارے لیے اطمینان کا باعث ہوتی ہے۔ ہماری رہنمائی
کر سوتا۔ ہمیں تیری ذہنی قوتوں پر مکمل اعتماد ہے۔ ہم تیری مدد چاہتے ہیں اور
اس یقین کے ساتھ کہ تو جو کچھ کہے گا وہ ہمارے لیے مکمل اطمینان کا باعث ہوگا۔"
"تو میرے دوست فوما، حکیم ہاکو اور دوسرے تمام لوگو۔ اگر تم لوگ
میری رائے کو اس قدر اہمیت دیتے ہو تو ہم شنکایا کے جہازوں کو آنے دو۔"
"لیکن سوتا جس رفتار سے وہ ساحل کی طرف بڑھ رہے ہیں اس
سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہماری کسی کوشش سے پہلے ہی وہ ساحل تک پہنچ
جائیں گے اور ہم کسی بھی مقابلے میں ناکام رہیں گے۔"
"ظاہر ہے دوستو وہ شنکایا سے اس مقصد کے تحت آئے ہیں
کہ سکائی کے بارے میں چھان بین کریں اور آنے والے بھی کمزور نہیں ہو سکتے۔"
حکیم ہاکو نے جواب دیا۔
"بالکل ٹھیک ہے میرے دوست لیکن بہرحال اب جبکہ بات ہم
لوگ سوتا پر چھوڑ چکے ہیں تو اس کا فیصلہ سوتا ہی کو کرنا چاہیے۔" فوما مسکرا کر بولا۔
"شکریہ فوما۔ اب جبکہ بات تم میرے اوپر چھوڑ چکے ہو تو میرے فیصلے
کے مطابق انھیں آنے دو اور یہاں تم اس بات کا غور کرو جو کچھ میں کہوں اور
کروں اگر تمھیں پسند نہ آئے اور تمھارے خیال میں وہ مناسب نہ ہو تب بھی
براہ کرم خاموشی اختیار کرنا مجھے میری مرضی کے مطابق عمل کرنے کی اجازت
ہونی چاہیے۔"
"سوتا! ہم وعدہ کرتے ہیں کہ تیرے کسی مسئلے میں دخل نہ دیں گے۔" فوما
نے اپنے دوسرے ساتھیوں کی تائیدی نگاہوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔
"حکیم ہاکو! ممکن ہے میرے کسی اقدام سے تم سوچو کہ میں نادانی کر گیا
ہوں لیکن براہ کرم تم مجھے وہی کچھ کرنے دینا جو میں کروں۔ کوئی شخص پرجوش
نہ ہو اور اس سلسلے میں کسی قسم کا اعتراض نہیں کیا جائے۔"
"ایسا ہی ہوگا سوتا۔۔۔ لیکن کیا جو کچھ تو کرنے والا ہے کیا ہمیں
اس سے لاعلم ہی رکھے گا؟" حکیم ہاکو نے پوچھا۔
"ہاں!"
"کیوں سوتا؟"
"اس لیے کہ ابھی خود میرے ذہن میں یہ بات واضح نہیں ہے کہ
مجھے ان کے خلاف کیا کارروائی کرنی چاہیے۔ اس کے علاوہ جب وہ آ جائیں
گے تب ہم انھیں دیکھیں گے۔ ان سے معلوم کریں گے کہ وہ کیا چاہتے ہیں؟
اگر ان کے ارادے جارحانہ ہوئے تو پھر ہم ان سے نبٹ لیں گے۔" میں نے
کہا اور فوما اور حکیم ہاکو گردن ہلانے لگے۔
پھر فوما آہستہ سے بولا۔
"بہرصورت کچھ بھی ہو مجھے تیرے اوپر اعتماد ہے۔ یوں بھی ہم اس بات
کو صرف تیرے اوپر نہیں چھوڑیں گے ہمیں خود بھی اس بات کا احساس ہے
کہ ہم شنکایا کے ان جہازوں کے خلاف کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ ہماری ہر کوشش
ناکام ہوگی۔ ہم اس ناکامی کا ذمہ دار تجھے نہیں ٹھہرائیں گے سوتا لیکن ہم خود بھی
اس کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ حالات اس قدر عجیب طور سے رونما ہوئے ہیں
کہ اس سے قبل ہم سنبھلتے شنکایا کے جہاز یہاں تک آ پہنچے ہیں۔" فوما نے سنجیدگی
پریشانی سے کہا۔
"میں تمھیں آخری بار کہہ رہا ہوں فوما کہ اس سلسلے میں کوئی فکر نہ کرو اور
حکیم ہاکو!" میں نے حکیم ہاکو کو پکارا جو کسی گہری سوچ میں مستغرق تھا۔
حکیم ہاکو ہڑبڑا کر سیدھا ہو گیا اور بولا۔ "کیا کہہ رہے تھے سوتا؟"
"مجھے تمھاری اس سنجیدگی پر ہنسی آ رہی ہے حکیم ہاکو۔ مسائل یوں حل
نہیں ہوا کرتے۔ خود کو پریشان کرنے کی بجائے بہتر ہوگا کہ تم تدبیر سے کام لو۔
اپنی ذہنی قوتوں کو استعمال میں لاؤ۔"
"تم ٹھیک کہہ رہے ہو سوتا۔ میں اب ہوش میں رہوں گا۔" حکیم ہاکو
نے کہا۔
"تو میں کہہ رہا تھا حکیم ہاکو! فوما ابھی سکائی بستی پر ظاہر نہیں ہوا ہے۔
لوگوں کو ابھی اس کے بارے میں کوئی معلومات نہیں ہیں اس لیے میں تمھیں یہ
بتا رہا ہوں کہ تم بھی ہر ممکن کوشش کرنا کہ یہ بات جب تک ہم نہ چاہیں راز
ہی میں رہے۔ جن چند لوگوں تک یہ ساری باتیں محدود ہیں انھی تک اس راز کو
محدود رہنا چاہیے اور اب سختی سے اس راز کی حفاظت ہونی چاہیے۔"
"بہتر سوتا۔ میں اس راز کی حفاظت کروں گا۔"
"اور ہاں۔ ان تمام ہدایتوں پر عمل کرنے کے بعد وہ لوگ جو اس
راز کو جانتے ہیں وہ اس سلسلے میں خاموشی اختیار کریں اور ان لوگوں کی آمد کا
انتظار کریں اور وہاں یہاں چند لوگوں کو تعینات کر دیا جائے تاکہ وہ شنکایا کے
لوگوں کی نقل و حرکت پر پوری نگاہ رکھ سکیں۔" میں نے کہا۔
"بہت بہتر۔" حکیم ہاکو نے جواب دیا۔
"اور ان جہازوں کے بارے میں کیا حکم ہے سوتا؟" فوما نے سوال کیا۔
"جہازوں کو ساحل پر اس طرح سے لنگر انداز کرا دو کہ ان لوگوں کو دور
ہی سے یہ اندازہ ہو جائے کہ یہ جہاز مقابلے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے۔ ہم چاہتے
ہیں ان جہازوں کی بھرپور حفاظت ہو اور اس کے علاوہ حکیم ہاکو اگر تم نے میری
ہدایات پر مکمل طور سے عمل کیا تو میں تمھیں بہت کچھ دوں گا۔" میں نے حکیم ہاکو کو
مخاطب کیا۔

"تیری ہدایت پر لفظ بہ لفظ عمل کیا جائے گا سوتا۔ ہم نے سارے
معاملات تیرے اوپر چھوڑ دیے ہیں اب تو جانے تیرا کام جانے۔ ہم تو صرف
تیرے احکامات کی پابندی کریں گے اور درحقیقت فوما کی حیثیت اس
وقت وہ نہیں ہے جو ہونی چاہیے۔" حکیم ہاکو نے کہا اور فوما خوش دلی
سے مسکرا پڑا۔
"سوتا! میں خوش دلی سے تجھے اس کی اجازت دیتا ہوں کہ تو میری
جگہ کام کر۔" فوما مسکراتے ہوئے بولا۔
"اوہ نہیں فوما میرے دوست، یہ کہنے کا شکریہ لیکن تو جانتا ہے کہ
میں ان تمام چیزوں سے مبرا ہوں۔ میں کسی بھی قسم کی رعایت نہیں چاہتا بس
یہ بھی تیری ضرورت ہے اس لیے میں اسے پورا کرنے کو تیار ہوں۔" میں نے کہا۔
اور تھوڑی دیر کے بعد ہم لوگ ٹکڑی کے اس بلند مینار سے نیچے اتر
آئے۔ چند افراد کو مینار پر تعینات کر دیا گیا تھا اور انھیں ہدایات جاری کر دی
گئی تھیں کہ انھیں مختلف حالات میں کیا کرنا ہے۔
اس سلسلے میں سمندر کے کنارے بنا ہوا مکان بھی خالی کرا دیا گیا تھا اور
اب فوما وہاں موجود نہیں تھا۔
کیونکہ وہ مکان خاصی حد تک غیر محفوظ تھا، البتہ اس کے لیے
حکیم ہاکو کا مکان ہی بہترین تھا۔ چنانچہ فوما کو حکیم ہاکو کے مکان میں منتقل کر دیا
گیا اور اس کے بعد ہم سب نہایت بے چینی سے شنکایا کے جہازوں کی آمد کا
انتظار کرنے لگے۔
ہمارا خیال درست ہی نکلا۔ شنکایا کے جہاز اس قدر تیزی سے
ساحل کے قریب آ رہے تھے کہ آن کی آن میں وہ نزدیک پہنچ رہے تھے۔
غالباً ان کے ذہن میں یہ خیال تھا کہ جب سکائی والے انھیں دیکھیں تو ان
سے مقابلے کی کوئی تیاری نہ کر سکیں اور وہ ساحل تک پہنچ جائیں۔
سکائی کے ساحل پر بہت سے لوگ شنکایا کے جہازوں کی آمد کا
انتظار کر رہے تھے۔ ان میں زیادہ تر عوام ہی تھے۔
جہاز آن کی آن میں ساحل تک پہنچ گئے۔ اس وقت سورج ڈھل
چکا تھا اور چاروں طرف ایک خوشگوار ٹھنڈک پھیلی ہوئی تھی۔ تب جہاز
گہرے سمندر میں ایک جگہ رک گئے۔ اس جگہ جہاں پر وہ آ سکتے تھے۔ اس
کے بعد چند کشتیاں جہازوں سے اتریں۔ کشتیوں پر مسلح زرد رو موجود تھے۔
ان زرد روؤں میں کہیں کہیں مقامی بھی نظر آ رہے تھے لیکن ان کی تعداد
نہ ہونے کے برابر تھی۔
حکیم ہاکو اور میں ایک ایسی جگہ کھڑے ہوئے تھے جہاں سے وہ
لوگ ہمیں براہ راست نہ دیکھ سکتے تھے البتہ ہم انھیں دیکھ سکتے تھے۔ سو میں
اور حکیم ہاکو جہازوں کو دیکھنے کے ساتھ ساتھ اس پر تبصرہ بھی کر رہے تھے۔
"تم کشتی کے لوگوں کو دیکھ رہے ہو سوتا؟" حکیم ہاکو نے کہا۔
"ہاں۔ کیا تم مجھے کسی خاص بات کی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہو؟"
میں نے بغور کشتی کو دیکھا۔
"ہاں۔ تم دیکھ رہے ہو کہ آنے والوں میں زرد روؤں کی تعداد کتنی
ہے اور ان میں مقامی لوگ کس قدر کم نظر آ رہے ہیں؟"
"ہاں۔ نہ ہونے کے برابر ہیں۔" میں نے کہا۔
"کیا اس بات سے تم اندازہ نہیں لگا سکتے کہ آنے والوں کے
ارادے بہتر نہیں ہیں؟" حکیم ہاکو نے مجھ سے سوال کیا۔
"ہاں حکیم ہاکو یقیناً۔" میں نے جواب دیا۔
"جتنی تعداد ان کی یہاں آ رہی ہے وہ بہت کافی ہے اور تم دیکھ
رہے ہو کہ وہ مسلح بھی ہیں۔"
"یقیناً۔ میں نے محسوس کیا ہے حکیم ہاکو۔"
"اگر انھوں نے سکائی کے ساحل پر آتے ہی جنگ شروع کر دی تو
کیا ہوگا؟"
"میرا خیال ہے وہ جنگ کے ارادے سے نہیں آئے ہوں گے۔
پہلے ان کا مافی الضمیر تو معلوم ہونا چاہیے۔" میں نے کہا۔
اور حکیم ہاکو گردن ہلانے لگا۔ تب میرے ذہن میں ایک بات آئی
اور میں نے حکیم ہاکو سے کہا۔
"ایک بات میری سمجھ میں آ رہی ہے حکیم ہاکو۔"
"وہ کیا؟"
"میرے خیال میں ممکن ہے یہ وہ لوگ ہوں جو میری تلاش میں
سرگرداں ہیں۔ میرا مقصد ہے انگا جزیرے کے لوگ جو شنکایا سے مدد

سے کر گئے ہیں۔"

"اوہ۔ یہ بھی ممکن ہے سیو تا لیکن ایسی صورت میں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔"

"میں نے کہا نا حکیم ہاکو، تم صرف وہ کرو گے جو میں چاہتا ہوں۔ جو بھی صورت حال ہوگی میں اس کے بارے میں تمھیں ہدایات جاری کروں گا۔ ہاں میرا خیال ہے میرے لیے بہتر بات یہ ہے کہ میں لکڑی کی اس عمارت پر سے ان کا جائزہ لوں۔"

"ٹھیک ہے۔" حکیم ہاکو نے کہا۔

"ہاں حکیم ہاکو تم ان لوگوں سے جو بھی گفتگو کرو گے اس عمارت کے قریب رہ کر کرو گے تاکہ میں تمھاری گفتگو بھی سن سکوں۔"

"مناسب۔ اگر ان لوگوں نے گفتگو کی کوشش کی تو میں یہی کروں گا۔"

"تو اب مجھے اجازت دو حکیم ہاکو۔" میں نے کہا اور حکیم ہاکو نے گردن ہلا دی۔ میں لکڑی کی عمارت پر پہنچ گیا اور اس کی بلند جگہ پر جہاں اور بھی دوسرے لوگ موجود تھے کھڑے ہو کر جائزہ لینے لگا۔ میں نے جہازوں پر بھی نگاہ دوڑائی تھی۔ بلاشبہ یہ جنگی جہاز تھے اور ابھی تیت سے نہیں آئے تھے۔ ان جہازوں پر موجود افراد کا میں نے جائزہ لیا اور تجزیہ کیا کہ بہر صورت وہ سکائی کے لیے بہت زیادہ خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں۔

جہازوں پر موجود افراد کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ سب کے سب مسلح تھے اور جہازوں پر گشت کر رہے تھے۔ جتنے لوگ کشتیوں کے ذریعے ساحل تک آئے تھے ان کی تعداد بھی بہت کافی تھی۔ اگر یہ لوگ ساحل پر پہنچ کر جنگ شروع کر دیتے تو بہر صورت خود کو اتنی دیر تک تو سنبھال سکتے تھے کہ ساحل پر جہازوں سے اتر کر دوسرے لوگ بھی آ جاتے۔

صورت حال خاصی نازک تھی۔ بہر صورت میں اس صورت حال کا بغور جائزہ لے رہا تھا۔

ساحل پر کھڑے ہوئے لوگ کشتیوں کا انتظار کرتے رہے اور تھوڑی دیر کے بعد کشتیاں ساحل سے آ لگیں۔ نیچے اترنے والے پورے طور سے ہتھیاروں سے لیس تھے اور ان کے ارادے اچھے نہیں معلوم ہوتے تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے ساحل پر ذرا بھی مداخلت کی گئی تو پہلے وہ مداخلت کرنے والوں کو ختم کریں گے اور اس کے بعد جو ان کے ذہن میں ہے اس پر عمل کریں گے۔

ایک بھاری جسامت کا آدمی جو شاید اس مہم کا سربراہ تھا چند افراد کے ساتھ آگے بڑھا اور چیخ کر بولا۔

"سکائی کے بسنے والو! میرا نام داریکا ہے اور میں شکایا سے آیا ہوں۔ سردار شبالا نے مجھے اپنا نائب بنا کر بھیجا ہے اور مجھ سے کہا ہے کہ جو کچھ میں کہوں وہ سکائی والوں کو تسلیم کر لینا چاہیے۔ اس نے کہا ہے کہ میں سکائی کے لوگوں کو بتا دوں کہ میں شبالا کا نائب ہوں اور شبالا کے نائب کی بات نہ ماننا اس کی توہین ہے۔ میں ہر اس شخص کو قتل کر دوں گا

لیکن اس کے ساتھ ہی میں تمھیں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ میں یہاں ایسا کوئی ارادہ لے کر نہیں آیا جو کسی بھی صورت کسی کے لیے تکلیف دہ ہو۔ میں صرف ایک پیغام لے کر آیا ہوں اور اس پیغام کو جگہ جگہ پھیلاؤں گا۔ اب یہ تمھارا فرض ہے کہ مجھ سے تعاون کرو۔" وہ چند ساعت کے لیے خاموش ہوا اور پھر بولا۔

"سکائی کے باشندو! میں چاہتا ہوں کہ وہ شخص جو یہاں تمھاری نمائندگی کر سکتا ہے یا جسے تم بزرگ سمجھتے ہو ایسے کہو کہ وہ یہاں تک آئے اور مجھ سے بات کرے۔ میں اس کا مہمان بننا پسند نہیں کروں گا۔ ہاں ہم لوگ اپنا کام انجام دیں گے اور واپس جہازوں پر چلے جائیں گے لیکن اگر ہم سے تعاون نہ کیا گیا تو ــــــ تو سکائی والو اس کا اندازہ کر لو کہ میں حکم پا کر آیا ہے کہ ہر حالت میں تم لوگوں سے اپنے احکامات منواؤں۔ اب تم اس شخص کو بھیجو جو مجھ سے گفتگو کرنے کا خواہش مند ہو اور جسے تم لوگ اپنے لیے بہتر سمجھتے ہو۔"

سکائی کے باشندے ایک دوسرے کی شکل دیکھنے لگے اور پھر ان سب کی نگاہیں حکیم ہاکو کی طرف اٹھ گئیں۔

تین چار افراد حکیم ہاکو کے پاس پہنچے اور انھوں نے اس سے کہا۔ "بزرگ و برتر شخص، قابل احترام انسان، بلاشبہ سکائی کے لوگ تیری فراست کے قائل ہیں، تیری ذہانت کو تسلیم کرتے ہیں، تجھے مانتے ہیں، تجھ پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اچھا ہو آنے والوں سے ہماری جانب سے تو گفتگو کر۔ ہم سب مشترکہ طور پر تجھے اپنا نمائندہ قرار دیتے ہیں۔ تو ان سے پوچھ کہ یہ یہاں کیوں آئے ہیں اور کس لیے آئے ہیں؟ ان کا مقصد کیا ہے اور انھوں نے جو دھمکی آمیز الفاظ کہے ہیں ان کا مقصد کیا ہے؟ شبالا وقتی طور پر اس علاقے کا سردار بن گیا ہے لیکن اس کے یہ احکامات ہم لوگوں کے لیے بہت سخت ہیں۔ سکائی کے لوگ مرنا جانتے ہیں اور وہ موت سے کبھی نہیں گھبراتے چنانچہ اے بزرگ تو اس شخص کو بتا دے کہ اگر وہ سکائی کے خلاف کچھ برے ارادے لے کر آیا ہے، یہاں سکائی والوں کے خلاف کوئی ایسی حرکت کرنا چاہتا ہے جو ہمارے خلاف ہو ــــــ تو بہر صورت انھیں اس کی بھاری قیمت ادا کرنی پڑے گی۔" ایک نوجوان نے کہا۔

حکیم ہاکو نے سکائی کے پرجوش نوجوانوں کو دیکھا۔ ان کا عزم ان کا حوصلہ ان کے دمکتے چہروں سے مترشح تھا۔ حکیم ہاکو کا سینہ فخر سے پھول گیا۔ یہ جھکنے والے لوگ نہیں تھے۔

خوش نصیب فوما کو ایسے بہادر ساتھیوں کا قرب حاصل تھا جو بہر صورت مرنا جانتے تھے۔

حکیم ہاکو پر ان لوگوں کے الفاظ کا اتنا اثر ہوا کہ وہ خوشی سے تمتما اٹھا اور پھر وہ پر وقار انداز میں آہستہ آہستہ آگے بڑھا اور اس نے بھاری لہجے میں کہا۔

"آنے والے سردار! اگر تو سکائی والوں کے خلاف برے ارادے سے نہیں آیا تو ہم تجھے خوش آمدید کہتے ہیں۔ بے شک شبالا نے جس شخص کو اپنا نائب بنا کر بھیجا ہے وہ اس صورت میں ہمارے لیے قابل احترام ہے کہ ان بستیوں کا انتظام حالات نے شبالا کے ہاتھوں میں دے دیا ہے اور اس وقت تک جب تک کہ شبالا کی حیثیت کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں ہو جاتا شبالا کے احکامات کی پابندی کی جانی چاہیے۔ چنانچہ ہم تجھے شبالا کے قاصد کی حیثیت سے خوش آمدید کہتے ہیں۔ اگر تو چاہے تو ہم تیری مہمانداری بھی کریں گے لیکن شبالا کے مغرور نائب کیا تجھے معلوم ہے کہ ان علاقے کے لوگوں کو کسی سخت بات سے جھکایا نہیں جا سکتا۔ شبالا کے نائب اگر تو نے ان پر اپنی کوئی حیثیت مسلط کرنے کی کوشش کی تو تجھے اس میں بہت دقتیں پیش آئیں گی۔ ہم نہیں چاہتے کہ سکائی کی روایت کے خلاف آنے والوں کے ساتھ کوئی ایسا سلوک کیا جائے جو تاریخ میں ایک بدنما حیثیت سے سامنے آئے۔

چنانچہ اگر تو دوست کی حیثیت سے گفتگو کرنا چاہتا ہے تو میں سکائی کے قاصد کی حیثیت سے تجھ سے بات کرنے کو تیار ہوں لیکن اگر اس کے برعکس تو سکائی کے نوجوانوں کو دھمکیاں دیتا ہے تو سن کہ ہم سب مرنا جانتے ہیں اور ہم مرنے کے لیے تیار رہتے ہیں۔ تجھے اپنے ان الفاظ کی اور اپنی کسی بھی کوشش کی بھاری قیمت ادا کرنا ہوگی۔"

سردار داریکا کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔ وہ چند ساعت حکیم ہاکو کو دیکھتا رہا اور پھر دانت پیستا ہوا بولا۔

"بوڑھے شخص! میں ان الفاظ کو برداشت کرنے کا عادی نہیں ہوں۔ تیری کمزور شخصیت کو دیکھ کر مجھے رحم بھی آتا ہے لیکن تیرے الفاظ سن کر خیال آتا ہے کہ تیری گردن اپنی تلوار کی نوک پر ٹانگ لوں۔ کاش مجھے اس کی اجازت ہوتی لیکن سردار شبالا نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنا مقصد لے کر وہاں جاؤں اور اسے پورا کروں اور اگر اس مقصد میں کوئی مداخلت کی جائے تب میں اپنی تلوار کا استعمال کروں۔ میں تیری ان ساری باتوں کو نظر انداز کر کے تجھے اپنی آمد کا مقصد بتانا چاہتا ہوں اور بوڑھے آدمی اس بات کو ذہن میں رکھ کہ اگر میری مقصد براری نہ ہوئی تو سکائی کے لوگوں کو بہت بھاری معاوضہ ادا کرنا ہوگا۔" سردار داریکا بھوکے شیر کی طرح غرّا رہا تھا۔

"میں صرف تیرا مقصد جاننا چاہتا ہوں سردار داریکا۔" حکیم ہاکو نے سخت لہجے میں کہا۔

"اب سے کچھ عرصہ پہلے یہاں زیوراس آیا تھا۔ شکایا کا سردار زیوراس جسے باغی سردار کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ وہ آج تک فوما کے نام کی زنجیر پکار رہا ہے، حالانکہ اس زنجیر کی کڑیاں چاروں طرف بکھر چکی ہیں۔ تو جانتا ہے کہ فوما کا وجود نہیں ہے۔ چنانچہ سردار شبالا سے بغاوت کا خواب دیکھنے والا زیوراس یہاں کس مقصد کے تحت آیا، اس بات کا ہمیں علم ہے اور نہ ہم اس بات کو جاننا چاہتے ہیں۔ ہمیں اس علاقے میں ہونے والی تمام سازشوں کی کوئی پروا کوئی فکر نہیں ہے کیونکہ جب ہم ان سروں کو ابھرتے دیکھیں گے تو ان سروں کو کچل کر سمندر کے اندر ڈبو دینا ہمارے لیے بہت آسان ہوگا۔ یہ الفاظ میں شبالا کے نائب کی حیثیت سے کہہ رہا ہوں اور ان کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا لیکن اس وقت میں جس مقصد سے آیا ہوں وہ میں تجھے بتانا چاہتا ہوں۔" شبالا کا نائب داریکا بولا۔

"وقت ضائع کیوں کر رہا ہے داریکا، جو بولنا ہے جلدی بول۔ جو کہنا چاہ رہا ہے صاف کہہ۔" حکیم ہاکو نے کہا۔

"زیوراس کا جہاز یہاں آیا۔ یہاں سے واپس پلٹا۔ ہم نے اس کی مکمل معلومات حاصل کیں۔ زیوراس خود کہاں ہے؟ کس مقصد کے تحت یہاں آیا یا یہاں سے کہیں چلا گیا، اس کے بارے میں ہمیں کوئی معلومات حاصل نہیں ہیں۔ البتہ یہاں سے جاتے وقت زیوراس کا جہاز مانگا جزیرے تک پہنچ گیا تھا۔ وہاں شاید اسے ضروریات کی چیزیں حاصل کرنی تھیں لیکن وہاں پہنچ کر زیوراس کے جہاز پر موجود لوگوں نے لوٹ مار اور قتل و غارت گری کا بازار گرم کر دیا۔ انھوں نے مانگا بستی کے سردار تارس کو قتل کر دیا اور ساحل کے نزدیک بہت سارے مکانوں کو آگ لگا دی۔ پھر وہ وہاں سے چل دیے۔

زیوراس کے جہاز کے بارے میں معلوم ہوا کہ وہ مانگا بستی میں لوٹ مار اور قتل و غارت گری کا بازار گرم کرنے کے بعد شکایا پہنچا اور شکایا پہنچنے کے بعد وہ پھر وہاں سے واپس چل پڑا اور ہم خود دیکھ رہے ہیں کہ زیوراس کا جہاز ساحل پر موجود ہے۔

ہم یہ بھی جاننا نہیں چاہتے کہ مختلف علاقوں سے آنے والے یہ جہاز جو سکائی کے ساحل پر لگے ہوئے ہیں، کس مقصد کے تحت یہاں آئے ہیں اور

کیا کرنا چاہتے ہیں۔ ہم ان کی کوئی پروا نہیں کرتے کیونکہ سردار شبالا کی چھوٹی موٹی چیزوں کو کوئی حیثیت دینے کا قائل نہیں ہے۔ وہ خود دیو انسان ہے اسے اپنی حیثیت برقرار رکھنے کے لیے بہت بڑا اقتدار حاصل ہے اور وہ کسی بھی سازش سے خوفزدہ نہیں ہے۔ بہرصورت میں جس مقصد کے تحت آیا ہوں وہ یہ ہے کہ زیرداس اور اس اجنبی شخص کو اس عورت کے ساتھ اور جہاز کے عملے کو جو یہاں آئے ہیں تباہی کا باعث بننے سے پہلے گرفتار کر لیا جائے۔ ہم انھیں اس کا خاص دستہ شبالا کا قیدی بنا کر یہاں سے لے جانا ہے۔ ہم ان لوگوں کو گرفتار کرنا چاہتے ہیں تاکہ ہم ان کی حفاظت کی ذمہ داری لے لیں۔ انھیں اس وقت تک کوئی نقصان نہیں پہنچایا جائے گا جب تک کہ ان کا فیصلہ شبالا نہ کرے۔ چنانچہ قیدیوں کو جانے والے کے شبالا کی اطاعت کا اعلان کیا جائے۔ ہم صرف اسی مقصد کے تحت آئے ہیں۔"

"ہوں۔" سکو لو نے گردن ہلائی۔ پھر وہ آہستہ سے بولا۔ "سردار زیرداس بے شک زیرداس کا جہاز یہاں سے گیا تھا اور وہ ابھی تک واپس نہیں آیا ہے۔ اس کی موجودگی بھی یہاں تک ہے لیکن ہمیں معلوم نہیں کہ راستے میں انھوں نے کیا کیا اور نہ ہمیں انھوں نے اس بات کا کوئی جواب دیا۔ رہی ان کے یہاں آنے کی بات تو علاقے کے جہاز آسانی سے آ جا سکتے ہیں۔ تم لوگوں نے جو پابندیاں لگائی ہیں وہ انتہائی احتیاط ہیں کیونکہ علاقے کے باشندے ایک دوسرے سے بہت خوف رکھتے ہیں جوش میں آ گئے ہیں۔

رہی زیرداس اور جہاز کے عملے کی گرفتاری کی بات تو اس سلسلے میں میں چاہتا ہوں کہ تم مجھے مہلت دو۔ میں بستی کے چند سرکردہ افراد سے گفتگو کروں۔ انھیں تیرے آنے کا مقصد بتاؤں ـــــ اور ان لوگوں سے بھی پوچھوں اور اس بارے میں معلوم کروں کہ آیا انھوں نے وہ سب کچھ کیا جو ان پر الزام لگایا گیا ہے۔ یا یہ صرف الزام ہے یا شبالا صرف زیرداس کی شخصیت سے خوفزدہ ہو کر کوئی ایسی کارروائی کرنا چاہتا ہے۔ ہماری بستی کے لوگوں نے اگر چاہا تو میں زیرداس اس اجنبی شخص اور جہاز کے عملے کو تیرے حوالے کر دوں گا لیکن اگر بستی والوں نے اسے نہیں مانا تو پہلے میں تجھے اس کی اطلاع دوں گا اس کے بعد تو جو کارروائی بھی مناسب سمجھے کر سکتا ہے۔"

سردار زیرداس کا جو حکیم پاکو کی باتیں سن کر اور زیادہ برہم ہو گیا تھا شاید طیش میں کچھ اور کہتا لیکن اس کے نزدیک کھڑے ہوئے ایک بوڑھے شخص نے جو غالباً زیرداس کا وزیر تھا اس کے شانے پر ہاتھ رکھا۔

سردار اس کی طرف دیکھنے لگا پھر دونوں آہستہ آہستہ سرگوشیوں میں کچھ باتیں کرنے لگے۔ تب حکیم پاکو نے محسوس کیا کہ سردار کے چہرے پر نرمی کے آثار ہیں۔ تب اس نے آہستہ سے گردن ہلائی اور کہنے لگا "سنو۔ سکائی بستی کے مالک سکائی کے نمائندے تیرا نام کیا ہے۔" سردار نرم لہجے میں بولا۔

"میں حکیم پاکو ہوں۔"

"تو پھر حکیم پاکو۔ کیا میں یہ سمجھوں کہ تو یہاں کا دانا شخص ہے اور شاید زیرداس کی طرح شبالا کا باغی بھی جس کا اندازہ تیرے الفاظ سے ہوتا ہے۔"

"ہاں اس میں کوئی شک نہیں ہے زیرداس نہ صرف شبالا کا باغی ہے بلکہ میں زیرداس کے حامیوں میں سے ہوں۔"

"بہرصورت حکیم پاکو۔ تیرا یہ کام حاصل ہے بہرحال شبالا نے اس سلسلے میں کوئی حکم نہیں دیا ورنہ میں تجھے بھی گرفتار کر کے شبالا کی خدمت میں لے جاتا اور وہاں تیرے گستاخانہ الفاظ کے بارے میں بتاتا۔ میں اس بات پر توجہ نہ دوں گا ـــ لیکن آخری بار یہ الفاظ کہتا ہوں کہ سکائی کے باشندوں کو میرا یہ پیغام پہنچا دے کہ اگر وہ شبالا سے بغاوت کریں گے تو زندہ نہیں رہ سکیں گے۔ ہمیں ہر قیمت پر زیرداس چاہیے۔ ہم اسے یہاں سے لے کر جائیں گے کہ ہمیں اسی لیے یہاں بھیجا گیا ہے۔ رہی مشورے کی بات تو میرا خیال ہے اس کے لیے ایک رات کافی ہوگی۔ ساری رات میں تو سکائی بستی کے لوگوں کو جمع کر کے ان سے پوچھ لو کہ وہ کیا چاہتے ہیں۔ سورج نکلنے کے بعد ہم تیری شکل پر تیرا انتظار کریں گے اس کے بعد دوسری کارروائی کا آغاز۔"

"ٹھیک ہے۔ میں پھر پیشکش کرتا ہوں کہ اگر تو چاہے تو سکائی کے مہمان کی حیثیت سے رات بسر کرو۔"

"نہیں۔ ہم تمہارے دوست نہیں ہیں حکیم پاکو اس لیے مہمان بن کر نہیں رہ سکتے اور نہ ہی تیری پیشکش قبول کریں گے۔ ہم جا رہے ہیں۔"

اس شخص نے کہا اور پھر اپنے ساتھیوں کو دونوں ہاتھوں سے اشارہ کر کے واپس پلٹ پڑا۔ ان کا رخ ساحل پر لنگر انداز جہاز کی طرف تھا۔

حکیم پاکو اور دوسرے لوگ جانے والوں کو دیکھتے رہے۔ میں جھونپڑی کے مینار سے ان لوگوں کی گفتگو با آسانی سن رہا تھا اور ساری گفتگو سے کافی حد تک مطمئن بھی تھا۔ بہرصورت میں اندازہ لگا چکا تھا کہ ایک خطرناک صورت حال پیدا ہو گئی ہے اور اس کے لیے میرے ذہن نے تیزی سے کام کرنا بھی شروع کر دیا تھا۔

میں سکائی والوں کو بہترین موقع فراہم کرنا چاہتا تھا اور اس کے لیے میں نے اپنے ذہن میں ایک بہترین منصوبہ ترتیب دے لیا تھا۔

چنانچہ جب کشتیاں واپس جہاز کی طرف چلی گئیں تو میں نیچے اتر آیا۔ سکائی کے لوگ منتشر ہو چکے تھے۔

لیکن جھونپڑی کے مینار پر پہرا اور سخت کر دیا گیا تھا۔ میں نے انھیں ہدایت دی تھی کہ وہ رات کی تاریکی میں بھی ان لوگوں پر پورے ہوش و حواس کے ساتھ نگاہ رکھیں۔ پھر حکیم پاکو کے پاس پہنچ گیا۔

انھوں نے زیرداس اور میری موجودگی کو تشویش کے عمل سے منسلک کر دیا تھا۔ ظاہر ہے اس بات سے انحراف کوئی مشکل بات نہیں جبکہ جہاز کو ساحل پر صاف دیکھا جا سکتا تھا۔

تب ہم سب حکیم پاکو کے مکان پر پہنچ گئے۔ سکائی کے پُرجوش نوجوان میرے پیچھے پیچھے چل رہے تھے اور مجھ سے سوالات کر رہے تھے۔

میں نے حکیم پاکو کو کچھ نہیں بتایا تھا۔ حکیم پاکو اندر گیا تب اس نے چند نوجوانوں کو طلب کیا اور آہستہ سے بولا۔

"تم نے دیکھا زرد رو جہاز کے بارے میں کیا اور وہ لے کر آئے ہیں۔"

"ہاں ہم نے دیکھا ہے اور محسوس بھی کیا ہے۔"

"تو پھر تمہارا کیا خیال ہے، کیا ہم شبالا کی برتری تسلیم کر کے زیرداس کو ان کے حوالے کر دیں؟" پاکو نے پوچھا۔

"ہرگز نہیں۔" نوجوان پُرجوش لہجے میں چلائے۔

"تو پھر تم ان لوگوں سے جنگ کرنے کے لیے تیار ہو؟"

"ہاں۔ ہم سب اپنا خون بہانے کے لیے تیار ہیں۔"

"لیکن میں نہیں چاہتا کہ تم لوگ صرف خون بہاؤ۔ تم صرف اپنا خون نہیں بہاؤ گے بلکہ دشمنوں کو ان کے خون میں نہلاؤ گے۔"

"ہاں ہم عہد کرتے ہیں۔" نوجوان پُرجوش لہجے میں بولے۔

"تو پھر نوجوانو! حکیم پاکو اعلان کرتا ہے کہ تم اپنے اپنے گھروں میں جاؤ اور اپنے اپنے ہتھیار تیار کر لو۔ ہم جنگ کریں گے۔"

"ہاں ہم جنگ کریں گے۔" نوجوان چلائے۔

"آج اگر ہم نے زیرداس کو ان کے حوالے کر دیا تو وہ دوبارہ کسی بھی شخص کو طلب کر کے ہماری بے عزتی کر سکتے ہیں۔" حکیم پاکو نے کہا۔

"حکیم پاکو ہم تیرے احکامات کی پابندی کریں گے۔ ہم تیرا پیغام بستی کے گھر گھر پہنچا دیں گے۔ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ تیرے سامنے ایک بہترین فوج تیار کر لیں گے۔ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ دشمن کے لیے ہم خونخوار ثابت ہوں گے اور دیکھنا ہم ان لوگوں کو انتقام کا مزہ چکھا دیں گے۔"

"ٹھیک ہے نوجوانو! تم ساری رات مصروف رہو گے، کل صبح تمھیں ایک منظم فوج کی طرح تیار رہنا چاہیے۔"

"ایسا ہی ہوگا حکیم پاکو ایسا ہی ہوگا۔" جوانوں نے کہا اور پھر واپس چل پڑے۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم چند با عزت لوگوں کے ساتھ فوکا کے پاس موجود تھے۔

فوکا تشویش ناک نگاہوں سے ہمیں دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے سنجیدگی سے مجھے دیکھا اور آہستہ سے بولا۔

"کیا ہوا سیوتا؟"

"خطرناک بات ہے فوکا۔"

"معلوم ہوا کہ وہ لوگ کیوں آئے ہیں؟ ان کا مقصد کیا ہے؟"

"ہاں سیوتا، ان کا مقصد زیرداس اور مجھے گرفتار کر کے شبالا لے جانا ہے۔" میں نے بتایا۔

"اوہ۔" فوکا کسی گہری سوچ میں ڈوب گیا تھا۔ پھر اس نے میری طرف گہری نگاہوں سے دیکھا اور بولا۔

"کیا خیال ہے سیوتا؟ اب تیرا ذہن کیا کہتا ہے؟"

"میں نے کہا تھا فوکا کہ اگر تم معاملات کو صرف میرے اوپر چھوڑ دو گے تو میں خود ان لوگوں سے نمٹ لوں گا۔ باقی اگر کسی اور کے ذہن میں کوئی بہتر تجویز ہو اور وہ کوئی مناسب راستہ دکھا سکے تو میں اس کا خوش دلی کے ساتھ خیر مقدم کروں گا۔"

"اوہ سیوتا ایسی بات نہیں ہے۔ میرا اپنا خیال ہے کہ میں مکمل طور سے تیرے اوپر بھروسہ کرتا ہوں۔ اگر کوئی اس سلسلے میں عمل کرنے کے لیے پیش قدمی کرتا ہے تو میرا خیال ہے اس کے بعد اس سے بہتر صورت حال کوئی اور نہیں ـــــ کہ ہم سب تجھ پر بھروسہ کریں۔ میں ایک بار پھر تجھ پر اعتبار کرتے ہوئے یہ بات کہتا ہوں کہ تو جس طرح چاہے نمٹ۔ ہم سب تیرے معاون تو ہوں گے لیکن کوئی بھی تیرے کام میں مداخلت نہیں کرے گا۔ تیرے منصوبوں میں رکاوٹ نہیں ڈالیں گے۔" فوکا نے کہا۔

"شکریہ فوکا۔" میں نے فوکا کی اس عزت کا احترام کیا۔ حالانکہ میرا ذاتی معاملہ کچھ نہ تھا لیکن بہرصورت میں جو کچھ بھی کر رہا تھا ان کے لیے کر رہا تھا اور پھر وہ بے حد مخلص تھے۔ فوکا نے کوئی بات نہ کی تو اس کی بجائے بھی کوئی اپنی بات پر یہ بات حاوی کرنے کی کوشش کرتا۔

میں نے جو کچھ سوچا تھا اس کا اظہار کرنا مناسب ہی تھا یہ سوچ کر میں نے حکیم پاکو کو مخاطب کیا۔

"تم سیوتا کیا کہنا چاہتے ہو؟" حکیم پاکو نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"حکیم پاکو وہ لوگ مجھے زیرداس اور جہاز کے عملے کو طلب کرتے ہیں نا؟"

"ہاں۔" حکیم پاکو نے جواب دیا۔

"زیرداس کا جہاز ہمارے پاس موجود ہے؟"

"ہاں ہے۔"

"لیکن جتنے لوگ وہاں جا چکے ہیں ان کے بارے میں کہیں کسی شخص کو پتا نہ ہوگا جن کا نام دار رکھا ہے۔ ہم سے کوئی کچھ نہیں کہے گا وہ اگر چاہے تو کہیں بھی ان لوگوں کو تلاش کرے اس کے ساتھ غلط بیانی سے کام نہ لیا جائے گا اور پھر حکیم پاکو ہمیں ان لوگوں کے حوالے کر دیا جائے۔"

"کیا مطلب سیوتا؟" حکیم پاکو مضطربانہ انداز میں اٹھ کھڑا ہوا۔ لوگوں کے درمیان بے چینی پھیل گئی تھی۔ تب فوکا کی حالت عجیب سی ہو گئی تھی۔ تب اس نے مضطربانہ انداز میں کہا۔

"افسوس افسوس۔ ہم وعدہ کر چکے ہیں کہ تیرے کسی بھی عمل میں دخل اندازی نہ کریں گے لیکن سیوتا یہ کیسی ترکیب ہے اس سے کیا ہوگا۔ ہمارے لیے یہ ایک انتہائی صبر آزما امتحان ہے۔ ہم اپنے محسن کو دشمن کے حوالے کر دیں۔ سیوتا تو ہمیں کیسی آزمائش میں ڈال رہا ہے۔"

"فوکا میں تم سے کہہ چکا ہوں کہ اگر تم میرے معاملات میں مداخلت نہیں کرو گے تو قائم رہو گے۔ میں اس سلسلے میں تمھیں کوئی بات بتانے سے قاصر ہوں لیکن میں جو کچھ کر رہا ہوں اس پر پوری ایمانداری سے عمل کیا جائے۔"

جس طرح کہیں کہہ رہا ہوں۔ میں تمھیں اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ ان لوگوں کو ہر حال میں شکست دی جائے گی اور دشمن سے ہماری جنگ کی ابتدا اسی طریقے سے ہو گی۔ میں نے کہا اور ان کے چہرے چمک اٹھے۔

"وہ اس کا مطلب ہے تیرے ذہن میں کوئی خاص منصوبہ ہے؟" قوزکی نے قدرے پر امید لہجے میں کہا۔

"ہاں قوزا خیال ہے میں خود دشمن کے رحم و کرم پر پہنچ کر ان لوگوں کو جان بخشی نہیں چاہتا۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہ سب ایک دوسرے کی شکل دیکھنے لگے۔ تب قوزکی نے کہا۔

"ٹھیک ہے حکیم ہاکر جیسا تیرے احکامات کی تعمیل کی جائے۔"

"صبح کو" میں نے کہا۔

حکیم ہاکر گردن ہلانے لگا تھا پھر میں نے کہا۔

"صبح کو تم داریکے سے ملاقات کرو گے حکیم ہاکر اور اسے بتاؤ گے کہ تم اس کی شرائط مانتے ہو... دوسری طرف رات بھر جاگتے ہوئے اور ہوش میں رہتے ہوئے سکائی کے باشندوں کو خاموش کرنا مقصود ہے ان سے کہا جائے کہ جنگ ضرور ہو گی لیکن اس کے لیے انھیں چند ساعت انتظار کرنا ہو گا۔ انھیں تیار رہنا ضروری ہے۔ حکیم ہاکر ورنہ صورت حال بگڑ بھی سکتی ہے۔" میں نے حکیم ہاکر کو ہدایت کی۔

"ہاں یہ بے شک مشکل کام ہے۔ وہ لوگ جس انداز میں بھرے ہوئے نظر آرہے تھے اس سے احساس ہوتا تھا کہ وہ ہر قیمت پر جنگ چاہتے ہیں لیکن بہر صورت میرا خیال ہے میں انھیں سنبھال لوں گا۔ اس کے لیے مجھے چند لوگوں سے کام لینا ہو گا۔"

"چند لوگوں سے تمھاری مراد کیا ہے؟" حکیم ہاکر نے پوچھا۔

"میں تفصیل بتاؤں... سہوتا مقصد یہ ہے یعنی تھا کہ اگر داریکا تیار ہو جائے مطلب ہے کہ اگر وہ ان لوگوں کو گرفتار کرے تو پھر ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ اس بارے میں تمھاری کیا رائے ہے سہوتا؟" حکیم ہاکر نے پوچھا۔

"دیکھتے لوگ یہاں موجود ہیں حکیم ہاکر جنگ کی شرائط کے ساتھ میرا مقصد ان سے لڑنا ہے جو یہاں موجود ہیں ان میں شک بھی شامل ہے تو ان لوگوں کو اور مجھے داریکے کے حوالے کر دیا جائے۔"

"وہ ٹھیک ہے۔ جنس کی بیوی کے بارے میں کیا خیال ہے؟"

"ہرگز نہیں۔ وہ باہر کو ہر صورت محفوظ رکھا جائے۔"

"شنارہ۔ وہ اس لڑکی کا بھی مطالبہ کر رہے ہیں؟"

"شنارہ۔ ہاں وہ میرے ساتھ جائے گی۔" میں نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے جیسی تمھاری مرضی لیکن ہم اس تعلق سے تشویش میں مبتلا رہیں گے۔" حکیم ہاکر نے کہا۔

"میں اس سلسلے میں تمھاری کوئی مدد نہیں کر سکتا حکیم ہاکر۔" میں نے کسی قدر درشت لہجے میں کہا۔

بلا وجہ یہ لوگ فضول باتیں کر کے میرا ذہن بھی پراگندہ کر رہے تھے۔

بہر صورت قوزا نے دوسرے لوگوں کو اشارہ کیا اور سب خاموشی سے اٹھ گئے تب ہم اپنی رہائش گاہ کی طرف چل پڑے۔ رات کو شنارہ نے مجھ سے اس سلسلے میں سوال کیا۔ وہ خود بھی خاصی تشویش زدہ نظر آرہی تھی۔ اس نے مجھے بتایا۔

"میں گشت کرنے سے پہلے چلا ہے کہ نوجوان بری طرح جوش و خروش میں مبتلا ہیں۔ وہ سب کے سب اپنے ہتھیار تیار کر رہے ہیں اور انہوں نے داریکا سے مقابلہ کرنے کے لیے پورے طور سے تیاریاں کی ہیں۔"

"ہاں شنارہ ان لوگوں کو جنگ کرنا ہے۔"

"لیکن تم نے کیا کیا؟ صبح کو داریکے سے کیا بات طے کرو گے؟"

"ہم لوگوں کو داریکے کے حوالے کر دیا جائے گا۔" میں نے کہا۔

"کیا مطلب؟" شنارہ تعجب سے بولی۔

"ہاں شنارہ۔ ہم سب خود کو گرفتاری کے لیے پیش کر رہے ہیں جس میں تم بھی شامل ہو گی۔"

"اوہ سہوتا۔ تو بات کے اس کے بارے میں بات کرنا مجھے کوئی حق نہیں اور نہ ہی میں کوئی سوال کرنا چاہتی ہوں کیونکہ تیرے ساتھ میرے حملے میں کوئی تشویش نہیں لیکن اگر میں تجھ سے یہ پوچھوں کہ کیا اس بارے میں تیرا کوئی خاص منصوبہ ہے تو کیا مجھے اس بات کو پوچھنے کا حق ہے؟" شنارہ سہمے ہوئے پر سکون لہجے میں بولی۔

"ہاں کیوں نہیں شنارہ۔" میں نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تو پھر مجھے بتا۔"

"اصل بات میں شنارہ کہ کیا تیرا مقصد داریکا کی گفتگو اور خوبی باتوں سے بچنے پر گرفتاری ہے؟"

"میرا مقصد گرفتاری کے بارے میں ہے سہوتا۔ ہم خود کو گرفتاری کے لیے کیوں پیش کر رہے ہیں؟"

"شنارہ اسی میں تمھاری ذہانت سے سب کچھ کرنا ہے۔ اگر ہم ساحل پر کھڑے ہوئے جہازوں سے مخاصمت مول لیتے ہیں تو سکائی کے معصوم باشندوں کو کافی تکالیف سے دوچار ہونا ہو گا۔ انھیں کافی نقصانات اٹھانا پڑیں گے۔ میں چاہتا ہوں کہ ان لوگوں پر کوئی ایسی ضرب لگاؤں جو ان کی توقع کے خلاف ہو اور اس کے لیے میں سکائی والوں کو تیار ہونے کا پورا پورا موقع دینا چاہتا ہوں۔ ایک رات ان لوگوں کی تیاری کے لیے کافی نہیں ہے۔"

"ہاں سہوتا ایک رات میں جنگی فوجوں کو تیار کرنا بڑا مشکل ہے۔"

"اسی لیے شنارہ میں چاہتا ہوں کہ انھیں اچھا خاصا وقت مل جائے تاکہ وہ اپنا قیمتی وقت تیاریوں میں صرف کر سکیں اس کے بعد ہم ان لوگوں سے جنگ کریں گے۔ میں جنگ میں ذرا سی تبدیلی چاہتا ہوں اور یہ سارا کھیل اسی لیے کھیلا جا رہا ہے۔"

"تو بہت ذہین ہے سہوتا۔" شنارہ خوشی سے بولی پھر اس نے

آگے بڑھ کر اپنے نرم اور خون کی طرح سرخ اور گرم ہونٹ میرے ماتھے پر رکھ دیے اور میں ہر شخص کی اس لذت کو محسوس کرنے لگا۔ "لیکن یہ سب کچھ ہو گا کیسے؟" وہ میرے شانے پر اپنا سارا بوجھ ڈالتی ہوئی بولی۔

"تو دیکھتی رہ شنارہ یہ سب کیسے ہو گا۔"

"ویسے تو مجھے یقین ہے سہوتا کہ تو جو کچھ سوچے گا بہترین سوچے گا جو کچھ کرے گا نہایت ذہانت سے کرے گا۔ بس ہلکی سی ذہن میں تشویش تھی۔ تاہم مجھے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں ہے میں تو خود گرفتاری کے لیے پیش کرنے کو تیار ہوں۔"

"مجھے یقین ہے شنارہ ایسی ہی کیا بات ہے میں نے تمھاری موجودگی کے بغیر ہی حکیم ہاکر سے کہہ دیا تھا کہ میرے ساتھ شنارہ بھی خود کو گرفتاری کے لیے پیش کرے گی۔ ہاں ایک بات میں تم سے کہوں گا۔"

"کیا سہوتا؟"

"کیا تو خود کو جنگ کے لیے تیار پاتی ہے؟"

"اوہ سہوتا اگر تو ساتھ ہو گا تو بڑی جنگوں میں دشمنوں کو قتل کرنے میں کسی سے پیچھے نہیں رہوں گی اور مہارت کا ثبوت دیتی ہوں۔"

"مجھے یقین ہے شنارہ جب میں تیرا دشمن تھا تو تو نے میرے مقابلے میں بھی بہت کچھ کیا تھا تو میری خوش قسمتی تھی کہ میں بچ گیا۔" میں نے کہا اور شنارہ نے اپنا سر میرے سینے پر رکھ دیا۔ میرے دونوں ہاتھوں نے اس کی کمر کے گرد حلقہ بنا لیا۔

"مجھے بار بار وہ منحوس لمحات یاد دلا کر سہوتا مجھے شرم آتی ہے اور افسوس بھی ہوتا ہے۔"

"اس میں افسوس کی کیا بات ہے شنارہ۔ جب تک میں تمھارا دشمن تھا تمھاری کارروائیاں درست تھیں۔" میں نے شنارہ سے کہا۔

"نہیں سہوتا نہیں۔ ایسی بات نہیں ہے۔ تمھیں پتہ ہے میں اب دکھ بھرے انداز میں سوچتی ہوں۔ اگر میرا تجربہ تمھیں خراش بھی پہنچا جاتا تو میں شاید یہ احساس ہونے کے بعد زندگی بھر خود کو معاف نہ کر سکتی۔"

دوسری صبح سورج نکلا ہی تھا کہ جہازوں سے کشتیاں چل پڑیں۔ ہم سب جاگ رہے تھے۔ میں نے حکیم ہاکر کو قریب بلا لیا۔ قوزا سے میں رخصت ہو کر آ گیا تھا۔ قوزا کو اس بارے میں کوئی تفصیل نہیں بتائی گئی تھی۔ تب حکیم ہاکر سے میں نے کہا۔

"حکیم ہاکر میں تمھیں صرف چند چیزیں بتاؤں گا بعد میں حالات تم خود دیکھ لینا۔ دراصل میں ایسے حالات پیدا کرنا نہیں چاہتا کہ تم سب تجسس میں رہو اس لیے میں نے تفصیل تمھیں نہیں بتائی ہے اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ حالات کے بارے میں مجھے خود بھی اندازہ نہیں ہے کہ وہ کون سا رخ اختیار کریں گے۔

بہر صورت میں خود کو گرفتاری کے لیے پیش کر رہا ہوں۔ میرے ساتھ قوزا بھی ہو گا وہ میرے منصوبے میں شریک ہوں گے۔ میں بہت جلد واپس آؤں گا اس دوران سکائی کے باشندوں کو جنگ کے لیے تیار کرنا تمھارا کام ہو گا۔ انھیں جنگ کے لیے مکمل طور سے تیار کر لو اس کے بعد یہ جو جہاز کھڑے ہوئے ہیں میری مراد ان جہازوں سے ہے جو ہماری ملکیت ہیں انھیں پوری طرح تیار رکھو۔ میں کوشش کروں گا کہ تقریباً ایک ہفتہ تک ان انھیں خود میں الجھائے رکھوں اور پھر جب میں واپس آؤں تو مجھے تیاریاں مکمل ملنی چاہئیں۔ بعد کے حالات جو کچھ بھی ہوں گے اس کے مطابق عمل کیا جائے گا ان کے لیے پہلے سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ بہر صورت میرا خیال ہے تم مطمئن ہو گئے ہو گے۔"

"اوہ سہوتا۔ تیرے ذہن میں کوئی عظیم منصوبہ کام کر رہا ہے جسے میں سمجھ رہا ہوں لیکن میرے عزیز دوست اگر صورت حال تیرے منشا کے مطابق نہ ہو سکی تو؟"

"حکیم ہاکر تو مجھے جانتا ہے جس صورت حال پر میں عمل کرنے کا تہیہ کر لیتا ہوں وہ ہر صورت میرے قابو میں ہوتی ہے۔ اس وقت بھی میں تمھیں یقین دلا رہا ہوں کہ جو کچھ کر رہا ہوں وہی ہو گا اس سے ایک بھی چیز مختلف نہ ہو گی۔"

"تیرے لہجے کی صداقت اس بات کا یقین دلا رہی ہے سہوتا کہ تو جو کچھ کہہ رہا ہے وہی کرے گا۔" حکیم ہاکر نے کہا۔

"ہاں حکیم ہاکر۔ میں ان لوگوں کو ہر حال شکست دینا چاہتا ہوں یہ جہاز جہاں کھڑے ہیں ہوں گے اور اس کے بعد — اس کے بعد تم دیکھو گے حکیم ہاکر سردار داریکا اور اس کے تمام مشیروں کے سارے منصوبے دھرے کے دھرے رہ جائیں گے۔ میں اپنے منصوبے پر عمل کرنے کا پورا پورا ارادہ رکھتا ہوں۔ تم داریکا کے کشتی پر مجھے گرفتار کر کے اس کے سامنے پیش کرو۔"

"ان کی کشتیاں جہازوں سے چل پڑی ہیں۔" حکیم ہاکر نے کہا۔

"ہاں وہ تھوڑی دیر کے بعد ساحل پر پہنچ جائیں گے تب تم مجھے اس کے سامنے پیش کر سکتے ہو۔"

"ٹھیک ہے۔" حکیم ہاکر نے گردن ہلائی اس کی آنکھوں میں اضطراب کے آثار تھے لیکن میں نے اب اس کی طرف توجہ دینا چھوڑ دی تھی میں اپنا کام بہر صورت اپنی مرضی کے مطابق کرنا چاہتا تھا اور پھر ضروری بات کو اتنا نازک بھی نہیں ہونا چاہیے۔ کم از کم یہ میرا خیال تھا۔

بہر صورت کشتیاں ساحل پر پہنچ گئیں۔ سردار داریکا دوسرے افراد جن کی تعداد کسی طور پچاس پچپن سے کم نہ ہو گی مسلح ساحل پر اترنے اور

پھر سردار داریکا انھی تین آدمیوں کے ساتھ آگے بڑھا جن کے ساتھ پچھلی
شام اس نے ہم لوگوں سے گفتگو کی تھی۔ حکیم بالو داریکا کی پیشوائی کے لیے
موجود تھا۔

نوجوانوں کو روکنے کے لیے باقاعدہ انتظام کیا گیا تھا۔ یہ سب کچھ
حکیم بالو کی کارروائی تھی۔ نہ جانے اس بے چارے نے کن کن مشکلات سے
یہ سب کچھ کیا تھا اور اس وقت ساحل پر چند افراد کے سوا کوئی نہ تھا جو
پرجوش ہوتے ہیں جذباتی ہو سکتے ہیں اس لیے انھیں ساحل سے دور ہی
رکھا گیا تھا۔ تب داریکا سینہ تانے آگے بڑھا اور حکیم بالو کے مقابل پہنچ گیا۔

"سکالی کے مدبر مجھے یقین ہے کہ تم نے تدبر سے کام لیا ہو گا اور
کوئی بہتر بات سوچی ہو گی۔" وہ بلند آواز میں بولا۔

"ہاں میں نے کچھ سوچا تھا سوچ چکا ہوں۔" حکیم بالو نے جواب دیا۔

"ہاں آؤ میں اس کے سننے کا منتظر ہوں کہ کیا جواب ہے تمھارا جو میں
شباؤ کو دوں۔"

"شباؤ۔" حکیم بالو نے بھاری آواز میں کہا۔ "بہرصورت وہ جس طرح
بھی چاہتا ہے ہماری قسمتوں کا مالک بن چکا ہے۔ ہم اس سے بغاوت کا کوئی ارادہ
نہیں رکھتے۔ ہاں یہ دوسری بات ہے کہ ہم اسے دل سے پسند نہیں کرتے۔
چونکہ وہ ہم دونوں کی تخلیق ہے۔

بہرصورت اس سے تعاون کرتے ہوئے اور تم سے تعاون کرتے
ہوئے ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ان لوگوں کو تمھارے حوالے کر دیں جو اس وقت
زیراس کے جہاز میں موجود تھے جب تاراس پر حملہ کیا گیا۔"

"تو زیراس کہاں ہے؟"

"زیراس تو شکایا واپس جا چکا ہے۔" حکیم بالو نے جواب دیا۔

"ناممکن۔ یہ غلط ہے۔"

"بالکل ممکن ہے، ذرا بھی غلط نہیں ہے۔ تم جس وقت شکایا
واپس جاؤ تو زیراس کے بارے میں معلوم کر سکتے ہو۔ اگر وہ وہاں نہ ہو تو تم
دوبارہ واپس آ کر مجھ سے اس کا مطالبہ کر سکتے ہو۔" حکیم بالو نے کہا۔

"لیکن زیراس کا جہاز تو یہاں موجود ہے۔"

"ہاں۔ زیراس اپنا جہاز یہاں چھوڑ گیا ہے۔ وہ دوسرے لوگوں
کے ساتھ گیا ہے غالباً وہ اس کا کوئی کام ہو جس کے بارے میں ہمیں قطعی
کوئی علم نہیں ہے۔"

"اوہ۔ لیکن میں اس انوکھے شخص کو چاہتا ہوں جس کے بارے
میں سنا گیا ہے کہ وہ بے حد طاقتور ہے اور اس کا بدن سنہرے لباس کی
مانند چمکتا ہے۔ اس کے ساتھ ایک لڑکی بھی تھی جو بے حد خوبصورت تھی اور
اس لڑکی نے ہمارے سردار تاراس کو قتل کیا تھا۔"

"ہاں وہ دونوں موجود ہیں۔ اس کے علاوہ زیراس کے وہ پانچ
آدمی بھی جو اس وقت جہاز میں موجود تھے جب جہاز لنگر بیرے پر پہنچا تھا۔"

"ہوں۔ لیکن اس بات کا کیا ثبوت ہے حکیم بالو کہ تم جو کچھ کہہ رہے
ہو درست ہے، جبکہ یہ ممکن ہے کہ تم نے چند لوگوں کو ہمارے حوالے کرنے کا
ارادہ کیا ہو اور باقی لوگوں کو پوشیدہ رکھنا چاہتے ہو۔"

"دیکھو داریکا، سکالی بستی کے نوجوان بہت پرجوش ہیں لیکن جیسے
نوجوانوں کے جوش کو ٹھنڈا کرنے میں بزرگوں کا تدبر کام آتا ہے، میں
نے کوشش کی ہے کہ ان نوجوانوں کو تمھارے مقابل آنے سے روکوں کیونکہ یہ
نقل بغاوت کے مترادف ہو گا اور میں نہیں چاہتا کہ سکالی کے نوجوان شباؤ
کے قہر کا شکار ہوں۔ چنانچہ میں نے تم سے جو کچھ کہا ہے وہ بالکل درست ہے۔
اگر میں تم سے کوئی فریب کرنا چاہتا تو ان لوگوں کو بھی پوشیدہ رکھ سکتا تھا
لیکن میں خلوص دل کے ساتھ انھیں تمھارے حوالے کر رہا ہوں۔ اگر انھوں
نے شباؤ سے کوئی غداری کی ہے تو ان کا اور شباؤ کا معاملہ ہے۔ یہ لوگ خود
گرفتاری کے لیے پیش کرنے پر تیار نہیں تھے۔ یہاں ان کے چند حمایتی
بھی موجود تھے جو ان کا ساتھ دینا چاہتے تھے اور ان کا ساتھ دیتے ہوئے بری
مخالفت پر اتر آئے تھے۔

لیکن میں نے نوجوانوں کو ٹھنڈا کیا۔ تھوڑا فائدہ حاصل کرنے کے
لیے میں نے ان لوگوں کو قربان کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔"

اور یہ کہنے میں حکیم بالو کی چالاکی پر مسکرا دیا۔ کافی اچھا انداز تھا اس
کا۔ کوئی بھی شبہ نہیں کر سکتا تھا اس پر۔

حکیم بالو کچھ اور بھی کہہ رہا تھا۔ سری میں نے اپنا رخ پچھاڑی کی طرف کر
دیا۔ وہ کہہ رہا تھا۔

"بہرصورت وہ تمھارے قیدی ہیں، تم انھیں لے جا سکتے ہو۔ ہاں
اگر تمھیں میری بات کا یقین نہ ہو تو چھپے ذرائع سے کام لیتے ہوئے پوری
بستی کھنگال ڈالو۔ میں تمھیں اجازت دیتا ہوں کہ جس طرح چاہو معلومات
حاصل کر لو کہ کیا میری بات غلط ہے۔ اگر تو میری بات درست ثابت ہو
جائے تو ٹھیک ہے ورنہ تم جو چاہو کرنے کے حقدار ہو۔

البتہ میں تمھیں صرف اتنا بتا دینا چاہتا ہوں کہ اگر اس تلاش کے
دوران کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش آ جائے تو اس کی ذمہ داری پوری بستی پر
نہیں ہو گی۔"

داریکا پرخیال انداز میں گردن ہلانے لگا۔ جو کام آسانی سے
ہو رہا تھا اس کے لیے مشکلات پیدا کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔ بلاشبہ وہ
خونخوار شخص تھا، شباؤ کا پروردہ۔ وہ چاہتا تھا کہ سکالی کے لوگوں کو
نقصان پہنچائے لیکن بہرصورت وہ احکامات سے بھی مجبور تھا اور پھر یہ بات
بھی تھی کہ اگر اس کے آدمی سکالی کے لوگوں کے مقابلے پر آتے تو اتنا خون
ہوتا کہ اگر چند افراد سکالی کے قتل ہوتے تو کچھ اس کے بھی قتل ہوتے اور وہ
اس قسم کی کوئی جنگ نہیں چاہتا تھا۔ وہ اس جنگ سے جان بچانا چاہ
رہا تھا۔ چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد بولا۔

"ٹھیک ہے بزرگ شخص، میں تیری بزرگی کا احترام کرتے ہوئے
تیری بات تسلیم کرتا ہوں۔ وہ لوگ کہاں ہیں؟ انھیں میرے حوالے کر دے۔"

"قیدیوں کو لایا جائے۔" حکیم بالو نے کہا۔ دفعتاً اس کے چار
آدمی ہمیں اور شمانہ داریکا کے سامنے لے پہنچ گئے۔

داریکا نے ان لوگوں پر ایک نگاہ ڈالی اور ایک بوڑھا شخص اس
کے سامنے جھک گیا۔

وہ داریکا کو بتا رہا تھا کہ میں بتا رہا تھا تب داریکا نے مجھے غور سے
دیکھتے ہوئے کہا۔ "ہوں۔ یہی وہ شخص ہے اور اس کی ساتھی لڑکی بھی درست
اور قوم۔" اس نے بشک کی طرف دیکھا۔

"اس وقت تو شاید اس جہاز کے نگران تھے۔" اور میں حیران رہ گیا
کہ اس شخص کو یہ کیسے معلوم — لیکن پھر اس شخص نے آگے سوال کر دیا۔

"ہاں۔ اس وقت زیراس جہاز پر موجود نہ تھا۔ میں نے خود ان
سب کو دیکھا تھا۔"

میری کچھ میں بات آ گئی۔ وہ بوڑھا شخص ہم لوگوں کو پہچانتا تھا۔
بہرصورت ہمیں اس سے کوئی غرض نہ تھی۔ ہم تو خود گرفتاری کے لیے پیش
کر چکے تھے اور اب آسانی سے گرفتار ہو جانا چاہتے تھے۔

"دیکھو ان لوگوں کے پاس کوئی ہتھیار وغیرہ تو نہیں ہے۔" داریکا
نے اپنے آدمیوں سے کہا اور چند آدمی ہمارے نزدیک پہنچ گئے۔ انھوں نے
ہمارے بدن ٹٹولے۔

ہمارے پاس کچھ تھا ہی نہیں جس پر ان لوگوں کو اعتراض ہوتا۔ چنانچہ
ہمارے ہاتھوں میں رسیاں ڈال دی گئیں۔

موٹی رسیوں سے میرے اور شمانہ دوسرے افراد کے ہاتھ باندھ
دیئے گئے تھے۔ بالو کے چہرے پر شدید اضطراب کے آثار تھے۔ بلاشبہ بھی
پریشان لگ رہا تھا میں سے مجھے دیکھ رہا تھا لیکن بہرصورت کچھ بولا نہیں۔ وہ سب
میری ہدایت پر عمل کر رہے تھے۔

تب ہمیں کشتیوں کی طرف بڑھایا گیا۔ داریکا حکیم بالو کی طرف رخ
کر کے بولا۔

"ٹھیک ہے اے مدبر شخص، تیرا فیصلہ بہت مناسب ہے اور میں
تیرے اس تعاون کی اطلاع بھی شباؤ کو دوں گا۔ میں خوش ہوں۔"

بالو نے اس بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ میں صرف ایک بات کا اندازہ
کر رہا تھا اور مجھے خوشی ہوئی یہ دیکھ کر کہ ہم سب کو ایک ہی کشتی میں سوار کیا گیا اور
یقیناً یہ کشتی ایک ہی جہاز کے نکتے والی تھی۔

اگر وہ ہمیں منتشر کر دیتے اور مختلف جہازوں میں منتقل کر دیتے تو شاید مجھے
اپنے کام میں بے حد دشواری پیش آتی۔

لیکن اس وقت خوش قسمتی نے ساتھ دیا تھا۔ ہم سب کو ایک ہی
جہاز پر منتقل کیا گیا۔ رسیوں کی یہ گرہیں ہمارے لیے ... ہم کشتیوں سے جہاز میں پہنچے
کے اور تھوڑی دیر کے بعد ہم قیدیوں کی حیثیت سے جہاز میں موجود تھے۔

کشتیاں جہاز پر چڑھائی جانے لگیں۔ غالباً وہ اسی وقت واپس
جانے کا ارادہ کر رہے تھے۔ چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد جہازوں نے لنگر اٹھا لیے۔
ان کا رخ شکایا کی طرف تھا۔

کنارے پر کھڑے حکیم بالو اور دوسرے اشخاص حسرت کی نگاہوں
سے ہمیں دیکھ رہے تھے۔

حکیم بالو کی کچھ میں نہیں آ رہا تھا اب میں جو قیدی کی حیثیت سے
ان کے جہاز میں پہنچ چکا ہوں، کیا ایسی ترکیب یا عمل کروں کہ جس سے بازی
پلٹ سکے۔ یہ بات ان کے سمجھنے کی نہیں تھی لیکن بہرصورت میں بغور جہاز کا
جائزہ لے رہا تھا۔

❀

ہم سب کو ایک بند جگہ پر لے جا کر بٹھا دیا گیا۔ بند جگہ اس لیے منتخب
کی گئی تھی کہ ہم پر نگاہ رکھی جا سکے۔ وہ ہمارے ساتھ برا سلوک کرنا چاہتے تھے۔
اگر وہ ہمارے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا ارادہ رکھتے تو شاید ہمیں کسی سایہ دار
جگہ پر بٹھایا جاتا جہاں ہمیں سورج کی تپش تکلیف نہ پہنچاتی لیکن ان کا ایسا کوئی
ارادہ نظر نہیں آ رہا تھا۔

بہرصورت اس سے کیا فرق پڑتا تھا۔ انھوں نے اپنی دانست میں یہ
ایک شدید کام کیا تھا لیکن میں نے محسوس کیا کہ یہ صورت حال میرے لیے کافی
سود مند ہے میں اس بند جگہ بیٹھ کر جہاز کا پوری طرح سے جائزہ لے سکتا تھا۔
بلاشبہ ان لوگوں نے ... تھا اور اس کے ساتھی بھی خاموش تھے۔

ان کے چہروں پر کافی تشویش کے آثار تھے۔

شمانہ البتہ ٹھیک تھی۔ وہ کسی بھی آنے والے وقت سے خوفزدہ نہیں
تھی۔ وہ کئی بار مسکرا چکی تھی۔ میں نے ... اس نے مسکرا کر بولی۔

"شمانہ کیا تم خوفزدہ نہیں ہو؟"

"میں؟" شمانہ ... ہوئے انداز میں بولی۔ "جس جگہ تمھارا سایہ
پڑتا ہو وہاں میں خوفزدہ ہو سکتی ہوں؟"

"ٹھیک ہے شمانہ۔" میں نے مسکرا کر جواب دیا اور خاموش ہو گیا۔

شمانہ چند ساعت میرے چہرے کو دیکھتی رہی۔ اس کے بعد میرے ہاتھوں
کی طرف۔ پھر وہ میری طرف جھک کر سرگوشی کے سے انداز میں مسکراتی ہوئی بولی۔

"میں جانتی ہوں بہوتا۔ یہ موٹی رسیاں ہم جیسے لوگوں کے لیے تو
بہت کچھ ہیں لیکن تمھارے لیے شاید کچھ بھی نہیں۔"

"اوہ شمانہ۔ خاموش رہو۔"

"مسکراتا ہیں کیوں خاموش رہوں؟ کیا میں تیری ساتھی نہیں ہوں؟
تیری رازدار نہیں ہوں؟ تیرے رازوں میں شریک نہیں ہو سکتی؟"

"ضرور ہو سکتی ہو شمانہ لیکن اس وقت میں کچھ سوچ رہا ہوں۔"

"کیا؟ مجھے بتا۔"

شمانہ ضد پر آمادہ تھی۔ میں نے مسکرا کر اسے دیکھا۔ اس کی یہ ضد بہرحال
مجھے بری نہیں لگی تھی۔ اس کے انداز میں بڑا بھولپن تھا۔ چنانچہ میں نے کہا۔

"میں اندازہ لگانا چاہتا ہوں شمانہ کہ اس جہاز پر کتنے افراد موجود ہیں؟
کیا تم اس بارے میں اندازہ لگا سکتی ہو؟"

"ہاں، وہاں کیوں نہیں۔"

"تو پھر بتاؤ۔"

شنارا بھی خاموش نگاہوں سے میری طرح جہاز پر دیکھنے لگی۔ جو افراد کام پر لگے تھے اور جو لوگ گھوم پھر رہے تھے اس سے اندازہ ہوتا تھا کہ ان کے علاوہ اور لوگ موجود نہیں ہیں۔ جو تھے وہ کسی نہ کسی طرح سامنے آ گئے تھے۔

دارا کا اس جہاز پر موجود نہیں تھا۔ اس کا جہاز دوسرا تھا جو اس کشتی سے دوسرے جہاز میں چلا گیا تھا۔

بہرحال میری وہاں یہ فائدہ مند بات تھی کہ وہ سردار تھا اور یقینی طور پر دوسرے لوگوں کی رہنمائی کرتا تھا۔ بہرصورت اس کا یہاں نہ ہونا بہتر تھا اور ممکن ہے ہمارا واسطہ کسی کمزور آدمی سے ہوتا۔

ممکن ہے دارا کا اس سلسلے میں ذہانت سے کام لے جہاز اور ہمیں اس میں مشکلات پیش آئیں۔ بہرحال اب یہ سب کچھ ہو رہا تھا بہتر ہی تھا۔

تھوڑی دیر کے بعد شنارا نے اندازہ لگاتے ہوئے کہا۔ "میرا خیال ہے صرف اس جہاز پر تقریباً پچاس افراد ہوں گے۔"

"ٹھیک ہے شنارا میرا بھی یہی اندازہ تھا۔ اس طرح گویا ان تمام جہازوں پر جن کی تعداد سات ہے تقریباً ساڑھے تین سو افراد ہیں۔"

"ہاں!"

"بہت آسان بات ہے ہم بہ آسانی ان لوگوں کا خاتمہ کر سکتے ہیں۔"

"مگر کس طرح ممکن ہوگا؟"

"تو پھر بھی ہو شنارا ابھی ہمیں کچھ وقت کی ضرورت ہے۔ ہاں ان لوگوں کو دیکھو کس طرح مزے لگائے بیٹھے ہوئے ہیں۔ انہیں تو یہ یقین ہو گا کہ گرفتار ہو چکے ہیں۔" میں نے جنگ اور اس کے چار ساتھیوں کو دیکھتے ہوئے کہا جو نہایت خاموش نظر آ رہے تھے۔

"گرفتاری کا احساس بلاشبہ بہت اذیت ناک ہوتا ہے۔" شنارا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہیں بھی ایسا ہی محسوس ہوتا ہے؟"

"نہیں۔"

"کیوں؟" میں نے پوچھا۔

"اس لیے کہ تم میرے ساتھ ہو سوتا اور جس جگہ تم ہو وہ قید بھی ہو تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔"

"اوہ شنارا۔ میں بھی تجھ پر اتنا ہی بھروسہ اور اتنا ہی اعتماد کرتا ہوں۔ یقین کر مجھے بھی تیری ذات سے اتنی ہی محبت ہے۔"

"مجھے یقین ہے سوتا۔ اس میں شک و شبہ کی کوئی بات نہیں ہے۔"

شنارا نے پیار بھری نگاہوں سے مجھے دیکھتے ہوئے کہا اور پھر ہم دونوں خاموش ہو گئے۔

شنارا نے مجھے سوچنے کا پورا پورا موقع دیا تھا اور میں یہ اندازہ لگا رہا تھا کہ ان افراد کی کیا حیثیت ہے جو جہاز پر موجود تھے۔

وہ سب مسلح تھے لیکن جہاز پر آنے کے بعد اور ہمیں قیدی بنانے کے بعد شاید انہوں نے کسی بھی جنگ کا خیال ذہن سے نکال دیا تھا۔ انہوں نے اپنے جسموں سے ہتھیار کھول کر رکھ دیئے تھے اور میں نے یہ غور کیا تھا کہ اس وقت کہاں کہاں ہتھیار رکھے گئے ہیں۔

اور میرا پہلا کام تھا۔

ہم ان کی حیثیت سمجھتے ہیں اور رات کی اسیری بھی برداشت کرتے ہیں۔ میرے لیے زیر و قید یہ باتیں کوئی حیثیت نہیں رکھتی تھیں۔ میں تو آگ میں جسم کرنے کا بھی عادی تھا اور سمندر کے ٹھنڈے پانی میں سونے کا بھی عادی — لیکن شنارا اور باقی لوگ پریشان ہو رہے تھے۔ جنگ بیرونی طور پر خاموش تھا۔ غالباً اس کی کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ میں کیا کرنا چاہتا ہوں۔ اسے جو حکم دیا گیا تھا اس نے انہیں بتا کے اس پر عمل کیا تھا۔ ظاہر ہے وہ وفادار تھا اور جنگ ان لوگوں میں شامل تھا جنہیں زندگی اور موت کے بارے میں اطلاع مل چکی تھی۔ سو وہ مجھ سے انحراف نہیں کر سکتے تھے۔

دھوپ پورے جہاز پر پھیلی ہوئی تھی۔ لوگ عام طور سے سایہ دار جگہوں پر منتقل ہو چکے تھے۔ ہمارے بارے میں ابھی کوئی بات نہیں ہو سکی تھی نہ ہمیں پانی پلایا گیا تھا اور نہ ہمیں کھانے کے لیے پوچھا گیا تھا۔

میں اس صورت حال سے کسی قدر بے چین ہو گیا۔ مجھے اندازہ نہیں تھا کہ یہ لوگ اس قدر کینہ فطرت ثابت ہو سکتے ہیں کہ ہمارے آرام کا خیال بھی ترک کر دیں گے۔ ظاہر ہے ہم شنالا کے قیدی تھے ان کے نہیں۔ ہمیں سزا دینے والا شنالا تھا یہ لوگ نہیں — لیکن یہ لوگ ہمارے ساتھ جو سلوک کر رہے تھے وہ کسی طور جائز نہیں تھا۔

ممکن ہے شام کو ہمارے بارے میں سوچیں بہرصورت دن کا اذیت ناک وقت گزار دینا بے حد مشکل ہو گیا خاص طور سے شنارا۔

میں شنارا کے بارے میں سوچ رہا تھا وہ بہرصورت عورت بھی تھی۔ بے شک طاقتور بھی تو تھی لیکن بہرصورت عورت تو تھی جس کا مجھے پورا پورا احساس تھا۔

جنگ اور اس کے ساتھیوں کی حالت بھی زیادہ اچھی نہیں تھی بلکہ وہ صابر اور خاموش تھے۔ دوپہر ڈھلنے تک سورج کی تمازت اب کسی قدر کم ہو گئی تھی۔ تب جنگ نے گہری سانس لی اور وحشت سے بچنے کی کوشش کی۔ میں نے مسکرا کر جنگ کی طرف دیکھا اور جنگ کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس کے ہونٹ خشک تھے اور شاید وہ نقاہت محسوس کر رہا تھا۔ میں آہستہ سے کھسکا اور اس کے قریب پہنچ گیا۔

"کیا بات ہے جنگ تم پژمردہ نظر آ رہے ہو؟"

"سوتا کاش میں تیری ذہانت کا ادراک کر سکتا۔" جنگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب؟"

"تیرے چہرے کی ترو تازگی دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ سورج تجھ پر قطعی اثر انداز نہیں ہوا۔"

"ہاں یہ حقیقت ہے میں تر و تازہ ہوں۔"

"حالانکہ تیری ساتھی شنارا مرجھائی ہے۔"

"ہاں۔ مجھے شنارا کا بہت افسوس ہے۔"

"تو نے اسے ساتھ کیوں لیا سوتا؟ ہم تنہا ہی مشکلات جھیلتے تو بہتر تھا جبکہ تو نے وہ ایسا کرنا تھا نہیں کیا؟"

"وہ جنگ، وہ لا بیان حالات میں نہیں رہ سکتی تھی، بہرصورت تو اس سلسلے میں کیا خیال ہے؟"

"میرا؟" جنگ نے افسردگی سے کہا۔

"ہاں کیوں؟"

"میں کیا کر سکتا ہوں سوتا۔ تو نے مجھے جو حکم دیا اس پر آنکھیں بند کر کے تیار ہو گیا اور اگر مجھے اس طرح بیٹھے بیٹھے رات بھی ہو جائے تب بھی مجھے کوئی اعتراض نہ ہو گا کیونکہ میں تیرے احکامات کی پابندی کر رہا ہوں۔"

"بے شک تو ایک وفادار شخص ہے جنگ۔"

"تیرا شکریہ سوتا۔" جنگ نحیف لہجے میں بولا۔

"لیکن میں تجھے حالات سے لاعلم نہیں رکھوں گا۔ سن یہ بات میری فطرت بتاتی ہے کہ ساتھ اور دوستی کی سچی شخصیت کر۔ تو میرا پہلا وعدہ ہے اور اس لیے میں نے تجھے اپنا ساتھی چنا ہے کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تو ایک دلیر اور جری آدمی ہے۔"

"میں ایک بار پھر تیرا شکر ادا کرتا ہوں سوتا کہ تو نے مجھے اس قابل سمجھا۔" جنگ نے جواب دیا۔

"ہاں بے شک تو اس کے قابل ہے جنگ۔ تو سن ہم ایک دن اور ایک رات کا سفر کریں گے یہ رات گزر جانے کے بعد جب صبح ہو گی تو میں تم سب کو آزاد کر دوں گا۔ میں نے سفر کا اندازہ لگا لیا ہے ہم اب اس کی ٹائمنگ جائیں گے — اور یہ کام ہم اس وقت کریں گے جب ہمیں یقین ہو کہ جہاز پر موجود تمام لوگ سو رہے ہیں اور پھر ہم گہری نیند سونے والوں کی بند اور گردنیں کاٹ دیں گے اور پھر وہ کبھی آنکھیں نہ کھول سکیں اس کے بعد ہم اس جہاز کو واپس سکالی کی طرف لے جائیں گے۔ تو نے غور کیا اس بات پر کہ ہمیں اس سے کیا فائدہ ہو گا؟"

"اوہ — میں نہیں سمجھا۔" جنگ کے چہرے پر اچانک رونق آ گئی تھی۔

"جنگ اگر ہم آج صبح ان سے یہ بات کہہ لیتے کہ قیدیوں کو ان کے حوالے نہیں کیا جائے گا تو ساحل پر جنگ شروع ہو جاتی۔ کیا تجھے یقین ہے کہ سکالی کے تمام بہترین کارکنوں اس جنگ کے لیے تیار ہوتے۔ ہماری تعداد اتنی زیادہ نہیں تھی کہ ان کا مقابلہ کرتے لیکن ایک دن اور ایک رات سکالی کے نوجوانوں کے لیے کافی ہے۔

اور اس کے بعد وہ جنگ کریں گے تو بھرپور انداز میں کریں گے۔ میں ان لوگوں کو اسی لیے سمندر میں دور لے آیا ہوں کہ یہ لوگ واپسی کا سفر کریں اور اس کے بعد جب یہ واپس سکالی کے ساحل پر پہنچیں گے تو سکالی کے جوان انہیں جنگ کے لیے تیار ملیں گے۔"

"اوہ۔ اوہ۔ یہ بات میری تو سمجھ میں نہیں آئی تھی — دیوتاؤں کی قسم یہ بے حد عمدہ ترکیب ہے اس سے شاندار بات اور کوئی نہیں ہو سکتی تھی۔ اوہ عظیم سوتا۔ تو۔ تو کیا ہے — تو نے تو — ہم لوگوں کو واقعی حیران کر دیا ہے۔ تیری یہ ذہانت تو ایسے ایسے گل کھلاتی ہے کہ عقل حیران ہو جاتی ہے۔" جنگ میری تجویز سے حیران رہ گیا تھا۔ وہ واقعی دیر تک کھل کر بولا۔

لیکن مجھے اپنی تعریف سننے کا کوئی شوق نہیں تھا۔ یہ شوق تو صدیوں سے پورا ہو چکا تھا۔ میں تو صرف عمل چاہتا تھا اور میری خواہش تھی کہ جیسا میں نے سوچا ہے اسی کے مطابق کام ہو۔

جنگ چند ساعت تک حیران رہا۔ اس کے چہرے کے تاثرات بدل گئے تھے۔ غالباً گرفتاری کے احساس اور شنالا کو شکست دینے والی سزا کے احساس نے اسے خوفزدہ کر کے پژمردہ کر دیا تھا لیکن اب جب اس نے میری تجویز سنی تو اسے احساس ہوا کہ اس کے ساتھ ناقابل تسخیر طاقت شامل ہے اور اس کے بعد کوئی دشواری راہ میں حائل نہیں ہو سکتی لیکن یقینی بات ہے کہ اس کے ذہن میں بہت سارے سوالات ابھر رہے ہوں گے۔ چنانچہ اس نے کہا۔

"لیکن سوتا ہم آزاد کس طرح ہوں گے؟"

"اوہ۔ یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے جنگ۔ تم سمجھ گئے میں کس آسانی سے تمہیں آزاد کر دیتا ہوں۔"

"ہاں سوتا۔ تیرا علم قابل فہم ہے لیکن میں سخت حیران ہوں۔ اگر تو اجازت دے تو میں اپنے ساتھیوں کو بھی اس کے بارے میں بتا دوں۔ وہ بیچارے دھوپ اور اس وقت کی تھکن نے انہیں نڈھال کر دیا ہے جبکہ میرا خود بیچارا کیفیت تھی اور ان کے بارے میں اندازہ لگا سکتا ہوں وہ کبھی بری طرح اس مایوسی کا شکار ہوں گے کہ اب انہیں شنالا کے سامنے پیش کر کے موت کی سزا بھگتنی ہو گی۔ تو شنالا انہیں جانتا ہے سوتا۔ وہ دوسروں کے ہاتھوں میں کھینچنے والا شخص ہے اور وہ یہی کچھ کرے گا جو وہ چاہیں گے جبکہ ہم جانتے ہیں کہ وہ ان کے دوست اور مددگار ہیں۔ کون کیا ہے چنانچہ یہ لوگ بھی اسی مایوسی کا شکار ہوں گے۔ اگر تو اجازت دے تو میں انہیں اس مایوسی سے نکال لوں؟" جنگ نے پوچھا۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے جنگ لیکن ہم اپنے کام میں انتہائی ہوشیاری سے کرنا چاہتے ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ تم لوگوں کے پُر رونق چہرے دیکھ کر جہازوں کو کوئی شبہ ہو اور وہ ہمارے خلاف کوئی کارروائی کریں۔ چنانچہ بہتر یہی ہو گا کہ رات گزرنے دو اور جب رات کا آخری پہر بھی گزر جائے تو تم ان لوگوں کو سب کچھ بتا دینا۔ تب تک انہیں مایوسی جھیلنے دو۔"

"جو تیرا حکم سوتا۔ میں وہی کروں گا جو تو نے کہا ہے۔" جنگ نے کہا۔

اور میں خاموش ہو گیا۔

رات کا آخری پہر بھی گزر چکا تھا۔ ان لوگوں کو دلیل فطرت جلانے سے تھی۔ انہوں نے دن بھر ہمیں بھوکا پیاسا رکھا تھا اور رات کو بھی جانے

لیے کوئی انتظام نہیں کیا تھا چنانچہ ان لوگوں کے چہرے بھی بھوک سے نڈھال تھے۔ شمانہ بھی نڈھال ہو چکی تھی۔ میں اگر چاہتا تو ان میں سے کسی بھی آدمی کا خون تک نچوڑ کر شمانہ کے حوالے کر سکتا تھا، اس کا گوشت شمانہ کو کھانے کے لیے دے سکتا تھا لیکن صرف حالات کی نزاکت جس کا مجھے پورا پورا احساس تھا اور یہی بات میں نے شمانہ سے کی۔

"میں محسوس کر رہا ہوں شمانہ کہ تم نڈھال ہوتی جا رہی ہو۔"

"دیکھو سوتا یہ فطری امر ہے۔ مجھے کھانے پینے کو کچھ نہیں مل رہا ہے اس لیے مجھے نڈھال تو ہونا ہی چاہیے ورنہ تم یقین کرو میں ذہنی طور پر بالکل مطمئن اور پرسکون ہوں۔ میں اس کیفیت کو ابھی طویل عرصے تک برداشت کر سکتی ہوں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ تم اگر مجھے نڈھال دیکھ رہے ہو تو یہ صرف بیرونی اثرات ہیں البتہ اس سے قطع نظر میں بالکل پرسکون ہوں۔ ہم جو کچھ کرنے جا رہے ہیں وہ انتہائی کارآمد بات ہے۔"

"اوہ شمانہ درحقیقت تم اپنی جگہ بہت بلند فطرت کی مالک ہو۔" میں نے شمانہ سے کہا۔

"بس بس سوتا رہنے دے ان باتوں کو، جو کچھ بھی ہوں تیری غلام ہوں اور مجھے اس بات پر فخر ہے کہ میں تیری پسندیدہ شخصیت ہوں۔"

"ہاں شمانہ تم واقعی میری پسندیدہ شخصیت ہو۔" میں نے جواب دیا اور شمانہ مسکرانے لگی۔ ہم نے محسوس کیا تھا کہ ہمیں گرفتار کر کے لانے والے کافی حد تک اب ہم سے لاپرواہ ہو چکے ہیں۔ یوں بھی خیال ایک ہی جہاز کی بات کی جاتی تو ان کی تعداد پچاس تھی اور ہم پانچ چھ آدمیوں کے لیے وہ سب بہت کافی تھے اور اگر ہم کوئی حرکت کرنے کی کوشش کرتے بھی تو اس کا نتیجہ ان کے خیال میں موت کے علاوہ کچھ نہ تھا۔

سمندر میں کودنے کی کوشش کی جاتی تو جہاز اتنی دور نکل آیا تھا کہ زندہ ساحل تک پہنچنا ناممکنات میں شامل تھا اور اگر کوئی اور حرکت کی جاتی تو یہ سب ہمیں بہ آسانی قتل کر سکتے تھے، کم از کم ان کے ذہنوں میں یہی خیال ہو گا اور اسی لیے وہ ہماری طرف سے مطمئن ہو گئے تھے اور ان کا یہ اطمینان ہمارے لیے بہرحال فائدہ بخش تھا۔

میں نے کچھ لوگوں کو نیند میں جھومتے دیکھا، البتہ بشک بالکل ہوشیار تھا اور میری ساتھی شمانہ بھی اس طرح چاک و چوبند نظر آ رہی تھی جیسے رات گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کے بدن کی توانائی بھی بڑھتی چلی جا رہی ہو۔ میں خوش اور مطمئن تھا۔ ہم میں سے کوئی سونا بھی نہیں چاہتا تھا کیونکہ سونے سے بہت سے نقصانات ہو سکتے تھے۔ حالانکہ میں نے شمانہ اور بشک کو یہ پیشکش بھی کی کہ اگر وہ چاہیں تو سو سکتے ہیں، میں یہ ذمہ داری لیتا ہوں کہ انھیں وقت مقررہ پر جگا دوں۔

لیکن انھوں نے اس بات سے انکار کر دیا ——— اور شمانہ نے کہا تھا۔

"نہیں سوتا صورت حال اتنی نازک ہے کہ ہم میں سے کسی کو غافل نہیں ہونا چاہیے، جس طرح ہم نے ایک دن تکلیف کا گزارا ہے ایک رات بھی پریشانیوں میں گزار سکتے ہیں۔ یہ رات ہمیں فائدہ ہی فائدہ دے گی۔"

"ہاں یہ درست ہے۔" میں نے جواب دیا اور بشک مسکرا پڑا۔ پروفیسر زندگی کی امید نے اس کے چہرے کو روشنی کی چمک بخش دی تھی۔ اب وہ کافی حد تک مطمئن اور پرسکون نظر آ رہا تھا۔ میں نے شمانہ کی طرف دیکھا اور اچانک شمانہ میرے کان کی طرف جھک آئی۔

اس نے میرے کان میں آہستہ سے کہا تھا۔ "کریکم بخت بشک سوتا بھی نہیں ہے۔" وہ اپنے چہرے کو مذاق سے بگاڑتی ہوئی بولی۔

"کیوں شمانہ؟" میں نے دلچسپی سے پوچھا۔

"بس میں چاہتی ہوں یہ سو جائے۔"

"کیوں سو جائے؟ تم بھی تو جاگ رہی ہو۔" میں نے پھر مسکرا کر کہا۔

"اوہ سوتا۔ دراصل دن بھر کی گھٹن، تکلیف و مشقت دور کرنے کا ایک بہترین طریقہ یہ تھا کہ میں تمھارے سینے پر سر رکھ کر لیٹ جاتی لیکن اس کے سامنے یہ سب کچھ ممکن نہیں ہے۔" شمانہ نے کہا۔ اس کی آنکھیں جھک رہی تھیں۔

"کیوں شمانہ؟"

"بس میں اس کے سامنے یہ سب کچھ نہیں کر سکتی۔" اور میں عورت کی فطری شرم پر غور کرنے لگا۔

اور پروفیسر بھی مسکرا پڑا۔ عورت دورِ جدید کی ہو یا دورِ قدیم کی لاجونتی کے پودے کی شرم دونوں کو ودیعت کی گئی۔ عورت کی حیا... اور پروفیسر کافی دیر میں اس بات پر غور کرتا رہا۔

بہرحال وقت گزرتا رہا۔ بشک بھی جاگتا رہا اور شمانہ بھی۔ شمانہ البتہ میری گود میں سر رکھ کر لیٹ گئی تھی، البتہ وہ جاگ ضرور رہی تھی۔

میری خواہش تھی کہ وہ سو جائے اور میں اپنے دوست ستاروں سے کچھ گفتگو کروں جو میرے سر پر چمک رہے تھے لیکن شمانہ جاگتی رہی اور مجھے موقع نہ مل سکا۔

بہت عرصے کے بعد اس طرح سے کھلا آسمان نصیب ہوا تھا اس لیے میری نگاہیں کبھی کبھی ستاروں میں کچھ تلاش کرنے لگتی تھیں لیکن جو کچھ میں چاہتا تھا اس کا موقع مجھے نہ مل سکا لیکن بہرحال مجھے کوئی افسوس بھی نہیں تھا۔

رات آہستہ آہستہ بیتتی رہی، پہلا پہر دوسرا پہر اور پھر تیسرا پہر بھی گزر گیا اور ہمارے کام کا وقت آ گیا۔

وقت مقررہ پر میں نے اپنے ہاتھوں میں بندھی رسیوں کو دیکھا اور جہاز پر موجود لوگوں کو۔ جہاز کا تمام عملہ سو رہا تھا۔ مجھے ایسا کوئی بھی شخص نظر نہیں آیا جو جاگ رہا ہوتا۔ ہاں صرف وہ، جو جہاز کو چلانے کے ذمہ دار تھے لیکن وہ بھی اونگھ رہے تھے اور ہوا اپنا کام کر رہی تھی۔ گویا اس وقت جہاز صرف ہواؤں کے رحم و کرم پر تھا۔

چنانچہ میں نے چاروں طرف سے مطمئن ہونے کے بعد اپنے ہاتھوں میں بندھی ہوئی موٹی رسیوں کو ہلکا سا جھٹکا دیا اور رسیوں کی تڑاخ کی آواز پیدا ہوئی تھی۔ شمانہ نے میری طرف دیکھا اور پھر ٹوٹتی ہوئی رسیوں کو۔

وہ حیران رہ گئی تھی۔ اس کے چہرے پر ایک مجھے کے لیے عجیب سے تاثرات پیدا ہوئے لیکن دوسرے لمحے اس نے جھک کر میری دونوں کلائیوں کو چوم لیا۔

"میں جانتی ہوں سوتا کہ یہ کام تمھارے لیے مشکل نہ ہو گا لیکن بشک ضرور حیران ہو گا۔" اس نے سرگوشی کی۔

اور میں اس کی کلائیوں کی طرف متوجہ ہو گیا تب میں نے شمانہ کے نازک ہاتھوں کو ان رسیوں سے آزاد کر دیا۔

میرا تیسرا عمل بشک کے ساتھ تھا۔ بشک نے میرے کھلے ہاتھ دیکھے تو حیران رہ گیا۔ اس وقت شاید اسے بھی جھونک آ گئی تھی۔

"ارے سوتا۔ تو۔ تو۔ تیرے۔ تیرے ہاتھوں کی رسیاں ———" وہ ہکلاتی ہوئی زبان میں بول رہا تھا۔

"ہاں بشک۔ میں نے کہا تھا نا آزادی کا وقت آ گیا۔" میں نے کہا اور بشک نے اپنے دونوں ہاتھ میرے سامنے کر دیے۔

بشک کے ہاتھوں کی رسیاں کھولنا کون سا مشکل کام تھا اور پھر بشک نے اپنے چاروں ساتھیوں کی رسیاں پھرتی سے کھولنا شروع کیں۔

بشک نے انھیں جگایا، جھنجوڑا اور انھیں خاموش رہنے کی تلقین کی۔ چاروں حیرانی سے اسے دیکھنے لگے تھے۔

"تم کیا سمجھتے ہو ہمارے ساتھ سوتا ہے۔ ہم جہاز پر قید نہیں رہ سکتے بلکہ ہم ایک منصوبے کے تحت جہاز پر آئے ہیں۔" بشک نے ان کی حیرانی کو نظر انداز رکھتے ہوئے کہا۔

"ہم نہیں سمجھے جناب؟"

"ٹھہرو پہلے میں تمھیں آزاد کر دوں، اس کے بعد باقی باتیں سمجھاؤں گا۔" بشک نے کہا۔

بشک ان کی رسیاں کھولنے لگا۔ میں بھی اس کی مدد کر رہا تھا اور شمانہ بھی۔ چند ساعت کے بعد ہم سب آزاد تھے۔

بشک کے ساتھی اپنی کلائیاں مسلنے لگے تھے۔ تب بشک نے میری طرف رخ کر کے کہا۔

"اب کیا ارادہ ہے سوتا؟"

"تم لوگ اگر چاہو تو اسی طرح یہاں بیٹھے رہو جیسے بندھے بیٹھے تھے۔ میں تم لوگوں کے لیے اسلحے کر آتا ہوں۔"

"اوہ سوتا! ہم لوگ بھی کیوں نہ ساتھ چلیں؟"

"اس کی ضرورت نہیں ہے بشک۔ میں نہیں چاہتا کہ انھیں کسی قسم کی ہلچل کا اندازہ ہو اور وہ وقت سے پہلے جاگ جائیں۔ میں پہلی ہی کوشش میں ان میں سے بہت سے لوگوں کو ہلاک کر دینا چاہتا ہوں اور اس کے لیے ضروری ہے کہ ہمارے پاس ہتھیار انتہائی خاموشی سے پہنچ جائیں۔" میں نے کہا۔

"جو تیرا حکم سوتا ——— لیکن ———"

"کچھ نہیں بشک۔ بس تم آرام سے بیٹھو۔" میں نے کہا اور اپنی جگہ سے آگے بڑھ گیا۔

شمانہ خاموشی سے مجھے جاتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ اس کی آنکھیں اس وقت بھی محبت سے بھرپور تھیں۔ بہرحال اس وقت سارے خیالات کو ذہن سے جھٹک کر میں اپنے اگلے اقدام کے بارے میں غور کرنے لگا۔

میں دن کی روشنی میں دیکھ چکا تھا کہ اسلحہ خانہ کس جگہ ہے اور اس کے داخلے کا راستہ کس طرف ہے۔ بہرحال میں خاموشی سے وہاں پہنچ گیا۔

اسلحہ خانے کے دروازے پر مجھے ایک آدمی سوتا ہوا ملا تھا اور پھر شاید اسے حسرت ہی رہ گئی کہ وہ جاگ سکتا۔ میرے آہنی ہاتھوں کے شکنجے نے اس کی گردن دبا دی تھی۔ اس کی آنکھیں ابل پڑی تھیں اور زبان باہر نکل آئی تھی۔ اس نے ہاتھ پاؤں ہلانے کی کوشش کی تھی لیکن بے سود۔

ظاہر ہے میرے ہاتھوں موت اس کا مقدر بن چکی تھی۔

اس آدمی کو مارنے کے بعد میں نے اسلحہ خانے کا دروازہ کھولا اور اطمینان سے اندر داخل ہو گیا۔

بڑی بڑی عمدہ چیزیں موجود تھیں۔ میری پسند کا کھانڈا بھی موجود تھا۔ خاصا وزنی تھا۔ ویسے کھانڈے عام طور پر وزنی ہی ہوا کرتے ہیں، وہ میرے معیار کا تو نہیں تھا لیکن اتنا ضرور تھا کہ وقتِ ضرورت کام آ سکتا تھا۔

چنانچہ میں نے دو کھانڈوں کا انتخاب کیا، باقی لوگوں کے لیے تلواریں اور کمانیں لے لیں۔ شمانہ کے لیے ایک نیزہ بھی لے لیا اور ایک خنجر بھی۔

شمانہ خنجر کا استعمال بہت اچھی طرح جانتی تھی اور اس کے بعد میں یہ تمام چیزیں لے کر نہایت خاموشی سے پلٹ پڑا۔

میں نے اپنے ساتھیوں کے قریب پہنچ کر یہ چیزیں ان میں تقسیم کر دیں اور ہم نے آخری بار ان جہازوں کی جانب دیکھا جو ہمارے جہاز کے ساتھ ساتھ چل رہے تھے لیکن ان کا فاصلہ کم از کم اتنا ضرور تھا کہ ایک جہاز سے دوسرے جہاز کو بہ آسانی نہیں دیکھا جا سکتا تھا۔ ظاہر ہے یہ فاصلے لازمی تھے کیونکہ اگر جہاز قریب قریب چلتے تو ہواؤں کا رخ انھیں آپس میں ٹکرا بھی سکتا تھا۔ ان جہازوں کی طرف سے ویسے مجھے کوئی خطرہ نہیں تھا۔

صرف بادبانوں کا رخ موڑنا اور اس کے بعد جہاز چلانا ——— یہ بھی کرنا تھا اور اس کے بعد ہم سکالی کے ساحل پر ہوتے۔

بہرصورت اب سب سے اہم مرحلہ شروع ہو گیا تھا، چنانچہ ہم نے تلواریں اٹھا لیں سنبھالیں۔ میں نے اپنے دونوں کھانڈے اپنے ہاتھوں میں لیے، شمانہ نے خنجر اور نیزہ سنبھال لیا۔

سات افراد کا یہ گروہ انسانوں کی تلاش میں چل پڑا۔ وہ انسان جو سوئے ہوئے تھے۔

ہم نے سب سے پہلے حملے میں ان پانچ افراد کو ہلاک کر دیا جو سب سے پہلے ہمارے سامنے آئے تھے۔ ان کی چیخیں بلند ہوئی تھیں لیکن اس ...

فرو نہیں ہو جاتا تھا۔

اور ہم وہاں سے آگے بڑھ گئے۔ طے ہو گیا تھا کہ ابھی جنگ نہیں کی جائے گی اور لڑائی کے لیے کوئی موقع ہمارے انتظار میں ہے۔ اس طرح اگر ہم منتشر ہو گئے تو ہمیں بہت سے آدمی مل سکتے ہیں۔

دریا بارہ افراد کو ہم نے قتل کیا تھا کہ جہاز پر ہماری کامیابی کی خبر ہو گئی اور دوسرے ہوئے لوگ دہشت زدہ اندر ہی اندر پڑے ہوئے تھے۔

انھوں نے اپنے اسلحہ خانے کی طرف کا رخ کیا لیکن ہم نے ایسا راستہ روک رکھا تھا کہ کوئی بھی اسلحہ خانے میں داخل نہ ہو سکتا تھا۔

بہرصورت اسلحہ خانے میں سارا اسلحہ رکھ دینا ان لوگوں کی حماقت تھی جس سے انھوں نے نقصان اٹھایا۔

ہم لوگ سپاہی بھی تھے اور چاق و چوبند بھی۔ جہاز رانی بھی وہ لوگ جنہوں نے [illegible] تھے جس کی وجہ سے ان کے حواس کام نہیں کر رہے تھے اور [illegible] بھی۔

چنانچہ رفتہ رفتہ افراد خود آگے بھی ہوتے تب ہم سب لوگ ایک طرح سے ان کے سامنے تھے تو ان کی ایک نہ چلی۔ سو ہم لوگ انھیں تلاش کر کے قتل کرنے لگے۔ وہ پہلے جہاز میں بھاگ رہے تھے اور اپنی جانیں بچانے کی فکر میں تھے۔ جس کے ہاتھ میں جو چیز لگی تھی وہ اسے لے کر جنگ کر رہا تھا۔

ان میں ایک شاہی سپاہ کا سردار تھا جیسے دونوں ہاتھوں سے تلوار چلا رہا تھا اور جس طرف [illegible] اٹھاتے وہاں لاشیں بچھ جاتی تھیں [illegible] جہاز پر یہاں چند ہی آدمی تھے جنھیں قتل کرنے میں ہمیں زیادہ دیر نہ لگی۔

ہم نے جہاز کے عملے کے ایک ایک فرد کو چن چن کر قتل کر دیا تھا سوائے ان چند افراد کے جنھوں نے سمندر میں کود کر جان بچانے کی کوشش کی تھی۔ غالباً ان کا خیال ہو گا کہ اگر زندگی ہے تو کسی جہاز پر پہنچ جائیں گے ورنہ موت تو مقدر ہو ہی چکی تھی۔

اس طرح ہم نے جہاز ان لوگوں سے پاک کر لیا جو سکالی کے دشمن تھے شبالا کے دل پسند دوست۔

ہمارا مقصد پورا ہو گیا اور کامیاب رہا تھا۔ چند لوگوں نے بے حال لوگوں کے بدن بھی [illegible] کر دیے گئے تھے۔ ہمارے ساتھی بے حد خوش تھے اور پھر ہم نے انتہائی کوشش کر کے جہاز کے بادبانوں کو پلٹ دیا۔

بادبان کھلنے کے بعد چند ساعت کے بعد ہمارا جہاز پیچھے کی سمت واپس ہونے لگا۔ سب کو معلوم ہے تمام جہاز تیز رفتاری سے آگے بڑھ رہے تھے۔ غالباً ان کے [illegible] بھی سو رہے تھے اور صورت حال کا اندازہ نہیں کر سکے ہوں گے۔

غالباً اسی لیے کسی کو اندازہ نہیں ہو سکا کہ ان کے بیڑے میں ایک جہاز کم ہو کر پیچھے رہ گیا ہے بلکہ پیچھے کی سمت واپس جا رہا ہے اور ہمارا جہاز برق رفتاری سے سکالی کے ساحل کی جانب سفر کرنے لگا۔

خوشی کا یہ سفر بڑا مبارک رہا تھا۔ ہم چند روز میں سکالی کے ساحل پر پہنچ جانا چاہتے تھے اور ہماری خوش قسمتی تھی کہ ہمارے جہاز کی رفتار تیز سے تیز تر ہو جائے۔ چنانچہ چند افراد نے چپو چلانے کی کوشش بھی کی تھی لیکن تیز ہوائیں سکالی کے ساحل کی طرف رواں تھیں جس کی وجہ سے چپو چلانا بیکار ثابت ہو رہا تھا۔ ظاہر ہے جہاز کی رفتار اس سے زیادہ نہیں بڑھ سکتی تھی۔ چنانچہ میں نے ان لوگوں کو منع کر دیا جو چپو چلانے کی انتہائی کوششیں کر رہے تھے۔ ظاہر ہے چند افراد کی [illegible] بیکار تھی ورنہ اتنے بڑے جہاز میں چند افراد کا چپو چلانا [illegible] کے سوا اور کیا ہو سکتا تھا۔

بہرصورت انھوں نے میرے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے چپو چلانا بند کر دیا تھا اور ہم سب سمندر کے ایک حصے کی طرف دیکھتے تھے جہاں دور دور تک جاتے ہوئے جہاز ہم سے اتنی دور نکل چکے تھے کہ اب ان کے بادبانوں کی سفیدی بھی ہمیں نظر نہیں آ رہی تھی۔ ظاہر ہے ان لوگوں کو ابھی تک ہماری واپسی کی خبر نہیں ہوئی تھی۔ خبر ہو جاتی تو وہ ہمیں تنگ کرتے ۔۔۔۔ لیکن اس وقت تک ہم سکالی کے ساحل پر پہنچ چکے ہوتے۔

اور یہ بھی خوش قسمتی تھی کہ ہواؤں کا تعاون بھی ہمیں حاصل تھا [illegible] اس وقت [illegible] جس وقت کا سمندر دکھائی دیتا ہے۔

یعنی جب سورج سروں سے بلند ہو کر آسمان [illegible] پہنچا اور پھر وہاں سے اس نے ڈھلان کی طرف کا رخ کیا تو ہمیں [illegible] سکالی کا ساحل نظر آنے لگا تھا اور پھر جب سورج بادلوں میں غروب ہونے لگا تو ہم سکالی کے ساحل پر پہنچ چکے تھے۔

سکالی کا ساحل بے شمار افراد سے بھرا ہوا تھا اور وہ ہمارے استقبال کے لیے تیار تھے۔ وہ سب خوشی سے ہاتھ ہلا رہے تھے۔ غالباً حکیم ہالار نے انھیں پوری طرح اس بات سے آگاہ کر دیا تھا کہ ہم کیا کرنے والے ہیں۔

سکالی کے نوجوان جوش و خروش سے ساحل پر رقص کر رہے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں ہتھیار بھی تھے اور وہ بہت زیادہ خوش نظر آ رہے تھے۔ [illegible] سکالی کے انتہائی [illegible] تھے اور ہمارے دشمن کہلاتے تھے۔

ہم کامیاب و کامران واپس سکالی کے ساحل کی طرف بڑھ رہے تھے اور وہاں کے لوگوں کا جوش و خروش دیکھ رہے تھے۔

حکیم ہالار اور دوسرے چند لوگ بھی کنارے پر موجود تھے اور شادیانے بجا رہے تھے۔ بالآخر ہمارا جہاز ساحل سے لگ گیا اور ہم چھوٹی کشتیوں کے ذریعے پانی میں سے ساحل کی طرف جانے لگے۔

استقبال کرنے والے ہماری طرف دوڑ پڑے تھے اور پھر ہماری کشتی کو ساحل پر کھینچ لیا گیا۔ لوگوں نے ہمیں اٹھا کر کندھوں پر بٹھا لیا۔

خود میرے ساتھ بھی یہی کیا گیا تھا۔ نجانے حکیم ہالار سکالی کے نوجوانوں کو میرے بارے میں کیا کچھ بتا چکا تھا کہ انہیں بھی [illegible] گیا تھا کہ [illegible] سب کچھ اسی نے کیا تھا۔

مجھے حکیم ہالار نے بھی [illegible] لگا لیا۔ لوگوں نے مجھے کندھوں پر اٹھایا ہوا تھا اور [illegible] بہرحال یہ کوئی ایسی بات نہیں تھی جسے میں [illegible] سمجھتا [illegible] اسی طرح خوش نظر آ رہا تھا جیسے یہ سب میرے ساتھی ہوں۔

اور حقیقت بھی یہی تھی [illegible] جس طرح ان لوگوں کے لیے کام کر رہا تھا بہرحال یہ سکالی کا [illegible] کسی [illegible] کام نہیں کر سکتا تھا۔

بمشکل تمام مجھے [illegible] اور [illegible] کے ساتھیوں کو ان لوگوں سے [illegible] حکیم ہالار نے ان سے درخواست کی تھی کہ جوش و خروش کا مظاہرہ ختم کر دیا جائے [illegible] کے بعد انہیں ایک خوفناک جنگ سے دوچار ہونا پڑے گا۔

ساحل پر موجود لوگ جوش و خروش سے [illegible] وہ سب جنگ کرنے کے لیے [illegible] تھے [illegible] جنگ کا خوف نظر نہیں [illegible] حکیم ہالار میری طرف بڑھا [illegible] اس نے مجھے اپنے ساتھ [illegible]

"[illegible] میرے [illegible] احسان [illegible]" [illegible]

[illegible] بیٹھ گیا۔

[illegible]

"[illegible] ہم [illegible] ان [illegible] کا شکریہ ادا کریں۔"

"[illegible] ہے تو ہم [illegible] ہمارا یہاں [illegible] کرنے"

[illegible] میں نے جواب دیا۔

"[illegible] عظیم [illegible]" [illegible] گردن جھکاتے [illegible]

"[illegible] مجھے [illegible] آسمان کی برکت نہیں ہے؟"

"[illegible] یقیناً [illegible] شخص [illegible] حکیم ہالار [illegible] سے دیکھ رہا تھا۔

"[illegible] مسکراتے ہوئے [illegible]

"[illegible] ہماری ہدایت کے منتظر ہیں۔"

"[illegible]"

"[illegible]" [illegible] نے مسکرا کر کہا۔

"[illegible] سکالی [illegible] ظاہر کر دیا گیا ہے؟"

"ہاں، ظاہر ہے [illegible] کے لوگوں کو یہ بات معلوم ہو چکی ہے [illegible]

ہے۔" حکیم ہالار نے کہا۔

"بڑا جوش و خروش ہے ان لوگوں میں۔" [illegible] نے گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں یقیناً ہونا بھی چاہیے۔"

"بہرصورت اب کیا ارادے ہیں؟"

"[illegible] آپ نے ایک کامیاب مہم سرانجام دی ہے اور میں نے اس مہم کے بارے میں [illegible] وہ دنگ رہ گیا۔"

"ہاں [illegible] یہ میری [illegible] بہتر کوئی ترکیب نہیں ہو سکتی تھی [illegible] دوسرا عمل بھی تو نہیں کر سکتا تھا۔"

"شکریہ [illegible] میری ہمدردی اور محبت میں ایک بات میں نے [illegible] کہا۔"

"بہرصورت [illegible] ہم اس بات کے خواہش مند ہیں کہ [illegible] ہماری رہنمائی کریں [illegible] کے خلاف کیا جائے۔ تو ہمیں ہدایت دیں کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہیے۔"

"ہوں۔" میں نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔ "[illegible] ہے چنانچہ اس کی [illegible] کے لیے سکالی [illegible] ہاں صورت [illegible] ہو گی کیونکہ [illegible] ہمارے پاس [illegible]" میں نے کہا۔

"بے شک [illegible] اس بات پر متفق ہیں۔" [illegible] نے جواب دیا۔

"تب [illegible] سکالی کے [illegible] جنگ کے ماہر ہیں [illegible] جائے گا۔"

"بہتر [illegible]" حکیم ہالار نے جواب دیا [illegible]

"[illegible] جنگ [illegible] ہو جانا چاہیے۔ کیونکہ جب [illegible] لوگوں کو معلوم ہو گا کہ [illegible] سکالی [illegible] تو وہ [illegible] طوفان کی طرح [illegible] ہوں گے ان کے جذبات [illegible] ہوں گے اور وہ یہاں آ کے [illegible] کر دیں گے۔ چنانچہ میں چاہتا ہوں کہ [illegible] ساحل سے [illegible] سکالی کو [illegible] کر سکیں۔"

"نہایت مناسب [illegible] اس کے علاوہ اور کیا حکم ہے؟"

"سکالی کے [illegible] میرا مطلب ہے اپنی [illegible] سے ان لوگوں کی [illegible] سکالی کے

دوسرے حصے پر آباد ہیں۔"

"تمہارا مقصد زرد لوگوں سے ہے سوتو؟" فوما نے پوچھا۔

"ہاں فوما، میرا مقصد زرد لوگوں سے ہی ہے۔ بہرحال ہم صرف انتظار کریں گے اور اس وقت حملہ کریں گے جب ہم جہازوں کو کئی حصوں میں تقسیم کر دیں۔" میں نے کہا۔

"بہت خوب۔" فوما نے کہا۔

"جہازوں کو شروع کرنے کے بعد ہم سمندر کی جانب سے زرد لوگوں کی بستی پر حملہ کریں گے اور اس طرح ہمارا حملہ دو طرفہ ہو جائے گا تب ہم نہایت آسانی سے انہیں ختم کر سکیں گے۔"

"بہت ہی مناسب سوتو، ہم [illegible] تمہاری واپسی پر [illegible] مجھے لگتا ہے کہ ہم میں سے کوئی بھی [illegible] لگتا ہے جیسے تم نے ہماری زندگی [illegible] میری مدد [illegible] ہماری قوم کے لئے بہت ہی [illegible]" فوما نے جواب دیا۔

اور پھر وہ لوگ سکائی بستی کے [illegible] ہدایت پر عمل کرنے لگے۔ [illegible] کام کرنے کا شروع [illegible] رات [illegible] آرام کرنے کے لئے چلے گئے۔

دوسری جانب [illegible] سکائی کے نوجوانوں کو اس [illegible] اور رات ہونے سے پہلے بہت سارے [illegible] ہو گئے تھے۔ [illegible] کسی بھی [illegible] نگاہ رکھیں۔

دوسری جانب جہازوں کی تمام [illegible] پتھر پھینکنے والی مشینیں [illegible] ہدایات [illegible] پر عمل کر رہے تھے۔

رات [illegible] اور شماذ [illegible] تھی اور [illegible] کافی دیر تک [illegible] محسوس ہو رہی تھی۔

مجھے اپنے پاس پا کر وہ مسکراتے ہوئے کہنے لگی۔

"سوتو، جب یہ لوگ تمہاری [illegible] خوشی اور حیرت سے حیران ہو جاتا ہے۔"

"اوہ شماذ، ہاں میں نے محسوس کیا ہے۔" میں نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور شماذ میری شرارت سمجھ کر مسکرا دی۔

"سوتو، تم بہت ہی عجیب ہو، بہت ہی نرالے۔ مجھے تم سے بے پناہ پیار ہو گیا ہے۔ [illegible] تمہیں اس کے بارے میں کچھ [illegible]۔" وہ [illegible] انداز میں بولی۔

"ہاں شماذ، مجھے یقین ہے۔" میں نے اس کے ہونٹوں کو چومتے ہوئے کہا۔

"اور سوتو، تم عجیب بھی ہو، کتنے ہو سکتے ہو۔" وہ بولی۔

"ہاں شماذ، درست ہے لیکن یہ بات تم کتنی بار کہہ چکی ہو۔"

"دل نہیں بھرتا سوتو، بس تمہاری تعریفیں کرنے کو دل چاہتا ہے۔" اس نے میری پیشانی چومتے ہوئے کہا۔

"اچھا اچھا، بس میری زیادہ تعریفیں مت کرو ورنہ میں بہت زیادہ خوش ہو کر تمہیں چھوڑ دوں گا۔" میں نے پھر شرارت بھرے لہجے میں کہا اور شماذ کھلکھلا کر ہنس پڑی [illegible] خاموش نہیں ہوئی تھی۔

"میری دلی خواہش ہے سوتو کہ تم ہمیشہ بہت زیادہ خوش رہو۔ میری زندگی کا مقصد اب تمہاری خوشی کے سوا کچھ نہیں۔"

"بہت خوب شماذ، تم تو بڑی خوبصورت باتیں کرنے لگی ہو۔"

"ہاں سوتو، یہ سب تمہارے قرب کا نتیجہ ہے ورنہ اس سے پہلے [illegible] سے بالکل مختلف تھی۔ اس کے بارے میں تم اچھی طرح جانتے ہو۔"

"ذرا مختلف بلکہ خونخوار بھی۔" میں نے ہنستے ہوئے کہا اور شماذ ہنس کر میرے سینے پر سر رکھ کر لیٹ گئی۔

رات آہستہ آہستہ گزر رہی تھی اور شماذ [illegible] آسمانی ستاروں سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ [illegible] ساتھی تھی۔ [illegible] زندگی میں آنے والی چند خوبصورت ترین لڑکیوں میں سے ایک تھی۔ [illegible] جب بھی میں اس کے پاس ہوتا تھا مجھے [illegible] محسوس ہوتی تھی۔ [illegible] ہوتی تھی۔ بہرحال اس وقت بھی [illegible]

"سو جاؤ شماذ، رات کافی گزر چکی ہے۔" میں نے اس سے کہا اور وہ اپنا سر میرے بازو پر رکھ کے آرام سے سو گئی۔

رات کو تقریباً آخری پہر تھا لیکن [illegible] نوجوانوں کے جوش و خروش کی [illegible] محسوس ہو رہا تھا جیسے سکائی میں کوئی بہت بڑا جشن منایا جا رہا ہو۔

نوجوان انتہائی جوش و خروش سے کام کر رہے تھے اور وہ بڑی تندہی سے کاموں میں مصروف تھے۔ شماذ بھی تقریباً [illegible] اٹھ چکی تھی۔ جب میں نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا اور بولا۔

"نیند پوری ہو گئی شماذ؟"

"ہاں سوتو!"

"سکائی کے نوجوان تو جشن منا رہے ہیں۔"

"ہاں، میں ان کی آنکھوں میں [illegible] نوجوانوں میں زندگی کی لہریں دوڑا دی ہیں [illegible] سکائی بستی کی بات کر رہی ہوں بلکہ فوما کے [illegible] اس کے نام پر اپنی گردن آتار دینے کو تیار رہتے ہیں۔ فوما کی موت کے بعد ہی انہوں نے اس کا بدلہ [illegible] جوش و خروش دیکھتے تو نہیں اس وقت کے جوش و خروش پر حیرت ہوتی۔ اس وقت نہیں ان کی زندگی کی [illegible] خبر ہی ہے اور ان کی زندگی کی خوشی ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ آنے والے جہازوں کو بدترین شکست دیں گے کہ زرد لوگ انہیں ہمیشہ ہمیشہ یاد رکھیں گے۔" شماذ نہایت عقیدت سے یہ سب کچھ کہہ رہی تھی۔

"لیکن شماذ، بستی کے ان لوگوں کا کیا حال ہو گا جو سکائی کے پچھلے حصے پر آباد ہیں۔ وہ سکائی کے باشندے ہی کہلاتے ہیں۔"

"تم زرد لوگوں کی بات کر رہے ہو؟"

"ہاں۔"

"میرا خیال ہے وہ خوفزدہ ہوں گے اور شاید بہت ہی زیادہ۔"

"اور شاید کسی پیش آنے والے خطرے کے لئے تیار بھی۔" میں نے جواب دیا۔

"ہاں ممکن ہے۔ ظاہر ہے وہ لوگ بھی ذہن رکھتے ہیں۔ بلکہ بہت اچھا ذہن رکھتے ہیں لیکن ہم ان کی تیاریوں کے جواب کے لئے تیار ہیں سوتو۔"

"میں نے یہ بات سے وہ نہیں ہی شماذ، میرا خیال ہے وہ لوگ اتنے مشکل ثابت نہیں ہوں گے۔ تم نے زرد لوگوں کی بستی کو قریب سے دیکھا ہے۔ تمہیں ان کی آبادی اور ان کی طاقت کا بھی اندازہ ہو گا۔" میں نے پوچھا۔

"وہ سوتو، میں ان کو جانتی ہوں [illegible] ان کی طاقت کا [illegible] محسوس کر رہی ہوں [illegible] ان کے پیچھے ہیں۔ [illegible] بھی ان کا [illegible]"

"کیا شماذ، تمہیں زرد لوگوں کی طاقت کا اندازہ نہیں ہے؟"

"اس حد تک نہیں ہے سوتو، میں اتنا جانتی ہوں کہ وہ کافی ذہین ہیں۔"

"بہرصورت ان کی طاقت کے بارے میں تمہیں بتا دوں شماذ کہ وہ لوگ سکائی کے نوجوانوں سے کہیں زیادہ چالاک ہیں اور [illegible] ہمیشہ [illegible] ہم ان [illegible] جیتنے کے لئے ہم کو [illegible] ان کے لئے کوئی خطرہ نہیں۔"

"ہاں سوتو، جب دولت کی بات آ گئی ہے تو ہمارے پاس اس سے زیادہ دولت مند شخص کون ہے [illegible] ایک بڑے جنگی جہاز کو شکست دے سکتا ہے۔" شماذ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

پھر میری طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولی۔ "سوتو، ایک بات پوچھوں؟"

"پوچھو شماذ۔"

"کیا تیرے ذہن میں کچھ بھی نہیں آیا؟"

"اوہ۔۔۔ کیا مطلب؟" میں نے چونک کر اسے دیکھا۔

"تم بتاؤ تو سہی سوتو۔۔۔؟"

"لیکن وہ مجھے اس وقت یاد کیسے آئی شماذ۔"

"بس یونہی سوتو، تم اس کی حیثیت سے انکار تو نہیں کر سکتے۔ وہ میں [illegible] میں ایک دور میں [illegible]"

"ہاں شماذ، اگر تم اس بات کو [illegible] ایک [illegible] وہ خوبصورت بڑی لڑکی تھی، اور تم لوگوں کے [illegible] مجھے نہیں لگتی تھی [illegible] اس کا کہنا تھا کہ زرد لوگوں کی بستی کے خلاف [illegible] جہازوں سے بے عمل کر کے [illegible] ہیں وہ ان لوگوں کے علاوہ ہیں صرف [illegible] کو انہیں بھی اس سرزمین پر آباد ہونے کی اجازت دی جائے اور وہ بھی یہاں کے باشندوں سے گھل مل کر رہیں اور وہ اس طرح [illegible] منافرت کا فرق مٹ جائے۔ یہ نظریہ [illegible] شماذ، بہرصورت میں دوبارہ کسی کو ایسا اچھی لگی ہے۔"

"ہاں سوتو، یہ نظریہ تو [illegible]" شماذ نے جواب دیا۔

"ہاں شماذ، میں بھی اس حد تک قائل ہوں اس سلسلے میں [illegible] بھی گفتگو کی تھی۔"

"تو پھر کیا جواب دیا تھا فوما نے؟" شماذ نے جلدی سے پوچھا۔

"فوما نے کہا تھا کہ ہم نے اپنی بستیاں [illegible] کوشش کی کامیاب ہو گیا۔ [illegible] تشدد ہی ہو جائے [illegible] اور پھر انہیں [illegible] اور اگر [illegible] زندگی [illegible] انہیں معاف کر دیا جائے گا۔"

"اوہ، یہ فوما کا سب سے اچھا اقدام ہو گا۔ بہرصورت [illegible] ہو گئی ہے۔ [illegible] اس صورت میں اگر [illegible] میں شامل ہونا ہی ہو تو۔۔۔؟"

"دیکھو نا میں ہے شماذ [illegible] نظر نہیں آتی [illegible] بھی کی کیفیت نہیں ہے۔ میرا خیال ہے [illegible] کے ساتھ ہے گی۔"

"شاید۔۔۔" شماذ کچھ سوچتی ہوئی بولی۔ "ایک بات اور بتاؤ [illegible]"

اس کے لہجے کی کیفیت عجیب سی تھی۔

"ہاں پوچھو شماذ۔" میں مسکراتے ہوئے [illegible] سے ذہن میں بہت سے [illegible] میں شماذ، پوچھو میں سب کچھ بتانے کے لئے تیار ہوں۔"

"اگر دیتا ہوں تو یہ سے پاس بچا ہے جو ہو احتیاط ہی پناہ میں بھاگ جانے تو ان کے ساتھ کیا سلوک کرو گے؟"

"قطعاً، میں نہیں بتا سکتا کہ میں ان کے ساتھ کیا سلوک کروں گا لیکن یہ بات نہیں تم پر کرتا ہوں کہ میں ان کے ساتھ کوئی برا سلوک نہیں کروں گا۔ بہر صورت تم آرام کرو اور اس کا ہو ... [illegible]

"میں تمہیں بتا چکا ہوں ... [illegible]

"میں تیار ہوں ملکہ بلقیس" میں نے جواب دیا اور پھر چند ساعتوں کے بعد تیار ہو کر ملکہ بلقیس کے پاس پہنچ گیا۔

"ہم کو مسکانی کے ساحل ... [illegible] ہے؟"

"وہ مسکانی کے ساحل پر ... [illegible]" ملکہ بلقیس نے جواب دیا۔

"وہ مسکانی کے سمندر ... [illegible] تیار ہیں؟"

"ہاں ... [illegible]"

"ایک بار پھر میں سوال کروں ... [illegible]"

"ہوں، اس بارے میں تو کیا کہتا ہے؟"

"میں ... [illegible]"

ملکہ بلقیس نے جواب دیا۔

"اور ملکہ بلقیس یہ مناسب نہیں ہے ... [illegible] کہ سمجھ اپنے طور پر معاملات جاری کرنے چاہئیں" میں نے کہا۔

"جہاں تک مسکانی کے لوگوں کو احکامات دینے کا تعلق ہے ... [illegible] احکامات ہو گے" ملکہ بلقیس نے کہا۔

"کیا یہ تمہاری خوشی ہے؟" میں نے پوچھا۔

"ہاں ... [illegible]" ملکہ بلقیس نے جواب دیا اور ... [illegible]

... [illegible]

کی طرف بڑھ گیا۔

... [illegible] وہ مجھے ... [illegible]

پہنچا تو بولا۔

"اور ہو سکتا ہے ... [illegible]"

"تو ان لوگوں کو آگے بڑھنے کی اجازت دو ..." [illegible]

... [illegible]

اور آج ... [illegible] سے جنگ کرنے ... [illegible]

... [illegible]

"میرے ... [illegible]"

... [illegible]

تو ان میں یہ کام ... [illegible] تمہارے جانے کے بعد ... [illegible] ہو گئے۔

حالانکہ ... [illegible]

... [illegible]

"اور ... [illegible]"

... [illegible]

"ملکہ بلقیس کیا ... [illegible]" میں نے پوچھا۔

"یعنی ... [illegible] کی جانب ... [illegible]"

"ہاں۔"

"سب کچھ ... [illegible]" ملکہ بلقیس نے جواب دیا۔

... [illegible]

"تو نے انہیں کیا ہدایت کی ہے ملکہ بلقیس؟" میں نے پوچھا۔

... [illegible]

ملکہ بلقیس نے جواب دیا اور میں نے مسکرا کر ... [illegible]

"ٹھیک ہے ملکہ بلقیس" میں نے جواب دیا۔

"کہیں میری ہدایات میں کوئی ایسی خامی تو نہیں ... [illegible]" ملکہ بلقیس نے مجھ سے پوچھا۔

"اوہ نہیں ملکہ بلقیس ... [illegible]

... [illegible]

"ہاں وہ سب ماہرین حرب ہیں اور جنگی چالیں بخوبی سمجھتے ہیں"

ملکہ بلقیس نے جواب دیا۔

"میرا مقصد ان لوگوں کی وفاداری سے ہے ملکہ بلقیس"

"وہ ہو سکتا ہے ... [illegible]"

... [illegible]

"تو پھر ٹھیک ہے ملکہ بلقیس ... [illegible]"

نہیں ہوتی تو ہم انتظار کریں گے" میں نے جواب دیا۔

... [illegible]

"کیا تم اب بھی اس شخص ... [illegible] ملکہ بلقیس؟"

"میں ... [illegible]"

... [illegible]

"ہاں یقیناً ... [illegible]

... [illegible]

"ہاں ملکہ بلقیس ... [illegible]"

... [illegible]

تب ہم لوگ ... [illegible]

تک پہنچ گئے جہاں کافی وسیع و عریض تھا اور یہاں سے ہم بہت دور تک سمندر میں دیکھ سکتے تھے۔

سکاٹی کے ہر دو ہونے والے جہازوں [illegible] جیسے ہم بہت [illegible] ہوں لیکن ساحل سے ان کا فاصلہ [illegible] تھا کہ انہوں نے اپنی رفتار بہت تیز کر لی ہے [illegible] وقت نہیں لگے گا جب وہ سکاٹی کے جہازوں تک پہنچ جائیں گے ان کے بادبان اب صاف نظر آنے لگے تھے۔

ہم سب منتظر کہ سب سے اصل کھیل تو اس وقت شروع ہونا تھا جب سکاٹی کے جہاز نکا کے جہازوں تک پہنچ جاتے [illegible] شدت سے منتظر تھے۔

ہماری تیاریاں مکمل تھیں اس لئے ہم سب [illegible] شروع ہونے کے منتظر تھے سکاٹی کے جہازوں [illegible] ہدایت کی گئی تھی کہ وہ دشمن کے [illegible] برق رفتاری سے آگے بڑھتے ہوئے [illegible] جیسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ نکا کے جہازوں کو گھیرے میں لینے کی کوشش کر رہے ہیں [illegible]

اور جب جنگ شروع ہوگئی سکاٹی والوں نے نکا کے [illegible] اور شاید یہ پہلا موقع تھا [illegible] کے لئے حیرت انگیز تھا بہرصورت سکاٹی کے جہازوں پر سے برق رفتاری سے تیر اندازی اور پتھر بازی شروع ہوگئی۔

اور چند ہی ساعت کے بعد دوسری جانب سے بھی اس کا جواب ملنے لگا۔ لیکن سکاٹی کے [illegible] تھے انہوں نے [illegible] اور اس وقت انہیں [illegible] نکا کے [illegible] پہنچے [illegible] بہت شدید تھے۔

جب نکا [illegible] نے انہیں اس بات پر مجبور کر دیا تھا کہ وہ [illegible] کا مقابلہ کریں [illegible] سکاٹی کے جہازوں [illegible] برتری ثابت کر دی۔

اور نکا کے جہازوں کو شدید ترین نقصان پہنچنے لگا [illegible] جنگ سے بہت [illegible] تھے۔

جس انداز میں ہمارے جہازوں نے حملہ کیا تھا وہ بے حد شاندار تھا۔ نکا کے جہازوں کو [illegible] کا سامنا کرنا پڑا تھا [illegible] لیکن [illegible] شدت سے [illegible] کرنا ہوگی۔

بہرصورت جنگ [illegible] سے جاری تھی [illegible]

[illegible]

کو محسوس کر لیا اور پھر ہم نے دیکھا کہ ان کے بادبانوں کا رخ بدل گیا ہے [illegible] کے اس حصے کی جانب جا رہے تھے جہاں زردرو [illegible] اس طرح نکا اور [illegible] ساحل سے جا رہے تھے۔

بہرصورت ذہانت کی بات تھی [illegible] لیکن [illegible] ناکام ہی ثابت ہوئی تھی۔

لیکن [illegible] ابھی وہ لوگ اس سے بے خبر تھے۔

سکاٹی کے جہاز ان کا تعاقب کرنے لگے [illegible] بہت زیادہ بڑھتے ہوئے تھے [illegible] حکیم [illegible] کی طرف دیکھا اور آہستہ سے بولا۔

"صورت حال مکمل طور پر ہمارے حق میں ہے [illegible] ہمیں اب دوسرے حصے کی خوشی [illegible] سکاٹی کے جہازوں سے جنگ کریں گے [illegible]"

[illegible]

"ہاں ٹھیک ہے [illegible]"

"ضرور [illegible]"

[illegible]

[illegible]

چنانچہ [illegible]

[illegible]

[illegible] ان کے عقب سے ان کے نزدیک [illegible] تھے۔

انہوں نے تیاریاں [illegible] لیکن [illegible]

[illegible] کے [illegible] خوشی کے نعرے لگائے۔

تب [illegible] ہمیں حکم دیا [illegible]

"[illegible]"

[illegible]

میں نے محسوس کیا [illegible]

[illegible] کیوں نہ کی جائے۔

چنانچہ اس طرف سے بڑھنے والے جہازوں کے کناروں تک پہنچ گئے اور پھر جنگ کا آغاز [illegible] ہو چکا تھا۔

[illegible] لیکن اب جو [illegible] اور وہ [illegible] جنگ لڑنے لگے تھے [illegible] سامنے سے [illegible]

بہت دیر نہیں گزری تھی کہ وہ سب زردرو [illegible] کامیاب ہو گئے [illegible] آدمی کو مار دیا جا رہا تھا [illegible] ہتھیار [illegible] کام کر رہی تھیں۔

[illegible] کو ان لوگوں کو کہہ دیا تھا کہ جو جنگ نہیں کر رہے انہیں گرفتار کر لیا جائے [illegible]

[illegible] گرفتار کرنے لگے۔

یہاں کی صورت حال دیکھ کر [illegible] سکاٹی کے جہاز [illegible] جنگ کر رہے تھے۔

[illegible]

[illegible]

لیکن افسوس [illegible] جنگ شروع ہوگئی [illegible] شدید نقصان [illegible] کا سامنا کرنا پڑا۔

[illegible]

سکاٹی کی سرزمین [illegible]

[illegible]

چنانچہ دور دراز اور جنگی معاملات میں [illegible]

[illegible]

[illegible] جب جنگ [illegible] شروع ہو چکی تھی۔

زردرو [illegible]

[illegible]

سکاٹی کے لوگ [illegible] جوش و خروش سے [illegible]

[illegible]

میں نے [illegible]

[illegible]

چنانچہ میں نے [illegible]

"[illegible]"

[illegible]

سکاٹی کے [illegible]

چنانچہ [illegible]

[illegible]

ہو رہا تھا۔ سکائی کے کانوں کو دیکھ رہا تھا کہ موت کی طرف بڑھ رہا تھا مگر ابھی زندہ تھا۔
ابھی سرکش کر رہا تھا اس کی گردن اس کے شانوں پر سے اتار لی جاتی اور
مجھے۔۔۔ بہری کیفیت زیادہ دیر تک نہیں رہی۔ مجھے یہ سب بہت عجیب لگ رہا تھا وہ
دیکھ نہیں رہے تھے چنانچہ میں کسی حد تک شہزاد اس کے سامنے ہو گیا اور میں نے
شہزاد کو قتل کیا۔

شہزاد کو میرے سکائی ہی پر بھروسا تھا۔ یہاں آتے وقت میں نے اسے
واقعات بھی نہیں سمجھا تھا اور نہ ہی [illegible] بھی بہت سے
اسے جنگ میں شریک نہیں کرنا چاہتا تھا اور اس کی ضرورت بھی نہیں تھی۔
وہ اسکے کہنے پر تیار ہو گیا تھا چنانچہ میری بات مان کر شہزاد سکائی
بستی میں ہی رہ گیا۔ میں نے یہاں سے پہلے کا فیصلہ کیا۔ بدقسمتی سے حکیم بالو
کو اس کی اطلاع مل گئی تھی۔ اس وقت حکیم بالو میرے پاس موجود تھا
بلانے حکیم بالو کہاں تھا۔ یہ سب سے پہلے اسی نے بتایا تھا۔ میرا کچھ اسکائی
کے نوجوانوں کے درمیان سے گزر کر حکیم بالو کی طرف چل پڑا۔

حکیم بالو جلد ہی مجھے مل گیا۔ اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات
تھے۔ ممنون سے مجھے گھورتا رہا۔ مجھ پر [illegible] تھا اور حکیم بالو افسردہ
سا شاید اسی ہجوم کے درمیان سے گزر رہا تھا۔ میں تیزی سے اس کے قریب
پہنچ گیا۔

"حکیم بالو!" میں نے اسے آواز دی اور وہ رک گیا۔
"سنو! اور کسی بڑا نقصان عظیم۔۔۔ ہو گیا ایک عظیم نقصان۔ حکیم بالو
نے شمسی لہجے میں کہا اور میں آگے بڑھ کر اس کے پاس پہنچ گیا۔
"کیا ہوا حکیم بالو! تم کہاں جا رہے ہو؟"
"تم نے شہزاد کو دیکھا۔۔۔ لیکن۔۔۔" حکیم بالو کی گردن آہستہ آہستہ
جھک گئی۔
"کیا بات ہے حکیم بالو! تم بہت پریشان نظر آ رہے ہو؟" میں نے پوچھا۔
"میرے پاس تیرے لئے ایک بڑی خبر ہے۔"
"تو پھر بتاؤ حکیم بالو۔" میں نے جلدی سے کہا۔
"وہ شہزاد جسے تم نے جنگ میں شامل ہونے سے روکا تھا وہ مارا گیا ہے۔"
حکیم بالو نے بتایا اور میرے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ میرے جسم میں
لہریں دوڑنے لگیں۔ حکیم بالو کے الفاظ پر مجھے یقین نہیں آیا تھا۔
شہزاد مر گیا اس سے زیادہ حیرت انگیز بات میرے لئے کوئی اور نہیں
ہو سکتی تھی۔ ابھی تو وہ زندہ تھا۔ میں اس کا سامنا کیسے کر پاتا؟
لیکن یہ خبر میری زندگی کی ان حقیقتوں سے مختلف تھی۔ ایسے
ایسے خوش قسمت اور حوادث ہوتے تھے جنہیں میں کبھی نہیں روک سکا تھا۔ یہاں
مجھے اپنی بے بسی کا پورا پورا احساس ہو رہا تھا۔ شہزاد کی موت بھی اسی وقت ہو گئی
حادثہ تھی لیکن میں اس طرح سے نمٹنے کی صلاحیت رکھتا تھا چنانچہ چند
ساعت میری یہ کیفیت رہی۔ پھر میں نے خود کو سنبھالا اور میں نے حکیم بالو کی

طرف دیکھا جو غم سے نڈھال نظر آ رہا تھا۔ تب میں نے کہا۔
"کہاں ہے وہ؟"
"وہ اس ٹیلے کے درمیان میدان جنگ کرتی ہوئی مارا گیا ہے۔ اس کے
پیچھے بہت سے نیزہ بردار ہیں۔" حکیم بالو نے جواب دیا۔
اور میں اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی آگے بڑھ گیا۔ میں
ہجوم کو اپنے دونوں ہاتھوں سے ہٹاتا ہوا ان کے درمیان پہنچ گیا جہاں
شہزاد کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ ایک لمبا نیزہ اس کے سینے میں پیوست تھا
اور شہزاد دم توڑ چکی تھی۔
وہ بے حس زمین پر پڑی ہوئی تھی۔ اس کے خوبصورت بال زمین میں
اٹے ہوئے تھے۔ میں اسے کافی دیر تک دیکھتا رہا۔
تب اچانک میں نے کسی نے کہا۔ "اس کے باپ نے اسے سکائی کے
نوجوانوں کے ساتھ سکائی کی زندگی کے لئے آتش فشاں میں کود کر جان دی تھی
اور آج سکائی کی بیٹی نے سکائی کے لوگوں کی زندگی کے لئے جان دی ہے۔"
میں نے سر اٹھا کر دیکھا۔ شہزاد کو دیکھ رہا تھا اور میرے اندر عجیب
سے طوفان اٹھ رہے تھے۔ مجھے یقین نہیں آ رہا تھا کہ شہزاد مر گئی ہے۔ اس
کی ایک ایک بات مجھے یاد آ رہی تھی۔ شہزاد تو اس سے کہیں زیادہ
تھی جب اس کی شخصیت ختم ہو گئی تھی اور وہ میرے سامنے ختم ہو گئی تھی۔
حکیم بالو افسردہ نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ
میرے اور شہزاد کے درمیان [illegible] ہیں لیکن میں تو اپنی زندگی کے کسی حصے میں
لیکن اس کا اور صرف یہی ہو سکتی تھی کہ وہ میری شخصیت سے واقف
تھی۔ یہ میری کسی کمی کا احساس تھا جو میں محسوس کر رہا تھا۔ میرے سامنے
تو ایسے ہی بہت سے موقعے آئے تھے جو میرے سامنے ختم ہو گئے۔ مگر ان
حقیقت کو کون سمجھ سکتا تھا کہ میرے سامنے دم توڑ گئے۔ اگر میں تم سب کے
پر اسرار وجود ہو سکتا تھا۔ اور اگر زندہ رہتا تو شہزاد کو بچا لیتا۔
چنانچہ شہزاد کی موت کا مجھے غم تو ہوا تھا لیکن اب وہ مر چکی تھی
اسے یاد کرنے سے فائدہ بھی کیا تھا۔ میں اسے واپس نہیں لا سکتا تھا۔ بہر
صورت میں اسے اتنا بھی تو نہیں کر سکتا تھا کہ مجھے غم نہ ہو۔ تھوڑی دیر وہ میدان
جنگ میں رہی ہے۔ وہ میں اسے روک سکتا تھا۔
حکیم بالو نے میرے شانے پر ہاتھ رکھ دیا اور آہستہ سے بولا۔ "میں
تیرے غم میں برابر کا شریک ہوں یہوتا!"
"اوہ حکیم بالو! کسی کے غم میں برابر کے شریک ہو سکتے ہیں۔ یہ
شہزاد جوان تھی۔ کسے کہیں بھی۔ سب کو افسوس ہے اور پھر جنگ میں
تو سب کچھ ہوتا ہے۔"
"اوہ لیکن شہزاد تیری محبوبہ تھی۔"
"ہاں۔ جب تک وہ میرے ساتھ رہی اس نے دیا۔ اب مر
گئی ہے تو مجھے اس کا افسوس ہے۔۔۔ لیکن میں نے کہا کہ مرنے والے مر جاتے
ہیں وہ کسی کا انتظار نہیں کرتے۔"

حکیم بالو چند ساعت مجھے دیکھتا رہا۔ اور پھر گہری سانس لے کر
بولا۔ "تم واقعی عجیب ہو یہوتا۔ پھر آگے بڑھ گیا۔"
میں نے شہزاد کی لاش پر گہری نگاہ ڈالی اور وہاں سے ہٹ گیا۔
بات تھی۔ اس لیے ہم دونوں نے ایک دوسرے کی باتوں سے انداز لگایا تھا کہ
پہلے ہی ان کا خاتمہ ہو جانا تھا اور وہ اس کی لاش کو اٹھانے لگے
تھے۔ میں یہاں سے چلا گیا۔ یہ بھی پریشان ہو کر بڑبڑا رہا تھا۔ چنانچہ میں بھی
ہوا گیا۔ زرد روؤں کو یہاں بھی موقع مل رہا تھا۔ اب میں سر نقشی کر رہا
تھا۔ دوسری طرف زرد روؤں کو شکست ہو چکی تھی۔ سکائی کے جوان
ان لوگوں کو گرفتار کر رہے تھے۔ گویا زرد روؤں کا سکائی پر مکمل خاتمہ ہو چکا
تھا۔ اور اب صرف وہ آدمی کی شہرت کے لئے کافی فاصلے پر میں نے
زرد روؤں کے سردار کو دیکھا۔ سردار لیکنا پسینہ میں تھا۔
میرے ذہن میں اچانک ہی یہ بات آئی تھی۔ اور پھر فوراً ہی مجھے
خود غرضی کا خیال آیا کہ اس قوم کو تو ایک قطعی مختلف ہی ہو رہا تھا
کے اس قسم کے ساتھ یا ایسے ہی لوگ آگئے تھے۔ بلکہ میں یہ سوچ رہا تھا کہ
کر میں نے اس کے ساتھ زیادتی کی تھی۔ جب سے میں شہزاد کے ساتھ تھا اس نے
اسے قطعی نظر انداز کر دیا تھا۔ ایک بار بھی میں نے اس سے کوئی بات نہیں
کی تھی اور یہاں پہنچ کر میں نے اس کے خلاف کو تباہ کر دیا۔ اس وقت
مجھے یہی خیال آیا کہ صرف لیکنا کی تلاش کروں اور اسے تلاش کر کے
اسے سکائی کے نوجوان اپنے کاموں میں مصروف تھے۔ انہوں نے زرد روؤں
کی بستی کو صاف کر دیا تھا۔ وہ اپنے ہی کا سارا انتظام کر رہے تھے۔ غلط روؤں
ان زرد روؤں نے اس کے لئے کوئی کوشش کی تھی۔
زرد روؤں کو بھاگنے کا موقع مل سکا تھا۔ میں ان لوگوں سے بچ
کر گزرتا رہا اور ان کی اس کے اندر بھی کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔ بہر صورت
میرا ایک طوفان ہی تیز گزر رہا تھا۔ اور اب جب کہ میری [illegible]۔۔۔ میں
نے سوچا کہ میرے ان کے درمیان ضرورت نہیں تھی۔
چنانچہ میں بستی کی جانب چل پڑا۔ اس وقت جب میں وہاں پہنچا تو اپنے
وہی لوگ تھے جو اس کا شکار ہوئے۔ زرد روؤں کے خیمے جل رہے تھے۔ لیکن اس
میں کوئی شدت نہیں تھی۔ میں بستی کے اندر داخل ہوا تو وہاں بھی سناٹا
طاری تھا۔ میں نے آگے بڑھ کر دیکھا تو کسی کا احساس نہ ہوا۔ اسی وقت مجھے
لیکنا نظر آئی۔ وہ سکائی کے سامنے تھی اور وہ اس کے قبضے میں تھا۔
ان میں لیکنا بھی تھی۔ میں ان کے پاس پہنچ گیا۔
دوسری باتیں ہوئیں ہم دونوں اس کے ساتھ کھڑے ہو گئے
تھے۔ میں نے دیکھا وہ خوشی سے دیکھ رہی تھی۔ میں اس کے پاس چلا گیا۔
"حکیم بالو نے آواز دی تھی۔ لیکنا! اور تم کہاں ہو؟"
میرے سامنے تھی لیکنا۔ وہ شہزاد کی موت کے بعد سے مجھے کچھ کہنا چاہتی تھی۔ چنانچہ
میں نے اسے بتایا کہ میں اس سے ملنے آیا ہوں۔
"سکائی نے شہزاد کو کھو دیا ہے اور وہ تیری ہی محبوبہ تھی۔"

گئی تو وقت میرا ہی ہو گا اور میں تمہاری خواہش پر ہی کوشش کروں گا۔ لیکنا نے
عظیم تحفہ کے لئے جان دی ہے۔ وہ بہت بہادر تھی اس کے باپ نے سکائی
کے لئے جان دی ہے اور وہ تو زندگی کے شعلے بھڑکاتی ہے۔ میرا خیال ہے
جب وہ شہزاد کے ساتھ تھی تو ان سے کسی سے وفا کا اعلان کیا تھا تو
وہ صرف ہماری تھی کہ اس احسان کو اس نے بچا لیا۔
ہم سب اس کے لئے معمول ہیں۔
"وہ حکیم بالو! ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ شہزاد بھلی ہے لیکن
کرتی تھی کہ میں ایک مقامی کی طرح رہوں۔ ان کے درمیان ہوں
کے لئے ضروری نہیں تھا کہ تم ان کے معاملات سے نکل جاؤ۔
جنہیں تم نے خوشی سے قبول کیا ہے۔ لیکن زرد روؤں کو گرفتار کیا
جانا ہے جو ہمارے لئے بہت ضروری ہے۔ زرد روؤں کا خاتمہ
ہوا تھا جہاں انہوں نے ہمارا شکار کیا تھا اور ان لوگوں کی
ضروریات سے زیادہ تھا اور لوگ بھی کوئی سوال کر رہے تھے۔
"ہو سکتا ہے یہ صحیح نہیں ہو سکتا تھا۔ لیکن میں سوچتا ہوں کہ وہ
بھی کوئی اور کوئی اعتراض ہوگی۔ لیکن ہم سکتا ہے کہ وہ وہاں کا انتظار کر رہی
ہو۔"
"ہاں یقیناً ہو سکتا ہے۔ ان لوگوں کو پکڑ لیا گیا ہے ورنہ اس بارے
میں ہم اس سے گفتگو کرتے۔"
"وہ اس کا خیال رکھا گیا ہے۔ ہم نے چند زرد روؤں کو گرفتار کر لیا ہے۔
جن سے ہمیں معلومات حاصل ہوئی ہیں۔"
"یہ اچھا کیا۔ لیکنا پکڑی گئی تھی؟"
"نہیں۔"
"میں سوچتا ہوں کہ اس کا شہزاد سے کوئی تعلق نہیں تھا۔"
"تو پھر تم نے کیا حکم دیا ہے۔ ہم ان کے پاس جا کر ان سے بات کریں گے۔
یہ جاننا بھی ضروری ہے۔"
"مجھے پتا ہے کہ تم سے بات کرنا ہے۔" میں نے پوچھا۔
"ہاں۔"
"زرد روؤں کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا؟"
"ابھی ان کے ساتھ بہتر سلوک کیا جانا ہے۔ ہم نے انہیں ایک
احاطے میں بند کر دیا ہے۔"
"ان میں کوئی عورت تو نہیں پکڑی گئی؟"
"نہیں کسی عورت کو سکائی کے کسی جوان نے ہاتھ نہیں لگایا۔"
"مجھے خوشی ہے۔ سکائی کے جوانوں کو بتا دو کہ جو بچے ہیں ان کو نہ چھیڑیں۔"
"کیا ہم ان سے گفتگو کر سکتے ہیں؟"
"ہاں جو بھی اس بارے میں کچھ نہیں بتائے گا اس کے لئے احاطے میں
چلا گیا ہے۔" حکیم بالو نے کہا۔
"ٹھیک ہے۔ اگر کوئی خواہش ہے تو میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔"

میں نے کراہ کر پیر جھٹکے اور اس کے ساتھ باہر نکل آیا۔
مجھے جب پوسیتا کی تلاش تھی، میں ان کی تلاش میں اس طرف گیا جہاں عورتوں کو قید کر لیا گیا تھا۔ بہت سی عورتیں تھیں جو بے بسی سے بیٹھی ہوئی تھیں، پکڑ کر لائی گئی تھیں۔ ان کے چہرے ستے ہوئے تھے۔ مجھے افسوس ہوا تھا لیکن بعض اوقات انسان خود اپنی ہی سازشوں کا شکار ہو کر اسی طرح گرفتار ہو جاتے ہیں۔
میری نگاہیں پوسیتا کو تلاش کر رہی تھیں۔ وہ مجھے نظر نہیں آئی، مجھ سے پوچھنے کی ہمت نہیں تھی کہ پوسیتا کہاں ہے۔ وہ گھٹنوں میں سر دیے جب بیٹھی ہوئی تھی، میرے دل پر چوٹ سی لگی اور میں آہستہ آہستہ پوسیتا کی طرف بڑھ گیا۔

پکاشا

کی بیٹی اس حالت میں بیٹھی تھی، مجھے دکھ ہوا تھا۔ میں نے اس کا وہ دور دیکھا تھا جب وہ شہزادیوں کی طرح رہتی تھی اور بہر صورت میرا اس سے بھی تعلق بھی رہ چکا تھا۔ یہ دوسری بات ہے کہ شاید کا جنون مجھ پر کچھ اس طرح سوار تھا کہ میں نے اسے مکمل طور پر نظر انداز کر دیا تھا حالانکہ وہ اس وقت میری معاون ثابت ہوئی تھی جب شاندے میری دشمنی میں سرگرم تھی اور میں نے پوسیتا سے وعدہ کیا تھا کہ میں واپس آؤں گا۔
اور اس کے بعد میں نے صرف اسے نظر انداز کر دیا بلکہ اس کی نسل کو تباہ کرنے میں میرا پورا پورا ہاتھ تھا۔
اس وقت اسے اس طرح دیکھ کر میرے ذہن پر کچھ عجیب سے خیالات طاری ہو گئے۔ آخر میں ان کا دشمن کیوں بن گیا تھا ——؟
زردرووں نے میرا تو کچھ نہیں بگاڑا تھا۔ یہ ان لوگوں کا اپنا مسئلہ تھا۔ وہ اس علاقے پر اپنا تسلط چاہتے تھے۔ اگر مجھے قزاق بنانے پکاشا مل جاتا تو میں کبھی اس کی مدد نہیں کرتا۔ قزاقی دور کے لیے میں نے ان لوگوں کے ساتھ جو سلوک کیا تھا وہ بہرصورت ضرورت سے زیادہ ہی تھا حالانکہ یہ ٹھیک تھا کہ وہ غاصب تھے اور دوسروں کے علاقے پر قبضہ کرنے کے لیے یہاں آئے تھے۔
لیکن یہ ان کا اپنا مسئلہ تھا۔ یہ ساری باتیں میرے ذہن میں پوسیتا کو دیکھ کر پیدا ہوئی تھیں اور اب میں سوچ رہا تھا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔ بہرحال پوسیتا کو میں ان لوگوں کے ساتھ تو نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ چنانچہ میں آہستہ آہستہ اس کے نزدیک پہنچ گیا۔ وہ گھٹنوں میں سر جھکائے بیٹھی تھی۔
"پوسیتا ——" یوں لگا تھا جیسے اس نے میری آواز سنی ہی نہ ہو۔ میں نے جھک کر اس کے شانے پر ہاتھ رکھ دیا اور دوبارہ آواز دی۔
"پوسیتا!" تب اس نے گردن اٹھائی۔ اس کی آنکھیں کسی قدر سرخ ہو رہی تھیں لیکن ان میں آنسوؤں کی نمی نہیں تھی بلکہ ایک عجیب سا تاثر تھا۔ وہ کھوئی کھوئی آنکھوں سے مجھے دیکھتی رہی اور پھر جیسے ان آنکھوں کی زندگی واپس لوٹ آئی۔ اس نے مجھے پہچان لیا تھا اور اب ان میں نفرت کی آگ سلگ اٹھی۔
"اٹھو پوسیتا!" میں نے بھاری لہجے میں کہا اور اس نے نفرت سے چہرہ موڑ لیا۔
"اوہ۔ تم مجھ سے نفرت کا اظہار کر رہی ہو پوسیتا!" میں نے کہا لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا تھا۔ وہ خاموشی سے نفرت زدہ نگاہوں سے مجھے دیکھتی رہی۔
تب میں نے اس کا بازو پکڑ کر اسے کھڑا کر دیا۔ اب پوسیتا کی اتنی مجال تو تھی نہیں کہ وہ میری اس کوشش سے بھی کھڑی نہ ہوتی لیکن اس کے انداز میں تعاون نہیں تھا۔ میں جانتا تھا کہ اسے میرے بارے میں مکمل معلوم ہو گا اور وہ جانتی ہو گی کہ میں زردرووں کی تباہی کا پورا پورا ذمہ دار ہوں۔ تبھی وہ مجھ سے نفرت کر رہی تھی لیکن پھر بھی میں اسے قیدی عورتوں کے احاطے سے باہر نکال لایا۔
وہ لڑکھڑاتی ہوئی میرے ساتھ چل رہی تھی۔ چند ساعت کے بعد ہم قیدی عورتوں کے احاطے سے کافی دور نکل گئے اور ایک سنسان سی جگہ میں نے اسے ایک پتھر پر بٹھا دیا۔ پوسیتا اسی طرح سر جھکائے پتھر پر بیٹھ گئی۔
"تم خاموش کیوں ہو پوسیتا؟" میں نے پوچھا۔
اور اس نے ایک بار پھر چبھتی ہوئی نگاہوں سے مجھے دیکھا۔ ان آنکھوں میں بہت سی شکایات اور بہت سے تاثرات تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ زبان کی بجائے آنکھوں کا استعمال کرنا چاہتی ہو اور یہ حقیقت بھی تھی۔ اس کے الفاظ آنکھوں کے راستے میرے ذہن تک پہنچ رہے تھے۔
تب میں نے اس سے کہا۔
"ممکن ہے تم غلط فہمی کا شکار ہو، چنانچہ مجھ سے یہ رویہ روا نہ رکھو تو بہتر ہے۔ میں تم سے گفتگو کی توقع رکھتا ہوں۔"
"ہوں۔ غلط فہمی۔" پوسیتا کی غراتی ہوئی آواز ابھری۔
"ہاں پوسیتا غلط فہمی۔"
"ٹھیک ہے کچھ لوگ بڑے انوکھے ہوتے ہیں۔ عجیب سی شکل و صورت کے مالک اور اس کے ساتھ ہی ان کا کردار بھی عجیب ہوتا ہے۔ میں تمہارے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتی لیکن بس تم بھی انوکھے ہی ہو۔"
"جو کہنا چاہتی ہو کھل کر کہو پوسیتا۔ تمہارے اوپر پابندی نہیں ہے۔"
"میں کچھ بھی نہیں کہنا چاہتی۔ اگر میرا دکھ نہیں سمجھ سکتے تو زبان سے کہنے سے کیا فائدہ۔ ایسی باتیں تو ان لوگوں سے کہی جاتی ہیں جو احساس رکھتے ہیں اور تم بے حس ہو۔ تم بے رحم ہو۔ تم نے ان کے لیے ان کشتوں کے لیے ہمیں تباہ و برباد کر دیا۔ ہماری نسلیں بگاڑ دیں۔ ہمارا قصور کیا تھا سیرتا۔ ہم بھی تو اپنی زندگی گزارنے کے لیے تھوڑی سی زمین چاہتے تھے۔ ہم ان لوگوں کے ساتھ اپنائیت کا سلوک کر کے زندگی گزارنا چاہتے تھے۔ ہم میں سے سب کے خیالات ایسے نہ تھے کہ ہم مقامی لوگوں کو تباہ و

برباد کر کے خود خوش رہتے۔ ہم تو صرف اپنی سانسیں سکون سے گزارنا چاہتے تھے۔ بتاؤ اس میں ہمارا کیا قصور تھا؟"
اور میں خاموشی سے اس کی باتیں سنتا رہا۔ تب میں نے آہستہ سے کہا۔
"لیکن پوسیتا تمہیں معلوم ہے کہ مقامی باشندے ان لوگوں کے ساتھ نہیں رہنا چاہتے تھے۔"
"ٹھیک ہے یہ مقامی باشندوں کا اپنا مسئلہ تھا لیکن تم اس میں کیوں شریک ہوئے تھے؟"
"میری کوئی خاص حیثیت نہیں تھی پوسیتا۔ بس میں نے فرار کی کوشش کی تھی۔ وہ مجھے سمندر میں ڈوبتا ہوا مل گیا تھا اور اس کے بعد میں نے اس کی مدد کی۔ اس سے زیادہ میرے ذہن میں کچھ نہ تھا۔"
"ٹھیک ہے تم نے ان کی مدد کی اور ہمیں تباہ و برباد کر دیا۔ یہ تمہارا اپنا فعل تھا سیرتا۔ اب تم مجھ سے ایسے سوالات کیوں کر رہے ہو۔ اب تم ہمارے بارے میں کیا معلوم کرنا چاہتے ہو۔ اب کیا رہ گیا ہے میرے پاس تمہیں بتانے کے لیے۔ دیکھو سیرتا اس پوری ساری دنیا میں اب میرا کوئی نہیں ہے۔ میں قیدی عورت کی حیثیت سے ان لوگوں کے درمیان ہوں۔ اب تم بھی دیکھ لو کہ یہ میرے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں۔ یقیناً تمہیں خوشی ہو گی۔"
اور نہ جانے کیوں مجھے ایک عجیب سی شرمندگی محسوس ہونے لگی۔ مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے میں نے واقعی ضرورت سے زیادہ بڑھ چڑھ کر اقدامات کیے ہوں۔ اگر میں ان لوگوں کے ساتھ شریک نہیں ہونا چاہیے تھا۔ سبھی کی زندگی یکساں ہوتی ہے اور خاص طور سے اس وقت جبکہ میرا کسی سے براہ راست کوئی تعلق نہ ہوتا۔ کیا شاید میرے ذہن کو اس طرف لانے کا باعث تھی۔ یہ تو مناسب بات نہیں تھی۔ شاید میری اپنی پسند تھی اور اگر اپنی پسند کے لیے انسان دوسروں کو تباہ و برباد کرے تو یہ تو انسانیت کا کوئی اچھا معیار نہیں تھا۔ میں چند ساعت سوچتا رہا تھا پھر میں نے کہا۔
"میرا خیال ہے میں کافی شرمندہ ہو چکا ہوں پوسیتا۔ میں نے ان لوگوں کے ساتھ جو کچھ کیا ہے مجھے اس کا واقعی افسوس ہے لیکن بہرحال جو ہونا تھا ہو چکا ہے۔ شاید بھی مر گئی ہے۔ اب یہ لوگ کیا اقدامات کریں گے۔ ہاں میں تم سے صرف ایک وعدہ کر سکتا ہوں پوسیتا۔"
"کیا وعدہ؟" پوسیتا نے پوچھا۔
"آئندہ میں ان کے ساتھ کسی بھی سلسلے میں شریک نہیں ہوں گا۔"
"اوہ آئندہ۔ تم مجھے بتاؤ سیرتا مجھے آئندہ سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔ میں تباہ و برباد ہو چکی ہوں۔ میرا باپ مارا جا چکا ہے سارے لوگ مارے گئے ہیں۔ سکالی کا یہ علاقہ ویران اور برباد ہو کر رہ گیا۔ پھر اگر تم آئندہ کی بات کرو تو مجھے اس سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے سیرتا۔ میں خود بھی تم سے یہ بات کہہ چکی ہوں کہ وہ لوگ جو مقامی باشندوں کو تباہ و برباد کر کے زندگی گزارنا چاہتے ہیں مجھے خود بھی پسند نہیں ہیں۔ میں تو صرف یہ چاہتی تھی کہ ہم سب یکساں طور سے زندگی گزاریں اور یہی میری خواہش تھی لیکن اب کیا میں اس انداز میں زندگی گزار سکتی ہوں۔ تم ہی انصاف کرو سیرتا۔"
"پوسیتا میں اب تمہارے لیے اور کچھ نہیں کر سکتا سوائے اس کے کہ زندگی کے بقیہ دور میں تمہارا ساتھ دوں۔"
"نہیں سیرتا۔ میں اپنی بقیہ زندگی کا کوئی تعین نہیں کر سکتی۔ زندگی اب باقی بھی کہاں رہ گئی۔ تم کیا سمجھتے ہو کیا ان لوگوں کے درمیان میں زندہ رہ سکتی ہوں۔ نہیں سیرتا نہیں۔ میں ان کے ساتھ نہیں رہ سکتی۔"
"تم زندہ رہو گی پوسیتا۔ تمہیں بھلا کون نقصان پہنچا سکتا تھا۔ کس کی مجال ہے کہ میری موجودگی میں تمہاری ذات پر کوئی آنچ آئے۔ میں اتنی طاقت رکھتا ہوں پوسیتا کہ تمہاری حفاظت کر سکوں۔" میں نے کہا۔
"سیرتا براہ کرم میری نظروں سے دور رہو۔ اس کے باوجود کہ تم میرے قبیلے کے دشمن ہو میں تمہاری انفرادیت کی قائل ہوں۔ میں جانتی ہوں کہ تم ایک انوکھے انسان ہو لیکن ایسی باتیں کر کے تم مجھے فریب کیوں دیتے ہو۔ تم جو کچھ بھی ہو سیرتا لیکن براہ کرم تم خود کو فریبی بنا کر پیش نہ کرو ورنہ مجھے افسوس ہو گا۔"
"میں نہیں سمجھا پوسیتا۔"
"بس میں یہی کہنا چاہتی ہوں کہ مجھے میرے حال پر چھوڑ دو میں اب زندہ رہنا نہیں چاہتی۔"
"تمہیں زندہ رہنا ہو گا پوسیتا یہ میری خواہش ہے۔"
"ہرگز نہیں۔ تم میرے باپ کے قاتل ہو۔ میں تمہاری خواہش کا احترام کروں گی؟" پوسیتا کی آنکھوں میں دیوانگی ابھر آئی۔ وہ اچھل کر کھڑی ہو گئی تھی۔
میں نے اسے غور سے دیکھا اور پھر آہستہ سے گردن ہلانے لگا "ٹھیک ہے پوسیتا تمہیں تمہاری مرضی کے مطابق وقت گزارنے کی اجازت دی جائے گی۔ تم بالکل فکر نہ کرو۔ یقینی طور پر تمہیں تمہاری مرضی کے خلاف کوئی مجبور نہ کر سکے گا۔ آؤ میرے ساتھ آؤ۔" میں نے کہا۔
"کہاں؟ مجھے ان قیدی عورتوں کے پاس پہنچا دو سیرتا۔ آخر وہ بھی تو انسان ہیں۔ میری بستی کی عورتیں ہیں۔ میں انہی کے ساتھ جینا اور مرنا چاہتی ہوں۔ تم اپنے اختیارات سے کام لے کر مجھے یہاں تک لائے ہو سیرتا لیکن میں اپنے اختیارات سے کام لے کر تو نہیں آئی ہوں۔" پوسیتا نے کہا اور میں اسے عجیب سی نظروں سے دیکھنے لگا۔
میں اس لڑکی کے لیے کر بھی کیا سکتا تھا۔ اب تو جو ہونا تھا ہو چکا تھا۔ بہرکیف میں نے فیصلہ کر لیا کہ میں اس کی مدد کرنے کی کوشش ضرور کروں گا اور دیر بھی کی ہے۔
تو اب ایک مخصوص حیثیت میں آ گیا تھا۔ باقی معاملہ اس کا اپنا تھا۔ اگر وہ زردرووں سے مقابلہ کر کے عظیم شکست سے دوچار ہے تو

درست ہے اور اگر نہیں دے پاتا تو تب بھی مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں رہ گئی تھی۔

پاریتا نے مجھے گہری نیند سے جگا دیا تھا اور میں سوچنے لگا تھا کہ ٹھیک ہے اگر فرزانہ ان کے ساتھ کوئی باعزت معاہدہ کرنے میں کامیاب ہو جاتی ہے تو ٹھیک ہے ورنہ مجھے اس سے کیا۔ آخر زردوز لوگوں کو بھی زندہ رہنے کا حق تھا اور اگر تمام لوگوں کو فنا تباہ و برباد کر دیتا تو مجھے اس سے کیا مل جاتا۔ چنانچہ میں نے فیصلہ کر لیا کہ اس معاملے میں خاموش ہی رہوں گا اور اصل میں وہ فیصلہ پاریتا سے گفتگو کے بعد میں بددل ہو گیا تھا۔ چنانچہ میں نے پاریتا کو راستے میں پہنچا دیا اور خود اپنی قیام گاہ پر واپس آ گیا۔

فنا، حکیم ہاکو اور دوسرے تمام لوگ جشن منا رہے تھے میرا ہر جگہ بلایا جا رہا تھا لیکن میں اداس تھا۔

میں اپنی قیام گاہ پر آ کر خاموشی سے بیٹھ گیا اور حالات پر غور کرنے لگا۔ بلاشبہ بعض اوقات میں ایسے معاملات میں الجھ جاتا تھا جن میں مجھے نہیں الجھنا چاہیے تھا۔ کیا فائدہ ہوا مجھے ان لوگوں کو قتل کر کے۔ فنا بھلا مجھے کیا دے گا ------ اور پھر کوئی بات ہے کہ ہر جا کر مظلوم کی مدد کرنا مناسب ہے۔ ٹھیک ہے زردوز یہاں سازشی ذہن رکھتے ہیں وہ ان لوگوں کے خلاف سازش کرنا چاہتے ہیں یا انھوں نے کر رکھی ہے تو وہ قتل کرنا چاہتے تھے لیکن اس کے بعد فنا کی زندگی کی گئی اور اگر اب فنا سے مقابلہ کر کے انھیں شکست دے دیتا ہے اور اپنی حکومت قائم کر لیتا ہے تو مجھے اس میں کوئی اعتراض نہ تھا اور اگر نہیں کر پاتا تو تب بھی میرا فرض نہیں ہے کہ میں فنا کی بھرپور مدد کروں۔ مجھے کیا ضرورت پڑی تھی۔ میں نے سوچا۔

اور میں نے فیصلہ کر لیا کہ میں تو اب ان معاملات میں کوئی مداخلت نہیں کروں گا۔ پاریتا کے الفاظ سے میں شرمندہ ہو گیا تھا جو کچھ ہو چکا تھا اب میں اسے واپس نہیں لا سکتا تھا لیکن پاریتا کو اس طرح چھوڑ بھی تو نہیں سکتا تھا۔

پھر کیا کرنا چاہیے؟ اور میں کافی دیر تک سوچتا رہا۔ پھر اس وقت چونکا جب حکیم ہاکو میرے پاس پہنچ گیا۔ مجھے دیکھ کر اس کے چہرے پر تشویش کے تاثرات ابھر آئے۔

"اوہ سوتا۔ تم یہاں ہو؟" اس نے کہا۔

"ہاں حکیم ہاکو۔ کوئی کام ہے مجھ سے؟"

"سکائی کے نوجوان تمہارے نام کے دیوانے ہو گئے ہیں۔ تم ان کے ہیرو بن گئے ہو۔ سکائی کی بہت خوبصورت لڑکیاں تمہارے قریب جانا چاہتی ہیں اور نوجوان تمہیں خراج عقیدت پیش کرنا چاہتے ہیں۔"

"وہ ٹھیک ہے لیکن مجھے ان باتوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے حکیم ہاکو۔" میں نے کسی قدر خشک لہجے میں کہا۔

"میں جانتا ہوں سوتا، لیکن ------"

"کیا جانتے ہو حکیم ہاکو؟"

"تم شانہ کے لیے فکرمند ہو۔ افسوس یہ کوتاہی ہم سے ہوئی۔ اس کی حفاظت ہمارا فرض تھا۔"

"اوہ۔ مرنے والے مر جاتے ہیں حکیم ہاکو۔ کسی کے لیے زیادہ غم نہیں کرنا چاہیے۔"

"میں تم سے متفق ہوں اور چاہتا ہوں کہ تم بھی ذہن سے اس کی یاد نکال دو۔ سکائی والوں کے لیے تم ایک دیوتا کی حیثیت رکھتے ہو اور یہاں کی لڑکیاں تمہاری غلامی پر فخر محسوس کریں گی۔ ہاں سوتا، جسے تم کسی ہم جیسی بخشو اس کا پورا خاندان خود کو خوش نصیب سمجھے گا۔"

"ابھی میں ان معاملات میں نہیں پڑنا چاہتا حکیم ہاکو۔ بہرحال مجھے کچھ لمحات کی تنہائی درکار ہے۔ کیا تم اس بات کو محسوس کرو گے؟"

"نہیں سوتا۔ میں کسی وقت تمہاری کسی سے نہیں ملانا چاہتا۔ سکائی کے نوجوانوں کو اپنے ہیرو کا انتظار کرنا ہو گا۔" حکیم ہاکو نے کہا اور یہ اچھی بات تھی کہ اسے میرے ذہن کا علم نہیں ہو سکا تھا۔ وہ یہی سمجھ رہا تھا کہ میں شانہ کے لیے صرف زیادہ فکرمند ہوں۔ ممکن ہے وہ یہ بھی سوچ رہا ہو کہ بہرحال میں ٹھیک ہو جاؤں گا اور اس میں زیادہ عرصہ نہیں لگے گا۔

"تو مجھے اجازت سوتا؟" اس نے کہا اور اچانک جیسے مجھے کچھ یاد آ گیا۔

"سنو حکیم ہاکو!" میں نے اسے آواز دی اور وہ رک گیا۔

"حکم سوتا؟" اس نے کہا۔

"سکائی کے زردوزوں کی عورتوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا؟" میں نے پوچھا۔

"وہ ابھی تو ان کے بارے میں کچھ نہیں سوچا گیا سوتا۔ قیدیوں میں مرد، عورتیں سبھی موجود ہیں۔ فنا ان کے بارے میں فیصلہ کرے گا۔"

"وہ فیصلہ کیا ہو گا حکیم ہاکو؟"

"تم یقین کرو سوتا، ابھی اس بارے میں کوئی گفتگو بھی نہیں ہوئی۔"

"خاص طور سے عورتوں کے ساتھ کوئی برا سلوک نہ کیا جائے انھیں قیدیوں کی حیثیت نہ دی جائے اور اس وقت تک جب تک ان کی قسمت کا فیصلہ نہ کیا جائے ان کے آرام کا پوری طرح خیال رکھا جائے۔"

"تیری یہ ہدایت میں فنا تک پہنچا دوں گا اور یقین دلاتا ہوں کہ اس ہدایت کا پوری طرح احترام کیا جائے گا۔" ہاکو نے جواب دیا۔

حکیم ہاکو چلا گیا اور میں ان حالات کے بارے میں سوچتا رہا۔ بلاشبہ فنا کو اب بھرپور حیثیت حاصل ہو گئی تھی۔ اب علاقوں میں اس کے سرداروں کی آواز گونج گئی تھی اور اس علاقے کے لوگ اس کی مدد کو آ کھڑے ہوں گے۔ میں نے جو کچھ کر دیا تھا کافی تھا اس سے زیادہ کچھ کرنا مناسب نہیں تھا۔ چنانچہ کچھ کرنا چاہیے لیکن کیا؟ میں سوچتا رہا۔ پاریتا کے لیے میرا دل دکھ رہا تھا۔ اس نے جو کچھ کہا تھا اس میں حقیقت تھی۔ اب صرف ایک فیصلہ کرنا تھا۔ اس علاقے کو چھوڑنے کا اعلان کیا جائے یا نہیں؟

بہرحال میں نے اس فیصلے کو تھوڑے سے دنوں کے لیے ملتوی کر دیا۔ میں اپنی قیام گاہ کے اندر ہی محدود رہا اور باہر کے معاملات میں میں نے پوری طرح کوئی دلچسپی نہیں لی اور اس کے بعد کوئی میرے پاس آیا بھی نہیں۔

لیکن رات کو میں خود ہی تنہائی سے اکتا گیا اور پھر میں اپنی جگہ سے باہر نکل آیا۔ یہ دیکھ کر مجھے تعجب ہوا کہ سکائی کے دو نوجوان میری قیام گاہ کے باہر تعینات تھے۔ جونہی میں باہر نکلا ان دونوں نے گردن جھکا دی۔

"کیا بات ہے؟ تم یہاں کیا کر رہے ہو؟"

"عظیم سوتا کے خادم ہیں۔"

"اس کا مطلب؟"

"ہمیں یہاں تعینات کیا گیا ہے کہ عظیم سوتا کو اگر کسی بات کی حاجت ہو تو ہم تعمیل کریں۔" ان میں سے ایک نے کہا۔

"اوہ۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ جاؤ تم آرام کرو۔" میں نے کہا۔

"جو سوتا کا حکم۔" وہ دونوں چلے گئے اور میں قیدیوں کے علاقے کی طرف چل پڑا۔ سکائی کے نوجوان بے حد خوش تھے۔ جگہ جگہ طرح طرح کے کھیل تماشے ہو رہے تھے۔ میں ان لوگوں کی نظروں سے بچتا ہوا چل رہا تھا۔ ان کی عقیدت کے جو قصے ہاکو نے مجھے سنائے تھے ان کے تحت وہ مجھے پریشان کر سکتے تھے۔ اس وقت میں کسی ایسی تفریح میں شریک نہیں ہو سکتا تھا۔ چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد میں قیدیوں کے علاقے کے نزدیک پہنچ گیا۔

بلاشبہ فنا اور اس کے ساتھی میری بات کو اہمیت دیتے تھے۔ قیدی عورتوں کے لیے میں نے نمایاں مراعات دیکھیں۔ انھیں سونے کے لیے بستر مہیا کیے گئے تھے اور دوسری سہولتیں بھی انھیں فراہم کر دی گئی تھیں۔ ابھی میں نے کوئی فیصلہ نہیں کیا تھا کہ ہاکو عقب سے میرے پاس پہنچ گیا۔

"اوہ سوتا! میں نے تیرے حکم کی تعمیل کی ہے۔"

"ہاں ہاکو۔ میں نے دیکھا۔ ایسے ان لوگوں کے لیے کیا کیا جا سکتا ہے؟"

"فنا اس سلسلے میں بھی تیرے احکامات کی تعمیل کرے گا۔"

"قیدی مردوں کی تعداد کیا ہو گی؟"

"کافی ہیں۔"

"میرا خیال ہے ان لوگوں کو ابھی تو قید میں رکھا جائے اور اس کے بعد ان عورتوں کو ان کے حوالے کر دیا جائے۔ ان پر کچھ پابندیاں عائد کر دی جائیں۔

زردوز تارک الوطن ہیں۔ اب جبکہ وہ تمہاری سرزمین میں داخل ہو گئے ہیں تو جانتے ہیں ان کا وطن ہے کہ یہ زمین کسی کی ملکیت نہیں ہوتی۔ ہاں انھوں نے جو سازشیں کیں وہ یقیناً سب تھیں اور ان کی سزا انھیں یقیناً ملنی چاہیے تھی۔ اب فنا پوری قوت سے اٹھ کھڑا ہوا ہے وہ یقیناً فاتح ہو گا لیکن ایک فاتح کے کچھ اصول ہوتے ہیں۔ مفتوح بے بس ہوتے ہیں اور فاتح کے ہاتھوں میں کھلونوں کی مانند۔ کھلونے جب چاہیں توڑے جا سکتے ہیں لیکن بہتر ہوتا ہے کہ ان کھلونوں کو توڑنے کی بجائے انھیں حفاظت سے رکھا جائے ------ اور ان کی حفاظت کرنی چاہیے کیونکہ وہ محکوم ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کو ایسی مراعات ضرور دی جائیں کہ وہ اپنی مرضی سے زندہ رہ سکیں۔

ہاں انھیں اس قابل نہ چھوڑا جائے کہ آئندہ یہ سازش کے بارے میں سوچیں اور جب کبھی یہ سازش کے لیے سر اٹھائیں ان کے سر کچل دیے جائیں۔ باقی رہا ان کی زندگی کا سوال تو وہ لوگ جو شکست کھا چکے ہیں ایک طرح سے فنا کی رعایا ہیں اور اپنی رعایا کی حفاظت کرنا ہر حاکم کا فرض ہوتا ہے۔" میں نے کہا۔

"بلاشبہ سوتا، فنا کا بھی یہی مقصد ہے۔ ہم نہیں چاہتے کہ ان زردوزوں کو نیست و نابود کر دیا جائے لیکن ہم انھیں اس قابل بھی چھوڑنا نہیں چاہتے جس کی وجہ سے فنا کے خلاف کوئی سازش ہو۔" حکیم ہاکو نے کہا۔

"بالکل۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے چنانچہ ان عورتوں کے ساتھ کوئی بدسلوکی نہ کی جائے۔"

"تیری بات ہمارے لیے بڑی حیثیت رکھتی ہے سوتا، ہم ان کے ساتھ برا سلوک نہ کریں گے۔" حکیم ہاکو نے کہا۔

"سکائی کے نوجوان جو بپھرے ہوئے ہیں اور جنگ کو آگے تک پھیلانے کے خواہش مند ہیں وہ بہت سے مطالبات کر رہے تھے جس میں عورتوں کا حصول بھی تھا لیکن فنا نے انھیں منع کر دیا ہے اور ویسے بھی فنا کی بات کو وہ مانتے ہیں۔ ان عورتوں کو ان کے حوالے کرنا ناروا ہو گی ہاکو۔" میں نے کہا۔

"یقیناً۔" ہاکو نے جواب دیا۔

اور اچانک میرے ذہن میں ایک خیال آیا اور میں بولا۔

"حکیم ہاکو۔ سنتے کے رہنے والے مکان میں اب کون رہتا ہے؟"

"کوئی بھی نہیں۔ فنا کو اب وہاں رہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ محل اعلان بستی میں ہے۔" ہاکو نے جواب دیا۔

"گویا وہ مکان خالی پڑا ہے؟"

رہا ہوں۔"

"تب پھر حکیم پارو! ایک کام کرو۔"

"کیا سبوتا! مجھے حکم دے۔"

"چنگاشائی لڑکی پوسیتا کو جانتے ہو؟"

"ہاں۔ وہ ان قیدی عورتوں میں شامل ہے۔"

"اسے اس مکان میں میرے پاس بھیج دو۔"

"او سبوتا۔ کیا وہ بھی تیری منظور نظر ہے؟"

"حکیم پارو! میں اسے کسی غلط مقصد کے لیے طلب نہیں کر رہا۔ اسے بس تم میرے پاس بھیج دو۔" میں نے تیز لہجے میں کہا۔

"بہتر ہے۔" حکیم پارو نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور وہ واپس پلٹ پڑا۔

اور یہی بہتر تھا۔ پوسیتا مجھ سے جس قدر بد ظن تھی اس کو ذہن میں رکھتے ہوئے مناسب نہیں تھا کہ میں دوبارہ وہاں جا کر اس سے کوئی بات چیت کرتا۔ چنانچہ میں واپس لکڑی کے مکان کی جانب چل پڑا اور پوسیتا کا انتظار کرنے لگا۔

تھوڑی ہی دیر کے بعد پوسیتا میرے پاس پہنچا دی گئی۔ پوسیتا مکان میں داخل ہوئی۔ اس کے چہرے پر عجیب سی کرختگی چھائی ہوئی تھی۔ روشن مکان میں اس نے مجھے دیکھا اور گہری سانس لی اور پھر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"عظیم سبوتا! عظیم ترین۔" اس نے گردن جھکاتے ہوئے کہا۔ مجھے میں بے پناہ طنز تھا۔ میں نے اس بار بھی اس کے طنز کو نظر انداز کر دیا۔ صرف اس لیے کہ وہ سب الجھے ہوئے تھے۔ اس وقت اس کے لہجے میں ہی تو تعجب خیز بات نہ تھی۔

"آؤ پوسیتا!"

"حاضر ہوں۔ حاضر ہوں سبوتا۔ تیری خدمت میں حاضر ہوں فاتح اعظم۔ حاضر ہوں سکائی کے مددگار۔" اس نے کہا اور میں اسے دیکھنے لگا۔

اب مجھے اس لڑکی پر غصہ آنے لگا تھا۔ بلا وجہ طنز کی باتیں کر رہی تھی۔ حالانکہ ان لوگوں کا حشر وہی ہونا تھا جو ہوا تھا لیکن بہر صورت میں نے اسے برداشت کیا اور اس کا جائزہ لینے لگا۔ تب وہ آگے بڑھی اور میرے نزدیک پہنچ گئی۔

"کیا حکم ہے آقا۔ لباس اتار دوں کیا؟" اس نے اپنے لباس کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"پوسیتا! ایک بار پھر تم سے کہہ رہا ہوں کہ ہوش میں آؤ۔ فضول باتوں سے گریز کرو۔ تم کیا سمجھتی ہو کیا تمہارے لوگوں نے سکائی کے لوگوں پر ظلم نہیں کیے تھے۔ کیا تمہارے خیال میں سکائی کے لوگ کبھی ان کا بدلہ نہیں لے سکتے تھے۔ تمہارے مظالم کا جواب دے سکتے۔ تمہارے لوگوں نے ان کے معصوموں سے آباد علاقوں کو جلا کر رکھ دیا۔ کیا کچھ نہیں کیا انہوں نے کے ساتھ۔ اور تمہارا کیا خیال ہے کیا یہ لوگ تم سے انتقام نہیں لے سکتے تھے۔ کیا اس میں وہ کوشاں نہ رہتے اور آج اگر وہ تم پر حاوی ہو گئے ہیں تو تم اس کا قصور وار مجھے کیوں ٹھہرا رہی ہو؟"

"نہیں میرے مالک میں تو کسی کو قصور وار قرار نہیں دے رہی۔ اگر مجھے شکوہ ہے تو صرف اتنا کہ تو نے میرے ساتھ وہ سلوک روا نہ رکھا جو میرا حق تھا۔"

"میں نہیں سمجھا تمہاری مراد کیا ہے؟" میں نے پوچھا۔

"میں صرف ان دنوں کا حوالہ دینا چاہتی ہوں جب تو شنانہ کی تلاش میں میرے پاس آیا تھا اور اس کے بعد تو نے میرے سے شنانہ کو اٹھا کر پانی میں پھینک دیا تھا۔"

"پوسیتا! یہ بات تمہارے علم میں یقیناً ہو گی کہ میں شنانہ کو چاہتا تھا۔ اس سے پیار کرتا تھا لیکن وہ مجھ سے برگشتہ تھی۔ میں اسے اپنے قابو میں لانے کے لیے ہر ممکن کوشش کر رہا تھا اور تجھ تک بھی میں اسی کے لیے پہنچا تھا۔ میں براہ راست تیرے پاس نہیں گیا تھا۔ بہر حال شنانہ مجھے مل گئی تو مجھے کسی اور چیز کی طلب نہیں رہی۔ میں ایک سادہ مزاج انسان ہوں اور میں تجھ سے یہ نہیں کہوں گا کہ میں نے کبھی تجھ سے محبت نہیں کی — لیکن شنانہ کی محبت میں تجھ سے بازی لے گئی تھی پوسیتا۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور اب جبکہ شنانہ تمہاری زندگی سے نکل چکی ہے، وہ مر چکی ہے تو تم مجھ سے دوبارہ تعلقات استوار کرنا چاہتے ہو۔ لیکن تم نے یہ سوچا کہ میں بھی انسان ہوں۔ تم میرے اوپر مکمل طور پر قادر ہو۔ تم چاہو تو میرے جسم کی دھجیاں بکھیر کر فضا میں اڑا سکتے ہو۔ تم میرے بدن کو پرزے پرزے کر سکتے ہو۔ میری شکل بگاڑ سکتے ہو مجھے اس بگڑی شکل کے ساتھ زندہ رکھ سکتے ہو لیکن کیا تم میرا دل جیت سکتے ہو۔ ہو ہو کیا تم میرا دل جیت سکتے ہو؟"

"پوسیتا! میں تمہارا دل نہیں جیتنا چاہتا۔ سبوتا میں سکائی میں ابھی ہوں۔ اس علاقے کے لوگوں سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں تمہیں بتا چکا ہوں اور آخری بار میں تم سے یہ کہہ رہا ہوں کہ ان سارے معاملات میں کوئی عمل دخل میرا نہیں ہے۔ ان لوگوں کو جو کرنا تھا جو انہوں نے کیا۔

اب میں نے تو بچھڑے ہوئے لوگوں کا ہے وہ صرف ہمدردی کی شکل میں ہے۔ اگر تو چاہو تو میں تمہیں سہارا دے سکتا ہوں۔ تم چاہو تو میں تمہیں یہاں سے نکال کر لے جاؤں گا۔ مجھے جواب دو کہ تم میرے ساتھ چلنا پسند کرو گی؟"

"میں۔ میں۔" پوسیتا نے کچھ کہنا چاہا لیکن پھر جذبات کی شدت سے اس کی آواز رندھ گئی۔ میں اسے بغور دیکھ رہا تھا۔

"میں تمہارا جواب چاہتا ہوں پوسیتا۔"

"اس وقت تم نے مجھے کیوں بلایا تھا سبوتا؟"

"میں تم سے یہی معلوم کرنا چاہتا تھا۔"

"اور کوئی حکم ہے میرے لیے؟"

"نہیں پرسیتا۔"

"تم مجھ سے یہ سوال کیوں کر رہے ہو سبوتا۔ تم ان کے بیٹے اور احترام ہو رہے ہو، تم نے ان کے نوما کی زندگی بچائی ہے تو تم نے انہیں ان کے دشمنوں پر فتح دلائی ہے اور میں ایک قیدی ہوں۔ اگر تم خواہش ظاہر کرو گے تو وہ مجھے تمہیں دے دیں گے پھر میری کیا ہے۔"

میں لڑکی کی باتوں سے تنگ آ گیا تھا۔ چنانچہ میرے رویے میں خشکی پیدا ہو گئی۔ "بس مجھے تم سے یہی گفتگو کرنی تھی۔ اب تم چاہو تو میں تمہیں واپس بھیج سکتا ہوں۔"

"میں تو اب کچھ نہیں چاہتی اور جو چاہتی ہوں وہ تم کر نہیں سکتے۔"

"کیا چاہتی ہو؟"

"میری خواہش ہے کہ تم مجھے ہلاک کر دو۔"

"اس قسم کے کام میں نہیں کرتا پرسیتا۔ یہ کام تم خود انجام دے سکتی ہو۔" میں نے بیزاری سے کہا اور پھر میں مکان کے باہری حصے میں آ گیا۔ یہاں کوئی موجود نہیں تھا لیکن میں نے دور سے لشکر کے چند لوگوں کو اشارہ دیا اور وہ میرے قریب پہنچ گئے۔

"اس لڑکی کو دوسری لڑکیوں میں پہنچا دو۔" میں نے کہا اور پرسیتا کرنے کے قدموں سے باہر نکل آئی۔ میں اسے جاتے دیکھتا رہا تھا پھر جب وہ نگاہوں سے اوجھل ہو گئی تو میں نے گہری سانس لی۔ پرسیتا پر درحقیقت ظلم ہوا تھا۔ اس کے باپ کی وراثت کی ذمہ داری میں قبول نہیں کر سکتا تھا کیونکہ بہرحال سکالی والے اس سے خوش نہیں تھے اور یہ کام کسی بھی مناسب وقت پر کیا جا سکتا تھا۔ ادا میں نے شرافت سے ملاقات کے بعد اسے قطعی فراموش کر دیا تھا۔ عورت کی حیثیت سے یہ بات اس کے لیے ناقابل برداشت تھی۔

لیکن بس اتنا ہی ٹھیک تھا۔ میں نے اس سے معذرت کی تھی اسے بہلانے کی کوشش کی تھی اور اب اگر وہ ضرورت سے زیادہ سنجیدہ ہونے کی کوشش کر رہی تھی تو مجھے بھی اس سے کوئی خاص دلچسپی نہیں تھی۔ ظاہر ہے میں اس کے بغیر بھی زندگی گزار سکتا تھا۔۔۔۔ اور میرے نزدیک شہزادی کی جو حیثیت تھی پرسیتا اس کی خاک بھی نہ تھی۔ اگر شہزادے کے حصول کی راہ میں وہ آ گئی تھی تو اس میں میرا قصور نہیں تھا۔ میں نے تو صرف شہزادہ قائم رکھنے کے لیے تھوڑا سا سہارا اس کا لیا تھا۔ اس سے زیادہ وہ پرسیتا کی کوئی حیثیت میری نگاہ میں نہ تھی۔ ہاں، پکاشا کی بیٹی کی حیثیت سے وہ گفتگو میں نے اس سے کی تھی وہ ایک الگ بات تھی اور میں اس سے متاثر تھا جس کی وجہ سے میں نے یہ کوشش کی تھی کہ پرسیتا کو ان تمام قیدی لڑکیوں سے متاثر کر کے یہاں لے آیا تھا لیکن اگر وہ مرنا چاہتی تھی تو مرتی، میں نے تو ان لوگوں سے دشمنیاں پیدا کی تھیں اور اب ان کی دو کا سوال دور دور بھی کوئی سے کر تھے۔

ان دونوں کو ایک دوسرے سے برسر پیکار ہونا ہی تھا اور اس کے بعد نتیجہ تقریباً یہی نکلتا جو اب نکلا تھا۔ تنہا میری ذات تو ان کے لیے فتح کا باعث نہیں بن گئی تھی اور اب اگر پرسیتا ضرورت سے زیادہ واویلا کر رہی ہے تو وہ جہنم میں جائے لیکن اس کے بعد میں نے یہی سوچا کہ کیا اب مجھے ان کے ساتھ ان ہنگاموں میں شامل ہونا چاہیے۔ دل نے کہا کہ حماقت کی بات ہے لیکن سوچ تھی کہ یہی ذہن میں جم گئی تھی لیکن اس کے بعد پھر وہی سوچ ۔۔۔۔ کہ کیا اب مجھے ان کے ساتھ ان ہنگاموں میں شریک ہونا چاہیے۔

لیکن پھر میں نے فیصلہ کر لیا کہ میں ان جھگڑوں میں زیادہ عرصے تک شریک نہیں رہوں گا۔ نوما اب مضبوط ہو چکا تھا وہ خود اپنا کھویا ہوا وقار اور کھوئے ہوئے علاقے حاصل کر لے گا۔ ضروری نہیں ہے کہ میں اس کے ساتھ ساتھ رہوں۔

تب پرسیتا کو میں نے ذہن سے جھٹک دیا۔ سکالی کی دوسری لڑکیاں میری پذیرائی کے لیے منتظر تھیں لیکن ضروری تو نہیں تھا کہ میں ہر لڑکی کو اپنے قریب لانے کی کوشش کروں۔ آخر میرا اپنا بھی کوئی معیار پسند تھی۔ میں لڑکیوں کے لیے پاگل تو نہیں تھا۔

چنانچہ میرے ذہن میں نفرت سی پیدا ہو گئی اور اس دوران میں حکیم ہاکا اور نوما سے بھی نہیں ملا۔

دوسرا دن، تیسرا دن، چوتھا دن، پانچواں دن بھی گزر گیا۔ میں ابھی تک نوما سے نہیں ملا تھا لیکن میں سنجیدگی سے سوچنے لگا تھا کہ اب یہاں نہیں رہوں گا۔ دوسری جانب نوما اور ہاکا حیران تھے کہ میں کہاں جا رہا ہوں۔ ایک آدھ بار حکیم ہاکا سے مڈبھیڑ ہوئی لیکن میں نے اس سے یہی کہا کہ میں ان دنوں آزاد رہنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ چھٹے دن نوما اور حکیم ہاکا خود میرے پاس آ گئے۔ نوما کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے۔

"سبوتا کیا بات ہے تم ہم سے الگ الگ رہنے لگے ہو کیا کسی سلسلے میں کوئی ناراضگی تو نہیں ہو گئی ہے؟"

"نہیں نوما ایسی کوئی بات نہیں ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"پھر ہم تیرے مشوروں اور تیری ملاقات سے محروم کیوں ہیں سبوتا؟" نوما نے پوچھا۔

"بس میں نے سوچا کہ تم مقامی معاملات سمجھ ہو اس سے میں نے تمہارے درمیان مداخلت نہیں کی۔"

"اس کے باوجود سبوتا ہم تجھ سے رہنمائی کے خواہشمند رہتے ہیں۔"

"میری تو کچھ اور ہی خواہش تھی۔" میں نے کہا۔

"کیا سبوتا؟"

"بس کچھ میں نے محسوس کر لیا ہے کہ اب تجھے میری ضرورت نہیں رہی ہے۔" میں نے پرخیال انداز میں کہا۔

"او سبوتا یہ خیال تیرے ذہن میں کیسے آیا؟"

"حالات کے تحت نوما میں دیکھ چکا ہوں کہ تیرے سردار تیرے حکم کی تعمیل کے لیے چاروں طرف پھیل گئے ہیں اور شہر دوبارہ تیرے قبضے میں آ گیا ہے۔ کہ اس کے بعد تیرے حکم کا سامنا کرنے کی کسی میں ہمت نہیں ہو گی۔ سو اب تو … کہ اب یہاں میری کیا ضرورت ہے؟" میں نے کہا۔

"میں حیران ہوں سبوتا مجھے دیوتا کی قسم مجھے بتا کہ تجھے کس سے شکایت ہوئی ہے۔ تو نے کیوں یہ بات سوچی ہے؟" نوما نے پریشانی سے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں نوما۔ میں نے بتایا کہ میں کسی شکایت کے تحت یہاں سے جانے والا نہیں تھا۔ میں اب میرا ارادہ ہے کہ میں یہ سرزمین ہی چھوڑ کر اپنے لیے دوسرے … کا انتخاب کروں۔"

"آخر کیوں سبوتا آخر کیوں؟" نوما پریشانی سے بولا۔

"میں کہہ چکا ہوں نوما کہ جو کچھ مجھے تیرے ساتھ کرنا تھا میں نے کیا اور تو اتنا طاقتور ہو سکتا ہے … اس لیے اب میں یہاں رہنا نہیں چاہتا۔"

"سبوتا، سبوتا ایسی بات نہ کہہ میں تو اس بات کا خواہش مند ہوں کہ تو اپنی زندگی ہمارے ساتھ ہی گزار دے۔"

"او … یہ مجھے ممکن ہے نوما تو نے محسوس کیا ہو گا میں نے تھا تیرے طور پر تجھے حاکم کر دیا اور نجانے کتنے لوگوں کو اب مجھ سے ضرورت ہو چکی ہے میرا خیال ہے کہ تو مجھے یہ علاقہ پر چھوڑ دے اور اپنے اس علاقے پر … حاصل کرنے کی کوشش کر۔ میرا خیال ہے کہ اس میں تو ناکام نہیں ہو گا۔ امید ہے کہ تو اپنے سرداروں اور ساتھیوں سے مل کر اپنے علاقے واپس لے لے گا جو تجھ سے … تیرے عوام کی قوت سے … پر یہ بات ذہن میں رکھ کہ اگر تو سامنے آئی ہے … عوام کا سہارا حاصل ہو تو ہے تیرا ساتھ … ہر طرح سے کامیابی نصیب ہوتی ہے۔ مجھے مبارک ہو نوما تیرے عوام تیرے لیے بہت بڑا سہارا ہیں۔"

"نا ممکن سبوتا میں تجھے نہیں جانے دوں گا سبوتا تو مجھے صرف یہ بتا کہ تجھے تکلیف کیا ہے؟" نوما نے بچوں کے سے انداز میں ضد کرتے ہوئے کہا اور میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ میں نے حکیم ہاکا کی طرف دیکھا۔

"حکیم ہاکا تم کیوں خاموش ہو؟"

"اس لیے سبوتا کہ میں تیرے جانے کی وجہ سمجھتا ہوں۔"

"کیا مطلب؟"

"ہاں سبوتا دل جب ویران ہو جاتا ہے تو بستیاں بھی ویران معلوم ہونے لگتی ہیں۔ میں جانتا ہوں تیرا یہاں دل نہ لگتا ہو گا اور مجھے یہ علم ہے کہ تو عورت پرست انسان ہے بلکہ شاید یہی عورت کو ہمیشہ کے لیے اپنا لینے کا عادی ہے اور شہزادی مر چکی ہے۔"

"اوہ تو یہ بات ہے۔" نوما نے گہری سانس لے کر کہا اور پھر بولا "سبوتا میں شہزادی سے کہہ دیتا ہوں کہ … اور میری بیٹی تیری … کی کوئی بھی لڑکی اگر تیرے ذہن تک پہنچ سکیں تو کامیاب ہو جائے تو میری خوش بختی ہو گی اور اس لڑکی کی بھی کہ وہ اپنے عظیم شخص کے ساتھ زندگی گزارنے کی اجازت رکھتی ہے۔ میری دلی خواہش ہے سبوتا کہ تیرا ذہن بھی خالی پُر ہو جائے۔"

اور مجھے ہنسی آ گئی۔ کتنا سادہ تھا یہ شخص جس نے دنیا کی ہر عورت کو بھی کیا تھا۔ بہرحال میں اس کی بات سن کر … میں کوئی حماقت سمجھتا تھا۔ نوما کہہ رہا تھا۔

"سبوتا میں دوبارہ کہتا ہوں کہ تجھے تو ایک لمحات نہیں گزارنا کہ ہم تیرے خدمت کے بغیر گزر سکے گا۔ میری دلی خواہش ہے کہ تو ہمیشہ ہمارے ساتھ رہے اور میری درخواست ہے کہ تو اپنے آپ کو اس ارادے ختم کرنے کی کوشش کر۔"

نوما اور حکیم ہاکا کے کافی گفتگو کرنے کے بعد میں نے اپنی تبدیلی اختیار کی۔ یہ لوگ مجھے خوشی سے جانے نہ دیں گے۔ چنانچہ یہی بہتر ہے کہ خاموشی سے یہاں سے چلا جاؤں … بعد وہ دونوں چیختے ہیں تو رہ گیا۔ کوئی فیصلہ کر ہی لوں گا۔

لوگ اس گرم ہوئے جا رہا تھا میں رکتے ہوئے تھا۔ خاصے خطرناک سفر … چنانچہ کوئی ایسی تبدیلی آنی چاہیے جس سے تفریح … کوئی نئی بات کوئی نیا کھیل۔ اور ان دنوں میں اسی سوچ میں گم تھا۔

ایک دن میں نے سوچا کہ سمندر کی تیاری کروں لیکن زمینی راستے … تعلقات نہیں تھی کہ سمندر سے لطف اندوز ہو سکوں۔ بہتر یہاں سے نکل جانا جائے۔ اس کے بعد جو ہو جائے گا۔ ہاں ان سے کہہ کر جانے میں عقلمندی نہیں ہے۔ خاموشی سے روانگی بہتر ہے۔ چنانچہ میں نے تیاریاں کر ڈالیں۔

میں نے ایک کشتی کا انتخاب کیا جو زیادہ بڑی تو نہیں تھی لیکن بہرحال مضبوط تھی اور ایک طویل سفر میں ساتھ دے سکتی تھی۔ میں نے مستقل کے طور پر اس کو درست کرنا شروع کر دیا۔ پھر ایک رات میں نے اس کو سمندر میں ڈال دیا اور دور تک لے گیا۔ پہلی بار میرے تحت اس ساحل کی … کرنے والا کوئی نہ تھا کشتی کو ایک جگہ چھپانے کے بعد میں نے ایک ویران ساحل پر … تھا اس دوران سے مجھے ایک طویل سمندری سفر کروں گا اور اس کے لیے یہی کشتی منتقل کروں گا۔ سفر کے لوازمات بھی ضروری تھے چنانچہ میں نے ان کا بندوبست بھی کیا اور آہستہ آہستہ اپنے کام میں مصروف رہا۔

نوما اور دوسرے لوگ اپنے کاموں میں مصروف تھے مجھے کسی نے … سے باخبر رکھا جاتا تھا اور میں ان میں دلچسپی لیتا تھا۔ چنانچہ نوما نے …

وکرنے لگے جیسا تمہارا سیکلاں میں زرد رووں کے خاتمے کی خبر لگا یا
اور دوسری بستیوں کی راہ لی گئی ہے۔ زرد رووں اور قاتلوں کی بستیوں میں بھی
جھڑپیں شروع ہو گئی تھیں کسی جگہ پر جھڑپیں خونریزی کی شکل میں بدل
گئی تھیں اور سردار عیان نے گویا جنگ شروع کر دی تھی۔
بہرحال ان کی زندگی کی خبر ان کے کام نے لوگوں میں ...
کام ہو سکے وہ تھی تو ان کے سردار اور قریبی زرد رووں سے تیاریاں کر رہے
تھے...

ان ساری خبروں سے میں نے اندازہ لگایا تھا کہ رومی کی تقدیر جاگ
اٹھی ہے اور اب اس کا راستہ روکنا زرد رووں کے بس کی بات نہیں تھی۔ یہ
لوگ اپنی خوشنودی کے لئے بھی کوشاں تھے۔ اور کئی بار دلچسپ پہلو
ہوتے تھے کہ کوئی زیادہ دلچسپ نہیں ہے ...
کر سکا کہ ... نے تمہاری جگہ ... کوشش کی تھی اور ...
اور وہ اس کے ... آئی تھیں ... عام ...
صرف ... تھیں ...
... اور جب ... کام
میں مصروف تھا۔
پھر ایک شام جب میں سمندر کے کنارے والے ... میں ...
کی لہروں کو دیکھ رہا تھا کہ ... پہنچ گیا ... کی جانب ...
میں نے پلٹ کر دیکھا تھا وہ پوپیتا ... ہوئی تھی
"اوہ پوپیتا۔" میں نے اسے پکارا۔
"ہاں سبوتا میں آ گئی ہوں۔"
"خیریت ہے پوپیتا؟"
"ہاں ٹھیک ہوں۔ اس دوران تمہارے بارے میں سوچتی اور تمہارا
انتظار کرتی رہی ہوں۔"
"انتظار؟"
"ہاں میں نے سوچا شاید میری ہوتا کیا تھا، تمہیں یاد آ گئی اور تم
میرے ... کو بھی ..."
"کون سا دور پوپیتا؟"
"میں بھی تو تم سے محبت کرتی تھی۔" اس نے سسکی سی لے کر کہا۔
"ہاں مجھے اندازہ ہے۔"
"اور ... اور تم نے میرے ساتھ بہت اچھا وقت گزارا تھا تم
نے مجھے نظر انداز کر دیا ... لیکن میں تمہیں نہیں بھلا سکی۔"
"ٹھیک ہے پوپیتا میں نے خلوص سے کام سے کر تمہیں ساری
تفصیل بتا دی تھی۔"
"ہاں۔ وہ زندگی ہی بھی خوش نصیب تھی اور مرنے کے بعد
بھی ... وہ چھوٹی ... دیر خاموشی سے اس
کی شکل دیکھ رہا تھا میں اس وقت بھی تمہاری محبت کے سحر میں ... گم

رہی تھی اور اب بھی کام ہو رہا؟"
میں اس بار بھی خاموش رہا ظاہر ہے میں اس کی بات کا کوئی
جواب دینا چاہتا تھا۔
"کیوں سبوتا میں نے غلط تو نہیں کہا۔" پوپیتا نے مجھے خاموش
پا کر مخاطب کرتے ہوئے کہا۔
"پوپیتا میں بار بار تم سے کہہ چکا ہوں کہ اب شمانہ ... ہے
اب اگر تم اس کی حیثیت کو ... کرنا چاہتی ہو تو تمہیں اس بات سے
اندازہ لگا لینا چاہیے میں اس کی تلاش میں ... تک پہنچا تھا اور میں بار بار یہ
الفاظ ... کر ... نے ... ہوئے لہجے میں کہا۔
"لیکن وہ کون ... جب تم نے شمانہ کو میری خاطر
پانی میں پھینک دیا تھا؟" پوپیتا نے جذباتیت سے بولی۔
"میں نے کہا نا پوپیتا سب شمانہ کی محبت حاصل کرنے کے
لئے ... آج وہ دنیا میں نہیں ہے ... ہے ... اس کے
... نہیں ہوا۔ ہاں میں خاموشی سے ... پھر
رہا ہوں۔ اور میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ یہاں سے کہیں اور چلا جاؤں گا۔"
"اور کیا تم اپنے دوستوں کے ... ان کے سامنے
شامل نہ ہو گے؟" پوپیتا نے پوچھا۔
"ہاں یہ فیصلہ میں نے ... کے بعد کیا تھا۔ مجھے
اس بات کا افسوس ہے ... معاملے میں جس قدر ... ہو گیا
ہوں وہ ... کا اصل حکمران ہے اب اس کی
بستی واپس مل جائے گی اور ... انسانیت ... اس بات سے خوش ہوں
... بستی والوں نے ... کے لوگوں کو غلام بنانے میں
کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔
لیکن ... معاملہ ... کے ساتھ شریک نہیں
ہوں گا ... تمہارے ساتھ ظلم ہوا اس کا مجھے افسوس
ہے چنانچہ میں نے ... فیصلہ کیا ہے کہ میں یہاں سے چلا جاؤں پوپیتا
... میں ... نہیں چاہتا میں نے ... ہوئے لہجے میں کہا۔
"اوہ کیا تم نے اس بات کی اطلاع ان لوگوں کو دے دی ہے؟"
پوپیتا نے تیز نظروں سے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔
"ان لوگوں سے تمہارا کیا مطلب ہے کیا تم ...؟"
"ہاں" اس نے جواب دیا۔
"دیکھو پوپیتا میں تمہیں پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ میں ایک کو ... کی
حیثیت سے یہاں ... آیا تھا ان لوگوں کے مسائل میں شریک
ہونے سے ... تھا میں کسی کا محکوم نہیں ہوں خود ... کیا
کرتا اور ... میں اپنی مرضی کا مالک ہوں جب ... چاہتا ہے
کرتا ہوں ... اور جب ... کہیں بھی جانے کو جی چاہے تو مجھے
کوئی روک نہیں سکتا میں نے ... سے ... کیا تھا لیکن ... اخلاقی ... بنیا

لگانے لگا چنانچہ میں نے فیصلہ کیا کہ انہیں اطلاع دینے کی ضرورت
ہی کیا ہے؟"
"تو سبوتا میں تمہاری مجبوری ... نہیں ... لیکن میں اس کی یاد ... تمہارے
ذہن سے بھلانے کی کوشش کروں گی بہتر ہے میں تمہارے ساتھ چلوں گی کیا
تم مجھے اپنے ساتھ لے چلو گے؟"
پوپیتا میں نے گہری نظروں سے دیکھا میں چاہتا تھا
کہ تمہیں ساتھ لے چلوں لیکن ... تم نے ... بند کیا تو اپنی
مرضی کی ... اگر تم اپنی مرضی سے میرے ساتھ چلنا چاہتی ہے
تو ٹھیک ہے ... ہے ... تو تمہیں ... کی جگہ کے
... لیکن ... وہ ... شخصیت ... تھی لیکن ...
... اور میں ... جانے میں ... تھیں ... محسوس نہیں کرتا اگر تو میرے
ساتھ چلنا چاہتی ہے تو مجھے کوئی اعتراض ... نہیں ہے۔"
"ہاں سبوتا میں تمہارے ساتھ چلوں گی۔" پوپیتا جذباتی انداز میں
آگے بڑھی اور مجھ سے لپٹ گئی۔
میں نے بھی اسے ... مناسب خیال کیا تھا ظاہر ہے
اب اس کی ضرورت ... تھی۔ اگر وہ میرے ساتھ چلنا چاہتی تھی تو
ٹھیک تھا ظاہر ہے وہ میرے لئے نئی عورت ہوتی تب میں نے
پوپیتا سے پوچھا۔
"تو کب چلو گی پوپیتا؟"
"بس سبوتا جب تو چاہے۔"
"تو آج اور ابھی سے تھوڑی دیر بعد" میں نے مسکراتے ہوئے
کہا اور وہ چونک پڑی۔
"لیکن چلنے کا ذریعہ کیا ہو گا سبوتا؟"
"یہ تو میرے سوچنے کا ہے" میں نے جواب دیا۔
"کیا تیری تیاریاں مکمل ہیں؟"
"ایسا ہی سمجھ لے پوپیتا مجھے کسی بھی سلسلے میں تیاریاں کرنے
میں کوئی خاص مشکل پیش نہیں آتی۔"
"تو ٹھیک ہے سبوتا میں تیار ہوں۔" اس نے کہا اور میں اس کو
دیکھتے ہوئے مسکرانے لگا۔
اچھا ہے مجھے تنہا سفر نہیں کرنا پڑا تھا ایک ہم سفر مل گیا
جس کے ساتھ سفر ... کوئی ... کچھ بھی تھی چنانچہ میں نے
اس کے ساتھ ... بدل دیا اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے
لئے اس سے مختلف باتیں کرنے لگا۔
ابھی میں ... سے ... چاہتا تھا ... کچھ تھوڑی
بہت ... ہو گی تھی ... چاہتا تھا کہ خاموشی سے ... چھوڑ
دوں...
چنانچہ جب رات گہری ہو گئی تو میں پوپیتا کا ہاتھ پکڑ کر اس ویران

ساحل کی جانب چل پڑا جہاں میری کشتی موجود تھی۔ راستے میں میں نے
اس سے پوچھا۔
"ایک بات تو بتا پوپیتا؟"
"پوچھ سبوتا۔" اس نے آہستگی سے کہا۔
"تجھے قیدی عورتوں کے ساتھ ہی رکھا گیا تھا؟"
"ہاں سبوتا۔"
"مگر اس وقت تجھے آنے کی اجازت کیسے ملی؟"
"کیا مطلب سبوتا میں نہیں سمجھی؟"
"کیا تو ان لوگوں سے چھپ کر آئی ہے کیا ان لوگوں نے
قیدی عورتوں کو اتنی اجازت دی ہے کہ وہ جہاں چاہیں آ جا سکیں؟"
"نہیں سبوتا تجھ سے گفتگو کرنے کے بعد ان لوگوں کی سوچ
میں بھی کچھ تبدیلی آ گئی ہے۔"
"کن لوگوں کی؟"
"میری مراد ... اور ... کے ان لوگوں سے ہے جو ...
عورتوں کے نگران ہیں۔"
"اوہ ... وہ کیا سوچ رہے ہیں؟"
"بس وہ لوگ میرے پاس آئے اور مجھ سے پوچھا میں کہاں جانا
چاہتی ہوں مجھے تعجب تو ہوا تھا لیکن ... نے کہا کہ اگر میں جانا
کے پاس جانا چاہتی ہوں ... تو وہ مجھے وہاں پہنچا سکتا ہے ... مجھے
قیدی عورتوں کے احاطے میں سے نکال دیا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ
مجھے کوشش کرنی چاہیے کہ سبوتا مجھ سے ... ہو جائے اور وہ شمانہ کی ...
کو ... کر دل سے نکال دے اور اگر میں اس طرح کوشش کر سکوں تو
میں ایک باعزت زندگی حاصل کر سکتی ہوں مجھے سبوتا کی عورت کی حیثیت
سے ایک عالیشان محل مہیا کیا جائے گا اور وہاں ہر طرح سے ...
ہو گی۔"

"اوہ ... یہ پیشکش تجھے ... نے کی تھی؟"
"ہاں سبوتا۔ اس وقت اس ... سبوتا ... آج آئی
کیا تو نے یہاں سے ... کا اظہار کیا تھا کیا تو نے جانے کی خواہش ظاہر کی تھی؟"
"ہاں۔ وہ لوگ مجھے یہاں سے نہیں جانے دینا چاہتے۔" میں نے جواب دیا۔
"تو ان کے ... حیثیت ... سبوتا تو نے ... کی زندگی بخشی
تھی ... ہی شہر ... سمندر کے ..."
"اوہ۔ یہ بات تجھے کیسے معلوم پوپیتا ...؟" میں نے پوچھا۔
"میری ... طرف سے ... میں ... تھا۔ ہم نے ... سے
... معلومات حاصل کی تھیں اور ہم پریشان تھے ... اگر ... تھا
یہ ... جانے ... خطرہ ... سکتا ہے۔"
"ہوں" ... میں ... ہم ... کشتی ... پہنچ گئے۔ سمندر
میں چاروں طرف تاریکی چھائی ہوئی تھی ... کے ...

[illegible] انتظار کر رہی تھی۔ پوستیا [illegible] اور پھر اس نے ایک گہری سانس لی۔

"کیا سوچ رہی ہو پوستیا؟"

"وہ کچھ نہیں سیموا۔ [illegible]"

[illegible]

"[illegible]"

[illegible]

[illegible] نے کہا۔

"نہیں سیموا [illegible]"

بولا، پوستیا نے جواب دیا۔

[illegible]

"ٹھیک ہے۔" پوستیا نے [illegible] سانس لے کر کہا۔

[illegible]

"اب پوستیا، اب [illegible]"

[illegible]

سامنے آگئی پوستیا!

[illegible] اس نے جواب دیا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ستارے۔

[illegible]

[illegible]

"بولو [illegible]"

[illegible]

جاتی گئی۔

[illegible]

"[illegible] سیموا؟"

"کوئی خاص بات نہیں تھی۔" میں نے کہا۔

"منزل کے بارے میں سوچ رہے تھے؟"

"منزل؟" میں نے کہا "[illegible]"

"کیا مطلب؟" پوستیا حیرانی سے بولی۔

[illegible] رہی تھی۔

[illegible]

"کیا بات ہے؟"

[illegible]

"میں نہیں کہہ سکتا" میں نے جواب دیا۔

[illegible]

"پوستیا" میں نے [illegible] پکارا۔

"ہاں سیموا [illegible]"

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سلام کر دوں۔

میں نے تم سے سب کچھ صاف صاف کہہ دیا تھا سونا۔ میں نے تم سے کہہ دیا تھا کہ سکالی روحوں کے خلاف زور دار کام کر رہا ہوں۔ اس طرح ایک عمر [illegible] نے اپنے قبیلے سے غداری کی تھی لیکن صرف تمہارے لیے۔ میں جانتا تھا کہ تم مجھ سے محبت کرنے پر مجبور ہو اور میں تم سے کسی صورت دور نہیں رہ سکتا تھا۔

میں جانتا تھا کہ تم مجھ سے محبت کرنے لگی ہو۔ مجھے چاہتی ہو۔ اس لیے مجھے یقین تھا کہ تم کبھی روحوں کے خلاف کوئی کارروائی نہ کرو گے۔

اور پھر جب میرے باپ کو معلوم ہوا کہ قبیلے کی شکست میں میرا سب سے زیادہ ہاتھ ہے [illegible] تو اس نے مجھے ملامت کی۔ اس نے مجھے اپنے قبیلے کے لوگوں کا قاتل قرار دیا۔ اور آخر وہ مجھ سے دور ہو گیا لیکن اس کے وہ الفاظ جو اس نے بعد کہے میرے دل و دماغ پر ابھی تک نقش ہیں سونا۔

تمہارے ساتھ جو کچھ ہوا سونا اس کی ذمہ دار میں نہ تھی۔ شمارا کی موت کی ذمہ دار میں نہ تھی۔ لیکن [illegible] کے لڑکی تھی اور تمہاری کوئی [illegible] میں زندہ رہ سکتی۔ میں نے انہیں شکست دلانے کے لیے تم سے [illegible] ہوئی تھی۔ میں نے تم پر اعتبار کیا تھا۔

لیکن پھر تم اس قابل کیا کیا ہو [illegible] سونا۔

پھر کیا کروں۔ کیا یہ حالات میرے سامنے نہیں تھے کیا میں [illegible] میں زندگی کی [illegible] ہوں کہ مجھے باپ شمارا کی موت کے [illegible] ہے اور اگر روحوں [illegible] کی قربت ہو گی۔ لیکن اس وقت تمہارے پاس نہ ہوتی سونا۔

سونا میں نہیں جانتی کہ تمہارا زندگی میں عورتوں کا کتنا دخل ہے عورتیں تمہاری زندگی میں کیا [illegible]۔ تم نے عورت کو کس حد تک [illegible] میں نہیں جانتی کہ عورت کی فطرت کے بارے میں کیا جانتے ہو۔

لیکن یقین کرو سونا۔ عورت پیٹ بھرنے کے لیے بھیک مانگ سکتی ہے لیکن وہ محبت بھیک میں حاصل نہیں کر سکتی سونا۔ اور اس شکل میں یہ کہ احساس ہو کہ دوسری عورت اس کے لڑکے کے ذہن و دل پر قابض ہے اور وہ اس کی بعد کی حیثیت رکھتی ہے۔

عورت کو بعد کی حیثیت نہیں چاہئے سونا اور میں۔ ہاں سونا میں جانتی ہوں کہ میری حیثیت بعد کی ہے۔ زندہ بچنے کے لیے میرے ذہن میں کوئی کوڑا نہیں ہے میرے [illegible] جب تم مجھ زندہ کر سکے اور بات میرے لیے دلکشی نہیں رکھتی کہ سونا کا [illegible]

اس سونا بات اس وقت میرے لیے [illegible] کوشش رکھتی تھی جب تم نے میری خاطر شمارا کو اپنی زندگی سے نکال پھینکا تھا۔

لیکن اب جبکہ میں یہ جان چکی ہوں کہ میری حیثیت بعد کی ہے تو سونا، بعد کی حیثیت نے میرے دل میں یہ آرزو پیدا کی ہے کہ تمہارے ساتھ کی دلکشی ختم کر دی ہے۔ سونا میں اپنی شخصیت کو زندہ رکھنا چاہتی ہوں۔ میں شمارا کے بعد کی حیثیت نہیں چاہتی۔ اب اگر تم خواہش کرتے تو تم چاہتے تو میں شمارا سے

پہلی حیثیت پانے کی کوشش کرتی۔ تمہاری کنیز بن جاتی سونا۔ لیکن میں کسی حیثیت کو قبول نہیں کرتی۔

"تم بہت بہتر لگے سونا کہ میں نے یہ باتیں کیوں شروع کر دیں تو سنو میں اپنی زندگی کا اختتام کرنے جا رہی ہوں۔"

"تم کیا کیا چاہتی ہو کیوں الٹی سیدھی باتیں کر رہی ہو پوسیتا۔" میں نے اسے پیار کر کے اسے زندگی پر جذباتیت کیوں سوار ہو گئی۔

"جذباتیت نہیں سونا۔ تم یوں سمجھو کہ میری زندگی کا ایک مشن تھا۔" پوسیتا نے عجیب لہجے میں کہا۔

"کیسا مشن پوسیتا۔" میں نے کچھ نہیں سمجھا۔ میں بوکھلا گیا تھا۔ عجیب باتیں کر رہی تھی۔ بہر صورت میں اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"تم سکالی روحوں کے لیے ایک زبردست رہنما تھے۔" پوسیتا گہری سانس لے کر بولی۔

"پھر۔" میں نے سوالیہ انداز میں اسے دیکھا۔

"سونا میرا باپ کہتا تھا کہ سکالی روحوں کے لئے ذرا سی بھی بیا کر وہ زیر دوزوں پر فتح حاصل کر سکیں۔ ان کی شکست میں صرف سیدھے سونا کے ہاتھ ہے۔ اور یہ سمجھ لو کہ میرا باپ ہمیشہ تمہارے بارے میں کہتا تھا۔

کہ یہ سونا بھی ہم زیر دوزوں کے لئے تباہی لائے گا اور ہم آگ تباہ و برباد ہو جائیں گے۔

تو سونا میں تمہارے پاس دوبارہ اسی مقصد کے تحت پہنچی تھی۔ وہ یہی تھا کہ تمہیں سکالی سے نکال لاؤں۔ تمہیں ایک ایسے راستے پر لے جاؤں جہاں پہنچنے کے بعد تم سکالی کا رخ نہ کرو۔ تمہیں زمانے سے دور لے جاؤں۔ تمہارے ذہن میں [illegible] کر دوں اور سونا میں اس میں کامیاب ہو گئی۔ میرا باپ زندگی کا مقصد اور میری زندگی کا مسئلہ۔ تو میں نے اسی وقت خود کو قربان کرنے کا فیصلہ کیا تھا جب تم نے مجھے ٹھکرا دیا تھا۔ سونا میں تمہیں یہاں تک لانے میں کامیاب ہو گئی ہوں کہ تم سمجھو کہ تمہارے ساتھ گزری گئی ہوئی راتیں میرے لئے دلکشی رکھتی ہیں۔ نہیں سونا یہ تمہارا خیال خام ہے۔ میں نے اپنے جسم کو تمہارے سامنے صرف اس لئے پیش کیا تھا کہ میں جو اپنی ایک غلطی سے اپنے قبیلے کی تباہی کا باعث بنی تھی اب اپنے پورے قبیلے کو تباہ و برباد نہ ہونے دوں۔

یہ ایک چھوٹا سا سانحہ ہے میری ان حالات کا جو میں نے تم سے محبت کر کے اپنے قبیلے کے لئے تباہی مول لے کر کی تھی۔"

میں خاموشی سے پوسیتا کی شکل دیکھ رہا تھا۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کہنا چاہتی ہے۔ تب وہ آہستہ سے بولی۔

"لیکن سونا آخری بار کہہ رہی ہوں آخر عورت آخر عورت ہے۔ عورت زندگی میں ایک بار پیار کرتی ہے۔ اور پھر اس کی بھرتی ہے۔ اگر اس کا محبوب اسے ٹھکرا دے تو اسے اس سے نفرت ضرور ہو جاتی ہے لیکن وہ کسی دوسرے سے محبت نہیں کر سکتی۔ تم نے میرے ساتھ جو کچھ کیا ہے اس کے لئے میں صرف اتنا

ہی کہہ سکتی ہوں کہ تم ہمیشہ خوش رہو لیکن میری یاد بنا کے رکھیں ہمیشہ چٹکیاں لیتی ہے۔ تم نے زندہ سمجھ لیا تھا۔ حالانکہ کوئی بھی عورت اپنے محبوب کو زندہ نہیں دے سکتی لیکن یہ جو کچھ میں کہہ رہی ہوں اس پر یہ سوچنا نہیں ہے کہ میں تم سے تمہاری محبت کا بدلہ مانگ رہی ہوں۔"

"پوسیتا۔" میں اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا اور وہ اٹھ کر کشتی کے دوسرے سرے تک پہنچ گئی۔

"نہیں سونا میرے پاس آنے کی کوشش نہ کرو۔ براہ کرم میری باتیں سن لو صرف چند باتیں۔ انہیں کہنے سے پہلے میں مرنا نہیں چاہتی۔ بہرحال سونا کا تم مجھ پر احسان نہ کرو گے۔"

"پوسیتا کیا حماقت ہے۔" میں چلایا۔

"ہاں سونا یہ حماقت ہی سمجھو۔ میں زندہ نہیں رہ سکتی کیونکہ اب میرے پاس کچھ نہیں رہا ہے اور اگر میں تمہاری محبت کے سہارے زندہ رہنے کی کوشش کروں گی تو میرا ضمیر مجھے ملامت کرتا رہے گا۔ میں یہ سوچا کروں گی کہ میں نے محبت کے لئے اپنے پورے قبیلے کو قربان کر دیا ہے اور میں کسی طرح زندہ نہ رہ سکوں گی سونا۔ جاؤ مجھے اب میں تم سے اجازت چاہتی ہوں پیارے سونا۔" پوسیتا نے کہا اور مجھے غصہ آ گیا۔

"پوسیتا تمہارا خیال ہے کہ اس قدر تمہاری کیا ضرورت ہے میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ دوبارہ ان لوگوں میں واپس نہ جاؤں گا۔"

"نہیں سونا اب ان باتوں کا کوئی فائدہ نہیں۔ میرا پورا قبیلہ میری زندگی کی حیثیت ختم ہو چکی ہے۔ میرا باپ مجھے قاتل کہہ چکا ہے۔ تو سونا اس صورت میں اب اگر تم مجھے وہاں نہ جانے کا وعدہ کر بھی لو تو اس سے کیا فرق پڑے گا۔"

"پوسیتا ضرورت سے زیادہ جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں۔ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ زندگی کے ہر شعبے میں تمہارا ساتھ دوں گا۔"

"نہیں سونا۔ میں محبت کی بھیک پسند نہیں کرتی۔" اس نے کہا۔ "خدا حافظ۔" اور دوسرے لمحے اس نے پانی میں چھلانگ لگا دی۔

اب یہ تو ممکن نہیں تھا کہ میں اسے پانی میں ڈوب کر مر جانے دیتا۔ اس کا خیال تھا کہ شاید میں کشتی سے کھلے سمندر کے پانی میں کودنے کی جرأت نہیں کروں گا اور اس سے خوفزدہ ہو جاؤں گا لیکن یہ اس کا خیال تھا۔ میں نے بھی اس کے پیچھے پانی میں چھلانگ لگا دی۔ میں نے اسے اس جگہ تلاش کیا جہاں اس نے ڈبکی لگائی تھی۔

لیکن پوسیتا وہاں موجود نہیں تھی۔ تب میں پریشان نگاہوں سے پانی میں ہر طرف دیکھنے لگا اور پھر وہ مجھے نظر آ گئی۔

لیکن مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے پانی میں کوئی ان کی تیز جنبش ہو گئی ہو مجھے حیرت ہوئی تھی۔ تب میں اس کی طرف لپکا۔ میں نے اس کے جسم کو پکڑ لیا تھا لیکن میں نے دیکھا پوسیتا کے پہلو میں خنجر گھسا ہوا تھا۔

اس نے غالباً میں کود نے سے ساتھ ہی ایک خنجر جو شاید وہ اپنے لباس میں چھپا کر لائی تھی۔ نکال کر اپنے پہلو میں گھونپ لیا تھا۔ میں نے اسے کہاں سے ملا تھا اس نے خنجر اپنے پہلو میں پیوست کر لیا تھا میں نے خنجر کو نکالا اور پانی کی سطح پر آ گیا۔

"پوسیتا یہ تم نے حماقت کی ہے۔" میں غرایا۔

"حماقت نہیں سونا۔ میں نے تم سے محبت کی ہے۔"

"ہاں میں سمجھتا ہوں تمہاری محبت کو۔ شاید یہ خنجر میں نے اپنی محبت سے مجبور ہو کر اپنے پہلو میں اتارا ہے۔"

"نہیں سونا۔ یہ خنجر اپنے قبیلے سے غداری کا اعلان ہے۔ میں نے تم سے محبت کی تھی اور اپنے قبیلے سے غداری۔ اس نے کچھ اور دم توڑ دیا۔

میں خاموش نگاہوں سے دیکھتا رہا تھا۔ کشتی آہستہ آہستہ ہم سے کافی دور جا چکی تھی۔ چند ساعت میں اس کے سانس کا جائزہ لیتا رہا لیکن وہ مر چکی تھی تب میں نے آہستہ سے پانی میں دھکیل دیا۔

اب اس کے بے جان بدن کو کشتی پر لانے کا کوئی ضرورت بھی نہ رہی۔ خوامخواہ جان دے دی احمق لڑکی نے۔ جو کچھ ہو چکا تھا اسے سنبھالا بھی جا سکتا تھا۔

لیکن پروفیسر تمہاری اس دنیا کے انسان بڑے عجیب ہیں۔ ہر قدم انتہا پسندی پر اتر آتے ہیں کہ انہیں سوچنے کا اس کا نتیجہ کیا نکلے گا۔ بہر صورت پوسیتا بھی انتہا پسند تھی۔ حالانکہ میں چاہتا تو اس کی بات کو نظر انداز کر کے سکالی جا سکتا تھا۔ لیکن سکالی جانے کا ارادہ ترک کر دیا تھا۔

اب میں وہاں سے کیا کرتا۔ میرے لیے وہاں دوبارہ جانا کوئی دلچسپ نہیں تھی۔ احمق لڑکی اگر چاہتی تو میرے ساتھ زندگی کا ایک اچھا دور گزار سکتی تھی۔

ہاں تم اس سوچ کے انداز میں فرق ضرور محسوس کرو گے پروفیسر لیکن بہر صورت تمہیں اس بات کا اندازہ ہو جانا چاہئے کہ پوسیتا کیا ہے۔ اور جہاں تک ایک لڑکی کے لئے تو کر رہا کرو تو تم کے سمندر میں تمہیں ڈال سکتا تھا میں کشتی میں واپس آ گیا اور تنہا کچھ عرصہ تک میں پوسیتا کو بھلانے میں صرف کئے اور اس کے بعد میں مطمئن ہو گیا۔ میں دنیا میں کسی کے لئے بھی افسردہ نہیں ہو سکتا تھا۔ بات میرے ذہن سے باہر تھی۔

اور پھر یوں سمندر کا سفر تھا۔ میری چھوٹی سی کشتی اور میں۔ لیکن میں تو اس ماحول کا عادی تھا۔

کافی عرصہ میں نے سمندر کے ماحول میں گزارا۔ میں نے طے کر لیا تھا کہ اس بار زمین پر رہنے کی کوشش کروں گا اور جب تک کوئی خشکی تلاش کر لوں گا۔ دیکھوں گا یہ سمندر کہاں تک پھیلا ہوا ہے۔

اور میں نے طویل فاصلہ طے کر ڈالا۔ میں سمندر کی وسعتوں میں بھٹکتا رہا تھا۔ خوراک کی مجھے کوئی خاص ضرورت نہ تھی۔ اگر کبھی خوراک کی ضرورت محسوس کرتا تو میں مچھلی پکڑ کر کھا لیتا۔

اور جب میرے پاس سے خوراک کا ذخیرہ ختم ہو گیا تو سمندر کی مچھلیاں میری گرفت سے کیسے محفوظ رہ سکتی تھیں۔ میرے لئے ضروری تو نہیں تھا کہ میں انہیں پا کر شکار کرتا۔ جب بھی ضرورت محسوس ہوتی تھی۔ میں

لوٹ آتا، اور مچھلیاں پکڑ کر باہر لے آتا۔ البتہ ان مچھلیوں کو ضرورت کے مطابق بنانے کا کوئی خاص انتظام میرے پاس نہیں تھا۔

یہ لمبا اور صبر آزما سفر میں نے طے کیا۔ اور کئی دن میں نے خشکی کی جھلک دیکھنے کے لئے نظریں دوڑائیں، میں اس پر ہی چلتے۔ بہا سا جاتا تھا اور سمندر کا یہ سفر بڑا دلکش تھا۔ رات ستاروں کی مدھم روشنی میں بسر ہوتی، اور میں سمندر کے اسرار و رموز پر غور کرتے چلے جاتے۔

آسمان، وقت اور گزرتے ہوئے وقت کے بارے میں بہت سی نئی باتیں معلوم ہوئی تھیں۔ ستارے ایک عجیب ہی ... نشاندہی کرتے تھے، کئی بار خشکی کے نزدیک سے گزرنے پر ... میں خشکی پر اتر جانے کی خواہش ہوئی لیکن میں وہاں نہیں جانا چاہتا تھا۔ مجھے انسانوں سے دوری پسند تھی، پروفیسر کی ... اور ... اور میں نہ جانے کہاں سے کہاں نکل گیا۔

میری کشتی جب ختم ہوگئی تھی۔ سمندر کی ... اس کی زندگی ... ایسی نہیں ہوئی جو ...

کشتی کے ... اور ... کوئی انتظام نہیں تھا ... لیکن اس طرح زندگی ... پرانی سمندر ... تھا اور خشکی کا بھی۔

تب میں نے سوچا کہ ... کسی خشکی پر ... کشتی کو درست کیا جائے ... کام کرنا ہی چاہئے تھی ورنہ ... ہی مرجاتا۔

اس وقت ... زندگی کو کسی ایسے مرحلے میں ... کے مطابق ہو۔ فرماں ... کسی کتاب میں ... زمین بیاد رکھتیں۔

خشکی کی تلاش میں میری نگاہیں چاروں طرف بھٹکتی رہیں اور ویسے کشتی ... دور کرنی ... کوئی ذکر ... چنانچہ اس وقت شاید رات تھی جب میں نے سمندر کے ... ایک ... دیکھا ... یہ کوئی ... تھی۔

میں نے ... سنبھال لئے اور کشتی کو اس کی طرف موڑنے لگا۔ بہت تیزی سے ... زمین کی طرف ... تھا ... خشکی کا قرب ... یہ ...

ساری رات میں ... اس وقت جب ... ساتھ ... کے نزدیک پہنچ گیا تھا۔ جو ... اور اس کے ... سرسبز خشکی کے ... جو نظر آرہے تھے۔ گویا خاص سرسبز جگہ ہے میں نے سوچا تھا اور بہر صورت میں تیزی سے خشکی کی جانب بڑھ گیا۔

❁

کشتی کو میں نے ... اور اس علاقے کی طرف متوجہ ہوگیا۔ بڑی عجیب علاقہ تھا۔

لیکن درختوں کے درمیان ... کے جانے لگے ... بڑے بڑے جانور ... نظر آرہی تھیں۔

میں نے ... نہیں دیکھا اور ... نگاہوں سے دیکھنے ... کے نزدیک پہنچ گیا۔

یوں لگتا تھا جیسے یہاں انسان آباد ہوں ... انسانی آبادی ہو تو ... سامنے جانور ... تھے ... کسی خاص خطرے کی ... اور ... جانوروں سے ... کوشش کرتے ہوئے۔ ... بڑی ... نہیں دیکھی تھی۔

درختوں کی عجیب و غریب قسمیں تھیں۔ ... تھیں ... اور تمام علاقہ بہت ... صاف ستھرا نظر آتا تھا ...

پہلی بار مجھے اس ... جانور ... درختوں کے درمیان ... یہ جانور عجیب ... تھا ... جانور شاید ... ادھر ... جاتا تھا۔

اور پروفیسر اس وقت میں نے ایک عجیب منظر دیکھا۔ ... ایک بڑا سا جانور ... درختوں کے درمیان ... اس طرح جیسے کوئی ... اچانک ...

لیکن ... جانور ... اور ... کوئی ... جانور کے جسم سے چپک گیا تھا۔ ... وہ جانور ... جانب ...

جانور ... کی جانب ... اور میں ... حیرت انگیز منظر دیکھ رہا تھا۔

جانور ... کے نزدیک پہنچ گیا ... میں ... اور ... دلچسپ نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

جانور مکڑی کی جانب جا رہا تھا اور مکڑی نے جانور کو ... اور پکڑ کر جانب سمیٹ لیا ... اور پھر ... جانور کے بدن ... شروع کیا۔

پروفیسر وہ بڑا حیرت انگیز منظر تھا، تم یقین کرو مکڑی کے ... جانور کے جسم ... وہاں سے ... تھا اور ... کا کوئی قطرہ بھی ... نہیں ... مکڑی نے ... اور جانور ... کچھ ... مکڑی کے ... پروفیسر جانتے ... ہوں کہ ... تھا۔

"کیا تم نے اس سے پہلے بھی ایسی کسی مکڑی کے بارے میں سنا ہے؟"

"... پروفیسر نے پوچھا۔

پروفیسر ... کے چہرے پر عجیب سی ... نظر آرہی تھی ... پھر کہا ... مسکرا کر ... گیا۔

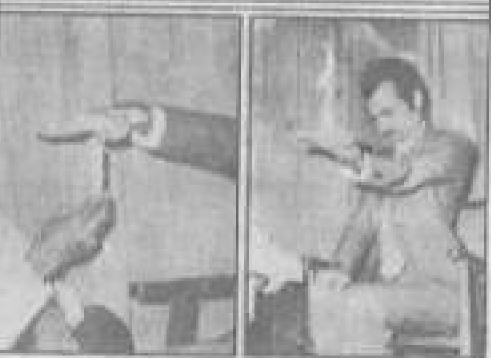
"میں نے ... مکڑی کے بارے میں پوچھا!"

"افریقہ کے کچھ جانوروں ... میں نے ایسے خطرناک جانوروں کے بارے میں سنا ضرور ہے ... لیکن جس مکڑی کا تذکرہ تم کر رہے ہو ... بھی حیرت انگیز ہے۔"

"ہاں پروفیسر وہ بڑی حیرت انگیز مکڑی تھی۔ ... مکڑی ... کر ... تھا ... اور ... کی بات ہے ... مکڑی ... ہوگیا تھا۔ ... جیسے جانور کو کھانے کے بعد ... ہوگئی ہو۔"

بہر صورت ... وہ ... اپنے ... میں پہنچ گیا ... اور پھر ... دیکھا اور ... گیا ... عجیب سی ... کوئی ... انسانی ... نہیں ... کوئی آثار ... نہیں ... انسان ... زندگی ... تھی ... انسانی ... ہوتے ... تھی ... یہ جگہ ... اور ... سے دور ہیں ... بہت ... کے ... اور ... چلا گیا ... چلنے ... کوئی ... نہیں تھا ... جب ... آگیا تھا ... کہ ... وقت ... انسانوں ... کے ساتھ ... گزار ... جائے۔

چنانچہ جب ... تو ... اٹھایا ... کو ... خوف ... وحشت ... سوال ہی نہیں پیدا ... ہوتا تھا ... مگر ... چاہتا ... جہاں ... جہاں کو ... ہی نہیں کیا جا سکتا تھا ... نہیں تھے۔ اور ان کا ... حصول ... مشکل نہیں تھا۔ چنانچہ ... شکار وغیرہ کرنے کے لئے میں نے ... بنانے کا فیصلہ کر لیا۔ اب ... کی تلاش ... میری ...



کے مطابق کوئی آسیب بھی کہیں موجود ہو۔

آغاز ہی سے میں نے دور دور تک نگاہیں دوڑائیں لیکن ایسا کوئی درخت نظر نہیں آیا اور میں پھر چلنے لگا۔ کافی دور چلنے کے بعد مجھے درختوں میں ایک راستہ نظر آیا۔ اور ایک پگڈنڈی سی جاتی ہوئی تھی۔

میں اطمینان سے اس پگڈنڈی پر ہو لیا لیکن درختوں کے درمیان کی زمین پر قدم رکھتے ہی مجھے زمین نرم محسوس ہوئی۔ اس کا مطلب ہے کہ قریب ہی پانی موجود ہے۔ یہ بھی اچھی بات ہے۔ کشتی میں پیچھے چھوڑ آیا تھا۔ اس میں کوئی ایسی چیز نہیں تھی جسے لانے کی ضرورت ہوتی۔ چنانچہ میں اطمینان سے آگے بڑھتا رہا۔ میں نے درختوں کے درمیان بھی جھانکا لیکن پانی کا کوئی نام و نشان نظر نہیں آیا۔ زمین البتہ بدستور گیلی چلی جا رہی تھی اور پھر اچانک میں رک گیا۔ سامنے جو درخت نظر آ رہے تھے وہ دیکھنے میں بہت خوفناک تھے لیکن اس سے زیادہ خوفناک بات یہ تھی کہ ان کی جڑوں میں بے شمار جانداروں کے ڈھانچے بکھرے ہوئے تھے۔ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی اور میں اس دلچسپ منظر کو دیکھنے کے لئے آگے بڑھ گیا۔ سب سے پہلے درخت کے بالکل نزدیک میں نے چند ڈھانچے دیکھے۔ وہاں ڈھانچوں میں مجھے ایک انسانی ڈھانچہ بھی نظر آیا۔ میں حیرت اور دلچسپی سے ان ڈھانچوں کو دیکھنے لگا۔ پہلی بار مجھے اس زمین پر انسان کا کوئی نشان ملا تھا۔ لیکن وہ بھی مردہ تھا۔

میں کچھ اور آگے بڑھا اور جھک کر اسے دیکھنے لگا۔ زیادہ وقت گزر گیا تھا … اس کی موت کس طرح واقع ہوئی۔ کہ اچانک میں اچھل پڑا۔ کسی نے مجھے پیچھے سے کھینچا تھا۔ بس انسانی احساس ہوا تھا میں جلدی سے سیدھا ہو گیا۔ اور پھر اس سرزمین کا ایک اور حیرت انگیز منظر میری نگاہوں کے سامنے آ گیا۔ ایسے ہی ایک درخت کی شاخ تھی جو کسی جاندار کی مانند میرے پاؤں کی جانب لپک رہی تھی۔ اس کا سرا میرے پاؤں کو چھو رہا تھا اور اس کی دوسری شاخیں اس طرح حرکت کر رہی تھیں جیسے سانپوں کا کوئی ڈھیر کھل رہا ہو۔ کیا یہ درخت جاندار تھے؟

میں نے جھک کر اس شاخ کو چھوا … وہ لچکدار تھی لیکن اس کا کوئی رخ معلوم ہوتا تھا۔ پھر درخت کی دوسری شاخیں بھی کھلنے لگیں اور میری طرف لپکیں۔ ان میں ایسی شاخیں بھی تھیں۔ جو میرے پاس پہنچ کر میرے گرد پھیلنے لگی تھیں۔

اور پھر ان شاخوں نے مجھے گرفت میں لے لیا۔ وہ کافی قوت سے مجھے جکڑ رہی تھیں۔ میں نے … زور لگا کر ان شاخوں کی گرفت سے خود کو چھڑانا چاہا … میں نے دیکھنا چاہا تھا کہ ان کی اصلیت کیا ہے۔ شاخیں میرے بدن کے گرد کس رہی تھیں۔ اور پھر ان کے مسامات کھلنے لگے۔ … میرے بدن میں چبھنے لگے تھے۔

تب مجھ پر ایک انکشاف ہوا۔ یہ کانٹے بدن سے خون چوس رہے تھے اور یہ گوشت خور درخت … میرے ذہن میں ایک تصور ابھرا — وہ وہ ڈھانچے یقیناً انہی درختوں کے شکار تھے۔ جانوروں کے نزدیک آ کر جنہیں جکڑ لیتے تھے اور پھر ان کا گوشت اور خون کھا کر یہ درخت انہیں چھوڑ دیتے ہوں گے۔ عجیب

درخت تھے۔ میں نے آج تک ساری زندگی میں کبھی ایسے درخت نہیں دیکھے تھے۔ لیکن یہ بہرحال … انوکھا تجربہ تھا۔ چند ساعت میں درخت کی گرفت … میں اس گرفت کی قوت کا اندازہ لگا رہا تھا۔ بلاشبہ طاقتور سے طاقتور انسان یا جانور بھی اس گرفت سے نہیں نکل سکتا تھا۔

بہرحال میں نے اس کی دو شاخیں پکڑیں جو باقی … اور انہیں اپنے بدن سے کھول دیا۔ پھر میں نے دونوں ہاتھوں سے زور دے کر جھٹکے دیئے اور شاخیں درخت سے الگ ہو گئیں۔ اس کے بعد میں نے دوسری شاخوں کا بھی … کر دیا اور پھر تعجب سے ان درختوں کو دیکھنے لگا۔ انسانی ڈھانچے کی موجودگی نے میرے ذہن میں یہ احساس جگا دیا تھا کہ یہاں اس زمین میں انسان بھی موجود ہوں گے۔ لیکن یہ خوفناک درخت اور دوسری بلائیں … کی وجہ سے وہ یہاں کا رخ نہ کرتے ہوں۔

بہرحال اب اس علاقے سے نکلنا ضروری تھا۔ لیکن میں نے سوچ لیا تھا کہ کسی قسم کے خطرے کا تو مجھے خوف ہی نہیں تھا۔ پھر مجھے اس گیلی زمین کا راز بھی معلوم ہو گیا۔ یہ گیلا پن دراصل ان … خون کی وجہ سے … تھا۔

عجیب جادوئی سرزمین تھی۔ انتہائی گھنے اور خوفناک درختوں کے درمیان سے گزر کر میں آگے بڑھتا رہا۔ اور عجیب و غریب مناظر سے دوچار ہوتا رہا۔ پھر مجھے … کئی بار … کیڑے مکوڑے بھی ان علاقوں سے … اور دور چلنے کے بعد دوسرے جانور بھی نظر آئے تھے۔ گویا جانوروں کے لئے خطرے کی زمین ختم ہو گئی تھی۔

تو انسان بھی یہیں ضرور ہوں گے۔ میں نے سوچا۔ اور آگے بڑھتا رہا۔ میں نے رفتار اور تیز کر دی تھی لیکن اس جنگل کی چوڑائی بہت کافی تھی۔ دوسری طرف نکلا تو سورج جھک گیا تھا اور جھکتے ہوئے سورج کی روشنی میں میں نے ایک طویل چٹیل میدان دیکھا جس میں چٹانیں … ابھری ہوئی تھیں۔

اور منظر ایک عجیب سا محسوس ہوتا۔ چٹانوں میں خاص طور پر … تھی۔ پھر ایک انتہائی تیز روشنی میری آنکھوں پر پڑی اور میں نے چونک کر روشنی کی سمت دیکھا۔ بلاشبہ کوئی انسان تھا لیکن چٹانوں میں روشنی کرنے والا کون تھا؟

تب مجھے وہ بھی نظر آ گیا۔ ایک قد آور جانور تھا جو اونچی چٹانوں کے درمیان دوڑ رہا تھا۔ ویسے یہ جانور میرے لئے نیا تھا۔ اونچا لیکن دوسرے جانوروں سے مختلف۔

یہ کیا تماشہ ہے۔ میں ایک چٹان کی آڑ میں پوشیدہ ہو کر دیکھنے لگا۔ … کے بارے میں میں نے معلوم کر لیا کہ وہ شیشے کی … سورج سے منعکس ہو رہا ہے۔ جو چمکدار ہے اور روشنی چھوڑنے والا … بار بار جانور کے چہرے پر سورج کی شعاعوں کا نشانہ بنا رہا تھا۔ جانور روشنی سے چڑ کر بھاگ رہا تھا۔ اور چٹانوں سے ٹکرا رہا تھا۔

اور … میرے ذہن میں ایک خیال آیا کہیں یہ شکار کرنے کا طریقہ تو نہیں ہے۔ اور تھوڑی دیر کے بعد اس خیال کی تصدیق بھی ہو گئی۔ جانور … ہو کر چٹانوں میں دوڑ رہا تھا اور ان سے ٹکرا کر زخمی ہو رہا تھا۔

پھر کیا اور گرا ایک چٹان سے اس کا سر پوری قوت سے ٹکرایا اور جانور قلابازی کھا گیا۔ وہ چند ساعت زمین پر تڑپتا رہا اور پھر ٹھنڈا ہو گیا۔ اسی وقت میں نے ایک شخص کو چٹانوں سے نکلتے دیکھا اور پروفیسر میری آنکھوں میں روشنی دوڑ گئی۔

ایک انتہائی توانا اور سڈول بدن تھا۔ اور بدن بھی ایک زنانہ … لڑکی کا … پتھر کی طرح ٹھوس اور سڈول۔ وہ پھر چٹانوں پر اس طرح دوڑ رہی تھی وہ جیسے ہرن … کا سفر کرتی۔ طویل فاصلے طے کر کے وہ جانور کے پاس پہنچ گئی۔ اور پھر اس نے جانور کے جسم پر … ہونٹ لگا دیئے۔ وہ اس کا خون پی رہی تھی۔

صدیوں پہلے کی کہانی میرے ذہن میں آ گئی۔ پتھر کے دور کی عورت اور آج بھی وہی عورت میرے سامنے تھی۔ فرق صرف اتنا تھا کہ یہ سیاہ رنگ کی تھی۔ گہرے چمکدار سیاہ رنگ کی عورت۔ کافی دیر تک وہ جانور کے جسم سے خون چوستی رہی اور پھر سیر ہو گئی۔ چند ساعت وہ ایک پتھر سے ٹیک لگا کر کھڑی رہی۔ اور پھر … خون کے … صاف کی۔ اس نے چاروں طرف دیکھا اور پروفیسر پھر اس نے جھک کر اس وزنی جانور کو کندھے پر اٹھا لیا۔ جانور اتنا وزنی تھا کہ … تھی لیکن اس کے باوجود اس نے … برق رفتاری سے واپسی کا سفر کر رہی تھی۔

میں خاموشی اور احتیاط سے اس کے پیچھے چل پڑا۔ چٹانوں کی آڑ میں تعاقب کرنے میں کوئی دقت نہیں پیش آ رہی تھی۔ اسے بھی احساس نہیں ہوا … اور میں اس کا تعاقب کرتا رہا۔ اس کا عریاں بدن حد سے زیادہ خوبصورت نظر آ رہا تھا۔ لمبے سیاہ بال کمر تک پہنچ رہے تھے۔ … بازو … خوبصورت … چمکدار تھے۔ … میں نے سوچا۔ کافی دیر تک … فاصلہ طے کیا اور پھر ایک غار کے دہانے کے قریب رک گئی۔ اس نے جانور کو زمین پر پھینک دیا اور پھر اس کی ایک ٹانگ پکڑ کر گھسیٹنے لگی۔ وہ اسے غار میں لے جا رہی تھی۔ … میں نے چاروں طرف دیکھا۔ ابھی کچھ … اور نہیں نظر آ رہا تھا۔

تب ایک بات تھی۔ کیا ان لوگوں کی کوئی بستی نہیں ہے۔ کیا اس ویرانے میں یہ لڑکی تنہا ہے۔ ممکن ہے … نہیں ہو سکتا۔ پھر اس کی آبادی کہاں ہے۔ میں آہستہ آہستہ غار کی طرف بڑھ گیا۔ لیکن ابھی میں غار کے دہانے پر پہنچا ہی تھا کہ لڑکی باہر نکل آئی۔

وہ اس طرح باہر آئی تھی کہ میں چھپ بھی نہیں سکا۔ اور وہ ایک لمحے کے لئے مجھے دیکھ کر ٹھٹھک گئی۔ تب میں نے اس کے خدوخال غور سے دیکھے۔ سیاہ فام تھی لیکن نقش و نگار بے حد حسین تھے۔ خاص طور سے آنکھیں … سیاہ چمکیلی آنکھیں، … ہونٹ اور جانور کے خون سے بھیگے ہوئے۔

پہلے اس کی آنکھوں میں حیرت نظر آئی۔ پھر خوف۔ اور پھر ایک عجیب سا … وہ میرے … دور ہٹ گئی۔ اس نے مجھے غور سے دیکھا … اور خوفزدہ ہو گئی تھی میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

اجنبی دنیا کی پہلی شناسا۔ حیرت کی بات ہے وہ زمین پر پہلی عورت ہی

مجھے نظر آئی ہے عورت مسرت بخش تصور کی حامل۔

اور پروفیسر ایک طویل تنہائی کے بعد یہ پہلا ساتھی۔ بھلا میں اسے چھوڑ کر کیسے چلا جاتا۔ چنانچہ میں اطمینان سے غار میں داخل ہو گیا۔

غار اندر سے زیادہ کشادہ نہیں تھا۔ اور دہانے سے بہت زیادہ تاریک کہا جا سکتا تھا۔ ایک کونے میں وہ جانور پڑا ہوا تھا جسے لڑکی شکار کر لائی تھی۔ اور دوسرے کونے میں وہ لڑکی سہمی سہمی سی کھڑی ہوئی تھی۔ اس کے چہرے پر عجیب سے آثار تھے۔ میں نہیں سمجھ سکا کہ وہ اس قدر خوفزدہ کیوں ہے۔

کیونکہ جس انداز میں اس نے جانور کو شکار کیا تھا۔ اس انداز میں شکار کرنے والی لڑکی اپنے جیسے کسی انسان سے خوفزدہ نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ میں اس جانور کے نزدیک کھڑا ہو کر اسے دیکھنے لگا۔ لڑکی اب عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھی اور میں نہیں سمجھ سکا تھا کہ اس کی نگاہوں میں خوف ہے یا دلچسپی۔ بہرحال اجنبی سرزمین کی اجنبی ساتھی سے میں بہت اچھی طرح پیش آنا چاہتا تھا۔ چنانچہ میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اور میں نے دوستانہ انداز میں دونوں ہاتھ آگے بڑھا دیئے۔

لڑکی چند ساعت مجھے دیکھتی رہی کچھ سوچتی رہی۔ پھر وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھی اور میرے قریب پہنچ گئی۔

عجیب سی خوشبو اس کے بدن سے اٹھ رہی تھی۔ نامانوس … اس نے اپنے بدن پر کوئی چیز نہیں پہنی ہوئی تھی۔ لباس نام کی کسی چیز سے بے نیاز یہ لڑکی مجھے اس دور کی یاد دلا رہی تھی جسے دنیا کی تہذیب پتھر کے دور کے نام سے یاد کرتی ہے۔

مجھے تعجب تھا کہ یہ لڑکی تہذیب سے آشنا کیوں نہیں ہے اور یہ کیسی سرزمین ہے جہاں کے لوگ اس انداز میں رہتے ہیں۔ لڑکی کے خدوخال بھی مختلف تھے۔ پر کشش تھے لیکن بہرصورت اسے ان لوگوں کے مقابلے میں نہیں رکھا جا سکتا تھا جو مہذب دنیا کے باسی ہیں۔

میں اس کی زبان سننے کا منتظر تھا۔ یہ قدرت … جس کی کچھ زبان سنتا ہے ذہن نشین … اس کی زبان میں بات کر سکتا تھا۔ اپنی طرف سے … اور لڑکی اپنی اجنبیت کا احساس مٹانے کے مترادف تھا۔ پھر وہ آہستہ سے کچھ بولی۔

ایک عجیب سی آواز تھی۔ جسے میں سمجھنے کی کوشش کرنے لگا۔ وہ ہاتھ بڑھا کر میرے نزدیک آئی اور پہلی بار اس نے مجھے چھو کر دیکھا۔ پھر اس نے میری پیشانی پر انگلی لگائی۔ پھر آنکھیں، کان، ناک، ہونٹ، سینہ اور میرا بدن ٹٹولنے لگی۔

اس کے بعد اس نے میرے بدن پر موجود کپڑوں کو غور سے دیکھا اور میرے بدن کی نرمی کا احساس کرنے لگی۔ اس کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔ تب اس نے آہستہ سے پھر کچھ کہا۔

میں ان الفاظ کا مفہوم سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ میں نے بھی اشاروں سے اسے کہا کہ وہ مجھ سے خوفزدہ نہ ہو۔ میں اس کے لئے نقصان دہ نہیں ہوں۔ شاید وہ میرے اشارے سمجھ گئی تھی۔ بہرصورت اس انداز میں [illegible]

تھا۔ چنانچہ اس نے بڑی آہستہ سے کچھ کہا۔
اور اس بار اس کا استفہامیہ انداز میری سمجھ میں آ گیا ۔۔۔ وہ پوچھ رہی تھی۔
"تم کون ہو ۔۔؟"
میں نے پہلی بار اس کی زبان اختیار کرنے کی کوشش کی۔ اور پروفیسر، اپنی پوری کہانی میں تمہیں یہ بات بتا چکا ہوں کہ میں جس جگہ، جس بستی میں رہا ہوں لوگوں کے درمیان میں نے ان کے معاشرے، ان کی زبان، ان کی ثقافت سیکھنے میں کوئی دقت محسوس نہ کی۔ شاید یہ چیز بھی میری فطرت میں ہے کہ میں لوگوں کے بدن کی خوشبو سے ان کے احساسات کا تجزیہ کر لیتا ہوں۔ پھر بھلا ان کی زبان سمجھنے میں کوئی دقت کیسے پیش آتی۔ چنانچہ میں بلا جھجک وہی دور دیس کا اجنبی ہوں اور اس کی سرزمین پر نکل آیا ہوں۔
شاید لڑکی کو میرے منہ سے اپنی زبان سن کر تعجب ہوا تھا کیونکہ تعجب کے اثرات اس کے چہرے پر ہویدا تھے۔ تب اس کی مسکراہٹ کچھ اور گہری ہو گئی ۔۔۔ تب اس نے میرے کپڑوں کو دیکھا اور بولی۔
"یہ کیا ہے ۔۔؟"
"لباس۔" میں نے جواب دیا۔
"لباس ۔۔" وہ استفہامیہ انداز میں بولی۔
"ہاں۔ یہ تمہارے بدن پر نہیں ہے۔"
"میرے بدن پر۔" اس نے اپنے بدن کو تعجب سے دیکھا اور پھر مسکراتی ہوئی بولی۔
"اس لباس سے تم کیا کرتے ہو۔"
"کچھ نہیں، یہ باتیں پوری طرح سمجھا نہیں سکوں گا۔ پہلے یہ بتاؤ تم سے کچھ پوچھوں گا، کیا جواب دو گی۔" میں نے کہا۔
"پوچھو۔"
"تم کون ہو ۔۔؟"
"اش ۔۔"
"واہ ۔۔ یہ تمہارا نام ہے۔"
"ہاں۔"
"تمہاری بستی، تمہارا قبیلہ کہاں ہے ۔۔؟"
"بستی، قبیلہ۔" وہ متعجب انداز میں بولی اور پھر جیسے وہ میرا مفہوم سمجھ گئی۔
"میرے لوگ پہاڑوں کے اس طرف رہتے ہیں۔ وہ وہیں آباد ہیں۔"
"میں تمہارے لوگوں کے درمیان چلوں گا، کیا تم مجھے وہاں تک لے چلنا پسند کرو گی ۔۔؟" میں نے پوچھا۔
"نہیں نہیں ۔۔ ابھی نہیں۔ میں تمہیں لوگوں کے درمیان لے جاؤں گی لیکن تم ۔۔ تم کیا ان کے دشمن ہو سکتے ہو ۔۔؟"
"نہیں۔" میں نے کہا۔ "میں دور دیس کا اجنبی ہوں، جہاں بھر کی خاک چھانتا ہوا یہاں تک آیا ہوں۔ تمہارا دشمن نہیں ہوں بلکہ تم مجھے اپنا دوست سمجھو۔ میں تمہیں بہت کچھ سکھاؤں گا، بہت کچھ بتاؤں گا۔"
وہ متعجب نگاہوں سے مجھے دیکھتی رہی۔ پھر اس بار اس کا ذہن اس طرح ہو گیا جیسے وہ کچھ سوچ رہی ہو۔ پھر اس نے آہستہ سے گردن ہلائی اور میری طرف دیکھنے لگی۔ اس کی کیفیت کچھ عجیب سی تھی۔ تب میں نے پوچھا۔
"تم بھوکی ہو؟"
"ہاں میں بھوکی ہوں، تم مجھے کیا کھلاؤ گے؟" میں نے پوچھا اور اس نے مسکرا کر اس جانور کی طرف اشارہ کر دیا جسے اس نے شکار کیا تھا۔ جانور مر چکا تھا۔ میں نے لڑکی کی طرف دیکھا، وہ مسکرا رہی تھی۔
"اوہ ۔ ہاں ۔ ابھی خاطر مدارات ہے، لیکن کیا تم کچا ہی گوشت کھاتی ہو ۔۔؟"
"کچا ۔" یہ جملہ اس کی سمجھ میں نہیں آیا تھا۔ شاید ان کے ہاں اس چیز کا کوئی مفہوم نہ تھا جس کا میں نے اندازہ لگایا۔ میں سمجھ چکا تھا کہ وہ بہت سے الفاظ سے ناواقف ہے۔
"اش ۔ تم نے اپنا یہی نام بتایا ۔۔؟"
"ہاں۔" اس نے جواب دیا۔
"تو اش تم مجھے اپنے قبیلے والوں سے کب ملاؤ گی۔ میں ان سے ملنا چاہتا ہوں۔ اور ظاہر ہے تمہارا مہمان بن کر آیا ہوں اور میں انہیں کے ساتھ رہوں گا۔"
لیکن وہ ساری باتیں اس کی سمجھ میں نہ آ سکی تھیں۔ وہ مہمان کے الفاظ کے معنی ہی نہیں جانتی تھی کہ مہمان کیا ہوتا ہے اور دوسرے بہت سے الفاظ کے معنی بھی شاید اس کی معلومات میں کچھ نہیں تھا۔
تب میں نے سوچا کہ آہستہ آہستہ سب کچھ بتاؤں گا۔ تب پھر میں نے اس جانور کی طرف دیکھا۔
پروفیسر سیکڑوں بار میں تم سے کہہ چکا ہوں کہ میں ایک عجیب و غریب انسان ہوں۔ بلکہ شاید تم مجھے انسان کہتے ہوئے بھی دقت محسوس کرو گے۔ تہذیب و تمدن سے واقف لوگوں کے درمیان میں نے ایک تہذیب یافتہ زندگی گزاری۔ وحشیوں میں بھی وقت گزارا اور ہر ماحول میں خود کو یکساں پایا۔ چنانچہ تم شاید کسی ماحول میں مجھ کو ... میرے اندر یہ خوبی ہے کہ آج بھی تم مجھے دنیا کے کسی خطے میں کسی قسم کے لوگوں کے ساتھ چھوڑ دو تو وہ لوگ مجھے خود سے مختلف نہ پائیں گے۔ چنانچہ کچا گوشت کھانے میں مجھے کیا دقت ہو سکتی تھی۔ لڑکی کو خوش کرنے کے لئے میں نے جانور کے بدن میں دانت گاڑ دیئے اور اس کی کھال دانتوں سے ادھیڑی اور پھر کھال کے نیچے کا گوشت نکال کر کھانے لگا۔
میرے دانتوں کی تیزی دیکھ کر لڑکی کے چہرے پر حیرت تھی۔ وہ جھک آئی اور مجھے گوشت کھاتے ہوئے دیکھتی رہی۔ پھر میں نے گوشت کا جو بڑا ٹکڑا اپنے دانتوں سے جانور کے بدن سے الگ کیا تو اس نے بچوں کی سی معصومیت سے ہاتھ آگے بڑھا دیئے۔ میزبان کی اس خواہش سے فائدہ حاصل کرنے کا خواہش مند تھا۔
پھر اس کا ردعمل تو بالکل معصومیت تھی اور اس نے یہ بات سوچی ہی نہیں کہ مہمان کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہئے۔ میں نے گوشت کا ٹکڑا اس کی طرف بڑھا دیا۔ اور وہ شوق سے اسے دانتوں سے ادھیڑنے لگی۔
"سو پروفیسر، اس بار میرا تجربہ کچا گوشت کھانے والی اور خون پینے والی تھی۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"کیا سچ کہتے ہو، اس کا رنگ سیاہ تھا؟" پروفیسر نے کہا۔
"ہاں۔ گہرا سیاہ۔"
"اور تم نے اس علاقے کی جو کیفیت بتائی ہے وہ تو افریقہ کی ہی ہو سکتی ہے۔" پروفیسر خاور نے اپنی معلومات کے مطابق کہا۔
"ہاں پروفیسر، وہ تمدن نا آشنا لوگ افریقی ہی تھے۔ افریقہ کے ایک حصے ہی میں سب سے پہلے تہذیب نے جنم لیا۔ یعنی مصر۔ مصر وہ ہے اور دوسرا حصہ آج تک تمدن نا آشنا ہے۔ میں اسی دوسرے حصے کی بات کر رہا ہوں۔"
"خوب۔"
"پھر کیا ہوا۔" فرزانہ بولی۔
"پروفیسر، لڑکیاں ایک لمحے کی تاخیر نہیں برداشت کر سکتیں پروفیسر۔" وہ مسکرا کر بولا اور پروفیسر بھی مسکرانے لگا۔
"ہاں۔ تمہاری کہانی کا ہر لمحہ اتنا تجسس خیز ہوتا ہے کہ انتظار دل پر بوجھ بننے لگتا ہے۔" پروفیسر خاور نے جواب دیا۔
"اور یہ داستان آگے کی خوش کن ہوتی ہے۔"
"پھر کیا ہوا؟" فرزانہ نے بھی اصرار کیا۔ اور وہ جلدی سے بول پڑا۔
"میرا گوشت خور مہمان بہت وحشیانہ انداز میں گوشت ادھیڑ رہی تھی اور مجھے بہت پسند آ رہا تھا۔ تہذیب کے دور کی عادت اور مروت ہیں وہ وقت اور زندگی سے وہ مگن نہیں رہی، پروفیسر جو تہذیب نا آشنا لوگوں میں تھی۔ اور میں نے دور دور کا تجربہ کیا تو یقین کرو کہ ہر گزرا وقت مجھے حال سے بہتر نظر آیا۔ نئے وقت میں انسان تہذیب کے نام پر کچھ اور کمزور اور کچھ اور وحشی ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اور کمزور وحشی بزدل اور ... ہوتے ہیں۔ ان میں طاقت کا فقدان ہوتا ہے۔ اور کمزور لوگ صرف چالاکی سے دوسرے کو قتل کرنے کے منصوبے بناتے ہیں۔ جبکہ وحشت کے دور کے لوگوں کو بدن کی قوت آزمانے کا موقع ملتا تھا۔"
"اس میں کیا کوئی شک نہیں ہے؟"
"چنانچہ میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ آج اس تہذیب کے دور میں اگر انسان پرانے اصول اپنائے تو بہتر ہو جائے۔"
"پرانے اصولوں سے تمہاری کیا مراد ہے؟"
"جس صدی میں میں نے آنکھ کھولی ہے پروفیسر، اگرچہ میں اس سے پوری طرح آشنا نہیں ہوا ہوں، لیکن میں اس صدی سے واقف ہوں۔ تمہیں بتا چکا ہوں کہ میرے دوست ستارے مجھے آنے والی صدیوں کی خبر سناتے ہیں۔ تم لوگ ۔۔ اس نئی صدی کے نزدیک سے ہو اور ...... تمہاری سوچ سے میں اس صدی کے بارے میں سوچ سکتا ہوں۔"
"یہ حقیقت ہے کہ میں نے تمہیں اس دور سے اجنبی نہیں پایا۔" پروفیسر خاور نے کہا۔
"ہاں میں اس دور سے اجنبی نہیں ہوں۔ کیا انسان سائنس کے نام پر کھلونا نہیں بن گیا۔ کیا تم اس دور کو مشینی اور سائنسی دور نہیں کہتے؟"
"ہاں۔ یہ سائنس کا دور ہے۔ لیکن اس دور کے انسان کو تم کمزور نہ کہو۔ وہ ہر دور کے انسان سے زیادہ طاقتور ہے۔"
"مجھے اختلاف ہے پروفیسر۔" اس نے کہا۔
"کیوں ۔۔؟"
"طاقت سے تمہاری کیا مراد ہے ۔۔؟"
"یہی سوال میں تم سے کروں تو ۔۔؟"
"ہاں پروفیسر میں اس کا جواب دوں گا۔"
"تو بتاؤ۔ تم طاقت کسے کہتے ہو۔"
"اپنے آپ کو ۔ خود کو ۔ میں طاقت ہوں۔ پروفیسر میں اپنے بازوؤں کی قوت سے اس غار کو زمین بوس کر سکتا ہوں۔"
"تمہاری بات اور ہے۔ تم خود کہہ چکے ہو کہ تم عام انسان نہیں ہو۔ تم خود کو لافانی کہتے ہو جبکہ انسان فانی ہے۔"
"ٹھیک ہے۔ لیکن میں طاقت کا استعارہ ہوں۔"
"چلو مان لیا۔ لیکن مجھے بتاؤ۔ تم نے جتنی کہانیاں سنائیں کیا ان میں تدبیر شامل نہیں تھی ۔۔؟"
"میں نہیں سمجھا۔"
"تم نے لوگوں کے لئے جنگیں لڑیں۔ کیا تم نے ان جنگوں میں صرف طاقت کا سہارا لیا؟ کیا تم نے انہیں منتشر نہ کیا ۔۔؟"
"نہیں۔"
"تب تم نے ان کے لئے تدبیر اختیار کی تھی کہ تم نے ان کی زندگیاں بچانے کے لئے عقل کا سہارا لیا۔ ورنہ وہ ہلاک ہوتے، نقصان اٹھاتے۔"
"ہاں یہ درست ہے پروفیسر۔"
"گویا عقل کی حیثیت مسلم ہے۔"
"میں نے اس سے انحراف نہیں کیا۔" اس نے جواب دیا۔
"نئے انسان نے جسمانی قوت کو بڑھانے کے بجائے عقل کی قوت کو طاقتور کیا ہے۔ پرانے دور میں بھی انسان کے ذہن میں دشمن کا تصور تھا۔ آج کے دور میں بھی انسان بے شمار دشمن رکھتا ہے۔ مختلف شکلوں میں پہلے جو دشمن تھے وہ انسان ہوتے تھے، جانور ہوتے تھے۔ آسمانی آفات، برق، سیلاب، زلزلے ہوتے تھے۔ آج بھی اس کے دشمن یہ سب ہیں۔ لیکن ایک تنہا انسان جسمانی قوت سے ایک سیلاب کو تو نہیں روک سکتا۔ ہاں اس کے ہاتھ میں دبی ہوئی ایک چھوٹی سی چیز ایک دھماکا کر کے اس کا دشمن اس کے قدموں میں ہوتا ہے۔ یہ چھوٹی سی چیز انسان کی عقل کی قوت ہے۔ اور اس قوت سے

"شاید اس نے اپنے دشمن کو زیر کر لیا ہے۔" پروفیسر خاور نے جواب دیا۔
وہ مسکرانے لگا تھا۔ پھر اس نے کہا۔
"لیکن فرزان انسان کی اپنی زندگی کتنی مختصر ہوتی ہے پروفیسر۔"
"ہاں۔ اس کی وجہ ہے۔"
"کیا وجہ ہے؟"
"اس نے اپنی زندگی مختلف کوششوں میں صرف کی ہے اور ہر کام میں ایک جذبہ کام کرتا ہے۔ اس جذبے کے تحت اس نے وقت گزار دیا اور اپنی قوتیں ختم کر ڈالیں۔"
"لیکن اس سے نقصانات جو ہوئے۔"
"مثلاً؟"
"اس کی اپنی حیثیت ترقی کرتی رہی۔"
"یہ جذبہ بھی اسے عقل نے بخشا۔ انسان فانی ہے۔ ایک وقت ہے پوری زندگی کی قوت سے ایک بیماری۔ یہ بیماری اس نے اپنی ذات کے لئے نہیں کی بلکہ اس نے اپنا جذبہ دوسروں کو سونپا اور خود وقت کی گردش میں چلا گیا جبکہ ذہن ور کا انسان صرف خود زندہ رہنے کے لئے کاوش کرتا تھا۔ اور آج کا انسان صرف انسانیت کے لئے سوچتا ہے۔ اس کے علاوہ اس کی عقل نے ان چیزوں کو بھی ایجاد کیا ہے جو پہلے دور کے انسان کا کوئی مسئلہ تھا۔"
"وہ کیا چیزیں ہیں پروفیسر؟"
"سیلاب، زلزلے اور ایسی ہی دوسری آفات۔"
"ان پر قابو کس طرح پا لیا گیا ہے؟"
"اوہ۔ آج سیلاب کے آنے سے قبل حفاظتی انتظامات کر لئے جاتے ہیں۔ زلزلوں کی پیش گوئی کر دی جاتی ہے اور انسان خود کو محفوظ کر لیتے ہیں۔"
"تب۔ تو تمہارے خیال میں جسمانی قوت کوئی حیثیت نہیں رکھتی؟"
"میرا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے۔"
"پھر پروفیسر؟"
"جسمانی قوت انفرادی حیثیت سے بہت اہم ہے۔ اس کے بغیر انسان کچھ نہیں کر سکتا۔ ظاہر ہے ایک موٹر کے لئے بھی تندرستی ضروری ہوتی ہے؟"
"ہاں۔ لیکن اس کے لئے انسان نے کیا کیا؟"
"بہت کچھ۔"
"میں جاننا چاہتا ہوں۔"
"امراض کے علاج دریافت کر لئے گئے۔ آج کا انسان اپنے جسم کے تمام اجزا سے واقف ہے اور ان میں سے جس میں کوئی کمی ہوتی ہے اسے پورا کر لیتا ہے۔ یہاں وہ اپنی زندگی کا کوئی حصہ محفوظ کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔"
"ٹھیک ہے اور بے پروفیسر؟" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"کیا۔ کہو۔"
"اس نے خوبصورت الفاظ اور دلائل کا ذخیرہ بھی بڑھا لیا ہے۔ اور اب وہ کسی کو خاموش کرنے کے گُر سے بھی واقف ہو گیا ہے۔"
"او ہو چپ۔ وہ بےچاری لڑکی سالم گوشت کھا جائے گی۔" رخشا فرزان بول پڑی۔
"کون لڑکی؟" پروفیسر خاور اچھل پڑا۔
"وہی جو کچے گوشت اور جڑی بوٹی ہے اور آپ لوگ، جانے کس بحث میں الجھے ہوئے ہیں۔" فرزان نے کہا اور پروفیسر خاور ہنس پڑا۔
فرزان کی بات واقعی دلچسپ تھی۔ "ہاں یہ تو میں بھول ہی گیا۔ جلدی سے اسے اس گوشت کے کھانے سے نجات تو دلاؤ۔" میں نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر بولا۔
"تو پروفیسر ہم تھوڑی دیر کیلئے اس بحث کو ملتوی کر دیتے ہیں۔ حالانکہ تمہارے دلائل کافی مضبوط ہیں۔ تم یہ نہ سمجھنا کہ میں تمہارے دلائل سے پہلو تہی کر رہا ہوں بلکہ حقیقت ہے کہ تم نے جو دلائل دئیے ہیں اور مجھے ان کے بارے میں کافی سوچنا پڑے گا۔ ویسے یہ فیصلہ تو بعد میں ہوگا کہ عقل نے انسان کو کیا کچھ دیا ہے اور تہذیب کے مضمرات کیا ہیں۔"
"قریب میں پھر وہیں سے شروع کرتا ہوں کہ وہ گوشت کا بڑا ٹکڑا اپنے تیز دانتوں سے ادھیڑ رہی تھی اور میں نے گوشت کا دوسرا ٹکڑا اسے دیا تھا اس طرح ہم دونوں اپنا پیٹ بھرنے لگے اور جلد ہی ہم اس کام سے فارغ ہو گئے۔
میں نے اسے وحشی لڑکی کہہ کر مخاطب کیا تھا۔ اور وہ مجھے اس طرح دیکھ رہی تھی جیسے اپنا نام میری زبان سے سن کر خاصی متاثر ہوئی ہو۔
"اب تم کیا کرو گی وحشی؟" میں نے پوچھا۔
"میں اپنے قبیلے میں چلی جاؤں گی۔" اس نے جواب دیا۔
"کیا مجھے اپنے ساتھ نہیں لے چلو گی؟"
"نہیں۔" وہ بولی۔
"کیوں؟"
"تم یہاں رہو۔" اس نے کہا اور پھر بچے ہوئے جانور کی طرف اشارہ کر کے بولی۔ "یہ تمہاری غذا ہے۔ تم اسے کھا سکتے ہو۔"
شاید وہ مجھے دوسرے لوگوں سے پوشیدہ رکھنا چاہتی تھی—
بہرصورت پروفیسر میں ابتدا میں ایسے ہی کھیل کھیلتا تھا۔ میں نے اس کی بات میں کسی قسم کی مداخلت نہیں کرنا چاہتا تھا چونکہ بہرصورت وہ اچھی خاصی لڑکی تھی اور کافی دنوں کے بعد مجھے عورت کا قرب حاصل ہوا تھا۔
انسان کی فطرت بھی عجیب ہے جب کبھی وہ اپنے مشاغل سے کٹ جاتا ہے تو انہیں چھوڑ دیتا ہے اور جب بہت عرصہ ان مشاغل کو ترک کئے ہوئے ہو جاتا ہے تو وہ اصلی کی خواہش محسوس کرنے لگتا ہے سو میں سمندر پر ایک طویل عرصہ گزار چکا تھا اور مجھے بھی بہت سی ضرورتوں کا احساس ہو رہا تھا۔
چنانچہ میں بھی اس سے تعاون کرنے لگا۔ آخر میں سمجھ چکا تھا لڑکی نے مجھے پسند کیا ہے اور وہ بھی میرے قرب سے خوش ہے۔
اس کی انوکھی حرکات مجھے کافی دلچسپ محسوس ہو رہی تھیں۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ باہر نکل گئی اور میں نے سوچا کہ میرے نئے میزبان نے میرے لئے اس نئی رہائش گاہ کا بندوبست کیا ہے چنانچہ مجھے اسے قبول کر لینا چاہئیے۔

یہ الگ بات ہے کہ میزبان کی روانگی کے بعد میں اس جگہ کے حالات کا جائزہ لینے میں باہر نکل آیا تھا۔ اسے دیکھ کر میرے ذہن میں کافی عجیب عجیب سے خیالات پیدا ہونے لگے تھے۔
بہرصورت پروفیسر ہم لوگ تہذیب سے آشنا ہونے کے بعد بہت ساری چیزوں کو اجنبی محسوس کرنے لگتے ہیں اور یہ گزری ہوئی بات ہے کہ جب میں بھی ان لوگوں کے ساتھ وقت گزار رہا تھا، جو لباس وغیرہ سے ناآشنا تھے اور آج میں پھر ان لوگوں کے درمیان آ گیا تھا لیکن مجھے خوشی تھی کہ تہذیب کے اس دور میں بھی کوئی دور کے بارے میں جان سکتا تھا اور اسے دیکھ سکتا تھا۔
اس بار وہ چلی گئی اور جب چند ساعتیں گزر گئیں تو میں بھی باہر نکل آیا۔ میں نے بہت دور اسے پہاڑوں کی جانب جاتے دیکھا۔
بڑی تیز رفتار تھی۔ واقعی اس لڑکی کا کوئی جواب نہیں خاور۔ جنگلی دور کی یہ باشندہ مکمل طور پر اسی ماحول میں نظر آ رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ میری نظروں سے اوجھل ہو گئی اور میں واپس غار کی طرف چل پڑا۔
غار میں میں نے اسے بغور دیکھا اس میں ایسی کوئی جگہ نہیں تھی جسے آرام کے لئے منتخب کیا جا سکتا۔ شاید یہ لوگ آرام کے مخصوص طریقوں سے بھی ناواقف تھے۔
بہرصورت میرے ذہن میں کافی دلچسپی پیدا ہو گئی۔ بہرحقیقت طویل سفر طے کرنے کے بعد میں تھکن محسوس کر رہا تھا۔ میرے دل میں خواہش تھی کہ میں تھوڑی دیر آرام کروں اور آرام کرنے کے لئے مناسب جگہ غار ہی تھا۔ چنانچہ میں غار کی کھردری زمین پر لیٹ گیا اور میں نے آنکھیں بند کر لیں اور چند ساعتیں خاموشی سے گزار دیں۔ پھر اٹھا اور میں نے سوچا کیوں نہ اطراف کا جائزہ لوں۔ چنانچہ باہر نکلا اور پہاڑوں کے اطراف گھومتا پھرتا رہا۔ مجھے صرف اس کا انتظار تھا۔
بہرطور پروفیسر سورج بالکل ہی چھپ گیا اور رات ہو گئی۔ رات کو جنگل کی سمت سے عجیب و غریب آوازیں سنائی دیتی رہیں۔ غالباً یہ حشرات الارض تھے جو زمین پر چیخ رہے تھے۔ تیز جانوروں کی آوازیں بھی کبھی کبھی سنائی دے جاتی تھیں۔
لیکن ان لوگوں کے درمیان اس زمانے زندگی بسر کرنے کا تصور میرے ذہن میں بالکل نہیں تھا کیونکہ میں نے پتھر کے دور کے انسانوں کے درمیان زندگی گزاری تھی جنگلوں میں رہنے والے ان آوازوں کے عادی ہوتے ہیں۔ اور ان پر کوئی توجہ نہیں دیتے۔
مجھے نہ جانے کیوں یہ آوازیں بے پناہ دلکش محسوس ہو رہی تھیں۔ میرا دل چاہ رہا تھا کہ جنگل میں جا کر ان جانوروں کو نزدیک سے دیکھوں لیکن مجھے میری ذات کو کسی سے کوئی خطرہ نہ تھا۔
پھر بھی نہ جانے مجھ پر تہذیب اس طرح کیوں سوار ہو گئی تھی کہ میں نے صرف ان کا دل چسپ نہ لیا اور واپس غار میں آ کر لیٹ گیا۔
رات کا نجانے کونسا پہر تھا۔ میری آنکھیں غنودہ تھیں کہ میں نے قدموں کی چاپ سنی۔ قدموں کی چاپ انتہائی ہلکی تھی۔ آہستگی کی وجہ سے انہیں سن نہ سکا۔ یہ آوازیں غار کے باہر سے آ رہی تھیں۔ تب میں نے چند ساعت سوچا اور جلدی سے اٹھ گیا۔
ممکن ہے میری محبوبہ ہو جسے میرے قرب کا خیال میرے نزدیک کھینچ لایا ہو۔ سوچا ہو کیوں نہ باہر نکل کر اس کی پذیرائی کی جائے۔ چنانچہ میں غار کے دہانے پر آ کھڑا ہوا۔ تب میں نے دیکھا۔
یہ سیاہ فام تھے۔ ان کی تعداد پانچ یا چھ تھی۔ وہ لوگ چاندنی روشنی میں جنگل کی طرف جا رہے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں غالباً لکڑی کے بنے ہوئے لمبے لمبے نیزے تھے۔ وہ لوگ بڑی تیزی سے سفر کر رہے تھے۔ نظر بچاتے ہوئے۔ نجانے ان کا کیا پروگرام تھا۔
میں دلچسپی سے انہیں دیکھنے لگا۔ پھر میں نے سوچا کیوں نہ ان کا تعاقب کیا جائے۔
یہ لوگ بھی ننگ دھڑنگ تھے۔ ان کے بدن پر لباس نام کی کوئی شے نہ تھی۔ البتہ سب کے سب طاقتور اور تندرست تھے۔ وہ جنگل کے سرے پر پہنچ کر رک گئے۔
میں بھی نہایت خاموشی سے ان کا تعاقب کر رہا تھا۔ حالانکہ چاندنی رات تھی اور دیکھ لئے جانے کا خطرہ موجود تھا لیکن بہرحقیقت میں نے نہایت چالاکی سے ان کو بھگایا تھا۔ اور میرا اندازہ تھا کہ وہ لوگ مجھے دیکھ نہیں سکے۔
پھر چٹانی راستوں سے گزر کر وہ جنگل کے انتہائی سرے پر پہنچ گئے اور اب وہ منتشر ہو چکے تھے۔ پھر انہوں نے دو لکڑیاں آپس میں بجانا شروع کر دیں۔ وہ لکڑیاں بجانے کے ساتھ ساتھ کچھ آوازیں بھی منہ سے نکال رہے تھے اور یہ آوازیں عجیب تھیں۔ تب میں نے ایک جنگلی بھینسے کو اس جانب آتے دیکھا۔
میں نے دیکھا کہ جنگلی بھینسا سر اٹھائے چاروں طرف دیکھ رہا ہے۔ غالباً ان آوازوں نے اسے متوجہ کیا ہے۔ وہ لوگ بدستور آوازیں نکال رہے تھے۔
تب ان میں سے ایک شخص نکل کر جنگلی بھینسے کے سامنے آیا۔ اور بھینسا اسے دیکھ کر خوفناک انداز میں اس کے پیچھے دوڑا۔ وہ شخص بھینسے کو چٹانوں کی آڑ میں لے گیا۔ غالباً یہ ان کے شکار کرنے کا انداز تھا۔
جنگلی بھینسا چٹانوں میں سر ٹکرا رہا تھا اور وہ انتہائی مہارت سے اسے ادھر ادھر رکھ رہے تھے جب بھینسا زخمی ہو گیا تو وہ سب نیزے لے کر اس پر پل پڑے اور بھینسے کو گرا کر رکھ دیا۔ پھر وہ بھینسے کو درختوں کی چھال کی رسی سے باندھ کر لے گھسیٹنے لگے کیونکہ بھینسا خاصا وزنی تھا اور وہ اسے اٹھا نہیں سکتے تھے۔
میں واپس اپنے غار میں آ گیا تھا۔ اس کے بعد میں اتنی گہری نیند سویا کہ دوسرے دن اس وقت جاگا جب سورج کافی بلند ہو چکا تھا۔

نہیں کرتی تھی۔ ہاں، وہ جانور پڑا ہوا تھا لیکن اس کے گوشت
[illegible] ہو رہا تھا۔
میں بہر صورت شکار کر کے ہی کھا سکتا تھا چنانچہ میں نے اس گوشت
[illegible] آیا جنگل تک کا فاصلہ طے کر کے [illegible]
[illegible] مجھے خواہش کرنے کا [illegible]
[illegible] جو میرا ساتھ تھا اور وہ میری [illegible]
[illegible] شکار کرنے کے لئے میں آگ کا طریقہ اختیار کرتا [illegible]
[illegible] میرے پاس بے شمار ذرائع تھے جو انہیں معلوم
[illegible] کے مطابق ایک چیز میں نے منتخب کیا
[illegible] تھا لیکن عجیب بات
[illegible] کا احساس تھے لیکن دونوں میں ایک
[illegible] تھا جو دوسرے سے طاقت
[illegible] دیکھ کر مسکرایا۔
[illegible] کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔
"اگر تم طاقت کا تذکرہ شان کی حیثیت سے کرتے ہو تو پروفیسر تھامسن
نے بھی مسکرا کر پوچھا۔
"ہاں پروفیسر! کیونکہ دوسری صدیوں سے پڑا ہے۔"
"لیکن تم نے صدیوں کا مزاج بھی دیکھا ہو گا۔"
"صدیوں کے مزاج سے تمہارا کیا مراد ہے پروفیسر؟"
"ہر دور کی [illegible] ہوتی ہے لیکن وہ ان کو اس کا ہوتا
ہے کبھی وہ جنگ سے گزرتا ہے۔۔ دراصل ہر دور کے اپنے مسائل ہوتے
ہیں اور ان مسائل کا حل بھی ہوتا ہے اس دور کے انسان کی بنیادی ضرورتیں
نہیں بلکہ [illegible] اور انسان کی ضرورتیں بڑھ جاتے گئے۔
اتفاق سے میری ان باتوں کے درمیان ایک دلچسپ مسئلہ پیدا
ہو گیا ہے پروفیسر۔ [illegible] کتاب کا مجھتا ہوں
اس لئے میں [illegible] کسی ایک فیصلے پر پہنچ جاؤں۔"
"ہم نہیں سمجھے۔" فروزاں بولی۔
"میری مراد صرف یہ ہے کہ اگر کبھی یہ بحث [illegible] کے درمیان یہ بحث
الجھی ہے تو تم محسوس ذکر کرنا۔"
"ٹھیک ہے لیکن وہ بحث طویل نہ ہو۔" فروزاں بولی۔
"اس کا خیال رکھا جائے گا کیوں پروفیسر؟" اس نے کہا۔
"ٹھیک ہے لیکن مجھے تمہاری یہ بات بہت پسند آئی ہے۔"
"کونسی بات؟"
"تم اس بحث میں الجھ گئے ہو۔ حل تلاش کرنے کے لئے بہترین طریقہ
بحث ہے اور میرا خیال ہے جب تک تم متفق نہ ہو جاؤ گے یہ بات
تمہارے ذہن میں کھٹکتی رہے گی۔"
"آپ یقین کریں پروفیسر یہی بات ہے۔ اور اگر عقل اور طاقت میری
مراد جسمانی طاقت سے ہے۔ ان دونوں چیزوں میں سے جو چیز ثابت ہو گی
[illegible] تاریخ میں اپنی برتری کے طور پر لکھوں گا۔"

"اور تم گویا تمہاری صدیوں کی کتابوں میں ہمارا تذکرہ بھی ہو گا۔" فروزاں
مسکرا کر بولی۔
"ہرگز نہیں ہو سکتا ہے۔"
"تو پھر تم ہمارے بارے میں کیا سمجھو گے؟"
"نئی صدی کے نئے انسان جنہیں نئی بہتری معلومات میں اضافہ کیا۔"
"تب تو ہماری کاوش بے کار نہیں ہے۔ حالانکہ ہم ہی حالات یہاں
لائے ہیں۔ لیکن اس سے اچھی بات کوئی نہیں ہے کہ تمہاری تاریخ میں
ہمارا تذکرہ آ جائے۔"
"اور آنے والے دور کے لوگوں میں اگر تمہاری کتاب کی بات
ہو تو ہمارا نام بھی ان کے کانوں تک پہنچے۔۔" فروزاں بولی۔
"ہاں۔ ایسا ہی ہو گا۔"
"پھر اس جانور کا کیا ہوا؟" فروزاں نے کہا۔
"میں نے تھوڑے سے شکار کیا تھا اور پھر [illegible]
کے پاس لے گیا میں نے اپنی ضرورت کا گوشت اور سامان نکالا تھا اور وہیں
[illegible] آگ روشن ہو رہی تھی۔۔۔
[illegible] کے ذریعے نہیں جلایا بلکہ
[illegible] اس جانور کی کھال ادھیڑنے لگا اور اس کام کے
لئے اس کے بعد میں [illegible] تھے میں نے اسے صاف کیا
اور بھوننے لگا۔
میں اس کام میں اتنا مصروف تھا کہ کوشش کے قدموں کی آہٹ
بھی نہیں محسوس کر سکا۔ وہ میرے پیچھے آ کھڑی ہوئی تھی۔ پھر جب
اس کو [illegible] چونک پڑا۔ اس کو دیکھ کر میرے ہونٹوں پر
مسکراہٹ پھیل گئی۔ "ارے تم کب آئیں؟"
"دیر ہوگئی۔۔۔ یہ تم کیا کر رہے ہو؟" وہ بولی۔
"تمہارا کیا خیال ہے؟" میں نے مسکرا کر کہا۔
"میں نہیں جانتی۔"
"کیا تم آگ سے واقف ہو؟"
"ہاں آگ بہت خوفناک ہوتی ہے۔ سب کچھ تباہ کر دیتی ہے سوائے اس کے
کر سکتی ہے۔"
"تو کیا کرتی ہے؟"
"اس قدر طاقتور ہوتی ہے کہ کوئی نہیں سمجھ سکتا۔"
"تو وہ گویا پراسرار طاقتوں والے ہو جو تم دیکھ رہے ہو۔"
"میں نے پروفیسر صاحب نے درمیان میں دخل دیا۔
اور وہ [illegible] پروفیسر کی شکل دیکھنے لگا۔ "ابھی تم نے پراسرار طاقت
والوں کے بارے میں کچھ کہا تھا اس سے قبل تم اس جانور کے بارے میں
بتا رہے تھے۔"
"ہاں بتایا تھا میں نے۔"
"تم نے کہا تھا وہ تم میں خوراک کی تلاش میں نکلیں اور ان میں سے

اس نے اس کو شکار کر کے جو عقل رکھتی تھی۔ الفرادی طور پر تم طاقتور تھے۔
دوسرے پکڑ سکتے تھے۔ لیکن تمہاری پکڑ وہ لوگ ہوتے جو صرف جسمانی
چٹانوں سے کام لیتے تھے وہ اسے بچا کر پکڑ لیتے تھے۔۔۔
البتہ انسان شروع سے ہی عقل کی قوت کے ذریعے حل ہوتا ہے۔ ان
میں سے کوئی شخص اس [illegible] کر سکتا تھا نہ وہاں کر سکتا تھا لیکن انھوں
نے عقل کے ذریعے اس کا مقابلہ کیا اور جسم کی طاقت اس کا ساتھ
دینے سے قاصر [illegible] والے پراسرار طاقتوں والے ہیں حالانکہ میں جانتے
ہو ان کی پراسرار قوت کیا ہوتی ہے؟"
"کیا پروفیسر؟"
"عقل۔ دوسرے سب لوگوں کی بہ نسبت جو عقل کے ذریعے طاقتور
ہو جاتے تھے اور دوسرے لوگ ان سے خوفزدہ رہتے تھے حالانکہ ان میں
بے شمار ایسے ہوں گے جو جسمانی طور پر اس سے کہیں زیادہ طاقتور ہوں
گے عقل کی قوت ان سب پر حاوی تھی۔"
"میرا خیال ہے ڈاکٹر۔ کیا میں پروفیسر کے دلائل قبول کر لوں؟"
"اللہ کے واسطے اگر ہم تمہارے احسان مند ہوں گے تو [illegible]
دلچسپ گفتگو ہو جائے۔" فروزاں عاجزی سے بولی۔
"ٹھیک ہے پروفیسر تم میری کتاب میں نمایاں مقام حاصل کرتے
میں کامیاب ہو گئے ہو اور اب پھر بحث ختم۔" اس نے کہا۔
"شکریہ۔" پروفیسر مسکرا کر بولا۔
"اس بے چارے کا کیا ہوا جو آتی ہے اور جانور رہ جاتی ہے کیا وہ
تمہارے پاس کوشش سے ٹھیک ہو گئی؟" فروزاں نے کہا۔
"ہاں وہ آگ اور جانور دیکھ کر حیران ہو رہی تھی۔ پھر اس نے
جانور کے بارے میں پوچھا۔
"یہ تم نے شکار کیا ہے؟"
"ہاں میں نے جواب دیا۔"
"لیکن اب اس کا کیا کر رہے ہو؟"
"دیکھتی جاؤ۔" میں نے کہا اور وہ تعجب سے جانور کو بھنتے۔۔۔
دیکھتی رہی۔ گوشت بھنے کی خوشبو شاید اسے پسند آئی تھی وہ زور زور سے
سانس لینے لگی پھر بولی۔
"لیکن تمہارے [illegible] شکار تو مر چکا تھا۔"
"ہاں لیکن وہ تازہ شکار نہیں تھا تم اسے کب تک کھاؤ گی؟"
"بس کچھ دیر تک تم ہو جائے گا۔"
مطلب اس۔۔۔ اور یہ [illegible] ہو گئی ہے۔"
"بھر یہ کیا ہوتی ہے؟" اس نے دلچسپی سے پوچھا۔ میں نے
ایک لکڑی دی اور [illegible] پروفیسر بتا رہے ہیں اسے بدلے کے بارے میں کچھ
بتاتا۔ چنانچہ میں نے خاموشی اختیار کی اور وہ میرے نزدیک بیٹھ گئی۔ پھر
جب گوشت [illegible] میں نے اس کو کھانے کو دیا جسے پر میں نے
تھوڑا سا چکھا اس کے بعد میں نے اس کو گوشت کا ٹکڑا اس کے سامنے پیش کیا تاکہ

اس نے اس طرح قبول کر لیا جیسے اس عمل کی منتظر تھی۔ پھر اس نے گوشت
پر منہ مارا اور حیران رہ گئی۔ شاید گوشت اسے بہت لذیذ محسوس ہوا تھا۔
میں دلچسپی سے اس کی شکل دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے اپنے لئے بھی
ایک بڑا ٹکڑا اٹھایا اور اسے کھانے لگا۔
اس نے گوشت کا بڑا ٹکڑا جلدی جلدی ختم کیا اور پھر عجیب سی نگاہوں سے
بچے ہوئے گوشت اور مجھے دیکھنے لگی اور میں نے کچھ اور گوشت پیش کیا۔
"کیسا ہے؟" میں نے اس سے پوچھا۔
"بہت اچھا۔۔۔۔ لیکن۔۔۔" وہ شاید الفاظ تلاش نہ کر سکی۔ اور
دوبارہ گوشت کھانے لگی۔
تھوڑی ہی دیر کے بعد ہم کھانے سے فارغ ہو گئے۔ تب میں نے
دوستانہ انداز میں اس کا بازو پکڑا اور وہ چونک پڑی۔
اس کی آنکھوں میں ایک لمحے کے لئے عجیب سے تاثرات ابھرے
پھر اس نے میری شکل دیکھی اور شاید مجھے نرم پا کر وہ مسکرانے لگی۔
"اس کا نام نے اپنے قبیلے والوں سے میرا تذکرہ کیا ہے؟"
"نہیں۔" اس نے گردن ہلا دی۔
"وہ۔ کیوں؟"
"بس میں انہیں تمہارے بارے میں بتانا نہیں چاہتی۔"
"کیوں؟ اس کی کوئی وجہ تو ہو گی؟" میں نے کہا۔
"نہیں۔ کوئی وجہ نہیں۔ اگر میں انہیں تمہارے بارے میں بتا دوں تو
وہ سب کے سب تمہارے پاس آ جائیں گے۔"
"تو آ جانے دو۔" میں نے کہا۔
"نہیں۔" وہ بدستور مسکرا کر بولی۔ اس کے انداز میں ایک عجیب سی
کیفیت تھی جسے میں نے بار بار دیکھا تھا لیکن سمجھنے سے قاصر تھا۔
"غالباً اس کے بعد وہ لوگ تمہیں مجھ سے چھین لیں گے۔"
میں نے کہا۔
لیکن اس نے میری بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا بہت سی باتوں
کے مفہوم سے یہ لڑکی ناآشنا تھی اور بعض اوقات مجھے اس سے الجھن
ہونے لگتی تھی۔
بہر صورت ابھی نیا نیا مسئلہ تھا اس لئے میں اس سے کسی الجھن کا
اظہار بھی نہیں کر سکتا تھا چنانچہ میں نے بھی خاموشی اختیار کر لی۔
میں اسے اپنے ساتھ لے کر غار میں واپس آ گیا۔ اس کے انداز میں اب
کوئی جھجک نہیں تھی۔ وہ میرے نزدیک آ کر بیٹھ گئی۔
"میں تم سے تمہارے بارے میں بہت کچھ معلوم کرنا چاہتا ہوں اوش۔"
میں نے کہا۔
"کیا؟"
"تمہارے قبیلے کا نام کیا ہے؟ تم لوگ کس انداز میں رہتے ہو کیا
تم لوگ مکان بناتے ہو؟"
"مکان؟" اس نے استفہامیہ انداز میں مجھے دیکھا۔

"اوہ۔ تم تو تہذیب سے بالکل ناآشنا ہو۔"

"تہذیب؟" وہ چونک کر سوالیہ انداز میں بولی اور میرا دل چاہا کہ اپنا سر پیٹ لوں۔

اسے بھلا کیا کر میں کیا بتاتا لیکن اس دور میں بھی اگر خود تہذیب ناآشنا لگ رہے تھے میں بیچاری کی بات تھی۔

"آپ مجھے اس بات سے کافی دلچسپی تھی کہ وہ لڑکی زندگی کس انداز میں گزار رہی ہے۔ بہرحال میں اس لڑکی کا مقصد تب سمجھ نہیں سکا تھا کہ وہ اپنے قبیلے کے لوگوں سے الگ کیوں رہ رہی ہے۔ بعض اوقات مجھے وہ بے حد بھولی محسوس ہوتی تھی اور بعض معاملات میں بالکل بیوقوف سی لگتی۔

بہرحال میں نے جب بھی دیکھا تو اس کی آنکھوں کا سامنا [illegible] پہلی کوشش ہی کو [illegible] میں نے اس لڑکی کے اندر کسی جذباتی کشش [illegible] اگر جنس کے [illegible] سے بھی [illegible] ہوئی [illegible] اسے سمجھتا رہا۔ میں [illegible] مسکرا کر [illegible] اندازہ لگا [illegible] شاید [illegible]

لیکن بہرحال میری نگاہوں نے [illegible] کسی لڑکی کی جذباتی کشش کا اظہار ہونے لگی۔ مجھے محسوس ہو رہا تھا کہ اس کے اندر کوئی جذباتی کشش نہیں ہے۔ وہ اس کی [illegible] کیفیت ہے جو شاید کبھی اثر ہی نہیں لے سکتی تھی۔ اگر وہ جذباتی کشش ہوتی تو اس کے بارے میں میں کچھ نہیں کہہ سکتا تھا لیکن وہ میرے ساتھ [illegible] کے قریب بھی [illegible] میں نے اس کے انداز میں کوئی تبدیلی نہ پائی۔

نہ ہی اس کی طرف سے میری کوئی [illegible] جس سے میں محسوس کر تا کہ وہ میرا قرب چاہتی ہے۔ میں نے ابھی تک اس کے قدم اٹھانے کے بارے میں نہیں سوچا تھا۔

بہرحال میرے خیال کے مطابق وحشی لڑکی کو جذباتی کیفیت میں لا کر ملا جا سکتا ہے۔ دوسری صورت میں جس طرح وہ جوان ہو جاتی اور بعد میں رشتہ بات ہوتی... میں بھی اس کے قبیلے کے بارے میں کوئی معلومات نہیں رکھتا تھا۔ میں [illegible] اس کے متعلق [illegible] ہو جاتی۔ اس کا [illegible] میرے پاس بیٹھی ہوئی بھی پوچھ رہی تھی وہ جس کا کوئی مفہوم نہیں تھا۔ اپنے قبیلے کے بارے میں اسے کوئی بات نہیں کی تھی۔ خاص بات اس کے ذہن میں تھی کہ ابھی کو [illegible] اپنے قبیلے کا اندازہ ہی نہ لگا پائے اور [illegible]

اسے پوچھ کر میں نے ایک عجیب تجربہ کیا تھا کہ اس [illegible] وقت .... کے باوجود جس سے وہ [illegible] ہو اس میں ایک [illegible] خواہش کی جائے [illegible] لڑکی میرے لئے بھی

خاص اہمیت رکھتی تھی۔

مجھے اس میں خاصی دلچسپی محسوس ہو رہی تھی۔ پھر اچانک جیسے اسے کچھ یاد آ گیا ہو اور وہ ایک دم کھڑی ہو گئی۔ میں نے چونک کر اسے دیکھا۔

"کس بات سے [illegible]؟"

"چلو ابھی۔"

"اسے کہیں؟"

"بس میں جا رہی ہوں۔" اس نے کہا اور میرے جواب کا انتظار بھی نہ کیا۔

بہرحال اس سے دوبارہ ملنے کے بارے میں پوچھنا چاہتا تھا لیکن پھر رک گیا۔ اس وحشی لڑکی کا رہن سہن میری زندگی پر کتنا اثر ڈالے گا میں یہ بات اپنے آپ سے ہی پوچھتا تھا۔ وحشت کم ہو جائے گی اور مجھے کافی مدد ملنی ہے۔ میری کوشش ہوگی کہ میں اسے خوبصورتی سے [illegible] کام کروں۔ چنانچہ میں نے اسے جانے دیا تھا۔

وہ حسب معمول بڑی تیزی سے دوڑتی جا رہی تھی۔ وہ طویل چٹیا اس کے پیچھے لہرا رہی تھی اور ہر قدم کے ساتھ میں سوچ رہا تھا کہ اس کے لئے کوئی حیثیت نہیں رکھتا تھا۔ سارا ماحول اس کے لئے خوبصورت تھا لیکن وہ بہرحال اس طرح دوڑتی تھی جیسے کسی کے فرش پر دوڑتے ہوں گے۔

اس کے جانے کے بعد میں بہت دیر تک تنہائی میں بیٹھا رہا۔ ایک بات پر خاص طور پر غور کیا کہ اس کے سلسلے میں مجھے کیا قدم اٹھانا چاہیے۔ اس کی عمر کے بارے میں میں نے اندازہ لگایا تھا کہ بہت کم ہے۔ دوسری بات یہ کہ جنگل کی یہ وحشی لڑکی بہت اچھی صحت کی مالک تھی اور دوسرے معنوں میں اس کی عمر کا تجزیہ بہت مشکل تھا۔

لیکن یہ بات تشویشناک بھی تھی کہ اس کے ذہن میں جذبات نہیں ہیں اور وہ اس طرح جذبات سے بھی ناواقف ہے جس طرح دوسری باتوں سے۔

دوسری بات جو میرے ذہن میں آئی تھی وہ یہ تھی کہ آخر وہ مجھے یہاں کیوں رکھنا چاہتی ہے۔ اس جنگل میں جہاں خطرناک جانوروں کے علاوہ اور بھی کچھ ہے۔ ایک لڑکی کسی اجنبی نوجوان سے ملتی ہے تو کیا اس کا احساس تہذیب کا پروردہ ہوتا ہے۔ اور ان لوگوں میں ابھی بیدار نہیں ہوا تھا۔ اس کا تعلق ان لوگوں کی برہنگی سے کیا جا سکتا ہے۔ وہ ان کے نزدیک زندگی گزارنے کا تصور کیا ہو۔ بہرحال میں اس کے قبیلے کے بارے میں جاننا چاہتا تھا۔

اس جس طرح وہ جا رہی تھی اس سے میں نے یقین کر لیا تھا کہ قبیلہ کس طرف آباد ہے۔ اگر میں چاہتا تو رات کی تاریکی میں خفیہ طور پر اس قبیلے کا جائزہ لے سکتا تھا۔ تو پھر کیوں نہ ایسا ہی کیا جائے۔ میں نے سوچا

لیکن جانے کیوں آج میں نے اس بات کا ارادہ ترک کر دیا اگر

کل ابھی وہ جنگل کے چکر میں دوسرے انتظامات کروں گا اور اس رات میں اس کے بارے میں سوچتا رہا۔ کل سب سے پہلے میں اسے اس کی شناخت سے آگاہ کروں گا۔ اسے بتاؤں گا کہ میں کیا چاہتا ہوں۔ اسے بتاؤں گا کہ مرد اور عورت کے درمیان تعلقات کیا ہوتے ہیں۔ کل جب وہ آئے گی تو میں اس کا سلسلہ میں آغاز کروں گا!

لیکن اس سے قبل ہی ایک دلچسپ واقعہ پیش آ گیا۔ میں نے حسب معمول رات کو کام کیا اور آنکھیں بند کر کے ذہن کو خالی کر دیا۔ یہ بڑی عجیب ہوتی تھی۔ لیکن تم سے مجھ کوئی تو کام ہو سکتے ہو پر فقیر بھی وہ انتہائی ضرورت جو دن اور رات کی پیداوار ہوتی ہے۔

نہیں گہری نیند میں ڈوب گیا اور پھر رات کا وقت ہو گا جب میں نے اپنے بدن پر کوئی ضرب محسوس کی۔ پہلی ضرب پر میں نے نہ جاگا لیکن دوسری ضرب پر مجھے نیند کی آغوش سے کچھ نکالی اور آنکھیں کھول کر میں نے جو کچھ دیکھا وہ حیران کن تھا۔

اس کو میں پہچان گیا تھا لیکن اس کے ساتھ دوسری لڑکی بھی تھی۔ اور یہ دوسری لڑکی بھی اس کی طرح عریاں اور برہنہ تھی۔ دونوں کے ہاتھوں میں لکڑیوں کے لمبے اور مضبوط ڈنڈے تھے اور دونوں جانیں اپنی پوری قوت سے میرے بدن پر برسا رہی تھیں۔

چند ساعت تو میں حیرانی سے انہیں دیکھتا رہا۔ دونوں اس وقت وحشت میں ڈوبی ہوئی تھیں۔ انسان کے حلق سے وحشیانہ غراہٹیں نکل رہی تھیں۔ اس بات کو جاننے میں کوئی دقت نہ ہوئی کہ وہ مجھے پوری قوت اور کوشش سے ہلاک کر دینا چاہتی ہیں۔ لیکن یہ ساری صورتحال میری سمجھ میں نہیں آئی تھی۔ میں نے اس سے عشق کی [illegible] کے بارے میں سوچ رہا تھا اور وہ مجھ پر اس انداز میں حملہ آور تھی جیسے وہ میری بدترین دشمن ہو۔

اگر میری جگہ کوئی دوسرا شخص ہوتا تو شاید اب تک اس کا کام تمام بھی ہو چکا ہوتا۔ دونوں وحشی لڑکیاں کافی طاقتور تھیں اور تیزی کے ساتھ مجھ پر ڈنڈے برسا رہی تھیں۔ اس سے مجھے اندازہ ہو رہا تھا کہ ان کی جسمانی قوت کیا ہے۔

چند ساعت میں برداشت کرتا رہا۔ پھر جب میں نے ان کی ضربیں روکنے کے لئے ان کے ڈنڈے پکڑ لئے اور ایک زوردار جھٹکے سے انہیں زمین پر گرا دیا۔

تب میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ ڈنڈے اب میرے ہاتھوں میں تھے۔ میں نے ان کی جانب دیکھا۔ اس لڑکی نے میری طرف دیکھا تھی اور دوسری لڑکی کو تو وہ انداز میں بھاگنے کے لئے جنگل کی طرف جا رہی تھی لیکن میں نے اسے پکڑا اور اس کے [illegible] میں نے اسے بری طرح دبوچ لیا۔

اس کا جسم بدن میرے ہاتھوں میں آ گیا اور وہ اپنے ناخنوں اور ہاتھوں سے مجھے زخمی کرنے کی کوشش کرنے لگی لیکن پروفیسر تیز رہے جانے میں جانتے ہو اس کی یہ کوشش بے کار تھی۔ میں نے اس کے بدن کو اپنی

گرفت میں کس لیا اور اس پر بری طرح چھا جانے لگا۔ چند ساعت کے بعد میں نے اسے زمین پر گرا دیا تھا۔

اسے گرانے کے بعد میں نے غار کے دہانے کی طرف دیکھا۔ اس کی ساتھی لڑکی بھی تھی اور اس کے بدن پر بجلی کی چمک پھیل رہی تھی۔ دوسری لڑکی پوری طرح میری گرفت میں تھی۔ اس کا جلتا بدن میرے بدن کے ساتھ چپکا ہوا تھا۔ تب میں نے بھاری لہجے میں اس کو آواز دی۔

"اس ادھر آؤ۔" اور وہ اپنی جگہ کھڑی رہی۔ میں نے خونخوار نگاہوں سے گھورا۔ میرے نیچے دبی ہوئی لڑکی اپنی جدوجہد میں مصروف تھی لیکن وہ میری گرفت سے نہیں نکل سکتی تھی اور میں اب اتنا کمزور طبیعت بھی نہیں تھا کہ اس کے بچنے کے لئے اسے آزاد کر کے چھوڑ دیتا۔

اگر وہ جدوجہد کرتی تو شاید میں بھی اس کے ساتھ رعایت برتتا لیکن اس کی جدوجہد جاری تھی۔ مجھے مجبوراً اس کی گردن پر ایک ضرب لگانی پڑی اور اس کے اعضاء سست ہو گئے۔ چہرہ بے ہوش ہو گئی۔ تب میں نے اسے چھوڑ کر کھڑا ہو گیا۔ اب میں اس کو دیکھ رہا۔

"آشی۔" اس بار میں نے اسے نرم لہجے میں مخاطب کیا اور میں نے اس کی آنکھوں میں خوف محسوس کیا تھا۔ "یہاں آؤ میں تمہیں نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔" میں نے کہا اور وہ میرے قریب آ گئی۔ "تم مجھے مارنا چاہتی تھیں؟"

"ہاں۔" اس نے جواب دیا۔

"کیوں؟"

"یہ لکن تم سے بھاگی تھی اور شکار کرنے میں اس کا کام اچھا تھا۔" اس نے جواب دیا۔

"تو پھر؟" میں نے حیرت سے پوچھا۔

"مجھے اس پر غصہ آ گیا اور میں نے اپنا شکار اس کے حوالے کر دیا تھا۔

ہر لڑکی اپنا شکار کسی کو نہیں دیتی۔" اس نے جھنجلا کر کہا لیکن میرے سر میں کچھ نہیں بیٹھ رہی تھی۔ وہ بات کیا تھی جو کہہ رہی تھی وہ لڑکی۔

"گویا میں تمہارا شکار تھا؟"

"ہاں۔ اسی لئے تو میں تمہیں اپنے قبیلے کے دوسرے لوگوں سے بچا کر رکھنا چاہتی تھی۔ اگر وہ لوگ تمہیں دیکھ لیتے تو اب تک تمہارا وجود بھی نہ ہوتا۔ انسانی گوشت کے ساتھ وہ ایسا ہی کرتے ہیں۔ تم کھائے جاتے ہیں اور پھر انسانی گوشت کا [illegible] ہے۔ لیکن جو کبھی کبھی باہر سے بھٹک کر یہاں آنے والے ہاتھ لگ جاتے ہیں یا پھر اس وقت انسانی گوشت مل جاتا ہے جب قبیلے کا کوئی شخص مرتا ہے۔"

"تو تم انسانی گوشت بھی کھا لیتے ہو؟" میں نے حیرت سے پوچھا۔

"ہاں۔ کیوں؟" اسے میرے اس سوال پر حیرت ہوئی تھی لیکن میں دل ہی دل میں سوچ پڑا تھا۔ تو پروفیسر! اس بار میں نے ایک آدم خور لڑکی کو عشق کا نشانہ بنایا تھا۔

آدمخور

بھوری آنکھوں میں حیرت تھی۔ یہ بات اس کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی کہ انسانی گوشت کھانے پر حیرت کا اظہار کیوں کیا جا رہا ہے۔ بہر حال میں نے طویل سانس لی۔ سارے جذبات ٹھنڈے پڑ گئے تھے اور اب میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا اس کے ساتھ کیا سلوک کروں؟ یہ سوچ کر ہی وحشت ہونے لگی تھی کہ اس لڑکی میں دلچسپی لی جائے جو انسانی گوشت کھاتی ہے۔

حالانکہ جسمانی طور پر وہ مکمل تھی اور اگر اس کے سیاہ رنگ کو نظر انداز کر دیا جاتا تو جسمانی طور پر اسے حسین ترین بھی کہا جا سکتا تھا لیکن کم بخت بہت اندر دلچسپی صرف اس لیے رہی تھی کہ مجھے کھائے اور پھر اس نے نہایت فراخ دلی سے مجھے اپنی بھوکی سہیلی کے حوالے کر دیا تھا۔ میں نے دوسری برہنہ لڑکی کی جانب دیکھا جو بدستور بے ہوش پڑی ہوئی تھی۔

"اب بولو اش میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں؟"

"سلوک؟" اس نے غور سے مجھے دیکھا اور میں نے ایک گہری سانس لے کر کہا۔

"میری عادت ہے، جو بات تمہارے خلاف جاتی ہے وہ تمہاری سمجھ ہی میں نہیں آتی۔ تم اپنی دوست لاقا کو اس لیے لائی تھیں کہ وہ مجھے قتل کر کے کھائے۔"

"ہاں۔ وہ بھوکی تھی۔"

"اور میں تمہارے باپ کی ملکیت تھا کیوں؟" میں نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہ بے وقوف بھی مسکرانے لگی۔ "اب۔۔۔" میں نے ایک گہری سانس لے کر کہا۔ "اب میں تمہیں قتل کر دوں گا اور اس غار میں محفوظ کروں گا تا کہ اطمینان سے بیٹھ کر تمہیں کھاؤں۔"

"اور اس کا کیا کرو گے؟" اس نے بے چینی سے پوچھا اور مجھے اس پر غصہ آنے لگا کم بخت عجیب لڑکی تھی اسے اپنی موت کا خوف بھی نہیں تھا۔

"اسے بھی کھا جاؤں گا۔"

"او۔ تب ایک کام کرو۔ آج تم اسے نہ کھاؤ۔ میں تمہیں اس جانور کا گوشت دے سکتی ہوں۔ پھر جب وہ گوشت ختم ہو جائے گا تو ہم دونوں مل کر اسے کھائیں گے۔" ایک بار پھر میں۔۔۔ حیران نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا تھا۔ آخر یہ ہے کیا شے؟

"اور اس کے بعد جب یہ ختم ہو جائے گی تو میں تمہیں کھاؤں گا۔" میں نے مسخرانہ انداز میں کہا اور اس کے انداز میں پھر بھی کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ البتہ وہ تھوڑی سی متفکر ضرور ہو گئی۔ پھر اس نے پُرخیال انداز میں کہا۔

"اگر میں جنگل سے تمہیں کوئی بڑا جانور شکار کر کے دے دوں تب کیا تم مجھے چھوڑ دو گے؟"

"وہ جنگل کا سب سے بڑا جانور بھی تو شکار کر سکتا ہوں لیکن تمہیں کھانے کی وجہ تو اور ہے۔"

"اور کیا وجہ ہے؟"

"تم سے میری دشمنی ہو گئی ہے۔"

"دشمنی۔ مگر کیوں۔ میں نے تو تمہارے بدن کا خون بھی نہیں بہایا۔"

"بدن کا خون؟" اس بار میرے حیران ہونے کی باری تھی۔

"ہاں۔ جب دشمنی ہوتی ہے تو لوگ ایک دوسرے کو اپنے بدن کے خون کے قطرات بھیجتے ہیں تب دشمنی ہوتی ہے اور پھر جو جس پر حاوی ہو جائے۔"

"وحشی ہو تم اور تمہارا قبیلہ۔ تمہیں تو کوئی سزا دے کر بھی دکھ ہو گا اور میرا خیال ہے قصور تمہارا بھی نہیں ہے۔ تمہاری پرورش ہی ایسے ہوئی ہے۔ اچھا خیر چھوڑو احمق لڑکی۔ ایک بات کا جواب دو کیا مجھ سے خوفزدہ ہو؟"

"خوفزدہ؟ نہیں کیوں؟"

"کیا تم موت سے بھی خوفزدہ نہیں ہو؟"

"نہیں۔ موت تو خود بخود آ جاتی ہے اور پھر کچھ بھی نہیں ہوتا۔"

"ہوں۔ اچھا تمہارا باپ کون ہے؟"

"اوگا۔"

"اوہ۔ گویا تمہارے ہاں باپ ہوتا ہے۔" میں نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"تمہارے ہاں نہیں ہوتا؟" اس نے تعجب سے پوچھا۔

"میرے ہاں تو کچھ نہیں ہوتا۔ میری بات چھوڑو۔" میں نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ماں بھی نہیں ہوتی؟" اس نے متحیرانہ انداز میں پوچھا۔

"میں نے کہا نا میرے ہاں کچھ نہیں ہوتا۔ تمہارے ہاں ماں اور باپ دونوں ہوتے ہیں اور کون کون ہوتا ہے؟"

"بس اور کوئی نہیں ہوتا۔"

"بہن بھائی، شوہر، محبوب؟"

"اوہ۔ ان میں سے کچھ نہیں ہوتا۔"

"شادی ہوتی ہے تم لوگوں میں؟"

"شادی کیا ہوتی ہے؟"

"اور کچھ ہوتا ہو یا نہ ہوتا ہو مجھ کو تعلق نہیں ہوتا۔" میں نے جلے بھنے انداز میں کہا اور پھر براہ راست اقدام کا فیصلہ کر لیا۔ میں نے سوچ لیا اگر یہ لڑکی عورت کے جذبات سے آشنا ہوئی تب مغفرت کی جائے ورنہ غار سے باہر نکال کر گھونٹ دی جائے اور پھر آگے بڑھنے کے بارے میں سوچا جائے۔ بلا وجہ اس لڑکی کے لیے اتنے دن برباد کیے۔

اس نے کئی بار متفکرانہ انداز میں دوسری لڑکی کی طرف دیکھا تھا اور پھر وہ افسوس زدہ انداز میں بولی۔ "اس سے تو بہتر تھا کہ میں اسے پتا کیا برا شکار ہی کھلا دیتی۔ کہیں یہ نہ مر جائے۔"

"تم اسے پسند کرتی ہو؟"

"ہاں۔ یہ میرے ساتھ رہتی ہے۔"

"اوہ۔ گویا تمہیں اس سے محبت ہے؟"

"ہاں۔"

"تب پھر تم محبت نا آشنا نہیں ہو اور تمہارے اندر جذبات موجود ہیں۔ اچھا یہ بتاؤ، مجھے دیکھ کر تم نے میرے بارے میں جاننے کی کوشش کیوں نہیں کی؟ کیا میں تم سے مختلف نہیں ہوں؟"

"ہوں۔۔۔ لیکن کبھی کبھی پانی کے راستے ایسے لوگ آ جاتے ہیں اور ہم انہیں شکار کر لیتے ہیں۔ پانی کے راستے آنے والوں کا گوشت بہت اچھا ہوتا ہے اور ہمارے لوگ اگر کسی ایسے کو پا جاتے ہیں تو اس کے حصول کے لیے آپس میں ہی لڑ پڑتے ہیں اور پھر جو طاقتور ہوتا ہے وہ اسے لے جاتا ہے اور ان میں سے کوئی آپس ہی میں مارا جاتا ہے۔"

"ہوں تو مجھے دیکھ کر تمہیں یہی خیال آیا تھا کہ تم خاموشی سے مجھے شکار کر لو اور تمہارے قبیلے کے دوسرے لوگوں کو میرے بارے میں پتہ نہ چل سکے۔"

"ہاں۔ میں بہت خوش تھی۔"

"اش ہے نا تمہارا نام۔ تو اش جب تمہارے ہاں ماں ہوتی ہے اور باپ ہوتا ہے تو پھر محبوب کیوں نہیں ہوتا؟ آخر وہ دونوں کس طرح یکجا ہوتے ہیں؟"

"وہ۔۔۔ وہ۔۔۔ بس تاستاری کی رات کو تاریکیوں کی روشنی میں جو جہاں مل جائے۔"

"تاستاری کی رات کون سی ہوتی ہے؟"

"جب پوری رات چاند نہیں نکلتا۔"

"تو پھر کیا کوئی نوجوان کسی لڑکی کو اپنی مرضی سے اپنا نہیں بنا سکتا؟"

"بس نہیں کبھی۔"

"تمہیں بہت کچھ سکھانا ہو گا۔" میں نے کہا اور جھپٹ کر اسے دبوچ لیا۔ لڑکی گرم ہو گئی تھی۔ اس کی آنکھوں سے خوف جھانکنے لگا لیکن پروفیسر ایک نوجوان لڑکی جو محبت نا آشنا، محبوب نا آشنا ہو اور اس نا آشنا جذبات کی طرح ہو اور وہ اس کے سامنے ہو تو وہ کیا کرے۔ بس تاکہ اسے سارے رموز سے آشنا کر کے اس سے سوال کرے کہ اب کیا کہتی ہے۔

سہمی ہوئی لڑکی میرے چوڑے سینے کے نیچے کراہ رہی تھی۔ "تو یقین کر، میں تیرے لیے شکار فراہم کروں گی خود سے زیادہ لذیذ۔ میں جانا چاہتی ہوں۔ میں ابھی مرنا نہیں چاہتی۔" یہ الفاظ اس نے کئی بار دہرائے لیکن پھر آہستہ آہستہ خاموش ہو گئی۔ اب اس کے چہرے سے حیرت کے آثار نمایاں تھے اور اس کی آنکھیں خمار آلود ہوتی جا رہی تھیں۔ پھر وہ آہستہ سے بولی۔

"تو مجھے قتل تو نہیں کرے گا۔ تو۔ تو۔ انوکھا ہے۔ آہ کیا عجیب ہے تو۔ یقین کر۔ میں اب تجھے کسی طور شکار نہیں کروں گی۔ میں تو۔ میں تو۔ آہ۔ میں تو اب واپس بھی نہیں جاؤں گی۔ ہم دونوں اسی غار میں رہیں گے اور جب شکار کھیلنے والے آئیں گے تو۔۔۔ ہم روپوش ہو جائیں گے۔ ہم ان کے سامنے ہی نہیں جائیں گے۔۔۔ اور میں ہمیشہ تیرے لیے جنگل سے شکار کر کے لاؤں گی۔"

تو پروفیسر۔ لڑکی فطرت کے رموز سے آشنا ہو گئی اس کے لیے تاستاری کی رات آ گئی تھی جب چاند نہیں نکلتا۔

رات کے آخری پہر تک وہ میرے ساتھ جاگتی رہی اور صبح تک اس کی شخصیت ہی بدل گئی تھی۔ اس کی آنکھوں میں محبت کا خمار جاگ اٹھا تھا۔ اب وہ میرے لیے ہر طرح کا ایثار کرنے کو تیار ہو گئی تھی چنانچہ صبح ہی وہ اٹھ گئی۔

"سن" اس نے مجھے مخاطب کیا۔ "تیرا کیا نام ہے۔ جیسے میں اش۔"

"میرا نام ۔۔۔" میں نے گہری سانس لی۔ نام میرے لیے ہمیشہ مسئلہ بن جاتا تھا پروفیسر۔ اب میں اسے کیا نام بتاتا۔ وہ سوالیہ نگاہوں سے میری طرف دیکھ رہی تھی۔ "میرا نام بہوتا ہے۔" بالآخر میں نے کہا۔

"بو۔۔۔ ہو۔۔۔ تا۔۔۔" اس نے اپنی مرضی کے مطابق میرے نام کے کئی ٹکڑے کر دیے۔

"ہاں۔ یہی نام ہے۔"

"میں تیرے لیے جنگل سے شکار کر لاؤں۔ تو یہاں رہ اور یہاں سے باہر مت نکلنا ورنہ وہ لوگ ۔۔۔ وہ لوگ تجھے شکار کر لیں گے۔"

"نہیں اش۔ ہم دونوں مل کر شکار کریں گے۔"

"اوہ۔ باکا۔" اس نے کہا۔

"باکا کیا ہوتا ہے؟" میں نے پوچھا۔

"ہم میں بہت سے لوگ مل کر بڑا شکار کرتے ہیں اور پھر ان میں سے سب سے طاقتور کو سب سے بڑا حصہ ملتا ہے۔"

"[illegible] اش۔ میں بھی چلوں گا۔"

"ٹھیک نہیں ہوگا۔ سوچو میں چاہتی ہوں تم دوسروں کی نگاہوں میں نہ آئے ورنہ وہ لوگ تمہیں نہیں چھوڑیں گے۔"

"میں تو یہیں رہنا چاہتا ہوں تاکہ وہ لوگ مجھے نہ چھوڑیں۔ بہر حال میں نے [illegible] وہ خاموش ہو گئی۔ وحشی لڑکی اپنے صحیح جذبات کا اظہار نہیں کر سکتی تھی جو کچھ اس کے ساتھ ہو چکا تھا۔ اس نے اسے متاثر ضرور کیا تھا لیکن وہ اپنے تاثر کو الفاظ نہیں دے سکتی تھی۔ ایک لمحے کے لئے اس کے چہرے پر کشش نظر آئی۔ پھر وہ میرے ساتھ غار سے باہر نکل آئی اور پھر ہم دونوں جنگلوں کی جانب چل پڑے۔

مجھے زمین کا علاقہ نہیں تھا [illegible] دور نہیں تھا اور ان کے درمیان [illegible] جاتا تھا لیکن یہاں پہنچ کر اچانک وہ [illegible] ہو گئی۔

"ارے میں نے تو [illegible] ہی نہیں [illegible] اور [illegible] اور اب شکار کیسے کریں گے۔" اس نے پریشان نگاہوں سے میری طرف دیکھا۔

"تمہیں پانی کے دوسری طرف کی زمین کے بارے میں کیا معلوم ہے؟" میں نے [illegible] سوال کیا۔

"پانی کے دوسری طرف؟"

"ہاں۔ تم پانی کی جانب سے آنے والوں کا تذکرہ کرتی ہو تو [illegible] کریں۔ تو نے سوچا یہ لوگ کہاں سے آتے ہیں؟"

"ان کی بستیاں ہوں گی۔" اس نے کہا۔

"ہاں۔ ان کی بستیاں ہوتی ہیں۔ اور ان کے بسنے کا انداز بھی جدا ہوتا ہے اور وہ شکار بھی جدا گانہ طریقے سے کرتے ہیں۔"

"اوہ۔ سوچو۔ تم بھی تو پانی کے دوسری جانب کے انسان ہو کیا تم شکار کرنے کے لئے کوئی اور طریقہ استعمال کرتے ہو؟"

"ہاں۔"

"تو کیا اس طریقے کی ضرورت نہیں ہوتی؟"

"بعض اوقات نہیں۔"

"تب پھر مجھے اپنے طریقے سے شکار کر کے دکھاؤ۔" اس نے کہا۔

اور میں نے [illegible] وہ لڑکی [illegible] تھی میں اس کے [illegible] کوئی ایسی بات نہیں [illegible] جو مجھے خاص طور سے متاثر کرتی۔ اس لئے مجھے اس کے ساتھ کوئی خاص دقت بھی نہیں ہو رہی تھی۔ میری طبیعت [illegible] وہاں پر آ پائی تھی جب میری مقابل کسی خاص شخصیت کی مالک ہو۔ تاہم سفر کے بعد اس جنگل پر وہ میرا پہلا شکار تھا اور بعض اوقات کسی چیز کا بھی [illegible] یا جاتا ہے۔

میں نے ایک [illegible] یا جو ابھی تک نہیں [illegible] تھا۔ اس کے ذریعے مجھے [illegible] میں شکار کی تلاش میں نگاہیں دوڑانے لگا۔ پھر [illegible] پر میں نے اندازہ لگایا تھا کہ جنگل کے اس حصے میں شکار بہت ہے۔ ظاہر ہے یہ لوگ شکار کرنے کے صحیح طریقے سے ناواقف ہیں اس لئے ان کے لئے شکار مشکل ہو جاتا ہے

ورنہ یہاں جتنے جانور بکھرے ہوئے تھے اس کی نسبت انہیں شکار کرنا بھی مشکل نہیں تھا۔

تھوڑے سے ہی فاصلے پر مجھے ایک بارہ سنگھا نظر آیا اور اس نے میرا اندازہ لگایا۔ وہ بھی بارہ سنگھے کو دیکھ چکی تھی میں نے نیزہ سیدھا کر کے گردن اٹھائی اور پھر تو لنے لگا۔ میں نے بارہ سنگھے کی جانب نشانہ باندھا۔

اور پھر نیزہ میری آواز اس کے لئے حیرت انگیز تھی۔ پھر ایک تیز آواز کے ساتھ نکلا اور بارہ سنگھے کا جسم پانی پانی ہو گیا۔ وہ ایک قدم آگے بڑھ سکا اور وہیں ڈھیر ہو گیا۔

اس کے حلق سے ایک دل خراش چیخ نکلی تھی اور پھر اس نے بارہ سنگھے کی طرف چھلانگ لگائی اور اس کے نزدیک پہنچ کر خوشی سے ناچنے لگی۔

وہ بہت خوش نظر آ رہی تھی اور میں تہذیب کے اس دور میں بھی [illegible] کے لئے یہ بہت ہی عجیب لگ رہا تھا۔

خاصی دیر تک وہ خوشی سے [illegible] کا ناچ ناچتی رہی۔ اس کے بعد اس نے طرف دیکھا کرنے کی طرح پھر اس نے عاجزی سے کہا۔ "تم [illegible] ہو۔"

"جانتے ہو۔ اچھا ہی ہوا۔" میں نے جواب دیا۔

"نہیں۔ یہ ٹھیک نہیں ہوا۔" اس نے پریشانی سے کہا۔

"کیوں؟"

"اوہ۔ وہ دوسروں کو تمہارے بارے میں بتا دے گی۔"

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔" میں نے بے پروائی سے کہا۔

"تم نہیں سمجھتے سوچو۔" اس نے مجھے پیار سے سمجھاتے ہوئے کہا۔ "وہ لوگ یہاں آ جائیں گے اور تمہیں ہلاک کرنے کی کوشش کریں گے۔"

"میں انہیں پتھروں سے ہلاک کر دوں گا۔ تم ان باتوں کو چھوڑو اور شکار کھانے کا بندوبست کرو۔"

"سوچو۔" وہ کسی خیال کے تحت بولی۔ "تم نے آگ جلائی تھی اور اس کے بعد شکار کا گوشت بہت اچھا ہو گیا تھا۔"

"ہاں۔ اس جانور کے ساتھ بھی ہم یہی سلوک کریں گے تم خشک لکڑیاں اکٹھا کرو۔ جاؤ۔" میں نے کہا اور وہ باہر نکل گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد بارہ سنگھا آگ پر لٹک رہا تھا اور وہ بڑی دلچسپی سے یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ وہ آگ سے تو ڈرتی بھی تھی اور اس کے نزدیک نہیں آ رہی تھی۔

پھر جب گوشت بھن گیا اور پھر دونوں اسے کھانے لگے۔

وفعتاً وہ چونک پڑی۔ اس کا منہ چلتے چلتے رک گیا۔ ہونٹوں کے درمیان گوشت کا ٹکڑا پھنسا ہوا تھا۔ وہ [illegible] رہی تھی۔ وہ گوشت کا ٹکڑا چھوڑ کر کھڑی ہو گئی۔

"کیوں۔ کیا بات ہے؟" میں نے پوچھا۔

"لالا نے۔ لالا نے بستی والوں کو تمہارے بارے میں بتا دیا۔"

وہ رونے والے انداز میں بولی۔

"اوہ۔ نہیں کیسے پتہ؟"

"وہ۔ وہ آ رہے ہیں۔ بستی والے اب اس طرف آ رہے ہیں۔"

"آنے دو۔" میں نے لاپرواہی سے کہا اور گوشت کھانے لگا۔

"نہیں نہیں۔ وہ تمہیں ہلاک کر دیں گے۔" وہ پریشان لہجے میں بولی۔

"کرنے دو۔" میں نے مسکرا کر کہا۔

"نہیں سوچو نہیں۔ تم فوراً یہاں سے۔" وہ میرے قریب پہنچ گئی اور میرا بازو پکڑ کر مجھے اٹھانے لگی۔

"کیوں۔ تم نہیں چاہتیں کہ وہ مجھے ہلاک کریں؟"

"ہاں میں نہیں چاہتی۔"

"کیوں؟"

"پہلے تم یہاں سے نکلو۔ لالا انہیں اسی غار میں لے آئے گی۔ تم کسی دوسرے غار میں چھپ جاؤ۔ جلدی کرو سوچو۔ جلدی کرو۔"

"میں دوسرے غار میں بھی تلاش کر لیں گے۔" میں نے کہا۔ [illegible] پریشانی سے گردن ہلانے لگی۔

"تب پھر چلو ہم دونوں علاقے سے ہی چلے جائیں۔ خواہ کچھ بھی ہو جائے میں تمہیں ان لوگوں کے ہاتھ لگنے دوں گی۔"

"تو علاقہ کون سا ہے؟"

"دو شہروں کے نیچے دور کے درختوں میں جہاں سے نکلنے کے بعد پانی کا کنارہ آ جاتا ہے۔ وہ کسی قیمت پر ادھر نہیں جا سکتے کوئی ادھر سے نہیں جاتا کیونکہ وہاں موت ہے وحشت منڈلاتی رہتی ہے خوفناک درختوں کی شکل میں وہاں [illegible] انسانوں کو ٹکڑوں کا ٹکڑا کر کے [illegible]۔"

"اور تم وہاں نہیں جاتی ہو؟"

"کیوں نہیں جاتے تم ہی باتوں میں وقت ضائع مت کرو چلو اس طرف چلو۔"

"ٹھیک ہے میں چلا جاتا ہوں تم یہیں رکو۔"

"میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گی۔"

"اوہ کیوں۔ تمہیں دور علاقے سے خوف نہیں محسوس ہوتا؟"

"ہوتا ہے لیکن میں تمہارے ساتھ چلوں گی کیونکہ تمہیں علاقے کے بارے میں نہیں معلوم میں تمہیں درختوں سے بھی بچا لوں گی۔"

اور میں مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔ شکار ہو چکا تھا وحشی ہونٹوں سے اس کا ہاتھ پکڑا اور کھڑا ہو گیا لیکن اسی وقت بستی کے وحشی شکاری غار کے نزدیک پہنچ گئے۔ شکاریوں کی آوازیں واضح سنائی دے رہی تھیں۔ ان کے ہاتھوں میں پتھر کے لمبے لمبے نیزے تھے جنہیں وہ [illegible] تھے اور لالا ان کی رہنمائی کر رہی تھی۔

اور پھر لالا نے مجھے دیکھ لیا۔ ایک تیز آواز اس کے ہونٹوں سے خارج ہوئی اور اس نے انگلی سے میری طرف اشارہ کیا۔ دوسرے آنے والے رک گئے۔ وہ میرے ساتھ کھڑی [illegible] کوشش کر رہے تھے اور میں ان کی آنکھیں [illegible] خوفزدہ ہو جاتی تھیں۔

اس کے انداز میں وحشت تھی اور جو شخص اس طرح چہرہ اوپر اٹھائے ہوئے تھے جیسے اپنی پسندیدہ غذا کو دیکھ کر وہ درندے سے ہوں جن کا جائزہ لے رہا تھا۔ جب میں نے ان کی طرف دیکھا اور پھر۔۔۔

میں خاموشی سے انہیں دیکھتا رہا۔ اس کا نپ بھی ان میں شامل تھی [illegible] پریشان ہو رہی تھی۔ [illegible] وحشی بستی کے بہت سارے لوگ جو [illegible] شکار پانی سے [illegible] تک پہنچا ہے جو نیزے نہیں لگا رہیں میری طرف بڑھ رہی تھیں۔

میں نے محسوس کیا کہ وہ لوگ چاروں طرف سے حملے لئے ہوئے مجھ پر حملہ کرنے کے لئے تیار کھڑے ہیں۔ پھر کسی نے چیخ کر اس سے کہا۔

"تم اس کے ساتھ اس کی کھڑی ہو تم اس کے ساتھ کیوں ہو؟"

"یہ شکار نہیں ہے۔۔۔ یہ۔۔۔ یہ ہمارا ساتھی ہے ہم میں سے ہے۔"

"کیا تم اس کی پاگل ہو رہی ہو یہ ہم میں سے نہیں ہو سکتا۔ یہ غیر ہے اس کا رنگ سفید ہے۔" اس شخص نے جواب دیا۔

"تم بھی ہو اس نے شکار نہیں کیا۔" وہ بولی۔

"تم پیچھے ہٹ جاؤ۔ ورنہ ہم تمہیں بھی ہلاک کر دیں گے۔" کسی اور وحشی نے چیخ کر کہا۔

"میں نہیں ہٹوں گی۔ تم اس کے ساتھ مجھے بھی ہلاک کر دو۔" اس نے کہا اور میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

یہ تو بڑی ہی دل کش داستان تھی لیکن یہ سب کچھ پہلے بھی ہو چکا ہے۔ یہ میرے لئے کوئی انوکھی بات نہیں تھی پہلے بھی [illegible] جو پہلے ایسی کہانیاں کئی بار دہرائی جا چکی تھیں۔ بہر حال میں سب کچھ [illegible] تھا۔ میں نے مسکرا کر اسے دیکھا اور پھر اس کے بازو پر ہاتھ رکھ دیا۔

"ٹھیک ہے اس بار تم پیچھے ہٹ جاؤ۔ یہ لوگ مجھے دشمن کا اعلان کر چکے ہیں۔ چنانچہ اب تم مجھے بھی حق ہے کہ میں ان سے دشمنی کا اظہار کروں۔۔۔"

"اوہ نہیں سوچو۔ میں انہیں سمجھانے کی کوشش کرتی ہوں۔" اس نے کہا اور چند قدم آگے بڑھ گئی لیکن اسی وقت چند شکاری اس کی طرف جھپٹے اور اسے فوراً پیچھے ہٹا کر مجھ پر حملہ کرنا چاہتے تھے۔ غالباً ان کے ذہن میں یہ خیال ہو گا کہ وہ لڑکی پر بھی قابو پا لیں گے تو میں بھی ہلاک ہو گی۔

لیکن صورت حال اس کی ان کی امیدوں کے برعکس تھی۔ پہلے ہی میرے نزدیک پہنچ کر انہوں نے پہلے مجھ پر حملہ کیا۔ میں نے ان میں سے دو کے ہاتھوں سے نیزے چھین لئے اور پھر وہ نیزے پوری قوت سے ان پر پھینکے۔ دو زبردست چوٹ لگی تھی۔ [illegible] ہلاک کرنے کے نقطہ نظر سے نہیں کیا تھا لیکن اس کے باوجود ان میں سے ایک کی ٹانگ ٹوٹ گئی اور دوسرے کا چہرہ الگ ہو گیا۔ تب ان لڑکی کے بیچ آ گئی۔ دو ہم پیچھے ہٹ گئے تھے اور نیزے تول تول کر میری طرف اشارے کر رہے تھے اور باقی اپنے ساتھیوں کی جانب بھی دیکھ رہے تھے۔

ابھی وہ چاروں طرف سے مجبور حملہ کرنے کا پروگرام بنا ہی رہے تھے کہ دفعتاً جنگل کی طرف سے ایک خوفناک چنگھاڑ سنائی دی اور میں نے سب کے چہروں پر دہشت رینگتی دیکھی۔

میں اس چنگھاڑ کو پہچانتا تھا۔ یہ ہاتھی کی چنگھاڑ تھی۔ اش خوف سے اچھل پڑی تھی۔ اس کا چہرہ ایک دم زرد ہو گیا تھا۔

"وہ ۔۔۔ وہ ۔۔۔ سنگھانا ۔۔۔ سنگھانا ۔۔۔" اس نے خوف زدہ لہجے میں کہا۔ میں نے جنگل کی جانب دیکھا۔ ایک مست ہاتھی سرخ آنکھیں لئے دوڑتا ہوا بستی کی جانب آ رہا تھا۔

سنگھانا ۔۔۔ چاروں طرف سے آوازیں ابھریں۔ اور وحشیوں نے بھاگنا شروع کر دیا۔ میں نے اس بپھرے ہوئے سنگھانا کو دیکھا جو سرخ سرخ آنکھوں سے لوگوں کو گھورتا ہوا ان کی طرف بڑھ رہا تھا۔ وہ سب سر پر پیر رکھ کر بھاگ رہے تھے اور سنگھانا ان کا تعاقب کر رہا تھا۔ ذرا سی دیر میں وہ ہمیں پیچھے چھوڑ کر آگے بڑھ گیا۔ میں نے اش کو دیکھا اور بولا۔

"یہ سب کیا ہے اش؟"

"سنگھانا ۔۔۔" اش نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"تم اس ہاتھی کی بات کر رہی ہو؟"

"ہاتھی ۔۔۔" اش نے تعجب سے مجھے دیکھا۔

"ہاں ۔۔۔ شاید تم اسے سنگھانا کہتی ہو۔"

"ہاں سنگھانا ۔۔۔ طاقت کا دیوتا ۔۔۔ تم نہیں سمجھتے اُف ۔۔۔ وہ درختوں سے نکل کر اچانک آتا ہے اور بستیاں تباہ کر دیتا ہے۔ جب بھی وہ ادھر کا رخ کرتا ہے تو بہت سی بستیاں ختم ہو جاتی ہیں اور آج پھر وہ بستی کی جانب دوڑ رہا ہے۔"

"ہوں ۔۔۔" میں نے گردن ہلائی۔ "تو وہ طاقت کا دیوتا ہے؟"

"ہاں ۔۔۔ وہ طاقت کا دیوتا ہے۔"

"کیا تم لوگوں نے کبھی اس کا شکار نہیں کیا؟"

"اوہ ایسی باتیں نہ کرو ۔۔۔ ایسی باتیں نہ کرو۔ تو فا کہتا ہے کہ اگر تم نے اس کے بارے میں بری باتیں کہیں تو وہ تمہیں فنا کر دے گا۔"

"اوہ تو فا ۔۔۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں، سنگھانا طاقت کا دیوتا ہے اور سب کچھ مٹا سکنے کی قوت رکھتا ہے۔ کون ہے جو اس کے خلاف کچھ سوچ سکتا یا کچھ کر سکتا ہو؟"

"ہوں۔ تو اب وہ تمہاری بستی میں تباہی پھیلائے گا؟"

"ہاں اور نہ جانے کون کون اس کا شکار ہو گا۔"

"پہلے بھی وہ تمہاری بستیوں میں تباہی پھیلا چکا ہے؟"

"کئی بار۔"

"آؤ اش ۔۔۔ میں تمہاری بستی کے لوگوں کو اس تباہی سے بچاؤں گا۔" میں نے کہا۔ اور اش نے ان دونوں کی طرف دیکھا جو تھوڑی دیر پہلے سامنے تھے۔ شاید وہ بے ہوش تھے یا ممکن ہے مر گئے ہوں ۔۔۔ میری بات اش کی سمجھ میں نہیں آئی تھی۔ لیکن پھر میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر دوڑنا شروع کر دیا۔

اش کو میں تیز دوڑتے دیکھ چکا تھا لیکن اس نے آج پہلی بار مجھے بھی دوڑتے دیکھا تھا۔ اور وہ کافی پیچھے رہ گئی۔ میں نے سوچا چلو اس کی بستی والوں سے خود کو اس طرح روشناس کرا دوں۔ اس لئے میرا تیز دوڑنا ضروری تھا۔ ورنہ اس سے کیا فائدہ کہ وہ کافی تعداد میں مارے جا چکے ہوں تب میں ان کے نزدیک پہنچوں ۔۔۔ اور میں نے رفتار اور تیز کر دی۔

راستے میں ایک جگہ مجھے لکڑی کے چند نوک دار بھالے پڑے نظر آئے اور میں نے کچھ سوچ کر ان میں سے ایک بھالا اٹھا لیا ۔۔۔ اور پھر تھوڑی دور دوڑنے کے بعد میں نے جھونپڑوں کے اس جانب ان کی بستی دیکھی۔ کوئی مکان نہ تھا۔ بس پتھروں کو تراش کر رہنے کی جگہ بنائی گئی تھی جن کے عقب میں سوراخ تھے گویا وہ غاروں میں رہتے تھے۔

کتنا عجیب لگ رہا تھا یہ سب ۔۔۔ میں نے سیاہ ہاتھی کو دیکھا جو ان کی بستی میں داخل ہو چکا تھا۔ وحشی چیختے ہوئے چاروں طرف دوڑ رہے تھے۔ ان میں دہشت پھیلی ہوئی تھی۔ چاروں طرف سے سنگھانا سنگھانا کی آوازیں ابھر رہی تھیں۔ اور پھر میری نگاہوں کے سامنے ہاتھی نے دو آدمیوں کو سونڈ میں دبا کر پیروں تلے کچل دیا۔ ان کی کربناک چیخیں ایک لمحے کے لئے گونجی تھیں اور اس کے بعد ہی دوسری چیخیں ۔۔۔ وحشی اس طرح بدحواس ہو گئے تھے کہ وہ غاروں میں جا گھسے تھے۔ ان سوراخوں میں بھی نہیں گھس پا رہے تھے ۔۔۔ بس شور مچاتے ہوئے چاروں طرف دوڑ رہے تھے۔

میں برق رفتاری سے دوڑتا ہوا ہاتھی کے نزدیک پہنچ گیا۔ اور پھر میں اس کے سامنے آ گیا ۔۔۔ غضبناک ہاتھی نے مجھے دیکھا اور پھر میری طرف سونڈ گھمائی لیکن میں نے اس کا وار خالی دیا اور ہاتھ میں پکڑا ہوا نیزہ اس کی آنکھ کی طرف پھینک مارا۔

نیزہ آدھی دور تک اس کی آنکھ میں پیوست ہو گیا۔ اور ہاتھی کی خوفناک چنگھاڑ گونج اٹھی۔ وہ کرب سے مسلسل کراہنے اور چنگھاڑنے لگا لیکن بار وہ اپنی جگہ کھڑا ہوا تھا ۔۔۔ اس انتشار میں میں نے ایک اور نیزہ اٹھا لیا اور اس کی دوسری آنکھ کو تاکنے لگا۔ پھر مجھے جونہی موقع ملا ۔۔۔ میں نے دوسرا نیزہ بھی تاک کر اس کی دوسری آنکھ میں پیوست کر دیا۔ ہاتھی بدحواس ہو گیا۔ اس کا رخ بدل گیا اور پھر وہ چنگھاڑتا ہوا واپس بھاگا لیکن اب وہ اندھا ہو گیا تھا اس لئے راہ کا تعین نہیں کر سکتا تھا۔ تھوڑی ہی دور چل کر وہ ایک چٹان سے جا ٹکرایا اور وہیں ڈھیر ہو گیا۔

تھوڑی دیر تک وہ وہیں پڑا چنگھاڑتا رہا۔ وحشی رک گئے اور شاید وحشیوں نے میری یہ حرکت دیکھ لی تھی اور ساکت رہ گئے تھے۔

پھر ہاتھی ساکت ہو گیا۔ اس کا بے ڈول بدن تھوڑی دیر تڑپ کر

ساکت ہو گیا تھا ۔۔۔ اور وحشیوں پر بھی سکوت طاری تھا۔ تب اش میرے نزدیک پہنچ گئی۔

"سو ۔۔۔ یہ ۔۔۔ یہ ۔۔۔ سنگھانا ۔۔۔ تم نے ۔۔۔ تم نے سنگھانا کو مار دیا ۔۔۔" اس نے کہا۔

"ہاں دیکھو اش ۔۔۔ میں نے طاقت کے دیوتا کو ہلاک کر دیا۔"

"مگر ۔۔۔ مگر یہ اچھا نہ ہوا ۔۔۔" وہ پریشانی سے بولی۔

"کیا ۔۔۔؟" میں اس بار بے حد حیران رہ گیا تھا۔

"ہاں سنگھانا کی موت تباہی بھی لا سکتی ہے۔ بہت پہلے ایک بار سنگھانا مارا گیا تھا تو سمندر میں پانی شور مچانے لگا اور پھر وہ سنگھانا کا بدلہ لینے کے لئے بستی پر چڑھ دوڑا ۔۔۔ سمندر بھی تو طاقت کا دیوتا ہے ۔۔۔ اور سنگھانا اس کا بھائی ہے۔ چنانچہ پانی نے بے شمار لوگوں کی زندگیاں چھین لیں اور پوری بستی تباہ ہو گئی۔"

"اوہ ۔۔۔ پھر نہیں ہو گا۔ سنگھانا اگر طاقت کے دیوتا کا بھائی تھا تو میں اس کا بھائی ہوں ۔۔۔ اور تم لوگ بیوقوف ہو۔ کیا وہ بے شمار لوگوں کو ہلاک نہ کر دیتا؟"

"ہاں، ضرور کر دیتا۔"

"تب پھر ۔۔۔ میں نے کیا برا کیا؟"

"مرنے والے مارے جاتے۔ موت ان کا مقدر ہوتی۔ لیکن سنگھانا کی موت ۔۔۔"

"وہ اچھا فضول باتیں مت کرو اش۔ ان لوگوں سے کہہ دو کہ جتنی تباہی سنگھانا پھیلا سکتا تھا اس سے زیادہ تباہی میں ان پر نازل کر دوں گا۔"

اش خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر خاموش ہو گئی۔ تب میں نے ان حیران کھڑے لوگوں کی طرف دیکھا جن کی نگاہوں میں حیرانی اور خوف کے ملے جلے تاثرات تھے۔

"بستی والو ۔۔۔ میں پانی کے دوسری طرف کا اجنبی ہوں۔ میں نے تمہاری جان بچانے کے لئے اس جنگلی جانور کو قتل کر دیا ہے۔ میں اس سے زیادہ طاقتور ہوں ۔۔۔ اور بستی والو ایک بات سنو۔ تم میں سے جو میرا شکار کرنے گئے تھے۔ وہ اپنے دماغ سے یہ خیال نکال دیں کہ وہ مجھے کوئی نقصان پہنچا سکیں گے۔ میں نے جس طرح سنگھانا کو ہلاک کر دیا ہے اسی طرح میں تم سب کو بھی ہلاک کر سکتا ہوں۔"

اور میں نے دیکھا سیاہ فام وحشی کئی قدم پیچھے ہٹ گئے تھے ان کے چہروں سے خوف ٹپک رہا تھا۔

"میں تمہارے درمیان آیا ہوں ۔۔۔ کچھ روز تمہارے ساتھ رہوں گا اور اس کے بعد تمہاری بستی سے واپس پانی میں چلا جاؤں گا۔ بولو کیا تم مجھے اپنے درمیان قبول کرو گے؟"

جواب میں سب کچھ کہنے لگے۔ وہ برابر پیچھے ہٹ رہے تھے جو کچھ وہ بول رہے تھے وہ میری سمجھ میں نہیں آیا۔

"وہ کیا کہہ رہے ہیں اش؟" میں نے پوچھا۔

"وہ تمہیں بستی میں رکھنے پر تیار نہیں ہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ تم سنگھانا کے قاتل ہو۔ تمہاری موجودگی بستی پر تباہی لائے گی۔"

"اوہ، بڑے ناشکرے لوگ ہیں۔ خیر مجھ سے غلطی ہوئی۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ میری ہمدردی کا یہ لوگ ایسا صلہ دیں گے تو میں اس ہاتھی کو قتل ہی نہ کرتا۔ بہرحال ٹھیک ہے میں اسی غار میں واپس چلا جاؤں گا۔ لیکن اش ۔۔۔ تم میرے ساتھ ہو گی۔"

"میں ۔۔۔ میں ۔۔۔ لیکن یہ لوگ مجھے جانے بھی دیں گے؟" اش نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"خود تمہارا کیا ارادہ ہے؟"

"تم ۔۔۔ تم سنگھانا کے قاتل ہو۔" اش خوفزدہ انداز میں بولی۔

"اوہ تو تم بھی میرے ساتھ نہیں رہنا چاہتی؟"

"نہیں میں پوری بستی کے بے جان ہو جانے سے نہیں ڈرتی۔" اس نے جواب دیا اور میں جھنجھلا گیا۔ واقعی عجیب لوگ تھے۔ میں کوئی فیصلہ بھی نہیں کر پایا تھا کہ اچانک میں نے ایک وحشی کو دوڑتے دیکھا اس نے پیروں کی لکڑی ہاتھ میں اٹھائی ہوئی تھی۔ دوسرے وحشیوں کی طرح شکل وحشی تھی۔ اس کے ہاتھ میں بل کھائے ہوئے سانپ کی شکل کی ایک لکڑی تھی۔

وحشیوں کی نگاہیں اس کی طرف اٹھ گئیں اور ایک بار پھر ان میں سرگوشیاں ہونے لگیں۔ وہ شخص وہاں کا مذہبی رہنما تھا شاید ان سے مستند ہو کر ہاتھ اٹھانے لگا تھا اور پھر وہ لکڑی ہلاتا ہوا آگے بڑھ آیا۔ اب وہ میرے مقابل کھڑا مجھے گھور رہا تھا

"یہ کون ہے اش؟" میں نے لکڑی ہلاتی ہوئی اش سے پوچھا۔

"تو ۔۔۔ تاقا۔" اش نے جواب دیا تھا کہ وہ شخص بول پڑا۔

"تم نے سنگھانا کو مار دیا۔"

"کیا تم لوگ پاگل ہو؟ میں نے اسے ہلاک کیا ہے کہ وہ تمہاری بستی اجاڑ رہا تھا۔ کیا تم ان دو لاشوں کو نہیں دیکھ رہے جنہیں اس نے ہلاک کیا ہے۔ کیا اس طرح کی بے شمار لاشیں یہاں نہیں پڑی ہوتیں۔ میں نے تو تمہاری ہمدردی میں یہ کام کیا ہے۔"

"اوہ ہاں۔ یہ لوگ ناشکر گزار ہیں۔ دیوتا نے میں یہ لوگ تم میرے ساتھ آؤ۔ آؤ میں تمہیں اپنا مہمان رکھوں گا۔ آؤ ۔۔۔ آ جاؤ تم بہت بہادر ہو۔ تم نے سنگھانا کو ہلاک کیا ہے۔ پانی کے دوسری جانب سے آنے والے ۔۔۔ آؤ میرے ساتھ آؤ۔"

ایک ساعت کے لئے میں نے سوچا اور پھر میں اس کے ساتھ چل پڑا۔ دوسرے تمام لوگ شاید تاقا سے کافی خوفزدہ تھے۔ وہ تاقا کو

راستہ چھوڑ دیتے تھے میرے تو وہ سامنے سے بھی چھپنے کی کوشش کرتے تھے۔ میں نے ان لوگوں کی طرف توجہ نہیں دی۔ بہر حال میں کچھ وقت تو یہاں گزارنا چاہتا تھا۔ ان گدھوں کو بھی قریب سے دیکھنا چاہتا تھا۔

تھوڑی سی دیر بعد میں تو فا کی جھونپڑی میں پہنچ گیا۔ یہ رہائش گاہ بھی دوسری رہائش گاہوں سے مختلف نہیں تھی۔ ایک چھوٹا سا چبوترہ بنا ہوا تھا جو زیادہ اونچا بھی نہیں تھا۔ میں نے عام سی نگاہوں سے اسے دیکھا اس چھوٹی سی رہائش گاہ میں تو فا کا رہنا بڑا مشکل کام لگ رہا ہوں گا۔

"آؤ ... اندر آ جاؤ۔" تو فا نے کہا اور میں جھکتا ہوا اس کے ساتھ اندر داخل ہو گیا۔ اس رہائش گاہ کو دیکھ کر میں بہت مایوس ہوا تھا۔ لیکن اندر سے اسے دیکھ کر میں نے ایک گہری سانس لی۔ ایک چوڑا سوراخ نظر آ رہا تھا جو چبوترے کے آخری سرے پر زمین میں تھا۔ تو فا اس کے اندر کیسے اتر گیا۔ سوراخ کے اوپر ایک جانور کی کھال پڑی رہتی تھی جو اس وقت ہٹی ہوئی تھی۔

"آ جاؤ ... آ جاؤ ... تمہیں پتہ ہے یہ پوشیدہ رہائش گاہیں لے جانا ہوگا تم دوسروں سے مختلف ہو۔ آ جاؤ۔" وہ سوراخ میں اتر گیا تھا۔ سوراخ معمولی تھا اور اس کے بعد ایک کشادہ جگہ تھی۔ زمین جس طرح کٹی ہوئی تھی اس سے اندازہ ہوتا تھا کہ یہ سوراخ انسانی ہاتھوں کا کارنامہ ہی ہے۔ لیکن بہر حال بڑی محنت کرنی پڑی ہوگی۔ اندر عجیب سی بو پھیلی ہوئی تھی۔ ویسے غار میں روشنی تھی اور یہ روشنی چند سوراخوں سے آ رہی تھی جو یقینی طور پر روشنی کے لیے ہی بنائے گئے تھے۔ غار بہت کشادہ نہیں تھا۔ البتہ سیدھی چیزوں سے بھرا ہوا تھا۔ ان میں جانوروں کی کھالیں، انسانی کھوپڑیاں اور جانوروں کی بڑی بڑی ہڈیاں شامل تھیں۔ ان کے علاوہ کچھ قیمتی پتھر بھی جگہ جگہ پڑے ہوئے تھے۔

میں نے دلچسپی سے اس غار کو دیکھا۔ تو فا میری جانب دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔ میری نگاہ اس کی نگاہوں سے ملی تو اس کی مسکراہٹ اور گہری ہو گئی۔

"کیسی ہے یہ جگہ؟" اس نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"عمدہ اور اچھی۔" میں نے جواب دیا۔

"میرا نام تو فا ہے۔ ساری بستی کے لوگ میری عزت کرتے ہیں۔ تم نے دیکھا انہوں نے میرے معاملے میں دخل نہیں دیا حالانکہ ان میں سے کوئی تمہیں یہاں موجود دیکھنا پسند نہیں کرتا۔"

"مجھے اسی بات پر حیرت ہے تو فا ... سنگھا ناگ تو تم ہی نے ان کی ہلاکت کے لیے بلایا تھا اور وہ تمہارے ہی دشمن ہو گئے۔"

"سنگھا ناگ کبھی کبھی بستی کا رخ کرتا ہے لیکن جس وقت سے وہ جب بستی کا رخ کرتا ہے تو زندہ بچنے والے چند ہی ہوتے ہیں۔"

"معاملہ کیا ان دونوں کا آپس میں کوئی تعلق نہیں؟"

"یہ بات تم نہیں سمجھو گے۔ لیکن بے فکر رہو ... اب وہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔" تو فا نے کہا اور بے ڈھنگے انداز میں ہنس پڑا ... اس کی ہنسی بہت کریہہ تھی۔ یوں بھی یہ شخص بڑی گھناؤنی شخصیت کا مالک تھا اور اس سے کراہیت کا احساس ہوتا تھا۔

"بہر حال تو فا تم جانتے ہو کہ میری نیت بری نہیں تھی میں تمہاری اس بستی میں اجنبی ہوں۔ اگر مجھے اندازہ ہوتا تو یہ کام نہ کرتا۔"

"وہ تو ٹھیک ہے جوان ... لیکن تم نے سنگھا ناگ کو ہلاک کیسے کر دیا ... ؟"

"میں نے زندگی کا خطرہ مول لیا تھا۔ وہ مجھے بھی ہلاک کر سکتا تھا۔"

"چلو اب اس بات کو بھول جاؤ۔ ویسے مجھے ایک خطرہ ہے۔"

"کیسا خطرہ؟"

"اگر شاہو نے یہ بات سن لی تو ... تو وہ تمہیں قیدی دیکھنا پسند کرے گی۔ اور یہ بھی ممکن ہے ... اسے باپ سے وہ بڑی ظالم ہے۔ یہ بھی ممکن ہے وہ میرا پیٹ پھاڑ کر تمہیں نکال لے ....." وہ اس انداز میں کہہ رہا تھا جیسے اس کی توجہ میری طرف نہ ہو۔

لیکن اس کے ان جملوں پر میں نے غور سے دیکھا تھا۔

"شاہو کون ہے؟" میں نے پوچھا لیکن اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ چند ساعت وہ خلا میں گھورتا رہا۔ پھر اس نے چونک کر مجھے دیکھا۔

"کیا کہا تھا تم نے؟"

"شاہو کون ہے؟"

"ان پہاڑوں کی ملکہ ... وادیوں کی حکمران۔ مگر تم اس کے بارے میں کیوں پوچھ رہے ہو؟"

"یونہی کوئی خاص مقصد نہیں ہے۔"

"دراصل میں نہیں چاہتا کہ بستی کے لوگ اسے سنگھا ناگ کی موت کی اطلاع دینے دوڑ گئے ہوں گے انہیں۔ خیر میں معلوم کروں گا۔"

"وہ کہاں رہتی ہے؟"

"پہاڑوں میں ... وہ ہماری ملکہ ہے۔ اچھا اب میں چلتا ہوں۔ ذرا باہر کے حالات دیکھوں وہ کیا کہہ رہے ہیں کیا کر رہے ہیں۔ اور ہاں یہ جگہ تمہارے لیے بہت محفوظ ہے۔ پھر واپس آ کر میں تمہاری غذا کا بندوبست کروں گا۔"

اس نے میرے جواب کا انتظار بھی نہیں کیا۔ اور باہر نکل گیا۔

ایک لمحے کے لیے تو میں نے سوچا کہ یہاں رکنے کی بجائے واپس چلا جاؤں۔ لیکن پھر میں نے سوچا کہ ابھی تو یہاں کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ حالانکہ یہ لوگ بہت عجیب ہیں لیکن اس گھناؤنے شخص نے ایک نام لیا تھا۔ "شاہو" ... یہ کیا چیز ہے ... اور دیکھ لیا جائے۔ ممکن ہے کوئی دلچسپ چیز سامنے آ جائے۔ ابھی یہاں آیا تھا تو تھوڑی دیر اور رک جاؤں۔

ویسے ان لوگوں کے بارے میں تھوڑی سی بہت معلومات اور بھی بستی میں کسی دوسرے کی تلاش کا کام کیا جا سکتا تھا اور حصول بھی مشکل نہیں تھا۔ لیکن اس کے لیے ابھی دل نہیں چاہا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد میں واپس اسی غار

میں پہنچ گیا۔ جہاں میرے اوپر کوئی پابندی نہیں تھی۔ پھر میں نے وقت گزاری کے لیے وہ غار دیکھنا شروع کر دیا۔

لیکن پورے غار میں تو فا کی غلاظت نظر آ رہی تھی۔ کوئی بھی چیز ڈھنگ کی نہیں تھی۔ کسی چیز سے یہ احساس نہیں ہوتا تھا کہ تو فا کسی خاص حیثیت یا صلاحیت کا مالک ہے۔ نہ جانے اس نے ان گدھوں کو کس طرح بے وقوف بنا رکھا تھا۔

تھک ہار کر ایک جگہ بیٹھ گیا۔ میں نے طے کر لیا تھا کہ اس بے ہودہ غار میں تو میں بالکل نہیں رہوں گا۔ اگر یہاں واقعی دلچسپی کی کوئی صورت نہ نکلی تو یہاں سے آگے بڑھ کر دیکھوں گا۔ اس کے علاوہ اگر ممکن ہو سکا تو شاہو کے بارے میں معلومات حاصل کروں گا۔

بہت دیر نہیں گزری تھی کہ اوپر دھمک سنائی دی۔ پھر تو فا کے پاؤں نظر آئے۔ وہ غار میں اتر رہا تھا۔ اور پھر وہ میرے سامنے آ گیا۔ اس کے کندھے پر کچھ لدا ہوا تھا جسے اس نے جھٹکے سے میرے سامنے پھینک دیا۔

اور میں ان چیزوں کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ ان میں ایک انسانی ران تھی اور دو بازو تھے۔ دونوں بازو ایک ہی رخ کے تھے گویا دو آدمیوں کے تھے۔

"یہ ... یہ کیا ہے تو فا؟" میں نے تعجب سے پوچھا۔ بازوؤں کو دیکھ کر اندازہ ہوتا تھا کہ انہیں کاٹا نہیں گیا بلکہ اکھاڑا گیا ہے کیونکہ ہڈی اور گوشت ویسا ہی نظر آ رہا تھا۔

"کھاؤ ... مجھے اتنے کھانے کی ضرورت نہیں پیش آتی لیکن چونکہ گوشت تھا اس لیے میں نے تمہارے خیال سے زیادہ حاصل کر لیا کیونکہ تم بھوکے بھی ہو گے۔"

"گوشت؟" میں نے تعجب سے پوچھا۔

"ہاں یعنی انسانی گوشت۔"

"وہ ٹھیک لیکن تم یہ گوشت کہاں سے لائے ہو؟"

"وہ سنگھا ناگ کے شکار تھے۔ اتفاق سے صرف دو مرے تھے چند زخمی ممکن ہے بعد میں مر جائیں۔ لوگوں میں کافی جھگڑا ہو رہا تھا سب کچھ حاصل کرنا چاہتے تھے۔ لیکن جو دو آدمی کسی کے حصے میں آئے۔ اس میں سے زیادہ کچھ نہ دیا۔ چلو کوئی بات نہیں ... ہے تو گوشت کے لئے تو ایک بوٹی بھی نہیں مل سکتی تھی۔" میں نے ایک گہری سانس لی تھی۔

"میں تم اپنا حصہ حاصل کر لو ... لو اپنا پیٹ بھر لو۔" اس نے قربانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے تو فا ... تم کھاؤ۔ مجھے ابھی بھوک نہیں ہے۔"

"وہ تب تم اس میں سے اپنا حصہ الگ رکھ لو جب دل چاہے کھا لینا۔" میں نے کہا اور خود ایک انسانی بازو اٹھا کر اسے دانتوں سے بھنبھوڑنے لگا۔ میں نے اس کی طرف سے توجہ ہٹا لی تھی۔

پھر گہری رات ہو گئی اور میں غار سے باہر نکل آیا۔ تو فا بھی کہیں غار سے باہر نکل گیا تھا۔ میں اس جگہ سے اکتا سا گیا تھا۔ وہاں سے دور نکل آیا۔ رخ بستی کی طرف ہی تھا اور رفتار بہت سست تھی کہ کافی سفر طے کرنے کے بعد میں بستی کے قریب جا پہنچا۔

لیکن اچانک مجھے ٹھٹک جانا پڑا۔ اچانک ہی میں نے بہت سی بھنبھناہٹیں سنی تھیں۔ اور یہ آوازیں ایک پہاڑی کے عقب سے آ رہی تھیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے بہت سے لوگ مل کر عجیب سی آوازوں میں بول رہے ہوں۔ میں تعجب سے آنکھیں پھاڑنے لگا اور پھر تیزی سے اس پہاڑی کی دوسری جانب پہنچا۔ میرا اندازہ درست تھا۔ پہاڑی کی دوسری جانب شاید پوری بستی ہی امڈ آئی تھی۔ ان لوگوں نے ایک دائرہ بنایا ہوا تھا اور درمیان میں اس ہاتھی کی لاش رکھی تھی جسے میں نے ہلاک کیا تھا۔ نہ جانے وہ کس طرح اسے اٹھا کر یہاں لے آئے تھے۔

بہت سے لوگ پہاڑی پر بھی جگہ جگہ موجود تھے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ کسی چیز کا انتظار کر رہے ہوں۔ پھر آہستہ آہستہ چاند ابھرنے لگا اور لوگوں میں بے چینی سی پھیل گئی۔ پھر چاند پوری طرح ابھر آیا۔ اور اس کے ساتھ ہی رنگ برنگی آوازیں ابھرنے لگیں۔ اس کے ساتھ ہی لکڑی کے تختے بھی بجائے جانے لگے۔ صدیوں پرانا وحشیانہ رقص تھا۔ لیکن بہت عجیب لگ رہا تھا۔

اس ابھی تک کوئی وجہ میری سمجھ میں نہیں آئی تھی۔ چنانچہ میں نے چاروں طرف نگاہیں دوڑائیں۔ ممکن ہے کوئی اشارہ مل جائے اور میں اس سے اس سلسلے میں معلومات حاصل کروں۔ اور پھر میری نگاہ ایک سیاہ فام لڑکی پر جا پڑی۔ چاندنی میں اس کا سیاہ بدن چمک رہا تھا۔ جوانی کی رعنائیوں سے بھرپور سیاہ بال پوری کمر ڈھانپے ہوئے تھے۔

اور وحشیوں کی اس بستی میں میری وحشت بھی عود کر آئی۔ وحشت میرے ذہن میں ایک خیال آیا تھا اور میں فوری طور پر اس پر عمل کرنے کے لیے تیار ہو گیا۔ میں نے ادھر ادھر دیکھا اور چھپتے ہوئے اس لڑکی کی طرف بڑھنے لگا۔ پھر اس کے قریب پہنچ کر میں نے ایک ہاتھ اس کی کمر میں ڈالا اور دوسرا اس کے منہ پر جما دیا۔ اور پھر میں اسے اطمینان سے اٹھائے ہوئے واپس پلٹ پڑا۔ لڑکی جتنی مزاحمت کر سکتی تھی میری گرفت میں اس کی کیا حیثیت۔ چنانچہ میں اسے اٹھائے ہوئے بستی کے دوسری طرف لے گیا۔ اور پھر ایک بڑی سی چٹان کے عقب میں لے گیا یہاں لا کر میں نے اسے زمین پر بٹھا دیا۔ لیکن لڑکی تڑپ کر کھڑی ہو گئی تھی پھر اس نے تحیر آمیز انداز میں میری طرف دیکھا اور پھر اس کی آنکھوں میں خوف امڈ آیا۔

"موسو ... یو ..." وہ آہستہ سے بولی۔

"اوہ تو تم میرا نام جانتی ہو؟" میں نے کہا۔

"ہاں"
"کس طرح؟"
"اُس نے بتایا تھا"
"وہ اُشی تمہاری دوست ہے؟"
"ہاں" اُس نے جواب دیا۔
"ٹھیک۔ کیا تم مجھ سے خوفزدہ ہو؟" میں نے پوچھا۔
"ہاں"
"کیوں؟"
"تم نے سنگھوتا کو ہلاک کر دیا ہے"
"وہ تو اس میں خوفزدہ ہونے کی کیا بات ہے۔ میں نے تمہارے ساتھ ہمدردی کی تھی۔ بڑے ناشکرے ہو تم لوگ۔ وہ بے چاری بھی [illegible] کر رہا تھا لیکن میں نے اپنی زندگی کی پرواہ نہیں کی، صرف تم لوگوں کی جان بچانے کے لئے اور تم اُلٹا مجھ سے نفرت کرنے لگے"
"لیکن سنگھوتا کی موت تباہی لانے والی ہے"
"یہ تمہاری بے وقوفی ہے۔ تم اس تباہی کو پسند کرتے تھے جو تم پر آ رہی تھی اور اس تباہی سے خوفزدہ ہو جو ابھی نہیں آئی"
"لیکن سنگھوتا کی موت رنگ لائے گی"
"کوئی تباہی نہیں آئے گی۔ میں تمہارے لئے اس تباہی کو روک دوں گا"
"وہ پانی کا انتقام بہت خوفناک ہے۔ جب تک پانی سے کوئی نہیں رو سکتا" لڑکی نے خوفزدہ انداز میں کہا۔
"میں یہاں اسی لئے آیا ہوں۔ تم دیکھنا کوئی تباہی نہیں آئے گی"
"کیا تم دیوتا ہو؟"
"نہیں۔ لیکن تمہاری طرح بے وقوف نہیں ہوں" میں نے جواب دیا۔
"کیوں، ہم کیوں بے وقوف ہیں؟"
"اس لئے کہ تم خواہ مخواہ وہم کا سہارا لے کر اپنے محسن کے ساتھ ناانصافی کر رہے ہو"
"جیسے ہی بستی میں جا کر کہوں؟"
"کچھ نہیں، [illegible] سب کچھ نہیں ہو گا۔ [illegible] باتوں کو [illegible] یہ بتاؤ کیا پوری بستی کے لوگ یہاں جمع ہو گئے ہیں؟"
"ہاں۔ اس وقت تم کو کوئی [illegible] ہو گا وہ بُری طرح [illegible] جائے گا۔ ساری بستی ہی [illegible] کرے گی" اُس نے جواب دیا۔
"کیوں؟"
"اس لئے کہ وہ دیوتاؤں سے معافی نہیں مانگے گا"
"کس بات کی معافی؟"
"سنگھوتا کی موت کی۔ ساری رات لوگ عبادت کریں گے اور دیوتاؤں کی خوشامد کریں گے کہ وہ ان پر تباہی نہ نازل کریں۔ سنگھوتا کی موت میں ان

کا کوئی قصور نہیں ہے"
"وہ تو سب اس لئے یہاں جمع ہوئے ہیں؟"
"ہاں۔ بستی میں سب [illegible] ہیں"
"اس کی لاش یہاں کیوں لا کر رکھ دی ہے؟"
"دیوتاؤں کے انتقام پر وہ سنگھوتا کا گوشت آپس میں تقسیم کریں گے"
"اور اسے کھائیں گے؟"
"ہاں۔ اس سے بہت سی بیماریاں دور ہو جائیں گی۔ میں بھی ابھی لے آئی ہوں لیکن......" وہ ایک ٹھنڈی سانس لے کر خاموش ہو گئی۔
"لیکن کیا؟"
"میں ہمیشہ ہی پیچھے رہ جاتی ہوں۔ شکار بھی نہیں کر پاتی اور اگر کوئی معاملہ ہو تب بھی میرے حصے میں کچھ نہیں آتا۔ نہ جانے کب سے بھوکی ہوں، اب تو جسم میں جان بھی نہیں رہی ہے۔ [illegible] درختوں کے پتے کھا کر گزارا کر رہی ہوں"
"وہ تو سنگھوتا کا گوشت تقسیم کیا جائے گا؟"
"نہیں۔ دعا ختم ہوتے ہی وہ اس پر ٹوٹ پڑیں گے اور پھر [illegible] لوگوں کے ہاتھ بہت کچھ لگے گا اور جو کمزور ہوں گے وہ ہاتھ ملتے رہ جائیں گے"
"وہ تمہارے ماں باپ نہیں ہیں؟"
"نہیں" اُس نے جواب دیا۔
"وہ تمہیں کھانے کو نہیں دیتے؟"
"وہ کیوں دیں گے۔ میں اب بچی تو نہیں ہوں، [illegible] اپنا شکار مجھے دے دیں گے"
"خواہ تم بھوک سے مر جاؤ؟"
"ہاں۔ اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ اگر میں مر جاؤں تو ان کے حصے میں ہی تو آ جاؤں گی"
"ست ... تو وہ تمہیں کھا لیں گے؟"
"ہاں"
ایک بار پھر میں حیرت کا شکار ہو گیا تھا۔ کافی دیر تک میں خاموش رہا اور پھر [illegible] ہو گیا۔ ظاہر ہے یہ ان کے اصول تھے اور وہ انہیں [illegible] سمجھتے ہوں گے۔
"کیا نام ہے تمہارا؟" میں نے پوچھا۔
"گوا"
"آؤ میرے ساتھ، میں تمہیں کچھ کھلاؤں"
گوا نے اس طرح مجھے دیکھا جیسے اس کے [illegible]
وہ بے یقینی کے انداز میں مجھے دیکھ رہی تھی۔
"ہاں آؤ" میں نے پھر کہا اور آگے بڑھ گیا۔ وہ چند ساعت اسی طرح کھڑی رہی اور پھر وہ تیزی سے میرے نزدیک پہنچ گئی۔
"کیا تم مجھے کچھ کھانے کو دو گے؟ کیا تمہارے پاس کھانے کے لئے

ہے؟" اُس نے میرے ساتھ چلتے ہوئے کہا۔
"ہاں۔ تم چلی آؤ" میں نے جواب دیا اور وہ خاموشی سے میرے ساتھ چلتی رہی۔ اس نے رفتار تیز کر لی تھی اور وہ دوڑ کر میرے ساتھ رہ رہی تھی۔ پھر ہم تو اُکے مکان کے نزدیک پہنچ گئے۔
"مجھے معلوم ہے تم تو اُکے ساتھ آ گئے تھے" اُس نے کہا۔
"ہاں۔ اب تم یہاں رکو، میں ابھی واپس آتا ہوں" میں نے کہا اور پھر میں تو اُکے مکان میں داخل ہو گیا۔ تو اُک اندر موجود نہیں تھا۔ البتہ انسانی گوشت اسی طرح رکھا ہوا تھا۔ میں نے ایک بازو اٹھایا اور باہر نکل آیا۔ گو میرے لئے یہ بڑی کراہیت آمیز بات تھی لیکن لڑکی نے میرے ہاتھ میں انسانی گوشت دیکھا تو اپنی جگہ سے میری طرف اچھل گئی۔
"اور یہ ... یہ تم میرے لئے ہی لائے ہو؟" اُس نے کہا۔
"ہاں" میں نے بازو اس کی طرف بڑھا دیا۔ لڑکی کو جیسے یقین نہیں آ رہا تھا۔ اس نے بے یقینی کے انداز میں ہاتھ آگے بڑھائے تھے جیسے اسے خوف ہو کہ میں اچانک اسے دھکا دے کر ہنس پڑوں گا اور پھر خونخوار بھیڑیوں کی طرح جھپٹ کر اس گوشت پر ٹوٹ پڑوں گا۔ لیکن جب انسانی بازو اس کے ہاتھ میں پہنچ گیا تو اس کے چہرے سے خوشی کی [illegible] جھلکی اور پھر اس نے واپس چھلانگ لگا دی۔ اب وہ کسی بھوکی بلی کی مانند گوشت اُدھیڑ رہی تھی جیسے سامنے بھی کسی بلی سے خطرہ ہو اور وہ جلد از جلد گوشت ختم کر جانا چاہتی ہو۔
میں اسے دیکھتا رہا۔ بڑا گھناؤنا منظر تھا۔ لڑکی کا سراپا دیکھ کر آتا تو اس چاندنی میں وہ کافی متاثر کرتی تھی لیکن اُس کی وحشیانہ نفرت [illegible] وہ صرف دوشیزہ نہیں تھی بلکہ وحشی [illegible] اور میں خود کو ایک نئے تجربے کے لئے تیار کر رہا تھا۔
اور میری جگہ تمہاری مہذب دنیا کا کوئی انسان ہوتا تو شاید اس منظر کو دیکھ کر بے ہوش ہو جاتا ... چاندنی رات، چاروں طرف ویران پہاڑیاں بکھری ہوئی اور ایک نیم برہنہ خوش رنگ لمبے سیاہ بالوں والی دوشیزہ بڑی رغبت سے ایک انسانی بازو کو بھنبھوڑ رہی تھی۔
لیکن تھوڑی دیر کے بعد میں اس منظر کا عادی ہو گیا۔ اور پھر وہ شکم سیر ہو گئی۔ اب اس کے ہونٹوں پر ایک دوستانہ مسکراہٹ پھیل گئی اور وہ

اپنی نیلی سرخ زبان سے بار بار ہونٹ چاٹ رہی تھی۔ انسانی بازو میں اب ہڈی کے سوا اور کچھ نہیں رہ گیا تھا۔
"اس سے قبل میں نے اتنا گوشت کبھی نہیں کھایا" اُس نے کہا۔
"ہوں۔ شاید ہی نہیں ہو گا"
"ہاں۔ وہ مجھ سے چھین لیتے ہیں"
"اب کیا کرو گی ... واپس جاؤ گی؟"
"ہاں" اُس نے سکون سے جواب دیا۔ اور میں نے صرف ایک لمحے کے لئے سوچا ... جو کچھ سوچ کر میں اُسے یہاں تک لایا تھا اس پر عمل کر بیٹھتا تھا۔ اور ان وحشیوں کے ساتھ کسی طویل رفاقت کا خواہ اپنی حماقت یا بزدلی کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔ اور تم جانتے ہو کہ میں احمق یا بزدل نہیں تھا۔ میں نے لڑکی کو جھپٹ کر گلے سے لگا لیا۔
ایک لمحے کے لئے وہ حیران رہ گئی ... اور پھر خوف سے چیخنے لگی اور جدوجہد کرنے لگی۔ اُس نے اپنے نوکیلے ناخنوں سے مجھے نوچنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہی۔ اُس کی آنکھوں سے بے پناہ حیرانی جھلک رہی تھی۔ لیکن پھر میری حرکات نے اُسے کچھ سکون بخشا اور آہستہ آہستہ وہ معتدل ہونے لگی۔ اب اُس کی آنکھوں میں حیرانی تھی جیسے وہ اپنی زندگی کے انوکھے اور انوکھے تجربے سے دوچار ہو رہی ہو اور پھر اُن آنکھوں سے خمار جھلکنے لگا ... اور پھر وہ نشے میں ڈوب گئیں ... پھر [illegible] آواز میں [illegible] اور وہ دوشیزگی کی حیا تھی۔ گویا ان حالات میں وہ ایک عام دوشیزہ تھی۔
وہ مسکرانے لگی۔ میں بھی اب اُس کی وحشت بھول گیا تھا اور دلچسپ نگاہوں سے اُس کی کیفیت کا جائزہ لے رہا تھا۔
"گوا ..." میں نے اُسے مخاطب کیا۔
"سنو ..." اُس کے لہجے سے محبت کی شیرینی ٹپک رہی تھی۔
"کیا تم مجھ سے خوفزدہ ہو گئی تھیں؟"
"ہاں"
"کیوں ... کیا سوچا تھا تم نے؟"
"ایک ڈرانے والی بات" اسے بات کرنا بھی آ گیا تھا۔
"مجھے بتاؤ"

"میرا خیال تھا تم مجھے کچھ کھلا کر شکار کرنا چاہتے ہو۔ اب تم مجھے ہلاک کر دو گے اور اس کے بعد مجھے تو کا کے بارے میں بتا دو گے۔ کسی کو میرے بارے میں پتہ نہیں چلے گا اور تم آرام سے مجھے کھا جاؤ گے۔" اس نے جواب دیا اور مجھے ہنسی آ گئی۔

"تو تم اس لئے چیخ رہی تھیں؟"

"ہاں۔"

"اور اب؟"

"اب تو۔۔۔ اب تو نہ جانے کیا ہو گیا ہے۔ نہ جانے کیا ہو گیا ہے۔"

تب مجھے بہت اچھے لگنے لگے۔ جو تاساری کی رات کی کہانیاں میں نے سنی تھیں اور ان کہانیوں میں جو کچھ ہوتا ہے مجھے سب کچھ وہی لگ رہا ہے۔"

"ہوں۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "تو اب تم خوفزدہ تو نہیں ہو؟"

"نہیں۔"

"وہ اچھا اس نے تمہیں میرے بارے میں کیا بتایا تھا؟"

"کچھ نہیں۔ بس یہی کہ تم سو رہے ہو۔ وہ تو خود تمہیں شکار کرنا چاہتی تھی لیکن پھر وہ مجبور ہو گئی تھی اور اس نے تمہیں … لیکن تم نے ان دونوں کو ٹھیک کر دیا۔"

"وہ کافی معلومات رکھتی تھیں۔" میں نے کہا۔

"ہاں۔" وہ مسکرا دی۔۔۔ اور پھر میں نے دوبارہ اسے آغوش میں لے لیا۔

پھر صبح کی روشنی پھوٹی تب ہی وہ جانے کے لئے تیار ہوئی۔ وحشی دوشیزہ … نظر آرہی تھی۔ ان جذبات کے اظہار کے لئے اس کے پاس الفاظ نہیں تھے جو اس کے سینے میں موجزن تھے … وہ جنگل میں … ہو گئی۔۔۔ کئی بار اس نے مڑ مڑ کر مجھے دیکھا تھا۔

میں بھی اس سے کوئی وعدہ نہیں لینا چاہتا تھا اور پھر میں تو کا کے غار میں واپس پہنچ گیا۔۔۔ تھوڑی دیر سوچتا رہا اور پھر ایک جگہ لیٹ کر آنکھیں بند کر لیں۔ مجھ پر غنودگی طاری ہو گئی تھی۔

دن کا نہ جانے کون سا پہر تھا کہ میری آنکھ کھل گئی۔ میرے بدن پر ضربیں پڑ رہی تھیں اور شاید اسی وجہ سے میری آنکھ کھلی تھی۔ میں نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو تو کا غصے کے عالم میں میرے سینے پر … مار رہا تھا اور ساتھ ہی ساتھ چیختا بھی جا رہا تھا۔

مجھے تعجب ہوا جس طرح وہ اچھل اچھل کر میرے اوپر … رہا تھا اس پر مجھے غصہ آ گیا۔ اور پھر میں نے لیٹے لیٹے ہی اس کی ایک ٹانگ پکڑ کر گھسیٹ لی تو تو کا کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی تھی۔ وہ بری طرح گرا تھا۔

تب میں نے اٹھ کر اسے اوپر اٹھا لیا۔ تو کا کی جوان … میرے سینے سے نکل رہی تھی۔ حالانکہ وہ کافی جدوجہد کر رہا تھا اور پھر میں نے ایک

نعرہ دار … نے اس کے حواس بحال کئے۔ اس … نے اس کی آنکھیں کھول دی تھیں اور اسے صورت حال کی نزاکت کا احساس دلا دیا تھا۔

"کیا ہاتھی کا گوشت پاگل کر دیتا ہے؟" میں نے … پوچھا۔

"کیا بکواس کر رہے ہو؟" وہ غرایا۔

"تم کیوں پاگل ہو گئے ہو؟" میں نے پوچھا۔

"مجھے شدید غصہ آرہا ہے۔" اس نے کہا۔

"کس پر؟"

"تم پر … سب پر۔" وہ بولا اور میں اسے گھورنے لگا۔

"اگر میں تمہارے … سر پر ایک گھونسہ رسید کر دوں تو اس سے غصہ اور بھیجا دونوں … باہر نکل پڑیں گے۔ اس لئے حواس میں آ جاؤ ورنہ ......"

وہ مجھے تیز نگاہوں سے گھورنے لگا پھر بولا "مجھے چھوڑ دو ورنہ۔۔۔"

"ورنہ کیا؟" میں نے مسکرا کر پوچھا۔

"کچھ نہیں۔ بس چھوڑ دو۔"

"تم ہی وہ تو تھے جو میرے اوپر … آزاد کر گئے جن کے ذریعے تم نے ان لوگوں کو بے وقوف بنا رکھا ہے۔"

"وہ خود بے وقوف ہیں۔ میں نے نہیں بنا رکھا۔ مگر تم مجھے چھوڑ دو تو سہی۔"

"پہلے تم یہ بتاؤ کہ تمہیں غصہ کیوں آرہا تھا؟"

"میں کچھ نہیں بتاؤں گا تمہیں۔" اس نے کہا اور میں نے اس کے بدن پر دباؤ اتنا شدید کر دیا کہ … جہاں تک اس کی قوت برداشت ساتھ دیتی رہی وہ خاموش رہا۔ پھر کراہ کے انداز میں چیخ پڑا۔

"چھوڑ دو … تم … میں مر جاؤں گا … مر جاؤں گا … کالی دیوی کے سامنے … چھوڑ دے مجھے۔ تجھے پاپی کرنے والے … دیں۔"

"جیسے بھی ہو … میں اسی طرح تمہاری پسلیاں توڑ دوں گا۔"

"ورنہ بتاؤ … چھوڑ دے مجھے۔"

"جب تک اپنے غصے کے بارے میں نہیں بتاؤ گے نہیں چھوڑوں گا۔"

"کیسے بتاؤں۔ مر تو جا رہا ہوں۔ تو مجھے چھوڑ دے وعدہ کرتا ہوں بتا دوں گا۔"

"ہاں۔ اب ٹھیک ہے۔ چلو بتاؤ۔ ورنہ اس بار نہیں چھوڑوں گا۔ … کی طرح … تو ہے بلکہ شاید اس سے بھی زیادہ …"

"ورنہ … ورنہ۔۔۔" وہ گہری سانس لے کر رہ گیا۔

"ورنہ کیا؟" میں نے پوچھا۔

"بستی والوں کو میں نے اپنی قوت سے زیر کیا ہے۔ بستی کا سب سے قوی ہیکل جوان بھی میرا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ میں نے ایک ایک کو آزمایا۔ میں نے بستی کے طاقتور جوانوں کو دعوت دی کہ مجھے ہلاک کر دیں اور میرا گوشت کھائیں۔ لیکن پھر جوانوں کو میں نے ہی انہیں کھا لیا۔ یوں اپنی طاقت پر نازاں کئی جوان میرے پیٹ میں پہنچ گئے لیکن ۔۔۔ لیکن تم۔ تم سنگھانا سے زیادہ طاقتور ہو۔"

"مگر تم نے اپنے غصے کی وجہ نہیں بتائی؟"

"اب تو بیکار ہے ۔۔۔ اب تو سب بیکار ہے۔"

"کیا مطلب ہے؟" میں نے دونوں ہاتھ پھیلائے اور وہ ایک دم پیچھے سرک گیا۔

"نہیں نہیں، تم نہیں سمجھے ۔۔۔ میرا مطلب ہے اب تو غصہ بیکار ہے۔ دوسری صورت میں بھی میں تم پر قابو نہیں پا سکتا تھا بلکہ ممکن ہے تم ہی مجھے شکار کر لیتے۔"

"میری سمجھ میں اب بھی نہیں آیا۔" میں نے غراتے ہوئے کہا۔

"او ہو تم کیا سمجھے ہو، کیا میں نے تمہیں اس لئے لا کر یہاں رکھا تھا کہ تمہاری عبادت کروں، تمہیں کھلاؤں پلاؤں اور پالوں۔" توفا نے سمجھاتے ہوئے انداز میں کہا۔

"پھر کس لئے لائے تھے میری جان؟"

"بستی کے لوگ تم سے خوفزدہ تھے، وہ کبھی تمہارا شکار نہ کر سکتے لیکن میں تم سے خوفزدہ نہیں تھا۔ میں نے تمہیں کھانے کا ارادہ کیا تھا۔ میں نے سوچا تھا کہ چند روز تمہیں آرام سے رکھوں گا اور اس کے بعد کسی رات خاموشی سے آہ ۔۔۔ آہ ۔۔۔" اس نے حسرت انداز میں کہا۔

"خوب، مگر اب کیا ہو گیا ہے توفا؟"

"بستی کے بڑوں نے جلد بازی کی۔ انہوں نے شاہ کاروسنگھانا کی موت کا پیغام بھجوا دیا اور پوری تفصیل بھی پہنچا دی۔"

"او ہو۔" میں نے گہری سانس لی۔ "تمہیں کیسے معلوم؟"

"انہیں سے خبر ملی ہے۔ انہوں نے دن سے پہلے ہی لوگوں کو پہاڑوں کی ملکہ کی طرف دوڑا دیا ہے اور اب گھوڑے آتے ہی ہوں گے اور تمہارے وہ سپاہی تمہیں ملکہ کے پاس لے جائیں گے اور پھر تم اس کی ملکیت ہو گے۔ وہ تمہارے ساتھ اپنی مرضی کے مطابق سلوک کرے گی۔"

"اور اگر اس کے آدمیوں کے پہنچنے سے قبل تم نے مجھے کھا لیا تو؟"

"تو اس کے آدمی میرا پیٹ چاک کر کے تمہیں نکال لیں گے اور پھر میری بوٹیاں تقسیم کر دیں گے۔" توفا نے جواب دیا اور مجھے ہنسی آ گئی۔

"اب تو مجبوری ہے۔" میں نے کہا۔

"ویسے بھی مجبوری تھی۔ تم مجھ سے زیادہ طاقتور ہو اور میرا خیال ہے کہ ایک وار میں تم ہلاک بھی نہیں ہو سکتے تھے۔"

"یہ بھی ٹھیک ہے لیکن میرے دوست توفا، اب میں نے بھی ایک ارادہ کر لیا ہے۔"

"میں؟" توفا مجھے گھورنے لگا۔

"مجھے شکار کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہیں ختم کر کے رکھ لوں گا۔ دو تین دن چل جاؤ گے۔ اس کے بعد دیکھا جائے گا۔"

"اوہ ۔۔۔ وہ ۔۔۔" توفا کے چہرے پر سرخی سی چھا گئی۔ اس نے خوفزدہ نگاہوں سے مجھے دیکھا اور بے چین ہو کر پیچھے ہٹنے لگا۔ "مم ۔۔۔ میرا خیال ہے ابھی تمہیں اس کی ضرورت نہیں ہے ۔۔۔ ابھی تو ۔۔۔ ابھی تو ۔۔۔"

اپنی دانست میں اس نے مجھے دھوکہ دیا تھا لیکن میرے حلق سے بے شمار قہقہے پھوٹ پڑے۔ توفا اچھل کر بھاگا تھا اور اس رفتار سے بھاگا تھا کہ حیرت ہوتی تھی۔ میں نے باہر نکل کر دیکھا۔ وہ بہت دور ایک نقطے کی شکل میں نظر آ رہا تھا۔

میں دیر تک ہنستا رہا۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد میں اندر واپس آ گیا۔ اگر توفا خوفزدہ ہو گیا ہے تو دوبارہ ادھر کا رخ نہیں کرے گا اور مجھے تنہا ہی یہاں رہنا ہو گا۔ شاہ کو کے ہرکاروں کا انتظار کرنا ہی ہو گا مجھے۔ لیکن شکار کی ضرورت تھی۔ کچھ کھانے کو دل چاہ رہا تھا۔ چنانچہ میں شکار کی تلاش میں چل پڑا اور بستی کے لوگوں کی نگاہوں سے بچتا ہوا جنگلوں میں نکل گیا۔ اور یہاں شکار کی کوئی کمی نہیں تھی اور نہ ہی اس علاقے کے جانوروں کو مجھ جیسے انوکھے شکاری سے واسطہ پڑا ہو گا۔ چنانچہ ایک خوبصورت پہاڑی بکرا میں نے شکار کیا اور پھر میں نے اس کی کھال کھینچ لی۔ پھر گوشت کا ایک گٹھر بنایا اور واپس توفا کے غار کی طرف چل پڑا۔ اب یہاں صرف میری حکمرانی تھی۔

چنانچہ اس بدبودار غار کے بجائے میں نے ایک کھلی جگہ منتخب کی۔ کھال اتارے ہوئے بکرے کو میں نے ایک چٹان پر رکھ دیا اور چقماق سے آگ روشن کرنے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد آگ کے شعلے بلند ہونے لگے اور پھر میں نے بکرے کو اس آگ میں لٹکا دیا۔

گوشت بھننے کی خوشبو دور دور تک پھیل رہی تھی۔ میں آگ سے کچھ فاصلے پر ایک چٹان سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ رات ہو گئی تھی۔ چاروں طرف تاریکی پھیل رہی تھی۔ پھر مجھے کسی کے قدموں کی آہٹ سنائی دی اور میں چونک پڑا۔

توفا پھر یہاں آنے کی جرأت کس طرح کر سکتا تھا، لیکن پھر میں نے اس کو دیکھ لیا ۔۔۔ پچھلی رات والی لڑکی جو آگ کو خوفزدہ نگاہوں سے دیکھتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی۔ میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ کیا اسے بھی یہاں آنا تھا؟ گوشت کے لئے یہ ۔۔۔

"ہلو ۔۔۔" میں نے آواز دی اور وہ اچھل پڑی۔ پھر اس نے میری طرف دیکھا اور تیزی سے میرے نزدیک پہنچ گئی۔

"اوہ ۔۔۔ سوبو ۔۔۔" اس نے میرے نزدیک آ کر کہا۔ اس کے لہجے میں پیار تھا۔

"کچھ چاہئے گوا؟" میں نے پوچھا۔

"نہیں سو وہ — میں تیری ہی تلاش میں آئی تھی۔"

"کیوں؟"

"میں — میں آج بھی تیرے پاس رہوں گی۔ میں پہلے بھی تیرے پاس آنا چاہتی تھی لیکن تو ڈرنے لگتا ہے۔ اب تو کافی [illegible] آرام کر رہا ہے۔ میں نے اسے دیکھا تو تیزی سے دوڑتی ہوئی یہاں چلی آئی" گوما نے جواب دیا۔

"تب آ بیٹھ جا —" میں نے اسے کھینچ کر قریب بٹھا لیا۔ گوما کے اس وقت آنے سے مجھے کافی خوشی ہوئی تھی ورنہ تنہا وقت کاٹنا [illegible] تھا۔ گوما بیٹھ گئی لیکن وہ اب بھی آگ کی طرف سہمی ہوئی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی اور کافی اچھی لگ رہی تھی۔

"یہ — یہ —" اس نے آگ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"آگ ہے۔ یہ میں جانتا ہوں تم لوگ اس سے ڈرتے ہو۔"

"ہاں یہ — یہ [illegible] کی دوست ہے۔"

"یہ میری بھی دوست ہے۔ میں اسے چھو سکتا ہوں، اس میں سو سکتا ہوں۔"

"مگر — یہ کیسی ہے؟ [illegible] کتنی خوش گوار۔"

"آج تم نے کچھ کھایا؟" میں نے پوچھا۔

"نہیں۔ [illegible] کل تو گوما کچھ لایا تھا۔ اب تو وہ ختم ہو گیا ہوگا۔ اگر ہوتا بھی تو میں اس کے لئے نہیں آئی تھی۔"

"کوئی بات نہیں [illegible]" [illegible]

[illegible]

[illegible]

"تو گوما سے کھاؤ۔"

"یہ — یہ کیا ہے؟" اس نے پوچھا۔

"شکار۔"

"لیکن یہ — آگ میں؟"

"شکار تو دیکھو گوما — بعد میں بات کرنا۔" میں نے کہا اور گوما نے [illegible] گرم گوشت کو دانتوں سے [illegible] اس کی آنکھوں میں پسندیدگی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

پھر اس نے پوری ران صاف کر دی۔ "اور دو —" میں نے کہا اور وہ [illegible] پھر اس نے گوشت کا ایک

[illegible] اور تھوڑی دیر میں ہم دونوں مل کر [illegible] کر گئے۔ گوما کا پیٹ بھی خوب بھر گیا تھا۔

"کیسا شکار تھا گوما؟" میں نے پوچھا۔

"میں نے اس سے قبل نہیں کھایا اور کسی نے نہیں کھایا ہوگا۔"

"تمہیں پسند آیا؟"

"بہت۔"

"جب تک میں یہاں ہوں — تم روز آیا کرو۔ میں تمہارے لئے شکار تیار رکھوں گا۔"

"تو — تم چلے بھی جاؤ گے؟"

"ہاں۔ سنا ہے تمہاری بستی کے لوگ شاہوا کو میرے بارے میں اطلاع دینے گئے ہیں۔"

"اوہ ہاں۔ وہ گئے ہیں۔"

"تو پھر ظاہر ہے شاہوا اپنے آدمیوں کو مجھے گرفتار کرنے کے لئے بھیجے گا۔"

"ہاں۔ اور وہ تمہیں لے جائیں گے۔" گوما پریشانی سے بولی۔

"تم نہیں چاہتیں کہ وہ مجھے لے جائیں؟"

"نہیں۔"

"لیکن میں کر بھی کیا سکتا ہوں۔"

"تم — تم جنگلوں میں چھپ جاؤ۔ [illegible] چلے جاؤ۔ وہاں شاہوا کے آدمی نہیں جا سکیں گے۔ لیکن تم جنگل کی خوفناک بلاؤں سے تو بچ سکتے ہو نا؟"

[illegible]

"میں اب جاؤں؟" اس نے پوچھا۔

"جاؤ لیکن [illegible]"

"ہاں۔"

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

"کیا بات ہے؟" اس نے [illegible] پوچھا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

"ابھی تھوڑی دیر میں تمہاری زبان ہمیشہ کے لیے خاموش ہو جائے گی۔" اس شخص نے مجھے گھورتے ہوئے کہا۔

"اور کیا واقعی ہو سکتا ہے؟" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"دیکھو کہ صرف تھوڑی دیر باقی ہے سوچ لو کہ پل بھر میں تمہاری موت کا پیغام سنا دیا جائے گا۔"

"بہت ٹھیک ہے لیکن کیا تمہارے آقا کو اس کا علم ہے؟"

"اور کس کی مجال ہے کہ کسی کی موت کا حکم دے سکے۔"

"تب ٹھیک ہے لیکن میرے ساتھ تم لوگ ایسا کیوں کر رہے ہو؟"

"اس لیے کہ تم ملک دشمن ہو اور اس کے علاوہ نافرمان اور گستاخ بھی۔"

"لیکن نافرمان کیوں؟"

"تم نے ملکہ کی قدر نہیں کی اور اس کی بادشاہت سے انکار کیا۔"

"تم یہاں کے شہریوں کو [illegible] تھا کیا خوب تھا [illegible] [illegible] اور تھوڑی دیر کے بعد [illegible] [illegible] ایسی ہی تقسیم کریں گے [illegible] [illegible] ایک ذرا دیر بھی نہیں کر سکتے ہو؟"

"ہم ملکہ کے خلاف سے بات کرنا نہیں چاہتے۔" اس نے جواب دیا۔

"اس نافرمانی کو کیسے برداشت کیا جائے گا؟"

"ٹھیک ہے ایسے لوگ ہوں گے [illegible] کوئی نقصان نہیں [illegible] دشمنوں میں سے ایک شخص [illegible] کیا [illegible] کہ تم کیا چاہتے ہو؟"

"تھوڑی سی گفتگو کرنے کا خواہشمند ہوں۔"

مگر وہ بوڑھا شخص نے اس سے کہا۔

"تمہاری گفتگو کا وقت نہیں ہے۔"

"وہ تو کچھ بھی ہے بتاؤ مطلب ہے۔"

"وہ تو ٹھیک ہے میں ویسے ہی پوچھ رہا ہوں۔"

"ہاں وہ تم سے نہیں سب سے پہلے [illegible] [illegible] پانی کے دوسری طرف سے کچھ لوگ نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] لے اس کو دیا اور اس کی پرورش کی اور اب وہ ہماری ملکہ ہے اور ہم اس کے غلام۔"

"تب اس وقت وہ کتنی بڑی تھی؟"

"بہت چھوٹی [illegible] اس نے ہاتھ سے بتایا۔

"اور تب ٹھیک ہے کیا وہ گوشت کھاتی ہے میرا مطلب ہے انسانی گوشت؟"

"کیوں نہیں؟"

"وہ کوئی خوبصورت لیکن عجیب ہے بہرحال اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔" میں نے گہری سانس لے کر کہا۔

"اور کچھ پوچھنا چاہتے ہو؟"

"نہیں اس بات کی ضرورت کچھ بھی نہیں ہے۔ ہاں اب اگر تم چاہو تو تم میری معلومات کے لیے کچھ دور تک ساتھ چلو۔" میں نے کہا۔

"کیا مطلب؟"

"کیا ملکہ نے مجھے ہلاک کرنے کا حکم دیا ہے؟"

"ہاں بہرحال تم سلطنت کے خلاف اور گستاخ ہو ملکہ نے تمہارے [illegible] ہلاک کرنے کے احکامات جاری کیے ہیں اور ہم یہاں پہنچ گئے۔"

"لیکن تمہاری ملکہ مجھے قتل نہیں کر سکے گی۔"

"کیوں؟"

"بس میں نے تمہیں بتا دیا ہے۔ اس کی کوشش اس کے لیے نقصان دہ ہوگی۔"

"یہ تمہاری خوش فہمی ہے۔" اس شخص نے کہا۔

"تمہارا نام کیا ہے؟"

"کالان۔" اس نے جواب دیا۔

"مجھے قتل کرنے اور [illegible] شریک ہونا کالان [illegible] [illegible] نہیں ہے۔ [illegible] دوسری صورت میں تم بھی میرے ہاتھوں سے مرنے والوں میں شامل ہو جاؤ گے۔"

"وہ تمہیں خود پر بہت غرور ہے لیکن بہت جلد تمہارا یہ غرور ٹوٹ جائے گا کسی کی مجال ہے کہ ملکہ کا [illegible] [illegible] ہونے کے بعد زندہ بچ سکے۔"

"خیر میں نے دوستی کے جواب میں تمہیں پیشکش کی ہے۔ باقی تمہاری مرضی۔" میں نے جواب دیا اور خاموش ہو گیا۔

اس وقت ہم اس پہاڑی پر پہنچ چکے تھے جہاں سب سے بہت سے لوگ [illegible] [illegible] یہاں بھی کے اوپر [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ..... جلد ہی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

جس جگہ مجھے لے جایا گیا وہ پہاڑی تھی۔ ایک پہاڑ کا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] تھے، تماشائی بن گئے تھے...

مجھے اس درمیانی جگہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] تھے...

"وہ [illegible] [illegible]" میں نے ایک گہری سانس لے کر سوچا لیکن کیا ان کھیلوں کو دیکھے بغیر نہیں رہ سکے گا۔

سورج ابھی نہیں نکلا تھا میں اوپر دیکھنے لگا جہاں پر نے شور کی

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ...

"کرشنا ہو اور [illegible] میں [illegible]" میں نے کہا۔

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

"کرشنا ہو اور [illegible] [illegible] [illegible]"

چند ساعت تک خاموشی رہی پھر اس نے سوال کیا "اس کے لیے تم کو کیا قربانی دینا ہوگی؟"

"میں نے یہ سوال ایک سے کیا تھا۔"

"یہ ملکہ کے حکم سے جواب دے رہا ہوں۔"

"پھر اب میرے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا؟"

"ملکہ کی نافرمانی کی سزا دی جائے گی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]"

[illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

داخل ہوئے اور دوسری طرف نکل گئے۔

جب کچھ دیر ہو چکی تو [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] دشمنوں کے حلق سے [illegible] چیخیں نکلیں اور وہ ساکت ہو گئے۔ بالکل خاموشی چھا گئی تھی۔

"کرشنا ہو اور اب میرے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کوشش کرو [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]" میں نے چیخ کر کہا۔

[illegible] ...

اور اب ستر واشمن میرے سامنے پڑی تھیں اور میدان خالی ہو گیا تھا... تب ملکہ اور اس کی [illegible] [illegible] [illegible] تھے۔

"کرشنا ہو [illegible]

[illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اس وقت ...

چنانچہ میں پہاڑی کی بلندی طے کرنے لگا جس کے اندر وہ جگہ بنی ہوئی تھی۔ اب سورج پوری طرح نکل آیا تھا اور جس وقت میں اوپر پہنچا تو [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

دیکھ رہے تھے۔

سرمئی نے دور دراز کو [illegible] اور

"اب تیرا کیا ارادہ ہے شہزادو اور بستی کے لوگ تیری دشمنی پر تلے بیٹھے ہیں اور [illegible]"

"اس میں کیا کر سکتا ہوں سوائے اس کے آرام سے لوگوں کو قتل عام کروں۔"

اور [illegible] لوگوں کے دل دہل گئے۔ [illegible] اس وقت وہ [illegible] اور جاگ گئے اس طرح سر پر پاؤں رکھ کر [illegible] میں نے [illegible] لیکن [illegible] نے بھی کرنا مناسب نہیں سمجھا اور پھر [illegible] ان لاشوں کے بیچ میں [illegible] بھی شامل تھیں۔

تب میں نے ان واقعات کے بارے میں سوچا اور اب کیا کرنا چاہیے [illegible] مجھے [illegible] کا فیصلہ تو اس کی [illegible] میں نے سوچا اور پھر [illegible] لیکن وہ خوبصورت عورت اچھی تھی اور مجھے پسند تھی۔

تو پروفیسر [illegible] اور بستی کے علاوہ میں کہاں جاتا [illegible] مجھے دیکھا [illegible] جان نکلی [illegible] سامنے [illegible] اور تنہا ——

[illegible] میں اس کے قریب پہنچ گیا۔

میرے [illegible] اس کے چہرے کا رنگ [illegible] گیا۔

"اے عظیم طاقت [illegible] اور جن آپ نے [illegible] کیا تھا، لیکن [illegible] معاف کر دیجیے؟"

"لڑکی کہاں ہے؟"

"وہ پوشیدہ ہے اور [illegible] نہیں پاتی۔"

"لیکن میں نے اس سے کہا تھا۔"

"تیرے [illegible] تسلیم نہیں کرتے اس نے ابھی نہیں کیا۔"

"تو کیا اب وہ [illegible] بھی نہیں ہے؟"

"وہ [illegible] کی طلب گار ہے۔"

"اسے میرے سامنے [illegible] بستی کے لوگ میرے [illegible] نہیں سکیں گے۔" میں بولا۔ وہ شخص [illegible] چلا گیا۔

"لیکن اس وقت [illegible] جب [illegible] گفتگو کروں [illegible] کرے گا؟"

"کب تک جواب دو گے؟" میں نے پوچھا۔

"بہت جلد یقیناً بہت جلد۔" اس نے کہا۔

"میں انتظار کروں گا۔ [illegible] پر جہاں تم نے میری قتل گاہ بنائی تھی لیکن [illegible] وقت نہیں [illegible] پھر میں تمہاری بستی کو تاراج کر دوں گا۔" میں نے کہا اور اس شخص نے گردن ہلا دی۔ پھر اس نے نہایت عاجزی سے کہا۔

"ایک اور [illegible] چاہتا ہوں عظیم ہرو۔"

"ہاں کہو۔ [illegible] لڑکی [illegible] تھے اور [illegible] پہنچانے کے [illegible] کیے جاتے ہیں؟"

"کیا تھا۔" اس نے گردن جھکا کر جواب دیا۔

"پھر دوسری [illegible] کیا چاہتے ہو؟"

"مجھے اور میرے ساتھ چند لوگوں کو [illegible] کی اجازت دے [illegible]"

"اور وہ تم لوگ [illegible] کھاؤ گے؟"

"ہاں [illegible] یہی [illegible] ہے۔"

"دوست دشمن سب کو [illegible] کھا جاتے ہو؟"

"ہاں دشمن کے لئے اس سے [illegible] ہے [illegible] اور دوست [illegible] بھی [illegible] جشن کے لئے [illegible] ہیں۔"

"مجھے [illegible] دشمنوں کے [illegible] محبت کا [illegible] دشمنوں سے نفرت کا تقاضا۔"

"تو کیا حکم ہے عظیم ہرو؟"

"ٹھیک ہے تم ان لاشوں کو [illegible] دوست ہے [illegible] دشمن [illegible] اس لئے تم ان [illegible] اور [illegible] انتظام کرو۔"

"لیکن [illegible] تیری غذا؟"

"تم اس کی پرواہ مت کرو۔ میں [illegible] رہنا چاہتا ہوں۔" میں نے جواب دیا۔

"جو تیرا حکم۔" اس نے گردن جھکا کر کہا۔ [illegible] لیکن [illegible] پہاڑوں میں [illegible]

"ٹھیک ہے [illegible] میں پہاڑوں میں [illegible]"

[illegible] میں نے [illegible] اس علاقے کی [illegible] بستی [illegible] اور پھر [illegible] پہاڑوں [illegible] نکل گیا جہاں [illegible] نہیں تھی۔

یہ علاقہ بھی [illegible] تھا سب کچھ [illegible] تھا یہاں چٹانوں کے [illegible]

جانب [illegible] جنگل اور ایک بہت بڑی [illegible] جھیل نظر آ رہی تھی۔ جھیل پر بے شمار پرندے [illegible] تھے اور [illegible] دلچسپ [illegible] ہو گیا۔

پھر [illegible] ایک [illegible] مشغلہ تھا میں نے [illegible] کر رہا۔

اور پھر [illegible] ایک [illegible] نہیں [illegible] گا۔

[illegible] جھیل کے کنارے بیٹھا [illegible] اور چاروں [illegible] میں نے [illegible] کے بارے میں سوچا۔ اب [illegible] کیا [illegible] چاہیے [illegible] خود [illegible] ہو گئی۔

لیکن پروفیسر [illegible] شکست [illegible] اپنے [illegible] کر رہے ہیں [illegible] شکست [illegible] ادھر آئے گا [illegible] ہے۔

"[illegible] تمہارا [illegible] ہے؟" پروفیسر نے [illegible] میں۔

[illegible] دیا۔

"[illegible] دشمن [illegible] ہے۔ لیکن [illegible] سے میں نے [illegible] اس وقت [illegible] تسلیم کر لیا۔"

"ایک بات [illegible]" فروزاں بول پڑی۔

"ضرور پوچھو۔"

"[illegible] زندگی کی [illegible] ہے جس نے اپنے [illegible] دشمنوں کی [illegible] تمہارے [illegible] شکست [illegible] ہے۔"

[illegible] میری [illegible] کی ہے۔ لیکن [illegible] ایک پوشیدہ [illegible] تھی۔"

"[illegible] نہیں [illegible] کیا ہو؟"

"[illegible] بات [illegible] پیدا [illegible] ہو گے [illegible] ہو۔"

"[illegible] تمہاری [illegible] شکست [illegible] ہو؟"

"نہیں [illegible] نہیں [illegible] کی عورت

چاہتا ہوں [illegible] میرے قدموں پر آ گرے گی۔"

"تمہارے [illegible] کی خواہش نہیں رہی گی؟"

"ہاں میں تو [illegible] کا پیاسا ہوں۔"

"پھر فروزاں نے پروفیسر خاور [illegible] کی طرف دیکھا اور بولی [illegible] کی تھی۔

"کیا بات ہے بیٹے؟"

"کیوں نہ ہم تھوڑی دیر آرام کریں۔"

"کیا تم اس [illegible] ہو؟"

"ہاں۔" فروزاں نے جواب دیا۔

"اوہ فروزاں بیٹے [illegible] ہو جائے تو اس کے بعد [illegible] آرام کریں گے۔" پروفیسر خاور نے کہا۔

"نہیں پروفیسر [illegible] آرام کی [illegible] تو انہیں آرام ضرور کرنا چاہیے [illegible] چاہتا ہوں۔"

"اچھا۔" پروفیسر خاور نے [illegible] آرام کرنے کے لئے اٹھ گئے [illegible] پروفیسر خاور [illegible] آرام کرنے کے لئے [illegible] تھیں [illegible] فروزاں [illegible] خاموش [illegible] تھیں [illegible] لیکن خیالات کے [illegible] دونوں ہی [illegible] تھیں۔

بالآخر فروزاں [illegible] خاموشی [illegible] اور اس نے [illegible] کیا [illegible] آپ سو گئیں؟"

"نہیں۔"

"کچھ باتیں کریں؟"

"نیند نہیں آ رہی؟"

"نہیں۔"

"تو باتیں کرو۔"

"میں آپ کی اس [illegible] کی [illegible] جاننا چاہتی ہوں۔"

"کیسی [illegible]؟"

"جو آپ نے اس کی کہانی میں کی؟"

"فروزاں [illegible] کیا تم نے اس کی کہانیوں سے کوئی خاص [illegible] نہیں کیا؟"

"خاص [illegible]؟"

"ہاں۔"

"[illegible] اشارہ کس طرف ہے [illegible] اندازہ نہیں لگا سکی۔"

"[illegible] تمام کہانیوں میں اس نے عورت [illegible] اور [illegible] دوسرے [illegible] عورت کا تقدس نہیں ہے۔"

"اوہ۔" فروزاں نے آہستہ سے کہا [illegible] کچھ سوچنے لگی [illegible]

مرد آواز سے دیکھنے لگی۔

"کیا تم نے محسوس کیا ہے؟"

"ہاں ۔ باجی" فرزانہ آہستہ سے بولی۔

"کیا عورت آتی کیا پسند ہے؟"

"ہرگز نہیں باجی"

"تم مجھے خلوص دل سے ایک بات بتاؤ گی فرزانہ؟"

"ضرور باجی"

[illegible]

"میں آپ سے جھوٹ نہیں بولوں گی باجی"

"مجھے یقین ہے" فرزانہ نے کہا۔

[illegible]

"کیوں؟"

[illegible]

"کیا آئی؟"

[illegible]

"وہ کیا۔؟"

[illegible]

"کہاں ہو؟" میں نے پوچھا۔

[illegible]

"تب پھر وہ کیا ہے؟"

[illegible]

[illegible]

"کون ہو تم لوگ؟" میں نے پوچھا۔

[illegible]

صبح کی پہلی کرن نمودار ہوئی اور میں نے کشتی کو جانب [illegible] کیا جو [illegible] تھا
اور پھر میں نے [illegible] کشتی [illegible]
ذرا سی دیر میں [illegible] اور سورج [illegible] کشتی [illegible] جب پہلی [illegible]
کی جانب تھا اس نے [illegible] عرصے
پرواہ نہ کی [illegible]
گوشت کی [illegible] رہے اس موجود تھی۔

سورج ڈھلنے میں نے اس کے [illegible] سمندر کو
دیکھا [illegible] ایک [illegible] کشتی پر [illegible] نہیں تھے [illegible] چلے گئے
[illegible] حالانکہ [illegible] نہیں تھا لیکن [illegible]
چاہیے [illegible]
بیٹھے ہوئے تھے۔

اس کا حل یہی ہو سکتا تھا کہ اب اگر کوئی آبادی [illegible] جائے تو [illegible]
کیا جائے [illegible] اس سے زیادہ کوئی
آواز نہیں [illegible] مصیبت ہے [illegible]
[illegible]
[illegible]

سورج ڈوب گیا تھا اور تاریکی [illegible]
پر [illegible] تھا [illegible] اور کشتی [illegible]
جا رہا [illegible]

ان [illegible] کے بعد [illegible] عرصے تک [illegible] اور اس کے
[illegible]
[illegible]
[illegible] کرنا تھا [illegible] آہٹ سنائی دی۔

حساس کان [illegible] سنائی [illegible]
مجھے اندازہ بھی نہ ہو پایا۔

میں ایک دم سے [illegible] حیرت انگیز منظر دیکھا میری
کشتی پر [illegible] تھا [illegible] انسان [illegible] اور اس [illegible]
[illegible] گوشت کا [illegible] اور وہ [illegible] گوشت کے [illegible]
پھر [illegible]

پھر وہ [illegible] کی چاندنی میں میں نے دیکھا کہ وہ کوئی
عورت تھی [illegible] اس کے قریب پہنچ گیا [illegible]
اس کے ہاتھ میں گوشت کا ایک [illegible] اس کی شکل دیکھا [illegible] وہ ملکہ
شاہدہ تھی۔

ہاں۔ بہت ہی حیرت انگیز [illegible]
[illegible]
[illegible] نگاہوں کو [illegible] مجھے [illegible] حیرت

ہوئی تھی اور پروفیسر تم نہیں [illegible] زیادہ حیرت شاہدہ [illegible]
مجھے اس عورت کی [illegible] چند ساعت کے بعد جب میں حیرت کے سمندر
سے نکلا [illegible]

”عورت [illegible] تم [illegible] کس وقت آئیں؟“
[illegible] شاہدہ نے [illegible] ”جب تم [illegible]“
گوشت [illegible]
”لیکن تم اس وقت کہاں تھیں؟“
”[illegible]“
”[illegible]“
وہ ساحل [illegible]
”ہاں، وہ درختوں کا سلسلہ [illegible] شاہدہ نے سکون سے جواب دیا۔
”لیکن اب تم [illegible] ہو؟“
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

”[illegible] عورت [illegible]“
[illegible]
[illegible] حاصل کرنا چاہتی ہو؟“
”ہاں۔“
”لیکن [illegible] حاصل کر [illegible]
چاہتے۔“
”میں اب ملکہ نہیں ہوں۔ وہ لوگ اب میری زندگی کے [illegible]
[illegible]
”[illegible]“ میں نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔
”شاید ہاں [illegible]“
[illegible]
”ہوں [illegible] نے کہا اور پروفیسر [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] ایک مرد اور ایک عورت ہے۔ [illegible]
[illegible]
میں حاضر ہوں۔“
اور پروفیسر [illegible]
[illegible]
اور [illegible]
چلتا رہا، چلتا رہا۔

اس بار جو میں نے سوچا تو [illegible] آبادیوں کے
ہنگاموں میں شامل ہونے [illegible]
اور دور [illegible] ایک طویل عرصہ [illegible]
[illegible] سمندر [illegible] ستاروں سے دوستی
[illegible] کشتی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] آبادی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] سمندر سے
[illegible] سمندر
[illegible] آواز [illegible]
[illegible]
[illegible]

گویا مقصود [illegible] عورت [illegible]
[illegible] عورت [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] عورت [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] میری کشتی [illegible]
[illegible]

[illegible] ایک گہری سانس
[illegible] سمندری [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] عورت [illegible]
[illegible] سمندر [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

وہاں موجود تھا یا [illegible] ایک خیال آیا کہ کہیں میری
[illegible]
کسی عورت سے اس [illegible] کی جا سکتی تھی۔

پچھلی [illegible]
مناسب خیال کیا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
ایک کونے میں [illegible] گیا۔

نہ جانے کتنی دیر گزر گئی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

رات بہتی رہی [illegible] ستاروں [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
پر مجبور ہو گیا۔

شاہدہ [illegible]
[illegible]
[illegible]

”میں تیری خوشی سے اس کشتی پر نہیں آئی اور مجھے معلوم ہے
کہ تو میری آمد سے ناخوش ہے لیکن [illegible] مجھے

وحشت کرتا ہے جبکہ باہر کی ہوائیں تیز اور خشک ہیں اس لیے میں نہیں چاہتی کہ تم میری وجہ سے مزید تکلیف کا شکار ہو جاؤ۔ بہتر یہ ہے کہ میں باہر ہوں اور تم اندر جا کر آرام سے لیٹ جاؤ۔ میں ہواؤں کی نگرانی کروں گی اور اگر سمندر میں کسی خطرے کے آثار نظر آئے تو تمہیں اس سے آگاہ کر دوں گی۔"

دل تو چاہا کہ ہنس پڑوں۔ عورت کی ہمدردی بھی انوکھی ہوا کرتی تھی۔ گویا میں اسی کے سہارے تو سمندر پر آیا تھا اور تیز ہواؤں کو برداشت نہیں کر پا رہا تھا اور اب وہ مجھے آرام پہنچائے گی اور میرے لیے چوکیداری کرے گی۔ لیکن میں احسان نہیں اٹھا سکتا تھا۔ میں بیزاری آواز میں بولا۔

"میں یہاں ٹھیک ہوں۔ تم اندر جاؤ۔"

"اور میں سو پاؤں گی میں اچھی طرح جانتی ہوں ......"

"جو کچھ میں نے کہا ہے وہی کرو۔ میرے ذہن میں نفرت بھر آئے اور میں تمہیں اس کا شکار بناؤں۔" میں نے سخت لہجے میں اس کی بات کاٹ دی اور اس کی زبان بند ہو گئی۔ وہ اپنی جگہ کھڑی کی کھڑی رہ گئی۔ معصوم سی وہ ملکہ شبو اب جھجکی ہوئی تھی۔ میں نے اس عورت کی آنکھیں دیکھیں جن میں بڑا اسرار اور معصومیت بھی تھی۔ اس کی جس کو میں نے خوشی سے اعتراف کیا تھا۔ یہ وہ دوسری بات تھی کہ مجھے یہ اندازہ نہ ہوا کہ یوں جیسا کہ آدم خوروں کے بچے بچے اس کی پرستش کر رہے تھے اور اس کے احکامات کی پابندی کرتے تھے اور وہ ان کی حکمران تھی۔ لیکن اب اس کا طلسم ٹوٹ گیا تھا اور وہ اپنے دشمن کی مہمان تھی۔ بن بلائی مہمان۔ لیکن نہ جانے کیوں اس نے اس کشتی پر آنے کا فیصلہ کیا تھا۔ یہ بات تو وہی جانتی تھی مگر اس سے پوچھتا کون؟

پھر میں نے آگے دیکھا۔ اور جب بڑے شکستہ قدموں سے وہ دوسری کشتی کے سائبان کے نیچے چلی گئی اور اس کے بعد رات گھبرا رہی تھی۔ اور میں نے سوچا کہ یہ بھی اچھی بات ہے۔ وہ سمجھ تو رہی ہے کہ میں کیا چاہتا ہوں۔ اگر میں اسے لحاظ نہیں دوں گا تو مجھے پریشان بھی نہیں کرے گی اور میں ایک سائل سے تنہا رہوں گا۔ اور پھر ضمیر بھی سوچا میں نے کہ اگر کسی روز یا کسی رات عورت کی صحت بگڑ گئی تو اسے کوئی مقام بھی دینا پڑے گا۔

دن کی روشنی میں اس نے مجھ سے کوئی بات نہیں کی اور کشتی کے دوسرے کنارے پر خاموش بیٹھی رہی۔ کشتی ہموار ہواؤں کے دوش پر جا رہی تھی۔ اس لیے میں سائبان کے نیچے جا کر لیٹ گیا اور میری آنکھیں موند گئیں۔

پھر شام کی خنک ہواؤں نے ہی جگا دیا تھا۔ میں نے انگڑائی لی اور پھر مجھے شبو یاد آئی۔ دیکھنا چاہیے کہ ملکہ کیا کر رہی ہے۔ میں باہر نکل آیا۔ وہ کشتی کے کنارے کھڑی سمندر کی لہروں کو دیکھ رہی تھی۔ اب بھی اس کے چہرے سے جھلک رہی تھی۔ ایک لمحے کے لیے میں نے سوچا کہ تکلف کی دیوار ہٹا دوں لیکن اس میں کچھ لطف آ رہا تھا۔ اس لیے میں نے قدموں کی آواز پیدا کی اور حسب توقع اس نے چونک کر دیکھا اور پھر اپنی جگہ سے کھڑی ہو گئی۔ اس نے پیچھے ہٹتے ہوئے بڑے بڑے اور ہرے شال کے کھلے ہوئے ہونٹوں پر نگاہ دوڑائی لیکن کوشش کے باوجود کچھ بول نہیں سکی تھی۔

"سائبان میں چلی جاؤ اور پھر کھولی ہو۔" میں نے کہا۔

"مت .... تمہارے لئے ..." اس نے بچنے کی چیخ جیسی آواز میں کہا۔

"نہیں میں تمہارا محتاج نہیں ہوں۔" میں نے درشت لہجے میں جواب دیا اور وہ خاموش ہو گئی پھر گردن جھکائے ہوئے وہاں سے سائبان کے نیچے چلی گئی اور پھر ساری رات اس نے وہاں گزاری اور میں نے اختر شماری کی۔

یوں تیسرا دن بھی گزر گیا اور سمندر کے سفر کی چوتھی رات تھی۔ اس دوران میں نے ایک بار بھی نگاہ بھر کر اس کی طرف نہیں دیکھا تھا۔ حسب معمول دن میں سائبان کے نیچے رہا تھا اور رات کو وہ۔ دن کی جھلسا دینے والی دھوپ میں اس کا رنگ سنولا گیا تھا۔ بال بکھرے رہتے تھے اور ایک عجیب سی ویرانی اس کے چہرے سے جھلک رہی تھی۔ میں بالکل پرسکون تھا اور اس سے اجنبیت کے سلوک میں تبدیلی کی ضرورت محسوس نہیں کی تھی۔ یہ رات بھی دوسری راتوں کی مانند خوشگوار تھی۔ چاند کا سونا بکھر رہا تھا اور سمندر پر سنہری لکیریں بنی ہوئی تھیں۔ بادلوں کے سائے چاند کے چہرے کو کبھی ڈھک لیتے اور کبھی چھوڑ دیتے جیسے کسی دلہن نے شرما کر گردن جھکا لی ہو۔ لیکن دلہن کے چہرے سے گھونگھٹ اٹھتا اور حسن کی کرنیں بکھرنے لگتیں۔ بادل اور چاند کی یہ آنکھ مچولی کافی دلکش تھی اور میں اس میں بڑی دلچسپی لے رہا تھا کہ اچانک پانی میں کچھ چھپاکا سا ہوا اور میرا خیال بٹ گیا۔

شاید کوئی شارک پانی میں اچھلی تھی ممکن ہے وہ کشتی کے ساتھ ساتھ چل رہی ہو۔ میں نے مچھلی کی تلاش میں نگاہ دوڑائی۔ کشتی کے پچھلے حصے سے ... آئی تھی اور دفعتاً مجھے دو انسانی ہاتھ پانی سے ابھرتے نظر آئے اور میں چونک پڑا۔

سوچنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا۔ میں نے پانی میں چھلانگ لگا دی اور برق رفتاری سے اس انسانی بدن کو پکڑ کر کشتی پر ... اور پھر میں نے ایک گہری سانس لی۔ شبو ہی تھی۔ ... اس نے خود کشی کی کوشش کی تھی ... میں کشتی پر واپس آ گیا۔ اس دوران اس نے کوئی حرکت نہیں کی تھی جس کا مقصد تھا کہ وہ بے ہوش ہو گئی تھی۔ میں نے اسے کشتی پر ڈال دیا اور اس کے پیٹ کا پانی نکالنے لگا۔ ... بھر گیا ہے لیکن کوئی بات نہیں تھی بلکہ اس کے برعکس ... احساس ہوا جیسے کسی دل سے کچھ نکل گیا ہو۔ اس نے ...

لمحے چونک کر میں نے اس کا چہرہ غور سے دیکھا اور چہرے کی کیفیات بھی دیکھ رہی تھیں۔

تب مجھے حقیقت محسوس ہوا اور یہ تو تھا کہ بڑی جانباز شبو وہ تو بہت شناس ... اس کے باوجود اس کے لیے ... کیا ... اس عالم میں کس کی حالت ... اور سمندر کا پانی ... اس کی زندگی ... اس کے بدن کو گرمی اور توانائی کی ضرورت تھی ... میں نے ایک عجیب اصول پر عمل کیا۔

اس کو کمبل میں ... گرم سانسوں کو اس کے بدن میں منتقل کرنے لگا۔

یہ ایک طریقہ تھا ... اس کی توانائی بحال کرنے کا اور ... ایک وحشی بدن میں آگ ... اور اس آگ سے ... حرارت تھی کہ وہ ... اور چند ساعت کے بعد اس کے بدن میں ... گرمی ... بدن سے پسینے پھوٹنے لگے ... اور جسم کی حرارت اس میں منتقل کرنے لگا۔

تب میں نے محسوس کیا ... حرارت میں ... اور اس کے ہونٹوں سے ... اب وہ ... اپنی آنکھوں سے مجھے گھور رہی تھی۔

"تم نے مجھے بچا کیوں لیا؟" اس نے کہا۔

"تم نے مرنے کی کوشش کیوں کی تھی؟"

"تمہاری نفرت کے ساتھ اس ... سمندر میں ... بہتر ہے ... تمہارے ... نفرت تھی۔"

"نفرت ... سوچا کیا میری نفرت میں ... تھا؟"

"کیا ... کیوں؟"

"... تم نے مجھے ... وحشیوں کے سامنے ڈال دیا تھا۔ تم نے مجھے ... وحشیوں کے سامنے پھینک دیا تھا۔ اور اس کے بعد جب ... اور میرے ... پریشان کر دی ... ان وحشیوں کے بعد کیا مجھے تم سے محبت کرنی چاہیے تھی؟"

"... ٹھیک ہے اب اس کے بعد ... مجھے بھی ان باتوں کا احساس تھا۔" میں نے آہستہ سے کہا۔

"... تم کشتی میں کیوں آئی تھیں؟ ... کیا تم نے مجھے کشتی کے نزدیک دیکھا تھا اور یہ جان گئی تھیں کہ یہ کشتی میری ہے؟"

"ہاں۔"

"تو تمہیں یہ اندازہ نہ ہوا کہ میں تمہارا دشمن ہوں؟"

"تھا کیوں نہیں؟" اس نے جواب دیا۔

"پھر بھی تم میری کشتی میں آ چھپیں؟"

"اور کیا کرتی ... اس زمین پر بھی تو میرے لئے کوئی جگہ نہیں رہی تھی۔ اگر میں وہاں رہتی تو وہ مجھے ہلاک کر کے کھا جاتے۔"

"وہ؟ کیوں؟"

"ملکہ ہونے کے باوجود میں ان کی حفاظت کرنے میں ناکام رہی تھی۔"

"ہوں۔" میں نے ایک گہری سانس لی۔ "لیکن یہ تو بتاؤ تم میری تو سخت دشمن تھیں پھر تم نے یہ کیوں نہیں سوچا کہ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا؟"

"بس اور کوئی بات سمجھ میں نہیں آئی تھی۔"

"اور تم بعد میں مجھ پر حملے کیوں کرتی رہیں؟"

"اس لئے کہ اگر تمہیں ہلاک کرنے میں کامیاب ہو گئی تو تمہاری لاش ان کے سامنے پیش کر کے کہوں گی کہ آخر میں کامیاب ہو گئی۔" اس نے بے خوفی سے سچ اگل دیا اور پھر مجھے ہنسی آ گئی۔ اب اس احمق لڑکی سے اور کیا کہا جاتا۔

"تو شاید ہوا ... یہ بات تھی جب کہ تم میری دشمن ہو تو اب مجھے بتاؤ کہ تمہارے ساتھ سلوک کیا کروں؟"

"میں کیا کہوں؟"

"اچھا تم نے مرنے کی کوشش کیوں کی تھی؟"

"مرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔"

"کیوں؟"

"بس تمہارے رویے سے اکتا گئی تھی۔ میں نے سوچا تھا کہ تو تم مجھے ہلاک کر دو گے۔ سو مرنا مجھے گوارا نہیں تھا کیونکہ ان وحشیوں کے ہاتھوں مرتی۔ یا پھر میں نے سوچا تھا کہ شاید تم مجھے معاف کر دو لیکن تم نے تو مجھے ہلاک کیا اور نہ معاف کیا۔ میں نے سوچا اب خود

ی مر جاؤں؟

"اس دوران تم نے کچھ لکھا بھی نہیں تو"

"نہیں" اس نے کروٹ بدلی۔

"کیوں — میں نے تو تم سے کہا تھا" میرے اس سوال پر وہ تھوڑی دیر خاموش رہی اور پھر ایک سسکی سی لے کر بولی۔

"میں ... [illegible] ... لیکن تم نے مجھے ... [illegible] ... کھانے کے لئے کہا تھا۔ سوس نے ... [illegible] ... جاتے تھے۔"

معصوم عورت تھی پروفیسر، کمزور سی اور — اور وحشی بھی۔

سوس نے سوچا اب اسے قبول کرنا ہی ... [illegible] ... اس سے وحشی ... [illegible] ... سا تھا۔ ... [illegible] ... سوس نے سمندر کی آغوش میں ... [illegible] ... دوسری ... [illegible] ... سمندر پر ہی گزار دی۔ ہاں ایک بار ہم کشتی پرانے ... [illegible] ... کشتی کو مضبوط کر سکیں۔ ... [illegible] ... دونوں کام کرتے اور ضرورت ... [illegible] ... آبادیوں کے ہنگاموں سے دور سمندر کی پرسکون آغوش میں ... [illegible] ... ہم دونوں کو پیار کرتے دیکھتا تھا ... [illegible] ... کتاب کی ... [illegible] ... میری ضروریات کا خیال رکھتی تھی ... [illegible] ... وہ میری بچیوں کی ... [illegible] ... بالوں کا رنگ سفید ہونے لگا تھا ... [illegible] ... جوانی ... [illegible] ... ساتھ گزاری تھی ... [illegible] ... جوانی ... [illegible] ... آگ کی مانند ... [illegible] ... پروفیسر شاید وہ بھی ... [illegible] ... ساتھ جوانی کا آغاز کیا ... [illegible] ... بہت کم عورتوں کو

پر شرف حاصل ہو سکا تھا۔

شاید وہ بھی مر گئی اور میں نے کسی بھی جذبے کے بغیر اس کی لاش اٹھا کر سمندر میں ڈال دی۔ ... [illegible] ... کے نزدیک ہے اور ایک دن اسے مر جانا ہے۔

اس کی موت کے بعد ... [illegible] ... صدیوں سے واقعات کو بھلانے کا عادی تھا اور ان پر مغموم یا خوش نہیں ہوتا تھا۔ میری تنہائی کے اس سفر میں میں نے اکثر سوچا تھا کہ اب ہنگاموں سے دور کافی زندگی گزر گئی ہے پروفیسر — کیونکہ میرے اندر انسانی جذبات اتنے شدید نہیں رہے جتنے عام انسانوں میں ہوتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود بھی کبھی میں عام انسانوں کی مانند ہی سوچنے لگتا ہوں۔ تم لوگ پروفیسر! بعض معاملات میں بہت بہتر ہوتے ہو۔ ... [illegible] ... تمہیں ہر کام کی جلد بازی ہوتی ہے کیونکہ تمہاری عمر مختصر ہوتی ہے اور تمہیں یقین ہوتا ہے کہ تم جوان ہو گے، بوڑھے ہو گے اور مر جاؤ گے۔ گویا تمہاری ایک منزل ہوتی ہے لیکن وہ جس کی کوئی منزل ہی نہ ہو — زندگی بعض اوقات اس کے لئے کتنی مشکل ہوتی ہے یہ میں ہی جانتا ہوں۔ ... [illegible] ... دیتا تھا۔

کشتی کے سفر میں ان دنوں بھی بیزاری میرے اوپر طاری تھی۔ ... [illegible] ... اب تو سمندر کی جانب نگاہ اٹھا کر دیکھنے کو دل بھی نہیں چاہتا تھا۔ سو ان حالات میں سوچا میں نے کہ اب آبادی کا رخ کیا جائے اور زندگی کو دیکھا جائے کہ وہ کون سی منزلیں طے کر چکی ہے۔ کشتی بھی بوڑھی ہو چکی تھی اور جگہ جگہ سے بوسیدہ ہو گئی تھی۔ ... [illegible] ... اس کشتی میں سو جاؤں۔ ... [illegible] ... ورنہ پھر اس کے بعد سمندر کی تہ میں جا سوؤں گا اور ایک طویل نیند ... [illegible] ...

لیکن سونے کے سلسلے میں بھی ... [illegible] ... پھر کشتی میں سو جاؤں گا اور خود کو واقعات کے ... [illegible] ... چھوڑ دوں گا۔ ایسے فیصلے مجھ جیسے انسان کے لئے سکون بخش ہوتے تھے چنانچہ میں

سورج کے غروب ہونے کا انتظار کرنے لگا۔

اور میں نے ... [illegible] ... پروفیسر کہ اگر فیصلہ حالات پر چھوڑ دیا جائے تو نتائج بہتر ہی نکلتے ہیں۔ ... [illegible] ... سورج غروب ہو رہا تھا کہ میری نگاہ سمندر کی آخری لکیر پر جا ٹکی۔ ... [illegible] ... وہ دھواں تھا، گہرا اور کالا سیاہ دھواں۔ ... [illegible] ... جنگل کے درختوں میں آگ لگی ہوئی ہے یا پھر ... [illegible] ... آتش فشاں ... [illegible] ... دھواں اگل رہا ہے۔

لیکن آتش فشاں کا خیال تھوڑی دیر کے بعد ترک کر دینا پڑا ... [illegible] ... یقیناً یہ جنگل کی آگ ہے۔ ... [illegible] ... اس جنگل کے نزدیک کوئی بستی بھی ہے؟

... [illegible] ...

... [illegible] ... بستی اب صاف نظر آنے لگی تھی ... [illegible] ... آگ ... [illegible] ... شعلوں میں گھرے ہوئے ... [illegible] ...

پھر اور قریب پہنچ کر ... [illegible] ... انسانوں کے شور کی آوازیں ... [illegible] ... بس آگ کی ... [illegible] ... انسانوں کے چیخنے اور کراہنے کی آوازوں کو دبا سکے۔

تو کیا بستی کے سارے انسان نذر آتش ہو گئے۔ اس کا مطلب ہے آگ کئی دن سے لگی ہوئی ہے ... [illegible] ... یا پھر یہ بھی ممکن ہے کہ انسانوں نے آگ کو بے قابو ہوتے دیکھ کر بستی چھوڑ دی ہو اور کہیں دور چلے گئے ہوں اور اس وقت یہ شہر خالی ہو۔ ... [illegible] ...

کشتی کو میں نے بالکل نزدیک لے جانے کے بعد ... [illegible] ...

... [illegible] ...

پر دوڑنے لگا۔ ویسے جل جانے والوں کو میں دل ہی دل میں داد دے رہا تھا۔ یہ شہر یہ انسانی محنت کا عظیم کارنامہ تھا لیکن دکھ کی بات تھی کہ اس طرح آگ کی نذر ہو گیا۔

سڑک عبور کر کے میں بستی کے قریب پہنچ گیا۔ سامنے ہی مکانوں کی قطار نظر آ رہی تھی۔ لیکن سب کے سب آگ کی لپیٹ میں تھے۔ ان مکانوں میں سے ایک کے سامنے مجھے ایک انسانی جسم نظر آیا لیکن اس طرح کہ اس میں سے گوشت کا ہر حصہ جل جانے کے ساتھ ادھڑ رہا تھا۔ اس کے خدوخال بھی جل چکے تھے اور اس کے بارے میں کوئی اندازہ نہیں لگایا جا سکتا تھا۔ میں وہاں سے اندر کی جانب چل پڑا۔ مکانات قطار سے بنے ہوئے تھے اور ان میں ایک خاص سلیقہ نظر آتا تھا۔ جا بجا گھوڑوں اور انسانوں کی لاشیں بکھری ہوئی تھیں۔ ان میں بہت سی آگ میں جل کر مسخ ہو چکی تھیں۔ بہت سی ایسی تھیں جن تک آگ نہیں پہنچ سکی تھی۔ ایسی ہی ایک لاش کے پاس جا کر میں اس پر جھک گیا۔ لاش کے گرد خون پھیلا ہوا تھا اور میں اندازہ لگانا چاہتا تھا کہ یہ سب ماجرا کیا ہے؟

میں نے لاش کو الٹ پلٹ کر دیکھا۔ اس کا پیٹ ناف سے لیکر سینے تک چیرا ہوا تھا اور آنتیں باہر نکل پڑی تھیں۔ یقیناً یہ کسی دھار دار آلے کا کارنامہ تھا اور صورت حال کسی حد تک میری سمجھ میں آنے لگی۔ یہ کسی جنگ، کسی تخریب کاری کا نتیجہ ہے۔ [illegible] حملہ آوروں نے نہ صرف انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا بلکہ پورے شہر کو آگ لگا دی۔ اور میری تجربہ کار نگاہیں [illegible] جائزہ لیا تھا۔ [illegible] ایسے ہی نشانات نظر آ گئے [illegible] کچھ گھوڑوں کی لاشیں بھی [illegible] سوار بھی تھے اور یہ سوار آہن پوش تھے۔ ان کے جسموں پر فولادی بکتر بھی تھے [illegible] لڑنے کے لئے [illegible] مستعمل ہوتے تھے۔ ان کے نزدیک ہی کچھ تلواریں اور ڈھالیں بھی پڑی ہوئی تھیں۔ جن سواروں کے نزدیک انتہائی تیز اور عمدہ قسم کے نیزے بھی پڑے ہوئے تھے۔

یقیناً یہ عمدہ آور تھے جنہیں شہریوں نے قتل کیا ہوگا اور یہ شہریوں نے بھی اپنی حفاظت کے لئے ہاتھ پاؤں تو مارے ہوں گے۔ لیکن سواروں اور گھوڑوں کی تعداد بہت تھوڑی تھی۔ ہاں شہریوں کی لاشوں کے کشتے کے پشتے لگے ہوئے تھے۔ ان میں کوئی تخصیص نہیں تھی۔ مرد بچے بوڑھے سبھی تھے۔ حملہ آوروں نے کسی کو نہیں چھوڑا تھا [illegible] اور زندگی کا اندازہ ہوتا تھا۔ تعجب کی بات یہ تھی کہ پورے شہر میں ایک بھی زندہ وجود نہیں تھا [illegible] کچھ جو جہاں تھا [illegible] اور صرف لاشیں۔ جس طرف بھی نگاہ جاتی لاشوں کے علاوہ اور کچھ نظر نہیں آتا تھا [illegible] جہاں جہاں جیسے [illegible] سب کچھ جلتا جا رہا تھا۔

شہر کافی خوبصورت اور عظیم تھا لیکن کسی زندہ انسان کی تلاش میں [illegible] گلی کوچے سے گزر رہا تھا [illegible] شعلوں سے بچتا ہوا ایک خوبصورت محل نظر آیا اور میں آگ سے بچتے بچاتے دروازے سے اندر داخل ہو گیا۔

وسیع و عریض محل کے مختلف حصوں میں ابھی تک روشنی تھی [illegible] لاشیں بکھری ہوئی تھیں۔ انسانوں کی تباہی کے ایسے خوفناک مناظر [illegible] اس جلتے ہوئے شہر میں کسی فرد کو بھی زندہ نہیں چھوڑا گیا [illegible] باہر نکل آیا اور شہر کے دوسرے حصوں سے گزرتا ہوا [illegible] آخری سرے تک آ پہنچا۔ یہاں سے [illegible] شہر پناہ کی فصیلیں [illegible] ہوئی تھیں۔ اوپر جانے کے لئے سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں [illegible] ور [illegible] اور وہ بھی [illegible] رہا تھا۔

بہت ہی خوفناک دشمن نے حملہ کیا تھا اور پورے شہر اور [illegible] نیست و نابود کر دیا تھا۔ بہرحال اس ویران شہر میں [illegible] آگ [illegible] دھوئیں کے سوا کچھ نہیں تھا۔ پھر میں یہاں کیا کرتا [illegible] ذہن میں ایک اور خیال آیا۔ کیوں نہ فصیلوں کی بلندی سے [illegible] جانب کا نظارہ کیا جائے [illegible] وہ دشمن ورود کر چکا ہے جس نے تباہی پھیلائی ہے یا ابھی نزدیک ہی موجود ہے۔

اور میں اوپر جانے والی سیڑھیاں طے کرنے لگا [illegible] کے بعد میں فصیل پر پہنچ گیا اور دوسری طرف کا خوبصورت منظر میرے سامنے تھا۔ [illegible] تباہی پھیلی تھی۔ باہر کی [illegible] دور دور تک [illegible] پھیلے ہوئے تھے اور اس کے بعد ایک [illegible] حد نظر تک میدان۔

اور اس میدان میں ایک لشکر عظیم خیمہ زن تھا۔ سفید خیمے [illegible] پورا شہر بسا ہوا تھا اور ان کے درمیان گھوڑے سوار آ جا رہے تھے [illegible] بھی مختلف کاموں میں مصروف لوگ نظر آ رہے تھے۔ میں نے [illegible] یقیناً یہ فاتح لشکر تھا۔ یہی خونخوار لشکر جس نے یہ تباہی پھیلائی [illegible] قریب سے دیکھنا چاہتا تھا [illegible] اس [illegible] مجھے کسی سوچ بچار کی ضرورت نہیں تھی چنانچہ میں [illegible] نیچے اترا اور قلعے کے بڑے پھاٹک والے دروازے سے باہر [illegible] میں نے چھپنے کی کوئی کوشش نہیں کی تھی۔

پھر شاید دور سے ہی مجھے دیکھ لیا گیا اور بہت سے [illegible] کے رخ پر میدان سے [illegible] مشکل نہیں تھا [illegible] نہیں تھی [illegible] سے آگے بڑھ رہا تھا اور سامنے [illegible] کا ایک [illegible] آیا تھا [illegible] سب کے سب [illegible] اور شاید میرے بارے میں چہ میگوئیاں کر رہے تھے۔

پھر کچھ گھوڑے نمودار ہوئے اور ان میں سے چار گھوڑ سوار نکل آئے [illegible]

آہن پوش تھے اور ہتھیاروں سے لیس تھے۔ غالباً اس مردہ شہر سے کسی زندہ [illegible] ہوئے دیکھ کر وہ حیران رہ گئے تھے۔ گھڑ سوار میرے [illegible] گھوڑوں پر سوار ہو کر آگے [illegible] تین سوار پیچھے [illegible] اور ایک سامنے آ گیا۔ [illegible] سفید رنگ کے ایک گھوڑے پر سوار تھا۔ پھر اس نے نیام سے تلوار نکالی اور اسے سیدھا آسمان کی طرف بلند کیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے حلق سے ایک آواز نکلی جو مجھے یہاں تک سنائی دی تھی۔ اور اس کے بعد اس نے گھوڑا سرپٹ دوڑا دیا۔ تینوں گھوڑے اس کے پیچھے دوڑ رہے تھے۔

اور ان کی آمد [illegible] میرے سر پر پہنچ گئے۔ انہوں نے میرے چاروں جانب گھیرا ڈال دیا [illegible] میرے چاروں طرف چکر لگانے لگے۔ گھوڑوں کی رفتار اتنی تیز تھی کہ میرے آگے بڑھنے کا راستہ بند ہو گیا۔ میں نے دونوں ہاتھ باندھے اور انہیں دیکھنے لگا۔ میرے چہرے پر بے پروائی تھی۔ ظاہر ہے مجھے ان بیوقوفوں کی کیا پروا ہو سکتی تھی۔

آہن پوش کافی دیر تک اسی طرح دائرے میں چکر لگاتے رہے [illegible] گھوڑوں کی ٹاپوں سے [illegible] ایک سماں سا چھا گیا تھا۔

میں نے اپنی جگہ سے جنبش نہیں کی اور [illegible] شخص جس نے [illegible] اور جس کے سر پر [illegible] کا خود پہنا ہوا تھا جس کے دونوں جانب [illegible] ہوئے تھے [illegible] اور اس کی خونخوار آنکھوں سے شرارے نکل رہے تھے۔

"اے شخص رک جا" اس نے مجھ سے مخاطب ہو کر [illegible] لیکن میں نے جنبش بھی نہیں کی تھی۔ ان خونخوار لوگوں نے [illegible] زبان استعمال کرنے کا فیصلہ کیا تھا [illegible] اس نے [illegible] نگاہوں سے میری طرف [illegible] اور پھر پہلے سے زیادہ کرخت لہجے میں بولا۔

"اے سپاہی [illegible] نے میری بات نہیں سنی؟"

"کہہ [illegible]" میں نے [illegible] جواب دیا۔

"[illegible]"

"[illegible] ضرورت نہیں سمجھتا۔"

"وہ تو جانتا ہے کہ موت تیرا مقدر ہے [illegible] آدمی موت کے [illegible] کوئی [illegible] ہو گیا ہے [illegible]

اسے نہیں معلوم کہ دنیا میں چند لمحات کی زندگی پانے کے لئے بھی جدوجہد کی جا سکتی ہے۔ ممکن ہے اسے مختصر سی زندگی اور مل جاتی جو اب نہیں ملے گی۔ اور یہ اس کی خودسری کی سزا ہوگی لیکن [illegible] لیکن خدائی قہر کے [illegible] میں اسے ایک موقع اور دینا چاہتا ہوں۔ اے اجنبی آگے بڑھ اور میرے گھوڑے سے دو ہاتھ کے فاصلے پر رک جا۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ فاتح اعظم تجھے تیرے [illegible] کا انعام تیری زندگی کی شکل میں بخش دیں کیونکہ وہ مہربان ہے اور ایسے لوگ کم دیکھنے میں آتے ہیں اور شاید تجھے علم نہیں کہ خدائی قہر بعض اوقات دشمنوں پر بھی مہربان ہو جاتا ہے اور انہیں زندگی بخش دیتا ہے جنہیں اس کی امید نہیں ہوتی۔"

"خدائی قہر؟" میں نے آہستہ سے کہا۔

"ہاں، اور تیری [illegible] تیرے اوپر عرصہ حیات تنگ کر رہا ہے۔"

"میں تیرے سامنے ہوں۔ بول کیا کہنا چاہتا ہے؟"

"گویا تو حکم عدولی کر رہا ہے؟"

"یہی کچھ ہے۔"

"وہ تو پھر سن، میں تجھے یہاں قتل نہیں کروں گا۔ لیکن اس حکم عدولی اور اس نافرمانی پر تجھے [illegible] سے باندھ کر [illegible] تجھے باندھ کر اس کا دوسرا سرا اپنے گھوڑے کی گردن سے باندھوں اور اس طرح تجھے لے جاؤں کہ [illegible] تیرے پورے بدن کی کھال جگہ جگہ چپک جائے اور تیرے بدن سے نکلنے والے خون کی لکیریں راہ کے نشان بناتی چلی جائیں۔ [illegible] خدائی قہر کی قسم [illegible]"

"خوب، تیرا کام ہے جس طرح چاہے کر۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس سے قبل کچھ باتیں اور ہیں۔"

"وہ بھی کہہ ڈال۔" میں نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔ میری یہ مسکراہٹ اس کے لئے بڑی تکلیف دہ تھی۔ وہ بے چینی سے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھنے لگتا تھا۔ شاید اسے اپنی سبکی کا احساس ہوتا تھا اور وہ سوچتا تھا کہ اس کی شخصیت میرے لئے مرعوب کن نہیں ہے۔ بھلا ایسے فاتح لشکر کے ایک جوان سے یہ اطمینان؟

"کیا تو حواس میں ہے؟" اس نے گرج کر کہا۔

"تجھے کیا محسوس ہوتا ہے؟" میں نے پوچھا۔

"مجھے تو تو خود [illegible] معلوم ہوتا ہے اور یوں لگتا ہے جیسے اپنے شہر اور اس کے لوگوں کا حال زبوں دیکھ کر تیرا دماغ الٹ گیا ہو۔

ورنہ مجھ اتفاق ہے — وہ جو خدائی قہر سے واقف ہوں اس کے کسی غلام
سے اس طرح گفتگو کرنے کی جرأت نہیں کرتے۔"
"جو کچھ مجھے محسوس ہوتا ہے" وہ تیرا کام ہے۔"
"کیا تو نے اس وقت ہماری آواز نہیں سنی تھی جب خدائی قہر
کے نام پر حکم دیا جا رہا تھا کہ کسی مکان یا گلی کے کونے میں کوئی ذی
روح موجود ہے تو سب باہر نکل آئیں۔ اگر تو نے یہ آواز سنی تھی
تو جواب دے کہ حکم عدولی کس طرح کی؟"
"اسی طرح جس طرح آپ کی ہے۔" میں نے جواب دیا۔
"اوہ! اور تمہیں اپنے جرم کا احساس نہیں؟"
"نہیں۔" میں نے اسی بے پروائی سے جواب دیا۔
"سنا تم لوگوں نے — اور اس کے باوجود اسے صحیح الدماغ
سمجھتے ہو۔ ارے یہ تو سوچو کہ اگر یہ صحیح الدماغ ہوتا تو کبھی اس جلتے
شہر سے باہر نکلنے کی کوشش نہ کرتا اور کسی ایسی جگہ چھپ جاتا جہاں
آگ نہ پہنچ پاتی۔ پھر جب ہم یہاں سے چلے جاتے تو یہ زندگی بچانے
کی جدوجہد میں مصروف ہو جاتا اور اس طرح اس کی جان بچ جاتی۔"
"تم ٹھیک کہتے ہو سردار۔" اس کے ساتھیوں میں سے ایک
نے کہا۔
"اور تم اب سوچا یہ معنی رکھتا ہے۔ اس کی گردن میں رسی کا
پھندا ڈال دو اور پھندے کے دوسرے سرے کو میرے گھوڑے کی
پشت سے باندھ دو کہ میں نے اس کی قسم کھائی ہے جس کی ہیبت
سے زمین و آسمان کانپتے ہیں۔"
"لیکن یہ کام اس کو ایک سنا تو نے۔ سو میں تم چاروں کو
تمہارے گھوڑوں سے باندھ دوں گا۔ نہیں بلکہ تم چاروں کو تین گھوڑوں
سے باندھوں گا اور ایک گھوڑے پر میں سواری کروں گا اور اس
طرح مجھے تیرے لشکر تک پہنچا دوں گا۔" میں نے کہا۔
"سردار اجازت ہو تو پہلے اس شخص کی گردن اس کے شانوں
سے اتار دی جائے اور اس کے بعد اس کے سر کو ہم گھوڑوں سے
روندتے ہوئے لے چلیں کیونکہ یہ شخص بہت خود سر اور بدزبان ہے۔"
ان تینوں سواروں میں سے ایک نے غصیلے انداز میں کہا۔
"بس اب وقت نہ ضائع کرو اور اسے باندھ دو۔" سردار نے
کہا اور پروفیسر میں نے بھی وقت ضائع نہ کیا اور دو گھوڑوں کی باگیں
تھام کر ان کے پاس سے اس طرح گزرا کہ گھوڑوں کی گردنیں ٹیڑھی
ہو گئیں اور انہوں نے اپنے سواروں کو جھٹک دیا۔ پھر یہ حواس سنبھلنے
بھی نہ پائے تھے کہ میں نے سردار اور باقی بچے ہوئے شخص کے ساتھ بھی
یہی سلوک کیا۔ یوں چاروں آگے زمین پر۔ پھر میں انہیں سنبھلنے کا موقع
کہاں دے سکتا تھا۔ اس لئے میں نے وہ رسی سنبھالی جو وہ مجھے باندھنے

کے لئے لائے تھے۔ پھر اٹھنے والوں کے سروں پر مجھے ایک ایک ضرب
جمانا پڑا تھا اور ان کی کھوپڑیاں ترخ گئیں۔ ممکن ہے کسی کا سینہ بھی پھٹ گیا
ہو۔ میں نے کوئی توجہ نہیں دی تھی۔ مجھے دلچسپی ان کی لاشوں سے
تھی جنہیں میں نے رسی سے کس دیا اور پھر رسیوں کو وہاں سے
گھوڑوں کے ایک گھوڑے سے سردار اور اس کے ایک ساتھی کو
اور باقی دو گھوڑوں سے دوسرے دو آدمیوں کو۔ اور یہ سب کچھ میں
نے اپنی شان کے مطابق کیا تھا اور وہ میرے بدن کو ہاتھ بھی نہ لگا سکے
اور خود بے بس ہو گئے۔
تب میں نے سردار کے سفید گھوڑے پر سواری کا قصد کیا اور
تینوں رسیاں میرے ہاتھ میں تھیں۔ تب میں نے اس شان سے اس عظیم
لشکر کی جانب کوچ کیا جو خیموں کے شہر پناہ کے گرد تھا اور شہر کے
سامنے بے اندازہ لوگ جمع ہو کر یہ دلچسپ تماشا دیکھ رہے تھے۔
میں پہنچ گیا ان کے سامنے کہ سپاہی منہ پھاڑے مجھے دیکھ رہے تھے۔
"کیا انہی بہادر سپاہیوں کو بھیجا تھا تم نے میری گرفتاری کے
لئے — انہیں سنبھالو اور اطلاع دو اپنے سردار کو میری جو بھی مرضی
کرے۔ جاؤ اس سے انحراف تمہارے لئے موت لائے گا۔"
غیظ و غضب کی بے پناہ آوازیں گونجیں۔ جیسے میں نے کوئی
ایسی بات کہہ دی ہو جس کو سننے کی تاب کوئی نہیں رکھتا تھا۔
"بدزبان — زبان نکال لو اس گستاخ کی۔ اس نے شیلا کی شان
میں گستاخی کی ہے۔ اس نے خدائی قہر کو للکارا ہے۔" پھر شور کی آوازیں
ابھریں۔ تب ایک اور شخص آگے بڑھا اور گھوڑوں سے بندھے ہوئے
لوگوں کو دیکھنے لگا جن میں کوئی زندہ نہیں تھا۔
"اسپایکہ کے رہنے والے! تو نے شیلا کے جوانوں کو قتل کیا۔"
"کون شیلا —؟ میں اسے نہیں جانتا۔"
"آہ تب تو پاگل ہے یا پھر زمین سے تیرا تعلق نہیں ہے۔
تو خدائی قہر کو نہیں جانتا جس کے جلو میں موت دینے والے چلتے
ہیں۔ وہ جہاں جاتا ہے موت اور تباہی اس علاقے کا مقدر بن جاتی
ہے۔ لیکن تو بہادر اور طاقتور ہے اس لئے خدائی قہر کے دستور کے
مطابق تجھے اس کی اجازت کے بغیر قتل نہیں کیا جا سکتا کہ وہ بہادروں
کو اپنی افواج کا نگینہ سمجھتا ہے۔"
"میں اس سے ملنا چاہتا ہوں جسے میرے بارے میں اطلاع دی جائے
گی۔" میں نے کہا۔
"کس کی مجال ہے جو اس وقت اس کے سامنے جا سکے جب
تک وہ نہ چاہے۔ ہاں اسے اطلاع دے دی جائے گی۔ تب
اور اگر اس نے طلب کیا تجھے تو پھر ہم اس کے حکم کی تعمیل کریں گے۔
بہتر ہے کہ تو خود کو گرفتاری کے لئے پیش کر دے ورنہ پھر ہم تجھے

کریں گے۔ درگزر کریں گے۔"
"ہوں۔ تو تم مجھے گرفتار کر کے اسے اطلاع دو گے؟"
"ہاں۔"
"اور اس دوران میرے ساتھ کیا سلوک کرو گے؟"
"وہی جو تیرے جیسوں اور تیرے شہنشاہ اودی داس کے ساتھ
کیا گیا ہے۔ تجھے بھی تیرے ہم وطنوں کے ساتھ قید کر دیا جائے گا۔"
"یعنی اسپایکہ کے باشندوں کے ساتھ؟"
"ہاں۔" جواب ملا۔
"ٹھیک ہے میں تمہارے کام میں مداخلت نہیں کروں گا لیکن
اپنے حکمران تک میرا پیغام ضرور پہنچا دو۔" میں نے کہا دراصل میں نے
یہ اندازہ لگایا تھا کہ وہ لوگ کسی طرح بھی مجھے قتل نہیں کر سکتے کہ ان
کا سردار ان سے باز پرس کرے گا ورنہ شاید وہ وہیں مجھے ہلاک
کرنے کی کوشش کرتے۔ ظاہر ہے اپنے آدمیوں کے ہلاک ہو جانے
کا انہیں قلق ہو گا۔
تھوڑی دیر کے بعد مجھے خیموں کے درمیان ایک جگہ دی گئی
جہاں لکڑیوں کی کھونٹیاں نصب کر کے انہیں رسیوں سے منسلک کر دیا
گیا تھا۔ اوپر کھلا آسمان تھا اور رسیوں کے اس احاطے میں بے شمار
قیدی مرد و عورتیں اور بچے موجود تھے۔ سب کے سب سہمے ہوئے
خوف سے زرد۔ ان کے چاروں طرف شیلا کے سپاہی بکھرے ہوئے
تھے اور ان کی کڑی نگرانی کر رہے تھے۔
"یہاں پر سازش اور دغا بازی، غفلتوں سے بدکلامی کی سزا موت ہوتی
ہے اس لئے خود کو قابو میں رکھنا کہ وقت سے پہلے زندگی سے ہاتھ نہ
دھو بیٹھو۔" مجھے لانے والوں نے مجھے اطلاع دی اور میں نے ان
کی بات سن کر ان قیدیوں کو دیکھا، یہ ان قیدیوں کو دیکھ رہا تھا جو سب
کے سب تندرست و توانا تھے۔ ان کی عورتیں بھی خوبصورت تھیں۔ لیکن اب
وہ شکست خوردہ تھے اور ان کی شکست ان کے چہروں پر تحریر تھی۔
سپاہی مجھے ان کے درمیان چھوڑ کر چلے گئے اور میں ایک
گوشے میں ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا۔ درحقیقت میں ان لوگوں کا جائزہ لینا
چاہتا تھا۔ شیلا کے سپاہی پوری طرح چوکس تھے جو بند تھے اور سارے قیدی
ان کی نگاہوں میں تھے۔
مجھ سے تھوڑے فاصلے پر پستہ قد کا ایک بوڑھا گردن جھکائے بیٹھا
مجھے گھور رہا تھا۔ میں نے توجہ سے اس کی جانب دیکھا اور میرے
لبوں پر مسکراہٹ دیکھ کر۔ تب میں آہستہ آہستہ اس کی طرف بڑھ گیا
بوڑھے کے انداز میں اب بھی کوئی تبدیلی نہیں ہوئی تھی۔ تب میں اس
کے نزدیک پہنچ گیا اور آہستہ سے بولا۔
"کیا حال ہے بڑے میاں؟"
"بادشاہ کی بلا سے۔" بوڑھے نے نفرت سے کہا۔

"کیا مطلب؟"
"خود سمجھنے کی کوشش کرو میں نے جتنا کہا اتنا ہی کافی ہے کہ
ہم دوسرے کی قید میں ہیں لیکن یہاں بھی زبان کھنچوالی جائے گی۔"
"اوہ! لیکن یہاں سننے والا کون ہے؟" میں نے بوڑھے سے کہا۔
"دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں۔" بوڑھا بولا۔
"مگر یہاں تو دیواریں بھی نہیں ہیں۔"
"واہ برجستہ کہا۔" بوڑھا ہنس پڑا اور پھر غور سے مجھے
دیکھ کر بولا۔ "لیکن تمہارے بدن سے تو اسپایکہ کی بو نہیں آتی۔
پھر تم کون ہو؟"
"کوئی بھی ہوں۔ بہرحال قیدی ہوں۔"
"جاسوس بھی ہو سکتے ہو۔"
"اب تمہاری مرضی جو چاہو سمجھو لیکن ایک بات سوچ لو یہاں
جاسوسی کرنے سے کیا فائدہ ہو گا۔ تم سب تو قیدی ہو اور تمہارا کچھ بھی
انجام ہو سکتا ہے۔" میری بات پر بوڑھا گردن جھکا کر کچھ سوچتا رہا
پھر بولا۔
"ہاں یہ بھی ٹھیک ہے۔ احمق بادشاہ کی سرحدیں ہی ہم کس
قدر غیر محفوظ ہو گئی ہیں۔ ٹھیک ہے تب وہی کیا گیا ہے جس کی امید
کی جا سکتی۔ لیکن یہ بات میں اب بھی دعوے سے کہہ سکتا ہوں تمہارا
تعلق اسپایکہ سے نہیں ہو سکتا۔"
"تمہارا خیال درست ہے میں ایک آوارہ گرد ہوں جو اتفاق سے
یہاں آپہنچا ہے اور ان لوگوں نے مجھے بھی اسپایکہ کا باشندہ سمجھ لیا۔"
"آہ — کیا سمندر کے راستے آئے تھے؟" بوڑھے نے پوچھا۔
"ہاں۔"
"اور اسپایکہ میں داخل ہو گئے ہو گے؟"
"ہاں۔ ایسا ہی ہوا ہے۔"
"تب تو واقعی تم بھی بدنصیب ہو۔" بوڑھے نے ہمدردی سے کہا۔
"کیا اب بھی مجھے کچھ نہ کچھ بتاؤ گے؟" میں نے کہا۔
"کیا سناؤں۔ بستاریہ شاکیہ جیسی عورتوں نے اسپایکہ
تباہ کر دیا۔ ہائے ذرا یہ تو بتاؤ میرے وطن کا کیا حال تھا؟"
"پورا شہر جلتا جہنم بنا ہوا ہے۔ گلیاں کوچے لاشوں سے بھرے
پڑے ہیں۔ جلتی ہوئی لاشوں سے دھواں اٹھ رہا ہے اور اسپایکہ کا
ہر گھر جل کر راکھ ہو چکا ہے۔"
"اور یہ سب اسی منحوس بادشاہ کی وجہ سے ہوا ہے۔" بوڑھے
نے غمزدہ لہجے میں کہا۔
"کیا نام ہے تمہارے بادشاہ کا؟"
"سیروز نام ہے اس منحوس کا اور وہاں اپنی تقدیر کو رو رہا ہے۔"
بوڑھے نے ایک طرف اشارہ کیا اور میں ایک جھونپڑی کی طرف دیکھنے لگا

جس کے میدان کچھ نہیں نظر آ رہا تھا۔

"کیا یہ تھا اس نے اور یہ تم نے وہ ہم کیا رہے تھے؟"

"بات صرف وہ دشمنوں کی نہیں ہے۔ عورت جہاں بھی اسے خوبصورت نظر آئی وہ دل و جان سے اس کے حصول میں مصروف ہو گیا لیکن یہ دونوں کنیزیں [illegible] تھیں اور انہوں نے ہی شیلا کو پرشاہزادہ کامیابی حاصل کرنے میں مدد دی۔"

"وہ کیسی؟ یہ شیلا کون ہے؟"

"ہنی قبیلے کا نامور سردار — جو خود خدائی قہر بنا ہوا ہے اور بادشاہ [illegible] اس سے کم بھی نہیں ہے۔ سلطنت روما کی تباہی کے منظر جس نے دیکھے ہیں وہ اسے خدائی قہر تسلیم کرنے سے انکار نہیں کرتا اور اب اس کا رخ سفید علاقوں کی جانب ہے اور — وہ دن دور نہیں ہے جب یہ دونوں بستیاں بھی اس کی زد میں آ جائیں گی کیونکہ شیلا کو روکنے کے لئے کوئی کوشش اقدام نہیں کیا گیا جس کا ثبوت اسپاکیہ کی تباہی ہے اسپاکیہ کے شہریوں نے ایک خفیہ وفد [illegible] اعظم کے دربار میں بھیجا تھا اور اس وفد نے وہاں جا کر بتایا کہ اسپاکیہ شیلا کی زد میں ہے اور سیروز اس کے [illegible] کرنے کے [illegible] اور دوستی میں اس قدر غرق ہے کہ [illegible] نہیں کرتا [illegible] چھوڑ [illegible] وفد کے [illegible] کر کے سیروز کے پاس [illegible] اور معلوم [illegible] اسپاکیہ میں اس کے خلاف سازش ہو رہی ہے [illegible] غداری کا شبہ ہے اور [illegible] سے [illegible] اور سیروز نے [illegible] حقیقت ہے کہ کچھ لوگ اس کے خلاف سازشیں کر رہے ہیں اس نے اس وفد کو اس کے حوالے کر دیا جائے۔ اور وفد کے ارکان [illegible] دیئے گئے اور پھر ان تمام ارکین اور ان کے اہل خاندان کو ایک بڑے میدان میں درختوں سے باندھ کر [illegible] گیا اور سیروز کے تیر اندازوں نے ان پر نشانہ بازی کی خوب مشق کی۔ جب تک ان کی لاشوں سے تعفن نہ اٹھنے لگا، ان لاشوں کو وہیں لٹکا رہنے دیا گیا تھا۔"

"وہ تو اسپاکیہ میں سیروز کے خلاف نفرت پھیل گئی ہو گی یقیناً" میں نے پوچھا۔

"یہ پتا نہیں" بوڑھے نے جواب دیا۔

"اس کے خلاف بغاوت نہیں ہوئی؟"

"مجھے شبہ بہت سے گروہ ہیں لیکن ابھی ان کی کارروائی کھل کر نہیں سامنے آئی تھی کہ شیلا سروں پر آ پہنچا۔"

"اور وہ؟" میں نے گہری سانس لی۔

"اور دیکھو آج اسپاکیہ ختم ہو چکا ہے۔"

"کیا شیلا بہت ظالم ہے؟"

"ہاں۔ خدائی قہر صرف اس نے ختم ہے اور نہیں کہتے وہ کی گردن بھی اس کے شانوں پر دیکھنا پسند نہیں کرتا۔"

"کیا اس نے سیروز کے پاس کوئی وفد بھیجا تھا؟"

"اسے وفد کی ہو — وہ شہنشاہ اعظم تھا لیکن سیروز نشے میں ڈوبا ہوا تھا پھر اسے درباریں نے اس کا مذاق اڑایا گیا اور — وہ خاموشی سے واپس چلے گئے۔ لیکن ان کی خاموشی اسپاکیہ کی تباہی کا پیش خیمہ تھی۔ شیلا نے بھرپور انتقام لیا۔ اس کی فوجیں اسپاکیہ پر چڑھ آئیں اور اس وقت سیروز اپنی حرم میں رقص دیکھ رہا تھا۔ نشے کے عالم میں اس نے حکم دیا کہ شیلا کی فوجوں کو شکست دے کر زنجیروں میں جکڑ دیا جائے اور جب اسے خبریں سنائی گئیں کہ [illegible] کی تعیناتی فوجیں تیار کر دیں جنگ ہوئی اور اسپاکیہ کی فوجیں کیا جنگ کرتیں جن کا بادشاہ عین جنگ کے وقت شراب کے نشے میں چور پڑا ہو — اور پھر — اسپاکیہ کے ایک ایک شہری کو اسپاکیہ کے بڑھوں، بچوں، عورتوں اور جوانوں کی سروں کی فصل کاٹی گئی اور آج تم یہاں کھڑے دیکھ رہے ہو۔"

"واقعی تمہاری کہانی افسوسناک ہے" میں نے ہمدردی سے کہا۔ "اس طرح بوڑھے کو دوست بنا کر میں نے شیلا کے بارے میں کچھ معلومات حاصل کیں۔"

"اس کے بارے میں زیادہ نہیں جانتا جس کچھ خوبیاں [illegible]"

"کیا؟" میں نے پوچھا۔

"وہ بھی اور شرافت انسان ہے عورتوں کا رسیا۔ اسپاکیہ سے گرفتار ہونے والی عورتوں اور لڑکیوں میں سے جو لڑکیاں اس کے پسند کر لی گئی ہیں اور انہیں وہاں سے لے جایا گیا ہے۔ اب وہ شیلا کی حرم میں ہوں گی۔ لیکن وہ دوسرے قسم کا اوباش ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"شکار کرنے والے شیر — اور وہ دوسروں کے شکار سے پیٹ بھرنے والے گیدڑ میں کوئی فرق بھی تو ہوتا ہے۔ وہ شکار کرنے کے عیش کرنے والوں میں سے ہے" بوڑھے نے جواب دیا۔

"تم نے شیلا کو دیکھا ہے؟"

"نہیں — لیکن سنتا ہے بڑا پُرجلال جوان ہے۔ بہت طاقتور جنگجو ہے اور اپنے مقابل کے لئے موت ہی ہوتا ہے۔ اس کی جانب بڑے بڑے سورما جو ان کی جنہیں بڑی مہارت سے نوازا گیا ہے بے پناہ ان پر جان دیتے ہیں اور اس کی ہدایت ہے کہ کسی بھی شخص کو قتل نہ کیا جائے جب تک وہ خود حکم نہ دے۔"

"خوب۔ اور اب تمہارے بادشاہ کا کیا حال ہے؟" میں نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"خود جا کر دیکھو۔ ابھی اسے ہوش نہیں آیا ہے۔ میرا خیال ہے اب وہ شیلا سے رحم کی بھیک مانگے گا لیکن خدائی قہر ان لوگوں کو معاف نہیں کرتا جن کے خلاف ہو جاتا ہے۔"

"وہ دیکھو، نہ قہر ہے بادشاہ کا حال — " میں نے کہا۔ اور پھر پیچھے سے دشمنت ہو کر اس جگہ کی طرف چل پڑا جو بادشاہ کے گرد تھا اس وقت رکھتے ہوئے رکھا تھا سب بادشاہ کا تماشا دیکھ رہے تھے یوں لگتا تھا جیسے کہ لوگ ان کے لئے کوئی عجوبہ ہو۔ میں لوگوں کی بھیڑ چیرتا ہوا آگے پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔ میں نے دیکھا ایک موٹا تازہ سرخ و سفید رنگ کا شخص جس کے چہرے سے رعونت کی بجائے مسکینیت عیاں تھی زمین پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اور وہ اس طرح منہ بنائے ہوئے تھا جیسے سب سے روٹھا ہوا ہو۔

"شہنشاہ سیروز کی خدمت میں آداب بجا لاتا ہوں" میں نے کہا اور سیروز نے سر اٹھا کر میری طرف دیکھا۔

"معاف کر جاؤ۔ ہم تم سے بھی نہیں ہوتے۔ تم سب مطلب پرست ہو۔ وقت کے ساتھی۔ لیکن تم کیا سمجھتے ہو ہماری بادشاہت ہم سے چھین جائے گی۔ ہرگز نہیں۔ ہم اپنی قوت سے اسے دوبارہ حاصل کر لیں گے اور پھر دیکھنا ہم تم سب سے کس طرح بدلہ لیں گے۔"

"لیکن شہنشاہ سیروز! میں تمہارا وفادار غلام ہوں" میں نے شوخی سے کہا۔

"وفادار؟" اس نے چونک کر مجھے دیکھا۔

"ہاں۔ بالکل خوب — وفادار۔"

"تب پھر یہ تو بتاؤ سب کہاں ہے — ہماری محبوبہ؟"

"اب وہ شیلا کے قبضے میں ہے۔"

"ہائے تو بہ کر لی اب — اسے اب تو یہ لوگ ہماری کچھ نہیں سنتے۔ ہماری گرفتار شدہ رعایا میں بھی بہت سی خوبصورت لڑکیاں ہیں کیا وہ ہماری خدمت نہیں کر سکتیں؟"

"گویا تمہیں بستر کی ضرورت نہیں ہے کوئی بھی ہو جائے۔"

"تو اور کیا۔ لڑکیاں سب لڑکیاں ہوتی ہیں نرم نرم، ملائم ملائم —" اس نے دونوں ہاتھوں سے اشارہ کیا اور مسکرانے لگا۔ میں نے محسوس کیا کہ وہ ذہنی طور پر دماغ آدمی نہیں ہے۔ بس اسے دیکھنا مقصود تھا۔ اس کے علاوہ اس میں کوئی خاص بات نہیں تھی جو میں اسے زیادہ دیر دیکھتا۔ وہ بڈھا تھا جس سے کافی معلومات حاصل ہوئی تھیں۔

چنانچہ میں یہاں سے تلاش کرتا ہوا اس کے نزدیک پہنچ گیا۔ بوڑھے نے مجھے دیکھا لیکن اب اس نے میری طرف توجہ نہیں دی اور اسی طرح گھٹنوں میں سر دیئے بیٹھا رہا۔ میں وہاں سے بھی آگے بڑھ گیا۔ [illegible] لوگ بھی بکھرے ہوئے تھے اور رات کو بھی ان کے رکنے ٹھکانے پہنچنے کا کوئی بندوبست نہیں کیا گیا۔ یہ دوسری بات تھی کیونکہ ان لوگوں میں بچے بھی شامل تھے۔ وہ بھوک سے روتے تو ان کی مائیں ان کے منہ میں کپڑا ٹھونس دیتیں کہ کہیں ان کی آواز سپاہیوں کو غضب ناک نہ کر جائے۔

لیکن میں ایک خاموش تماشائی بنے رہنے کے سوا کیا کر سکتا تھا۔ ظاہر ہے میں جو کچھ کر سکتا تھا وہ اس ساری فوجوں کو ختم کر کے ان قیدیوں کو آزاد کر دینا۔ رات خاموشی سے گزر گئی۔ دوسرے دن قیدیوں میں عام ہوتے ہی لگے تھے۔ کچھ ایسے تھے جو بدحال ہو کر غم زدہ انداز میں سر جھکائے پڑے تھے۔

پھر روشنی نمودار ہوئی۔ میں بھی ایک گوشے میں بیٹھ گیا تھا۔ جانے میری درخواست شیلا تک پہنچی تھی یا نہیں۔ لیکن میں نے سوچ لیا تھا کہ آج کی رات قیدیوں کے احاطے میں نہیں گزاروں گا اور پھر کروں گا کیا کروں گا اس بارے میں ابھی میں نے کوئی فیصلہ نہیں کیا تھا لیکن زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ احاطے کے باہر ریت سے گھوڑے سوار نظر آئے ان کے ہاتھوں میں لمبے چابک تھے اور پھر ایک سپاہی نے چیخ کر کہا۔

"تم سب اسپاکیہ کے باشندو! تم سب باہر نکلو اور جہاں تمہیں لے جایا جائے چلو۔ ہر دار قطار بنا لو اور نظم و ضبط کے ساتھ چلو۔ کوئی کچھ نہ بولے۔ کراہنا اور چیخنا منع ہے۔ ہاں شاہ معظم سیروز کے لئے خدائی قہر شیلا اعظم نے یہ مرسع گھوڑا بھیجا ہے — سو بادشاہ کے خادمو! اسے گھوڑے پر سوار کرا دو۔"

سواروں نے ایک گھوڑا جس پر زریں کاٹھی کسی ہوئی تھی اور جو زریں ساز سے آراستہ تھا احاطے کے دروازے میں لا کھڑا کیا — تب ہی میں نے اس بدنصیب شہنشاہ سیروز کو خوشی سے چیختے ہوئے سنا وہ کہہ رہا تھا۔

"دیکھو! اسپاکیہ کے ناقدرو — تم نے سوچا تھا کہ سیروز کا زوال نزدیک آ گیا۔ اب اس کے احکام کی پرواہ کون کرے گا لیکن شیلا جانتا ہے کہ سیروز کیا ہے اور اس کا انتخاب کون سی حیات لائق ہے میں ایک بار پھر اقتدار حاصل کروں گا اور اس کے بعد تمہیں سزا دوں گا جو میرے نافرمان ہیں" — سیروز خوشی سے قہقہے لگا رہا تھا اور اس کی رعایا خاموش تھی۔

سواروں نے سیروز کو سہارا دے کر گھوڑے پر بٹھایا اور ایک سوار نے گھوڑے کی لگام پکڑی اور آگے بڑھنے لگا۔ سیروز کہہ رہا تھا۔ "شہنشاہ شیلا کو چاہئے تھا کہ میرے لئے شاہی سواری بھیجتے گھوڑے پر بیٹھ کر میری کمر دکھ جاتی ہے اور مجھ سے چلا نہیں جاتا آہ!"

پھر گھوڑا آگے بڑھ گیا اور اس کی آواز میرے کانوں سے دور ہو گئی۔ اس دوران چابک سواروں نے اسپاکیہ کے باشندوں کو باہر ہانکنا شروع کر دیا تھا اور تمام لوگ ایک دوسرے کے درمیان سر جھکائے نکل رہے تھے۔

میں نے خاموشی اختیار کرنا مناسب خیال کیا ورنہ خواہ مخواہ اس کھیل میں تعطل پیدا ہوتا اور نیا مسئلہ کھڑا ہوتا چنانچہ میں بھی دوسرے لوگوں کے درمیان چلنے لگا اور اسی طرح ہانکے جانے والے ہمیں بہت دور ایک کھلے میدان میں لے گئے۔ یہ ایک پہاڑی مسطح علاقہ تھا لیکن اس

کے منظر پر ایک انتہائی گہری کھائی تھی جو سینکڑوں ہاتھ کی گہرائی میں تھی اور جس کے نیچے کے مناظر اوپر سے صاف نظر نہیں آتے تھے۔ درمیان میں بے شمار چٹانیں ابھری ہوئی تھیں اور ان کے درختوں میں گھنے درخت اور جھاڑیاں نظر آ رہی تھیں۔ پھر وہ لوگ چاروں طرف سب کی قطار بنائے گئے تھے اور ایک ایک آدمی کو قطار سے کھڑا کر دیا گیا۔ سب کے چہرے خوف اور ہلاکت کی دہشت سے دھواں ہو رہے تھے۔ وہ سب خاموش کھڑے تھے۔ میں بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ قطار میں کھڑا تھا اور لوگوں کی جانب دیکھ رہا تھا جو شاید مجھے بھول گئے تھے۔

پھر اچانک خیموں کی جانب سے چند سوار گھوڑے دوڑاتے ہوئے ادھر آتے نظر آئے اور تھوڑی ہی دیر کے بعد نزدیک پہنچ گئے لیکن انہوں نے گھوڑے نہیں روکے تھے اور پھر وہ قطار کے سامنے سے دوڑ نکل گئے اور ایک جگہ گھوڑے روک دیئے۔

یہ اشیلا کا انتقامی دستہ تھا اور اس کے ساتھ اشیلا خود تھا۔ یہ ایک طویل القامت اور خوفناک شکل کا آدمی جو بیحد مضبوط اور ورزشی جسم کا مالک معلوم ہوتا تھا۔ اس کے شانوں پر سیاہ و سپید کھال پڑی ہوئی تھی، کمر پر جو چمڑی کسی ہوئی تھی اس سے لمبی لمبی لڑیاں لٹکی ہوئی تھیں اور جنجیروں کی ہڈیوں کا تاج پہنا ہوا تھا۔

اس کے ساتھ چار دیو قامت وحشی موجود تھے جو گھوڑوں پر سوار تھے اور اس کے پیچھے کھڑے تھے۔ تب چاروں جانب سے آوازیں ابھریں۔

"شہنشاہ جو ہمارے دشمن کے لئے خدائی قہر ہے اعظم اشیلا!"

یہ آوازیں چاروں سمت ابھری تھیں۔ اشیلا نے بھی بلند آواز سے جوانوں کے سامنے نعرہ لگایا اور بہت سے کمزور دل لوگ اس کے سامنے ہی گر گئے لیکن اشیلا کے چہرے پر کوئی تاثر نہیں ابھرا تھا۔ اس کی آنکھوں میں ایسے ہی آثار تھے جیسے کوئی دلچسپ کھیل دیکھ رہا ہو۔ چند لمحے خاموش رہنے کے بعد اس کی سرد اور رعب دار آواز ابھری۔

"کو گوسیس!"

"آقا!" اس کے چار طویل القامت ساتھیوں میں سے ایک نے اپنے گھوڑے کو آگے بڑھایا اور جھک گیا۔

"اسپاکیہ کے شہنشاہ اعظم سیروز کہاں ہیں؟" اس نے پوچھا۔

"موجود ہیں آقا!"

"سامنے لاؤ۔" اس نے حکم دیا اور کو گوسیس نے اونچی آواز میں اشیلا کا حکم دہرایا۔ دو جوان سیروز کو گھوڑے پر سوار وہاں لے آئے۔ سیروز کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی اور وہ فاتحانہ نگاہوں سے اپنے دشمن کو دیکھ رہا تھا۔

اشیلا نے دیکھ کر مسکرایا اور پھر گھوڑے کی پشت سے اتر گیا۔ اس کے پیچھے اس کے ساتھی بھی گھوڑوں سے اتر کر نیچے آ گئے۔ سیروز اسی طرح گھوڑے پر سوار رہا تھا تب اشیلا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"آہ! سیروز شہنشاہ اسپاکیہ، کیا تم گھوڑے سے نہیں اترو گے؟"

"معزز شکیل فاتح، لیکن اپنے آدمیوں کو ہدایت دے کہ وہ مجھے سہارا دے کر نیچے اتاریں۔ میں خود سے نیچے نہیں اتر سکتا۔" سیروز نے جواب دیا اور اشیلا نے گردن ہلا دی۔ دوسرے لمحے دو آدمیوں نے سہارا دے کر سیروز کو گھوڑے سے اتار دیا۔ اور سیروز لڑکھڑاتے قدموں سے چلتا ہوا اشیلا کے سامنے پہنچ گیا۔ "کیا ایک شہنشاہ باوجود دشمنی کے دوسرے شہنشاہ سے گلے نہیں مل سکتا؟" سیروز نے دونوں ہاتھ پھیلاتے ہوئے کہا۔

لیکن اشیلا چند قدم پیچھے ہٹ گیا اور مسکراتے ہوئے بولا۔ "ضرور گلے ملیں گے سیروز، لیکن اس سے پہلے کچھ مسئلے طے ہو جائیں۔" اشیلا کی مسکراہٹ بھی بیحد خوفناک تھی۔ اس کے دانت بے حد سفید اور چمکدار تھے اور برابر جمے ہوئے تھے۔

"ٹھیک ہے، ٹھیک ہے۔" سیروز نے مایوسی سے کہا۔

"میرے قاصد تیرے دربار میں گئے تھے سیروز، اور تو نے مجھے میرا پیغام مل گیا تھا۔ اس وقت تو نے میرا مذاق اڑایا تھا۔"

"اور اس کی سزا بھی تو پالی عظیم شہنشاہ۔ کاش اس وقت میں نشے میں نہ ہوتا۔ آہ اب تو شراب کی لذت تک بھول گیا ہوں۔"

"کیا تو نہیں جانتا تھا کہ ایک شخص کا کتنا بڑا حصہ ہو سکتا ہے؟" اشیلا نے کہا۔

"اس وقت نہیں جانتا تھا لیکن اب اچھی طرح سمجھ گیا ہوں اور خدائی قہر سے رحم کا طالب ہوں۔"

"لیکن اس وقت تو صرف میرا مجرم نہیں بلکہ اپنی قوم کا مجرم ہے جو تیری وجہ سے ایک عذاب عظیم میں گرفتار ہوئی۔ اگر تو ہر وقت شراب و شباب میں غرق نہیں رہتا تو آج تیری قوم اس حالت میں نہ ہوتی۔ میں انصاف پسند ہوں۔ مجھ سے پہلے تیری قوم تیری محاسب ہے اور وہی تجھے سزا دے گی۔ لوگو! تم نے سیروز کے علاوہ جو تمہاری زبوں حالی کا ذمہ دار نہیں ہوں یہ ہے، سو تم اس کا فیصلہ کرو۔ یہ تمہارے حوالے ہے۔" اشیلا اچھل کر گھوڑے پر چڑھ گیا اور اپنا گھوڑا پیچھے لے گیا۔

اور پیچھے ہوتے ہی لوگوں کے ہاتھ سیروز پر چڑھ دوڑے۔ وہ بری طرح چیخ رہا تھا۔ لوگ سیروز کو نوچ رہے تھے، جھنجھوڑ رہے تھے اور ان کے درمیان سیروز چیخ رہا تھا۔ "میں تمہارا شہنشاہ ہوں، میں اسپاکیہ کا سیروز ہوں، میں سیروز ہوں....." اور پھر اس کی آواز گھٹ گئی۔ بپھرے ہوئے لوگوں کا جنون عروج پر تھا۔ ایسی خوفناک افراتفری مچی تھی کہ بہت سے لوگ آپس ہی میں گتھم گتھا ہو گئے۔ اشیلا سکون سے ایک طرف کھڑا ہوا تھا۔ پھر اس نے اشارہ کیا اور محافظ دستے کے لوگ کوڑے برسا کر انہیں ان کی جگہ پہنچ جانے کا حکم دینے لگے۔ جب کہیں جا کر یہ طوفان تھم سکا۔

سیروز گوشت کے لوتھڑے کی شکل میں زمین پر پڑا تھا۔ اس کے لوگوں نے اس کی ہڈیاں تک چور چور کر دی تھیں۔ زمین پر جا بجا اس کے جسم کی بوٹیاں پڑی تھیں۔ اور اشیلا اب بھی سکون کی نگاہوں سے یہ منظر دیکھ رہا تھا۔

پھر اس نے اپنے ساتھی کی طرف رخ کر کے کچھ کہا اور گھڑ سوار آگے بڑھ گیا۔ اس نے بلند آواز میں کہا۔ "ہماری مفتوح قوم کے لوگو! تم میں سے وہ جوان جو زندگی کا تاوان ادا کر کے غلاموں کی حیثیت سے زندگی بسر کرنا چاہتے ہوں اپنی جگہ سے آگے بڑھ آئیں۔ تمہیں زندگی کی بھیک دی جائے گی۔ انہیں سپاہ کے گھوڑوں کی نگہداشت کرنا ہو گی اور وزنی سامان اٹھا کر سفر کرنا ہو گا۔ جس کے عوض زندگی کی ضروریات تم سے بہتر زندگی طلب کی جائے گی۔ تم میں سے جو یہ زندگی قبول کرے آگے بڑھ آئے۔"

اور بے شمار لوگوں نے آگے قدم بڑھا دیئے۔ ان میں کمزور اور لاغر لوگ بھی تھے جن سے کھڑا بھی نہیں ہوا جا رہا تھا البتہ بہت سے طاقتور جوان ایسے بھی تھے جو آگے نہیں آئے تھے۔ اشیلا کے جوانوں نے ان لوگوں کی طرف توجہ بھی نہیں دی اور آگے بڑھ آنے والوں میں سے تندرست و توانا لوگوں کو چھانٹنے لگے۔ جو کمزور اور لاغر تھے انہیں ان کی مجبوری پر واپس دھکیل دیا گیا اور غلامی قبول کرنے والے ایک طرف کر دیئے گئے۔ پھر اشیلا نے کہا۔

"وہ لوگ جنہوں نے اپنے آقا اپنے شہنشاہ سے وفاداری کا ثبوت نہیں دیا اور اسے ہلاک کر دیا، کیا ان لوگوں پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے؟"

"ہرگز نہیں!" اس کے ساتھیوں نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے، میں نے ان لوگوں کے لئے ایک اور فیصلہ کیا ہے۔ فیصلہ یہ ہے کہ ان میں سے ہر جوان میرے کسی جوان کا انتخاب کرے۔ اگر اس نے اپنے مقابل کو قتل کر دیا تو اسے بھاگ جانے کی آزادی ہو گی ورنہ وہ میرے جوانوں کے ہاتھوں مارا جائے گا۔"

اس اعلان پر بہت سے جوانوں نے تیزی کی اور آگے بڑھ آئے۔ میرے دل میں بھی غیرت جاگی تھی اور پھر میں بھی آگے بڑھ آیا۔

"عظیم شہنشاہ! مجھے تو زندگی سے میری بھی ایک درخواست ہے۔" میں نے آگے بڑھ کر کہا۔ اور شہنشاہ اشیلا نے میری طرف دیکھا اور چند ساعت مجھے دیکھتا رہا پھر بولا۔

"خوبصورت جوان ہے، کیا چاہتا ہے؟"

"ایک جوان کے عوض مجھے میری زندگی مل جائے گی لیکن اگر میں ان میں سے کسی کی زندگی کے لئے لڑنا چاہوں جو تیرے جوانوں سے نہیں لڑ سکے تو کیا مجھے ایک سے زیادہ جوانوں سے لڑنے کی اجازت دی جائے گی؟"

اشیلا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ وہ دلچسپی کی نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا اور پھر اس نے ہونٹ کھول کر کہا۔ "اجازت ہے۔"

میں نے بڑے ادب سے گردن ہلا دی تھی اور پھر میں پیچھے ہٹ گیا۔ اشیلا پھر اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور پھر اس نے بھاری آواز میں کہا۔ "کھیل شروع کیا جائے۔"

اور اسپاکیہ کے جوانوں نے اپنی اپنی پسند کے جوان کا انتخاب کر لیا۔ اشیلا کی فوجوں کے بیچ سے چند جوان مسکراتے ہوئے آگے بڑھ آئے۔ ان کے مقابل شکست خوردہ اسپاکیہ کے مجمع کے جوان تھے۔ وہ بھلا انہیں کیا خاطر میں لاتے۔ چار چار جوانوں کو بیک وقت مقابلہ کرنے کی اجازت دی گئی تھی اور مقابلہ شروع ہو گیا۔ دونوں فریقوں کو ان کی پسند کے ہتھیار دیئے گئے تھے۔

اور جنگ جو ایک دوسرے پر وار کرنے لگے لیکن کسی کی کیا مجال۔ اشیلا کے جوانوں نے اپنے چاروں حریفوں کو ہلاک کر دیا۔ اشیلا کے ہونٹوں پر شیطانی مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔ پھر دوسرے چار مقابل سامنے آ گئے۔ مرنے والوں کی لاشیں اسی طرح چھوڑ دی گئی تھیں۔ اسپاکیہ کے ان جوانوں کا بھی وہی حشر ہوا۔ پھر ان چاروں لاشوں کو اٹھا کر کھائی میں اچھال دیا گیا تاکہ میدان صاف ہو جائے۔ تیسرے مقابلے میں اسپاکیہ کا ایک پھرتیلا جوان اشیلا کے ایک موٹے اور بھاری جوان کے مقابلے میں کامیاب ہو سکا۔ اس نے اپنے مقابل کو پینترے بدل بدل کر تھکا دیا اور پھر اسے قتل کر دیا۔ باقی تین جوان اشیلا کے جوانوں کے ہاتھوں مارے گئے تھے۔

اشیلا نے اس جوان سے بھاگ جانے کے لئے کہا اور وہ دیوانہ وار پلٹ کر بھاگا کہ اس نے پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا۔ اشیلا کے ساتھی قہقہے لگانے لگے تھے۔ میں نے اندازہ لگایا تھا کہ اشیلا کے جوان واقعی فن جنگ کے ماہر تھے اور ان کے مقابل بے کس اسپاکیہ کے مجمع کے لوگ بہت پریشان حال تھے۔ چنانچہ اس بار میں آگے بڑھ آیا تھا۔

میں نے ایک توانا جوان کو طلب کر لیا۔ لیکن میں نے محسوس کیا کہ وہ جوان میرے مقابل آنے سے کترا رہا تھا۔ دراصل یہ ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے مجھے ان جوانوں کو زیر کرتے دیکھا تھا جو مجھے گرفتار کرنے گئے تھے۔ لیکن بہرحال وہ میرے مقابل آ گیا تھا۔ میں نے ہتھیاروں کو پسند کرتے وقت ایک چوڑی اور بھاری تلوار اٹھائی تھی۔ گو یہ تلوار میری مرضی کے مطابق نہیں تھی لیکن بہرحال ان ہتھیاروں میں میری پسند کا کوئی اور ہتھیار تھا بھی نہیں۔ میں نے تلوار کو تولا

ہوا اپنے مقابل کے سامنے آگیا۔ میرا مقابل بھوری بھوری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے اجازت سے بغیر ہی جو اس کے سینے میں [illegible] میں الجھن سے پیچھے ہٹ گیا لیکن میرے مقابل نے مجھے موقع نہیں دیا۔ وہ ہر قیمت پر مجھے قتل کر دینا چاہتا تھا۔ [illegible] یہاں تک کہ پیچھے ہٹتے ہٹتے میں شیلا کے قریب تک پہنچ گیا۔

"میں عظیم شیلا کی اجازت کا منتظر ہوں۔" میں نے جھک کر کہا اور اپنے مقابل کے اس وار سے بھی بچ گیا جو اس نے میرے جھکتے وقت موقع غنیمت جان کر کیا تھا۔

"اجازت ہے۔" شیلا کی آواز میں خوفناک غراہٹ تھی۔ تب میں نے تلوار سنبھالی اور پھر ایک ماہرانہ وار کیا اور مقابل کو درمیان سے دو ٹکڑے کر دیا۔ یہ کام میں نے اتنے پر سکون انداز میں کیا تھا اور پلک جھپکتے ہی ہوا تھا کہ [illegible]۔ شیلا نے [illegible] مجھے دیکھا [illegible] میں آہستہ آہستہ آگے بڑھا اور اس [illegible] ان لوگوں میں سے ایک کے سینے پر تلوار رکھ دی جو شیلا کے خاص ساتھیوں میں سے تھا۔ اس جوان کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا اور وہ دانت پیستا ہوا گھوڑے سے نیچے اتر آیا۔ اس نے ایک نیزہ طلب کیا تھا۔ شیلا نے دوسرے مقابلے روک دیے۔ پہلے وہ اس مقابلے کو ختم کرانا چاہتا تھا۔

میرے مقابل کا [illegible] تھا۔ وہ [illegible] تلوار چلانا جانتا تھا۔ لیکن شاید مقابلہ کرنا ضروری بھی تھا۔ اجازت ملتے ہی اس نے بڑا ماہرانہ وار کیا۔ لیکن میں نے تلوار کا ایک ہاتھ اس کے نیزے کے وسط پر مارا اور نیزہ درمیان سے دو ٹکڑے ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی میں نے گھوم کر دوسرا وار اس کی گردن پر کیا اور اس کی گردن اچھل کر [illegible] قدموں میں آ پڑی۔ میں نے ایک بار پھر شیلا کے سامنے گردن جھکا دی تھی۔ اور میں نے شیلا کے انداز میں اضطراب دیکھا۔ پھر میں نے اس کے دوسرے ساتھی کے سینے پر تلوار رکھ دی۔

"بس بس! مقابلہ کرو۔" شیلا غرایا۔ اور اس تیسرے کو بھی [illegible] میں نے [illegible] سے قتل کر دیا۔ میرے بدن تک ابھی ان تینوں میں سے کسی کا ہتھیار نہیں پہنچا تھا۔ شیلا نے [illegible] محسوس کی۔ لیکن وہ بھی [illegible] تھا۔ اب اس نے میری پسند کی کوئی [illegible] نہیں دی تھا اور اس کے جوان میرے سامنے آ کر مرتے رہے۔ آخر میدان میں صرف میں ہی رہ گیا تھا۔ دوسرے مقابلے قطعی طور پر رک گئے تھے اور شیلا کے جوانوں کے انبار لگتے جا رہے تھے۔ اور پھر شاید شیلا کی قوت برداشت جواب دے گئی۔ اس نے ایک گرجدار آواز لگائی۔

"بس۔ بس۔ مقابلے روک دو۔" اور میں نے تلوار [illegible] [illegible] مرنے والوں کا خون

اس پر حملہ کیا تھا۔

شیلا خونخوار نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا پھر اچانک وہ مسکرا پڑا۔ "وہ کیا چیز ہے جو تو چاہتا ہے؟" اس نے مجھ سے پوچھا۔

"ان سب کو جانے کی اجازت دی جائے۔" میں نے گرفتار شدگان کی طرف اشارہ کیا۔

"میں جانتا ہوں [illegible] قتل عام کرتا رہے گا اور خود قتل نہیں ہو گا اور میں وعدے کا پابند ہوں۔ تو ان سب کی تعداد کے برابر جوانوں کو ضرور قتل کرے گا۔ اس لیے میں تیری خواہش کا احترام کرتا ہوں ان سب کو۔ [illegible] دیا جاتا اور اسی لیے انہیں یہاں لایا گیا تھا لیکن۔ ان سب کو جانے کی اجازت ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور شرط ہو گی۔"

"میں جاننا چاہتا ہوں۔" میں نے کہا۔

"تو نے میرے ان چار جوانوں کو قتل کر دیا ہے جو میرے دست راست اور جنگی امور میں میرے مشیر تھے۔ لیکن وہ لوگ جو کسی کے [illegible] نہ زندہ رہنے کے قابل۔ اس لیے ان کی موت کا مجھے کوئی افسوس نہیں ہے۔ البتہ میری شرط یہ ہے کہ تو میرے مشیر کی حیثیت قبول کر [illegible]"

"یہ میری عزت افزائی ہے اور میں اسے قبول کرتا ہوں۔"

"تم سب منتشر ہو جاؤ۔ [illegible] جہاں اپنا نشان قائم کرے وہاں اسے برقرار رہنا چاہیے۔"

خوشی سے چیخیں مارتے ہوئے لوگ [illegible] اور میں [illegible] نگاہوں سے انہیں دیکھ رہا تھا۔ گو مجھے ان لوگوں سے کوئی سروکار نہ تھا لیکن عورتوں اور بچوں کی زندگی بچ جانے کی خوشی ہوئی تھی۔ وہ بیچارے میرا شکریہ ادا کرنے کے لیے بھی نہیں [illegible] اور آن کی آن میں میدان صاف ہو گیا۔ تب شیلا نے [illegible] ہاتھ اٹھا دیا اور اپنے گھوڑے کا رخ موڑ دیا۔

دس بارہ جوان میرے نزدیک آ کھڑے ہوئے تھے۔ [illegible] نے اطلاع دی تھی [illegible] "نائب اعظم" ایک شخص نے کہا۔

"نائب اعظم؟" میں نے دہرایا۔

"ہاں۔ خداوند شیلا کے حکم کے بموجب اب تم نائب اعظم ہو۔ تمہاری اطاعت ہم پر فرض ہے۔"

"اب تم میں سے ایک تجربہ کار آدمی میرے پاس رہے [illegible] صرف اسی سے بات کروں گا۔" [illegible]

"میرا نام شاھوس ہے۔ [illegible] اعظم کے ساتھ فتوحات کے لیے نکلا ہوں [illegible] ثابت ہوئے ہیں۔"

"ٹھیک ہے شاھوس، باقی لوگوں کو واپسی کا حکم دے دو اور میرے گھوڑے۔" میں نے کہا اور ایک اعلیٰ گھوڑا میرے سامنے حاضر کر دیا گیا۔ میں گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ شاھوس میرے ساتھ تھا۔ میں نے شاھوس سے کہا۔ "مجھے تیرے مشورے کی ضرورت ہے میں شیلا کے مزاج سے ناواقف ہوں اور یہ بھی نہیں جانتا کہ اس کے نائب کے فرائض کیا ہیں؟"

"ظاہر ہے تو اجنبی ہے۔ لیکن اے شخص! اس وقت تو کہاں تھا جب [illegible] پر شیلا کے جوان تباہی نازل کر رہے تھے۔ [illegible] جوانوں کو موت کے گھاٹ اتارا ہو گا۔"

"میرے بارے میں جاننے کے بجائے تو مجھے شیلا کے نائب کے فرائض بتا۔" میں نے کہا۔

"فرائض کچھ زیادہ نہیں ہیں۔ شیلا جب تیری ضرورت محسوس کرے گا تجھے طلب کرے گا۔ یہ اس وقت کی بات ہے۔ اس کے علاوہ [illegible] عیش و آرام ہیں۔ [illegible]"

"ہوں۔" میں نے گہری سانس لی اور خاموش ہو گیا۔ بڑی مصیبت تھی۔ [illegible] بعض اوقات میں اپنی زندگی میں تبدیلی چاہتا تھا۔ سوچتا تھا کہ ایک عام [illegible] کی زندگی بسر کروں لیکن حالات مجھے [illegible] ایک ہی چکر میں [illegible] عزت [illegible] اور یہ شخص بھی جو خود کو خداوند کہتا ہے میرا گرویدہ ہو گیا تھا۔

[illegible] ایک بڑا خیمہ میری قیام گاہ تھی اور اس [illegible] شیلا کا عظیم الشان خیمہ تھا [illegible] سپاہی [illegible] رات ہو چکی تھی۔ اس دوران [illegible] سپاہی میرے ضرورت کی ہر چیز فراہم کرتے رہے تھے۔ [illegible] رات کا کھانا [illegible] گوشت [illegible] شراب بھی [illegible] مگر جب رات گہری ہو گئی تو [illegible] دروازہ کھلا [illegible] شراب [illegible] برتن [illegible] ان کے ہاتھوں میں [illegible] دو حسین لڑکیاں [illegible] سیاہ بال [illegible] لڑکیاں [illegible] سونے کے [illegible] لگ رہی تھیں [illegible] تھے۔

[illegible] لڑکیاں [illegible] تعجب سے مجھے دیکھ رہی تھیں۔ ان کی آنکھوں میں بھی حیرت کے نقوش تھے۔ پھر وہ حرکت میں آ گئیں۔ ان میں سے ایک لڑکی نے تھال میں رکھا بربط اٹھا لیا اور منتخب جگہ بیٹھ گئی۔ دوسری لڑکی شراب کی صراحی اور جام لے کر میرے نزدیک آ گئی۔ [illegible] کے درمیان میرے [illegible] رہا تھا۔

میرے نزدیک آ کر وہ لڑکی اس تخت کے [illegible] جہاں میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے نازک بدن پر [illegible] لباس [illegible] تھی اور پھر اس نے شراب کا جام بھرا۔ دوسری لڑکی نے بربط پر انگلیاں پھیرنا شروع کر دی تھیں اور بربط کے تاروں نے ایک سحر انگیز نغمہ بکھیر دیا۔ ماحول خاصا دلکش اور دلچسپ ہو گیا تھا۔ لڑکی نے جام پیش کیا اور میں نے قبول کر لیا۔

"تیرا کیا نام ہے؟"

"روشنا۔" لڑکی کی لرزتی آواز ابھری۔

"اور اس دوسری لڑکی کا؟"

"وہ تفتا ہے۔" اس نے جواب دیا۔

"کس نے بھیجا ہے تم دونوں کو؟"

"خداوند شیلا کی کنیزیں ہیں۔ لیکن ہم دونوں کنواری ہیں۔ پہلی بار تمہارے لیے سجایا گیا ہے۔" لڑکی نے جواب دیا۔

"اوہ کیا واقعی؟"

"ہاں۔"

"کیا تمہارا تعلق بھی کسی قبیلے سے ہے؟"

"نہیں۔ ہم تباہ شدہ زرتاپیہ کی رہنے والی ہیں۔" بربط کی دھنوں کے درمیان لڑکی نے جواب دیا۔

"زرتاپیہ کو بھی شیلا نے تباہ کیا ہو گا؟"

"ہاں۔" لڑکی نے گہری سانس لے کر کہا۔

"تمہارے جیسی دوسری لڑکیاں بھی ہوں گی یہاں؟"

"بے شمار۔" اس نے جواب دیا۔

"ہوں۔ کیا تم مجھے دل کی باتیں بھی بتاؤ گی؟"

"ہم تیرے ہر حکم کی تعمیل کریں گے۔"

"دل کی باتیں تعمیل حکم میں نہیں بتائی جاتیں بلکہ دوست سمجھ کر کی جاتی ہیں۔ اور میں تمہیں بتا دوں کہ میرا تعلق [illegible] قبیلے سے ہے اور نہ ہی میں شیلا کا ملازم ہوں۔ میں نے اپنی قوت بازو سے یہ منصب حاصل کیا ہے۔ اس لیے میرا دوست صرف میری ذات سے تعلق رکھتا ہے۔"

"ہاں۔ اس سے قبل ہم نے تجھے شیلا کے لشکر میں نہیں دیکھا۔"

"آج ہی میں اس کے تیس جوانوں کو قتل کر کے اس لشکر میں شامل ہوا ہوں۔" میں نے جواب دیا۔

"تو کیا تیرا تعلق اسپاکیت سے ہے؟"
"نہیں، میں تو دوسرے علاقے سے آیا ہوں، اور اتفاق سے
یہاں اس لشکر میں شامل ہو گیا ہوں۔"
"مگر تم وہاں کی عورتوں کے بارے میں کیا جانتا ہے" ایشا نے کہا۔
"ہاں، کیا تم اس کے بارے میں جانتی ہو؟"
"ہاں، اور اس کی وجہ ہے" ایشا نے مجھے بڑی تشویش بھری نگاہوں
سے دیکھتے ہوئے کہا۔
"کیا وجہ ہے؟"
"ہمیں یہ جاننا تھا کہ اٹیلا نے کسی کو اپنا نائب مقرر کیا ہے
اور کیا وہ اس کی خدمتگاری کرتا ہے۔ عام طور سے اٹیلا کے ساتھی وحشی
خونخوار اور خوفناک ہوتے ہیں اور مجھے وہ جیسے خدائی قہر اپنا نائب مقرر
کرے۔۔۔ مجھ سے زیادہ آنشا کی حالت خراب تھی۔ وہ تو مقرر کا منتظر
کی تھی۔ ہمارا خیال تھا کہ کوئی وحشی صفت انسان ہوگا جو بات بات میں
سینکڑوں میں خونریزی کرنے کا عادی ہوگا۔ عموماً اس کے ساتھی ایسے ہی
ہیں۔ لیکن۔۔۔ تم ان سے بالکل مختلف اور دل موہ لینے والے ہو۔ ہم تمہیں
دیکھ کر حیران ہو گئے ہیں۔"
اس لڑکی آنشا کو بھی پاس ہی بیٹھی ہوئی تھی اس کی آنکھوں میں حیرانی
دیکھ رہا ہوں" میں نے کہا۔
دوسرے لمحے لڑکی اپنی جگہ سے اٹھ گئی۔ وہ بربط بجانے والی
لڑکی کے قریب گئی اور اس کی انگلیاں رک گئیں۔ تب ایشا آہستہ آہستہ
میں نے کچھ بجانے لگی۔ اس دوران وہ دونوں میری جانب دیکھتی بھی جا
رہی تھیں۔۔۔ اور پھر دونوں میرے قریب پہنچ گئیں۔ ایک سے حد درجہ خوش
اور دو وہ جیسے سفید رنگ والی یہ لڑکیاں جو شباب کا نشہ تھیں۔ دونوں
مجھ سے نزدیک بیٹھ گئیں۔ دوسری لڑکی بھی اب میری جانب دیکھ رہی
تھی۔ اس کے انداز میں ایک اپنائیت تھی یوں لگتا تھا جیسے وہ مجھ
سے اپنائیت محسوس کر رہی ہو۔ شاید ایشا نے اسے میرے بارے میں
سب کچھ بتا دیا تھا۔ وہ دونوں میری جانب دیکھ رہی تھیں۔
"تم لوگ کتنے عرصے سے اٹیلا کے ساتھ ہو؟"
"طویل عرصہ ہو گیا۔ اب تو ہمیں ٹھیک سے وقت یاد بھی نہیں رہا۔"
ایشا نے جواب دیا۔
"تمہارا وطن بھی اٹیلا کے ہاتھوں برباد ہو گیا؟"
"ہاں۔"
"میں اس شخص کے بارے میں زیادہ نہیں جانتا، شاید تمہیں اس
بات کا علم بھی نہ ہو کہ ابھی تھوڑا عرصہ پہلے میں اس کا قیدی تھا، پھر
اس نے مجھے قتل کرنے کا فیصلہ کیا اور میں نے اس کے سب سے بہادر
لوگوں کو قتل کر دیا۔ تب سے چونک گیا اور اس نے مجھے اپنا نائب مقرر
کر دیا۔ اس گفتگو سے میرا مطلب یہ ہے کہ تم مجھے اٹیلا کے بارے میں بتاؤ۔"

"ہم تیار ہیں۔" آنشا نے جواب دیا۔
"تو مجھے بتاؤ۔"
"تم کیا کچھ معلوم کرنا چاہتے ہو؟"
"اس کی عادات، خصلت وغیرہ۔"
"دیکھو، اس کے لشکر میں ہمیں کوئی خاص مقام حاصل نہیں ہے [illegible]
ہم تو محض دوسرے لوگوں میں سے ہیں۔ وہ ہم کو اور جلد [illegible]
والا ہے۔ خود بھی بے پناہ طاقتور ہے۔ ایک بار اس نے ایک [illegible]
گھوڑے کو کندھوں پر اٹھا لیا تھا۔ اس کے علاوہ وہ بیویوں کا بھی بے حد
شوقین ہے۔"
"واہ۔ اس جملے کا کیا مقصد ہوا؟" میں نے دلچسپی سے پوچھا۔
"یہی کہ اس کی بیویوں کی تعداد بھی معلوم نہیں ہوگی۔"
"بالکل نہیں۔" میں نے جواب دیا۔
"شاید کبھی کسی کو بھی گننے کا موقع نہیں ملا۔ خود اٹیلا کو اپنی بیویوں کی
صحیح تعداد نہ معلوم ہو۔"
"خوب۔ لیکن ان بیویوں کا ہوتا کیا ہے؟"
"وہ تم نہیں جانتے بیویوں کا کیا ہوتا ہے" ایشا [illegible]
آمیز انداز میں مسکراتے ہوئے پوچھا اور میرے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ
پھیل گئی۔
"میرا مطلب ہے کہ وہ بیویاں کہاں جاتی ہیں؟"
"اس کے ساتھ رہتی ہیں۔" آنشا نے جواب دیا۔
"اس وقت بھی موجود ہیں؟"
"کیوں نہیں۔ وہ ہمیشہ انہیں اپنے ساتھ رکھتا ہے۔"
"بہت خوب۔ دلچسپ بات ہے۔ تو بیویاں اور کنیزیں [illegible]
علاوہ ہوں گی۔۔۔ وہ عورت پرست ہے۔"
"ہرگز نہیں۔ اس کی بیویوں کے علاوہ کوئی اس کی خوبصورتی [illegible]
نہیں جا سکتا۔ وہ حسین لڑکی کو پسند کرتا ہے، پہلے اس سے شادی
اسے اپنے حرم میں داخل کرتا ہے۔ اس کے بعد اس کی قربت [illegible]
کرتا ہے۔" ایشا نے جواب دیا۔
"واہ، شریف انسان ہے۔" میں نے ہنستے ہوئے کہا۔
"ہاں۔ اس کے اصول بہت اچھے ہیں۔ جہاں وہ [illegible]
وہاں اصول پرست بھی ہے۔"
"ہوں۔" میں نے گہری سانس لی۔ بہرحال اس [illegible]
گزرے گی اور تمہارے ساتھ بھی۔ لیکن فی الحال۔۔۔ میں [illegible]
نہیں کروں گا۔" میں نے ان دونوں کو اپنے قریب بٹھایا۔ لڑکیوں
میرے ساتھ ایک خوشگوار وقت گزار رہی تھی۔ وہ میری کنیزیں [illegible]
انہیں مجھے بخش دیا گیا تھا۔ لڑکیاں بھی میری معیت میں خوش [illegible]
ہوتے ہی وہ میری خدمت میں مصروف ہو گئیں۔ رات کو وہ خدام [illegible]

اور اُسے مجھے میں میرے سے شاید یہ فاتح بھی تھا۔ چیتے کی کھال کی جامت
کا کوٹ جس کے بٹن جیتے سے چیتے گمک کے ہوئے تھے۔ سر پر پہننے
کے لئے مخصوص قسم کا خود تھا جس کے اوپر کسی جانور کی کھال لگی ہوئی
تھی۔ اس کے علاوہ چیتے کی ایک شاندار کھال تھی جو بند کے ذریعے
کمر پر لٹکائی جاتی تھی۔ پیروں میں پنڈلیوں تک کے جوتے تھے جن میں
سامنے کی جانب کئی دھات لگی ہوئی تھی۔
مجھے تو یہ سارا لباس پہننے کا سلیقہ بھی نہیں تھا لیکن دونوں
لڑکیوں نے مجھے بڑی طرح آراستہ کر دیا اور پھر قربان ہو جانے والی
نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگیں۔
"یا شبہ تمہارا تعلق اسپاکیت سے نہیں معلوم ہوتا۔ ورنہ جس قوم
کا تم جیسا نوجوان ہو اس کا حشر ایسا نہیں ہو سکتا۔" ایشا نے کہا۔
"اٹیلا کو شاندار جوان جمع کرنے کا شوق ہے۔ خود اس کی اپنی
شخصیت بہت شاندار ہے لیکن تیری چیتے کے آگے وہ بڑا کمتر ہے۔"
"مجھے تو خوف ہے کہ وہ مجھے دیکھ کر احساس کمتری کا شکار
نہ ہو جائے۔"
"یہ بھی ممکن ہے کہ اس کی بیویوں میں بغاوت ہو جائے۔"
"بس بس لڑکیو۔۔۔ مجھے زیادہ احمق نہ بناؤ۔ اب یہ بتاؤ کہ مجھے
کیا کرنا چاہئے۔ کیا اسی خیمے میں رہ کر تم سے باتیں بناتا رہوں" میں
نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"نہیں۔ میرا خیال ہے تمہیں نائب کی حیثیت سے اٹیلا کے
امور کی نگرانی کرنا چاہئے۔"
"اس کے امور کیا ہیں یہ بھی تو۔۔۔۔" میرا جملہ ادھورا رہ گیا
دروازے سے ایک آواز سنائی دی تھی۔
"نائب اعظم کی خدمت میں اس کے خدمتگار حاضر ہیں۔ ہم
بار یابی چاہتے ہیں۔"
"آ جاؤ۔" میں نے کہا اور دو بارعب آدمی اندر آ گئے۔ یہ
دونوں سپاہیوں کے لباس میں تھے اور چہروں سے ہی زیرک نظر
آتے تھے۔ دونوں سینے پر ہاتھ رکھ کر جھکے۔
"نائب اعظم کو کس نام سے مخاطب کیا جائے؟"
"تم مجھے ساؤس کہہ سکتے ہو۔" میں نے جواب دیا۔
"ساؤس اعظم کو سلام۔۔۔ صبح کی ضروریات سے فراغت
ہو گئی ہو تو کسی کو وقت دیا جائے۔"
"ٹھیک ہے، کہو کیا بتانا چاہتے ہو؟"
"ہم اسے کی خدمت میں لشکر کے سامنے فتح مندی کے فاتح اعظم اٹیلا
نے ساؤس اعظم کو نائب مقرر کیا ہے اور وہ بھی نہیں ہے جو فاتح اعظم
کے لشکر اور فوجوں کے نگران تھے اس لئے ساؤس اعظم کے شانوں
پر اس عہدے کی ذمہ داریاں بھی آ پڑی ہیں۔"

"ہاں، مجھے احساس ہے، لیکن مجھے میرے فرائض نہیں معلوم۔"
"ہم اسی لئے حاضر ہوئے ہیں کہ اگر کچھ جاننے کی ضرورت ہو تو
ہماری خدمات حاصل کی جائیں۔"
"یہ اچھی بات ہے، میں تم سے بہت کچھ معلوم کرنا چاہتا ہوں۔"
"ہم حاضر ہیں۔" دونوں نے جواب دیا۔
"تو بتاؤ، اس حیثیت سے میرے کیا فرائض ہیں؟"
"سورج جب بلندی پر پہنچنے لگے تو آپ کو فاتح اعظم کی خدمت
میں حاضر ہونا ہوگا اور ان کے آئندہ اقدامات کے بارے میں معلوم
کرنا ہوگا۔ اس کے بعد فوجوں کی نگرانی اور ان کا معائنہ۔۔۔ وقتاً فوقتاً
جنگ فاتح اعظم کو جنگی مشورے دینا۔۔۔ یہ سب آپ کے فرائض میں
کسی بھی مرحلے پر آپ کو خدائی قہر کے شانہ بشانہ ہونا ہوگا۔"
"اور کچھ؟" میں نے پوچھا۔
"بس یہ وہ فرائض ہیں جو نائب کے ہوتے ہیں اور جن کے
بارے میں ہمیں آپ کو بتانا تھا۔"
"ٹھیک ہے، کیا سورج بلندی پر پہنچ گیا؟"
"ابھی نہیں ساؤس اعظم۔"
"کیا اس سے قبل میں خیمے سے باہر بھی نہیں نکل سکتا؟"
"کیوں نہیں۔ کسی کی مجال ہے کہ ساؤس اعظم کے کسی کام میں
مداخلت کرے۔" بوڑھے نے جواب دیا۔ تب میں نے چیتے کی کھال کو
سمیٹا اور خیمے سے باہر نکل آیا۔ خیمے کے عین سامنے ایک سفید اور
گھوڑا سامان سے سجا ہوا کھڑا تھا۔ میں گھوڑے پر سوار ہو گیا اور پیچھے میں
نے اسے ایڑ لگا دی۔ میرے عقب میں میرا محافظ دستہ برق رفتاری
سے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر چل پڑا۔۔۔ بہرحال بڑی شان تھی اور
میں نے اٹیلا کے سپاہیوں کو حیران دیکھا۔ جو بھی مجھے دیکھتا اپنی جگہ کھڑا
رہ جاتا اور دور تک دیکھتا رہتا۔ میں نے ان لوگوں کی دلچسپی خوب
محسوس کی تھی۔
یوں میں خیموں کے شہر کا جائزہ لیتا رہا اور پھر واپس چل پڑا۔
پھر سورج بلندی پر پہنچ گیا اور میرے آتالیق نے مجھے بتایا کہ اب
مجھے اٹیلا کی خدمت میں حاضر ہونا چاہئے۔ ایک بار پھر میرا محافظ
لیا گیا اور پھر میرے آتالیق نے کہا۔
"آپ بالکل درست ہیں ساؤس اعظم۔ اب آپ خیموں کے
اس طرف چلے جائیں جہاں دوسرے لوگوں کو جانے کی اجازت نہیں ہے۔"
ان لوگوں نے مجھے وہاں تک پہنچا دیا جہاں تک انہیں جانے
کی اجازت تھی۔ اور پھر میں نہایت سکون سے اپنا گھوڑا خیمے کی
دیوار کے دوسری جانب لے گیا۔۔۔ اور خوب تھی یہ جگہ جہاں آباد تھا
خیموں کا ایک چھوٹا سا گاؤں نصف دائرے کی شکل میں۔۔۔ اور داخل
ہوا تھا جب میں تو میں نے بہت سے نقرئی قمقمے لٹکے تھے جو میرے

اندر داخل ہوتے ہی ساکت ہو گئے۔ اور میں بیچ اس چھوٹے سے گاؤں کے جہاں حسن بے پناہ بکھرا ہوا تھا اور جوان لڑکیاں زریں لباس میں ملبوس بیچ میں کھڑی تھیں۔ اس کے دونوں ہاتھ سینے پر بندھے ہوئے تھے اور آنکھیں بند ہوتے ہوئے سورج کی جانب تھیں۔ یوں کہ وہ پلک نہیں جھپکا رہا تھا اور پتھر کے بت کی مانند ساکت و جامد تھا۔

میرے گھوڑے کے قدموں کی آواز پر بھی اس نے پلکیں نہیں جھپکائیں اور نہ رخ موڑ کر میری طرف دیکھا بلکہ یوں ہی سورج کی جانب نگراں رہا ۔۔۔ ہاں حسینوں کا جھرمٹ ایک جگہ جمع ہو گیا اور سب کی نگاہوں میں حیرت تھی۔ عجیب سا سکوت چھایا ہوا تھا وہاں جسے الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ آواز تھی تو صرف میرے گھوڑے کے قدموں کی جو آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہا تھا۔

پھر میں نے گھوڑا روک لیا کیونکہ اب شیلا کا مجسمہ زیادہ فاصلے پر نہیں رہ گیا تھا۔ اور پھر میں گھوڑے سے نیچے اتر آیا۔ میں نے ایک نگاہ شیلا پر ڈالی اور دوسری محو حیرت حسیناؤں پر۔ اور بہت سی آنکھوں میں میں نے محبت اور پسندیدگی کی چمک پائی۔ کالی کالی سی آنکھیں بھلا کہاں چھپ سکتی ہیں۔

لیکن ان آنکھوں کے سوال کے جواب کے لئے مناسب وقت نہیں تھا۔ اس لئے میں نے فوری توجہ ان پر سے ہٹا لی۔ تب دفعتاً شیلا میری جانب گھوما اور اتفاق سے میں اسی کی طرف دیکھ رہا تھا۔

بلاشبہ شیلا کی آنکھوں میں تحیر اترا ہوا تھا۔ ان کی سیاہ پتلیاں پھیل کر پورے سفید دیدوں پر چھا گئی تھیں۔ دونوں بھنویں تنی ہوئی تھیں اور پیشانی پر گہری لکیر نظر آ رہی تھی۔ چند ساعت وہ مجھے گھورتا رہا اور پھر اعتدال پر آنے لگا۔ پھر اس کے ہونٹ پھیلے اور پھر بے اختیار وہ آہستہ سے ہنس پڑا۔

اب وہ پُرسکون تھا لیکن یہ کیفیت بھی چند ساعت رہی اور پھر وہ سرد لہجے میں بولا۔ "یہاں کیوں آئے ہو؟"

"شیلا کی قدم بوسی کے لئے اس کی حاضری میں۔"

"کیا نام ہے تمہارا؟"

"سارتوس۔"

"اسپارک کے کون سے خاندان سے تعلق رکھتے ہو؟"

"میرا تعلق اسپارک سے نہیں ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"کیا مطلب؟" شیلا کی آواز تعجب خیز اور رعب دار تھی۔

"سمندر کی جانب سے خشکی کی تلاش میں جب میں اسپارک کی سرزمین پر پہنچا تو میں نے [illegible] اسی دھن میں نے گہرے سمندروں میں مجھے اسپارک کی طرف متوجہ کیا تھا۔ لیکن جب میں شہر میں داخل ہوا تو حسین جوان عورتوں کے سوا کچھ نہ پایا۔ سو حیران سا شہر کی فصیلوں کی جانب آنکلا اور تیرے لشکر کو دیکھا اور پھر گرفتار کرنے والوں نے مجھے للکارا۔ وہ مجھے گھوڑوں سے باندھ کر لے جانا چاہتے تھے لیکن میں نے قبول نہ کیا اور خود انہیں گھوڑوں سے باندھ کر [illegible] تیرے لشکریوں نے دیکھا [illegible] وہ مر گئے۔ پھر تیرے لشکریوں نے میرے ساتھ برا سلوک نہ کیا ورنہ وہ مجھے گرفتار کرا لیتے اور میں ان میں سے بہتوں کو قتل کر دیتا۔"

"ماہ!" شیلا ہنس پڑا۔ اس کی پیشانی پر [illegible]

"تیرا تعلق اسپارک سے نہیں ہے؟"

"ہرگز نہیں۔"

"پھر تو نے ان کی زندگی بچانے کے لئے خود کو ہلاکت میں کیوں ڈالا؟"

"ان میں سے جوان تھے مجھے ان سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ مگر میرا دل ان بچوں کی موت پر گوارا نہ تھا۔"

"آہ، یہ بیوقوفی ہے۔" شیلا نے کہا۔

"کیوں؟" میں نے پوچھا۔

"بہادر کے سینے میں خونریزی کے [illegible] کے سوا کچھ نہیں ہونا چاہئے۔ رحم کے جذبات بزدلوں کے سینوں میں ہوتے ہیں۔"

"میں اسے تسلیم نہیں کرتا۔"

"کیوں؟" وہ غرایا۔

"وار کا جواب وار سے [illegible] مقابل کے کمزور ہونے پر حقیقت ہوتے ہوئے بھی اسے قتل کرنا تو کمزوری کی بات ہے۔"

"دشمن کی گردنیں [illegible] فتح کا نشان ہے۔" شیلا غرایا۔ "دوسروں کی ہر سانس سے دھواں نکلنا چاہئے۔ ورنہ فتح کا مزا کیا؟"

"بے جان چیزوں کی پرواہ نہ کرنا [illegible] کی علامت ہے۔ اگر [illegible] اپنے قبضے میں کر کے دشمن کی محنت سے [illegible] اٹھایا جا سکتا ہے۔" میں نے جواب دیا۔ شیلا کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔ اس کی [illegible] پھیل گئی تھیں۔ کافی دیر تک وہ مجھے گھورتا رہا اور پھر بھاری لہجے میں بولا۔

"تو نے ہماری سوچ بدلنے کی کوشش کی ہے۔"

"یہ ایک ٹھوس حقیقت ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"بہت بیباک ہے تو۔"

"خوف میری فطرت میں شامل نہیں۔" میں نے کہا اور وہ پھر ہنسنے لگا [illegible]

[illegible]

کے ہونٹ بے اختیار گوشوں میں [illegible] عجیب سی جھنجھلاہٹ تھی اور وہ ناکام رہا اور کوئی نئے نظر انداز کر کے چنانچہ وہ برگزیدہ ہونا چاہتا تھا۔

"آہ ۔۔۔ کیا تو واقعی بے خوف ہے لیکن ابھی تو نے ۔۔۔ ابھی تو نے خوف کا مزا نہیں چکھا۔ ابھی تو شیلا سے واقف نہیں ہے۔"

"شاید۔" میں نے مختصر کہا۔

"ہم یہ نہیں پوچھیں گے کہ تو کون ہے کہاں سے آیا ہے لیکن عجب ہے۔ کیا تو جنگی تربیت بھی دے سکتا ہے؟"

"عظیم شیلا! میں وحشی کی ہر کوشش کو ناکام بنا دینے کی قوت رکھتا ہوں۔ میں حالات کا ہر رخ اپنی پسند کی جانب موڑ لیتا ہوں۔ بس اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتا۔"

"زرا مان ہے تیری باتیں۔ بڑا مجرم ہے تجھے۔ [illegible] ہاں ایک بہادر جرنیل کی حیثیت سے تو ہمیں پسند ہے اور ۔۔۔ اور ہم اپنے عظمت شان کا [illegible] بار میں تجھے ہی بھیجیں گے۔ ہم نے تیرا انتخاب کر لیا۔"

میں نے گردن جھکا لی تھی۔ شیلا وہاں سے آگے بڑھ گیا۔ وہ کسی سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔ پھر وہ ایک دم رکا اور مجھے دیکھنے لگا۔ پھر اسی انداز میں ہنسنے لگا۔

"تیرا مذہب کیا ہے؟ کیا تو سورج پرست ہے؟"

"نہیں۔"

"پھر تیرا مذہب کیا ہے؟"

"قوت، طاقت۔" میں نے جواب دیا۔ وہ پھر سنجیدہ ہو گیا۔

"کیا تو طاقت کی عبادت کرتا ہے؟" اس نے غراتے ہوئے انداز میں پوچھا۔

"ہاں۔" میں نے جواب دیا۔

"کب، کس وقت؟" اس نے پوچھا۔

"عبادت کے لئے کوئی وقت متعین نہیں ہوتا۔" میں نے [illegible] فولادی جسم کو دیکھا [illegible] ایک شاخ توڑ [illegible] میں نے جھک کر اسے اٹھا لیا [illegible] شیلا عجیب سے مجھے دیکھنے لگا۔ تب میں نے [illegible] اور پھر دونوں [illegible] کے دونوں سرے آپس میں ملا دیئے اور اس [illegible] پھر لڑکے کو اس کی جگہ ڈال دیا۔ "یہ میری عبادت ہے۔"

شیلا گہری نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے سامنے نگاہ دوڑائی اور ایک خوبصورت لڑکی کو اشارے سے قریب بلایا۔ پھر اس کا بازو پکڑ کر میری طرف بڑھا دیا۔

"[illegible]" اس نے کہا اور میں نے حسین لڑکی کا بازو پکڑ لیا۔

"یہ تیرا انعام ہے۔ ہم کل صبح پھر تجھ سے ملیں گے۔" اس نے دونوں ہاتھ بلائے اور مجھ سے کچھ کہے بغیر ایک خیمے میں داخل ہو گیا۔

خوبصورت لڑکی قربان ہو جانے والی نگاہوں سے مجھے دیکھے جا رہی تھی۔ اس کے چہرے سے مسرت پھوٹ رہی تھی۔ پھر اس نے کہا۔

"وہ خلوت میں چلا گیا۔ اب تو مجھے لے چل۔"

"کہاں لے چلوں؟" میں نے گردن گھماتے ہوئے چاروں طرف دیکھا۔ حسین لڑکیاں خیموں کی طرف جا رہی تھیں لیکن کیفیت یہ تھی کہ پلٹ پلٹ کر مجھے دیکھتی جا رہی تھیں۔

"آہ! ان کی نگاہوں میں کتنا حسد ہے، کیسی رقابت ہے۔ کوئی نہیں جان سکتا۔ میں سمجھ رہی ہوں۔ میں خود کو کتنا خوش نصیب سمجھ رہی ہوں۔ کو نہیں اس کی قربت حاصل ہے لیکن تقدیر سے ناواقف تھیں سب کی سب۔ جبکہ میرا اتفاق شاندار ہے اور آج میں ان کا مذاق اڑانے کے قابل ہو گئی ہوں۔" میرے نزدیک کھڑی لڑکی کہہ رہی تھی۔

"اب میں تجھے کہاں لے چلوں اے خدائی قہر!" میں نے پوچھا۔

"اپنے خیمے میں، اپنے قدموں میں۔ ہاں میں تیری ایسی خدمت کروں گی کہ [illegible] تیری لونڈی ہوں۔ تیرے قدموں کی مٹی چاٹ لوں، چاہے تو ابھی اپنے خنجر سے میرا دل چاک کر دے۔ انکار کر جاؤں تو فروشا نام نہیں۔"

"تو تیرا نام فروشا ہے؟"

"تیری خادمہ کا نام یہی ہے۔ لیکن میرے لئے نام ابھی بہتر ہو جو تو تجویز کرے گا۔" اس نے کہا۔ یہ حسین اور [illegible] یہاں حسیناؤں سے کہیں زیادہ حسین تھی جو رات [illegible] خدمت میں رہی تھیں۔

"چل چل اچھا انعام ہے تو۔" میں نے کہا۔

"گھوڑے پر تو سوار ہو جا میں اس کی رکاب پکڑ کر چلوں گی۔" اس نے کہا لیکن میں نے اسے گھوڑے پر بٹھا دیا اور پھر خود بھی سوار ہو گیا۔ اس کے بعد میں نے [illegible] گھوڑے کو ایڑ لگا دی اور حسینوں کے [illegible] سے باہر نکل گیا۔ باہر میرے ساتھی منتظر کھڑے تھے۔

وہی دو نوجوان میرے نزدیک آ گئے اور ان میں سے ایک نے کہا۔ "اگر میرا [illegible] اعظم کی طرف سے بخشا ہوا انعام ہے تو تو دوسرا شخص ہے جس نے یہ انعام پایا۔ پہلا انعام [illegible] کو ملا تھا جس نے شاہ [illegible] کو قتل کیا تھا۔"

"لیکن اب میں اس انعام کا کیا کروں؟" میں نے کہا اور پھر [illegible] کے اشارے پر ایک جوان نے اپنا گھوڑا خالی کر دیا۔

"خدائی قہر! کا انعام [illegible] مستحق ہوتا ہے [illegible] چاہتے ہیں کہ شیلا اعظم آج کوچ کرے گا؟"

"نہیں۔ اس نے یہی کہا ہے۔"

"تیری جانب سے جرنیلوں کو پیغام پہنچا دیا جائے؟"

"ہاں۔" میں نے [illegible] سے جواب دیا۔ وہ [illegible] لڑکی کو لے کر [illegible]

طرف چلے گئے۔ ایک بوڑھا عقاب اس کے بچوں کو گرفتار کرنے کو بیٹھا [illegible]

"کیا یہ بھی خداوند قہر کا حکم ہے؟"

"نہیں، لیکن ہماری یہی حیثیت ہے۔"

[illegible]

"ضرور"

[illegible]

"میں تمہیں پسند کرتا ہوں" [illegible]

[illegible]

"کیا مطلب، اس کا چہرہ دیکھ کر [illegible]

"ہوں، کوئی خاص نہیں۔"

[illegible]

"کیوں، تم نہیں کھاؤ گی؟"

"ہم کھانا اس کے بعد کھائیں گے۔"
"کیوں؟"
"ہم آج تمہارے غلام ہیں۔"
"ہمیں کسی باہر کے لئے اور تم ہماری محبوبہ ہو۔"
"تمہاری محبوبہ؟" وہ خوش ہو گئی۔
"ہاں۔"
"ہم جانتے ہیں تمہیں بہت بڑا اعزاز ہے۔ کیا ہم یہ بات دوسروں سے بھی کہہ سکتے ہیں؟"
"دوسروں سے تمہاری کیا مراد ہے؟"
"اپنی ساتھیوں سے۔ ان سے جو کہیں پیار بھری نگاہوں سے دیکھ رہی تھیں جو ہم سے حسد کرنے لگی ہوں گی۔" میں نے دلچسپی سے مسکراتے ہوئے کہا۔
"تیری مرضی۔" جواب میں نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
"ہم تمہاری مرضی کے خلاف ایک کام بھی نہیں کرنا چاہتے۔ ہمیں بتاؤ ہمیں کیا کرنا چاہیے اور کیا نہیں کرنا چاہیے۔"
"تمہارا جو دل چاہے کر سکتے ہو۔" [illegible]

پھر رات ہو گئی۔ [illegible] اور کوئی خاص بات نہیں ہوئی۔ سوائے اس کے [illegible] میرے ساتھ تھی [illegible] پہنچ گیا۔

"تاب عظیم۔" اس نے گردن جھکاتے ہوئے کہا۔
"رات کے کھانے [illegible]" میں نے پوچھا۔
"کچھ نہیں ہوتے۔" اس نے جواب دیا۔
"کوئی معمولی بات [illegible]"
"ہاں اگر خدائی قہر کوئی [illegible]"
"رات کو تیرے باہر نکلنے میں کوئی قباحت تو نہیں ہوتی؟"
"ہرگز نہیں۔ تیری حیثیت [illegible] ہے اور دوسرے لوگوں کو پابندیاں کرنا ہوتی ہیں۔" [illegible] نے جواب دیا۔
"بس ٹھیک ہے تم جاؤ۔" میں نے [illegible] سے کہا اور وہ گردن جھکا کر باہر نکل گئی۔ فروشتا [illegible] گئی تھی۔
"اب کیا سوچ رہی ہو فروشتا؟"
"تیرا اور ستیلا کا موازنہ کر رہی ہوں۔"
"کیا مطلب؟"

"تیرا چہرہ کتنا [illegible] ہے۔ جیسے ستیلا کو اس کی عورتوں نے [illegible] دیکھا ہوگا۔ وہ ہمیشہ تم پر نظر رکھتا ہے۔"
"میرا خیال ہے فروشتا تو ہر وقت میرا اور ستیلا کا موازنہ کرتی [illegible]"
"کیوں؟"
"اگر یہ بات کسی طرح ستیلا کے کانوں تک پہنچ گئی تو تیرے لئے [illegible] مصیبت بن جائے گی اور تیرے لئے بھی۔" اور اچانک اس کا چہرہ [illegible] خوف سے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔
"یہ تو ٹھیک ہے۔ لیکن [illegible] یہ باتیں [illegible] اور تمہارے درمیان ہوئی ہیں؟"
"کوئی نہیں بتائے گا لیکن کوئی سن سکتا ہے۔"
"ٹھیک ہے۔ آئندہ [illegible] کوئی بات میرے ذہن میں آئی تو بھی خاموش رہوں گی۔"
"صرف ستیلا کے بارے میں؟"
"ہاں۔ دوسری باتیں تو میں کر سکتی ہوں۔"
"فروشتا، تیری باتیں مجھے بہت اچھی لگتی ہیں۔" میں نے کہا، اور وہ میرے قدموں کے نزدیک آ بیٹھی۔
"میں بار بار سوچتی ہوں [illegible] حقیقت تیری کنیز [illegible] کتنا نرم مزاج اور خوبصورت ہے۔ [illegible] ستیلا [illegible] ہو گئی اور خوفزدہ نظروں سے کمرے کے دروازے کی طرف دیکھنے لگی۔ [illegible] چونک کر دروازے کی طرف دیکھا تھا اور پھر میں نے تعجب سے کہا۔
"کیا ہوا؟"
"مجھ سے غلطی ہوتے جا رہی تھی۔" اس نے بدستور خوفزدہ لہجہ میں کہا اور مجھے بے اختیار ہنسی آگئی۔ میں نے [illegible] لے لیا۔ میرے قریب [illegible] اس کی آنکھوں میں خمار جھلکنے لگا [illegible] اور وہ نڈھال سی ہو جانے لگی۔ تب میں نے اسے آواز دی۔
"فروشتا۔"
"جی۔" وہ میرے سینے سے سر اٹھا کر بولی۔
"تمہاری زندگی میں کوئی نوجوان نہیں آیا۔ میرا مطلب ہے [illegible] کبھی جب تم [illegible] اپنے قبیلے میں تھیں۔"
"نہیں۔ اس وقت میں بہت چھوٹی تھی۔"
"ستیلا کی نوجوان ہے کوئی؟"
"کوئی نہیں۔ [illegible] خدائی قہر نے مجھے [illegible] پسند کر لیا تھا۔ اور پھر کس کی مجال تھی کہ مجھے اس نگاہ سے دیکھتا [illegible] کی منتظر ہوتی ہے مگر وہ کوشش بھی کرے تو کوئی نوجوان اس کی جانب مائل نہیں ہوتا۔"
"خوف کی وجہ سے؟"
"ہاں۔"

"وہ کیسی ہوا ہے؟"
"صرف ایک بار۔" اس نے جواب دیا۔
"کیا یہ اتفاق تھا؟" میں نے دلچسپی سے پوچھا۔
"خدائی قہر کی [illegible] ایک خوبصورت نوجوان افسر [illegible]"
[illegible]
"خوب۔" میں نے دلچسپی سے کہا۔
"اس کے بعد کبھی ایسا واقعہ نہیں ہوا۔"
"اس کا مطلب ہے [illegible]"
"کیوں نہیں۔" فروشتا نے جواب دیا۔
"لیکن کس طرح؟"
[illegible]
"ہاں۔ لیکن جب [illegible]"
"واہ۔ دلچسپ آدمی ہے۔ اچھا، کیا اس کی بیویوں میں رقابت نہیں چلتی؟"
"کیوں نہیں۔ دلچسپ واقعات دیکھنے میں آتے ہیں۔"
"مثلاً؟" میں نے پوچھا۔
[illegible]
"وہ اب وقت ستیلا کو گوارا ہوتا ہے۔"
[illegible]
رات خاصی بھیگ گئی تھی۔ [illegible] اپنے قریب کر لیا اور وہ

وہ میرے جسم میں سمائی جا رہی تھی۔
رات کے پچھلے پہر تک ہم دونوں ایک دوسرے میں مشغول رہے۔ پھر میرے ذہن میں ایک خیال آیا۔
"کیا خیال ہے فروشتا، باہر چلو گی؟"
"میں تو تیری غلام ہوں، تو مجھ سے کیا پوچھتا ہے۔"
"تو پھر آؤ۔" میں نے کہا اور فروشتا نے جلدی سے اپنا لباس درست کر لیا۔ ہم دونوں کمرے سے باہر نکل آئے۔
فروشتا بہت خوش تھی۔ شاید [illegible] کا خمار اس کے ذہن پر چھایا ہوا تھا۔ [illegible] قدم ڈگمگا رہے تھے۔ [illegible] طویل فاصلہ [illegible] لیکن فروشتا کی چال درست [illegible] اور پھر ہم ایک پہاڑی کے نزدیک پہنچ گئے۔ [illegible] بے شمار [illegible] کی آواز سنائی دی اور ہم رک گئے۔
"او، [illegible] یہاں بھی کہیں موجود ہے؟" فروشتا نے خوفزدہ لہجہ میں کہا۔
"اچھا، کس طرف؟" میں نے [illegible] اور مجھے پہاڑی کے ایک حصے میں کچھ مخصوص قسم کی روشنیاں نظر آئیں۔ یقیناً وہ لوگ وہیں موجود تھے۔
"واپس چلو [illegible] یہاں آنا خطرناک ہے۔" فروشتا نے خوفزدہ لہجہ میں کہا۔
"کیوں؟"
"ستیلا نے اگر ہمیں دیکھ لیا تو اچھا نہیں ہوگا کیونکہ وہ اپنی خلوت میں کسی کو [illegible]"

دیکھا ابھی نہیں گرا۔

"چپ کر، دیکھیں گے۔ دیکھنا، ہو سکتا ہے رک گیا ہے۔"

"نہیں۔"

"کیوں؟"

"اور سالاس کہیں کسی مصیبت کا شکار نہ ہو جائیں۔"

"نہیں ہو گا۔" میں نے اس کا بازو پکڑ کر آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ اور ہم پہاڑی پر چڑھنے لگے۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم اوپر پہنچ گئے۔ زیادہ اونچا نہیں تھا۔ اس کے دوسری جانب جنگل دکھائی دیتا تھا۔ چنانچہ ہم [illegible] سے لیٹ گئے۔ [illegible] حیرت انگیز تھا۔ میں دلچسپی سے ایشیلا کی عجیب و غریب حرکات دیکھنے لگا۔

مشعلیں روشن تھیں، [illegible] ستاروں کے درمیان ایشیلا [illegible] تھا۔ چند لڑکیاں رقص کر رہی تھیں۔ کچھ عجیب سازوں کی آوازیں تھیں جو اس سے پہلے ہم نے نہیں سنی تھیں۔

ایشیلا [illegible] اور اس کے بعد کچھ ایسے مناظر شروع ہو گئے جس نے فروشا کے جذبات کو مجروح کر دیا۔ اور میں حیرت سے ایشیلا کو دیکھتا رہا۔ بلاشبہ یہ شخص خوفناک [illegible] کا مالک تھا۔

فروشا جذبات [illegible] اور میں ایشیلا کو دیکھتا رہا اور رات گئے [illegible] فروشا جذبات سے عاجز آ گئی تو ہم نے واپسی کا سفر طے کیا اور اپنے خیموں میں واپس آ گئے۔

فروشا نے خیمے میں آ کر سکون کی سانس لی تھی۔ پھر اس نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔ "بڑی خوفناک بات تھی سالاس۔"

"کیوں؟"

"ایشیلا کی [illegible] کوئی بھی نہیں جان سکتا اور نہ ہی اس بات کو وہ پسند کرتا ہے۔"

"ٹھیک ہے آئندہ خیال رکھیں گے۔" میں نے کہا اور پھر لہجہ بدل کر بولا۔ "تم اپنے خیمے میں واپس جاؤ۔"

"جاؤں؟" اس نے عجیب سے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ میں سونا چاہتا ہوں۔" میں نے بالکل سرد اور بے جان لہجے میں کہا اور وہ ایک لمحہ ساکت ہو گئی۔ "ٹھیک ہے میں جا رہی ہوں۔" اس نے کہا اور تیزی سے باہر نکل گئی۔

حالانکہ یہ سرد لہجہ میرے لئے پسندیدہ نہیں تھا، [illegible] اس لہجے میں۔ لیکن میرے دوست ہیلوس نے مجھے جو کچھ بتایا تھا اس پر عمل کرنا ضروری تھا۔ مجھے کسی بھی لڑکی کو ذہن پر مسلط نہیں کرنا چاہئے تھا کیونکہ میرا واسطہ ایشیلا سے تھا۔

اس کے چلے جانے کے بعد میں اطمینان سے اپنے بستر پر لیٹ گیا اور آنکھیں بند کر کے سونے کی کوشش کرنے لگا۔ نیند جس قسم کی مجھے آتی تھی وہ

پروفیسر میں تمہیں بتا چکا ہوں۔ چنانچہ میں بے خبر ہو گیا۔

جاگا تو ہیلوس اور دوسرا [illegible] جس کا نام [illegible] تھا میرے سامنے موجود تھے۔ میری آہٹ سن کر وہ دونوں [illegible] اور سینوں پر ہاتھ رکھ کر جھک گئے۔

"سالاس اعظم۔" انہوں نے جھک کر کہا۔

"اوہ۔ کیا سورج بلندی تک پہنچ گیا ہے؟"

"ہاں سالاس اعظم۔"

"پھر تم لوگوں نے مجھے جگا کیوں نہ دیا؟"

"ہم نے تیری نیند میں خلل نامناسب سمجھا۔"

"آئندہ اگر میں دیر تک سوتا رہوں تو تم مجھے جگا سکتے ہو۔"

"بہت بہتر، تیرا حکم [illegible]" [illegible] نے جواب دیا۔

اور پھر میں جلدی جلدی تیاریاں کرنے لگا۔ میرے اشارے [illegible] دونوں لڑکیوں کو اندر بھیج دیا گیا تھا جن کا نام ایشا اور [illegible] تھا۔ دونوں کے منہ پھولے ہوئے تھے جسے میں نے صاف محسوس کیا [illegible] انہوں نے مجھ سے [illegible] کوئی بات نہ کی [illegible] تھیں۔ میں نے انہیں خود کو تیار کرنے کے لئے کہا [illegible] اس میں مصروف ہو گئیں۔

تھوڑی دیر کے بعد [illegible] گھوڑے پر سوار ہو کر ایشیلا [illegible] پہنچ گیا۔ ایشیلا آج مناسب حلیے میں نظر آ رہا تھا۔ [illegible] اور وہ [illegible] پر بیٹھا ہوا تھا۔ [illegible] میں اس کے نزدیک جا کر سینے پر ہاتھ رکھ کر جھکا [illegible]

"تو نے ہمیں سوچنے کے لئے بہت کچھ [illegible] سالاس۔" ایشیلا [illegible]

"میں کچھ نہیں سمجھا۔" میں نے حیرت سے پوچھا۔

"[illegible] کے بعد ہم نے جب ہوش سنبھالا تو دنیا کو [illegible] ہمیشہ [illegible] کمتر [illegible] پایا۔ ہمیں کبھی ضرورت [illegible] کہ ہم کسی کے بارے میں کچھ سوچیں لیکن تو نے ہمیں [illegible] پر مجبور کر دیا ہے۔"

"فاتح اعظم میرے بارے میں کیا سوچتا ہے؟" میں نے پوچھا۔

"تو بہادر اور طاقتور ہے۔"

"ایشیلا کا شکریہ۔"

"لیکن ہم تیری ذہنی قوت اور جنگی صلاحیت سے بے خبر [illegible]"

"فاتح اعظم واقف ہو جائے گا۔"

"لیکن اگر کبھی تیرے ذہن میں حکمرانی اور قیادت [illegible]

تو ہمیں مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔"

"خدا کی قسم یہ غلط فہمی ذہن سے نکال دے۔"

"وہ کون ہے جو اقتدار نہیں چاہتا۔" ایشیلا نے کہا

"میں ہوں۔" میں نے جواب دیا۔

"کیوں۔ تیرے دل میں اقتدار کی خواہش کیوں سر نہیں ابھارتی؟"

"اس لئے کہ میں نے بہت سے سورج چڑھتے اترتے دیکھے ہیں۔ [illegible] دیکھا کہ عروج زوال دیتا ہے [illegible] ہوں۔ تیرے ساتھ رہ کر میں وہ سب کچھ [illegible] ہوں جو [illegible] تنہا اپنے [illegible] نہیں پا سکتا۔"

"ہوں۔" ایشیلا پرخیال انداز میں گردن ہلانے لگا۔ "چونکہ تو بہادر ہے اس لئے مجھے تیری بات کا یقین ہے لیکن [illegible] اس کے باوجود میں ایک [illegible] تیرا ایک امتحان ضرور لوں گا۔ اور امتحان جو [illegible] مجھے تیری اہمیت بتائے گا۔"

"میں اس کے لئے [illegible] نہیں پوچھوں گا بلکہ میں اس کے لئے تیار ہوں۔"

"تیرا نام سالاس ہے۔"

"ہاں۔"

"آج سورج ڈھلے [illegible] اسپاکر [illegible] کا طریقہ درست کر [illegible]"

"سکالی کون ہے؟" میں نے پوچھا۔

"زامینہ کا حکمران، سرکش اور مغرور۔ [illegible] سفید ممالک میں [illegible] تک پہنچنے کے خواہشمند ہیں۔"

"میں تیرے ساتھ چلوں گا۔" میں نے جواب دیا۔

"[illegible]"

"جیسا تیرا حکم [illegible]" ایشیلا اٹھ کھڑا ہوا۔

"جو حکم۔" میں نے کہا اور پھر [illegible] سینے پر ہاتھ رکھ کر جھکا اور وہاں سے واپس چل پڑا۔

"کیسا [illegible] سالاس؟" اچانک پروفیسر خاور نے داستان کا طلسم توڑ دیا۔ اور وہ چونک کر خاور کو دیکھنے لگا۔ پھر ایک طویل سانس لے کر بولا۔

"اوہ [illegible] پروفیسر [illegible] اس وقت میں [illegible] کے طلسم میں خود کھو گیا تھا۔ اور یہ حقیقت ہے کہ [illegible] اس وقت میرے [illegible] طاری تھی [illegible] خیر [illegible] کیا پوچھ رہے تھے۔"

"سالاس جاننا چاہتا ہوں [illegible] ایشیلا کے [illegible] دلچسپ ہے۔ لیکن [illegible] الفاظ سے ایک خیال [illegible] اس سوال سے باز نہ رہ سکا۔"

"کون سی بات نہیں پروفیسر [illegible] پوچھو۔"

"تو ایشیلا کے سامنے اس کے غلاموں کی حیثیت سے حاضر ہوا تھا؟"

"ہاں۔"

"کیا یہ بات تیری فطرت کے خلاف نہیں تھی؟"

"میرا خیال ہے پروفیسر تم نے میری فطرت کا تجزیہ نہیں کیا۔"

"کیوں۔"

"میں ابھی تھوڑی دیر قبل تمہیں [illegible] بتا چکا ہوں [illegible] سمندر کی مثال سامنے رکھو جس کے سینے پر چھوٹی چھوٹی کشتیاں [illegible] اور [illegible] ناقابل تسخیر سمجھتی ہیں [illegible] خیال ہوتا ہے کہ وہ سمندر [illegible] ہیں۔"

"اوہ۔ ہاں تم نے کہا تھا۔"

"وہ بھی ایک چھوٹی کشتی کی مانند تھا جسے میں اپنے سینے پر [illegible] سکتا تھا۔ اور جانتا تھا [illegible] ایک لہر [illegible] سکتی ہے۔ اس کا سارا سامان ٹوٹ جائے [illegible] کشتی کو قائم رکھنا بھی ضروری تھا۔"

ایشیلا کے دل میں میرا خوف ضروری تھا۔

[illegible] بہر حال میں واپس لشکر میں آ گیا۔ اور پھر میں نے اپنے محافظ دستے کے سالار کو طلب کیا اور سالار میری خدمت میں حاضر ہو گیا۔

"سارے لشکر میں کوچ کا اعلان کر دو۔ [illegible] ہم سفر [illegible] گے۔" میں نے حکم دیا۔ اور سالار نے سینے پر ہاتھ رکھ کر [illegible] کا اظہار کیا۔ پھر وہ باہر نکل گیا۔ [illegible] ایشیلا کے الفاظ کے بارے میں سوچنے لگا۔ میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ [illegible] کی قوت سے مرعوب ہو گیا تھا۔

تھوڑی ہی دیر کے بعد چاروں طرف [illegible] مچ گیا۔ [illegible] اور میں [illegible] باہر نکل آیا۔ ہیلوس [illegible] میرے پاس پہنچ گئے اور میرے نزدیک کھڑے ہو گئے۔ تب میں نے اپنا گھوڑا طلب کیا اور پھر اس پر سوار ہو کر لشکر کے درمیان گھومنے لگا۔ میں نے اس وقت [illegible] محافظ دستے کو [illegible] کر دیا تھا۔ اور ان سے کہا تھا کہ وہ [illegible] تیاریاں کریں، صرف ہیلوس میرے ساتھ تھا۔

"ہیلوس [illegible] وہ غلام کہاں ہیں جو [illegible] سے قید کئے گئے ہیں۔ میری مراد ان بدنصیبوں سے ہے جنہوں نے [illegible] اور زندگی بچانے کے لئے ایشیلا کی غلامی میں آ گئے ہیں۔"

"وہ [illegible] ہوں گے۔"

"چلو میں انہیں دیکھنا چاہتا ہوں۔" میں نے کہا اور ہیلوس مجھے [illegible] طرف لے گیا جہاں [illegible] غلاموں سے سخت مشقت لی جا رہی تھی۔ سپاہی کوڑے [illegible] تھے اور انہیں [illegible] رہے تھے۔

[illegible]

شکرِ عظیم

زندگی کے ساتھ بتا سکتا میرے ساتھ وہ گاؤ چیزوں نے مجھے سارے رموز سے آگاہ کر دیا تھا۔ اب یہ بہت آسان ہو گیا تھا۔ اشیلا کے نائب کے فرائض انجام دیتے ہوئے سانپ تھا بلکہ یہ مشکل نہیں تھے۔ لشکر میں چار جرنیل تھے وہ چاروں تجربہ کار تھے اور بے شمار معرکے سر کر چکے تھے۔

چاروں میرے احکامات کے تابع تھے لشکر کی تنظیم کچھ یوں تھی سب سے پہلے اشیلا تھا جو سفید گھوڑے پر سوار تھا اس کے بعد میں تھا میں سیاہ گھوڑے پر تھا میرے پیچھے چاروں جرنیل تھے اور ان جرنیلوں کے پیچھے تمام فوج جسے درحقیقت [illegible] کہا جا سکتا تھا۔

گھوڑ سوار فوج کے پیچھے پیدل فوج تھی اور پیدل فوج کے ساتھ منجنیقیں اور دوسرے ہتھیاروں کا ذخیرہ تھا ان کے درمیان ایک محافظ دستے کے دائرے میں اشیلا کی بے شمار بیویاں سوار تھیں۔

گھوڑے نہایت سست رفتاری سے چل رہے تھے کیونکہ پیدل فوج کے درمیان تھے تنظیم یہی تھی۔ اشیلا اپنا گھوڑا آہستہ ہی بڑھا رہا تھا [illegible] بار بار وہ میری جانب دیکھتا اس کی آنکھوں میں عجیب سے تاثرات ابھرتے لیکن وہ بہت زیادہ گفتگو کرنے کا عادی نہیں تھا۔

ہاں اس وقت جب وہ شراب کے نشے میں ہوتا تھا تو ضرورت سے کچھ زیادہ ہی چہکنے لگتا تھا۔

اس کی خاموشی دیکھ کر میں بھی خاموش تھا اور تقدیر کے مذاق پر ہنس رہا تھا [illegible] تقدیر کے سامنے کوئی حیثیت نہیں [illegible] ایک بات کا میں ہمیشہ قائل رہا۔

پر [illegible] میری جانب دیکھنے لگا اس کی دونوں [illegible] بھی [illegible]

"تو کیا تم تقدیر کے قائل نہیں ہو؟"

"نہیں میں تقدیر کا قائل نہیں ہوں میں تقدیر پر مجبور نہیں کرتا [illegible] میں صرف اور صرف تدبیر کا قائل ہوں جہاں حالات خود کچھ [illegible] انہیں کرنے [illegible] ہم اس سوچ کے منصوبے پر عمل [illegible] سکتے ہیں لیکن حالات [illegible] نہیں جا سکتے میرا خیال ہے کوئی قوت ایسی نہیں ہے جو ہونے والی تبدیلیوں کو روک سکے۔"

اور یوں لشکر سفر کرتا رہا اور [illegible] میدان بہت کچھ تھا انہیں عبور کرتے ہوئے ہم آگے بڑھ رہے تھے غلاموں کا [illegible] بھی ان [illegible] کے ساتھ پیدل چل رہا تھا جسے [illegible] سے قید کیا گیا تھا [illegible] زنجیروں میں بندھا ہوا تھا ان غلاموں کے لئے میں کوئی [illegible] نہیں سوچ سکا تھا جس کا مجھے شدید افسوس تھا۔

اشیلا کے احکامات پر عمل [illegible] اس وقت بھی اگر یہ لوگ زندہ بچ جانے میں کامیاب ہو جاتے تو شاید آزاد ہو جاتے لیکن اب ان کے لئے بے شمار مشکلات پیدا ہو گئی تھیں۔

اشیلا کے نزدیک انسان کی کوئی حیثیت نہیں [illegible] تھا اور میں نہیں جانتا تھا ان لوگوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا [illegible] دور نہیں تھا اس وقت [illegible] مجبور [illegible] رہے تھے اس کے اختتام [illegible] کچھ دشمنوں کے [illegible] نظر آ رہے تھے اور اشیلا کا رخ اسی جانب تھا۔

اشیلا نے میری جانب دیکھا اور بولا۔ "سالاس، سالاس تم کیا سوچ رہے ہو؟"

"وہ خداؤں کے سامنے میری اپنی سوچ کیا ہو سکتی ہے" میں نے جواب دیا۔

"کیا تم نے اس سے قبل اس قسم کی جنگوں میں حصہ لیا ہے؟ میں جانتا ہوں تم ایک عمدہ [illegible] ہو لیکن چند افراد سے لڑنے کی بات اور ہوتی ہے اور جنگی معاملات کچھ اور ہوتے ہیں"

"میں نے کوئی بڑی جنگ نہیں لڑی عظیم اشیلا لیکن میں جنگوں سے [illegible] نہیں ہوں"

"مجھے علم ہے" اشیلا نے جواب دیا۔

"میں تو تجھ سے یہ معلوم کرنا چاہتا تھا عظیم اشیلا"

"تیری شخصیت دیکھ کر مجھے عجیب سا احساس ہوتا ہے سالاس [illegible]" اس نے کہا۔

"میری خواہش ہے [illegible] احساس کو ذہن سے نکال دیا جائے [illegible] وفاداری کا [illegible] ہے" میں نے جواب دیا اور اشیلا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"مجھے یقین ہے سالاس [illegible]" اشیلا نے [illegible] دیا......

ایک بار پھر خاموشی چھا گئی لشکر اب ان دشمنوں کے نزدیک [illegible] علاقہ [illegible] ایک [illegible] آگے [illegible]

"ایسا لگتا ہے جیسے یہاں [illegible]" اشیلا نے [illegible]

"ہاں" میں نے جواب دیا اس سے کہا بھی کیا جا سکتا تھا۔

ہم دشمنوں کے نزدیک پہنچ گئے وہاں ایک عجیب سی سنسناہٹ سنائی دے رہی تھی میں نے اس سنسناہٹ پر غور کیا [illegible] تیز و تند ندی بہہ رہی ہے [illegible] بارش کی وجہ سے تیز رفتار [illegible]

میں نے اس پر [illegible] اشیلا سے کہا [illegible] یہاں تو کیا کیا جائے؟

"نہیں میرے دوست" اشیلا نے مسکراتے ہوئے جواب [illegible]

"میں نہیں سمجھا کیا یہ جگہ تجھے پسند نہیں ہے [illegible]"

"یہ بات نہیں ہے سالاس یہ جگہ بہت خوبصورت ہے اور [illegible]

پر [illegible] حیثیت [illegible] ہے ہم اس وقت [illegible] پیچھے [illegible] نہایت خوبصورت [illegible] کی جانب توجہ [illegible] کرے گا اور ہم اپنے دشمن [illegible] سے پیچھے رہ جائیں گے" اس نے جواب دیا۔

بات میری سمجھ میں آ گئی [illegible] نے اسے پسند کیا۔

اشیلا میری شکل دیکھ رہا تھا "کیا تم میری بات سے متفق ہو نائب اعظم؟" اس نے پوچھا۔

"ہاں بے شک"

"دراصل میرا اصول ہے جب جنگ سے فرصت پاتا ہوں تو [illegible] عیش [illegible] زندگی گزارتا ہوں اور سارے ذہنی اور جسمانی [illegible] ہو جاتا ہے اس کے بعد جب میں دوبارہ جنگ کے لئے تیار ہوتا ہوں تو سارے خیالات ذہن سے جھٹک دیتا ہوں میرے [illegible] میدانوں اور [illegible] میں [illegible] رہنا چاہیے تاکہ ہمارے جسم تکلیف [illegible] ہوں اور ہم آگے بڑھنے کے بارے میں سوچتے رہیں" اس نے کہا اور میں نے گردن ہلا دی۔

میں سوچ رہا تھا ہر شخص کے کچھ اصول ہوتے ہیں جو غلط نہیں ہوتے ہر شخصیت [illegible] ایسے [illegible] ہوتے ہیں جو اسے دوسروں سے ممتاز کرتے ہیں اشیلا ایک اچھا انسان [illegible] ہے ایک ظالم شخص ہے اگرچہ [illegible] اصول رکھتا ہے۔

تھوڑی دیر کے بعد ہم اس تیز رو ندی تک پہنچ گئے جسے ندی نہ کہا جائے تو بہتر تھا وہ دریا [illegible] تھی البتہ اس میں بہنے والے پانی کی رفتار بے پناہ تیز تھی اس پانی سے گزرنا تقریباً ناممکن تھا تب اشیلا نے اپنا گھوڑا روکا اور میری جانب دیکھا۔

"نائب اعظم کیا ہم اس پانی سے آسانی سے گزر سکتے ہیں؟"

"میرا خیال ہے گھوڑے قدم نہ جما سکیں گے" میں نے جواب دیا۔

"لیکن ہم یہاں رکنا نہیں چاہتے"

"پھر کیا کیا جا سکتا ہے؟"

"کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی ہو گا" اس نے جواب دیا اور میں غور سے اس کی شکل دیکھنے لگا۔

اشیلا کی آنکھوں میں ایک عجیب سی [illegible] ابھر آئی تھی جو اس کی فطرت کا خاصہ تھی...

"تم بات [illegible] رہا ہے" اشیلا نے مسکراتے ہوئے کہا "اور [illegible] میرا خیال ہے [illegible] ندی پر [illegible] ہو سکے [illegible] اس کی چوڑائی زیادہ نہیں ہے [illegible] گھوڑوں کو گزرنے کے لئے [illegible] کے لئے کیا بندوبست کیا جا سکتا ہے؟"

"عظیم اشیلا بہتر جان سکتا ہے" میں نے جواب دیا۔

"ہاں میں جانتا ہوں" اس نے کہا اور پھر پیچھے مڑ کر اپنے جرنیلوں سے بولا۔

"سارے قیدی غلاموں کو آگے لے آؤ" اس نے حکم دیا اور میں چونک پڑا۔

بدقسمتوں کی بدقسمتی کا آغاز ہو چکا تھا لیکن میں کیا کر سکتا تھا اس وقت ظاہر ہے میں اشیلا کی مخالفت کر کے سارا معاملہ خراب نہیں کر سکتا تھا بس دیکھنا چاہتا تھا وہ کیا کرتا ہے۔

جرنیلوں نے اس کا حکم پیچھے پہنچا دیا اور قیدیوں کو آگے بڑھنے کے لئے مجبور کیا جانے لگا تھوڑی دیر کے بعد سارے بدقسمت قیدی اشیلا کے نزدیک پہنچ چکے تھے اشیلا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔ اس نے کہا "اب تم ندی پر پل بناؤ گے" وہ مسکراتے ہوئے بولا "اور اس کی ترکیب میں تمہیں بتاتا ہوں تم میں سے چند افراد [illegible] کی کوشش کریں"

جرنیلوں نے ہاتھ اٹھائے اور وہ لوگ آگے بڑھ آئے جو قیدیوں کے محافظ تھے اور انہیں کنٹرول کر رہے تھے محافظ اپنے ہاتھوں میں لمبی لمبی زنجیریں لئے ہوئے تھے جو قیدیوں کو باندھنے کے کام آتی تھیں۔

انہوں نے قیدیوں میں سے ایک حصے کو منتخب کیا اور اسے آگے بڑھا دیا قیدی [illegible] لیکن کیا کر سکتے تھے زنجیریں ان کے بدن پر تھیں اور وہ غلام ہو چکے تھے۔

تب وہ آگے بڑھے میں جانتا تھا کہ اس تیز رو ندی میں اترنے کی کوشش موت سے کم نہیں ہے۔

چنانچہ پہلا جتھا جو تقریباً بیس افراد پر مشتمل تھا ندی کے کنارے پہنچ گیا۔ وہ بے بس اور بے کس سے ایک دوسرے کی شکلیں دیکھ رہے تھے لیکن اس کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا کہ وہ ندی میں اتر کر جان دے دیں۔

اور یہی ہوا۔

جونہی وہ پانی میں اترے ان میں سے چار افراد چیختے ہوئے [illegible] جانے کہاں نکل گئے باقی خوف سے پیچھے ہٹ گئے تھے لیکن ان کے بدن پر پیچھے سے زنجیریں پڑی تھیں مجبوراً پانی میں اتر گئے [illegible] اسی طرح [illegible] ہوتے [illegible] ان کے سر بہت دور بہتے ہوئے نظر آ رہے تھے اور مجھے یقین تھا کہ وہ اب نہ بچ سکیں گے۔

تب اشیلا نے کہا "ہمیں اس پانی کی طاقت کا اندازہ ہو چکا ہے...

نائب اعظم اب ہمیں کیا کرنا چاہیے؟"

"اشیلا تو ان غلاموں سے کیا کام لینا چاہتا ہے؟" میں نے پوچھا۔

"میں چاہتا تھا کہ یہ [illegible] پانی میں اتر جائیں اور قدم جمانے کی کوشش کریں [illegible] ایک دوسرے کو پکڑے ہوئے اس طرح پانی ان کے قدم نہیں اکھاڑ سکتا تھا پھر ہم ان کے سروں پر [illegible] ہوئے گھوڑوں کو ان کے سروں سے گزارنے کی کوشش کرتے۔"

"وہ دیکھیں کہ اشیلا کو اندازہ ہے کہ اس پر کتنے سو کتنے وقت میں
اُتر سکتے تھے۔" میں نے پوچھا۔
"اس ایک بار گھوڑے سے زیادہ نہیں جا سکتے تھے۔" اشیلا نے
جواب دیا۔
تب اشیلا اس طرح تو یہ مشکل کام [illegible]
تھا کہ ان لوگوں کی قوت بدستور برقرار رہتی اور ان کے قدم بھی نہ بھٹکتے پائے
اس کے علاوہ پانی کا تیز ہے کہ یہ لوگ کم ہی تعداد میں اور قدم نہیں جما
سکتے تھے۔
"اوہ، نائب اعظم تو مجھے کیا کرنا چاہیے؟"
"میرا خیال ہے ان کی اجتماعی قوت سے کوئی اور کام لیا جائے۔"
"مثلاً؟"
"دریا کا پاٹ زیادہ چوڑا نہیں ہے، وہ ہمارے پیچھے جو درخت ہیں
وہ اتنے لمبے ہیں کہ اس کنارے تک پہنچ سکتے ہیں۔"
"اوہ" اشیلا کی آنکھوں میں روشنی تیرنے لگی "تو پھر؟" اس نے
جلدی سے سوال کیا۔
"ان غلاموں کو حکم دیا جائے کہ وہ درختوں کو کاٹ کر یہاں تک پہنچائیں۔"
میں نے جواب دیا۔
"ہوں ٹھیک ہے۔ ۔ ۔ یہ بھی ٹھیک ہے، ظاہر ہے ہم یہاں رکیں گے
[illegible] اشیلا نے کہا [illegible]
تجویز پسند آ گئی تھی۔
تب اس نے سرداروں کو حکم دیا اور غلاموں کو اس اذیت ناک موت سے
نجات مل گئی۔
البتہ اب انہیں دوسرا مشکل کام سونپ دیا گیا [illegible]
وہاں رکنے کا حکم دے دیا گیا لیکن اس کے باوجود وہ سب مستعد حالت میں
تھے [illegible] دوسرے عیش و آرام
[illegible] اشیلا ایسی ہی فطرت کا انسان تھا۔
قیدی غلام [illegible] کی موت سے نجات حاصل کر کے کسی حد تک
مطمئن نظر آ رہے تھے [illegible]
مصروف ہو گئے۔ لمبے لمبے درخت [illegible] کاٹے جانے لگے۔ غلام
درختوں پر کلہاڑیاں چلانے لگے [illegible]
ہو گئے [illegible]
[illegible] یہ کام انجام دیتے
چنانچہ [illegible] درخت کاٹ
کر وہاں تک لانے لگے [illegible]
[illegible]
درختوں کو اب کس طرح سے اس ندی کے دوسرے کنارے تک پہنچایا جائے
اس سلسلے میں بھی اشیلا نے مجھ سے پوچھا "اب کیا کہتے ہو۔۔۔"

"نائب اعظم ہم درخت سے یہاں تک پہنچ گئے ہیں۔"
"میرا خیال ہے انہیں برابر برابر ندی کے اس کنارے سے
دوسرے کنارے تک بچھا دیا جائے [illegible] تیار ہو جائے گا اور اس پر
گھوڑے بآسانی گزر جائیں گے" میں نے کہا۔
"ہوں، لیکن انہیں اس طرح کیسے بچھایا جا سکے گا؟"
"اس کی ترکیب میرے ذہن میں ہے" میں نے کہا اور اشیلا میری
جانب دیکھنے لگا۔
"سارے قیدی مل کر انہیں کھڑا کریں گے اور پھر انہیں آہستہ آہستہ
دوسرے کنارے تک گرا دیا جائے گا۔"
"اوہ، اچھا طریقہ ہے۔ تب پھر تم ہی اس کام کی نگرانی کرو" اشیلا نے
کہا اور میں نے گردن ہلا دی۔
[illegible]
لیا جاتا تو بہتر تھا۔
چنانچہ میں غلاموں کا سربراہ ہو گیا [illegible]
[illegible]
ہدایت پر عمل کرنے لگے۔
[illegible]

[illegible]
"مجھے تمہاری یہ تجویز بے حد پسند آئی ہے۔"
[illegible]
"میں حاضر ہوں" میں نے جواب دیا اور اشیلا نے مسکرا کر سامنے کی
جانب دیکھا۔
[illegible]
[illegible] ہے۔
[illegible]
[illegible]
ضروری ہے۔
[illegible]
[illegible]
تب بہت سے دوسرے میں شامل کر کے ریاست ترابین کے آثار
[illegible] سے اس علاقے کو دیکھ لیا تھا۔
[illegible]

کے آگے ایک طویل [illegible] پھیلا ہوا تھا۔
تب اشیلا نے اس جگہ اپنا ہاتھ اٹھایا [illegible] قیام کا اعلان کر دیا
گیا تھا اور یہ قیام [illegible] جس اندر میں نصب کے
جاتے تھے [illegible]
[illegible]
لیکن یہ سب سوچنا میرا کام نہیں تھا اور میں یہاں قیام کے سلسلے
میں کسی بھی طرح کچھ سوچنا نہیں چاہتا تھا۔ چنانچہ اشیلا کا حکم [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
"میرا جگر" اشیلا نے تلوار کی نوک سے زمین کریدتے ہوئے کہا "میرا جگر
ترابین کی فتح کے بعد ہمارا قیام کہاں ہو گا؟"
"وہ۔ ہم ترابین میں قیام نہیں کریں گے" میں نے پوچھا۔
"نہیں [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
انسانی زندگی سے کھیلنے کا شوق تھا۔
میں نے سوچا تھا کہ شاید اشیلا یہاں قیام پذیر ہونے کے بعد اپنے
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
لیکن [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
تھا۔
رات گزر گئی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
"کیا بات ہے؟"
"[illegible] نائب اعظم اشیلا [illegible]"

ہے۔"

"اور اتنی جلدی؟"

"یہ دانشمندانہ جنگ ہے۔ اس میں اٹیلا کی عادتوں میں بڑی تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں۔" پہلوس نے کہا اور جلدی سے اٹھ گیا۔

پہلوس کے ساتھ دوسرا سپاہی بھی پہنچ گیا۔ اٹیلا نے میری جانب دیکھا لیکن اس کے چہرے پر کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوئی تھی۔ وہ نہایت سنجیدہ بیٹھا نظر آ رہا تھا۔ میں اس کے نزدیک جا کر کھڑا ہو گیا۔

اٹیلا خاموشی سے ہاتھ باندھے سامنے کی جانب دیکھ رہا تھا۔ میں نے دیکھا شاہی کالا کے لوگ قلعے سے باہر نکل کر اپنے مورچوں میں مصروف ہو گئے۔ انہیں اٹیلا کی آمد کی اطلاع مل گئی تھی۔

تب اٹیلا نے اپنے سخت ہونٹ کھولے اور بولا: "اس بات کو سوچنا حماقت ہے کہ تراجین کے لوگوں کو ہماری آمد کی اطلاع پہلے سے نہ ہو گئی ہو۔"

"بے شک، خدائی قہر بہت بڑا ہے۔" ایک جنرل نے کہا۔

"تم نے کیسے اندازہ کیا ہے؟" اٹیلا نے جنرلوں کی طرف دیکھا۔

"وہ فصیلوں پر موجود لوگوں کو یہاں سے بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ ہم استقبال یقیناً بہت پہلے سے شروع ہو چکے ہوں گے۔"

"ہوں، ضرورت کتنے ہوں گے۔" اٹیلا نے جواب دیا۔ میں اس دوران خاموش کھڑا رہا تھا۔ تب اٹیلا نے میری طرف دیکھا۔ میں بھی اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔

اس نے کہا: "قلعے کو چاروں طرف سے اس لوس، عظیم کیا ہم اس کی مضبوطی کا اندازہ لگا سکتے ہیں؟"

"ہاں، یوں لگتا ہے جیسے وہ پوری چٹانوں کو کاٹ کر بنایا گیا ہو۔"

"یقیناً یہاں چٹانیں زیادہ مضبوط ہیں۔ میں اس کے بارے میں بہت کچھ سن چکا ہوں۔" اٹیلا نے جواب دیا۔

"لیکن ہم اسے تسخیر کریں گے، خدائی قہر کی برکت سے۔" ایک جنرل نے جواب دیا اور اٹیلا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"ہاں، ہم فتح کریں گے۔ تراجین کی قسمت میں صرف آگ اور دھواں ہے۔ اس کی دیواریں تراجین کے لوگوں کی موت کا منظر دیکھیں گی اور اس کے پتھر ان کی بربادی کی شہادت دیں گے۔ ہم تراجین کو آگے بڑھیں گے، فتح کریں گے، سالوس، تم مجھے دیکھتے رہنا۔ دیکھنا کہ فوجیں کس طرح آگے بڑھ جاتی ہیں۔ اگر شاہی کالا کے لوگ قلعے سے نکلنے کی جرأت بھی کریں گے تو ہم انہیں روند ڈالیں گے۔ ان میں کے بعد تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ ان کا مسئلہ شاہی کالا کے قلعے سے کافی دور ہے۔"

میں نے اٹیلا کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ میں سوچ رہا تھا کہ شاید تراجین کی قسمت میں بھی یہی لکھا ہے۔ اٹیلا وحشت کا درندہ تھا، وہ فتح کرنے کے بعد کسی کو زندہ نہیں چھوڑتا تھا۔

بلکہ بہت ناگوار کیفیت سے دوچار ہوتی تھی۔

چنانچہ ان لوگوں کی قسمت کا مالک میں کیسے بن سکتا تھا۔ میں انہیں اٹیلا کے ظلم سے روک سکتا تھا یا نہیں، یہ بات الگ تھی، میں نے فیصلہ کر لیا کہ کھلے طور پر ایسے اقدامات سے گریز کروں گا جو کسی کو خاص طور سے نقصان پہنچا سکیں۔ میں اس طرح اٹیلا کا ساتھ دے رہا تھا اور وہ اپنے دشمنوں کو اپنے ہاتھوں سے ختم کر دیتا تھا۔ اس کے بعد ان کا انجام صرف انتظار کرنا ہوتا تھا۔

اٹیلا اپنے جرنیلوں کے ساتھ فوجوں کو منظم کر رہا تھا۔ خیمے کافی دور لگا دیئے گئے تھے اور فوجیں مورچوں پر مامور کر دی گئی تھیں۔ اس کے علاوہ باقی فوجیں گھوڑوں پر سوار تھیں اور سامنے آگے نکل گئی تھیں۔ اس کے علاوہ چند دستے قلعے کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔

اٹیلا نے میری طرف رخ کر کے مجھ سے پوچھا تھا کہ کیا تم کسی باقاعدہ لڑائی میں حصہ لے چکے ہو؟ میں نے انکار کیا تھا۔ میرا مطلب ہے اس بار میں صرف اٹیلا کے ساتھ جنگ کرنے کا تماشہ دیکھوں گا۔ اس نے کہا تھا کہ پھر تم جنگ کے دوران ہماری مدد کرو۔

"بہتر ہے۔" میں نے جواب دیا۔

سوگرم میں نے کہا اور اٹیلا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔

"میرا مشورہ ہے کہ میں نے خیمے کے پاس کھڑے ہو کر تمہارا کام دیکھوں۔" اٹیلا نے کہا۔ "اگر تم یہاں رہو تو اچھا ہے۔ تم جنگ میں مداخلت نہیں کرو گے۔"

"بہتر ہے۔" میں نے جواب دیا۔

اور میں دل ہی دل میں خوش ہو گیا تھا۔ میں بھی یہی چاہتا تھا کہ مجھے خود بھی براہ راست تراجین کے لوگوں سے جنگ کرنے کا شوق نہیں تھا۔ اب مجھے ادھر ادھر بھاگنا نہیں پڑے گا اور اس کے ساتھ ہی مجھے یہ بھی مل گئی تھی کہ میں اٹیلا کے ساتھ جنگ کے اس منظر کو دیکھ سکوں گا۔ خوشی اس بات کی تھی کہ میں خود جنگ میں شریک نہیں تھا اور اس کا ساتھ نہ دینا مظلوم کے ساتھ ناانصافی تھی۔ ہاں، اگر اٹیلا کی بجائے کوئی مظلوم ہوتا اور وہ انسان ہوتا تو اس کا ساتھ دینا میرے لئے باعث فخر ہوتا۔ اب مجھے حسرت بھی نہیں تھی۔

چنانچہ اب میں خاموش تماشائی کی حیثیت حاصل کر چکا تھا۔ یہ بہت دلچسپ اور دلکش بھی تھا چنانچہ میں نے خوشی سے اس کو قبول کر لیا۔ اٹیلا جنگ کی تیاریوں میں مصروف ہو گیا۔

میں نے اس کی جنگی کارروائیاں دیکھنے کے لئے ایک مناسب جگہ کا انتخاب کیا جہاں سے میں سب کچھ دیکھ سکتا تھا۔

پھر اٹیلا کی فوجوں میں طبل جنگ بجا۔ نقارے، ناقوس، بگل بجنے لگے اور اس کے ساتھ ہی سارے سپاہی تیروں کی طرح میدان جنگ کی طرف بڑھے۔

گھڑسوار تیزی سے قلعے کی طرف دوڑنے لگے۔ اٹیلا ان کی رہنمائی کر رہا تھا اور اس کے جنرل بڑی تیز رفتاری سے اس کا ساتھ دے رہے تھے۔

قلعے کی طرف بالکل خاموشی تھی۔ فصیلوں پر بے پناہ لوگ نظر آ رہے تھے لیکن وہ اس طرح خاموش تھے جیسے کسی خاص واقعے کے منتظر ہوں۔ یا کسی خاص موقع کی تلاش میں ہوں اور یہ موقع یقیناً خاصا دلچسپ و دلکش تھا۔

جونہی اٹیلا کی فوج تیروں کی زد میں پہنچی تو اچانک فصیل سے تیروں کی بارش ہو گئی۔

اور پھر تو فصیلوں سے ایسی خوفناک بارش شروع ہوئی جس میں کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا، یوں لگتا تھا جیسے آسمان تیروں میں چھپ گیا ہو۔ اس طرح تیر برسائے جا رہے تھے کہ موت بہت قریب ہوتی تھی۔ اٹیلا کی فوجوں کی صفوں میں بڑی ہلچل مچ گئی۔ بہت سے گھوڑے زخمی ہو گئے اور وہ اپنے سواروں کو گرانے کے بعد ادھر ادھر بھاگ گئے۔ اس طرح اٹیلا کی پہلی کوشش ناکام ثابت ہوئی تھی۔ اٹیلا کو شاید اس شدید مدافعت کی توقع نہیں تھی اس لئے اسے حیرت ہی ہوئی تھی۔

واپس بھاگتی ہوئی فوجوں کو اس نے دوبارہ منظم کیا اور شاید کوئی جنگی تدبیر سوچنے لگا۔ میں نے دیکھا اٹیلا نے اپنی فوجوں کو پیچھے ہٹا لیا تھا اور فصیلوں سے کافی فاصلے پر منجنیقیں لگا دی گئی تھیں۔ منجنیقوں کی کافی تعداد ان کے ساتھ جمع کر لی گئی تھی۔

لوگ زیادہ دیر جنگ جاری رکھنے کی ہمت نہیں رکھتے، میں نے سوچا۔ شاہی کالا کے لوگوں کی مستعدی اور لڑائی کی مہارت سے میں بہت متاثر ہو رہا تھا۔

منجنیقیں سامنے لائی گئیں۔ فصیل سے اب بھی تھوڑے تھوڑے تیر چلائے جا رہے تھے۔ مقصد یہ تھا کہ منجنیقوں کو زیادہ قریب آنے سے روکا جائے۔ اٹیلا کی فوجوں کا خاصا نقصان ہو رہا تھا۔ لیکن پھر بھی کوئی زیادہ نقصان نہیں ہو رہا تھا۔ اٹیلا بہت غصے میں تھا اور اپنا گھوڑا دوڑاتا پھر رہا تھا۔

اچانک منجنیقوں نے اپنا کام شروع کر دیا۔ بڑے بڑے پتھر فصیل اور دروازے کی جانب پھینکے جانے لگے لیکن مجھے بہت جلد اندازہ ہو گیا کہ اٹیلا کی یہ کوشش بھی ناکام رہے گی۔ پتھر اتنے فاصلے سے پھینکے جا رہے تھے کہ فصیل تک پہنچتے پہنچتے ان کی قوت ختم ہو جاتی تھی اور وہ کوئی اثر ثابت نہیں ہو رہے تھے۔ ان میں کچھ پتھر فصیل اور دروازے پر جا لگتے تھے لیکن ان کی طاقت ختم ہو چکی ہوتی تھی اور اگر انہیں نزدیک سے پھینکا جاتا تو یقیناً کارآمد ثابت ہو سکتے تھے۔

لیکن قریب جانے کا خطرہ تھا اور اٹیلا اس سے اچھی طرح واقف تھا۔ اس کی حالت عجیب سی تھی۔ وہ کسی خونخوار بھیڑیے کی مانند ادھر ادھر پھر رہا تھا اور اپنی کوششوں کی ناکامی پر سخت مضطرب تھا۔

اور یہی بہتر تھا۔ میں نے سوچا اس نے مجھے یہاں چھوڑ دیا اور میری ضرورت محسوس نہیں کی۔ اور مجھے اس بات کی بھی خوشی تھی کہ میں نے اس قسم کی باتوں میں اس کے سامنے کسی مہارت کا اظہار نہیں کیا بلکہ اس کے ایک سوال پر میں نے یہ کہہ دیا تھا کہ مجھے اس قسم کی جنگوں کا کوئی تجربہ نہیں ہے ورنہ اٹیلا مجھ سے ضرور مدد لینے کی کوشش کرتا اور پھر خواہ مخواہ تراجین والوں پر مصیبت نازل ہوتی۔

مجھے تراجین سے کوئی خاص ہمدردی نہیں تھی، دشمنی کی بھی کوئی وجہ نہیں تھی۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ وہ اٹیلا کے قہر کا شکار ہوں لیکن اگر ان کی قسمت میں یہی سب کچھ تھا تو بات دوسری تھی۔ میں اس سلسلے میں کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔

جنگ کا نتیجہ اٹیلا کے حق میں خراب جا رہا تھا۔ اوپر سے برسنے والے تیروں نے اٹیلا کے بہت سے لوگوں کو ختم کر دیا تھا جب کہ اٹیلا ابھی تک فصیل یا دروازے کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکا تھا۔ اس کے علاوہ شاہی کالا کی فوج کا ایک آدمی بھی زخمی نہیں ہو سکا تھا۔ تب اٹیلا نے صورت حال کا صحیح اندازہ کیا اور اپنی فوجوں کو پیچھے ہٹا لیا۔ منجنیقوں سے سنگ باری روک دی گئی۔

فوجوں کو پیچھے ہٹانے کے بعد شاید وہ کوئی نئی ترکیب سوچ رہا تھا۔ فوجیں تیروں کی زد سے پیچھے ہٹ آئیں۔

شاید اٹیلا کی زندگی میں یہ پہلا واقعہ تھا کہ اس کی فوجیں کسی محاذ سے پیچھے ہٹی ہوں۔ اس کے چہرے پر خون ہی خون نظر آ رہا تھا۔ بظاہر مجھے یہاں سے اس کے چہرے کے مکمل تاثرات نظر نہیں آ رہے تھے۔ لیکن اس کے انداز سے یہ پتہ چلتا تھا کہ وہ کس قدر بے چین اور پریشان ہے۔

فوجوں کی کارروائی مکمل طور پر روک دی گئی تھی۔ دوسری طرف سے بھی تیر برسانے والوں نے ہاتھ روک لیا تھا۔ ظاہر ہے وہ بلاوجہ تیر ضائع نہیں کر سکتے تھے۔ چند لمحات کے لئے جنگ رک گئی۔

میں نے اٹیلا کو اپنی نظروں کے سامنے کیا۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اٹیلا کی سمجھ میں کچھ نہ آ رہا ہو کہ اس مسئلے کو کس طرح نمٹانا چاہئے۔

فوجیں کافی پیچھے ہٹ آئی تھیں اور اب وہ اپنے آپ کو منظم کر رہی تھیں۔ جس جگہ سے وہ ہٹی تھیں اس جگہ بے شمار لاشیں بکھری ہوئی تھیں۔ یہ آدمی شاہی کالا کے آدمیوں کے ہاتھوں ہلاک ہوئے تھے۔ ان کی تعداد دیکھ کر مجھے کافی حیرت ہوئی کیونکہ تیروں نے بڑی تباہی پھیلائی تھی۔

بہرطور اس وقت اٹیلا جیسے خونخوار شخص کا ردعمل کیا ہو گا۔ میرا خیال تھا کہ تھوڑی دیر کے بعد اٹیلا کوئی جنگی کارروائی کرے گا لیکن ابھی تک اس نے کوئی کارروائی نہیں کی تھی ـــــ سورج نیچے اترتا جا رہا تھا۔

تمام ہو گئی اور ایشلا کی فوجوں میں کوئی خاص ترتیب نظر آتی نہ
تھی۔ نہ جانے وہ کیا سوچ رہا تھا۔

میں ان معاملات کو دلچسپ نگاہوں سے دیکھ رہا تھا، حالانکہ بیر تری اس سلسلے میں کام کر رہا تھا۔ میں سوچ رہا تھا کہ اگر ایلوا نے ذرا ہوشیاری سے قلعے تک سے جانے کی کوشش کرے تو اس کے آدمی کس طرح وہاں تک پہنچ سکتے ہیں۔

سورج ڈھلنے پر تھا جب اچانک ایشلا کی فوجوں میں پھر حرکت ہوئی لیکن اس بار ایک دلچسپ تماشا نگاہوں کے سامنے تھا۔

میں نے دیکھا کہ ایک آدمی ایک بڑی ڈھال لیے ہوئے قلعے کی جانب دوڑ رہا ہے۔ اوپر سے تیروں کی بارش شروع ہو گئی تھی لیکن اس ڈھال نے اس آدمی کے پورے جسم کو چھپایا ہوا تھا۔ اس کے دوسرے ہاتھ میں ایک چوڑا کلہاڑا تھا جسے وہ اٹھائے ہوئے جا رہا تھا۔ وہ ڈھال تیروں سے بچاتا ہوا دروازے کے قریب پہنچ گیا اور اپنے ہاتھ میں پکڑا ہوا کلہاڑا دروازے پر دے مارا۔

مضبوط کلہاڑا دروازے میں پیوست ہو گیا۔ وہ شخص دروازے کے عین نیچے رک گیا تھا۔ اس کے پیچھے ہی ایک دوسرا آدمی ڈھال لیے بڑھا اور اس نے بھی وہی حرکت کی۔ اس نے وہ کلہاڑا دروازے سے کچھ اوپر پیوست کر دی تھی اور دروازے کے نیچے پناہ لے لی تھی۔ یہاں سے تیر کارآمد ثابت نہیں ہو رہے تھے۔

پھر تقریباً چند سو آدمی اسی طرح سے بھاگے اور میں نے دلچسپ نگاہوں سے ان کی اس کارروائی کو دیکھا۔

بلاشبہ پروفیسر، یہ بڑی دلچسپ کارروائی تھی۔ ایشلا نے کلہاڑوں کی ایک سیڑھی بنا دی تھی۔ دروازے میں پیوست کلہاڑوں پر پیر رکھ کر کوئی شخص بھی فصیل کے اوپر پہنچ سکتا تھا۔ ایک طرح سے یہ حفاظت کی ایک تدبیر بھی تھی۔ ایک آدمی اوپر جا سکتا تھا، اور جونہی اس ایک شخص کو دوسرا اوپر بھیجتا، تاکہ وہ اس کو ہلاک کر دیتے، اس لیے یہ ترکیب میری سمجھ میں نہیں آئی تھی کہ اس کا مقصد کیا تھا۔

بہرحال مقصد کچھ بھی ہو، یہ لوگ نہایت دلیری سے کام لے رہے تھے۔ شہنشاہ کا کے ساتھی بالکل خاموش ہو گئے تھے اور کسی قسم کا آدمی پر نہیں چلا رہے تھے۔ مجھے اندازہ ہو رہا تھا کہ آخر ان لوگوں کا مقصد کیا ہے۔

پھر جب پچیس آدمی فصیل کے نیچے پہنچ گئے تو اچانک اوپر سے جلتا ہوا تیل اور آگ ان لوگوں پر انڈیل دی گئی۔

پروفیسر، یہ کارروائی بے حد خوفناک تھی۔ فصیل کے نیچے چار پانچ سو آدمیوں سے سمٹ سکتے تھے لیکن تیل اور آگ ان لوگوں کے لیے بڑی مہلک تھی اور بری طرح اس کی زد میں آ کر ہلاک ہونے لگے، اور جو بھاگ رہے تھے۔ ادھر صرف ان کا پیچھا نہ ہو رہا تھا، وہ بھی فصیل کے

فصیلوں کے نیچے انہیں بھسم ہوتے ہوئے دیکھنا نہیں چاہتے تھے۔ آخر اس طرح وہ تمام آدمی ہلاک ہو گئے اور شہنشاہ کا ایک بار پھر پلڑا بھاری نظر آنے لگا۔ صورتحال بے حد سنسنی خیز تھا۔

صورتحال بالکل عجیب ہو گیا تھا۔ ہیجان تھا اور ایک بہت بڑی جنگ تھی جس کے بعد کسی کو ایک لمحہ کو بھی یہ احساس نہیں ہوا تھا کہ آخر ایشلا کس طرح قلعے میں داخل ہو سکے گا۔ تو نے ایسا ہی حکم دے دیا۔

گویا اس کے بعد اس کا جنگ جاری رکھنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ بہرحال ایشلا کو اس جنگ میں جتنی مشکلات پیش آ رہی تھیں وہ ان کا کوئی حل نکالنا چاہتا تھا۔ میں یہ سمجھ رہا تھا کہ یہ بھی بہتر ہے کہ حکمران زمین آدمی ہیں اور ان کے ان سے اچھی طرح واقف ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ ایشلا کو یہاں کا کوئی بھی قرار نہ مل جائے اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ اس جنگ میں کامیاب نہ ہو سکے۔

رات گہری ہو چلی تھی۔ فوجیں اپنی اپنی جگہ خاموش تھیں۔ میں اس وقت ہوشیار تھا، چونکہ کا بندوبست ہو گیا تھا۔ اس کے علاوہ انہیں کوئی اور فکر نہیں تھی۔ میں اپنے خیمے سے باہر صرف خیموں کی حفاظت پر مامور تھا اور اپنا جائزہ لے رہا تھا۔

رات کا شاید دوسرا پہر تھا، میں نے اپنے عقب میں قدموں کی آہٹ سنی۔ میں پلٹ پڑا تھا، ظاہر ہے مجھے اس دنیا میں کوئی خوف نہیں تھا۔ میرے ساتھ کچھ دوسرے سپاہی بھی پہرہ دے رہے تھے۔ اس وقت میں تنہا ایک چٹان کے نزدیک کھڑا ہوا تھا جب میں نے دیکھا میرے نزدیک آنے والی فروشاں تھی۔ ایشلا کا وہ تحفہ جو اس نے مجھے بخشا تھا۔

وہ بھوسی ہی سہمی ہوئی تھی۔ میں نے مسکرا کر اس کی جانب دیکھا اور وہ میرے چہرے پر عجیب سے تاثرات پیدا کر دیے۔

"کیا بات ہے؟" میں نے مسکرا کر اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں تمہیں یاد ہوں؟" فروشاں نے تاریک میں کہا۔

"ہاں یاد تو ہو۔"

"میں تو سمجھی تھی تم مجھے بھول ہی گئے ہو۔"

"تم آتی ہے، وقت کیوں ہو؟"

"کیا مطلب؟ اس میں بیوقوفی کی کیا بات ہے؟ انتظار کرتے رہے تم نے میری جانب دیکھا بھی نہیں ہے۔"

"یہ تم ایشلا کے قہر کو آواز دینا چاہتی ہو، کیا تمہیں اس بات کا علم نہیں ہے کہ وہ حالت جنگ میں ہے اور جب وہ جنگ کر رہا ہو تو خود بھی بیویوں اور عورتوں کی جانب متوجہ نہیں ہوتا اور نہ وہ دوسروں کو اس انداز میں دیکھنا پسند کرتا ہے۔ کیا تمہیں اس بات کا علم ہے؟"

"میں یہ درست ہے لیکن اس وقت ایشلا کہاں ہے؟ میرا کوئی بات نہیں ہے، اس وقت وہ نہیں ہے تو کیا...

قریب پہنچے ہیں کو ایک عمل کی اطلاع ملی ہوئی ہے۔

"وہ سمجھدار انسان ہے، یہ بات نہیں ہے ساموس اعظم۔"

"کیوں؟"

"جو کچھ ہونے والا ہے، اس سے متاثر ہیں اور کوئی بھی یہ جرأت نہیں کرے گا۔"

"کہ تمہاری شکایت ایشلا تک پہنچائے۔"

"پھر بھی فروشاں، میں تو بھی ایشلا کے مخلص لوگوں میں ہوں۔"

"کہو، کوئی حرکت اسے برداشت کر دے۔"

"گویا میں آپ سے جھوٹی بات کروں؟"

"ہاں۔" میں نے جواب دیا اور فروشاں ایک دم سے خاموش ہو گئی۔ اس کے چہرے پر عجیب و غریب تاثرات نظر آ رہے تھے۔ پھر وہ تیز قدموں سے واپس چلی گئی۔

میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ "وہ بھی تو، کس قدر بیوقوف ہے۔ میں ایشلا کی ہدایت پر عمل کر رہا ہوں۔" اگرچہ میں ان تمام باتوں کی ضرورت بھی نہیں تھی۔ فروشاں کو یہاں سے کہیں لے کر جا بھی سکتا تھا لیکن میں کوئی ایسی حرکت کرنا نہیں چاہتا تھا۔

اور پھر یہ رات کا غالباً آخری پہر تھا جب شور و غل اور ہنگامہ آرائی شروع ہو گئی۔ میں تعجب سے چونک پڑا تھا۔

"یہ کیا ہوا؟" میں نے سوچا اور پھر ایک اونچی جگہ پر پہنچ گیا۔ وہاں سے میں نے ایک عجیب منظر دیکھا۔

بے شمار مشعلیں روشن تھیں۔ ایشلا کی فوجوں پر حملہ ہو رہا تھا۔ یقیناً شہنشاہ کا کے فوجی تھے جنہوں نے قلعے سے نکل کر شب خون مارا تھا۔ انہوں نے شدید برق رفتاری سے حملہ کیا اور ایشلا کی فوجوں کو زبردست نقصان پہنچایا۔ ایشلا کے فوجی اس کے لیے تیار نہیں تھے۔

میں نے دیکھا مشعلیں واپس قلعے کی جانب بھاگ رہی ہیں۔ ایشلا کے فوجی ان کا تعاقب کر رہے تھے۔ انہوں نے ان کا تعاقب بھی کیا لیکن شہنشاہ کے لوگ واپس اندر نکل چکے تھے۔ قلعے کی دونوں جانب سے دروازے کھولے ہوئے تھے اور چند ساعت کے بعد شور و غوغا ختم ہو گیا۔

لیکن ایشلا کی فوجوں میں دہشت پھیلتی جا رہی تھی۔ وہ سب جاگ گئے تھے اور تیار ہو رہے تھے۔ میں ابھی حیران تھا۔ ایشلا کی کیفیت اس وقت کیا ہو گی۔ وہ یقیناً غصے سے دیوانہ ہو رہا ہو گا۔

ایشلا شاہی کا کے لوگ میرے حصے کی بھی کارروائی کر رہے تھے۔ ویسے ایشلا کے مشورے بات نہیں تھی۔ انہوں نے ایشلا پر کاری ضربیں لگائیں۔ انہوں نے سامنے سے آنے کی جرأت نہیں کی تھی بلکہ قلعے کے دوسری طرف سے نکلے تھے۔ قلعے کے اطراف میں کچھ خفیہ راستے تھے وہ سب کے اندازے کے مطابق ایشلا یقینی طور پر ان راستوں کو تلاش کرے گا۔

ایشلا نے اس وقت کارروائی نہیں کی تھی بلکہ صبح تک وہ پرسکون

مہر شاہ کے وقت کا شخص کی امداد میں اضافہ ہو گیا تھا تب اس کا لشکر دھصوں میں بٹ گیا۔ چند آدمی ڈھالوں کی پناہ میں قلعے کے دونوں حصوں کا جائزہ لینے کے لیے اس طرف روانہ ہو گئے جہاں سے شاہی لوگ نکلے تھے۔

میری دلچسپی اب رک نہ سکی تھی چنانچہ میں آہستہ آہستہ ایشلا کے نزدیک پہنچ گیا۔

ایشلا نے مجھے دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں خون ہی خون نظر آ رہا تھا۔ بے حد خوفناک لگ رہا تھا وہ۔

مجھے دیکھ کر اس نے کچھ نہ کہا اور خاموش کھڑا رہا۔ وہ لوگ جو قلعے کے اطراف کا جائزہ لینے گئے تھے واپس آ گئے۔ انہوں نے ایشلا سے کہا "عظمتوں کے مالک! قلعے کے دونوں جانب اور عقب میں بہت چوڑی چوڑی خندقیں کھدی ہوئی ہیں جن میں پانی بھرا ہے۔ بس یہی جگہ ہے وہ لوگ نکلے تھے۔ وہ قلعے کے بغلی دروازے تھے جو شاید پانی کی شکل میں اوپر سے نیچے تک چلے گئے ہیں۔ جب وہ اوپر سے نکلتے ہیں تو ان کا دوسرا سرا خندقوں کو پار کر کے زمین پر آ نکلتا ہے اور وہ اس سے گزر کر باہر نکل جاتے ہیں۔ جب وہ اندر چلے جاتے ہیں تو چہار سو کو اٹھا لیا جاتا ہے، اس طرح ہمارے لیے ان دونوں حصوں کو عبور کرنا اور بھی ناممکن ہے۔"

"اسے ممکن بنانا پڑے گا۔" ایشلا نے غراتے ہوئے کہا اور وہ خاموشی سے گردن جھکا کر کھڑے ہو گئے۔

"جاؤ۔" ایشلا نے انہیں حکم دیا اور وہ واپس چلے گئے تب ایشلا نے میری جانب دیکھا "ساموس اعظم! جنگ کا نقشہ تم دیکھ رہے ہو۔"

"ہاں عظمتوں کے مالک! دیکھ رہا ہوں اور سوچ رہا ہوں کہ قلعے والوں نے کافی زبردست انتظام کیے ہیں۔"

"لیکن تم دیکھنا کہ تقدیر دشمن بننے کی منزل ہے اور اس کا حشر کیا ہو گا، وہ تم بھی دیکھو گے ساموس اعظم اور یہ زمین بھی دیکھے گی۔" ایشلا نے تلخ انداز میں کہا۔

میں نے خاموشی اختیار کر لی۔ ایشلا کے چہرے پر ہونے والی تبدیلی وہ بڑی حد تک اندازہ لگا رہا تھا اور میں نے محسوس کیا تھا کہ اس کے ذہن میں کوئی بات نہیں آ رہی ہے۔ بہرحال اس نے خاموشی اختیار کر لی اور میں نے بھی کوئی خاص بات چیت نہیں کی۔ چند ساعت خاموش رہنے کے بعد ایشلا نے ہی سکوت توڑا اور کہا "ساموس اعظم! ان لوگوں کے حوصلے کافی بلند ہیں لیکن وقت بہرحال ان کے خلاف ہے۔ کوئی ہوشیار سا سرداری نہیں کر سکتے ہیں۔ اس لیے ان کے حوصلے اس وقت تک بڑھتے رہیں گے جب تک ان پر کاری ضرب نہ لگا دی جائے۔ ایسی صورت میں اس بات کا امکان بھی ہے کہ کہیں یہ پھر شب خون نہ ماریں چنانچہ تم اپنی جگہ جاؤ اور نگرانی کرو۔"

میں نے گردن جھکا دی تھی اور پھر میں واپس چل پڑا۔ بہرحال مجھے کیا پڑی تھی کہ ایشلا کے معاملات میں دلچسپی لیتا۔ اور اب جبکہ میں نے دیکھا تھا کہ وہ لوگ لڑنا جانتے ہیں اور اپنے بچاؤ کے لیے بہتر طور پر لڑ سکتے

ہیں مگر اس صورت میں اگر ایشلا کو شکست بھی ہو جاتی تو مجھے کوئی افسوس نہ ہوتا۔ میں نے تو بڑی بڑی فیصلہ کن جنگیں دیکھی تھیں، صدیوں کے محلات دیکھے تھے اور یہی اندازہ لگایا تھا کہ جو اپنا بہتر دفاع کر سکتا ہے وہی جینے کا حق رکھتا ہے۔ تمہاری دنیا کا یہی اصول ہے اور اس اصول کو بدلنا ناممکن۔

چنانچہ مجھے صرف تماشا دیکھنے سے دلچسپی تھی اور میں اب تک تماشا ہی دیکھ رہا تھا۔

میں ان دو عورتوں کے خیموں کے نزدیک پہنچ گیا۔ وہاں کوئی خاص اہتمام نہیں تھا۔ بس ایک دستے کو ہدایات جاری کر رہا تھا جو عورتوں کے خیموں کی نگرانی کر رہا تھا۔

اور بہر صورت جب ایک فرض میں نے اپنے ذمے لے لیا تھا تو اسے انجام تو دینا ہی تھا۔

چنانچہ میں نے اپنی ذات سے کام لے کر چند افراد کو ایسی جگہ متعین کر دیا جہاں سے وہ قرب و جوار پر گہری نگاہ رکھ سکتے تھے۔ میں نے انہیں جو ہدایات جاری کی تھیں اس میں حفاظتی تدابیر موجود تھیں اور مجھے یقین تھا کہ اگر کوئی چھوٹا موٹا حملہ کرنے کی کوشش کی گئی تو وہ بہت آسانی سے ناکام بنا دیں گے اور خیموں تک پہنچنے والوں کو روک سکیں گے۔

پیلوس میرا خادم میرے نزدیک ہی موجود تھا۔ مجھے تنہا موجود دیکھ کر وہ میرے نزدیک پہنچ گیا۔ اس کے چہرے پر تشویش کے آثار تھے۔

میں نے کہا۔ "ساوس اعظم! تم حالات دیکھ رہے ہو؟"

"ہاں پیلوس تم کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"منطقی طور پر صورت حال [illegible] واضح ہو رہی ہے پہلے ان میں جو نقصان ایشلا کو پہنچا ہے [illegible] جنگ کے اختتام تک نہیں اٹھانا پڑے گا۔"

"پیلوس ہر شخص اپنے بچاؤ کا حق رکھتا ہے اور فتح کا بھی۔" میں نے گہرے انداز میں کہا۔

"ہو بہو ساوس اعظم، تو کیا [illegible] ہو کر وہ ایشلا پر فتح پالے گا؟"

"دیکھو بہرحال وہ خود ایشلا پر حملہ آور نہیں ہوا ہے۔ ہاں ایشلا نے اسے شکست دینے کی ٹھان لی ہے۔ ایسی صورت میں اگر وہ اپنا بچاؤ کرتا ہے تو یہ اس کا حق ہے۔"

"میرے خیال میں بہت مشکل کام ہے۔" پیلوس نے کہا۔

"کیوں؟"

"ایشلا اس وقت تک اس کا پیچھا نہیں چھوڑے گا جب تک کہ اسے فنا نہ کر دے۔"

"یعنی اس کی موت ایک ہی صورت ہے۔" میں نے کہا۔

"کیا؟" پیلوس نے پوچھا۔

"ایشلا فوجوں کو پیچھے ہٹائے اور محاصرہ ڈال دے۔ اس طرح وہ ان لوگوں کو مجبور کر سکتا ہے کہ وہ باہر نکل کر جنگ کریں اور ایشلا کو یہ بھی اندرونی یقین ہو کہ شانی کا والوں نے باہر نکل کر جنگ کی تو ایشلائی فوجیں ان کو شکست فاش دے دیں گی۔"

"بے شک، لیکن یہ بھی تو نہیں کہا جا سکتا کہ شانی کا کے لوگ [illegible] قلعے میں محصور رہ سکتے ہیں۔"

"یہ بات بھی اس کی ذہانت پر ہے پیلوس۔"

"کس طرح جناب اعظم؟" پیلوس نے پوچھا۔

"اس طرح کہ اس نے شہر ایشلا سے جنگ کرنے کے لیے کہ تم [illegible] انتظامات کیے ہیں [illegible] پہلے سے اس بات کا علم تھا [illegible] کی کوشش کی ہے اور وہ [illegible] گا۔"

"یقیناً جناب اعظم، شانی کا کو پیغام بھیجا گیا تھا کہ وہ ایشلا کی [illegible] قبول کرے اور اس کے [illegible] لیکن اس نے [illegible] اس پیغام کو ٹھکرا دیا اور اس کے بعد [illegible] نے اپنے بچاؤ کا [illegible] نہیں کیا تو یہ اس کی حماقت ہوگی ساوس اعظم۔"

"ٹھیک ہے پیلوس، دیکھتے رہو کیا ہوتا ہے۔" [illegible] سانس لے کر کہا۔

"ویسے ایک بات پر مجھے تعجب ہے ساوس اعظم۔"

"کیا؟" میں نے پیلوس کی شکل دیکھی۔

"خداوند تم نے ہمیں اپنے مشوروں میں شریک نہیں کیا۔"

"میں نہیں سمجھا پیلوس۔" میں نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تم اس کے [illegible] میرا خیال ہے کہ اگر وہ تم سے [illegible] نہیں ہوتا تو [illegible] ایسی صورت میں [illegible] تھا کہ ایشلا سے مشورہ دیتا اور پھر [illegible] کے تحت کام کرتا [illegible] اس نے ......"

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا پیلوس۔" میں نے پیلوس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"کیوں فرق نہیں پڑتا ساوس اعظم؟" پیلوس نے سوالیہ انداز میں میری جانب دیکھا۔

"پیلوس، اگر وہ میری ضرورت محسوس کرے [illegible] مجھے اس کا کوئی فکر نہیں۔"

"بے شک، لیکن میں اس کی فطرت سے واقف ہوں پیلوس [illegible]"

"کیا مطلب؟"

"اگر وہ کوئی کاری ضرب شانی کا والوں پر لگا دیتا تو پھر وہ [illegible] خوش ہوتا اور اس وقت وہ اس ضرب کو مزید موثر بنانے کے لیے [illegible] سے مشورے کرتا لیکن اب بات اس کی [illegible] گئی ہے۔"

"اوہو... شانی کا والوں نے جو حملہ کیا ہے میرا خیال ہے [illegible] سے بہت متاثر ہوا ہوگا۔"

"یقیناً ہوگا۔ ایشلائی فوجوں پر ایسے حملے تقریباً ناممکن تصور کیے جاتے ہیں جو [illegible] جانتے ہیں وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ اس کا نتیجہ کیسا ہوتا ہے۔"

"ہوں۔" میں نے گہری سانس لی۔ ظاہر ہے پیلوس ایشلا کی آن سے بہت متاثر تھا اور اسے بہت کچھ [illegible] تھا لیکن میرا رویہ [illegible] قائم [illegible] سیکڑوں [illegible] میں پیدا ہوا تھا [illegible] شاندار فتح حاصل کی [illegible] تصور بھی نہیں کر سکتا تھا [illegible] وقت تک [illegible] ان باتوں کا یقین کرنے کو تیار نہیں ہوں جب تک اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لیتا۔ بڑی خاموشی [illegible] مناسب [illegible] ایشلا مجھے مشورہ دیتا تو یقیناً وہ [illegible] کے [illegible] متاثر ہوتا۔

[illegible] عورتوں کا خیمہ تھا اور اس بات پر [illegible] مرد تھا کہ اگر ایشلا کو شکست ہوئی تب بھی مجھ پر کوئی اثر نہیں ہوگا اور اگر وہ [illegible] فتح [illegible] تب بھی [illegible] میں نے [illegible] پر [illegible] میں ایشلا کو دی ہے۔

دوسری رات آگئی۔

ایشلا [illegible] میں مصروف دکھائی دیتے ہیں [illegible] کے بارے میں جانتا تھا وہ [illegible] سوچ رہا ہوگا [illegible] اتنے فاصلے پر تھا کہ [illegible] دشمنوں سے [illegible] نہیں جانتا تھا۔ ایشلا [illegible] ظاہر یوں لگتا تھا [illegible] اس سلسلے میں ایشلا [illegible] پریشان ہو۔

[illegible] مجھے کوئی دلچسپی [illegible] میں اپنے عالم میں مصروف تھا [illegible] رکھا تھا [illegible] دشمنوں کی قربت قبول نہ کی جائے۔

ایشلا [illegible] میں تھا اس وقت اور زیادہ [illegible] عورتوں کی تفریحات پسند نہیں [illegible] سلسلہ میں [illegible] آدمی [illegible] اپنے ساتھیوں [illegible] دیکھ [illegible] مجھے کے عقب سے کسی نے میری پشت [illegible] دیا۔

میں [illegible] پیچھا [illegible] مجھے اس بات کا اطمینان تھا کہ [illegible] حملہ کرنے کی کوشش کرے [illegible] ضرورت [illegible]

چنانچہ میں [illegible] اور ایک [illegible] کے لیے [illegible] ایشلا کی فوجوں میں بے شمار حسین عورتیں [illegible] میں نے [illegible] لیکن جو عورت اس وقت میرے نزدیک کھڑی تھی اسے بلا مبالغہ چاند کا ٹکڑا ہی کہا جا سکتا تھا۔ چمکتا ہوا روشن چہرہ، متناسب اور سڈول بدن، بڑی بڑی سیاہ آنکھیں۔

اس کے چہرے پر بڑی ہی ملاحت تھی۔ جسم [illegible] کہ ذہن مسحور ہونے لگتا تھا۔ عجیب سی سوالیہ شکل بنائے وہ میرے سامنے کھڑی تھی۔ میں نے تعجب سے اسے دیکھا اور پھر پوچھا۔ "کون ہو تم خاتون؟"

"نورا۔" اس نے جواب دیا۔

"نورا، کیا میں تمہیں جانتا ہوں؟"

"نہیں۔" اس نے جواب دیا۔

میں سوالیہ انداز میں اس کی شکل دیکھنے لگا تب اس نے دوبارہ کہا۔ "ہے کس شخص ہو تم کسی کے بارے میں کیا جان سکتے ہو؟"

"تب پھر معزز خاتون تم خود ہی بتا دو تم کون ہو؟"

"ایشلا کی بیوی۔" اس نے گردن جھکا کر جواب دیا۔

"اوہ تب [illegible] ایشلا خوش نصیب ہے کہ تم جیسی حسین عورتیں اسے حاصل ہیں۔"

"ہاں مگر ہم بدنصیب ہیں کہ ہمیں کچھ حاصل نہیں۔" اس نے کہا اور میں دلچسپی سے اس کی شکل دیکھنے لگا۔

"کیا مطلب، میں سمجھا نہیں۔"

"سمجھنے کی کوشش کرو۔"

"میرے خیال میں بہتر ہوگا کہ تم خود بتا دو۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں خوش نہیں ہوں۔" اس نے جواب دیا۔

"کیوں؟"

"یہ ایک لمبی بات ہے۔"

"وہ تو پھر جاتی کیا ہو؟" میں نے پوچھا۔

"پہلے تم یہ بتاؤ کہ کیا تم مجھے اپنا تھوڑا سا قرب بخش سکتے ہو؟"

"حسین نورا، تم بے شک حسین ہو اور تمہارا قرب حسن اور دلکشی کا رکھتا ہے لیکن شاید تمہیں اس بات کا علم نہیں کہ میں ایشلا کا شکر گزار ہوں۔"

"صرف شکر گزار ہی بنے رہنا چاہتے ہو؟" اس نے [illegible]

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ کسی کے غم خوار نہیں بن سکتے؟" اس نے کہا۔

"لیکن اس کا نتیجہ؟"

"موت۔" نورا مسکرائی۔ "صرف تمہاری ہی نہیں، میری بھی۔ کسی کے لیے مر جانے میں بھی بڑا لطف آتا ہے۔ کبھی مر کے تو دیکھو۔" اس نے عجیب سے انداز میں مسکرا کر کہا اور مجھے اس کی مسکراہٹ اتنی بھلی معلوم ہوئی کہ میں اس کے لیے واقعی مرنے کے لیے تیار ہو گیا۔ چنانچہ میں اس کے اور نزدیک پہنچ گیا۔

"لیکن نورا، موت کے سفر کے لیے تم نے مجھے کیوں پسند کیا؟" میں نے مسکرا کر پوچھا۔

"بات آج کی نہیں ساوس، بلکہ اس وقت سے شروع ہوتی ہے
جب تم پہلی بار اشلاک کے محلے میں آئے تھے۔ میں وہیں تھی جہاں
اس کی عورتیں رہتی ہیں۔ مجھے اس لڑکی پر بے پناہ رشک آیا تھا جو تمہیں
انعام میں بخش دی گئی تھی۔"
"اوہ۔۔۔ تو تم اس کی بات کر رہی ہو؟"
"ہاں۔"
"تو اس وقت پہلی بار تم نے مجھے دیکھا تھا؟"
"صرف دیکھا تھا بلکہ اس وقت کے بعد سے میں اپنا سکون ہی
کھو بیٹھی تھی اور ہمیشہ اس کوشش میں رہتی کہ کسی طرح تمہاری قربت کا موقع
نصیب ہو اور اب شاید یہ میری تقدیر ہی ہے جس نے اشلاک کو تمہارے
یہاں رہنے کا فیصلہ کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔" تور نے کہا۔
"لیکن تور! اب تم سنجیدگی سے سوچو اگر اشلاک کو میری اور تمہاری
قربت کا علم ہو گیا تو وہ ہمارے ساتھ کیسا سلوک کرے گا؟"
"میں نے تم سے کہا تھا ناں ساوس، اور جو کچھ کہا تھا نہایت سنجیدگی
سے کہا تھا کہ میں اشلاک کو پسند نہیں کرتی۔ اس لیے نہیں کہ وہ ایک عمدہ
انسان یا مرد نہیں ہے بلکہ اس لیے کہ وہ بے شمار عورتوں میں الجھا رہتا
ہے جس کی وجہ سے اس کی بھرپور توجہ کبھی میری جانب نہ ہو سکی۔ اس کے
علاوہ ساوس یہ بات میں صرف تمہیں بتا رہی ہوں کہ میں اپنی خوشی سے
اشلاک کے حرم میں داخل نہیں ہوئی تھی۔ ہاں جب ہو گئی تو میں نے اسے
اپنا مقدر سمجھ لیا لیکن اس کے بعد کے حالات مجھے اس سے متنفر کرتے رہے
اور میں نے کوشش کرنا چھوڑ دیا۔ یہ دوسری بات تھی کہ جب کبھی اس کی
قربت میں میری رسائی ہوئی تو میں اپنے خیالات اور احساسات کو بھلا
دیتی تھی اور اس وقت صرف یہ سوچتی تھی کہ میری زندگی اس کی خوشی میں
ہے ورنہ میں بے موت ماری جاؤں گی۔ میں سچ کہتی ہوں ساوس اعظم!
مجھے مرنے سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ میں زندگی کے بہت سے تجربات نہیں
رکھتی لیکن اتنی بات ضرور جانتی ہوں کہ انسان زندہ رہتا ہے تو صرف اسی
لیے کہ اسے زندہ رہنا ہوتا ہے۔ زندگی میں کوئی مقصد آ جائے تو پھر اسے
زندگی یا موت سے کوئی دلچسپی نہیں رہتی پھر بس اس کا مقصد ہوتا ہے اور
ساوس اعظم تمہاری قربت تمہاری طلب میرا مقصد بن گئی تھی۔ میں نے
سوچا تھا کہ تم تک پہنچنے کی کوشش کروں گی اور اسی کوشش میں اگر ماری
بھی جاؤں تو ظاہر ہے زندگی کا ایک مقصد تو ہو گا۔ تم یقین کرو ساوس
مجھے مرنے سے کوئی دکھ نہیں ہو گا مجھے صرف تمہاری قربت درکار ہے۔"
میں تعجب سے اسے دیکھنے لگا۔ آنے والے وقت میں ایسے عجیب
سے جذبات کا اظہار میرے لیے تعجب خیز بھی تھا اور میں بھی کیونکہ ایسے
واقعات سے واسطہ پڑتا تھا۔ پھر بھی اگر اس کی خواہش تھی تو مجھے تو
مرنے کا خوف تھا ہی نہیں اسے ہو گا تو ہو گا۔
میں نے اسے ساتھ لیا اور ایک بلند ٹیلے کی جانب چل پڑا۔ میں

سے میں اشلاک پر نگاہ رکھتا تھا۔ تور اب میرے ساتھ تھی اور صحیح معنوں
میں بے وقوف تھی حالانکہ اشلاک کی حرم کی عورتوں میں سے کسی نے اگر
کسی مرد کی جانب دیکھا تھا تو اس کا بہت برا حشر ہوا تھا اور اس حشر سے
تور بھی واقف تھی۔
لیکن انسان بھی عجیب سرکش ہوتا ہے جب کسی بات کا فیصلہ کر
لے تو بعض اوقات زندگی یا موت اس کے لیے کوئی حیثیت نہیں رکھتی
وہ چند لمحات کی خوشی ساری زندگی کا حاصل بن جاتی ہے اور تور بھی
انہی میں سے تھی جو خوشی کے چند لمحات کے لیے اپنی پوری عمر کو داؤ پر لگانے
کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔
وہ بے تکان میرے ساتھ ٹیلے پر آ گئی۔ یہاں سے میں نے اشلاک
کی فوجوں کی نقل و حرکت دیکھی۔ مشعلیں روشن تھیں۔ سکوت طاری تھا۔
صاف اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ لوگ غافل نہیں ہیں۔ ایک دن کے شب خون نے
اشلاک کو ہوشیار کر دیا تھا۔
"وہ بھی ان کے درمیان میں ہے۔" اس نے آہستہ سے کہا۔
"کون، اشلاک؟"
"ہاں اسی کی بات کر رہی ہوں اور اس وقت تک وہ سب …
مجبور ہے کہ جب تک وہ تمہارا خاتمہ کر کے … میں نہ …
گہری سانس لے کر کہا۔
"اشلاک کی خواہش نفرت تمہارے لیے کیا حیثیت رکھتی ہے؟"
"دراصل ساوس! وہ نفرت انسان ہے۔" تور نے جواب دیا۔
میں نے دلچسپی سے اس کی بات سنی اور پوچھا "نفرت انسان سے
تمہاری کیا مراد ہے؟"
"انسان ہر قسم کے احساسات کا مرکب ہوتا ہے۔ اس کے ذہن کی
ساخت میں خیالات مختلف شکلیں رکھتے ہیں۔ کبھی وہ پیار کرتا ہے کبھی
غصہ آتا ہے۔ کبھی وہ ایک مخصوص انداز سے سوچتا ہے اور کبھی اس کے انداز
تبدیل ہو جاتے ہیں لیکن ایک ایسا شخص جس کی ہر جنبش میں وحشت …
بربریت ہو۔ پیار میں بھی اور نفرت میں بھی تو میں اسے نفرت انسان …
ہوں۔ محبت کے جذبوں سے عاری ہوتا ہے۔" تور نے جواب دیا …
میری جانب دیکھ کر بولی "کیا تم میرے اس خیال سے متفق نہیں ہو؟"
"نہیں تور! تم ٹھیک کہتی ہو۔" میں نے گہری سانس لے کر …
"تو تم کس قسم کے آدمی ہو ساوس؟ کیا تم محبت کی زندگی …
یا تمہارا ذہن پہلے ہی کہیں مصروف ہے؟"
"اس سے تمہاری کیا مراد ہے تور؟"
"میری مراد ہے کسی ایسی شکل میں کسی ایسے چہرے میں کہ …
میں جسے تم پسند کرتے ہو اور چاہتے ہو اور اپنے درمیان تم کسی کی مداخلت
مداخلت پسند نہ کرتے ہو۔" تور نے کہا۔
"نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔"

"وہ دلی جو تمہیں عطا کی گئی ہے کافی خوبصورت ہے کیا وہ تمہیں
پسند نہیں ہے؟"
"سچی بات تو یہ ہے تور! میں ابھی اس کی جانب توجہ ہی نہیں
دے سکا ہوں۔ بے ترتیب حالات میں سے مجھے قریب لایا گیا ہے کہ میں نے
اس کے بارے میں سوچا بھی نہیں۔ اس کے علاوہ وہ لڑکی مجھے اجنبی لگتی
ہے اس طرح اجنبی ہے کہ دوسری لڑکی میں سوچنے کا موقع ہی نہیں ملتا۔"
تور ہنس پڑی۔ "ہاں اس کی اس کیفیت سے میں واقف ہوں۔
سوچ لو تم میرے قریب آ گئی ہو اور یقیناً یہ بات پھر سوچا کر
آئی ہوں بات یہ ہو کہ اشلاک کو اپنا دشمن کرتا لیکن تمہاری زندگی
کا خوف ہے۔"
"اس خوف کو ذہن سے نکال دو ساوس اب میں نے ہر خوف
کو ذہن سے نکال دیا ہے اور تمہاری قربت کی آرزو میں تمہارے نزدیک
چلی آئی ہوں۔"
"اگر کوئی تمہیں اس جگہ پر دیکھ لے تو کیا فوری طور پر اشلاک
اطلاع پہنچ جائے گی؟" میں نے پوچھا۔
"ساوس اعظم خود تمہاری لوگوں میں کوئی حیثیت ہے ہر خیال ہے
اگر تم چاہو تو کوئی شخص تمہاری مرضی کے خلاف وہاں تک جانے کی کوشش
نہیں کرے گا۔ یہاں جتنے لوگ تمہارے نزدیک موجود ہیں سب کے سب
تمہارے معتقد ہیں اور تمہارا احترام کرتے ہیں کیونکہ یہ ان کا فرض ہے اور اشلاک
کی روشن ہے تمہارے حفاظت کی تو تم اگر چاہو تو ان کی کوشش کو ناکام بنا سکتے ہو؟"
"کس طرح؟" میں نے پوچھا۔
"اشلاک سے پوشیدہ رکھ کر کہ وہ تمہارے دشمن ہیں اور تمہارے خلاف کوئی
ایسی سازش کر رہا ہے جس سے تم اس کی نگاہوں میں آ جاؤ۔"
"یہ تو کافی چالاک ہو۔"
"معاملہ یہ ہے ساوس۔ تمہاری قربت کی طلب جب
سے شروع ہوئی ہے تب پھر رہی ہوں کیا سوچا جاتا ہے؟" تور نے کہا۔
"آؤ۔" میں نے اپنے دونوں بازو پھیلا دیئے اور وہ میرے سینے
سے آ لگی۔ اس کا حسین چہرہ میرے سینے میں گڑا ہوا تھا۔ میں لڑکی تھی
میری زندگی کے معمولات … میں نے اسے واپس نہیں کیا۔
بہت دلکش عورت تھی اور کسی بات تو یہ تھی کہ ایسی جیسے جیسے
انسان اس کی تعریف نہیں کرسکتا تھا۔ اس کے سامنے تو حسن کا انبار خیمہ تھا۔
لیکن میں تو اسے … قابل ہی نہ سمجھتا تھا۔
لیکن میں تور کو … ساعت حسن اور دلکشی کا بھرپور جائزہ لیتا رہا
… اور صبح کے اجالے کی
… گئی۔
اس نے میری طرف دیکھا اور بولی۔ "ممکن ہے اس رات کا
… میں کسی نے دیکھ لیا ہو ساوس لیکن تو بھی زندگی

قربان کرنے کے لیے تمہارے پاس آئی تھی اور یقین کرو کہ تمہارے ایک رات
کے قرب نے مجھے زندگی بھر کی خوشی نصیب کی ہے اور اس کے بعد زندہ
رہنے کی تڑپ نہیں ہے۔ ہاں اگر زندگی کی کوئی خواہش ہے تو صرف اتنی کہ
اگر قسمت میں دوسری رات ہو تو وہ بھی تمہارے بازوؤں میں گزرے چنانچہ
اب میں چلتی ہوں۔"
میرے لیے زندگی تو نئے تھے اور نہ عورت۔ صدیوں سے میں
عورت کی خواہشات کا مرکز تھا اور بہر طور اس بات پر میں نے کبھی غرور
نہیں کیا تھا۔ اس میں غرور کی کیا بات تھی جبکہ میں جانتا تھا کہ میں عام
انسانوں سے مختلف ہوں اور مختلف چیزیں عموماً انسانوں کو پسند آتی ہیں
اور پھر میں ٹیلے سے نیچے اتر آیا۔ ساری رات پھر میں کوئی
ایسا ہنگامہ نہیں ہوا تھا جو مجھے اپنی طرف متوجہ کرتا۔ دوسری صبح جب کھولی
تھی میں اپنے خیمے میں واپس آیا تو ان لوگوں نے مجھے بتایا کہ میں رات بھر
دشمنوں سے ہوشیار رہنے کی کوشش کرتا رہا ہوں۔
میں کافی دیر تک اپنے خیمے میں بیٹھا رہا پھر لوس میرے پاس آیا تھا
اور مجھ سے باتیں کرتا رہا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ اشلاک آج ضرور کوئی اور شر
کارروائی کرے گا۔ اور اس کا خیال درست بھی تھا۔
سورج پوری طرح چڑھا بھی نہ تھا، شاید اشلاک ساری رات جنگی
کارروائیوں میں مصروف رہا تھا۔ میں نے دور ہی سے دیکھا کہ اشلاک کی
فوجوں میں منجنیقیں پھر سے آگے بڑھائی جا رہی تھیں۔
لیکن اس بار ایک دوسرا انتظام کیا گیا تھا۔ منجنیقوں کے سامنے
کے حصے میں بڑی بڑی ڈھالیں جو ڑ کر نصب کر دی گئی تھیں۔ ان کے
پیچھے آدمی موجود تھے اور ان کے پتھر پھینکنے کا جو ادارہ تھا وہ ان ڈھالوں سے
اتنا بلند تھا کہ ایک طرف ڈھالوں کے نیچے پتھروں سے بچنے کا کام لیا
جاتا تو دوسری طرف پتھر پھینکنے والا اپنا کام کرتا رہتا۔
یہ ایک عمدہ ترکیب کوشش تھی۔ اشلاک نے شاید ساری رات یہی
انتظامات کرتے تھے۔ اب وہ قلعے کے قریب پہنچ کر ہی پتھر برسانے تھے اور
غالباً اشلاک اتنی کوشش بھی کرنا تھا کہ کسی طرح قلعے کا دروازہ کھل جائے تاکہ اس
کی فوجیں اندر داخل ہو سکیں۔ اس کے بعد ہی سب کچھ دیکھ لیا جاتا۔
منجنیقوں نے اپنا کام شروع کر دیا۔ وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھ
رہی تھیں۔ زیادہ لوگ ساتھ نہیں تھے صرف چند لوگ ایک ایک منجنیق کے پیچھے
ہوتے تھے اور چند وہ تھے جو انہیں دھکیل کر آگے بڑھا رہے تھے لیکن وہ سب
ڈھالوں کی پناہ میں تھے۔
قلعے کے اندر کے لوگوں نے اس نئی ترکیب پر غور کیا اور قلعے سے تیروں
کی بارش شروع ہو گئی مگر اس بار اشلاک کامیاب رہا۔ تیروں کی بارش اس کے
آدمیوں پر اثر انداز نہ ہوئی۔
اور بلاشبہ یہ حربہ کچھ کامیاب رہا تھا۔ اشلاک کے آدمی قلعے کے سامنے
اتنے نزدیک پہنچ گئے تھے کہ وہ وہاں سے موثر کارروائی کر سکتے تھے۔ میں نے جو کی

جانب دیکھا وہ خاصا خوش نظر آرہا تھا۔

اور پھر منجنیقوں نے پتھر برسانا شروع کر دیئے۔ قلعے پر جمع ہو کر شیر [illegible] پرندے بیٹھیں، دوسری طرف سے شاتی کا کا بھیوں نے فوری طور سے اس کا آرڈر کر دیا۔ خاہ ان کے پاس بھی منجنیقوں کی بھاری تعداد موجود تھی۔ وہ تو ہوں کا سے اس علاقہ کو روک رہے تھے اس لیے اب تک انہوں نے منجنیقوں کو استعمال نہیں کیا تھا۔

چند ساعت کے بعد ہی انہوں نے محسوس کر لیا کہ اب تیروں کی بارش موثر ثابت نہیں ہو رہی بلکہ اس کی جگہ بڑے بڑے پتھر ان ڈھالوں اور منجنیقوں کو تباہ کر سکتے ہیں اور بہت زیادہ موثر بھی ثابت ہوں گے کیونکہ اگر ان تو وہ بلندی سے جائیں گے دوسری بات یہ کہ وہ ڈھالوں کے سہارے کو توڑنے میں کامیاب رہیں گے۔

چنانچہ فصیلوں سے بڑے بڑے پتھروں کی بارش شروع ہو گئی شاتی کالاوے اس بار پھر اپنی کوششوں میں کامیاب رہے تھے منجنیقوں کو ابھی اپنا کام شروع کیے زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ بڑے بڑے چٹانی گولوں کو توڑنے لگے جو ایٹیلا کی فوج کے لوگوں کی حفاظت کر رہی تھیں۔

بھاری بھاری پتھر بلندی سے آرہے تھے۔ اس لیے ان کی آمد کہیں زیادہ زوردار تھی جو ان پتھروں سے جو پھینکے جانے والے پتھروں میں آتی تو نہیں تھی۔ اوپر سے پھینکے جانے والے پتھر منجنیقوں کے لیے زور دار کوشش ثقل سے کئی گنا زیادہ خطرناک ہو جاتے تھے۔ ذرا سی دیر میں ڈھالیں چکنا چور ہو کر گئیں اور ان کے پیچھے موجود آدمی مرنے لگے۔ منجنیقوں کا اعلا ہو جانے کے بھی تھا کیونکہ اوپر سے آنے والے پتھروں نے سب کو بری طرح ہراساں کر کر دیا تھا۔ انہوں نے پلٹ کر بھاگنے کی کوشش کی چند قدم بھاگ بھی گئے لیکن وہ منجنیقیں واپس نہ لا سکے اوپر سے برسنے والے پتھروں نے برباد کر دیا تھا۔ ایٹیلا کی وحشت دیکھنے کے قابل تھی۔ وہ کسی خونخوار درندے کی طرح غرا رہا تھا لیکن بے بس تھا۔

اس کے دیکھتے ہی دیکھتے کئی آدمی موت کے گھاٹ اتر گئے وہ اس کے اپنے آدمی تھے جو منجنیقیں چھوڑ کر بھاگے تھے گویا موت نے یہاں بھی ان کا ساتھ نہ چھوڑا تھا۔

حالات نے ایٹیلا کی یہ کوشش بھی ناکام بنا دی تھی۔ میں دوسری قسم کا انسان ہوں حالات اور وقت مجھے کسی کا تابع نہیں بنا سکتے تھے وہ لوگ جو مجھے پسند کرتے تھے ان کے بارے میں میں نے بہتر طور پر سوچا تھا۔

ایٹیلا میری پسند کا انسان نہیں تھا۔ اس کے ساتھ شامل ہونے کی وجہ یہ نہیں تھی کہ وہ طاقتور حکمران تھا بلکہ یوں سمجھا جائے تو بہتر ہے کہ بغیر کسی سبب سمندروں سے اکتا کر خشکی کا سفر کیا تو مجھے پہلا شخص وہی نظر آیا تھا اور میں نے اسے قبول کر لیا تھا۔

لیکن شاتی کالاووں کی بہادری پر سیفے خاصی دلکش تھی۔ میں نے [illegible] یہ تھا کہ وہ لوگ بلاشبہ اپنی زندگی کی حفاظت کرنا جانتے ہیں سو اگی

وہ دیری سے قریب تھے اور پیادہ لوگ بیشتر جری پائے جاتے ہیں۔ لیکن ان بیچاروں کے لیے میں ابھی کچھ نہیں کر سکتا تھا کیونکہ ایٹیلا کے ہاں مجھے ایک نمایاں مقام حاصل تھا اور پھر میں یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ خود شاتی کا کس قسم کا انسان ہے اور اپنے لوگوں کے ساتھ اس کا سلوک کیسا ہے چنانچہ ایسی صورت میں ایٹیلا ہی درست تھا نئے نئے مناظر کے ساتھ تجربے کرنے کے لیے یا خاموش! ہاں جب فرصت پیش آئے گی تب دیکھا جائے گا۔

ایٹیلا اپنی آج کی کوشش میں بھی بری طرح ناکام ہو گیا تھا کیونکہ والوں نے اسے بری طرح پچھاڑ کر رکھ دیا تھا اور اب ایٹیلا اصلی کوئی اور کارروائی کرنے کے قابل نہیں تھا۔

اس کی عظیم الشان منجنیقیں قلعے کے نزدیک بے یار و مددگار پڑی ہوئی تھیں ان کے قریب موجود لوگ پتھروں سے کچل کر ہلاک ہو چکے تھے لیکن قلعے والوں کی طرف سے اب بھی منجنیقوں پر تاک تاک کر پتھر برسائے جا رہے تھے کہ وہ کام کے قابل ہی نہ رہیں اور یہ ان کا ایک بہترین عمل تھا۔

مجھے ان کی ہر کوشش پسند آ رہی تھی لیکن ابھی تک میں ان کی حمایت سے گریز کرنے کا فیصلہ نہیں کر سکا تھا اور نہ یہ خیال میرے ذہن میں آیا تھا۔ تماشہ دیکھنے والوں کو صرف تماشہ دیکھنا چاہیے۔ تماشہ کرنے والے تماشہ کرتے رہیں، مجھے اس سے کوئی غرض نہیں تھی۔

اس رات میں نے ایٹیلا کے پاس جانے کی کوشش بھی نہیں کی کیونکہ اس نے جو کام میرے سپرد کر دیا تھا اس سے زیادہ کے قابل شاید مجھے نہیں سمجھتا تھا اور جو کچھ وہ نہیں سمجھتا تھا مجھے اس میں دخل دینے کی کیا ضرورت تھی۔ میں صرف یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ اب وہ کیا کیا اور حرکتیں کرتا ہے۔

میں بے چین ایٹیلا کی بے چینیاں دیکھتا رہا اور پھر رات ہو گئی سوچتا رہا کہ کسی کی تقدیر میں بے چینیاں ہیں اور کسی کی تقدیر میں [illegible]

ہاں ایٹیلا کی خوبصورت بیوی نورا۔ جو یقیناً اس کی منظور نظر اب وہ کسی زمانے میں رہی ہو لیکن اب میں اس کا منظور نظر تھا اور [illegible]

اس بے چینی کے عالم میں وہ پھر میرے پاس پہنچ گئی تھی۔

لیکن نورا نے احتیاط نہیں برتی تھی۔ اس وقت بیلوس بھی میرے پاس موجود تھا۔ ظاہر ہے بیلوس بھی صرف ایک حد تک بھروسے کے قابل تھا اور یہ بھی درست تھا کہ مجھے اپنی جان کی پرواہ نہیں تھی البتہ میں نورا کی زندگی بچانا چاہتا تھا وہ تو بہرطور ایک اچھی عورت تھی لیکن [illegible]

چنانچہ میں نہایت ادب سے کھڑا ہو گیا اور جھک کر پوچھا۔

"ملکہ کیا خادم سے کوئی کام ہے؟"

"ہاں۔" نورا بھی ایک دم صورت حال کو سمجھ گئی تھی۔

بیلوس خود بھی مؤدب ہو گیا تھا پھر میں ملکہ کے پیچھے پیچھے باہر نکل آیا اور کافی دور تک چلا گیا۔

نورا نے پیچھے گھوم کر دیکھا اور بولی "مجھے اس بات کا احساس تھا کہ کوئی شخص تمہارے خیمے میں ہوگا۔"

"کوئی بات نہیں نورا لیکن تمہیں کیا ضرورت آ پڑی مجھ سے کوئی کام تھا؟" میں نے پوچھا۔

"وہی ساحوس کس؟"

"میں منتظر ہوں نورا۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے ساحوس تمہیں یاد کر کے گزارے ہیں ساحوس اور اس قرب میں تمہاری قربت کی پیاس سے گزاری ہوں۔"

"مجھے مختصری دیر کی اجازت دو نورا۔ میں رات گئے اس چشمے پر پہنچ جاؤں گا۔" میں نے کہا۔

"ہاں ٹھیک ہے۔ اس شخص نے تمہیں دیکھ لیا ہے اور میرا خیال ہے تمہارا جانا ہی مناسب ہے۔" نورا نے جواب دیا اور میں اسے تسلی دے کر خیمے میں واپس آ گیا تھا۔

بیلوس میرے خیمے سے نکل چکا تھا میں نے اسے تلاش کیا اور پھر اسے نزدیک پہنچ کر بتایا کہ کوئی خاص بات نہیں تھی۔ ملکہ نورا لڑائی کی صورت حال معلوم کرنا چاہتی تھی ان کا کہنا تھا کہ انہوں نے آج میں پہلی بار پریشانی کے واقعات دیکھے ہیں جن سے انہیں تشویش ہو گئی تھی

"عورتیں بیشتر پریشان کن خواب ہی دیکھتی ہیں۔" بیلوس نے مسکرا کر کہا۔

بہرحال میں نے بیلوس کو کسی حد تک مطمئن کر دیا تھا اور وہ اس بات پر کسی قسم کا شبہ نہ کر سکے۔

پھر رات گئے میں نورا کے پاس پہنچ گیا۔ [illegible] جانشینی معاملے میں جوان عورت کا قرب ایک ہی مقصد رکھتا ہے اس لیے اس کو بیان کرنا بے مقصد ہے چنانچہ صبح کو میں پھر خیمے میں واپس آ گیا۔

لیکن صبح کی روشنی میں میں نے ایٹیلا کے انداز میں کچھ تبدیلیاں پائیں۔ فوجوں کو ایک مخصوص انداز میں پیچھے بٹھایا جا رہا تھا تب میں نے بیلوس کو ساتھ لیا اور اس کے ساتھ [illegible] کر اس کی کارروائیاں دیکھنے لگا۔ بیلوس نے ایک گہری سانس لی تھی۔

"کیوں؟ کیا خیال ہے؟"

"ساحوس اعظم کیا تم ان انتظامات کے بارے میں غور نہیں کر سکتے؟" بیلوس نے مجھ سے پوچھا۔

"نہیں میں نہیں [illegible] ساحوس کہ مجھے جنگ کا کوئی تجربہ نہیں میرا خیال ہے ایٹیلا وہ کام کر رہا ہے جو اس نے پہلے اس جنگ میں کبھی نہیں کیا۔"

"کیا؟" میں نے تعجب سے پوچھا۔

"محاصرہ ۔۔۔ وہ فوجوں کو اس طرح پھیلا رہا ہے کہ اہل قلعہ کے چاروں طرف ناکہ بندی کر دیتے ہیں اور اس وقت تک محاصرہ کیا جائے جب تک کہ اہل قلعہ بھوک پیاس سے تڑپ کر باہر نکل کر [illegible] دوسرے علاقے جس سے تنگ آ کر وہ باہر آنے پر مجبور ہو جائیں۔"

"اوہ۔ گویا وہ یہاں طویل قیام کا ارادہ رکھتا ہے۔"

"یقیناً ساحوس اعظم، یہ تمام مہینوں کا بھی ہو سکتا ہے اور سالوں کا بھی۔ اور اتنا میں جانتا ہوں کہ ایٹیلا یہاں سے اس وقت تک نہیں ہٹے گا جب تک کہ تراعیتہ کی اینٹ سے اینٹ نہیں بجا دے گا۔"

"یہ تو بڑی صورت حال نہیں ہے بیلوس!" میں نے تشویشناک لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ ایٹیلا کی ترکیب اس صورت حال کی عادی نہیں ہیں لیکن اس نے یہ بھی دیکھ لیا ہے کہ اہل تراعیتہ نے دفاع کا مناسب بندوبست کر رکھا ہے اس وقت تک ان پر قابو پانا ممکن نہیں جب تک کہ ان کو مکمل طور سے بے بس نہ کر دیا جائے اور یہ بے بسی صرف اسی وقت طاری ہو سکتی ہے جب وہ اپنے شہر میں اپنے علاقے میں بھوک سے مرنا شروع کر دیں۔"

بیلوس کی بات پر میں کافی دیر تک سوچتا رہا۔ بہرصورت اب میں اتنا احمق بھی نہیں تھا کہ ایٹیلا کے ساتھ ایک فضول سی بات پر پھنسا رہتا۔ اور پھر بہرصورت مجھے یہ تو دیکھنا تھا کہ اس محاصرے کا نتیجہ کیا نکلتا ہے۔

عجیب ترین صورت حال، ذہنی کیفیت منتشر خیالات میں الجھی ہوئی تھیں۔ میں سوچتا رہا اور پھر دن گزر چلا۔ ایٹیلا نے جس انداز میں فوجوں کو پھیلایا تھا بلاشبہ اس طرح تراعیتہ کا علاقہ محاصرے میں آ گیا تھا اور یقینی طور پر اب اہل تراعیتہ باہر نہیں نکل سکتے تھے۔

لیکن دوسری صورت حال بھی [illegible] یعنی اہل تراعیتہ شب خون [illegible] کی کوشش نہیں کریں گے۔ میں جانتا تھا کہ ایٹیلا کافی مستعد ہے لیکن دوسری طرف وہ لوگ بھی کامیاب تھے۔

چنانچہ میں نے صرف انتظار کیا اور میرا اندازہ درست نکلا۔ اس رات تقریباً چھ بار حملے کئے گئے۔ وہ لوگ مختلف جگہوں سے نکلے اور ایٹیلا کی پھیلی ہوئی فوجوں پر حملہ آور ہوئے۔ نقصان تو انہوں نے کافی پہنچایا تھا لیکن ایٹیلا نے بھی اس قسم کا بندوبست کیا تھا کہ اگر کسی طرف سے شب خون مار جانے کا شبہ ہو تو فوراً اس طرف مزید کمک بھی پہنچ جائے۔ بہرحال اس رات کے شب خون اگر ایٹیلا کی فوج کے لئے خطرناک ثابت ہوئے تھے تو اہل تراعیتہ بھی نقصان سے محفوظ نہیں رہے تھے۔ اور مجھے شبہ تھا کہ اتنا نقصان اٹھانے کے بعد وہ آئندہ شب خون مارنے کی جرات نہیں کریں گے۔

اہل تراعیتہ کی بے شمار لاشیں چاروں طرف بکھری ہوئی تھیں۔ اس دن جب ایٹیلا مردوں کے خیمے کی جانب واپس آیا اس کے چہرے پر کسی قسم کے تاثرات نہیں تھے جو اندر اس کا مخصوص تھا جو برقرار تھا۔ میں نے بڑھ کر اس کا استقبال کیا۔ ایٹیلا نے مسکرا کر میری جانب دیکھا اور بولا۔

"بلاشبہ اہل تراعیتہ نے اپنے دفاع کا بہترین بندوبست کیا تھا لیکن ساحوس اعظم کیا تم سمجھتے ہو کہ ایٹیلا کو یہاں سے ناکام واپس جانا پڑے گا؟"

"ہرگز نہیں۔" میں نے جواب دیا۔

- تم دیکھنا سالارِ اعظم! میں انہیں سبق سکھا کر رہوں گا۔ وہ لوگ ایک ایک دانے کو ترستے ہوئے قلعے کا دروازہ کھول دیں گے اور رحم کی بھیک مانگیں گے۔ اور اس وقت جانتے ہو سالارِ اعظم میں کیا کروں گا؟
- نہیں خدائی قہر! میں نے جواب دیا۔
- ان کی لاشوں کے پشتے بناؤں گا۔ ان کے مینار تعمیر کروں گا۔ اتنے وسیع اور بلند مینار کہ ان کے دوسری جانب دیکھنا مشکل ہو جائے گا۔
اٹیلا نے خوفناک قہقہہ لگایا اور میں اس کی جانب متعجب ہو کر دیکھنے لگا۔
میں جانتا تھا یہ شخص جو کہہ رہا ہے وہ کر گزرے گا۔ میرے نزدیک یہ صورت حال مناسب نہیں تھی۔ چنانچہ میں سوچنے لگا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔
میں بہت دور تک حالات کا جائزہ لے رہا تھا۔ اٹیلا اپنے عزم پر پکا تھا لیکن میں اس کے حق میں نہیں تھا۔ [illegible]
[illegible] میں انہیں پہلے سے اس بات کا احساس دلا دیا جائے لہٰذا یہ ضروری بات ہے کہ قلعے کا دروازہ کسی طرح کھلوا لیا جائے [illegible]
[illegible] کروا دوں گا۔
تمام رات جب اٹیلا گھوڑے پر چکر لگاتا رہا تو میں اس کے ساتھ تھا۔
- میں خدائی قہر سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ میں نے اسے رکنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔
- کہو سالارِ اعظم، کوئی خاص بات؟ اس نے گھوڑے کی باگیں کھینچ لیں۔
- آپ نے مجھے اپنے مشیر کی حیثیت سے کئی بار اپنا مشیر مقرر کیا تھا۔ میں یاد دلایا۔
- ہاں ہاں۔ اس میں کیا شک ہے۔ کیا تم کوئی کمی محسوس کر رہے ہو؟ اس نے پوچھا۔
- نہیں خدائی قہر! مجھے شکایت نہیں ہے البتہ صرف ایک بات کا احساس ہو رہا ہے۔
- وہ کیا؟ اٹیلا خوشگوار موڈ میں بولا۔
- اس سلسلے میں مجھ سے کوئی مدد لینے کی کوشش نہیں کی گئی ہے کوئی مشورہ تک نہیں لیا گیا۔ میں نے کہا۔
- کیا مطلب؟
- مطلب یہ کہ آپ اپنے چاروں جرنیلوں سے مشورہ کیا کرتے تھے اور ان پر عمل بھی کیا کرتے تھے۔ مگر آپ نے مجھے اس قابل نہیں سمجھا۔
- اوہ۔ یہ بات نہیں ہے سالارِ اعظم۔ تم کہہ چکے ہو کہ تمہیں اس قسم کی جنگوں کا کوئی تجربہ نہیں ہے۔ چنانچہ پہلے صرف ان سے اس سلسلے میں بات کر لینا ہی کافی ہے۔ تاہم تم بے فکر رہو۔ میں نے جو قدم اب اٹھایا ہے اس کے تحت زیادہ وقت نہیں گزرے گا کہ اٹیلا زمین پر پیر چھوڑ دیں گے۔
- ٹھیک ہے اٹیلا لیکن کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ تم اپنی روایات بھی تبدیل کر سکو۔
- کیا مطلب؟ اٹیلا نے بھنویں سکوڑ کر مجھے دیکھا۔
- آپ کی فوجوں میں میں نے زیادہ وقت نہیں گزارا ہے اور نہ آپ کی کارکردگی سے واقف ہوں لیکن میرے خیال میں [illegible]
- الہٰ یہ درست ہے۔ اٹیلا کے لہجے میں نفرت تھی۔
- لیکن میں نہیں چاہتا کہ عظیم اٹیلا کی روایت کو ٹھیس پہنچے۔
- سالارِ اعظم کہنا چاہتے ہو بہتر ہے کہ صاف صاف کہو۔
- میں چاہتا ہوں خدائی قہر کہ اٹیلا کی فوجوں کا وقار برقرار رکھوں۔
- ہاں، اٹیلا کو کسی کا محاصرہ کر کے شکست نہیں دینا چاہیے۔
- اوہ۔ لیکن کس طرح۔ کیا کوئی ترکیب ہے۔ کیا تم نے انہیں دیکھا کہ ان لوگوں نے شہر کی مضبوط قلعہ بندی کی ہوئی ہے [illegible]
[illegible] اب وہ انتہائی کمزور [illegible]
- اٹیلا نے غور سے میری جانب دیکھا۔
- بالکل ٹھیک ہے۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ محاصرہ اٹھا لیا جائے اور ساری فوجوں کو ایک جگہ جمع کر لیا جائے [illegible]
- اوہ۔ اوہ۔ سالارِ اعظم تم بہت عجیب بات کرتے ہو۔ کیا تمہارے خیال میں اٹیلا کا ذہن کچھ سوچنے کے قابل نہیں ہے؟
- کیوں نہیں۔ لیکن میں اس کا تابع ہوں۔ اس کا مشیر ہوں۔ میں نے جواب دیا۔
- تو پھر بتاؤ۔ ہم قلعے پر کس طرح قبضہ کر سکتے ہیں؟
- جس طرح اٹیلا نے اپنی مشغولیتوں کو دعاؤں کی راہ میں قلعے تک [illegible] نہیں پہنچ سکتے۔
- [illegible] اٹیلا نے سوچتے ہوئے کہا۔ پھر ایک دم [illegible]
- میں اپنا کہنا چاہتا ہوں اٹیلا اعظم کہ اگر قلعہ کا سپاہ تک [illegible] بے شک ہو سکتا ہیں۔ یہ پہلا ترک ہے۔ یہ پہلا وعدہ ہے۔

اٹیلا نے مضطرب ہو کر پوچھا۔ وہ تجسس بھری نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا۔
- تو پھر آج رات کو چاروں طرف سے محاصرہ ہٹا کر اپنی فوجیں کے سورچے [illegible] کا انتظار کرنا چاہیے۔
- لیکن پھر کیا ہوگا؟
- مجھے اس کی اجازت دی جائے خدائی قہر کہ جو کچھ میں کرنا چاہتا ہوں خاموشی سے کروں۔ میں نے بھاری لہجے میں کہا۔
- ٹھیک ہے لیکن اگر تم ناکام ہو گئے تو؟
- تو پھر میں تمہارا اس سپاہ تک نکل جاؤں گا اور جان کی بازی لگا کر [illegible] کوشش کروں گا۔ اس کوشش میں یقینی طور پر میں ان [illegible] سامنے جائیں گے اور میں بری سزا ہوگی۔ میں نے جواب دیا۔
اٹیلا مجھے کافی دیر تک گھورتا رہا۔ پھر اس نے آنکھیں بند کر لیں اور بولا۔ تو آج رات کے لیے تمہیں اجازت ہے۔ لیکن محاصرہ ہٹانے کی بات نہیں کرو۔ میرے لیے بڑی مشکل ہے اپنی فوج کو اطلاع میں پہنچایا جائے۔
- نہیں اٹیلا اعظم! محاصرہ ہٹا لیا جائے کیونکہ میں صبح تک فوجوں کو منظم کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے جواب دیا اور اٹیلا دانت پیس کر مجھے دیکھنے لگا۔
- ٹھیک ہے اٹھا لیا جائے گا۔ اس نے کہا۔ اور تیزی سے گھوڑے کو ایڑ لگا دی۔ اٹیلا اس کے ذہن میں کیا تھا۔ جو کچھ میں نے کہا تھا اس پر عمل کرنے کے لیے مجھے کچھ ضروری کارروائیاں کرنی تھیں۔ [illegible] میرے قریب آ سکتی تھی اور ذہن میں کوئی دوسری بات سوچ رہا تھا۔
اٹیلا نے [illegible] بہت دوران تک جنگل کی جانب سفر کیا اس کے درخت بہت لمبے تھے اور بہت اونچے تھے۔ مجھے ایسا کام کرنا تھا۔ چنانچہ میں نے سپاہیوں کو طلب کیا اور میں لیے آرا اور میں کو [illegible] اور دوسری حرکت کرنے والی چیزوں کو درست کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ ان کو طلب کر لیا۔
میں ان لوگوں کو گھوڑوں پر سوار کر کے جنگل ان درختوں کی جانب چلا جہاں سے میں کارروائی کر سکتا تھا۔ میرے ساتھی [illegible] حالانکہ اب تک ان کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا تھا کہ میں کیا کرنا چاہتا ہوں۔
لیکن جو کچھ میں کرنا چاہتا تھا اس کا منصوبہ پہلے ہی بنا چکا تھا حقیقت یہ تھی کہ میری ان کوششوں سے زیادہ دماغ کو شدید جان لگانی پڑی تھی۔ میں نے اپنی پسند کے چند درختوں کا انتخاب کیا اور اپنے ساتھ آنے والوں سے کہا کہ وہ ان درختوں کو جڑ کے نزدیک سے کاٹ دیں۔
تیس لوگ درختوں کو کاٹنے کی تیاریاں کرنے لگے۔ اور تھوڑی ہی دیر کے بعد وہ سب درختوں کی جڑوں پر کلہاڑیاں برسانے میں مصروف ہو گئے۔

کام کافی مستعدی اور تیزی سے ہو رہا تھا اس نے تھوڑی دیر کے بعد انہوں نے پہلا درخت گرا لیا۔ یہ درخت خوب لمبا اور موٹا تھا درخت زمین پر گر گیا میں نے چند افراد کو اس کی شاخیں کاٹنے کے لیے کہا اور وہ لوگ درخت کی شاخیں کاٹنے میں مصروف ہو گئے۔
درخت کے تنے کو تمام شاخوں سے علیحدہ کر لیا گیا تھا باقی درخت افراد دوسرے درختوں کو کاٹ رہے تھے اور اسی طرح تین درخت گرائے اور پھر انہیں شاخوں سے صاف کرا دیا۔ کافی وقت صرف ہو رہا تھا کام کرنا۔
پھر میں نے ایک درخت کے گول تنے سے چھوٹے چھوٹے دو ٹکڑے کاٹنے کی ہدایت کی۔ بہر صورت انہوں نے وہ ٹکڑے کاٹ کر دو پہیے بنائے۔ ان پہیوں نے قدیم زمانے کی گاڑیوں کی مانند ایک چیز بنائی جو پہیوں پر رکھ دی۔ ان پر نصب درختوں کے اگلے حصے کو کر دیے گئے اور میں کام ختم کرنے کا پہلا مرحلہ پورا ہو گیا۔
میں آدمی ان درختوں کو نہیں دھکیل سکتے تھے اور وہ پریشان تھے کہ جو کام کیا جا رہا ہے اس کا مقصد کیا ہے۔ چنانچہ جب میں نے ان سے کہا کہ وہ درختوں کو دھکیلیں تو سپاہی حیرت سے ان کو دیکھنے لگے پھر سپاہیوں نے ایک اور تجویز پیش کی کہ گھوڑوں کو رسیوں سے باندھ کر گھوڑوں کو کھینچ کر باندھ لیں۔ میں گھوڑے سے میرا خیال ہے کہ کھینچنے میں مدد کر سکتے ہیں۔ وہ تم ہیں آدمی اسے دھکیل کر وہاں تک لے جا سکتے ہو۔ یہ کام کر رہے ہو گے۔
- اس میں کوئی حرج نہیں ہے میں نے سپاہیوں سے اتفاق کرتے ہوئے کہا اور میں نے فوراً گھوڑوں کو رسیوں سے باندھ دیا گیا۔ اس طرح میں گھوڑوں کی رسیوں کو دوسرے سرے پر باندھ کر تیار ہو گئے۔
گھوڑوں کو رسیوں سے جوت دیا گیا تھا۔ انہیں ان درختوں کو کھینچنا تھا اور وہ بے آسانی سے کھینچ سکیں۔ گھوڑوں کو بڑی دقت تھی لیکن وہ درخت آسانی سے نہیں کھینچے جا سکتے تب دوسرے لوگ بھی ان میں شامل ہو گئے اور میں گھوڑوں اور سپاہیوں کی مدد سے وہ خوفناک ہتھیار جنگ کی طرف بڑھنے لگے۔
ہمارے چلنے کی رفتار بہت سست تھی۔ اس کے علاوہ وہ تین دن تک پرپیچ راستوں سے گزرنے۔ جہاں ڈھلانیں ہوتیں وہاں میں ان لوگوں کو لے کر آتا اور کوئی کسی قیمت پر بھی نہیں رکتا تھا۔ جب تمام طاقتیں ختم ہو جاتیں اور رفتار بہت کم ہو جاتی۔ بالآخر ہم نے اٹیلا کی فوجوں کی قیام گاہ کی طرف لانے میں کامیاب ہو گئے۔
دور سے اس کو ان کی میں نے اپنی جگہ پر کھڑا ہوا دیکھا۔ اٹیلا خود گھوڑے سے اتر گیا اور میں نے دیکھا کہ وہ اپنے چاروں جرنیلوں کے ساتھ ہماری جانب بڑھ رہا ہے۔ یہ وہ جرنیل تھے جو جنگ کو لڑانے کے لیے منتخب کیے گئے تھے۔
وہ سب ہمارے نزدیک پہنچ گئے۔ اٹیلا متعجبانہ نگاہوں سے اس

کیے تھے عجیب سے کر دیکھا رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں حیرت کے نقوش تھے۔ بہر حال زیبا آدمی تھا میرے نزدیک پہنچا اور گھوڑے سے نیچے اتر پڑا۔ اس نے میرے شانے پر ہاتھ رکھ دیا تھا۔

"میرا خیال ہے سالار اعظم، یہ تمہاری ترکیب سمجھ گیا ہوں۔" اس نے پر خیال انداز میں کہا۔

"کیا یہ مناسب نہ ہوگا؟" میں نے کہا۔

"بلا شبہ ہوگا، لیکن ہمیں وہاں تک لے جانے کی ترکیب کیا ہوگی؟"

"میرا خیال ہے ہمیں اس کے لیے کچھ قربانیاں دینا ہوں گی۔" میں نے جواب دیا۔

"اور میں دل و جان سے تیار ہوں، تم مجھے بتاؤ کیا قربانیاں دینا ہوں گی؟" شیلا تیزی سے بولا۔

"چند قیمتی گھوڑے جو انہیں وہاں تک کھینچ کر لے جا سکیں۔" میں نے جواب دیا۔

"اوہ، لیکن گھوڑے تو راستے کے نذر ہو جائیں گے۔" شیلا نے کہا۔

"ہاں یہ بھی ٹھیک ہے۔" [illegible] بلاشبہ یہ وہاں تک گھوڑے سلامت جا سکتے تھے لیکن اب انہیں [illegible] مشکل کام تھا۔ اس نے کہ میرے [illegible] آواز دی۔

"خدا کی قسم! یہ کام مجھے خود ہی انجام دینا ہوگا" میں نے جلدی سے کہا۔

"لیکن کس طرح؟" اس نے پوچھا۔

"میں اسے دھکیلتا ہوا [illegible] لے جاؤں گا؟"

"تنہا؟" شیلا نے پوچھا۔

"ہاں۔" میں نے جواب دیا اور وہ تعجب انداز نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگا۔

شیلا کے چہرے پر [illegible] کیفیت پر شبہ ہو رہا تھا۔

لیکن [illegible] حقیقت میرے لیے خود رہبری کا انتخاب کرتے تھے۔ میں بہت چاہتا تھا کہ اپنی حیثیت [illegible] کے سامنے آؤں [illegible] لیکن غیر معمولی حالات مجھے [illegible] کی طرف [illegible] تشکیل پا رہے تھے اس میں میرا کیا قصور تھا۔

مجھے پہلے ہی یقین تھا کہ شیلا میری [illegible] کیفیت پر شبہ کرے گا لیکن [illegible] اس سلسلے میں [illegible] میں نے جب اس سے کسی کام کے لیے کہا تھا [illegible] اور اب تو حیرت اور صرف عمل کی [illegible] وقت تھا۔ چنانچہ میں عمل کرنے کے لیے تیار ہو گیا۔

میں نے شیلا سے کہا کہ وہ نوجوان کو تیار کرے جو ترابینہ کا [illegible] اڑنے [illegible] میں نے دیکھا کہ شیلا عجیب نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا ہے۔ اس نے میرے شانوں پر ہاتھ رکھا اور بولا "میں نہیں سمجھ سکتا کہ تیری بات کہاں تک صداقت و حقیقت ہے اور اس سلسلے میں تو کیا کر سکتا ہے۔ لیکن سالار اعظم میں تجھے اس کی اجازت دیتا ہوں، تو جو کچھ کرنا

جانتا ہے کر۔"

میں نے درختوں کے اس عجیب و غریب ہتھیار کو ایک مخصوص انداز میں سامنے کیا۔ میں نے خاص برق رفتاری سے ترابینہ کے پھاٹک پر [illegible] سکتا تھا، حالانکہ دست بدست نہیں تھا۔ [illegible] شیلا کچھ کیسا سوچ رہا ہے [illegible] انجام دینے کا فیصلہ کر چکا تھا۔ میں جانتا تھا کہ اس سے ترابینہ والوں کو نقصان پہنچے گا لیکن پھر بھی [illegible] ضروری تھا۔

میں طویل عرصے تک وہاں تو قیام نہیں کر سکتا تھا، ورنہ [illegible] بارے میں [illegible] کا فیصلہ شیلا نے کیا تھا۔ [illegible] مجھے [illegible] سے بیزار کر سکتا تھا۔ میں چاہتا تھا کہ فیصلہ جلد از جلد ہو جانا چاہیے۔

شیلا میرے کہنے سے نوجوانوں کو منظم کرنے لگا۔ [illegible] بارے میں انہیں ہدایات دیں۔ لیکن شیلا کو ابھی تک اس بات پر یقین نہیں تھا کہ درختوں کا یہ ذخیرہ تیار کس طرح ترابینہ کے پھاٹک تک پہنچ سکتا ہے۔ ایک آدمی اس کو دھکیل کر لے جائے، یہ ناممکن بات تھی۔

کیونکہ یہ کام آہستہ سے گھوڑوں کا تھا لیکن ان کو کیا [illegible] کیا تھا۔ تاہم اس نے یہی بہتر کیا تھا کہ [illegible] سامان [illegible] مقررہ وقت میں [illegible] تیاریاں مکمل کر لی گئی تھیں۔

میں نے درختوں کے ایک تنے پر ہاتھ جمانے کے لیے مضبوطی سے [illegible] انتخاب کیا اور پھر میں نے مسکرا کر شیلا کی جانب دیکھا۔

شیلا اپنے چاروں جرنیلوں کے ساتھ کھڑا تھا [illegible] اس کی نگاہوں میں عجیب سی کیفیت تھی۔ چہرہ [illegible] تھا کہ وہ [illegible] سب کچھ برداشت کرنے پر تیار ہو گیا تھا۔

لیکن جونہی میں نے درختوں کے تنے کو جنبش دی، وہ تھوڑا سا [illegible] ہوا اور جب میں نے اسے اور آگے بڑھایا اور اس کے اس حصے کو جو [illegible] اوپر اٹھایا تو شیلا اور اس کے جرنیلوں کے منہ سے حیرت کی آوازیں نکل گئیں۔ اب ان کی حیرت زدہ آوازوں پر توجہ دینا میرے لیے [illegible] نہیں تھا۔ میں نے جو فیصلہ کیا تھا اس پر عمل کرنے کے لیے تیار تھا۔ چنانچہ [illegible] تیزی سے [illegible] ہو گیا۔

میرے ہاتھ [illegible] سے دھکیلا ہوا لے جا رہا تھا اور شیلا کی [illegible] حیرت سے [illegible] کھڑی تھیں۔ [illegible] درخت کے اس حصے [illegible] جیسے پہیوں کا [illegible] ان پہیوں کے نیچے پتھروں کے ٹوٹنے کی آوازیں آ رہی تھیں اور یہ بھاری ہتھیار تیزی سے ترابینہ کے قلعے کی جانب بڑھ رہا تھا۔

اہل ترابینہ نے حیرت کن منظر دیکھا تو تھوڑی دیر کے لیے [illegible] ششدر رہ گئے۔ لیکن تھوڑی دیر کے بعد انہوں نے اپنا کام شروع کر دیا [illegible] تیروں کی بارش۔

تیر میرے دائیں بائیں سے گزر رہے تھے، میرے جسم سے بھی [illegible]

تھے لیکن [illegible] کیوں [illegible] تیزی سے تیز چل رہا تھا۔ اور میرے ساتھ درختوں کا ہتھیار تیزی سے ترابینہ کے پھاٹک کی جانب بڑھ رہا تھا۔

دیکھنے والے دیکھتے رہ گئے۔ پھاٹک ایک زوردار [illegible] آواز بڑی بھیانک تھی۔ پھاٹک ٹوٹ گیا تھا اور اس کے ٹکڑے [illegible] نہیں اچھل گئیں۔

ترابینہ کا پھاٹک اچھل کر پیچھے جا پڑا تھا۔ میں نے اپنا کام انجام دے دیا تھا۔ شیلا اور اس کے نوجوانوں کو شاید اس بات کی امید نہیں تھی۔ بہر حال وہ حیرت کے دریا سے باہر نکل آئے تھے۔ انہوں نے دیکھ لیا تھا کہ میں نے جو کچھ کہا تھا وہ کر دکھایا۔ چنانچہ دوسرے ہی لمحے شیلا کی خوفناک آواز گونجی اور اس کی آواز سنتے ہی نوجوان تیزی سے قلعے کی طرف دوڑنے لگے۔

اہل ترابینہ پھاٹک ٹوٹنے سے بہت زیادہ بدحواس ہو گئے تھے۔ پھر بھی انہوں نے مضبوطی سے مقابلہ کیا۔ تیر برسانے لگے۔ لیکن اب ان کے انداز میں وہ جوش نہیں تھا، وہ خوف اور بدحواسی سے تیر برسا رہے تھے۔ کیونکہ انہیں اندازہ ہو چکا تھا کہ شیلا کے نوجوانوں کو روکنا اب آسان نہیں ہے۔ قلعہ کا پھاٹک ان کے خیال میں ناقابل تسخیر تھا اور اسے توڑ دینا ممکن بات نہیں تھی۔

اور اب جبکہ پھاٹک ٹوٹ چکا تھا، انہوں نے اندازہ کر لیا تھا کہ شیلا کے نوجوانوں سے جیتنا مشکل ہے اور اب وہ شیلا سے جنگ نہیں کر سکیں گے اور یہی ہوا۔

شیلا کی فوجیں ہر طرف سے داخل ہو رہی تھیں اور وہ بڑی لڑائی بھر رہی تھی۔ ترابینہ والے بہت ہی جانفشانی سے جنگ کر رہے تھے، وہ اپنی بقا کے لیے لڑ رہے تھے۔ کٹ رہے تھے، مر رہے تھے۔

لیکن شیلا کی خوفناک فوجیں، خونی سیلاب کی طرح مسلسل بڑھ رہی تھیں۔ قتل و غارت گری کا بازار گرم تھا اور لاشوں کے پشتے بنائے جا رہے تھے۔ [illegible] شیلا نے ترابینہ کو تباہ کر کے رکھ دیا تھا۔

[illegible] ایک گھر میں گھس کر [illegible] باہر نکالا [illegible] میں شیلا کی یہ وحشت خیزی دیکھ رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ [illegible] اس لڑائی میں کس قدر مناسب ہے اور کس قدر غیر مناسب۔

خود میں نے جنگ میں کوئی حصہ نہیں لیا تھا اور اس بات کا خیال رکھا تھا کہ [illegible] اس کے بعد [illegible] وہ [illegible] شیلا کے لیے بہت کچھ تھا۔

پھر شانی کا کے محل کا رخ کیا گیا۔ اس وقت شیلا کے ساتھ میں بھی تھا [illegible] محل میں داخل ہوا۔ محل کے محافظوں نے [illegible] کوشش کی تو ان لوگوں کو [illegible] گیا۔

شانی کا کو [illegible] کیا۔ وہ اپنے تخت پر [illegible] کھڑا تھا۔ اس کے چہرے پر [illegible] تھا۔ شانی [illegible] آدمی تھا۔ اس نے شیلا

کو دیکھا لیکن ساکت و جامد کھڑا رہا۔ شیلا کے چہرے پر تمسخر آمیز سی مسکراہٹ تھی۔ میں نے دل ہی دل میں شانی کا کی تعریف کی۔ بڑا ہی بہادر آدمی تھا، اور بہادروں کی قدر کرنا اچھی بات ہے۔

شیلا گھوڑے سے اتر کر اس کے نزدیک پہنچا۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ شانی کا کے نزدیک پہنچ کر اس نے کہا۔ "کیا تم شکست تسلیم کرتے ہو؟"

"ہاں تسلیم نہ کرنے کی کیا وجہ؟" شانی کا نے تمسخر انداز میں جواب دیا [illegible] گیا۔

"خوب۔ تو تمہاری وہ سرکشی اور [illegible] ہے جس نے ہمیشہ شیلا کی [illegible] سے انکار کیا ہے؟"

"ہاں شیلا، اس کی وجہ یہ ہے کہ مجھے شکست ہو چکی ہے لیکن مجھے اس شکست کا اصل افسوس نہیں ہے کیونکہ میں نے تمہاری کوشش کی اور تمہارے نوجوانوں کو [illegible] اب اگر تقدیر میرے ساتھ نہیں تھی اور مجھے شکست ہونا ہی تھی تو اس سلسلے میں کیا کر سکتا ہوں؟" شانی کا نے جواب دیا۔ اس کے انداز میں ذرا بھی خوف یا بے چینی نہیں تھی۔

میں نے شیلا کی جانب دیکھا اور شیلا نے میری جانب، پھر وہ مسکرایا اور بولا۔ "تم نے دیکھا سالار اعظم، یہ شانی کا ہے جس نے ہمیشہ میری قوت سے انکار کیا ہے لیکن اب چند لمحات کے اندر اندر اس کا سر اس کے شانوں سے جدا ہو کر خود اس کے قدموں میں پڑا ہوگا۔ کیا یہ شانی کا کی بدترین شکست نہیں ہے؟" اس نے مجھ سے پوچھا لیکن میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔

شیلا خاموش نگاہوں سے شانی کا کو دیکھنے لگا پھر اس نے دوبارہ میری طرف رخ کیا اور بولا۔ "سالار اعظم، اس فتح کا سہرا تمہارے سر بندھتا ہے، اور اس خوشی میں شانی کا کا انجام بھی تمہارے ہی سپرد کیا جاتا ہے۔"

میں نے عجیب سی نگاہوں سے شیلا کو دیکھا۔ اس نے جو اختیار مجھے دیا تھا وہ اس اختیار کے تحت میں جو کچھ کرتا وہ یقیناً اس کے لیے ناقابل قبول ہوتا اور ایسی شکل میں یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ شیلا سے میرے تعلقات کی نوعیت کیا سے کیا ہو جاتی۔

لیکن مجھے [illegible] کرنا تھا۔ جو میرے ذہن میں تھا چنانچہ میں نے مسکرا کر شیلا کی جانب دیکھا اور اس سے پوچھا۔ "خدائی قہر ہمیشہ [illegible] کی پابندی کرتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ [illegible] شخص کسی سے کوئی [illegible] نہیں کرتا۔ تاہم میرا خیال ہے مجھے اس آزمائش میں نہ ڈالا جائے، کیونکہ یہ بھی ممکن ہے کہ میرا فیصلہ شیلا کو پسند نہ آئے۔"

"ہم جو تجھے [illegible] کر دیتے ہیں اس کے بارے میں سوچنا تک چھوڑ دے۔ یہ تمہیں اختیار دیا گیا ہے کہ جس طرح چاہو شانی کا اور ترابینہ کی قسمت کا فیصلہ کر سکتے ہو۔ حالانکہ ہم نے غور کیا تھا کہ ترابینہ کے ہر گھر سے دھواں اٹھے گا اور گوشت جلنے کی بدبو پورے علاقے میں پھیل جائے گی۔ شانی کا کے جسم کو گھوڑے سے باندھ کر [illegible] اپنے علاقے میں گھسیٹیں گے جہاں وہ اپنے [illegible] تھا لیکن سالار اعظم تم نے شیلا کی [illegible] شانی کا کی

زجوں پرستی دلائی ہے۔ تم نے ہمیں ترابیہ میں داخل ہونے کا موقع فراہم کیا ہے اور یہ موقع جس انداز میں فراہم کیا گیا ہے اور تم نے طاقت کا جو مظاہرہ کیا ہے اس کے بعد ہم نے اپنے تمام پچھلے فیصلے منسوخ کر کے حالات کو تمہارے اوپر چھوڑ دیا ہے تم جس انداز میں چاہو ترابیہ کی قسمت کا فیصلہ کرو۔ یہ ایک طرح سے تمہارا انعام ہے۔"

"اور جب ڈیلا کسی کو کوئی چیز انعام میں دیتے تو پھر وہ اس پر پوری نظر رکھتا ہے" میں نے مسکرا کر کہا اور شاہ کوکا کی جانب دیکھا۔

"شاہ کوکا ایک بہادر جنگجو کی حیثیت سے پہلے تمہاری فوجوں کی دلیرانہ جنگ دیکھی ہے۔ تم نے جس انداز میں اپنا دفاع کیا ہے میرے نزدیک وہ قابل تعریف ہے۔ یہ درست ہے کہ تم ہمارے دشمنوں میں تھے لیکن جب دلیری کی آزمائش کا موقع ہو تو دوست یا دشمن کا کوئی خاص خیال نہیں رکھا جاتا۔ تم نے جس دلیری سے ڈیلا کی عظیم فوجوں کا مقابلہ کیا اس کے تحت میں تمہیں ترابیہ انعام میں دیتا ہوں۔ تمہیں تمہاری زندگی بخشی جاتی ہے۔ تم آزاد ہو۔ اصل فاتح تو ہم ہیں" میں نے کہا۔

ڈیلا کے ہونٹ ایک دم بھنچ سے گئے تھے۔ اس کے چہرے کی رگیں ابھر آئی تھیں اور آنکھوں سے خون چھلکنے لگا تھا۔ اس نے میری جانب دیکھا بڑا ہی سخت ایک چہرہ تھا تمام جسم کا۔ میں سمجھ گیا کہ اس کے لئے میرا یہ فیصلہ تعجب خیز بھی ہے اور ناقابل برداشت بھی۔ لیکن اس کے باوجود مجھے اس کی کوئی پروا نہیں تھی۔

اور وہ بھی دل مسوسنے کے علاوہ کیا کر سکتا تھا۔ ظاہر ہے جو کچھ کہہ چکا تھا اس سے پھرنا آسان نہیں تھا۔

میں نے ڈیلا کی طرف دیکھا اور وہ بھاری لہجے میں بولا: "دلیر ڈیلا نے مجھے اب علم ہوا ہے کہ اس نے تعریف کیا تھا میں نے ان لوگوں کو قتل کر دیا تھا جو ڈیلا کے لئے انتہائی خطرناک تھے۔ ڈیلا نے صرف مجھے ایک اچھا عہدہ دیا۔ اس نے سوچا کہ ان لوگوں کی جان بخشی بھی کر دوں جن کی میں نے سفارش کی تھی۔ اس سے میں نے یہ اندازہ لگایا کہ ڈیلا کی نگاہ میں دوست ہو یا دشمن اگر وہ دلیر ہے تو قابل احترام ہے چنانچہ شاہ کوکا کی دلیری کا احساس میں عظیم ڈیلا کو دلاتا ہوں۔ اس کی دلیری کے تحت میں نے جو فیصلہ کیا ہے میں اس پر شرمندہ نہیں ہوں۔ اس عظیم انسان کی اگر … تو اس فیصلے کو منسوخ کر سکتا ہے۔"

ڈیلا خاموشی سے کبھی میری شکل اور کبھی شاہ کوکا کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر وہ گھسیا سا دوسری طرف رخ کر کے بولا: "نہیں جس فیصلے کا اختیار تمہیں دیا گیا تھا وہ صرف تمہیں ہی کرنا تھا۔" اور پھر وہ تیز رفتاری سے آگے بڑھ گیا۔

شاہ کوکا تعجب خیز نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا۔ ڈیلا نگاہوں سے اوجھل ہو گیا تو شاہ کوکا اپنی جگہ سے اٹھا اور اس نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

"کیوں۔ کیوں کیا گیا ہے یہ احسان میرے اوپر؟" اس نے پوچھا۔

"اس لئے کہ تم بہادر ہو۔"

"لیکن تم میرے دشمن ہو۔"

"میں دشمن نہیں ہوں" میں نے جواب دیا۔

"کیا مطلب؟"

"تمہارا دشمن ڈیلا ہے۔"

"اور تم اس کے نائب معظم ہو؟"

"اپنے بارے میں کچھ بتانا فضول ہے شاہ کوکا، بس یوں سمجھو کہ تمہاری دلیری نے مجھے متاثر کیا ہے۔ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ میں تمہاری طرف سے ڈیلا کی فوجوں سے جنگ کرنے لگتا لیکن صرف اس صورت میں جبکہ میرے فیصلے منسوخ کرنے کی کوشش کی جاتی۔ ترابیہ تمہارا ہے اس میں جو کچھ تباہ و برباد ہوا ہے اس کے ذمہ دار ڈیلا اور تم ہو۔ اس ملک کو دوبارہ سنبھالنے اور بنانے کی کوشش کرو۔ اور بس۔"

شاہ کوکا پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا مگر میں اسے روتا چھوڑ کر واپس پلٹ آیا تھا۔

ڈیلا نے پھر باہر آ کر شاید اپنے جنرلوں کو ہدایات جاری کر دی تھیں چونکہ چند لمحات کے بعد میں نے دیکھا کہ ڈیلا کی فوجیں اسی برق رفتاری کے ساتھ واپس نکل رہی تھیں جس برق رفتاری سے اندر آئی تھیں۔ فوجیں سارے علاقے کو خالی کر رہی تھیں۔ میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ پھر میں نے ڈیلا کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور چلتا ہوا اس کے نزدیک پہنچ گیا۔

"وہ واپس چلا گیا ہے پہاڑوں میں۔ اسی جگہ جہاں سے اس نے حملے کا آغاز کیا تھا۔"

"اوہ۔ چیلوس کوئی خاص بات۔۔۔؟"

"نہ جانے کیا خاص بات ہے۔ وہ شدید غصے کے عالم میں ہے۔ … کیفیت میں جو اسے انتہائی خوفناک بنا دیتی ہے۔"

"کوئی بات نہیں ہے چیلوس۔ چلو۔"

اور پھر میں نے بھی ترابیہ چھوڑ دیا۔

چاروں طرف تباہی کے آثار نظر آ رہے تھے۔ جو کچھ ہوا تھا وہ میری … سے ہوا تھا لیکن تمہیں جو بھی کہا تھا سب سچ تھا۔ اگر ڈیلا محاصرہ کر کے ان فوجوں کو شکست دے کر ترابیہ پر قبضہ کرتا تو یقینی بات تھی کہ اس کی شدت غضب اور بڑھ گئی ہوتی اور یہ بھی ممکن تھا کہ وہ میری بات بھی نہ مانتا اور ترابیہ کے ایک ایک انسان کو قتل کرا دیتا۔ بہرحال … یہ کوئی اچھی بات نہ ہوتی۔ جو کچھ ہو چکا تھا وہ ہو چکا تھا … فوجیں واپس اپنی مخصوص جگہ پہنچ گئی تھیں۔ جہاں سے … کیا گیا تھا اور باقی لوگ جو … تھے وہ بھی واپس جا رہے تھے۔ میں بھی … ساتھ اپنے خیمے تک پہنچ گیا۔

خیمے بستر … تھے۔ میرا خیمہ بھی اپنی جگہ موجود تھا … اتنا ہوا تھا کہ ڈیلا نے وہ علاقہ چھوڑ دیا تھا جہاں اس نے فوجوں کو … کرایا تھا۔ اب وہ اس جگہ واپس آ گیا تھا جہاں اس کے خیمے نصب تھے۔ …

یہ کیفیت تھی اس کے بارے میں میں نے معلوم نہیں کیا۔ اور نہ کوئی کوشش کی۔ میں اپنے خیمے میں چلا آیا اور میں نے چیلوس سے کہا کہ میری تینوں خادماؤں کو میرے پاس بھیج دیا جائے۔

اور … انفسا اور زرمینا خیمے میں آ گئیں۔ تینوں لڑکیاں تھیں حسین دلنشیں لڑکیاں۔ ابھی تک جو کچھ بھی ہوا تھا اس میں کوئی کمی نہیں ہوئی تھی۔ لیکن ان تینوں کی موجودگی سے میں پوری طرح لطف اندوز ہونے لگا۔ حالت جنگ ختم ہو گئی تھی لہٰذا کوئی کام آ رہا تھا نہیں اس لئے ان کی صحبت بھی اچھی لگ رہی تھی۔

لیکن چونکہ یہ تینوں لڑکیاں ہیں اور اتفاق سے تینوں ہی مجھے پسند کرنے والیاں ہیں تو بڑی دلچسپ رقابت کیوں نہ جنم لے۔ ان تینوں میں رقابت ہو رہی تھی۔ اور تینوں میری توجہ کی طالب۔ چنانچہ کافی لطف آیا اور شام تک ہنسنے کھیلنے کے بہت سے مواقع ملے جبکہ وہ تینوں آپس میں جل بھن رہی تھیں اور بات بات میں ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی کوششیں کر رہی تھیں۔ شام کو ڈیلا نے مجھے طلب کیا۔ چیلوس ہی مجھے بلانے آیا تھا۔

میں نے چیلوس کی شکل دیکھی اور پوچھا: "کیا بات ہے چیلوس، کوئی الجھن کی بات تو نہیں ہے؟"

"میں نہیں جانتا سالوس معظم، ڈیلا کا خادم خاص تمہیں بلانے کے لئے آیا تھا۔"

"ٹھیک ہے" میں نے کہا اور پھر میں اسی حصار میں پہنچ گیا جو ڈیلا مخصوص طریقے سے خیموں کا بنایا کرتا تھا۔ اس میں صرف اس کی بیویاں رہتی تھیں۔

رات کا وقت تھا۔ میں نے دیکھا کہ ڈیلا ایک عمدہ قسم کے بستر پر نیم دراز ہے۔ گردن اٹھی ہوئی ہے۔ چاروں جانب شراب کے انبار لگے ہوئے ہیں۔ مشکیزے … اور اس کی بیویاں اس کے چاروں طرف بیٹھی ہوئی تھیں اور اسے شراب پلا رہی تھیں۔ ڈیلا مسکرا رہا تھا۔ پھر اس نے جام اٹھایا۔ کافی شراب پیا ہوا تھا اور وہ جام میری طرف بڑھایا اور مسکراتا ہوا بولا۔

"سالوس معظم فتح ترابیہ کی خوشی کا جام لو۔" میں نے جام اس کے ہاتھ سے لیا اور اپنے حلق میں انڈیل لیا۔ ڈیلا ہنسنے لگا تھا۔

"کیوں تم نے کہا نہیں تھا کہ بڑا انوکھا شخص ہے۔" اس نے کچھ عورتوں کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ ان میں مجھے چاہنے والی زرمینا بھی تھی۔ وہ عجیب نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھی۔ مجبور تھی ورنہ وہ دوڑ کر مجھ سے لپٹ جاتی۔

عورتیں حسین انداز میں مجھے دیکھ رہی تھیں۔ "ہاں ہے … تم نے ایک عجیب و غریب ہتھیار بنایا اور تم تنہا ہی … طاقت سے ترابیہ کے قلعے کے عظیم انسان … اور مجھے … دیکھ کر … جیسے … کوئی نقصان نہ پہنچا سکی تھیں … اس دلیر نے اس شکل سے فتح کئے ہوئے

ملک کو اس کے شاہ کو لوٹا دیا ایسی انوکھی بات ہے۔" ڈیلا ہنس پڑا اور دیر تک ہنستا رہا۔ وہ بے پناہ قہقہے لگا رہا تھا۔ غالباً شراب اس کے دماغ پر چڑھ گئی تھی۔

"لیکن مجھے مزہ نہیں آیا۔" اس نے رک کر کہا: "جب تک فتح کئے ہوئے شہروں سے دھواں اٹھتے، زخمیوں کی چیخ و پکار سنائی دیتے، مردوں کے ڈھیر نظر نہ آئیں تو اسے ڈیلا کا فتح کیا ہوا شہر کیسے کہا جا سکتا ہے۔ ہاں اس بار یہ کیوں نہ ہو گا؟ … سالوس معظم جانتے ہو یہاں تمہیں تیمور کے دربار میں … تیمور کے شہر میں یہ ساری خواہشات پوری کر لی جائیں گی۔ کیوں سالوس، کیا تم تیمور سے جنگ کے دوران بھی مجھے کوئی ایسا ہی کارنامہ دکھاؤ گے؟" اس نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"کیوں نہیں۔ میں ڈیلا کا خادم ہوں اور اس کے لئے جو خدمت بھی انجام دے سکوں گا اس پر مجھے بے حد خوشی ہو گی۔" میں نے جواب دیا۔

ڈیلا خوش ہو کر قہقہے لگانے لگا پھر چند ساعت کے بعد بولا۔

"شکریہ کیوں، بیٹھ جاؤ میرے پاس۔" اس نے کہا اور میں نے حکم کی تعمیل کی۔

میں ڈیلا کو پہلی بار شراب پیتے دیکھ رہا تھا۔ وہ پیے جا رہا تھا اور قہقہے لگا رہا تھا۔ اس کی بیویاں اس کے چاروں طرف بیٹھی ہوئی تھیں۔ وہ نشے میں مست ہو چکا تھا۔ اس نے اتنی پی لی کہ بالکل ہوش ہی نہ رہا اور اس کے بعد جو منظر دیکھنے میں آئے وہ کسی مدہوش آدمی سے بعید نہ تھے۔ میں البتہ خاموشی سے بیٹھا سب دیکھتا رہا۔ پھر جب ڈیلا بالکل ہی نیم مدہوش ہو گیا تو میں وہاں سے اٹھ آیا۔

میں جانتا تھا کہ ہوش میں آنے کے بعد وہ میری موجودگی برداشت نہ کر سکے گا چنانچہ میں نے وہ جگہ چھوڑ دی اور اپنے خیمے میں پہنچ گیا۔

تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ زرمینا میرے پاس پہنچ گئی۔ اس کے چہرے سے خوشی پھوٹ رہی تھی۔ اس نے مسکرا کر میری جانب دیکھا۔ میں نے بھی مسکرا کر اس کی پذیرائی کی۔ "وہ بے ہوش ہو … میں تو سوچ رہی تھی کہ تمہاری تینوں خادمائیں تمہارے نزدیک ہوں گی؟"

"نہیں چونکہ میں ڈیلا کے پاس گیا تھا اس لئے میں نے انہیں واپس بھیج دیا تھا۔" میں نے جواب دیا۔

"اچھا ہی کیا۔ اب میں حاضر ہو گئی ہوں۔ اور میں بھی تو تمہاری کنیز خادمہ ہی ہوں۔" زرمینا نے کہا۔

میں نے چند ساعت سوچا اور پھر کہا: "زرمینا اب صورتحال بدل چکی ہے۔ ڈیلا حالت جنگ سے نکل آیا ہے اور میرا خیال ہے اب اس کی پوری توجہ عورتوں کی جانب ہے چنانچہ ایسی صورت میں کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ رات کے کسی حصے میں وہ تمہیں طلب کرے۔ تمہیں نہ پا کر اس کی جو کیفیت ہو گی میرا خیال ہے وہ اچھی نہیں ہو گی۔"

"میں رو اب ہوش میں نہیں آئے گا اور پھر اس کے پاس جتنی عورتیں ہیں ان میں میری کوئی کشش کہاں ہے؟" فورد نے جواب دیا۔ "یہ بھی ممکن ہے کہ کوئی دوسری عورت اسے میرے اور تمہارے بارے میں بتا دے؟"

"وہ کچھ نہیں ہوتا تم کیوں فکر میں ڈوبے ہوئے ہو۔ میں تو تم سے زیادہ قریب حیثیت رکھتی ہوں اگر ہم پکڑے بھی گئے تو سب سے پہلے تو میری ہی گردن ماری جائے گی تمہاری خطا میں تو وہ معاف کرنے کا عادی ہے۔ میں نے سنا ہے کہ تمہارے معاملے میں وہ کافی درگزر سے کام لیتا ہے؟"

تو پروفیسر، فورد نے وہ رات بھی میرے ساتھ گزاری اور اس کے بعد بہت کچھ ہو گیا۔ ایشلا نے موت پیش کرنے کا اعلان کیا تھا لیکن ایک وقت ایسا آیا جب اس کا دل اس پیش سے بھی بھر گیا۔ اس کی فوجیں تیمودوس کی جانب کوچ کرنے لگیں اب اس نے تیمودوس پر حملہ آور ہونا تھا۔

دن اور رات کا سفر اور اس کے بعد دن سات منزلیں [illegible] جانے چاہئے۔ یہاں تک کہ ہم لوگ تیمودوس کے علاقے میں پہنچ گئے اور اس کے بعد ایشلا نے بھی تیمودوس کے دربار میں اس سے مذاکرات کرنے کے لیے بھیجے۔

اور یہ اتفاق کی بات تھی کہ تیمودوس نے ایشلا کی برتری تسلیم کر لی تھی اس نے ایشلا کو اپنے دربار میں دعوت دی اور ایشلا میرے اور چند افراد کے ساتھ تیمودوس کے دربار میں پہنچ گیا۔

تیمودوس نے بڑی عزت و تکریم کے ساتھ اسے بٹھایا اور ایشلا کی برتری تسلیم کرتے ہوئے کہا۔ "عظیم ایشلا میں تجھے خراج ادا کرنے کے لیے تیار ہوں؟"

اس وقت تیمودوس سے باتیں کر رہا تھا لیکن اس کا ایک خصوصی وزیر جو بات [illegible] ایک عمر آدمی تھا اسے ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھ رہا تھا جب ساری باتیں طے ہو گئیں تو اس نے کھڑے ہو کر اچانک اعلان کیا کہ وہ تیمودوس کے اس معاہدے سے متفق نہیں ہے۔ وہ کافی غصے میں نظر آ رہا تھا۔

یہ بات ایشلا کے لیے بڑی عجیب تھی ایشلا نے بھی سنا۔ اور تیمودوس نے بھی سنا

تیمودوس غصے سے کھڑا ہو گیا۔ "تمہیں یہ جرأت کیسے ہوئی کہ میرے سامنے اس قسم کی بیہودہ گفتگو کرو؟" اس نے گرج کر اپنے وزیر سے کہا "میں تنہا نہیں ہوں میرے ساتھ بے شمار لوگ ہیں جو میرے ہم آواز ہیں ہم میدان جنگ میں ایشلا سے جنگ کرنے کے بعد اس کے ہاتھوں مر جانا پسند کرتے ہیں لیکن یہ اطاعت ہمیں پسند نہیں ہے؟" وزیر نے جواب دیا۔

"تمہارے ساتھ کتنے افراد ہیں؟" تیمودوس نے پوچھا۔

وزیر نے اپنی تلوار نکال کر پھینکی اور فوراً ہی اس کے ہمراہ بیٹھے ہوئے لوگوں کی تلواریں بلند ہو گئیں۔ یہ وہ لوگ تھے جو اس معاہدے کے خلاف تھے چنانچہ ایشلا مسکراتا ہوا کھڑا ہو گیا۔ اس کی آنکھوں میں عجیب سے تاثرات تھے۔

اس نے اپنی تلوار نیام سے نکال لی۔

ایشلا نے تیمودوس سے کہا "تم پیچھے ہٹ جاؤ سب سے پہلے جنگ کر لی جائے اس کے بعد جو کچھ ہو گا دیکھا جائے گا؟"

ایشلا کے ساتھ اس کے جرنیل اور مٹھی بھر افراد بھی موجود تھے تب ایک خونریز واقعہ ہوا۔

ایشلا اور اس کے ساتھی ان لوگوں پر پل پڑے تھے جنہوں نے تلواریں بلند کی تھیں اس کے ساتھ ہی جوابی کارروائی بھی شروع ہو گئی تھی لیکن یہ کارروائی صرف دربار کے اندر تک محدود تھی۔

تیمودوس کا سارا دربار خون سے رنگین ہو گیا بلاشبہ ایشلا کے لوگ ان لوگوں پر حاوی رہے تھے۔ انہوں نے اس وزیر کو بھی قتل کر دیا اور ان کے ساتھ ہی بے شمار لوگوں کو بھی جو اس وزیر کے ہمنوا تھے۔

تیمودوس خاموشی کے عالم میں کھڑا یہ قتل و غارت گری دیکھتا رہا۔ ایشلا اس وقت تک تلوار چلاتا رہا جب تک کہ تمام افراد قتل نہ ہو گئے ان کی لاشیں چاروں طرف بکھری پڑی تھیں۔ دربار کے چکنے فرش پر خون پھیل رہا تھا اور ایشلا خون میں نہایا ہوا کھڑا تھا جب [illegible] تو اس نے تلوار نیچے کر لی اور بولا "کیا تمہیں کوئی اعتراض ہے؟" اس نے تیمودوس سے پوچھا۔

"ہرگز نہیں۔ یہ وہ لوگ تھے جنہیں آپ قتل نہ کرتے تو میں قتل کر دیتا۔ انہوں نے مجھ سے اونچی آواز میں گفتگو کرنے کی کوشش کی تھی" [illegible] نے تلوار نیام میں کر لی۔

اس کا مقصد تھا کہ وہ تیمودوس کی طرف سے مطمئن ہے اور جب کسی کی طرف سے مطمئن ہو تو اس کے بعد اس کے مزاج کو بدلنا مشکل تھا۔ دربار سے بہت سا خراج اور بے شمار چیزیں وصول کر کے وہ [illegible] تیمودوس ہنسی خوشی ہمیشہ کے لیے اس کا باج گزار بن گیا تھا۔

اس طرح یہ خونخوار جنگ ختم ہو گئی جو ہر صورت میں [illegible] کسی بھی قیمت پر ایشلا کی فوجوں کے لیے وہ کارروائی [illegible] تھا جس میں میری ذات ملوث ہوتی۔ میں نے شاہی [illegible] مجبوری تھی اور ہم شاہی کے حق میں بہتری ثابت ہوا تھا۔

چنانچہ میں اس بات سے مطمئن تھا کہ تیمودوس سے جنگ [illegible] اور ایشلا مجھے کسی کام کے لیے کہتا تو وہ کام تو مجھے کرنا پڑتا لیکن [illegible] کیونکہ ان لوگوں سے بھی میری دشمنی نہیں تھی [illegible] سب کچھ کرنا نہیں چاہتا تھا جو ایشلا کرنا چاہتا تھا۔

لیکن اب تک جو کچھ ہوا تھا وہ بہتر ہی تھا اگر وہ [illegible]

جنگ میں نہ ہوں پڑا" تو یقیناً ان لوگوں کی بھی شامت آ جاتی جو اس کی وجہ سے خواہ مخواہ مارے گئے تھے۔

تب ایشلا نے جشن منانے کا اہتمام کیا۔ ایشلا بے پناہ شراب پیتا تھا اس نے [illegible] دن رات ایک کر دیئے تھے پھر جشن کے بعد واپسی کا کوچ ہوا۔ اب اس کا بجانے کیا ارادہ تھا۔

بہرحال ہم نے تیمودوس کا علاقہ چھوڑ دیا اور درمیان میں ایک جگہ قیام کیا۔ یہ جگہ جو وہ علاقہ [illegible] سے قریب تر تھی وہاں کا قیام ایشلا کا آخری قیام تھا۔

ایشلا کی عیاشیاں بدستور جاری تھیں۔ وہاں اس نے بے پناہ شراب پی تھی۔ ایک رات اس کے کمرے سے خوفزدہ دہشت زدہ آوازیں ابھریں کئی عورتیں روتی ہوئی باہر بھاگ آئی تھیں انہوں نے بتایا "ایشلا مر چکا ہے" بڑی حیرت کی بات تھی۔ میں اور اس کے چاروں جرنیل اس کی لاش دیکھنے پہنچے، دیکھا کہ ایشلا بے سدھ پڑا ہے اس کی ناک سے خون بہہ رہا تھا بعد میں یہ اندازہ ہوا کہ کثرت شراب نوشی کی وجہ سے اس کے دماغ کی رگ پھٹ گئی تھی لیکن ایشلا کی موت کے بعد جو صورتحال سامنے آئی وہ عجیب تر تھی۔ وہ لوگ جو اس کے وفادار ہونے کا دعویٰ کرتے تھے فوراً ہی آپس میں لڑنے جھگڑنے لگے۔ ایشلا کے چاروں جرنیلوں کو گرفتار کر لیا گیا اور پھر جب ایشلا کی قبر بنائی گئی تو اس کی قبر کے چاروں کونوں پر اس کے جرنیلوں کو قتل کر کے دفن کر دیا گیا اس طرح ایشلا کا باب ختم ہو گیا۔

میری کیفیت کچھ اور تھی میں نے یہاں کوئی خاص مقام حاصل نہیں کیا تھا۔ وہ دولت جو ایشلا نے مجھے دی تھی اپنے طور پر منتشر ہو چکی تھی اور میں یہاں تنہا رہ گیا تھا چنانچہ میں نے ان سے الگ ہونے کی ٹھانی اور ایک دن فوجوں سے علیحدہ ہو کر اپنے گھوڑے پر بیٹھ کر کسی نامعلوم نئی منزل کی جانب چل پڑا۔"

صدیوں کی طویل تر زندگی میں بلاشبہ ایسے اوقات بھی آتے تھے جب میں نے تمہاری اس دنیا سے بیزاری محسوس کی تھی پروفیسر بعض اوقات میں ذہنی طور پر منتشر ہو کر رہ جاتا تھا۔ حالانکہ زندگی کے اس دور کا واحد علاج گہری اور طویل نیند تھی۔ اس نیند کے بعد جب میں جاگا تھا تو بدلی ہوئی دنیا مجھے اتنی بری نہیں لگتی تھی لیکن ایسے اوقات بھی آئے تھے جب میرا دل سونے کو بھی نہیں چاہتا تھا میں سمجھ نہیں سکتا تھا کہ میں کیا چاہتا ہوں۔ اور پروفیسر ایسے وقت میں نے اپنے بارے میں سوچنے میں کچھ تبدیلیاں پائی تھیں۔ میں ان اوقات میں اپنے بارے میں سوچتا تھا۔ میں سوچتا تھا کہ میں کیا ہوں؟ کیوں ہوں؟ اس سرزمین پر تنہا کیوں ہوں؟ میرے جیسے دوسرے کیوں نہیں ہیں؟ مجھے کس نے تخلیق کیا ہے؟ وہ کون سی قوت ہے جس نے ستاروں کو مسلسل گردش کرنے کی قوت دی ہے۔ وہ کیوں چمکتے ہیں؟ یہ تیز ہوائیں اس زمین کو کیوں نہیں اڑا لے جاتیں؟ آسمان یکساں رنگ میں کیوں نظر نہیں آتا۔ مجھ سے بے انتہا کمزور یہ ننھے پرندے فضاؤں میں پرواز کرتے ہیں اور میں جو لافانی ہوں، میں جو صدیوں سے زندہ ہوں ان کی طرح قوت پرواز کیوں نہیں حاصل کر پاتا۔ اس طرح کیا وہ مجھ سے افضل نہیں ہیں۔ وہ فانی ہیں لیکن ان قوتوں کے حامل جو مجھ میں نہیں ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ قوتیں کہیں سے بخشی جاتی ہیں کوئی ایسی قوت اس سارے کارخانے کی نگران ہے اور میری نگاہیں اس قوت کو تلاش کرنے لگی تھیں لیکن......"

"ایک منٹ" پروفیسر نے درمیان میں دخل دیا اور وہ چونک کر خاموش ہو گیا۔

"کہو پروفیسر؟"

"تم درمیان میں کہہ چکے ہو کہ تمہارا کوئی مذہب نہیں ہے؟"

"ہاں۔ میں کہہ چکا ہوں پروفیسر؟"

"تمہارے ان خیالات نے بھی کبھی تمہیں حقیقت کی طرف متوجہ نہیں کیا؟"

"یہ بات نہیں ہے پروفیسر میں تم سے ایک بات کا اظہار کرتا چلا گیا ہوں۔ شاید تم نے غور نہیں کیا۔ میں نے مذہب کی حیثیت کو کبھی نظر انداز نہیں کیا۔ میں نے ان لوگوں کا احترام کیا جو کسی قوت اور انسان کے لیے راہوں کا تعین کرتے چلے آئے ہیں جو اس برتر قوت کا احساس دلاتے آئے ہیں جو طاقت بخشی ہے۔ اس لافانی قوت کا اعتراف تو دنیا کے ذرے ذرے سے ایک ایک ذرے سے ہوتا ہے۔ میں نے اس قوت کے وجود کو ہمیشہ تسلیم کیا ہے لیکن زندگی کسی مذہب میں ضم کرنے کی کوشش نہیں کی۔ مذاہب کے پیغمبروں کی باتوں کو میں دل سے تسلیم کرتا چلا آیا ہوں۔ لیکن مجھ پر کسی فرقے یا مذہب کی چھاپ نہیں لگائی گئی پھر بھی ان کی باتیں میں ان کو میں بھی مانتا ہوں۔ اس کے علاوہ مجھ جیسے انسان اگر تم مجھے انسان تسلیم کرو۔ اور کوئی ضرورت محسوس ہی نہیں ہوئی؟"

"بہت خوب۔ لیکن تمہارے واضح الفاظ میں تم نے اس وقت اس برتر قوت کا اعتراف کیا ہے، پہلے کبھی نہیں کیا؟"

"ہماری [illegible] تو تم بھی ہو پروفیسر۔ حالانکہ میں تو دنیا اور انقلابات والی اس قوت کا ذکر جگہ جگہ کرتا آیا ہوں جو مجھ پر بھی قادر رہا ہے۔ اتنی بھرپور قوتوں کا مالک ہونے کے باوجود بعض اوقات میں کس قدر بے بس ہو جاتا ہوں۔ میرا خیال ہے میں نے اس بات کو کبھی نہیں چھپایا۔ میں نے چمکنے والے ستاروں کا ذکر کیا ہے۔ وقت پر نکل آنے والے چاند پر میں نے کبھی دسترس حاصل نہیں کی۔ [illegible] چھپانے کی قوت کا کبھی اظہار نہیں کیا۔ سیاہ بادلوں کے ٹکڑوں کو قوت حاصل ہے حالانکہ وہ بذات خود بے جان ہیں۔ وہ ہواؤں کے تابع ہیں۔ اور ہوائیں کہیں اور سے آتی ہیں اور میں نے سورج کی چمک کو

اس کبھی رکنے کا موقع ہی نہیں دیا ہے بلکہ بعض اوقات ہلکے دار دن
مجھے گوارا گزرے ہیں۔ تم پروفیسر! محدود ہونے کے باوجود بھی تم نے بہتر
اپنے محدود ہونے کا ادراک کیا ہے کہ ہر اک محدود وہ قوت ہے جو کائنات
پر قادر ہے۔"

"بہت خوب۔" پروفیسر نے اس کی خاموش ہونے کے بعد
کہا۔ "میں تو تمہارے بارے میں کچھ خیالات بھی رکھتا تھا۔"

"کیسے خیالات پروفیسر؟" اس نے دلچسپی سے پوچھا۔

"تم میرے اعتقادات کو جانا تو نہیں مانو گے؟" پروفیسر خاور نے پوچھا۔

"نہیں۔"

"ہماری تاریخ میں بہت سی ایسی ہستیاں گزری ہیں جنہیں
کسی بھی طور عام انسانوں پر تھوڑی سی برتری اور قوت حاصل تھی۔
وہ اس قوت سے بہک گئیں اور انہوں نے خود کو خدائی کا دعویٰ کرنا شروع کر
یا بالفاظ دیگر خدائی کا دعوے کر دیا۔"

"خوب! پھر ان کا انجام کیا ہوا؟"

"ذلت آمیز تھا اور ایسی موت جس سے دوسروں کو عبرت حاصل
ہوئی۔"

"کائنات کی کہانی ازل سے یکساں ہے۔ ہر دور میں، ہر بستی
میں انسان غلط فہمیوں کا شکار رہا ہے۔ ہر کمزور جب ذرا تھوڑی سی
قوت حاصل کرنے کے بعد خدا کو فراموش کر دیتا ہے۔ اپنی ذات کو خدا
بنا لیتا ہے اور ایسے میں [illegible] باتیں کرنے لگتا ہے لیکن دیکھنے والے
دیکھتے ہیں کہ ان غلط فہمیوں کی کیا قیمت ادا کرنی پڑتی ہے۔"

"بے شک۔ تو میں بھی یہی سوال تم سے کرنے والا تھا۔" پروفیسر نے کہا

"کیا؟" اس نے پوچھا۔

"تم دوسرے تمام انسانوں سے برتر قوت کے مالک ہو۔ تم تو صدیوں
سے زندہ ہو اور اس طرح تم عام انسانوں سے مختلف ہو
[illegible] تمہارے الفاظ سے ایسی ہی [illegible] جھلکتی ہے۔ جیسے تم اپنی
اس روحانی قوت کو انتہا سمجھتے ہو۔"

"نہیں پروفیسر، بے شک میں نے اپنی داستان میں اپنی حیثیت
کی انفرادیت کا اظہار کیا ہے لیکن [illegible]
اور [illegible] اشارے [illegible] کرتے تھے۔ اس کے علاوہ میں نے
کچھ ایسی [illegible] کا ذکر کیا ہے جن پر میں قابو حاصل نہ پا سکا۔"

"ہاں یہ بھی حقیقت ہے۔" پروفیسر نے اعتراف کیا۔

"یہ اپنی نوعیت کے محدود ہونے کا اعتراف تھا۔"

"جب تو یقین کیا جا سکتا ہے کہ تم نے کبھی خود کو کوئی
منفرد قوت ثابت کرنے کی کوشش نہیں کی ہوگی۔"

"نہیں پروفیسر، صدیوں کا تجربہ بھی مجھے اسی قدر احمق رہنے
دیتا تو [illegible] میں خود کو [illegible] سمجھتا۔"

"میں تمہاری اس گفتگو سے بہت متاثر ہوا ہوں۔ لیکن تم
نے اپنے بارے میں کوئی فیصلہ کیا [illegible]
کی نمود و نما کی روشنی میں خود کو نہیں جانا چاہا ہو۔ میرے خیال میں تم جو
صدیوں کے حقائق [illegible] ہو تو تم نے خود کو غلط انداز نہیں کیا ہوگا۔"

"ظاہر ہے پروفیسر۔"

"اور تم کیا فیصلہ کیا؟" پروفیسر نے دلچسپی سے پوچھا۔ پروفیسر
کا یہ سوال [illegible] کے لیے بھی کافی دلکش تھا چنانچہ وہ بھی پوری طرح
متوجہ ہو گئیں۔

"نہیں پروفیسر! ابھی میں اس کا اعلان نہیں کر سکتا۔" اس نے
جواب دیا۔

"اوہ، کیوں؟" پروفیسر نے مایوسی سے پوچھا۔

"صدیوں کی کتاب ابھی تمہارے دور تک آئی ہے پروفیسر
اور یہ دور تمہارا اختتام ہوگا، میرا نہیں۔ مجھے تو ابھی اور آگے جانا
ہے۔ اور اس کتاب کی ترتیب میں، میں نے کوئی بے ایمانی نہیں
کی ہے۔ اس کا ایک ایک لفظ امانت ہے۔ اپنی شخصیت کے بارے
میں، میں آخر میں لکھوں گا۔ اس وقت جب میں اس کتاب کا آخری
صفحہ مکمل کروں گا۔"

پروفیسر خاموش ہو گیا تھا۔ کافی دیر تک [illegible] عجیب سی خاموشی
طاری رہی۔ پروفیسر خاور نے ہی ایک طویل سانس لیکر کہا۔ "ٹھیک
ہے [illegible] تمہارے اصولوں میں مداخلت کے لیے معذرت خواہ ہوں
بہرحال اس کے بعد تمہاری کہانی کون سے دور میں داخل ہوئی؟"

"ہاں!" وہ مسکرایا۔ "ادوار کے عکس میرے ذہن کے [illegible]
میں اس طرح محفوظ ہیں کہ ذرا سا چھیڑنے پر آنکھوں کے سامنے
تصویریں بکھر جاتی ہیں۔ [illegible] کی سلطنت سے رخصت ہونے
کے بعد میں اپنے طاقت ور گھوڑے پر [illegible] کسی نامعلوم منزل کی
تلاش میں سرگرداں ہو گیا۔ ذہن میں کوئی خیال نہیں تھا۔ کوئی تصور
نہیں تھا کہ آئندہ کہاں جاؤں گا، کیا کروں گا [illegible]
نکلے۔ کبھی چاندنی چھٹکتی، کبھی دھوپ پھیل جاتی۔ [illegible]
کوئی ثبوت نہیں رکھتی تھی۔ [illegible] لیکن اپنے فانی [illegible]
خیال تھا اور تب مجھے احساس ہوا کہ [illegible] کسی ایسے صحرا سے گزرے
جہاں [illegible] اپنی منزل کے [illegible]
کرتا جہاں [illegible] آسانی [illegible] دستیاب ہو جاتی تھیں۔ میرا [illegible]
میرا ساتھی تھا۔

وقت کا میں نے کوئی تعین نہیں کیا تھا اور زمان کی [illegible]
محدود نہیں تھی۔ آبادیاں [illegible]
[illegible]
[illegible]



وہ بوڑھا ہو گیا تھا اور مجھے افسوس ہونے لگا تھا کہ اب وہ میرے … نہیں دے سکے گا چنانچہ میں نے اس کے اوپر سواری کرنا چھوڑ دی یہاں اس کی لگام اب بھی میرے ہاتھوں میں ہی ہوتی تھی۔ اس رفیق کو میں راستے میں نہیں چھوڑ سکتا تھا لیکن بعد ازاں ایک دن وہ چٹان کے سامنے بیٹھ گیا۔ چند ہچکیاں لیں اور پھر نڈھال ہو کر اس نے دم توڑ دیا تھا۔

اور ویرانوں سے اس کا عادی تھا۔ انسان ملتے تھے، ساتھ رہتے تھے۔ زندگی بھر کی رفاقتوں کے وعدے کرتے تھے۔ اپنا عہد پورا کرتے تھے اور پھر جدا ہو جاتے تھے۔ سو اس میں اس کا عادی تھا چنانچہ میں نے اپنے رفیق کی لاش چٹان کے سائے میں ڈال دی اور پیدل سفر کرنے لگا۔

وہ دور تک سوکھا بکھرا ہوا تھا چٹانیں ہی چٹانیں جن کے درمیان بدنما جھاڑیاں اگی ہوئی تھیں اور ان جھاڑیوں میں سانپ اور مختلف حشرات الارض بھاگتے دوڑتے پھر رہے تھے۔ کہیں کہیں اڑتے بھی نظر آ جاتے تھے جن کی آوازیں جنگل کی خاموشی میں پراسرار تحریک پیدا کر دیتی تھی۔ ان کے ترتیب سے … زندگی کے وجود کا احساس دلاتے تھے۔ میں رک کر انہیں دیکھتا اور آگے بڑھ جاتا۔ اس خطے کے بارے میں مجھے کچھ نہیں معلوم تھا … دور دور تک کوئی بستی بھی نظر نہیں آتی تھی۔ کہ میں … پانی کے بارے میں کوئی معلومات حاصل کر سکتا۔ بہر حال میں چلتا رہا … شام ہو گئی اور اب میں ایک وسیع و عریض چٹیل میدان عبور کر چکا تھا اور اب اس کے آخری سرے پر تھا جہاں سے تھوڑے فاصلے پر پہاڑ نظر آ رہے تھے۔

لیکن پھر کچھ آوازیں سن کر میں چونک پڑا۔ یہ آوازیں ایک چھوٹے سے پہاڑی ٹیلے کے دامن سے آ رہی تھیں۔ کوئی ساز بجا رہا تھا جس کی آواز بے حد پر اثر تھی۔

آبادی! میرے ذہن نے نعرہ لگایا۔ لیکن میں بے اختیار اس طرف نہیں دوڑا۔ بلکہ اطمینان سے آگے بڑھتا رہا۔ اور پھر ایک ایسی جگہ رک گیا جہاں سے میں اس پہاڑی کے دامن میں دیکھ سکتا تھا تب مجھے کچھ لوگ نظر آئے۔

آگ روشن کی گئی تھی اور وہ دائرہ بنائے بیٹھے ہوئے تھے … میں نے ان لوگوں کو دیکھا ان کی تعداد دس بارہ سے زیادہ نہ تھی … جسموں والے بے حد خوبصورت لوگ تھے جنہوں نے … لباس پہن رکھے تھے ان کے سر گھٹے ہوئے تھے۔ … انداز میں بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے … آگ میں … صاف یہاں تک … آگ روشن کی ہوئی تھی اور اس آگ میں کوئی چیز بھی ڈالی جاتی تھی جن سے دھواں بلند ہوتا

اور دور تک خوشبو پھیل جاتی۔

… میں نے سوچا۔ بہر حال کوئی آبادی قریب تھی اور یہ لوگ اس خطے کے باشندے تھے۔ اب … کچھ وقت انسانوں میں گزار لینے میں کوئی حرج نہیں ہے … میں نے سوچا۔

لیکن ابھی قدم … ان کی طرف بڑھتا میں نے انہیں رکتے دیکھا … وہ شاید … واپس پلٹ رہے تھے۔ میں رک گیا اب یہ جا رہے ہیں تو انہیں جانے دیا جائے۔ سمت معلوم ہو گئی ہے بعد میں ان … پہنچا جا سکتا ہے۔ طویل عرصے کے بعد آج پھر دل … کی خواہش جاگی تھی چنانچہ میں نے چاروں طرف نگاہ دوڑائی جنگلی جانور اب بھی نظر آ رہے تھے میں نے ایک بڑے خرگوش کو تاکا اور زمین سے ایک پتھر اٹھا کر اس خرگوش کے … کھینچ مارا … میں نے آگے بڑھ کر اسے … لیا۔ کافی وزنی خرگوش تھا۔ خوب پُر گوشت۔ … آگ روشن کر رکھی تھی … خوشبوئیں اب بھی … رہی تھیں۔ لیکن اس سے کیا فرق پڑتا تھا چنانچہ میں آگ کی جانب چل پڑا۔ اور پھر قریب پہنچ کر … خرگوش کی کھال کھینچ لی۔ اس کے اندرونی … نکال پھینکے … خرگوش کا گوشت … لگا … اور ایک … جس میں پانی بھرا ہوا تھا۔ میں نے آسودہ نگاہوں سے ان چیزوں کو دیکھا۔

گوشت سینکنے کی بو دوسری تمام خوشبوؤں پر حاوی ہو گئی اور میں چاروں طرف دیکھنے لگا۔ تب اچانک میری نگاہ غار کے اس دہانے پر پڑی جو … کی شکل میں تھا اور زیادہ چوڑا نہیں تھا یعنی اتنا نہیں تھا کہ آدمی اس سے آسانی سے گزر سکے … کوئی بھی اندر رینگ سکتا تھا۔ گویا یہاں ان لوگوں کی آمد کا مقصد کوئی خاص ہی تھا۔ بہر حال کھانے پینے کے بعد دیکھوں گا۔ میں نے سوچا۔ گوشت بھن گیا تو میں نے خرگوش کا گوشت کھانا شروع کر دیا۔ بے حد لذیذ اور خستہ گوشت تھا۔

پھر خرگوش ہضم کرنے کے بعد میں نے … اور مشکیزہ سے پانی پیا … کافی فرحت … پوری طرح … اسی لئے میں نے غار میں اس وقت داخل ہونے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ اور وہیں اسی جگہ لیٹ کر سو گیا۔

دوسری صبح سورج کی کرنوں نے پپوٹوں میں گدگدی کی … گرم سورج چمکنے لگا تھا۔ اور موسم کی تپش سورج کے نکلنے کا احساس دلانے لگی۔ میں ایک گہری سانس لے کر اٹھ گیا۔ تب … کو دیکھا۔ اور پھر میری توجہ غار کے سامنے کی جانب مبذول ہو گئی۔

اور کوئی کام تو تھا نہیں میں نے سوچا کہ غار کو اندر سے دیکھ لوں چنانچہ میں غار کے سامنے کے قریب پہنچ گیا۔ اور پھر میں … اس غار میں رینگ گیا۔ موٹی سل کے نیچے پہنچ کر میں نے پہلے گردن اندر ڈالی اور پھر سرکنے لگا۔ غار کا دہانہ بہت چھوٹا تھا لیکن اندر سے وہ بہت کشادہ تھا۔ صاف ستھرا، چکنی دیواروں والا غار جیسے اسے انسانی ہاتھوں نے تراشا ہو۔

چند ساعت کے بعد میں سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اندر ایک پراسرار ماحول تھا۔ عجیب سی خوشبو پورے غار میں بکھری ہوئی تھی۔ دن ہونے کی وجہ سے روشنی بھی چند … سے اندر آ رہی تھی۔ جس کی وجہ سے غار کا پورا ماحول اجاگر ہو گیا تھا۔ … اس کی تفصیل یوں ہے۔ غار کی دیواروں میں بڑے بڑے طاق بنے ہوئے تھے جن سے خوشبو اٹھ رہی تھی۔ دھوئیں کی باریک لکیریں فضا میں منتشر ہو رہی تھیں وہ دھواں ہی تھا جو پورے غار میں پھیلا ہوا تھا۔ غار کے آخری سرے پر چٹان کا ایک چبوترہ بنا ہوا تھا جس پر چند … کپڑے نظر آ رہے تھے اور ان کپڑوں کے اندر کوئی انسانی جسم موجود تھا۔ شاید کسی متبرک ہستی کی لاش جو مقامی لوگوں کے لئے قابل احترام ہو۔ لاش کے سرہانے … رکھی ہوئی تھیں۔ یہ تھی اس غار کی کل کائنات۔

تجسس اور دلچسپی بڑھ گئی تھی چنانچہ میں غار کے اندر رکھی ہوئی لاش کے پاس … گیا۔ اور ایک بار پھر مجھے حیرت کا سامنا کرنا پڑا۔ لاش کے پورے بدن میں … لمبی نوک والے خنجر پیوست تھے۔ یہ خنجر بہت خوبصورت دستوں والے تھے جہاں … پیوست ہوئے تھے وہاں سے خون بھی نکلا تھا لیکن یہ خون جم کر سیاہ ہو گیا تھا۔ جس کا مطلب تھا کہ اس کو طویل عرصہ گزر گیا ہے۔ گویا یہ کوئی … ہے اسے قتل کیا گیا ہے۔

اب میں نے لاش کا چہرہ دیکھا۔ … سے بے نیاز … ہوا تھا۔ آنکھیں بند تھیں اور چہرے پر ایسا سکون تھا جیسے اسے ان خنجروں سے کوئی اذیت نہ ہوئی ہو … حالانکہ قتل ہونے والے کے چہرے پر اذیت کے آثار ہونے چاہئے تھے۔ اس کے علاوہ جو چیز حیران کن تھی وہ یہ تھی کہ لاش کی شکل نہیں بگڑی تھی۔ اس کے … سے … بھی نہیں اٹھ رہا تھا۔ حالانکہ خون کی کیفیت بتاتی تھی کہ اسے مرے ہوئے طویل عرصہ گزر چکا ہے۔

پھر اس کے نزدیک رکھے سامان کی طرف متوجہ ہو گیا … تھیلیاں … میں سیال بھرا ہوا تھا۔ میلا اور … رنگ کا سیال۔ ایک … کوئی چیز رکھی ہوئی تھی۔ اور ان چیزوں کے ساتھ … رکھی تھی۔ وہ میرے لئے سب سے زیادہ دلچسپ تھی۔ یہ … تھا جو کسی جھلی کا بنا ہوا تھا۔ ایسے رول اکثر تحریروں کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔

میں نے آگے بڑھ کر اسے کھول لیا۔ ایک اجنبی زبان کی تحریر تھی میں اسے سمجھنے کی کوشش کرنے لگا۔ اور … اس کا مفہوم واضح کر دیا۔ تحریر سطر بہ سطر اس طرح لکھی تھی۔

"مورخہ۔ … آخری … ہزار … —
نام۔ امبھا کروسا۔
پوسا کا آخری پجاری … کے بعد …
خیالی خود کو … قوتوں کے نام کرو اور نجات حاصل کرو۔"

پھر ایک اور تحریر تھی۔

اسے مجھے دیکھنے والے … میں نے خود کو اشلوک کے حصار میں دیا اور … اس غار کو … کے لئے جو وقت سے پہلے یہاں آئیں گے اور جب تو اندر آئے گا تو سمجھ کہ جاگنے کا وقت ہے۔ سو میرے بدن کے سارے خنجر کھینچ لے۔ اور میرے رگوں پر وہ ڈال دے جو … سرہانے برتنوں میں بند ہے … تب میں جاگ جاؤں گا اور موت کی وادیوں میں جو کچھ دیکھا وہ تیری آنکھوں میں منتقل ہو جائے گا … وہ جان لو گا جو نہ جانتے ہوں گے دوسرے۔

امبھا کروسا۔

"… پروفیسر … یہ تو کچھ … ہی نسل سے تھا۔ تمہارا کیا خیال ہے؟"

"ہاں، لیکن تم نے کوئی تحریر نہیں چھوڑی تھی؟" شاہد مسکرایا۔

"اس کی وجہ تھی۔"

"کیا؟" پروفیسر شاہد نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"اس نے اپنا کام ادھورا چھوڑا تھا۔ وہ دوسروں کی مدد کا محتاج تھا جبکہ میں ہر طرح خود کفیل تھا۔ میں ایک … وقت پر خود جاگ سکتا

تھا۔ اس کے علاوہ اس نے اپنی پہلی اور آخری کوشش کی تھی۔ اس
نے جو تحریر کیا تھا اس کی نوعیت مختلف تھی۔"
"وہ کیا؟"
"میں نے ایک مخصوص طریقے سے اس نے خود کو قتل کیا تھا لیکن
مقررہ موت کی ایک میعاد تھی۔ اور اس کے بعد جو بھی اسے
تھے۔ صرف ان لمحات کے لیے جو اس کی زندگی میں باقی رہ گئے
اپنا جملہ پورا کرکے کیفیت دہرا رہا تھی۔"
"تم اپنا یہ تجربہ سامنے لے آئے؟" پروفیسر نے پوچھا۔
"ہاں۔ اسے ایک کتابچے کے طور پر چھاپا جاسکتا ہے۔ لیکن اتنا عام
بھی نہیں کہ ہر شخص پڑھ سکے۔"
"سمجھی۔" نادر نے کہا۔ اور پھر خاموش ہو کر اس کے آگے
بڑھنے کا انتظار کرنے لگا۔
"تو پروفیسر میں نے اس شخص کی تحریر پڑھی۔ جس کا نام امیجا
کروسا تھا اور پھر یہ تو ناممکن تھا کہ میں اس کے کہنے کے مطابق نہ
کرتا۔ اس کی یہ خواہش پوری کر رہا تھا کہ چند لمحے پہلے میں نے اس کے بدن
کے سارے خنجر کھینچ لیے جو پیچھے سے خون آلود تھے گویا اس کے بدن
میں کھچے کا خون متحرک اور تازہ تھا میں نے سارے خنجر کھینچ لیے
اور پھر چہرے کی ہڈیاں کھول کر ان کی رسیاں اس کے زخموں پر ڈال
دیا۔ سارے کام میں نے اس کے کہنے کے مطابق کیے تھے۔
تب میں نے دیکھا کہ اس کے زخم حیرت انگیز طور پر مندمل ہو
رہے تھے۔ اس کام میں کوئی خاصا وقت لگا لیکن اس وقت جب تک
سورج نہیں ڈوبا تھا۔ اس نے آنکھیں کھول دیں۔ خون کی مانند
سرخ آنکھیں جنہیں اس نے کھولتے ہی بند کر لیا۔ اور پھر دیر تک بند
کیے رہا۔ ابھی اس کے حواس واپس نہیں آئے تھے۔
لیکن اس میں زیادہ دیر نہیں لگی۔ اس نے پھر آنکھیں کھول
دیں اور پھر انہیں بار بار کھولنے اور بند کرنے لگا۔ تب میں نے اس
کے نیچے رکھے ہوئے کپڑوں میں سے ایک کپڑا حاصل کیا اور اسے
اس کا سیال میں بھگو کر اس کی آنکھوں پر رکھ دیا۔
امیجا کروسا کو اس سے شدید فرحت محسوس ہوئی تھی۔
اس نے جنبش نہیں کی اور اسی طرح خاموش پڑا رہا۔ تھوڑی دیر
کے بعد میں نے اس کی آنکھوں سے کپڑا اٹھایا۔ اور پھر اس کے سامنے
سامنے آگیا۔ اس کی آنکھوں کی پتلیاں گھوم رہی تھیں۔ وہ انہیں
چاروں طرف گھما رہا تھا۔ ہاں پروفیسر اس کی کیفیت اس نوزائیدہ
بچے کی سی تھی جو کچھ نہیں جانتا۔ شاید اسے امید نہیں تھی کہ اس کے
جاگنے کے بعد اس کی حالت کیا ہوگی۔"
لیکن اس وقت وہ بالکل بے بس تھا۔ میں نے اس کی
حالت دیکھی اور میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ یہ شخص اپنی حالت

میں واپس نہیں آسکتا تھا اگر اسے ایک مخصوص انداز میں بیدار نہ کر دیا
جاتا۔ اور یہ طریقہ میں جانتا تھا۔
چنانچہ میں نے اس کے سینے پر زوردار گھونسہ رسید کیا۔ اور
اس کے چہرے پر تکلیف کے آثار نمودار ہو گئے۔ گویا اس کے اندر احساس
جاگا تھا۔ پھر میں نے اسے اٹھا کر دور پھینک دیا۔ اسے شدید چوٹ
لگی تھی۔ لیکن گرتے ہوئے اس نے خود کو سنبھالنے کی کوشش نہیں
کی تھی۔ میں پھر اس کے قریب پہنچ گیا۔ اور میں نے پھر اسے اٹھا کر
پھینک دیا۔
اور میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس بار اس نے خود
کو سنبھالنے کے لیے دونوں ہاتھوں کا سہارا لیا تھا۔ میں تیسری
بار اس کے نزدیک پہنچا اور اس کی آنکھوں میں خوف کے آثار ابھر آئے
میں نے اٹھایا۔
"اس بار میں تمہیں پوری طاقت سے زمین پر دے ماروں
گا۔" میں نے خوفناک انداز میں کہا۔ اور اس نے گردن ہلائی۔ پھر اس
کے منہ سے خفیف سی آواز نکلی۔
"نہیں۔ نہیں۔ رک جاؤ۔"
"ہرگز نہیں۔ میں تمہیں مار ڈالوں گا۔" میں نے اسے پھر ایک
طرف پھینک دیا۔
"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ آہ رک جاؤ۔" اس نے کہا۔ اور میں
نے اسے سہارا دینے کے لیے ہاتھ آگے بڑھا دیا۔
اس نے سہمے ہوئے انداز میں ہاتھ آگے بڑھا دیا۔ تب میں نے
اسے اٹھا کر کھڑا کر دیا۔ اور وہ کھڑے ہو کر جھومنے لگا۔ ابھی اس کے
جسم میں خون رواں نہیں ہوا تھا۔ تب میں نے اسے سہارا دے کر غار
میں چلانے پھرانے لگا۔
اور تھوڑی دیر کے بعد وہ بالکل ٹھیک ہو گیا۔ اس نے
برسوں کے مراحل لمحات میں طے کر لیے تھے۔ اور یہ میری کوشش تھی
پھر اس کے حواس پوری طرح بحال ہو گئے۔
"امیجا کروسا کیا تم خود کو جانتے ہو؟" میں نے پوچھا۔
"ہاں، ہاں میں امیجا کروسا ہوں۔"
"اب تم ٹھیک ہو۔ انتظار کرو۔ میں تمہارے لیے پھل کا بندوبست
کرتا ہوں۔" میں نے کہا اور پھر میں اس غار سے باہر
نکل گیا۔ باہر پھل موجود تھے۔ میں نے ان میں سے کچھ توڑے
تھے۔ پکے ہوئے پھل لیکر میں واپس آ گیا۔
امیجا کروسا زمین پر بیٹھا کراہ رہا تھا۔ میرے پہنچنے سے اس
بدن میں کافی جان آ گئی تھی۔ میں نے اسے پھل دیئے۔
تھوڑی دیر میں چٹ کر لیا اور پھر شاید اس کے بدن میں کچھ توانائی
آئی وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"مجھے بھوک لگ رہی ہے۔" اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔
"وہ۔ ہاں ان پھلوں سے تمہارا کوئی بھلا نہیں ہوا ہوگا لیکن
میرے دوست ان کے علاوہ یہاں کچھ اور تھا بھی نہیں۔"
"لیکن میں بھوکا ہوں۔" وہ بچے کے سے لہجے میں بولا۔
"تب آؤ باہر آؤ۔" میں نے کہا۔ اور وہ میرے ساتھ چل پڑا۔
وہ بھی پلک کر باہر آیا اور متحیرانہ نگاہوں سے اس ماحول کو دیکھنے لگا
"او یہ سب کچھ بدل گیا۔ یہ سب کچھ کتنا بدل گیا۔" اس کے
منہ سے آواز نکلی۔
"تمہاری بھوک کے لیے میں کیا بندوبست کروں؟"
"ان درختوں میں اور کچھ نہیں ملے گا۔ میں سخت بھوکا ہوں۔
اور محسوس کر رہا ہوں کہ اگر مجھے کچھ کھانے کو نہ ملا تو حواس کھو بیٹھوں
گا۔"
"ہوں۔" میں نے ایک گہری سانس لی۔ اب شکار کے علاوہ
اور کوئی چارہ نہیں تھا۔ اتفاق سے ایک جنگلی بکری دوڑتی نظر آگئی
اور میں اس کے پیچھے دوڑنے لگا۔ میں نے بکری کو پکڑ لیا۔ کافی طاقت
ور تھی اور خوب اچھل کود رہی تھی۔ میں نے اس کی دونوں ٹانگیں پکڑ
کر چیر دیں۔ سینگ تڑتے اور پھر اس کی کھال اتارنے لگا۔ جو گوشت
میں چمکتی ہوئی اتر گئی۔ اور پھر میں نے اس کا پیٹ صاف کیا اور
اسے آگ میں ڈال دیا۔ امیجا کروسا زمین پر لیٹ گیا تھا۔ اس کی
حالت غیر ہو رہی تھی۔
...... بکری بھن گئی تو میں اسے لیکر اس کے قریب پہنچ گیا
"امیجا کروسا۔" میں نے اسے آواز دی۔
"ہاں۔" وہ نیم مردہ لہجے میں بولا۔
"اٹھو۔ یہ کھالو۔" میں نے کہا اور کھانے کے نام کے ساتھ
ہی وہ اٹھ گیا۔ اس نے یہ نہیں دیکھا تھا کہ کھانے والی چیز کیا ہے۔
پھر اسے کھانا شروع کر دیا اور جس انداز میں وہ کھا رہا تھا اسے دیکھ
کر حیرانی تھی۔ درمیانے بدن کے انسان کے لیے ایک بکری
کم نہیں ہوتی۔ امیجا کروسا پوری بکری ہضم کر گیا۔ اور اس کے چہرے
پر رونق آ گئی۔ پھر وہ ایک پتھر سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ اس نے...
آنکھیں بند کر لی تھیں۔
لیکن دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔ اس نے آنکھیں کھول
کر مجھے دیکھا۔ دیکھتا رہا پھر بولا۔ "تم۔ تم کون ہو؟"
"خوب۔ اس کا مطلب ہے کہ اب تم مکمل حواس میں ہو۔" میں
نے مسکرا کر کہا۔
"لیکن تم کون ہو؟"
"ایک مسافر۔"
"کہاں سے تعلق رکھتے ہو؟"

"اسی زمین سے۔"
"وہ تو ٹھیک ہے لیکن زمین کے کون سے خطے سے؟"
"خطوں کی تفریق انسانوں نے کر رکھی ہے۔ میں صرف اپنا تعلق
زمین سے سمجھتا ہوں۔" اس نے جواب دیا اور وہ بغور مجھے
دیکھنے لگا۔
"کم از کم ان علاقوں کے تو معلوم نہیں ہوتے۔"
"ہاں، اس علاقے کا نہیں ہوں۔"
"پھر کہاں سے آئے ہو؟"
"کہا نا کہ ایک مسافر ہوں۔ بے منزل مسافر جو بھٹکتا ہوا ادھر
نکل آیا ہے۔"
"اڈوناؤ قبیلے کے بارے میں جانتے ہو؟"
"نہیں۔"
"مر جانے ان کا وجود ہے یا مٹ گیا؟" وہ جیسے خود سے بولا۔
میں نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ وہ چند ساعت
خیالات میں ڈوبا رہا پھر وہ چونک پڑا۔ "لیکن تم۔ تم اس غار تک
کیسے پہنچ گئے۔ تمہیں میرے بارے میں کیسے معلوم ہوا؟ آہ کیا تم ہی
وہ ہو جس نے مجھے دوبارہ زندگی میں داخل کیا ہے؟"
"ہاں امیجا کروسا۔ میں نے تمہاری وہ تحریر پڑھ لی تھی۔"
"اوہ! تم میری توقع کے برخلاف ہو۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا
تھا۔ لیکن کیا میرا قیدہ ختم ہو گیا۔ میرے علم نے یہ تو نہیں کیا تھا؟"
"تم اپنے ذہن پر زیادہ زور نہ ڈالو۔ ایک دم ساری باتوں
کے بارے میں جان لینا تمہارے حق میں بہتر نہ ہوگا۔"
"تم بہت ذہین معلوم ہوتے ہو مسافر۔ تمہارا نام کیا ہے؟"
"صدیوں کا بیٹا۔" میں نے جواب دیا۔
"کیا؟" وہ تعجب سے بولا۔
"ہاں۔ میں نے تمہیں اپنا درست نام بتایا ہے۔"
"لیکن یہ نام تو نہ ہوا۔" اس نے کہا۔
"اب جو کچھ بھی ہے۔"
"بہرحال مسافر ابھی میرا ذہن پوری طرح جاگا نہیں ہے۔
لیکن۔ لیکن مجھے تو بھوک لگ رہی ہے۔"
"کیا؟" میں نے حیرت سے آنکھیں پھاڑ دیں۔
"ہاں میں بھوکا ہوں۔"
"تم ایک پوری بکری کا گوشت ہڑپ کر گئے ہو امیجا کروسا۔"
"کیا؟" وہ اچھل پڑا۔
"بکری۔ بکری۔"
"مت۔ تو کیا۔ کیا میں نے گوشت کھایا تھا؟"
"تم گوشت نہیں کھاتے؟" میں نے پوچھا۔ لیکن امیجا کروسا

کے چہرے پر دکھ کے آثار نظر آ رہے تھے۔ اس کے انداز سے لگ رہا تھا جیسے اسے سخت صدمہ ہوا ہو۔ اس اجنبی انسان کی کوئی بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔

"اور وہ گوشت بکری کا تھا؟" بالآخر اس نے بھرائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"جی ہاں، مجھے غصہ آنے لگا تھا۔

"وہ بکری کہاں سے آئی تھی؟"

"آسمان سے اتری تھی تمہارے لیے۔ امبھاکروسا اب تم پاگلوں کی مانند گفتگو کر رہے ہو۔ بہتر ہے تم اپنے ذہن پر زور دو۔"

"تم نے اسے شکار کیا ہوگا؟" وہ آہستہ سے اسی لہجے میں بولا۔

"جی نہیں وہ خود ہی دوڑتی ہوئی میرے پاس آئی تھی اور اس نے مجھ سے درخواست کی تھی کہ اسے کاٹ کر بھون لیا جائے اور امبھاکروسا کے پیٹ میں پہنچا دیا جائے۔" لیکن میرے ان الفاظ کا بھی اس نے نوٹس نہیں لیا اور گردن جھکالی۔ پھر میں نے اس بے وقوف انسان کی آنکھوں سے آنسو ٹپکتے دیکھے۔ وہ آہستہ آہستہ کچھ بڑبڑا رہا تھا۔

"تو معاف کر، تو جانتا ہے۔ اس میں میرا قصور نہیں تھا۔ میں بھوک سے جان دے دیتا لیکن کسی دوسرے جاندار کو پیٹ کا ایندھن نہ بناتا۔ قصور میرا نہیں ہے۔" وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ میں نے اب حیران ہونے کا ارادہ ملتوی کر دیا تھا چنانچہ میں خاموشی سے اسے روتے بلکتے دیکھتا رہا۔ پھر وہ خود ہی خاموش ہو گیا اور میری طرف دیکھنے لگا مجھ پر جھنجھلاہٹ سوار ہونے لگی تھی۔

"اگر تم رو چکے ہو تو میں جاؤں؟" میں نے کہا۔

"کہاں، کہاں جاؤ گے؟"

"زمین اس علاقے میں سمٹ کر نہیں رہ گئی ہے۔" میں نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"نہیں، لیکن اگر ابھی نہ جاؤ تو کیا تمہارا کوئی نقصان ہو جائے گا؟"

"ہاں۔ میرا دماغ خراب ہو جائے گا اور اگر زیادہ خراب ہو گیا تو پھر شاید تمہیں دوبارہ سلا دوں گا کبھی نہ جاگنے کے لیے۔"

"اوہ،" امبھاکروسا نے مجھے تعجب سے دیکھا۔ اور پھر اس کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھر آئی۔ "عجیب گرم انسان ہے۔" میں نے سوچا۔ "تمہارا مذہب کیا ہے نوجوان؟" اس نے تھوڑی دیر کے بعد پوچھا۔

"بہتے ہوئے جھرنوں کا پجاری ہوں۔"

"کیا، کس کے پجاری؟" وہ حیران ہو کر بولا۔

"بہتے ہوئے جھرنوں کا۔ میرے قبیلے کے لوگ صبح کی عبادت میں ہزاروں انسانوں اور جانوروں کو ذبح کر دیتے ہیں اور پھر ان کے خون سے جو ندی بہتی ہے، ہم اس کی پوجا کرتے ہیں اور اپنی پیشانیوں پر اس خون کا تلک لگاتے ہیں۔" میں نے ہنستے ہوئے انداز میں ...

دیا۔ امبھاکروسا کا رنگ فق ہو گیا تھا۔ وہ بدحواس نظر آنے لگا ... دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا۔

"خود تم نے بھی انسانوں کو قتل کیا ہوگا؟"

"بے شمار۔ مجھے نشانوں سے گردنیں اتارنے میں بڑا لطف آتا ہے۔" میں نے جواب دیا۔ امبھاکروسا نے آہستہ سے سر جھکا لیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ چونک پڑا۔ اور مجھے دیکھنے لگا۔ اس کے چہرے پر ... کھینچنے لگی تھی۔

"اوہ، تم نے بھی جھوٹ بول کر میری بات کی ہے۔ تم مجھ سے ... ہو کیا واقعی تم مجھ سے الجھ رہے ہو؟"

"یہ بھی پوچھنے کی بات ہے؟"

"لیکن کیوں؟"

"تم بھی عجیب آدمی ہو۔ تم نے کوئی عقل کی بات کی ..."

"شاید نہیں۔ لیکن میں کیا کروں۔ میرے قبیلے کے لوگ مجھے سب سے بڑا روحانی معالج مانتے تھے۔" اس نے مسکرا کر کہا۔

"تب تمہارے قبیلے کے لوگ تم سے زیادہ پاگل ہوں گے۔"

"شاید۔ شاید تم درست ہی کہتے ہو؟" اس نے ... میں کہا۔

"تمہاری دماغی حالت اب کیسی ہے۔ بہتر تو ہے؟"

"اب میں بالکل ٹھیک ہوں۔"

"بھوک کی کیا کیفیت ہے؟"

"بھوک۔ تم نے اب ایسی چیز کھلا دی ہے کہ اب بھوک کا ... نہیں رہا۔ لیکن نہ جانے کیوں اتنی بھوک لگی تھی؟"

"لیکن تم تو بکری ہضم کرنے کے بعد بھی بھوکے تھے ..."

"اب بھی بھوکا ہوں، لیکن یہ نفس ہے۔ روح پر غالب ... نہیں چڑھنے ہوتی ہیں اور وہ جسم کے تابع ہونے کی کوشش ... ہے۔ لیکن اب میرے حواس بحال ہو گئے ہیں۔ اب مجھے کسی ... ضرورت نہیں رہی ہے۔"

"رو کیوں رہے تھے؟"

"اوہ، پیٹ کا دوزخ بھرنے کے لیے کسی جاندار کی ... ہمارے یہاں سب سے قبیح فعل ہے۔ ہر ذی روح اپنا الگ ... ہے اور کسی کو حق نہیں ہے کہ دوسری زندگی کو اپنے مصرف ... یہی اس کی تعلیمات ہیں اور ان کی پیروی۔ لیکن میرا قصور ... ہے۔ میں نے تو"

"کس کی تعلیمات ہیں؟" میں نے پوچھا۔

"وہ جس نے نجات کا راستہ دکھایا۔ وہ جو عظیم ہے ... کی تعلیمات عالم میں پھیلتی جا رہی ہیں۔"

"لیکن وہ کون ہے۔ اس کا کوئی نام تو ہوگا؟"

"ہاں، کھتری ریاست کا شہزادہ گوتم، کپل وستو کے راجہ شدھودن کا بیٹا جس کا اصلی نام سدھارتھ تھا جس نے مہاتما گ... لیا اور اس کے بعد علم کی روشنی سے زمین جگمگا دی۔ یہ اس کی تعلیمات ہیں لوگ اسے مہاتما بدھ کے نام سے جانتے ہیں۔"

"تم اس کے پیرو ہو؟"

"ہاں میں اس کا غلام ہوں۔"

"تمہارے ہاں گوشت نہیں کھایا جاتا؟"

"نہیں ہم اپنے نفس کو رام کرنے کے لیے کسی دوسرے جاندار کو نقصان نہیں پہنچاتے۔ زمین پر رینگنے والی چیونٹی بھی جینے کا حق رکھتی ہے۔ کیونکہ وہ خود بخود نہیں پیدا ہوتی۔"

"گزر کیسے کرتے ہو؟" میں نے پوچھا۔

"ہاں، پیٹ کا دوزخ بھرنے کے لیے مجبوریاں ہوتی ہیں، گھاس بھی چر لی جاتی ہے۔" اس نے جواب دیا۔

"کیا ہے تمہارے قبیلے کا؟"

"ہاں!" وہ گہری سانس لے کر بولا۔

کافی دیر وہ کھویا ہوا بیٹھا رہا۔ اس کی حالت اب خاصی درست ہو گئی تھی۔ وہ مجھے دیکھ کر حیران ہو رہا تھا۔ اور میں بھی اس میں دلچسپی لے رہا تھا میں اس کے بارے میں بہت کچھ جاننا چاہتا تھا کیونکہ ... میں نے اس میں ندرت پائی تھی۔

لیکن اب اس کے لیے تھوڑی دیر تک آرام کرنا بھی ضروری تھا چنانچہ میں نے اسے اس کا مشورہ دیا۔ "امبھاکروسا اب تمہارا کیا ارادہ ہے؟"

"ایں۔" وہ کسی خیال سے چونک پڑا۔

"مجھے اجازت دو گے؟"

"تم کہاں جاؤ گے مسافر؟"

"مسافر کہاں جاتا ہے، جہاں بھی نکل جاؤں، منزل کا کوئی تعین نہیں ہے۔"

"لیکن میں ابھی تمہارے ساتھ رہنے کا خواہش مند ہوں۔ اگر تمہارے پاس وقت ہو تو کچھ عرصہ میرے ساتھ گزار دو۔ میں تمہارے بارے میں حیران بھی ہوں۔"

"کیوں؟"

"مجھے تھوڑا سا علم آتا ہے۔ جس وقت تم نے بتایا کہ تم خون کے جھرنوں کی پوجا کرتے ہو تو میں نے اپنے علم کو آواز دی اور تب مجھے پتہ چلا کہ تم میری معلومات کے مطابق ایسی بات کر رہے تھے۔"

"یہ ٹھیک ہے تمہارے رویے سے مجھے غصہ آ گیا تھا۔" میں نے جواب دیا۔

"اس کے علاوہ تمہارے بارے میں مجھے کچھ نہیں معلوم ہو سکا۔"

"تمہارا علم تمہیں بتا دے گا۔" میں نے مسکرا کر کہا۔

"میں ایک بے ہوشی کے بعد جاگا ہوں۔ ابھی میری حالت ٹھیک نہیں ہے۔ مجھے تمہارے سہارے کی ضرورت ہے، کیا تم مجھے سہارا دو گے؟"

"ضرور، لیکن اس حالت میں کہ اگر تم حواس میں رہو۔ تمہاری بدحواسی مجھے گراں گزر رہی ہے۔" میں نے صاف الفاظ میں کہا۔

"میں پوری کوشش کروں گا۔"

"تب ٹھیک ہے، کیا ہم واپس غار میں چلیں۔"

"چلو۔ میرے ذہن میں بے شمار الجھنیں ہیں ابھی ایک ایک کو حل سمجھاؤں گا۔ مجھے تمہارے سہارے کی سخت ضرورت ہے۔" اس نے کانپتے ہوئے انداز میں کہا۔ میں اسے واپس غار میں لے آیا۔ وہ غار کی ساری چیزوں کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ پھر وہ آہستہ سے بولا۔ "نہ جانے میرے قبیلے کا کیا حشر ہوا ہو۔"

"کیا تم اپنے اندر کمزوری محسوس کر رہے ہو؟" میں نے پوچھا

"کوئی خاص نہیں۔ بس بھوک لگ رہی ہے۔"

"کیا تمہارا جسم اور خوراک قبول کر سکے گا؟" میں نے پوچھا اور وہ کچھ سوچنے لگا، پھر بولا۔

"میرا خیال ہے نہیں۔ بس ایک تشنگی سی ہے۔"

"میرا خیال ہے یہ طویل عرصے کی بھوک ہے۔ زیادہ کھاؤ گے تو مر جاؤ گے۔"

"شاید۔" اس نے آہستہ سے کہا، پھر بولا۔ "ویسے تم حیرت انگیز ہو۔ اگر تمہارا تعلق ان علاقوں سے نہیں ہے اور لگتا بھی یہی ہے تو پھر تم ہماری زبان سے کیسے واقف ہو؟"

"میں دنیا کی بے شمار زبانوں سے واقف ہوں۔"

"ہاں تم حیرت انگیز انسان ہو۔ تم نے سب کچھ میری ہدایت کے مطابق کیا، لیکن آہ، میرے وطن میں اب بھی بستیاں اجڑ رہی ہیں۔ تم نے مجھے ابھی ... زمین پر کیوں مارا تھا؟"

"اپنے علم سے پوچھو۔" میں نے جواب دیا۔

"تم ہی بتا دو۔" اس نے تھکے تھکے لہجے میں کہا۔

"بات بہت طویل ہو جائے گی۔" میں نے کہا۔

"کیا مطلب؟" امبھاکروسا نے پوچھا۔

"مطلب یہ کہ امبھاکروسا تمہیں شروع سے بہت کچھ بتانا پڑے گا۔ تم نے جو کوشش کی تھی، وہ کن خیالات پر مبنی تھی۔ تم کیا چاہتے تھے اور کتنا عرصہ تم اسی حالت میں گزار گئے اور اس دوران تم نے کیا کچھ کیا۔ تم یہ سب کچھ بتاؤ گے۔" میں نے کہا اور امبھاکروسا کسی سوچ میں ڈوب گیا۔ چند ساعت کے بعد ...

اس نے کہا۔

"اور میں تمہیں یہ سب کچھ بتا دوں گا، اس میں چھپانے کی کوئی بات نہیں ہے۔" اس نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ابھاکرسا، تب تم مجھے بتاؤ۔"

"پہلے تم میری ایک بات کا جواب دو۔" اس نے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔

"چلو پوچھو۔"

"یہ بتاؤ کہ مجھے اس حالت میں دیکھ کر تمہیں کوئی حیرانی نہیں ہوئی، حالانکہ خود میرے اپنے قبیلے کے لوگ اس وقت یہی سمجھتے تھے کہ میں پاگل ہو گیا ہوں اور جان دینے پر آمادہ ہو چکا ہوں۔ انہوں نے اسے صرف ایک ہیجان سمجھا تھا۔ اور شاید طویل عرصے تک وہ لوگ یہی سوچتے رہے کہ میں نے جو کچھ کہا ہے، اس میں کوئی حقیقت نہیں ہے بلکہ اس کے پیچھے کچھ حاصل کرنے کا جذبہ کارفرما ہے لیکن میرے ذہن میں یہ بات تھی اور مجھے یقین تھا کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں، اس کا نتیجہ وہی نکلے گا جو میرے ذہن میں موجود ہے۔ ہاں میں نہیں جانتا تھا کہ جب میں جاگوں گا تو وہ حالات کیا ہوں گے۔"

"ٹھیک ہے، لیکن یہ سلسلہ کیا تھا؟"

"میں تمہیں بتا چکا ہوں نوجوان، کہ میں بدھ مت کا پیرو ہوں، ہمارے ہاں بہت سی چیزیں ایسی ہوتی ہیں جو ہمیں ترکِ دنیا سکھاتی ہیں، ہم دنیا سے اس طرح نجات حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور یہ بدھ کی تعلیمات کا ایک حصہ ہیں۔

گوتم بدھ نے یہ نہیں کہا کہ انسان دنیا میں رہ کر دنیا کو چھوڑ دے لیکن انہوں نے نفس کو قتل کرنے کا مشورہ اپنے ہر سبق میں دیا ہے۔ اس وقت جب میں اپنے قبیلے میں روحانی رہنما کی حیثیت سے مقبول تھا کہ ایک دن مجھے اپنی مقبولیت کا خیال آیا۔ میں نے سوچا کہ بے شمار لوگ میرا کتنا احترام کرتے ہیں، کتنی عزت کرتے ہیں، دنیا کی ہر آسائش مجھے حاصل ہے۔ تب مجھے احساس ہوا کہ ان آسائشوں کو حاصل کر کے میں گناہ کر رہا ہوں اور یہ گناہ ناقابلِ معافی ہے۔

اگر میں اسی دنیا میں انہی حالات میں رہتا تو دنیا سے دور نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ میرا احترام کرنے والے اپنے احترام میں کمی نہیں کر سکتے تھے۔ سو میں نے یہی سوچا کہ خود کو کسی ایسی تکلیف میں ڈالوں کہ اب تک جو آسائشیں مجھے میسر رہی ہیں، ان کا کفارہ بھی ادا ہو جائے اور میں نجات بھی حاصل کر سکوں۔ اسی طرح میں آسائشوں کی زندگی سے دور ہو سکتا تھا۔

میرے علم نے مجھے بتایا کہ اگر میں خاص انداز میں کچھ جڑی بوٹیوں کا سہارا لے کر ایک خاص انداز میں موت کی نیند سو جاؤں تو ایک طویل عرصے کے بعد میری زندگی مجھے واپس مل جائے گی۔

جب میرے علم نے مجھے یہ بتایا نوجوان، تو میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کیوں نہ میں بدھ کی تعلیمات کا سہارا لے کر یہ دیکھوں کہ انسان کہاں تک ترقی کرتا ہے اور وہ دور جس میں میری زندگی مجھے واپس ملے گی کون سا دور ہو گا، اس میں کون سی تبدیلیاں ہوں گی۔ سو میں نے جڑی بوٹیوں سے ایسا محلول تیار کیا کہ وہ نئی زندگی حاصل کرنے میں میرا معاون ثابت ہو۔

میں نے چند روز جانوروں پر اس محلول کے تجربات کیے اور جب اپنے تجربات میں کامیاب ہو گیا تو میں نے اس غار میں خود کو ہلاک کر لیا۔ یہ خنجر جو تم نے میرے بدن سے نکالے ہیں، میں نے اپنے ہاتھ سے اپنے بدن میں داخل کیے تھے اور کوشش کی تھی کہ تڑپنے بھی نہ پاؤں۔ جو اذیت تھی وہ ناقابلِ برداشت تھی لیکن میں اس کڑے وقت کو جھیل گیا اور یہ میرے گناہوں کا کفارہ تھا۔ میں نے ایک تحریر لکھ کر رکھ دی اور غار کے دہانے کو اس قدر تنگ کر دیا کہ لوگ مجھ تک نہ پہنچ سکیں۔ ہاں میں نے اپنے علم سے اس وقت کا تعین کر رکھا تھا کہ جب میں جاگنا چاہوں گا، سو میرے لوگ اس وقت میرے پاس نہ پہنچ سکتے تھے اور میرے علم کی طاقت اس غار کے دہانے کو اس قدر کشادہ کر دیتی کہ وہ داخل ہو سکتے۔ اور اندر داخل ہونے والے نوجوان میں نے یہ تحریر تمہارے ہی لیے رکھی تھی، سو تم آ گئے اور یہ اتفاق ہی ہے کہ اتنے دور میں نکلے کہ تم نے سارے کام میری مرضی کے مطابق کیے جن سے میں زندگی پا سکتا تھا۔"

"خوب ابھاکرسا، خوب۔ بہرصورت تم صاحبِ علم ہو لیکن ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔" میں نے کہا۔

"کون سی بات؟" اس نے پوچھا۔

"ابھاکرسا، تم نے کہا کہ تم نے غار کے دہانے کو تنگ کیا اور پھر تمہارے علم نے اسے کشادہ کر دیا۔ کیا تمہارا علم اتنا طاقتور ہے اور اسے کرنے کی قوت موجود ہے؟" میں نے پوچھا اور ابھاکرسا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"ہاں علم بڑی قوت رکھتا ہے۔ کیا تم اس چھوٹے سوراخ کو ایک بڑے دروازے کی شکل میں دیکھنا پسند کرو گے؟" اس نے کہا اور میری آنکھوں میں دلچسپی امڈ آئی۔ ظاہر ہے میں اس سے انکار نہیں کر سکتا تھا۔ چنانچہ میں نے گردن ہلا دی۔

"تب تم یہ کھیل دیکھو اور اس کے بعد یہ سمجھ لینا کہ علم اتنا کمزور نہیں ہے۔" اس نے کہا اور پھر وہ آنکھیں بند کر کے لیٹ گیا۔

میں حیرت اور دلچسپی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ ابھاکرسا نے آنکھیں بند کر لیں اور دونوں ہاتھ سینے پر رکھ لیے۔ عجیب سا لگ رہا تھا وہ۔ پھر اس کے ہونٹ آہستہ آہستہ ہلنے لگے۔ وہ کچھ پڑھ رہا تھا اور چند ساعت اسی طرح بڑبڑاتا رہا۔

اس کے بعد دفعتاً روشنی تیز ہونے لگی اور میں نے چونک کر غار کی جانب دیکھا۔

چٹانیں اپنی جگہ چھوڑ رہی تھیں اور دروازہ چوڑا ہو رہا تھا۔ اور میری آنکھیں حیرت سے پھٹی رہ گئیں۔

مشرق میں، میں نے جادو دیکھا تھا بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ میری زندگی کا بدترین دور تھا جس میں، میں دوسروں کے ہاتھوں اپنا تماشہ بنتا رہا اور جادو سیکھنے کی کوشش میں ذلیل و خوار ہوا۔

لیکن میں جادو نہیں سیکھ سکا تھا۔ مشرق کا یہ علم میرے لیے کافی دلکش تھا لیکن پروفیسر شیڈ کو یاد ہے، سیکھنا میرے مقدر میں نہیں تھا۔ اب اس شخص کی یہ انوکھی قوت دیکھ کر میرے ذہن میں پھر دلچسپی پیدا ہو گئی اور میرے دل میں اس کی عزت بڑھ گئی۔ میں نے سوچا کہ میں اس شخص کی زیادہ سے زیادہ خدمت کروں تاکہ وہ میرا دوست بن کر مجھے یہ علم دے سکے۔

غار کا دروازہ اتنا کشادہ ہو گیا تھا کہ اب اس سے تین آدمی بہ آسانی گزر سکیں۔ تب ابھاکرسا نے آنکھیں کھول دیں۔ اس نے دروازے کی طرف دیکھا اور اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"بہت خوب، میں تمہارے علم کا قائل ہو گیا ابھاکرسا۔"

"اس طرح میں نے اب اس دور میں آنکھ کھولی ہے، بتاؤ کتنا وقت بیت گیا ہے؟"

"تم نے اپنے جاگنے کے لیے کس وقت کا تعین کیا ہو گا؟"

"ہاں، آدھی صدی کا اندازہ لگایا تھا میں نے۔"

"یہ تو بہت زیادہ وقت نہیں ہے، میرے خیال میں تمہارے۔۔۔" میں اچانک رک گیا۔ مجھے وہ لوگ یاد آ گئے تھے جو یہاں پوجا کرنے آتے تھے۔

"ہاں تمہارے خیال میں؟" ابھاکرسا نے پوچھا۔

"اب یہ صرف خیال نہیں بلکہ حقیقت ہے ابھاکرسا۔"

"کیا؟"

"یہی کہ تمہارا قبیلہ موجود ہے اور اس نے تمہیں بھلایا نہیں ہے۔"

"کیوں، تم یہ بات کس طرح کہہ سکتے ہو؟"

"اس لیے کہ تمہارے قبیلے کے لوگ اب بھی تمہارے پاس آتے ہیں۔ وہ تمہارے جاگنے کے منتظر ہیں اور یہاں آ کر پوجا کرتے ہیں۔"

"تمہیں کیسے معلوم؟"

"میں نے انہیں خود دیکھا ہے۔"

"کب، کہاں؟" اس نے بے اختیار پوچھا۔ اس کے چہرے پر خوشی نظر آنے لگی تھی اور جو میں نے اسے تفصیل بتائی، ابھاکرسا بہت خوش نظر آ رہا تھا۔ پھر اس نے آنکھیں بند کر کے کہا۔ "تو میرے قبیلے نے مجھے یاد رکھا ہے۔"

"یقیناً۔"

"مجھے ان کی سلامتی کی خوش خبری سن کر بے حد خوشی ہوئی ہے ورنہ یہاں اس ماحول میں کافی تبدیلیاں ہو گئی ہیں، کیا تم انہی کی وجہ سے اس غار کی طرف متوجہ ہوئے تھے؟"

"ہاں۔"

"یہ سب فطرت کے راز ہیں جن کے بارے میں اس نے کھل کر بتایا ہے۔ اس نے کہا ہے کہ ہر کام فطرت کے اصولوں کے مطابق ہے۔ تم جو سوچ سکتے ہو وہ موجود ہے اور ممکن ہے۔ ناممکن بات کا تصور ذہن میں آ ہی نہیں سکتی اور کتنا سچ کہا ہے اس نے۔"

میں نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ تب اس نے کہا۔ "لیکن اب تم یہ بتاؤ کہ تم مجھے کیا سمجھے تھے اور تم نے میرے ساتھ یہ سلوک کیوں کیا؟" میں نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا اور بولا۔

"یہ تمہارے حق میں بہتر تھا۔"

"کیوں؟"

"تم نے اپنے جاگنے کے بعد کے حالات کا تعین نہیں کیا تھا ابھاکرسا۔ تم نے یہ نہیں سوچا تھا کہ آدھی صدی کے بعد جب تم جاگو گے تو تمہارے اعضا اور تمہارا ذہن سو چکا ہو گا۔ جڑی بوٹیوں نے تمہاری زندگی تمہیں واپس دے دی لیکن اس کے بعد کے حالات پر تم نے غور نہیں کیا تھا۔"

"آہ، کیا مطلب، کیا کہنا چاہتے ہو تم؟"

"تم جاگے ابھاکرسا، تو تمہارے ذہن میں کچھ نہیں تھا۔ تم اس بچے کی مانند تھے جو نوزائیدہ ہوتا ہے اور اسے دنیا کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ تمہاری آنکھوں کی پتلیاں تک تمہارے قابو میں نہیں تھیں جس طرح ایک نوزائیدہ کسی شے پر نگاہ نہیں جما سکتا۔"

"آہ۔ پھر؟" ابھاکرسا نے تعجب سے پوچھا۔

"اسی طرح تم اپنے اعضا کو بھی جنبش نہیں دے سکتے تھے۔ اگر تم اس حالت میں وقت گزارتے اور ایک سوچ بھی واضح رہتا ابھاکرسا تو تم اسی غار میں مر جاتے۔ ظاہر ہے تمہارے ذہن میں کوئی تحریک نہ ہوتی۔ اور تم بھوکوں مر جاتے۔"

"آہ، تو جو کچھ کہہ رہے ہو وہ ممکن ہے۔ وہ حقیقت ہے۔ پھر اس کے بعد کیا ہوا؟"

"میں نے سوچا کہ تمہیں ہوش میں آنے تک کے لیے ایسی حرکت ضروری ہے جو تمہیں نقاہت سے واپس کر دے۔ ایک تو اعصاب پر دباؤ نہیں رہتا۔ سمجھ نہیں سکتا لیکن کسی تکلیف پر رد عمل ہو سکتا ہے۔ اور یہ بات احساس زندگی کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ تمہارے اعضا کو چوٹ لگی تو خود اعصاب میں تحریک پیدا ہوگی۔ وہ اپنا بھولا ہوا سبق یاد کرنے لگے۔ انہوں نے جاگنے کی کوشش کی۔ اور یہ کوشش تمہارے ذہن میں شامل ہو گئی۔ چنانچہ تم واپس آ گئے۔"

امبھاکروسا دم بخود مجھے دیکھ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے آثار تھے۔ پھر اس نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"لیکن۔ کیا اس حد تک سوچنے والے کو میں کوئی معمولی انسان کہہ سکتا ہوں۔ اور اس کا مطلب ہے کہ تم کوئی صاحب علم ہو۔ لیکن میرے دوست۔ نہ تو تم نے اپنا نام بتایا اور نہ یہ بتایا کہ تمہارا مذہب کیا ہے؟"

"میرا مذہب سفر ہے امبھاکروسا۔ اور میرا نام مسافر۔"

"کیا مطلب۔ آخر کیوں؟"

"میں مذہب کے بارے میں جاننے کا خواہش مند ہوں اور بس یہی جستجو میرا سفر بن گئی ہے۔ ابھی میں انسانیت کی منزلوں کے درمیان بھٹک رہا ہوں۔" میں نے جواب دیا۔

امبھاکروسا چند ساعت تک مجھے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ایک گہری سانس لی۔

"گہرے انسان ہو۔" امبھاکروسا نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "جو صاحب علم بھی ہو۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ میری زندگی میں میری ملاقات کسی ایسے شخص سے ہو جائے گی۔ لیکن تم نے میرے اوپر احسان کیا ہے۔ تم نے جو کچھ بھی کیا ہے اس کے بدلے میں ذرا سا فرض ہی ادا کر سکتا ہوں کہ میری آئندہ زندگی تمہارے ساتھ بسر ہو۔ میں نے فیصلہ کر لیا تھا۔ اگر تم نہ ہوتے اور تم نے وہ تدبیر اختیار نہ کی ہوتی تو جانے میرا کیا بنتا۔"

"ٹھیک ہے امبھاکروسا۔ اگر تم سمجھتے ہو کہ میں نے تمہارے ساتھ کچھ کیا ہے تو یہی سہی۔ لیکن اب تمہارا کیا ارادہ ہے؟"

"میرے دوست میں تمہیں اپنے دل کی ایک بات بتانا چاہتا ہوں۔"

"وہ کیا؟"

"وہ یہ کہ اگر تم چاہو تو کچھ عرصہ میرے ساتھ رہو۔ میں نے بہت کچھ سیکھا ہے۔ بڑا گیان حاصل کیا ہے میں نے۔ بڑی محنت کی ہے میں نے لیکن اس کے بعد بھی علم کی جستجو اور طلب ہر انسان کو رہتی ہے۔ اگر تمہیں مذاہب کے بارے میں کچھ معلوم ہے یا معلومات درکار ہیں تو تمہاری تشفی بہت حد تک میں کر سکتا ہوں اور وہ علوم جو تمہارے سینے میں دفن ہیں وہ تم مجھے دے دو۔ تاکہ [illegible] میری زندگی کی تکمیل ہو جائے۔"

"ٹھیک ہے امبھاکروسا۔ اگر تمہاری یہ خواہش ہے تو میں تمہارے ساتھ کچھ عرصہ رہنے کے لیے تیار ہوں۔ لیکن مجھے بھی کچھ درکار ہوگا۔" میں نے کہا۔

"کیا؟"

"میں تمہاری اس عورت کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں جو پریشانی دروازوں کو رنگ اور کشادہ کرتی ہے۔"

"وہ۔" امبھاکروسا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ "تو تم اس کے بارے میں جاننا چاہتے ہو؟"

"ہاں۔"

"میں تمہیں اس کے بارے میں ضرور بتاؤں گا لیکن میں یہ نہیں کہتا کہ میں وہ علم تمہارے سینے میں اتار دوں گا۔"

"اس کی پرواہ مت کرو امبھاکروسا۔ میں جو کچھ چاہتا ہوں اس کے لیے صرف تمہارا تعاون ہی کافی ہوگا۔ باقی جو پہچان سکتا ہوں یا نہیں پہچان سکتا۔ اسے میں اپنے حالات پر چھوڑ دوں۔" میں نے کہا۔

"میں تیار ہوں۔" امبھاکروسا نے خوشگوار لہجے میں کہا۔ اور پھر اس نے اٹھ کر دونوں ہاتھ پھیلا دیئے۔

وہ مجھے سینے سے لگانا چاہتا تھا۔ سو میں نے آگے بڑھ کر گیا اور اس نے مجھے سینے سے چمٹا لیا۔

"یہ ہماری دوستی کا ثبوت ہے۔ اس طرح ہم ایک دوسرے کے معاون اور دوست ہوں گے۔" اس نے [illegible] میں اور امبھاکروسا دوست بن گئے اور اس کے بعد ہمارے درمیان سے تکلف کے بہت سے پردے ہٹ گئے۔

غار میں ہم لوگ بیٹھے ہوئے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔ تب میں نے امبھاکروسا سے پوچھا۔

"اب تمہارا کیا ارادہ ہے؟"

"یہ بھی تم ہی بتاؤ میرے دوست۔ کیا میں اپنے آدمیوں کو [illegible] کروں۔ کیا ان لوگوں کے بارے میں سوچوں جو یہاں میرے تصور کو لیے ہوئے آتے ہیں اور میرے لیے کھانے پینے کی اشیا [illegible] چلے جاتے ہیں۔ یا پھر اگر تمہاری خواہش ہو تو میں خود ہی ان لوگوں کے درمیان جاؤں اور ان سے ملاقات کروں۔"

"کیا تم اندازہ لگا سکتے ہو امبھاکروسا کہ وہ کتنے عرصے سے تمہارے پاس آتے ہوں گے؟" میں نے پوچھا۔

"نہیں مجھے اس بارے میں کچھ نہیں معلوم۔ [illegible] اب ان کی روایات کیا ہیں۔ اور انہوں نے امبھاکروسا کو کیا درجہ دیا ہے۔ اور اس کے سلسلے میں ان کے خیالات کیا ہیں؟"

"تب پھر یہاں رک کر انتظار کرنا بے مقصد ہوگا۔ کیونکہ [illegible]

جہاں کے درمیان پہنچ کر ان میں شامل ہو جائیں۔ اور یوں بھی امبھاکروسا اگر وہ تمہیں نہیں پہچانتے تو کیا تم انہیں اپنی حیثیت کا احساس دلانا چاہو گے؟"

"ہرگز نہیں۔ میرے مذہب میں یہ گناہ ہے۔" امبھاکروسا نے جلدی سے کہا۔

"کیا مطلب؟"

"ہاں دوست۔ ہمارے مذہب میں انکساری اور خود اذیتی سب سے بڑی حیثیت رکھتی ہے۔ ہم سے کہا گیا ہے کہ اپنے نفس کی ترقی کے لیے ہم ہر وہ کام کریں جو ہمارا دل چاہتا ہے۔ چنانچہ نام و نمود کی خواہش فطری ہے اور میں خود بھی ان کمزوریوں کا شکار رہا ہوں۔

——— لیکن نفس کشی کی تعلیم جو مجھے دی گئی ہے اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔ میں ان کے درمیان کسی عظیم حیثیت سے جانا نہیں چاہتا۔ میں نے جو کچھ سیکھا ہے، جو کچھ کیا ہے، اسے ان سے چھپانا چاہتا ہوں۔"

"امبھاکروسا کیا تم نے اس نیند کے دوران کوئی خاص کیفیتیں محسوس کی ہیں؟"

"نہیں تو۔ اس سلسلے میں موت سے پہلے میرے ذہن میں یہ خیال تھا کہ مرنے کے بعد ان وادیوں میں چلا جاؤں گا جہاں ارواح رہتی ہیں۔ وہاں کے حالات دیکھوں گا اور اس کے بعد جب اپنی دنیا میں واپس آؤں گا تو وہاں کے حالات میری نگاہ میں ہوں گے۔ اس صورت میں ایک عجیب و غریب شخصیت کا حامل بن جاؤں گا اور وہ تجربے کر سکوں گا جو صرف موت کے بعد کیے جا سکتے ہیں۔ جب کہ میں ایک زندہ انسان ہوں۔"

"تو پھر تم نے کیا محسوس کیا؟" میں نے دلچسپی سے پوچھا۔

"یہی کہ انسان خدا کے ساتھ کسی طور چالاکی نہیں کر سکتا۔ قدرت نے انسان کو بے شمار قوتوں سے نوازا ہے۔ ان قوتوں سے جنہیں اس جیسے دوسرے انسان نہیں سمجھ سکتے لیکن خدا رب العالمین ہے۔ اور انسان نے کبھی انسانیت کی حد سے بڑھنے کی کوشش کی ہے تو اسے منہ کی کھانی پڑی ہے۔"

"یعنی؟" میں نے پوچھا۔

"کھوئے ہوئے لمحات۔ ایک تاریک دنیا میں گزرے ہیں۔ جہاں کوئی احساس تھا نہ زندگی۔ بس یوں سمجھو میں نے یہ عرصہ نیند میں گزارا ہے۔"

"اوہ گویا تم کچھ نہیں معلوم کر سکے؟"

"ہاں یوں سمجھو کہ اہم معاملات قدرت نے صرف اپنے ہاتھ میں رکھے ہوئے ہیں۔"

"تب تو تمہیں اس عرصے کے زیاں کا بہت افسوس ہوگا۔"

"نہیں۔"

"کیوں؟" میں نے پوچھا۔

"اس لیے کہ میں نے ایک تجربہ کیا ہے۔ جو کافی حد تک کامیاب رہا اور مجھے اندازہ ہو گیا کہ موت کے بعد بھی انسان پر موت کے بعد کی زندگی کے حالات منکشف ہو سکتے ہیں۔ قدرت کے نزدیک کوئی انسانی تجربہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔"

"اور تم اس بات کو عام کرو گے؟"

"ہاں کیوں نہیں۔ میں جھوٹ بول کر خود کو گناہ گار نہیں کروں گا۔"

"تب پھر تم ان کے درمیان چلو امبھاکروسا۔"

"جیسے تم مشورہ دو میرے دوست۔ میں اب تمہاری ہدایات پر عمل کروں گا۔"

"تب پھر کل صبح ہم چلیں گے۔"

"مناسب۔" امبھاکروسا نے کہا۔ پھر بولا۔ "میں نہیں جانتا اب میرے مذہب، میرے قبیلے کا کیا حال ہے۔"

"لیکن اس سے قبل وہ بڑے مہمان نواز تھے۔ بدھ کے پیرو اس کی تعلیمات پر بھرپور طور سے عمل کرتے تھے اور مجھے یقین ہے ان کے درمیان تمہیں دشواری نہیں ہوگی۔ ہاں ایک بات تو بتاؤ۔"

"پوچھو۔"

"تم... گوشت کھاتے ہو؟"

"ہاں۔"

"اس کے علاوہ تمہاری کیا خوراک ہے؟"

"وہ کچھ جو انسانوں کی ہوتی ہے۔" میں نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تمہارے اندر کچھ ایسی خصوصیتیں ہیں جو مجھے تمہارے بارے میں الجھاتی رہتی ہیں۔"

"وہ کیا؟"

"تم عام انسان سے زیادہ ذہین اور باعلم ہو۔ اس کے علاوہ رنگ و روپ۔ اس زمین کے لوگوں کی مانند نہیں ہے۔"

"اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے امبھاکروسا۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور امبھاکروسا ہنسنے لگا۔ پھر بولا۔

"میں تمہیں بشر کا گوشت تو نہیں مہیا کر سکوں گا لیکن..." وہ خاموش ہو گیا۔

"ایک بات بتاؤ امبھاکروسا۔"

"کیوں؟"

"تمہارے ہاں مکمل نفس کشی ہے یا کچھ گنجائش ہے؟"

"کیا مطلب؟"

"محبت کے معاملے میں تمہارے ہاں کیا روایت ہے۔ تم نسلوں

کی افزائش کیسے کرتے ہو؟"

"مساتاپا بڑھنے اگی ہوتا آگاہ ہے کیونکر خوراک کے پاس سے اگلی رات نکلی ہے۔ اس نے دونوں ہاتھ اسی لیے پھیلائے کہ افزائش نسل ہو۔ اس لیے اس سے پہلو تہی ممکن نہیں۔"

"تمہارے بیوی بچے تھے؟"

"کیوں نہیں۔ میں نے شادی کی تھی اور میرے اکیس بچے تھے جن میں ۔۔۔۔"

"کتنے بچے؟" میں نے تعجب سے پوچھا۔

"اکیس۔ جن میں بیس لڑکے تھے اور ایک لڑکی۔"

"خوب جب تم نے تیاگ لیا تھا تو تمہاری بیوی زندہ تھی؟"

"ہاں اور ممکن ہے اب بھی زندہ ہو۔ ہمارے ہاں عمریں طویل ہوتی ہیں۔"

"تمہارے بیوی اور بچوں نے تمہیں روکنے کی کوشش نہیں کی؟"

"نہیں اگر وہ ایسا کرتے تو گناہ کرتے کیونکہ تیاگ ہمارے ہاں کا ایک مقدس عمل ہے۔"

رات کو کافی دیر تک ہم دونوں گفتگو کرتے رہے۔ پھر میں نے آرام کی تجویز پیش کی۔

"تم سکون سے سو جاؤ میں تو ویسے آرام کر رہا ہوں۔ میں جاگوں گا اور اپنی کھوئی ہوئی قوتیں تلاش کروں گا۔" امبھا کروسا نے کہا۔ اور میں اسے قوتوں کی تلاش میں چھوڑ کر آرام کرنے لیٹ گیا۔ میں نے آنکھیں بند کر لیں۔ دیر تک میں امبھا کروسا کے بارے میں سوچتا رہا۔ بہرحال اس نے جس انداز میں جنگلی درندے کو فنا کر دیا تھا وہ ایک قابل حیرت عمل تھا اور اس سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ غیر معمولی قوتوں کا مالک ہے۔ اگر اس سے کچھ حاصل ہو جائے تو کیا حرج ہے؟ انہی خیالات میں، میں سو گیا۔ دوسری صبح امبھا کروسا نے ہی جگایا تھا۔ اس کے چہرے پر تعجب کے آثار تھے۔

"مسافر اٹھو گے نہیں" اس نے آہستہ سے کہا۔ اور میں اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"سورج نکل آیا کروسا؟"

"ہاں، سورج کا سفر جاری ہو گیا ہے اور ہم ابھی تک غیر متحرک ہیں" اس نے جواب دیا۔ میں چند ساعت کے بعد تیار ہو گیا اور ہم دونوں غار سے باہر نکل آئے۔ امبھا کروسا چاروں طرف دیکھنے لگا پھر اس نے کہا "ہمیں کون سا رخ اختیار کرنا چاہیے؟"

"وہ" میں نے ایک طرف اشارہ کیا "تمہارے آدمی اسی طرف واپس گئے تھے۔"

"او پہلی تم تو انہیں دیکھ چکے ہو" امبھا نے کہا اور ہم دونوں چل پڑے۔ درختوں میں داخل ہو کر امبھا کروسا نے چند جنگلی پھلوں کے درخت تلاش کیے۔ ان سے پھل توڑے، جو دیکھنے میں کھانے کے قابل تھے پیش کیے۔ پھیکے اور بدمزہ پھل میں نے تو پسند کیے نہیں ۔۔۔ لیکن اس احمق نے بڑی رغبت سے انہیں کھایا اور مسکراتے ہوئے کہنے لگا!

"بے شک یہ تمہیں پسند نہ ہوں گے۔ لیکن یہ دنیا ایسی ہی پھیکی اور بے مزہ جگہ ہے۔ یہاں زبان کی چاشنی بہتیرا دو جمع کرتی ہے۔"

میں نے اس کی بات پر کوئی توجہ نہیں دی۔ اور ہمارا سفر جاری رہا۔ امبھا کروسا کئی بار کچھ پوچھنے کے لیے منہ کھول چکا تھا لیکن شاید اس کی ہمت نہیں پڑ رہی تھی۔ وہ چاروں طرف دیکھتا جا رہا تھا۔ بالآخر اس نے خاموشی توڑ ڈالی۔

"مسافر۔"

"ہوں۔ کیوں کیا خیال ہے تم بہت دیر سے کچھ کہنا چاہتے ہو؟"

"ہاں۔ رات کو میں اپنے ماضی میں جھانک کر دیکھ رہا تھا میں نے اپنے علم کا بھی ورد کیا اور اسی دوران تمہارا خیال بھی آیا میں نے تمہارے ماضی میں بھی جھانکنے کی کوشش کی جس کے لیے میں تم سے معذرت خواہ ہوں۔ لیکن تمہارا ماضی۔"

"کیا معلوم کیا میرے ماضی کے بارے میں؟" میں نے اس سے پوچھا۔

"تمہارا ماضی" امبھا کروسا نے گہری گہری سانس لی کہا "تمہارے ماضی نے میرے علم کو دھندلا دیا ہے مسافر بتاؤ تم کون ہو۔ تم کون ہو؟"

"کیا بتایا تمہارے علم نے؟" میں نے پوچھا۔

"جنگلیں، خوفناک جنگلیں۔ بے شمار ہیولوں والی۔ اور تم ان کے نائب تھے نہیں، تم ان کے ساتھ تھے۔ جیسے اس ... میں گھس آئے ہو دونوں نے ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی ... مشرق کی ایک جادوگری کیا تم بھی لگے تھے۔ اور تم ان میں بھی تھے ... خوب تھے۔ اس کے علاوہ تمہارا ماضی۔ اوہ۔ ایک ایسا ... ہے جس کی گہرائیوں میں اترتے رہو۔ اترتے رہو۔ اور زیادہ ... یہ کیا ہے یہ سب کیا ہے؟ مجھے بتاؤ مسافر"

"میں صرف ایک آوارہ گرد ہوں۔ تمہارے علم نے تمہیں ... کچھ بتایا ہے اس کے سوا میں کچھ نہیں" میں نے جواب ... لیکن دل ہی دل میں، میں نے اس کے علم کو سراہا ... اس کا علم مکمل تھا اس میں شک کی بات نہیں تھی۔

"تمہاری عمر کتنی ہے؟"

"تجربات کی کوئی عمر نہیں ہوتی" میں نے اپنی عمر کو ... گن ہے۔ اور اس طرح ابھی نوزائیدہ ہوں" میں نے جواب ...

"بہرحال تم جو کچھ بھی ہو میں تمہاری عزت کرتا ہوں۔ نہ جانے ہمارا یہ سفر کتنا طویل ہے؟"

"تھکن محسوس کر رہے ہو؟"

"نہیں۔ بلکہ یہ سفر خوشگوار ہے میرے لیے۔ ٹانگیں چلنا ہی بھول گئی تھیں۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے بعد خاموشی طاری ہو گئی۔ ہمارا یہ سفر کافی تیز رفتاری سے جاری تھا۔ جنگلوں کا سلسلہ کافی طویل تھا۔ یہاں تک کہ رات ہو گئی۔ امبھا کروسا حیرت زدہ نظر آ رہا تھا۔

"میری بستی کافی سرک گئی ہے۔ پہلے وہ آبادی دور نہیں تھی اب آرام کریں گے اور کل صبح سفر کریں گے۔"

"اگر تم چلنا چاہتے ہو تو چلتے رہو۔ میرے اوپر کوئی اثر نہیں پڑے گا میں عادی ہوں" میں نے کہا اور وہ عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگا۔ پھر اس نے بھی رات میں سفر جاری رکھنے کا فیصلہ کر لیا۔ اور مجھے درحقیقت کوئی اعتراض نہیں تھا۔

ہاں جب سورج نے سر ابھارا تو درختوں کا سلسلہ اچانک ختم ہو گیا۔ اور ان درختوں کے دوسری جانب ایک انتہائی خوبصورت شہر نظر آنے لگا۔ مخصوص طرز کی عمارتیں تھیں۔ چھتری نما عمارتیں جن پر کلس چمک رہے تھے۔ رنگین اور خوبصورت چھتیں۔ چھوٹی بڑی خوبصورت عمارتیں۔

امبھا کروسا رک گیا تھا۔ اس کے چہرے پر جذبات کی رنگینیاں نظر آ رہی تھیں۔ وہ مسرور بھی تھا۔ غمزدہ بھی۔ نہ جانے کیا کیا کیفیتیں تھیں اس کے چہرے پر۔

"یہ میری بستی ہے۔ ہاں یہ میری ہی بستی ہے۔ لیکن جب میں یہاں سے جا رہا تھا تو یہ آبادی خوبصورت نہیں تھی۔ اس وقت یہ آبادی اتنی حسین نہیں تھی۔"

"تمہیں اپنا مکان تلاش کرنے میں دقت ہو گی امبھا کروسا؟"

"یاد نہیں۔ لیکن جانتے ہو اس وقت میرے دل میں کیا ہے کوئی خواہش ہے کہ میں دوڑ کر اپنے خاندان میں پہنچ جاؤں۔ بچوں کو سینے سے لگا لوں۔ لیکن ہاں" اس کے ہونٹ بھینچ گئے۔ "مگر میں ان میں نہیں جاؤں گا۔ میری ساری کمائی قوت خاک میں مل جائے گی۔"

"کیا مطلب؟" میں نے تعجب سے پوچھا۔

"وہاں نفس کشی ہی ہمارے مذہب کا سب سے بڑا اصول ہے جس نے نفس کشی کی ہدایت کی گئی ہے۔ دنیا کی محبت انسان کو کمزور بناتی ہے اگر اپنے نفس کو قتل کر دیا جائے تو سکون ملتا ہے۔"

"تو تم اولاد میں نہیں جاؤ گے؟"

"نہیں" اس نے سخت لہجے میں کہا۔

"پھر کہاں جاؤ گے؟"

"کسی بھی پگوڈے میں۔ میں کسی پگوڈے میں قیام کروں گا۔"

"پگوڈا کیا ہوتا ہے؟"

"عبادت گاہ۔ تمہیں اعتراض تو نہ ہو گا؟"

"نہیں۔ تم جانتے ہو میں کسی طور تمہاری عبادت میں حصہ نہیں لے سکوں گا اور اس طرح تم خواہ مخواہ پریشان ہو گے۔"

"نہیں، تم میرے ساتھ ہی رہو گے۔ یہ میری خواہش ہے۔ آؤ ہم اس بلند چھت کے نیچے پناہ لیں گے۔" اس نے ایک عمارت کی طرف اشارہ کیا۔ اور میں نے شانے ہلا دیئے۔ مجھے بھلا کیا اعتراض ہو سکتا تھا!

تھوڑی دیر کے بعد ہم پگوڈے میں داخل ہو گئے۔ ایک عظیم طرز تعمیر کا نمونہ تھی یہ عمارت۔ باہر سے سکڑی ہوئی لیکن اندر سے بے حد کشادہ۔ چوڑے چوڑے میدان سے تھے جن کے کناروں کو آراستہ کر دیا گیا تھا۔ بڑی نفاست اور صفائی تھی۔

امبھا کروسا جیسی شکل و صورت کے پجاری ادھر سے ادھر آ جا رہے تھے۔ ہماری طرف کسی نے توجہ نہیں دی اور امبھا کروسا پگوڈے کی پچھلی سمت میں پہنچ گیا۔ جہاں بے شمار چھوٹی چھوٹی کوٹھریاں بنی ہوئی تھیں۔ یہ رہائشی کوٹھریاں تھیں۔ عجیب عجیب مناظر دیکھنے میں آ رہے تھے۔ کچھ کوٹھریوں کے دروازے کھلے ہوئے تھے۔ کچھ کی زنجیریں لگی ہوئی تھیں۔ امبھا کروسا نے ایک کوٹھری کی زنجیر کھولی اور پھر اس کے کواڑ کھول دیئے۔

"یہ تمہاری رہائش گاہ ہو گی۔"

"اس کے لیے کسی سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہوتی؟"

"کسی کی نہیں، زمین کسی کی میراث نہیں ہوتی۔ سب یہاں مسافروں کی حیثیت سے آتے ہیں، کچھ عرصہ قیام کرتے ہیں اور پھر چلے جاتے ہیں۔ پھر کسی سے اجازت لینا نہ لینا کیا معنی رکھتا ہے؟"

"خوب یہ صرف تمہارا نظریہ ہے یا سب کا؟"

"میری ساری قوم کا۔ بدھ مت کے پیروکار کا۔"

"تب ٹھیک ہے کیا تم میرے ساتھ اس کوٹھری میں نہیں رہو گے؟"

"نہیں، دوسری بھی خالی ہے۔ میں کسی دوسری میں قیام کروں گا۔ تم اب آرام کرو۔ اور ہاں جب تک یہاں ہو کوٹھری کے دروازے کھلے رکھنا تاکہ دوسروں کو پتہ چل سکے کہ کوئی یہاں مقیم ہے۔ خالی کوٹھریاں ہی بند کی جاتی ہیں۔"

"ٹھیک ہے" میں نے گردن ہلا دی۔ اور امبھا کروسا آگے بڑھ گیا۔ میں کوٹھری میں داخل ہو گیا۔ چھوٹی سی ضرور تھی لیکن ہوا دار تھی۔ عقب میں ایک بڑی کھڑکی تھی جس کے دوسری جانب

پانی کا تالاب تھا۔ تالاب کے دوسری طرف گھاس کا ایک چھوٹا سا قطعہ تھا جس کے درمیان ہاتھ جوڑے بیٹھے ایک شخص کا بہت بڑا مجسمہ تھا اور طول و عرض قطعے کے چاروں طرف گھنے درخت بکھرے ہوئے تھے جن کی شاخوں میں پھل لٹکے ہوئے تھے۔ کافی خوشگوار منظر تھا جس میں کوئی خطرہ نہیں تھا۔ عقبی کھڑکی سے دوسری طرف کا منظر زیادہ دلکش تھا بہ نسبت دروازے سے باہر والے منظر کے۔ کوٹھری میں زمین پر کھانے کے لیے دو کپڑے پڑے ہوئے تھے۔ ایک آدھ برتن اور ایک مٹی کا چراغ۔ بس یہ سرمایہ تھا یہاں۔ میں نے ایک گہری سانس لی۔ اور عقبی کھڑکی سے لگ کر کھڑا ہو گیا۔

بہرحال یہ انسانی آبادی میں آ گیا تھا اور اس میں شک نہیں یہ آبادی دوسری آبادیوں کی روایات سے مختلف تھی۔ اب یہاں میرے لیے کیا کچھ سامان نکلتا ہے، یہ دیکھنا تھا۔ اگر یہاں بھی کوئی بات نہ بنی تو آگے بڑھ جاؤں گا۔

کافی دیر خاموشی سے میں نے اپنی کوٹھری میں گزاری۔ اور پھر دروازے پر کسی کی آہٹ سن کر اوپر دیکھا۔ ابھاکروسا نے دروازے کی اجازت مانگی تھی۔ اور پھر وہ اندر آ گیا۔ ابھا کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ نظر آ رہی تھی۔

"معزز مسافر! اس کوٹھری میں کوئی تکلیف محسوس کر رہے ہو؟"

"نہیں، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ لیکن کیا تم مجھے بھی نفس کشی کی تربیت دو گے؟" میں نے پوچھا۔

"بدھ کی تعلیمات دی نہیں جاتیں۔ وہ خود دل میں گھر کر لیتی ہیں اور انسان خود بخود ان کی طرف مائل ہوتا ہے۔"

"ہاں ابھاکروسا! میں تم سے یہی کہنے والا تھا کہ مجھے ان تعلیمات سے روشناس کرانے کی کوشش مت کرنا۔ دل میں گھر کر جانے والی بات رہنے دو۔"

"ٹھیک ہے مسافر! میں ایسا نہیں کروں گا۔"

"اب مجھے چند باتیں بتاؤ۔"

"ضرور۔ پوچھو۔"

"یہ عمارت کس کی ملکیت ہے؟"

"ہاں۔"

"کیا یہاں کچھ پابندیاں ہیں؟"

"کیسی پابندیاں؟"

"عمارت کے دوسرے حصوں میں جایا جا سکتا ہے؟"

"بڑی خوشی سے۔ کوئی تمہاری طرف توجہ نہیں دے گا۔"

"نہانے دھونے، کھانے پینے کا کیا بندوبست ہو گا؟"

"صبح شام دوپہر کھانا ملے گا۔ گو وہ تمہارے شایانِ شان تو نہیں ہو گا ــــ میں تمہیں پھل بھی بھجوا دوں گا۔ اس کے علاوہ جس وقت دل چاہے تالاب میں نہا سکتے ہو۔ اس عمارت کے چپے چپے پر آزاد ہو اور اس کی زمین پر سر جھکانا تمہارا حصہ ہے۔"

"میں تم لوگوں سے مختلف ہوں۔ اس پر کسی کو اعتراض [illegible]"

"کوئی تم سے سوال نہیں کرے گا۔"

"بس یہی چند باتیں معلوم کرنا تھیں۔ ہاں ابھاکروسا، تم نے اپنے بارے میں کیا سوچا؟"

"میں نہیں سمجھا۔"

"تم اپنے گھر والوں سے نہیں ملو گے؟"

"نہیں۔" اس نے سنجیدگی سے کہا۔

"کیوں؟"

"میرا نفس میرے اندر بغاوت کر رہا ہے۔ ان کی محبت مجھے [illegible] کر رہی ہے لیکن نفس کو پرکھنے والے بدھ کے پیروکار [illegible] اس لیے میں ان کے پاس نہیں جاؤں گا۔ ہاں اگر وہ مجھ سے ملنا چاہیں تو دوسری بات ہے۔"

"یہاں تم نے انہیں اپنے بارے میں بتایا بھی نہیں۔"

"میں نام نہیں چاہتا۔ کیوں بتاؤں؟"

"عجیب انسان ہو۔" میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ لیکن ابھا سنجیدگی سے کچھ سوچ رہا تھا۔ پھر اس نے کہا۔

"اس میں کوئی عجیب بات نہیں ہے۔ انسان جس قدر [illegible] اسے اپنی حیثیت پہچان لینا چاہیے۔ وہ اپنی مرضی سے [illegible] نہیں سکتا۔ پھر وہ ایسی خواہشات کیوں کرے؟"

"اچھا اچھا ٹھیک ہے۔" میں نے اسے روک دیا اور ابھا ہنسنے لگا۔ پھر گہری نگاہوں سے مجھے دیکھتے ہوئے بولا۔

"ایک بات کا وعدہ کرو۔ اگر بدھ کی تعلیمات کبھی [illegible] کریں تو تم میرے پاس آؤ گے اور مجھے اس کے بارے میں بتاؤ گے۔"

"ضرور، ضرور۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ابھاکروسا [illegible] نہیں تھا۔ وہ ایک مذہبی انسان تھا اور [illegible] کر سکتا تھا [illegible] دنیا میری بات [illegible] مذہب کی اچھائیاں مجھے متاثر [illegible] لیکن میں [illegible] ہو جاتے تھے اور اس کے بعد [illegible] سامنے آ جاتا تھا۔ مقصد سب کے یکساں [illegible] کے لیے سکون کے راستے۔ پھر میں کسی ایک مذہب سے کس طرح منسلک ہو سکتا تھا۔

لیکن ابھاکروسا میرے اس وعدے سے مطمئن ہو گیا اور تھوڑی دیر کے بعد وہ چلا گیا۔ میں غور کرنے لگا تھا [illegible] آخر نہیں جھک کر میں ابھاکروسا کا جانشین بن کر رہ جاؤں [illegible] پر عمل کر رہا تھا۔ میں اس گوشے سے نکل بھی سکتا تھا [illegible] سیر بھی کر سکتا تھا۔ یہاں سے میری اپنی حیثیت بھی [illegible]

تھی۔

چند پل کافی دیر تک میں اس کوٹھری میں رہا۔ اور پھر باہر نکل گیا۔ میں اس عمارت کی سیر کرنا چاہتا تھا۔ ابھاکروسا کا کہنا درست ہی نکلا۔ میری طرف کسی نے توجہ نہیں دی تھی اور میں اس وسیع و عریض عمارت کے مختلف حصوں میں چلتا پھرتا رہا۔

پھر اس وقت میں اپنی کوٹھری کے عقبی حصے میں تھا جہاں وہ بڑا مجسمہ رکھا ہوا تھا کہ چند لوگ میرے نزدیک پہنچ گئے۔ لیکن ان کے چہروں پر نرمی اور مسکراہٹ تھی۔

"اجنبی! کیا ہم تم سے کچھ پوچھ سکتے ہیں؟" ان میں سے ایک نے کہا اور میں ان کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"پوچھو۔"

"تمہارے لباس سے پتا چلتا ہے کہ تمہارا تعلق اس بستی سے نہیں ہے۔ اس کے علاوہ تم راہب بھی نہیں ہو۔ کیا تم کسی اجنبی بستی کے مسافر ہو؟"

"ہاں میں مسافر ہوں۔"

"تب تمہاری خدمت ہمارا فرض ہے۔ ہمیں بتاؤ یہاں تمہیں کس چیز کی ضرورت ہے؟"

"مجھے کیا دے سکتے ہو؟ تم ہی مجھے بتاؤ۔" میں نے کہا اور وہ سب میری شکل دیکھنے لگے۔ پھر ایک شخص نے کہا۔

"مسافر! ہم نا اہل لوگ ہیں۔ بے مقصد اور ناکارہ۔ شخص کسی کو کیا دے سکتا ہے۔ البتہ تم بتاؤ تمہیں کس چیز کی ضرورت ہے۔ ہم کوشش کریں گے کہ ایک میزبان کی حیثیت سے تمہیں تمہاری مطلوبہ شے فراہم کریں۔"

"نہیں، تمہارا شکریہ۔ مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔" میں نے جواب دیا اور وہ سب گردنیں جھکا کر پیچھے ہٹ گئے۔

البتہ میں نے یہ بات محسوس کی تھی کہ وہ لوگ نرم مزاج اور اچھے اخلاق کے مالک ہیں۔

بہت دیر تک میں گوشے میں گھومتا رہا۔ پھر میں نے ایک جگہ لوگوں کو جمع ہوتے دیکھا۔ شاید کوئی رسم ادا ہونے جا رہی تھی۔ میں بھی دلچسپی سے اس طرف بڑھ گیا۔ کافی ہجوم تھا۔

میں نے دیکھا کہ ان لوگوں کے درمیان ...... ایک شخص جو [illegible] اور زرد رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے تھا اور [illegible] کی مانند گوشت [illegible] تھا لیکن اس کے چہرے پر [illegible] عجیب انداز کی تھی۔ کھڑا ہوا ہے اور اس کے قریب بہت سارے لوگ جمع ہیں۔

کوئی خاص بات ہونے والی تھی۔ میں بھی ان لوگوں کے درمیان گھس کر کھڑا ہو گیا۔ سب کے چہروں پر عجیب سے آثار تھے۔ پھر ان میں سے ایک نے چاروں طرف دیکھا اور اس کے بعد وہ سب کائی کی طرح پھٹ گئے۔ ایک شخص اسی جانب آ رہا تھا۔

میں نے بھی اس کی طرف دیکھا، وہ ایک راہب تھا۔ اچھا طویل القامت تھا، چہرے پر رعب تھا گو شکل و صورت ویسی ہی تھی جیسی دوسروں کی تھی لیکن یہ شخص کسی قدر منفرد نظر آ رہا تھا۔ جب وہ بھی ان کے نزدیک پہنچ گیا تو اس شخص کو کچھ بتانے لگا۔ پھر ان میں سے ایک نے گردن اٹھا کر کہا۔

"لاما سوبا! تمہاری یہ قربانی بدھ کے حضور میں تسلیم کی جاتی ہے۔ اور تمہیں اجازت دیتا ہے۔" اس نے کہا۔

"قربانی؟" میں نے دل ہی دل میں سوچا۔ اور پھر میں نے دیکھا کہ وہ شخص اپنے جسم کے کپڑے اتار رہا ہے۔ اس نے تمام لباس اتار دیا، صرف نچلے حصے کا کپڑا تھوڑا سا باقی رہ گیا تھا۔ پھر اس نے بدن پر کوئی چیز ملی۔ سفید سفید سی کوئی چیز تھی جس میں ہلکی سی چپچپاہٹ شامل تھی۔ اس کے بعد اس نے چقماق سے آگ روشن کی اور اپنے بدن میں لگا لی۔

میں تعجب سے منہ پھاڑ کر رہ گیا تھا۔ کیا یہاں یہ رسم بھی موجود ہے؟ لیکن میں نے دیکھا کہ تمام لوگ پیچھے ہٹ گئے تھے۔ اور وہ شخص جل جانے والی شے کی طرح دھڑا دھڑ جل رہا تھا۔ اس کے دانت بھنچے ہوئے تھے، مٹھیاں بند تھیں، لیکن اس کا بدن سنگ ہو رہا تھا۔

اہم بات یہ تھی کہ نہ وہ تڑپ رہا تھا اور نہ چیخ رہا تھا۔ بس جل رہا تھا۔ خاموشی کے ساتھ اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کے بدن نے شعلے پکڑ لیے۔ عجیب سی آگ تھی جس کے بارے میں میں تصور نہیں کر سکتا تھا کہ اس میں اتنی تیزی کیوں ہے۔ بہرصورت آگ میں جلتا ہوا شخص تھوڑی دیر تک بیٹھا رہا۔ پھر وہ زمین پر گر پڑا۔ [illegible] اس کے ہاتھ پیروں میں تشنج پیدا ہوا۔ اس کے بعد وہ ٹھنڈا ہو گیا۔ تب میں نے پیچھے کھڑے ہوئے شخص کو جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔

"سنو۔" میں نے ایک شخص کو مخاطب کیا جو شکل و صورت سے راہب نظر آتا تھا اور وہ میری طرف متوجہ ہو گیا۔ اس کے چہرے پر زردی کے آثار تھے۔

"مجھے؟" اس نے آہستہ سے کہا۔

"اسے کیا ہوا؟"

"کسے؟" اس نے تعجب سے پوچھا۔

"یہی جس نے اپنے بدن میں آگ لگائی ہے؟"

"اوہ یہ تیاگی تھا۔ دنیا کی محبت، دنیا کا حصول، اس کی ذات پر اس قدر مسلط ہو گیا تھا کہ یہ اس سے جان نہیں چھڑا پا رہا تھا۔ خواہشات اسے اپنا غلام بنانے کے لیے لپک رہی تھیں اور وہ ان سے

جہاں پہنچ جانا چاہتا تھا۔ کیونکہ یہی بدھ کی تعلیمات ہیں۔ جس وقت
نفس اور خواہشات انسان کو اس قدر مجبور کر دیں کہ وہ ان سے
نجات بھی محال سمجھے تو پھر نیکیوں کا ایک ہی راستہ ہے اور وہ
راستہ ہے موت۔ سو اس نے موت قبول کر لی۔" اس شخص نے جواب
دیا۔

"اوہ گویا اسے یہ کسی قسم کی سزا نہیں دی گئی ہے؟"

"نہیں، انسان اپنا محاسب خود ہوتا ہے۔ اپنا سب سے
بڑا محاسب۔ وہ خود ہی اپنے لیے سزا تجویز کر سکتا ہے اور یہی اس
کے حق میں بہتر بھی ہوتا ہے، کیونکہ دوسری جانب سے دی جانے
والی سزا اس کی تکمیل میں کوئی اضافہ نہیں کرتی۔ اسی لیے اچھا
تو یہ ہے کہ وہ خود اپنی سزا کا تعین کرے اور اپنے آپ کو سزا دے۔"
اس نے جواب دیا اور آگے بڑھ گیا۔

میں سر کھجانے لگا تھا۔ یہ تو بڑا دلچسپ معاملہ ہے۔ گویا یہاں
جزا و سزا پر کوئی نظام ہی نہیں۔ جس طرح چاہو اپنا احتساب کرو اور بس۔

"وہ" میں دل ہی دل میں ہنس پڑا۔ لیکن بہر صورت اس شخص
کی دردناک موت میری نگاہوں میں گھوم رہی تھی۔

وہ کوئی دیوانگی یا جنون تو نہیں تھا۔ جیسے پرسکون انداز
میں اس نے اپنے بدن کو آگ لگا کر خودکشی کی تھی اور یہ آسان کام
نہیں تھا۔ اس کے بعد بھی وہ جس دوران میں جیا تھا وہ کوئی آسان
کام نہ تھا۔ وہ نہ تو تڑپا تھا اور نہ کراہا تھا۔ بڑی حیرت انگیز بات تھی
لیکن دنیا میں ہر جگہ کے ... ہی کیا، جہاں چلے جاؤ وہاں کوئی نہ کوئی
چیز ایسی نظر آجائے گی جو تمہارے لیے حیرت انگیز ہوگی۔ یہ دوسری
بات ہے کہ تم اسے ... خاص طور سے مجھ جیسا شخص
جو عجائبات ہی سے گزر چکا تھا۔

میں بھلا ان چیزوں سے دیوانہ کیسے ہو جاتا۔ لیکن پھر بھی میں
نے اس بارے میں سوچا ضرور تھا۔

رات کو میں واپس اپنی قیام گاہ پر آگیا۔ ابھاکروسا سے
رات کو ملاقات نہیں ہوئی تھی، لیکن میرے لیے کھانا لانے والے وہ
لوگ تھے جن سے میری ملاقات بدھ کے مجسمے کے پاس ہوئی تھی
اور اس وقت کھانے میں دودھ کی پالائی، چاول اور خشک میوے
بھی تھے۔

انہوں نے کھانا میرے سامنے رکھ دیا۔

"ابھاکروسا اپنی کوٹھری میں ہے؟" میں نے بے خیالی
سے پوچھا، لیکن ان لوگوں پر جو ردعمل ہوا تھا اس نے مجھے احساس
دلایا کہ میں کیا کہہ گیا ہوں۔

"کون۔ کس کا نام لیا تم نے؟"

ایک لمحے کے لیے مجھے کوئی جواب نہ بن پڑا، لیکن پھر میں
نے سوچا کہ ابھاکروسا کی مدد کی جا سکتی ہے۔ وہ خود تو اپنے نفس
کی خاطر کچھ نہیں کرے گا۔ اگر میری کوشش سے اُسے اپنے
اقارب اس سے مل جائیں تو کیا حرج ہے؟

"ابھاکروسا۔" میں نے جواب دیا۔

"اوہ، وہ ہم میں کہاں۔ اس کی تو صرف کہانیاں رہ گئی ہیں۔"

"کیا مطلب؟"

"ابھاکروسا کا نام کیوں لیا تم نے؟"

"کیا یہ کوئی خاص نام ہے؟"

"ہاں یہ ہمارے بہت بڑے روحانی رہنما کا نام ہے۔"

"تو کیا اس نام کا ایک ہی شخص ہوگا تمہارے ہاں؟"

"ہاں، جب سے وہ غائب ہوا کسی اور نے یہ نام نہ رکھا۔"

"وہ کون تھا۔ کیا تم مجھے اس کے بارے میں بتاؤ گے؟"

"ایک مقدس ہستی۔ اس نے تیاگ لیا۔ اور یہاں سے بہت
دور چلا گیا۔"

"کیا وہ واپس آئے گا؟" میں نے پوچھا۔

"ہاں اس نے یہی کہا تھا اور وہ جھوٹ نہیں بولتا تھا۔"

"اس نے کب واپس آنے کے لیے کہا تھا؟"

"اس نے کہا تھا اس وقت، جب وہ واپس آئے گا تو
اس غار کا دروازہ کشادہ ہو جائے گا جہاں وہ آرام کر رہا ہے۔"

"تو تم نے اس غار کو دیکھا ہے؟"

"ہاں۔" اور میں نے سوچا کہ اب وقت قریب ہے۔ سوما ...
علم کی آنکھ سے ابھاکروسا کو دیکھا کہ وہ ہمارے درمیان ...

"سوما کے علم نے تمہیں یہ نہیں بتایا کہ وہ تمہارے درمیان
پہنچ چکا ہے اور تمہاری آنکھیں بند ہیں۔"

"کیا؟" وہ حیرت سے چونک پڑے۔

"ہاں، ابھاکروسا تمہارے پاس ہے۔"

"کہاں؟ کہاں ہے وہ۔ وہ تو۔ نامعلوم غاروں میں ...
گہری نیند سو رہا ہے۔"

"نہیں۔ وہ نیند سے جاگ اٹھا ہے اور اس وقت ...
پگوڈے میں ہے۔"

"اوہ تم۔ تم خوشی کی خبر دینے والے ہو۔ کیا تم ہمیں ...
کے بارے میں نہیں بتاؤ گے؟"

"تم میں سے کوئی اسے پہچان سکتا ہے؟"

"خود سوما۔ صرف سوما۔" اس نے جواب دیا۔

"ہاں وہ بوڑھا آدمی اسے ضرور پہچان سکتا ہے۔ تم
جاؤ اور سوما کو ساتھ لو اور یہاں کی ساری کوٹھریاں دیکھ لو۔"
میں نے کہا۔

وہ سب بتوں کی طرح کھڑے رہے اور پھر وہاں سے
پلٹ کر چلے گئے۔ میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔

اور پھر تھوڑی دیر کے بعد ہی ہنگامہ ہو گیا۔ انہوں نے ابھا
کروسا کو پکڑ لیا تھا اور وہ سب ابھاکروسا کے نام کے نعرے
لگا رہے تھے۔ مجھے ابھاکروسا کی حیرت کے بارے میں سوچ کر مزہ
آ رہا تھا۔ وہ تو بڑا پریشان ہوگا کہ آخر اس کا راز کیسے کھل گیا۔ بہرحال
میں بھی تماشا دیکھنے باہر نکل آیا۔ لوگوں نے ابھاکروسا کو کاندھوں
پر اٹھا رکھا تھا اور وہ مضطرب سا نظر آ رہا تھا۔

بمشکل تمام پگوڈے کے ایک حصے میں اسے چھوڑا گیا۔
لیکن اب بھی پورا پگوڈا اس کے گرد جمع تھا۔ لوگ اس سے طرح طرح
کے سوالات کر رہے تھے۔ بہرحال ابھاکروسا خوب چکر میں پھنسا
تھا۔ میں وہاں سے نکل آیا۔ اور پگوڈے کے اس عقبی حصے کی طرف
چل پڑا جہاں گوتم کا مجسمہ موجود تھا۔

چاندنی چھٹکی ہوئی تھی۔ ٹھنڈی ہوا پھولوں کی خوشبو چاروں
طرف بکھیر رہی تھی۔ بہت ہی دلکش سماں تھا اور پھر جب اس
چاندنی میں کسی کی گنگناہٹ گھل گئی تو یہ شب ماحول پر سحر طاری
ہو گیا۔

نسوانی آواز تھی، نہایت شیریں لہجہ، کوئی لڑکی محبت بھرا گیت
گا رہی تھی۔ میں مبہوت ہو گیا۔ اور گنگناہٹ جاری رہی۔ اور پھر
گانے والی آہستہ خرامی سے میرے سامنے آگئی۔ میں نے چھپنے کی
کوشش نہیں کی تھی، لیکن وہ مجھے دیکھ کر سہم گئی۔

گنگناہٹ رک گئی۔ اور اس کا منہ کھلا رہ گیا۔ چاندنی
اس پر بڑی ... تھی۔ ایسے دلفریب نقوش تھے کہ میں
تصویر حیرت بن گیا۔ نازک سی۔ زندگی سے بھرپور۔ ہونٹوں پر ازلی
مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی لیکن اس وقت۔

یوں لگتا تھا جیسے اس کے بدن میں جان ہی نہ ہو۔ تب
میں چند قدم آگے بڑھا اور اس کے سامنے پہنچ گیا۔

"گانے والی حسینہ۔ خاموش کیوں ہو گئیں؟" میں نے سوال
کیا۔

"کیا۔ کیا تم بدھ ہو؟ کیا پتھر کے مجسمے میں زندگی واپس
آگئی ہے؟" اس نے نسوانی آواز میں کہا۔

"نہیں گانے والی، میرا اس پتھر کے مجسمے سے کوئی تعلق
نہیں ہے۔"

"اوہ تو جھوٹ بول رہا ہے۔ تو۔ بدھا ہے۔ یہ ملکوتی مسکراہٹ
یہ نگاہیں، یہ حسین چہرہ۔ کیا میں خواب دیکھ رہی ہوں؟"
اس نے میری طرف ہاتھ بڑھایا اور پھر چونک پڑی۔
... پیچھے ہٹ گئی۔

"لیکن تیرا چہرہ انہیں تو بدھا نہیں ہے۔"

"میں تو پہلے ہی کہہ رہا ہوں۔"

"پھر، پھر تو کون ہے؟"

"بیرونی دنیا کا ایک مسافر۔ کیا تمہیں ابھاکروسا کے بارے
میں علم نہیں۔ وہ واپس آگیا ہے۔"

"کون واپس آگیا ہے؟"

"تمہارا اوتار۔ ابھاکروسا۔ کیا تم نے شور نہیں سنا؟"

"نہیں۔ میں دور تھی۔ مگر ابھاکروسا۔ وہ کہاں ہے؟ وہ تو
طویل نیند سو گیا تھا۔"

"ہاں وہ جاگ کر واپس آگیا ہے۔ مگر تم کون ہو؟"

"شیمالی۔" اس نے جواب دیا۔

"کہاں رہتی ہو؟"

"وہاں۔" اس نے کافی دور درختوں کے ایک جھنڈ کی طرف
اشارہ کیا۔ یہ بھی پگوڈے کا علاقہ ہی تھا۔

"تم بہت اچھا گاتی ہو۔"

"سب یہی کہتے ہیں۔ مگر میں گا کہاں رہی تھی۔"

"گنگنا رہی تھیں؟"

"ہاں میں ایسے ہی۔" اس کے انداز میں شرم پیدا ہو گئی۔

"کیا تم مجھے گانا سناؤ گی؟"

"تمہیں؟" اس نے گہری نگاہوں سے مجھے دیکھا۔

"ہاں میں مسافر ہوں۔ تمہارا مہمان ہوں۔ کیا تم میری یہ
خواہش پوری کرو گی؟"

میں نے کہا اور وہ کشمکش میں پڑ گئی۔ پھر وہ گہری سانس لے کر بولی۔
"سناؤں گی۔ لیکن ابھی نہیں۔ اس کے لیے یہ جگہ موزوں ہے اور نہ
وقت۔ تم ناراض تو نہ ہو گے؟"

"نہیں۔ لیکن وقت اور جگہ کے بارے میں بتاؤ۔"

"کل۔ رات کو۔ میں تمہیں خود یہاں سے دور لے جاؤں گی۔"

"وعدہ؟"

"ہاں۔" اس نے شرمیلے انداز میں کہا اور پھر خاموشی سے سر جھکا
کر کھڑی رہی۔ "شیمالی یہاں تمہارے ساتھ اور کون کون رہتا ہے؟"

"میری سکھیاں بہت سی ہیں۔ کس کس کے نام بتاؤں۔"

"میرا مطلب ہے تمہارے والدین؟"

"میں پگوڈا کی خادمہ ہوں۔ ہمارے والدین نہیں ہوتے۔ ہمیں
بچپن ہی سے بدھا کے قدموں میں بھینٹ کر دیا جاتا ہے اور اس کے بعد ہمارے
والدین ہمیں اپنی اولاد نہیں کہتے۔ ہم یہ بھی نہیں جان سکتے کہ ہم کہاں
پیدا ہوئے تھے۔ اور نہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔"

"اوہ۔ کیا تمہیں اس طرح سکون ملتا ہے۔ کیا تمہارے ذہن

"میرا یہ تجسس باقی نہیں رہا کہ تمہارے والدین کون ہیں۔"

"مرنے کے بعد روحوں میں سکون ہی سکون ہے۔ اس کی لذت میں ڈوبنے کے بعد سکون کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ میں نے کبھی کسی کے بارے میں نہیں سوچا اس کی ضرورت ہی نہیں پیش آئی" اس نے جواب دیا اور میں نے گہری سانس لی۔ تمام مذاہب میں عقیدت کا بڑا دخل رہا ہے اور درحقیقت عقیدت ہی سکون بخشتی ہے۔ اس عقیدے کی بنا پر لوگ اپنے عقائد میں مکمل تھے۔ اور یقیناً اس مذہب کے لوگ نفس کشی کو اس قدر اہمیت دیتے ہیں [illegible] یہ لڑکیاں وہاں [illegible] طرح محفوظ رہتی ہوں گی اور کسی ذہنی الجھن کا شکار نہیں ہوتی ہوں گی۔

"تو پھر کل تم کہاں ملو گی شجانی؟"

"اسی جگہ۔ میں یہاں سے تمہیں ساتھ لے جاؤں گی۔"

"ٹھیک ہے۔ میں تمہارا انتظار کروں گا۔" میں نے جواب دیا اور اس نے واپسی کے لیے قدم آگے بڑھا دیے۔ دیر تک میں اسے دیکھتا رہا۔ اس کی چال بھی دلکش تھی۔ ہلکے ہلکے قدم اٹھاتی وہ [illegible] لیکن اس سے پہلے [illegible] نگاہ سے اسے دیکھتا رہا۔ وہ [illegible] واپس اپنی قیام گاہ کی طرف چل پڑا اور اس کے بعد میں نے رات [illegible] ذہن سے سارے خیالات نکال دیے تھے اور مجھے اس سلسلے میں کوئی پریشانی نہیں ہوئی تھی۔

دوسرے دن صبح [illegible] تھا کہ کسی نے [illegible]

"کون ہے؟" میں نے آواز دی اور وہ اندر آ گئے۔

وہ [illegible] ہوئے۔

"لامہ کروسا نے کہا تھا کہ جب تم جاگو تو تمہیں اس کا پیغام دے دیا جائے۔ ہم تمہارے جاگنے کا انتظار کر رہے تھے۔"

"کیا پیغام ہے؟"

"وہ تم سے ملاقات کا خواہش مند ہے۔"

"ہوں۔" میں نے گردن ہلائی "ٹھیک ہے تم [illegible] انتظار کرو میں نہا دھو لوں اس کے بعد چلوں گا۔" میں نے جواب دیا اور انہوں نے اسی انداز میں گردن ہلا دی پھر باہر نکل گئے۔ [illegible] کے عقبی تالاب میں میں نے اچھی طرح نہایا۔ بال وغیرہ درست کیے، لباس درست کیا اور پھر لامہ کروسا کے پاس چل دیا [illegible] میرے ساتھ تھے۔ امبا کو [illegible] وہ [illegible] اور [illegible] دو [illegible] بیٹھے تھے۔

مجھے دیکھ کر وہ مسکرایا۔ اور پھر اس نے دوسرے لوگوں سے چلے جانے کے لیے کہا۔ اور وہ سب گردن جھکا کر باہر نکل گئے۔ امبا کروسا نے مجھے بیٹھ جانے کا اشارہ کیا ۔۔۔ اور میں اس سے تھوڑے فاصلے پر بیٹھ گیا۔

"تو تم نے میرا راز کھول دیا۔" اس نے کہا۔

"ہاں، میں تمہاری اس نفس کشی سے متفق نہیں تھا اس طرح لوگ [illegible] ہو رہے تھے اور اس کے بعد بھی ان سے [illegible] تھے [illegible] کسی کو یہاں [illegible] لوگ تمہارے [illegible] عقیدت مند ہیں۔"

امبا کروسا نے گردن جھکا لی۔ اس کے چہرے پر [illegible] کے آثار تھے۔ "آپ میرے [illegible] اگر میرے اس عمل سے تکلیف ہوئی ہے امبا تو مجھے افسوس ہے لیکن میرا ذہن اس نفس کشی کو قبول نہیں کرتا۔ جب خدا کا [illegible] ہے تو پھر ہم اس سے دور کیوں رہنا چاہتے ہیں۔"

"نہیں میرے دوست، تم نے مجھ پر ایک [illegible] احسان کیا ہے۔" وہ آہستہ سے بولا۔

"کیا؟" میں نے چونک کر پوچھا۔

"تم نے وضاحت کر دی [illegible] میرے ذہن میں شدید [illegible] میری عبادت [illegible] اس کے علاوہ [illegible] لیکن اب ......"

"شکریہ امباکروسا [illegible] بدل گیا تھا۔"

"وہ کیوں؟"

"میری باتیں [illegible] سمجھ میں نہیں آ رہی ہیں۔"

"نوجوان مسافر! [illegible] انسانوں سے مختلف [illegible] ہو۔ بہرحال [illegible] اس کے بعد [illegible] سب کچھ آ جائے گا۔"

"کوشش کروں گا [illegible]"

دلچسپی ہے جس نے [illegible] روشنی [illegible] کر دیا تھا۔

"میں تمہیں سب کچھ بتاؤں گا [illegible] کیا حاصل کرتا ہے اس کا فیصلہ تم [illegible] کر سکو گے۔"

"یہ سلسلہ کب سے شروع ہو گا؟" میں نے پوچھا۔

"بہت جلد۔ [illegible] لوگوں [illegible] آئیں گے اور مجھ سے [illegible] کے بارے [illegible]"

"ہاں یہ درست ہے۔"

"اب [illegible] اگر پسند کرو تو میرے ساتھ رہو [illegible] میری [illegible] تمہیں [illegible] آئی ہو گی [illegible] یہاں [illegible] وہاں [illegible] بہت سی [illegible] انسان [illegible] نہیں [illegible] دنیا کی [illegible]

"غیر فطری بات ہے اور اسے میرا ذہن قبول نہیں کرتا۔"

"[illegible]" امباکروسا نے [illegible] انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ "یہی [illegible] تھا جسے وہ مجھے [illegible] سمجھتا ہو بہرحال اس کی یہ غلط فہمی بہت جلد دور ہو جائے گی۔ [illegible] حالات سوچنے دیا جائے۔ [illegible] ایک بات کا میں نے اعتراف کیا تھا۔۔۔ وہ یہ کہ دوسرے مذاہب میں اگر مذہب کے خلاف کوئی بات کہہ دی جائے تو لوگ [illegible] ہو جاتے تھے ان لوگوں میں حد سے زیادہ [illegible] تھی اور وہ کسی بات پر [illegible] نہیں ہوتے تھے۔

امبا کروسا کے ساتھ ہی ناشتہ کیا۔ اس نے [illegible] میرے [illegible] بہت کچھ [illegible] اور میں نے [illegible] بھی نہیں کیا۔ [illegible] وقت [illegible] تھا جب چند لوگوں نے آ کر امباکروسا کے سامنے گردن جھکا دی۔

"کیا بات ہے؟" اس نے نرم لہجے میں پوچھا۔

"آپ کے اہل خاندان اور دوسرے بہت سے لوگ آپ سے ملنے آئے ہیں مقدس لامہ۔" ان میں سے ایک نے کہا۔

"بلا لاؤ انہیں۔ بڑے ہال میں بٹھا دو۔۔۔ میں آتا ہوں۔" امباکروسا نے کہا اور وہ لوگ واپس چلے گئے۔

"ان سے علیحدہ نہیں ملو گے امباکروسا؟ تم نے تو سب کو ایک ساتھ بلا لیا ہے۔"

"ہاں، [illegible] سب یکساں ہیں۔" امباکروسا نے کہا اور پھر اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ "آؤ مسافر، اور یہ عجیب بات ہے کہ میں تمہیں آج بھی مسافر کہتا ہوں۔ تمہارا کوئی نام تو ضرور ہو گا۔ اس نام کو تم نے لوگوں سے چھپا رکھا ہے [illegible]"

"یہ بھی اپنے علم سے پوچھ امباکروسا" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں، [illegible] مل جائے گا میں تمہارے بارے میں جاننے کی کوشش کروں گا۔" اس نے بھی مسکرا کر جواب دیا۔۔۔ اور ہم دونوں ہال میں آ گئے۔ یہاں بہت سے لوگ [illegible] بیٹھے تھے امبا کو دیکھ کر وہ کھڑے ہو گئے۔

[illegible] عورتیں بھی تھیں نوجوان لڑکیاں بھی اور بوڑھے بھی [illegible] امباکروسا کے اہل خاندان تھے ان کی آنکھوں سے آنسو [illegible] امباکروسا سے [illegible] شروع کر دیئے گئے۔

"[illegible] کو دیکھ کر تو خوشی کا اظہار کیا جاتا ہے تم رو رہے ہو۔" وہ [illegible] آواز سے بولا اور پھر خود دوسرے لوگوں کے قریب جا کر [illegible] پوچھا۔

"آپ نے ہمیں اطلاع بھی [illegible] بابا۔" ایک نوجوان نے کہا۔

"[illegible] تھا۔۔۔ میں منتظر لوگوں میں خود ہی آ گیا۔"

"گھر چلیں" ایک لڑکی نے کہا۔

"یہ کون ہے؟" امباکروسا نے پوچھا۔

"آپ کی پوتی ہے۔"

"خوش رہو۔۔۔ عبادت گاہ سے بڑا گھر کون سا ہوتا ہے تم سب خوش رہو مجھ سے ملنے کو دل چاہے تو آ جایا کرو۔۔۔ کون روکتا ہے۔"

"تو آپ گھر نہیں چلیں گے؟"

"اگر تمہارا گھر اس عبادت گاہ سے برتر ہو تو مجھے [illegible] سمجھا دو میں مان لوں گا۔"

"اگر نانا جی! ہم تو آپ کو لے کر چلیں گے۔" ایک حسین لڑکی نے [illegible] آواز میں کہا۔

"میری بچی! مجھے [illegible] ہے وہ اس سے زیادہ سکون کی جگہ مجھے اور نہیں ملے گی۔" امباکروسا نے کہا اور پھر میری طرف دیکھ کر بولا۔ "ہاں۔۔۔ تم میرے مہمان کو اپنے پاس [illegible] یہ میرا محسن بھی ہے اور دوست بھی۔"

تب لوگ میری طرف متوجہ ہو گئے بہت سی نگاہوں نے مجھے غور سے دیکھا تھا۔ اس کے بعد وہ لوگ گفتگو کرتے رہے اور میں ان کی باتیں سنتا رہا۔ امباکروسا کے اہل خاندان بہت زیادہ تھے اور ان میں ہر عمر کے لوگ تھے۔ لڑکیوں کی تعداد بھی کافی تھی اور [illegible] حسین ترین تھیں۔ چنانچہ ان کی نگاہوں میں شرارت پائی جاتی تھی۔

دیر تک وہ لوگ یہاں رہے، دوسرے لوگ بھی مہاتما جی کے درشن کو آتے رہے۔ [illegible] میں وہاں سے چلا آیا۔۔۔ مجھے زیادہ لطف نہیں آ رہا تھا۔

رات کو ٹھیک وقت پر میں مہاتما بدھ کے مجسمے کے نزدیک پہنچ گیا۔ اور مجھے وہاں گئے زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ شجانی بھی پہنچ گئی۔ اس نے [illegible] ڈھیلا ڈھالا لباس پہنا ہوا تھا [illegible] تک [illegible] ہوئی تھیں۔ بال [illegible] خوبصورت انداز میں بنے ہوئے تھے۔ چہرہ [illegible] ہوتا تھا اور وہ [illegible] پیاری لگ رہی تھی۔ چاند [illegible] تھا اور [illegible] چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی۔

"آ جاؤ" اس نے آواز دی۔

"میں تمہارا منتظر ہوں شجانی۔"

"میں نے دیر تو نہیں کی؟"

"نہیں۔"

"تب آؤ۔۔۔ ان پہاڑیوں کے درمیان چلیں، پھولوں کی وادی اس وقت خوشبوؤں سے مہک رہی ہو گی۔"

"چلو۔۔۔ میں تو تمہارا مہمان ہوں جہاں دل چاہے لے چلو" میں نے جواب دیا اور اس کے ساتھ چل پڑا۔۔۔ اس کی قربت مجھے سکون کی وادیوں میں [illegible] اس کے ساتھ چاندنی کے [illegible] میں چل رہا تھا۔

اور اُن پہاڑیوں کا فاصلہ زیادہ نہ تھا۔ پھول اس کی اداسی چھپا نہ سکے جو حسین ترین تھی۔
یہاں خاموشی اور سکون چھایا ہوا تھا اور درحقیقت یہ کسی وادی تھی۔
درختوں اور پھولوں کے ایک گچھے کے پاس وہ رک گئی۔ "یہ میری
پسندیدہ جگہ ہے۔" شہانی نے گہری گہری سانسیں لے کر کہا۔ اس کے
چہرے پر زندگی کی پوری تحریر لکھی ہوئی تھی اور وہ ایسی شہزادی لگ رہی تھی
جسے کبھی دکھ سے واسطہ نہ پڑا ہو۔۔۔ اس کے ہونٹوں کی مسکراہٹ
اور گہری ہو گئی تھی۔ "اب تم اپنا نام بتاؤ۔" شہانی نے کہا۔

"کیا تم میرے لئے ایک تکلیف اٹھاؤ گی؟"

"ضرور کہو۔"

"میرا نام تم ہی تجویز کر دو۔"

"کیوں۔۔۔ کیا تمہارا کوئی نام نہیں ہے؟"

"نہیں۔"

"یہ کیسے ممکن ہے؟"

"ممکن ہے شہانی۔ یقین کرو۔ لوگ مہاگروسا مجھے مسافر کے نام سے پکارتا ہے۔"

"تب میں تمہیں۔۔۔ میں تمہیں [illegible] کے نام سے پکاروں گی۔"

"ضرور۔۔۔ اس کے معنی کیا ہیں؟"

"وہ جو دل کو پسند آئے۔" اس نے کہا اور شرما کر ہنس دی۔

"کیا اس نام میں حقیقت ہے؟"

"حقیقت نہ ہوتی تو۔۔۔ میں یہاں کیوں آتی۔" اس نے کہا اور
میں چند قدم آگے بڑھ کر اس کے پاس آ گیا۔ پھولوں کی طرح نازک بدن
بل کھانے لگا۔ پھر اس نے اپنا سر میرے سینے سے لگا دیا اور میرے
سانسوں میں خوشبو بکھر گئی۔

"یہ تو میری خوش بختی ہے شہانی کہ تم نے مجھے پسند کر لیا۔ اب
اس علاقے میں مجھے جینا حسین لگنے لگا ہے۔"

"میں تمہارے بارے میں سوچتے ہوئے سب کچھ بھول جاتی ہوں
پورنا۔ میں نے تمہارے بارے میں بہت کچھ سوچا ہے۔"

"کیا بھول جاتی ہو شہانی؟"

"یہی کہ میں۔۔۔ میں تو [illegible] کی داسی ہوں میں۔۔۔ میں تو بے شمار
پابندیوں میں جکڑی ہوئی ہوں۔"

"محبت ہر پابندی سے آزاد ہوتی ہے شہانی۔۔۔ اور پھر محبت تو سب سے
بڑی عبادت ہے۔ [illegible] نے بھی محبت کا سبق دیا ہے۔"

"ہاں۔" اس نے کھوئے کھوئے لہجے میں کہا اور پھر کافی دیر تک
خیالات میں ڈوبی رہی۔ پھر جیسے اسے کچھ یاد آ گیا۔ "تم نے مجھ سے
کچھ کہا تھا؟"

"ہاں۔"

"میں نے تمہارے لئے ایک گیت بنایا ہے۔"

"اور تم گیت بھی بنا لیتے ہو؟"

"تمہیں دیکھ کر بن گیا ہے۔ تمہیں یاد کرتے ہوئے یہی خیالات
دل میں آتے تھے جو اس نے شعر کے انداز میں کہے۔"

"تب سناؤ۔" میں نے کہا اور اس نے مترنم آواز میں انتہائی
دلکش اور پرسحر انداز میں ایک گیت سنایا۔۔۔ جس کا مفہوم یوں تھا۔

سنگلاخ چٹانوں کے درختوں میں آسمان سے برسنے
والے پانی نے نمی پیدا کی اور پھر اس نمی نے چٹان کو
زندگی کی قوت بخشی۔

تب ان درختوں میں ایک ننھی سی کونپل نے
سر ابھارا۔۔۔ اپنے ارد گرد نگاہ ڈالی۔ وہ تنہا تھی۔ دیکھا
اس کے گرد پتھروں کے سوا کچھ نہ تھا۔

آہ۔۔۔ دنیا کیسی بدنما ہے۔

لیکن زندگی گزاری جاتی ہے۔۔۔ سو اس نے
چٹانوں کو اپنا لیا۔۔۔ پھر وقت کے قافلے گزرنے لگے
پتھر ہی پتھر۔۔۔ یہی اس کی زندگی تھی۔

لیکن پھر دور کے راستے میں ایک پھول کھلا۔ کونپل
کا ساتھی۔۔۔ اور یہ چٹانیں حسین ہو گئیں۔

پھول اسے بہت بھایا تھا۔

درمیان میں پتھریلی چٹانیں ہیں۔ بتا اے پھول
اور کونپل کے فاصلے کیسے ختم ہوں گے؟"

آخر میں وہ اداس ہو گئی۔۔۔ میں نے صدیوں میں زندگی گزاری تھی
پروفیسر۔ بے شمار حسین رومانی لمحے میری زندگی میں آئے تھے۔۔۔ لیکن
[illegible] اس کی آواز [illegible]
[illegible] دل [illegible] تھا۔

پھر [illegible] اور اس کے ساتھ ہی [illegible]

"اب چلیں پورنا؟"

"اتنی جلدی؟"

"کل ہم پھر ملیں گے۔ اس سے زیادہ رکنا مناسب نہیں ہو گا۔
میری حالت پر بھی نگاہ رکھنی چاہئے۔ کل تم یہیں آ جانا۔ [illegible]
[illegible] گی۔"

"ٹھیک ہے۔" میں نے کہا اور پھر ہم دونوں چل پڑے۔ میں نے
شہانی کو اس کے ٹھکانے پر چھوڑا اور پھر واپس [illegible] آ گیا۔ [illegible]
[illegible]
ہو گیا تھا۔

تھوڑی دیر کے بعد مہاگروسا نظر آیا۔ وہ ایک چبوترے کی طرف
بڑھ گیا اور لوگ اس پر پھول نچھاور کرنے لگے۔ وہ مہاگروسا کے [illegible]

کے مقبرے بھی لگتے تھے۔ یہ لوگ خانقاہ اس کی زیارت کے لئے ہی
جمع ہوئے تھے۔

تب میں نے دور سے یہ جو ابھی دیکھا تھا اس چبوترے کے کنارے
کھڑا ہوا تھا پھر مہاگروسا نے بولنا شروع کیا تھا۔

"مہاپتا بدھ کے پیروؤ! تم اس مہان ہستی کے درشن کر رہے ہو
جس نے آدھی صدی موت کی وادیوں میں گزاری ہے۔ جس کا گیان
مہان ہے۔ جس نے موت کی وادیوں کا راز معلوم کیا ہے۔ ہاں اس
وقت جب یہ بستی بسائی تھی اس کی آبادی بہت تھوڑی تھی۔ مہا
گروسا مہان گیانی نے جیتے جی خود کو موت کی گود میں سلا دیا اور اس کے
بعد تم میں سے ہر ایک کو معلوم ہے کہ یہ ایک روایت بن گئی۔ ہم ان غاروں
میں جا کر ان کے جاگنے کا انتظار کرتے رہے لیکن ہماری بدقسمتی تھی کہ جب
یہ جاگا تو ہم وہاں موجود نہ تھے۔ بہرحال اب مہاگیانی ہمارے سامنے
موجود ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ اس کا گیان اس کا تجربہ ہمیں برکتیں دے گا۔"

لوگوں نے والہانہ انداز میں جھک کر عقیدت کا اظہار کیا اور پھر وہ مہ
سا نے مہاگروسا سے پوچھا۔ "مہاگروسا جی! کیا آپ موت کی
وادیوں کے بارے میں ہمیں نہیں بتائیں گے؟"

"میرے بچو۔۔۔ میرے تجربے کیا ہیں اس سے زیادہ دلچسپی والا
ہاں جس نے ہماری آنکھوں میں روشنائی دی ہے۔ جب اس نے ہمیں
موت کی وادیوں کی کہانی نہیں سنائی تو میں تمہیں کوئی کہانی نہیں سنا سکتا
میں نے اس کی کوشش کی تھی لیکن انسان اس زمین پر بھٹکنے والے
کیڑوں کی طرح ہے۔ حقیقت ہے۔ قدرت نے جو راز اس پر منکشف کئے
انہوں نے اس کی ذہنی قوت کو فنا سے بچا لیا اور جو راز قدرت نے
اس پر منکشف کرنا مناسب نہ سمجھے انہیں اس کی کوشش اس کی [illegible]
[illegible] خواہ وہ موت کی وادیوں میں جانے کی کوشش کرے یا
آسمان کی وسعتوں میں۔ [illegible] ہاں میری زندگی
کے واقعات میں [illegible] زندگی سے [illegible] ایک
سبق ضرور ہے۔ اور وہ سبق یہ ہے کہ تم تقدیر پر بھروسہ کرو۔ [illegible]
[illegible] اپنی حدوں کو پار کرو گے کچھ نہ ملے گا۔
[illegible] سو تمہارے لئے یہی بہتر ہے کہ تم اپنی حدود میں
رہو۔ [illegible] اپنے نفس کو قتل کرو اور خود کو حقیر جانو۔" مہا
گروسا خاموش ہو گیا۔

پھر لوگ اس سے طرح طرح کے سوالات کرتے رہے۔۔۔ یہ
سوالات میرے لئے دلچسپ نہیں تھے اس لئے میں وہاں سے چلا آیا۔
[illegible] پہنچ گیا۔ میں شہانی کے ساتھ گزرے ہوئے لمحات کا
لطف لینا چاہتا تھا۔ یہ بات تمہارے علم میں ہے پروفیسر کہ وہ دور
[illegible] عورتوں کو [illegible] دیتے تھے اور عورت
[illegible] ہو جاتی ہے۔

لیکن۔۔۔ تجربے کی بات ہے کہ عورت کا قرب کسی بھی دور میں
میرے لئے [illegible] نہیں رہا۔ ہر نئی عورت نے تجربات کو اجاگر کیا ہوتا
تھا۔ سب کی حیثیت ایک جیسی [illegible] اور یہ تبدیلی ہی اس کی
دلکشی ہے۔ سو میں شہانی کے بارے میں دیر تک سوچتا رہا۔۔۔ اور اس کے
بارے میں سوچتے سوچتے سو گیا۔ دوسری صبح جاگا تو معمولات میں کوئی تبدیلی
نہیں تھی۔

پھر ضروریات سے فارغ ہو کر مہاگروسا کے پاس پہنچا تو اس
کے قریبی بیٹے اس کے پاس موجود تھے۔ مہاگروسا مجھے دیکھ کر مسکرایا۔

"یہ تمہیں لینے آئے ہیں۔" اس نے کہا۔

"اوہ۔ اتنی جلدی گروسا؟"

"ہاں ان کی خواہش ہے کہ تم چند دن ان کے ساتھ گزارو۔"

"میں ان کے ساتھ چلا جاؤں گا مہاگروسا۔ لیکن کیا ضروری ہے
کہ میں ان کے ساتھ رہوں؟ مجھے یہی جگہ پسند ہے۔"

"اوہ نہیں دوست! تم کچھ دن سے باہر کی دنیا بھی دیکھو۔ ممکن ہے
وہاں ماحول اچھا ہو اور ممکن ہے تمہیں پسند بھی آئے۔"

میں نے ایک لمحے کے لئے سوچا پھر آمادگی کا اظہار کر دیا۔ گروسا
ٹھیک ہی کہہ رہا تھا۔ [illegible] کی بات تو یہ لوگ مجھے [illegible]
تو [illegible] کریں گے۔ چنانچہ میں تیار ہو گیا۔ پھر جب میں ان کے ساتھ چلا
تو تینوں نوجوانوں نے اپنا تعارف مجھ سے کرایا اور پھر ان میں سے
ایک بولا۔

"مہاگروسا تمہیں مسافر کہہ کر پکارتا ہے۔ کیا تمہارا کوئی نام
نہیں ہے؟"

"ہے۔ لیکن میں نے اسے بتایا نہیں۔" میں نے مسکرا کر کہا۔

"اوہ کیوں؟"

"بس دل نہیں چاہا۔"

"ہمیں بھی نہیں بتاؤ گے؟"

"پورنا۔" میں نے کہا۔

"آہ بڑا دلکش نام ہے۔ لیکن سنتا ہے تم بدھ مت کے پیرو
نہیں ہو؟"

"ہاں۔ میں اس مت کے ماننے والوں میں سے نہیں ہوں۔"

"تو۔۔۔ تو کیا تم گوتم کے خاندان سے ہو؟" اس نوجوان نے
کہا اور دوسرے نوجوان چلتے چلتے رک گئے۔

"کہہ دیا۔۔۔ تم نے یہ نام کیوں لیا؟" انہوں نے اس نوجوان سے کہا۔

"بس جلدی میں منہ سے نکل گیا۔۔۔ معافی چاہتا ہوں۔"

"تمہیں معلوم ہے کہ یہ نام لینے کی کیا سزا ہے؟"

"مجھے افسوس ہے۔ مگر یہ بات تمہارے درمیان رہے۔ میں پورنا سے
بھی معافی چاہتا ہوں۔"

"مگر کس بات کی۔۔۔ اس کام میں کیا خاص بات ہے؟"
"پورنا! برائے کرم اس حماقت کی بات بھول جاؤ۔ ہم اس بدھی کو نکالو بھی نہیں کر سکتے۔" دونوں نوجوانوں نے کہا۔
"ایسی کیا خاص بات ہے اس میں؟"
"نہیں ہیں۔۔۔ خدا کے لئے بس۔ اگر قصور تمہارا نہیں ہے تو کوئی اس کر تاوان دینی ہے۔ اگر تم چاہتے ہو پر کرو۔" انہوں نے عاجزی سے کہا اور میں نے گہری سانس لی۔۔۔ نجانے اس کام میں ایسی کیا خاص بات تھی کہ وہ۔۔۔ میں نے دل ہی دل میں سوچا۔ اور یہ اندازہ لگایا کہ دونوں جوان اس کام سے سخت متنفر بلکہ خوفزدہ نظر آتے تھے چنانچہ میں نے اسے ذہن میں محفوظ کر لیا اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش ضرور کروں گا میں نے سوچا۔
پکوڑے سے باہر کی دنیا یا وہ مختلف نہ تھی۔ ان کا تو مذہب ہی ... [illegible] ... سوائے اس کے کہ دوسرے لوگ عام زندگی گزارتے تھے۔ ہر کام ہو رہا تھا لوگ ... [illegible] ... بازار بھی تھے سڑکوں پر گھوڑے ... [illegible] ... بھی تھیں۔
پھر جس مکان میں مجھے لے جایا گیا وہ مکان کیا پوری ایک بستی تھی۔ طویل و عریض علاقے کو چار دیواری میں گھیر لیا گیا تھا اور پھر اس میں کمرے بنے ہوئے تھے۔ ... [illegible] ... ایک ہی جگہ رہتے تھے اور چونکہ خاندان وسیع تر تھا اس لئے جگہ بھی ایسی ہی ... [illegible] ... ایک خاص بات نظر آئی ... [illegible] ... صاف ستھرا تھا اور انہوں نے نفاست سے آراستہ کیا تھا ... [illegible] ... کے حیوان اور درخت بھی کافی تعداد میں تھے۔
نوجوان مجھے لے کر ایک مکان میں داخل ہو گئے۔۔۔ یہ مکان بھی اپنی دلکشی سے آراستہ تھا۔ اور پھر بلاشبہ انہوں نے میری خدمت کی بے شمار نوجوان بچے بوڑھے محبت سے ملنے آئے سب ہی میرے لئے کچھ نہ کچھ لائے تھے انہوں نے مجھ سے میرے بارے میں بہت سے سوالات کئے تھے لیکن کوئی خاص دلچسپی مجھے یہاں محسوس نہ ہوئی اور میں ان لوگوں سے بلاوجہ کا اخلاق برتتا رہا۔۔۔ پھر رات ہو گئی اور میں نے اجازت چاہی۔
"کیوں۔۔۔ کہاں جاؤ گے پورنا؟"
"رات میں گھوڑے ہی میں گزاروں گا؟"
"کیوں۔۔۔ کیا ہم تمہاری خدمت نہیں کر سکے؟"
"یہ بات نہیں ہے دوستو۔۔۔ مجھے کچھ کام ہے۔"
"تب اس کام کی انجام دہی کے بعد واپس آ جانا" مجھ سے التجا کی گئی اور میں سوچنے لگا۔
"لیکن اگر مجھے دیر ہو گئی تو تمہیں پریشانی ہو گی؟"
"اگر تم آدھی رات کو بھی آئے تو ہم منتظر ہی رہیں گے" انہوں نے کہا اور میں ان کے خلوص کو دھتکار نہ سکا میں نے گردن جھکاتے ہوئے کہا۔
"ٹھیک ہے۔ اگر یہ بات ہے تو میں واپس آ جاؤں گا۔"
"ہم تمہارا انتظار کریں گے۔" انہوں نے کہا اور میں وہاں سے چل آیا۔ تھوڑی دیر تک تو میں اس بستی کی سڑکوں پر گھومتا رہا اور پھر چپکے سے اس وادی کی طرف چل پڑا۔ تھوڑی دیر کے بعد میں اپنی جگہ پہنچ گیا لیکن شجانی پہلے سے وہاں موجود تھی۔
"پورنا۔۔۔" وہ لپک کر بڑھی۔
"تم آ گئیں شجانی۔۔۔ اتنی جلدی؟"
"ہاں پورنا۔" اس نے عجیب سے لہجے میں کہا۔
"کیا بات ہے شجانی! تم پریشان نظر آ رہی ہو؟"
"ہاں پورنا! میں پریشان ہوں۔"
"کیوں شجانی؟"
"نہیں پورنا۔۔۔ مجھے یوں لگتا ہے جیسے۔۔۔ جیسے کوئی بڑا حادثہ ہونے والا ہے کوئی ایسی بات جس کے بارے میں میں ابھی تک کچھ نہیں جانتی۔"
"کوئی خیال تمہارے ذہن میں ہو گا؟"
"ہاں۔"
"کیا خیال ہے؟"
"پورنا! تم مجھے چاہتے ہو۔۔۔ صرف کل تک ... لیکن۔۔۔ لیکن پورنا اب تمہارے بغیر دل نہیں لگتا۔ ساری رات اور سارا دن تمہارا تصور ... [illegible] ... کوئی کام اچھا نہیں لگا۔ بس تمہاری صورت آنکھوں میں گھومتی رہی پورنا اب کیا ہو گا؟"
"پریشان کیوں ہو رہی ہو شجانی۔۔۔ کچھ نہیں ہو گا ہم ... [illegible] ... گے روز ملتے رہیں گے اور اگر تم چاہو گی تو میں تمہیں یہاں سے لے جاؤں گا۔"
"کہاں؟" اس نے بے اختیار پوچھا۔
"کہیں بھی۔۔۔ یہاں سے دور۔ جہاں ہمارے ملنے پر کوئی پابندی نہ ہو۔"
"کیا یہاں تمہیں مجھ سے ملنے پر کوئی پابندی ہے؟"
"ابھی کسی کو پتہ بھی نہیں ہے پتہ چل گیا تو کیا ہو گا؟"
"کیا ہو گا شجانی؟"
"کوئی اس بات کو اچھا نہیں سمجھے گا۔ کوئی برداشت نہیں کرے گا کہ بدھ کی داسی کسی اجنبی نوجوان سے ملاقات کرتی رہے۔"
"تو تم کیا سوچتی ہو شجانی؟"
"میں۔۔۔ مجھے تو نجانے کیا ہو گیا ہے۔۔۔ وہ ہو گیا ہے جو کبھی نہیں ہوا تھا میں نے ساری زندگی کسی نوجوان کو آنکھ بھر کر نہیں دیکھا۔ ... [illegible] ... دیا جاتا ہے ہم سے کہا جاتا ہے کہ دنیا ... [illegible] ... ہم اگر نفس کے ہاتھوں میں پھنسیں گے تو ہماری آتما ... [illegible] ...
میں۔۔۔ میں ساری رات یہی سوچتی رہی ہوں۔"
"مگر شجانی! مجھے بتاؤ کیا تم سوچتی رہیں ہم پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ تم اگر دوسری لڑکیاں تمہاری ہی طرح ہوں تو میں تمہارا رکھوالا ہوں۔"
"ہاں۔ تم بھی ہمیشہ میری مدد کرو گے۔"
"پوری پوری" میں نے جواب دیا اور اس کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔ وحشت زدہ ہرنی جیسی ہو دنیا کے عجیب سے جنگل میں پھنس گئی تھی۔۔۔ اس سے پریشان تھی۔
وہ مجھ سے لگ کر گہری گہری سانسیں لینے لگی۔ میں بھی قریب ہی بیٹھ گیا تھا۔ آہستہ آہستہ وہ ایک عجیب سکون سے کہہ رہی تھی "کیسا ہو تمہارا کرم ہے۔" اس نے آنکھیں بند کر کے کہا اور اس کے بعد کافی دیر تک خاموش بیٹھی رہی جیسے اس کی روح سے لطف اندوز ہو رہی ہو۔ پھر اس نے ایک گہری ... [illegible] ... آنکھیں کھول دیں۔
"پورنا۔۔۔" اس نے مخمور انداز میں مجھے پکارا۔
"کیا کہہ رہی ہو شجانی؟"
"تم جیسا شخص میں نے کبھی نہیں دیکھا لیکن پورنا۔۔۔ اب کیا ہو گا؟"
"تمہارے ذہن میں کیا خیالات آ رہے تھے شجانی؟"
"تمہارے پاس سے جانے کے بعد میں بستر پر جا لیٹی اور تم میری آنکھوں میں آ گئے میرا دل اس طرح بے چین ہونے لگا کہ میں برداشت نہیں کر پا رہی تھی میں سوچ رہی تھی کہ تمہارے پاس آ جاؤں ... تب میں نے سوچا کہ میں آ گئی کیونکہ ابھی اور اب کل کا دن بھی باقی ہے۔ پورنا! اسکی ہی دوسری راتیں۔۔۔ میں نے سوچا جب کسی کو معلوم ہو گا کہ میں تمہارے ساتھ ملتی ہوں تو۔۔۔ تو لوگ کیا کہیں گے کیا وہ مجھے زندہ رہنے دیں گے۔۔۔ میں پورنا! ایسے ہی بہت سے خیالات میرے ذہن میں آ گئے ہیں۔"
"ہوں۔" میں نے ایک گہری سانس لی۔
"اب بتاؤ پورنا۔۔۔ اب کیا ہو گا؟"
"شجانی! اگر تم دنیا میں سب سے زیادہ کسے چاہتی ہو؟"
"تمہیں۔" اس نے فوراً کہا۔
"مجھ سے پہلے؟"
"میں گوتم کی داسی تھی اور سب کا احترام کرتی تھی۔"
"تمہیں اپنے لوگوں سے محبت ہے؟"
"ہاں تھوڑی سی۔ لیکن تم سے زیادہ نہیں۔"
"اور اس بستی سے؟"
"اب یہ بستی مجھے تھوڑی سی بھی نہیں ہے تمہارے سوا۔"
"تب فکر مت کرو۔ ہم اسی طرح ملتے رہیں گے اور اگر کوئی ہمارے راستے میں آیا تو۔۔۔ پھر ہم یہ بستی چھوڑ دیں گے۔"
"تم مجھے یہاں سے لے چلو گے؟"
"ہاں۔"
"اور اگر دوسرے لوگوں نے روکنے کی کوشش کی تو؟"
"نہیں روک سکیں گے۔" میں نے جواب دیا اور وہ مجھے دیکھتی رہی۔۔۔ اس رات اسے جانے کی جلدی نہیں تھی پھر جب ستارے ڈھلنے لگے تو اس نے عجیب سی نگاہوں سے میری طرف دیکھا۔
"پورنا!"
"ہوں۔" میں نے آہستہ سے کہا۔
"روشنی ہو رہی ہے۔"
"ہاں شجانی!"
"اب جاؤ گی؟"
"کل رات؟"
"میں اسی جگہ آ جاؤں گی۔"
"میں انتظار کروں گا۔"
"میں بے کل رہوں گی تمہارے پاس آنے کے لئے" اس نے بے قراری سے کہا اور میں مسکرا دیا۔ پھر وہ چلی گئی اور میں اسی جگہ کھڑا دیر تک اس کے بارے میں سوچتا رہا۔ بہرحال میں ... [illegible] ... بستی مجھے پسند آ رہی ہے۔ شجانی کو لے جانے میں کوئی خاص کام نہیں کروں گا۔ دوسری کی حیثیت تو عمل وہ تو ہے جسے مجھے چاہئے۔ میں اس کے سوا اور کیا چاہئے۔ رہ گئے یہ لوگ تو انہوں نے میرے اوپر کوئی احسان تو نہیں کیا تھا بلکہ خود ہی ان کے کام آیا ہوں۔ یہاں پہنچنے سے فائدہ بھی کیا۔۔۔ اس طرف اچھا گزرا۔۔۔ سادہ لوح ... [illegible] ... ایک دلکش شکار تھا بس شجانی ... [illegible] ... کے لئے انہیں نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔
تب میرے ذہن میں گوکلا کا خیال آیا۔۔۔ وہ مشغول ہو گی شجانی سے گوکلا کے بارے میں پوچھنا ہے تھا میرا خیال ہے وہ ضرور بتا دے گی۔ بہرحال کل سہی۔ میں نے سوچا اور پھر اپنے میزبانوں کی طرف چل پڑا۔
روشنی ابھی پوری طرح نہیں پھیلی تھی میں اس مکان میں داخل ہو گیا میرے لئے جو کمرہ مخصوص کیا گیا تھا اس کے بارے میں مجھے علم تھا۔۔۔ عمارت کے مکین ابھی گہری نیند میں ڈوبے ہوئے ہوں گے میں نے سوچا پھر میں احتیاط سے اپنی آرام گاہ کے دروازے سے اندر داخل ہوا۔
لیکن جس جگہ میرے سونے کا بندوبست تھا وہاں ایک مست شباب پہلے سے محو خواب تھی۔۔۔ ایک حسین سی لڑکی پھولوں جیسی خوبصورت اور جوانی کی مستی میں چور ... [illegible] ... اس کا لباس بے ترتیب تھا اور بدن کے دلکش خطوط نمایاں تھے۔۔۔ میرے ذہن میں چنگاریاں سی سلگنے لگیں لیکن خود کو سنبھالا ضروری تھا کیونکہ کسی کی نیند سے بیدار ... [illegible] ... لیکن اسے کیا سوجھی؟

جگہ مناسب نہیں تھا اور یہاں سونا ۔۔۔ اُونہہ! پھر کہاں جاؤں؟
جگہ خاصی بڑی تھی میں نے وہیں لیٹنے کا فیصلہ کر لیا اور پھر لڑکی سے متعلق سوچنے لگا۔ اس وقت شہنائی سے ملاقات کے تصورات دل سے نکل گئے تھے۔ گو اس لڑکی کے بارے میں شہنائی نے بتایا تھا لیکن روشنی میں لڑکی کا بدن اور خیال ہو گیا تھا۔ پھر اس کے بعد نیند کہاں اور خیالات کہاں ۔۔۔

دفعتاً اس نے کروٹ بدلی اور اب اس کا چہرہ میرے سامنے تھا۔ لیکن میں نے محسوس کیا کہ وہ جاگ گئی ہے۔ بس ایک احساس سا تھا جو درست نکلا ۔۔۔ اس نے دوبارہ کروٹ بدلی اور گردن اٹھا کر چاروں طرف دیکھنے لگی پھر اس کی نگاہ مجھ پر پڑی اور میں نے جلدی سے آنکھیں بند کر لیں۔ صرف تھوڑی سی درز آنکھوں میں رہنے دی تھی تاکہ اس کی حرکات دیکھ سکوں۔ اس نے بھی نگاہوں سے مجھے دیکھا پھر اسے اپنے بدن کا احساس ہوا اور وہ جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اس نے اپنا لباس درست کر لیا تھا۔

لباس درست کرنے کے بعد وہ پریشان نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی اس کے چہرے کے نقوش رنگ بدل رہے تھے پھر اس نے دروازے کی طرف دیکھا اور اٹھ کھڑی ہوئی ۔۔۔ وہ دروازے کی طرف بڑھی تھی اس نے باہر جھانکا اور پھر باہر جھانکنے کے بعد واپس پلٹ آئی۔ دبے قدموں وہ میرے نزدیک پہنچی اور پھر مجھ پر جھک گئی۔ اب وہ مجھے غور سے دیکھ رہی تھی اور پھر وہ ۔۔۔ اس کی نگاہوں سے ایک عجیب سی محبت جھلک رہی تھی۔

مجھے زیادہ دیر لگانے میں دشواری نہ ہوئی پھر وہ آہستہ سے بیٹھ گئی۔ اب اس کی نگاہیں میرے سراپا کا طواف کر رہی تھیں۔ ایک بار پھر اس نے پلٹ کر دروازے کی طرف دیکھا۔

"میں جاگ رہا ہوں۔" میں نے آنکھیں کھول کر کہا۔
"مجھے جانے دو ۔۔۔ صبح ہو گئی ہے۔"
"لیکن لوگ ابھی نہیں جاگے۔"
"جاگ جائیں گے۔" وہ پھنسی پھنسی آواز میں بولی۔
"ابھی اس کے آثار نہیں ہیں۔"
"جانے دو مجھے۔" اس نے التجا کی اور میں نے اجازت دے دی۔ وہ اٹھی اور الگ ہو گئی۔ اب وہ بے بسی سے مجھے دیکھ رہی تھی۔
"تم ۔۔۔ تم ناراض تو نہیں ہو گئے؟"
"کس بات سے؟"
"میں سو گئی تھی۔"
"تمہارے سونے سے میں کیسے ناراض ہو سکتا ہوں؟"
"میں تمہارا انتظار کر رہی تھی پھر جب بہت دیر ہو گئی تو مجھے نیند آ گئی۔"
"میرا انتظار کیوں کر رہی تھیں؟"
"مجھ سے یہی کہا گیا تھا کہ مہمان کے آنے کے بعد سونا۔"
"وہ دوسری بات تھی۔ اب بات میری سمجھ میں آ گئی۔"
"ہاں۔ تم رات کو کس وقت آئے تھے؟"
"بہت دیر میں۔"
"لیکن مجھے نیند آ گئی تھی لیکن ۔۔۔ لیکن تم تو ناراض نہیں ہوئے؟"
"نہیں۔"
"تب وعدہ کرو کہ میرے سونے کے بارے میں کسی کو نہیں بتاؤ گے؟"
"وعدہ۔" میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ "تمہارا کیا نام ہے؟"
"شانا۔"
"میں تمہارا کون ہوں؟"
"دوست۔" اس نے جواب دیا۔
"تم میری کسی حرکت سے ناراض نہیں ہو؟ شانا!" میں نے پوچھا اور وہ شرم سے سرخ ہو گئی۔ اس کی پلکیں جھک گئیں۔ پھر وہ آہستہ سے بولی۔
"میں خواب میں بھی تمہیں ہی دیکھ رہی تھی پھر جب جاگی تو تم مجھ سے زیادہ دور نہیں تھے۔ میری غلطی ہو گئی۔"
"تمہیں اس غلطی کا افسوس ہے؟"
"نہیں۔" اس نے کہا اور رخ بدل لیا پھر آہستہ آہستہ دروازے کی طرف بڑھتی ہوئی بولی۔ "لیکن آج رات دیر سے مت آنا ۔۔۔ میں انتظار کروں گی۔" اور پھر وہ جھپاک سے باہر نکل گئی۔ گاؤں جاگنے لگا تھا ۔۔۔ [illegible] شہنائی رات کو آئے گی اور [illegible] دنیا کے اسرار و رموز سے کتنی معصوم ہوتی تھی اس کے برعکس ۔۔۔

بہرحال [illegible] میں نے سوچا ۔۔۔ اور آنکھیں بند کر لیں۔ لیکن اس کے بعد گھر میں چہل پہل شروع ہو گئی [illegible] دیر تک کروٹیں بدلتا رہا اور پھر اٹھ گیا۔

دن حسب معمول گزرا ۔۔۔ [illegible] جو اب کسی حد تک معقول نظر آ رہا تھا یوں شام ہو گئی ۔۔۔ اور جب رات ہوئی تو شہنائی آنکھوں میں اتر آئی۔ میں اس کی طرف روانہ ہو گیا۔ شہنائی کل کی مانند میری منتظر تھی۔ آج وہ پہلے سے بے حد حسین لگ رہی تھی۔ اس نے میری گردن میں بانہیں ڈال دیں۔ وہ بہت خوش تھی میں نے اس کی آنکھوں میں مسرت کی جھلک دیکھی تھی۔

"تمہاری کل کی گفتگو نے مجھے بہت سکون بخشا۔ میں آرام کی نیند سوئی۔ لیکن سوگیا بہت چالاک ہے۔"
"سوگیا کون ہے؟"
"میری بہن ہے۔" اس نے جواب دیا۔ "رات کو جاگ گئی تھی مجھے تلاش کرتی پھری اور دن میں جب میں جاگی تو اس نے خوب شرارت کی۔ کہنے لگی کس کے ساتھ جاگتی رہی ہو؟"
"تم نے کیا جواب دیا؟"
"میں اسے کیوں بتاتی ۔۔۔ لیکن آج اس کی وجہ سے جلدی جانا پڑے گا۔"
"ٹھیک ہے۔ ابھی جب تک میں یہاں سے رخصت ہونے کا ارادہ ظاہر کروں کسی کو پتہ نہیں چلنا چاہیے۔"
"نہیں چلے گا۔ میں کسی کو نہیں بتاؤں گی۔" اس نے کہا اور میں نے دل ہی دل میں سوچا کہ شانا کا یہ راستہ خود بخود ہموار ہو گیا ہے۔ ہم پیار و محبت کی باتیں کرتے رہے۔ شہنائی میری گود میں سر رکھ کر مستقبل کے خوابوں میں کھو گئی ۔۔۔ تب اچانک مجھے گوکلا کی یاد آ گئی۔
"شہنائی۔" میں نے اسے مخاطب کیا۔
"ہوں۔"
"گوکلا کون ہے؟" میں نے پوچھا۔ اور شہنائی جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اس کی آنکھوں سے بھی خوف جھانکنے لگا تھا۔
"کیوں ۔۔۔ یہ نام تمہیں کس نے بتایا؟"
"کسی نے بھی بتایا ہو تم اس کے بارے میں مجھے بتاؤ۔" میں نے کہا۔
"اوہ! اس کا ذکر مت کرو۔ یہ تذکرہ بہت منحوس ہوتا ہے یہ نفرت لاتا ہے۔ اس کا نام بھی آئندہ مت لینا۔"
"لیکن شہنائی! میں اس کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں۔ یہ میری خواہش ہے۔"
"نہیں ۔۔۔ اس کا ذکر نہ کرو۔ کچھ نہ کچھ ضرور ہو جائے گا۔" اس نے التجا کی۔
"تمہارے علاوہ میں کسی سے نہیں پوچھ سکتا۔ مجھے بتاؤ شہنائی کیا میری کوئی بھی بات نہیں مان سکتیں؟" میں نے ضد کرتے ہوئے کہا اور وہ پریشان نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی۔ "بتاؤ شہنائی! ورنہ میں ناراض ہو جاؤں گا۔"
"پیارے!" اس نے محبت سے کہا۔ "پیارے! میری بات مان لو۔ اسے بھول جاؤ ۔۔۔ تم اس کا نام دوبارہ مت لینا۔ میں تمہیں اس کے بارے میں بتا دوں گی۔"
"ٹھیک ۔۔۔ میں اس کا نام کیوں نہ لوں؟"
"کوئی نحوست آئے گی تو میرے اوپر ہی آئے گی ۔۔۔ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔"
"تمہیں بھی نہیں پہنچے گا شہنائی ۔۔۔ تم اطمینان رکھو۔"
"وہ ایک جادوگرنی ہے۔ ان پہاڑیوں سے بہت دور ۔۔۔ اس پہاڑی کے دامن میں ایک غار میں رہتی ہے جس کے سر پر لکڑی کے دو سینگ ابھرے ہوئے ہیں۔ وہ خود کو مہان سمجھتی ہے اور مہاتما بدھ کی تعلیمات کا مذاق اڑاتی ہے۔ ان علاقوں میں وہ جس آدمی کو نظر آ جائے اس کے بدن پر کوڑھ نکل آتا ہے۔ ہم سب اس سے بے پناہ نفرت کرتے ہیں۔"
"زندہ ہے؟"
"ہاں صدیوں سے زندہ ہے کبھی نہیں مرتی۔"
"خوب ۔۔۔ کسی نے اسے دیکھا ہے؟"
"ہاں کئی لوگوں نے اسے دیکھا بھی ہے۔"
"اس سے کوئی حرج تو نہیں ہوتا؟"
"نہیں۔ لیکن اس کا ذکر بھی نحوست سمجھا جاتا ہے۔"
"تمہیں یہاں کے لوگ اس سے خوف کھاتے ہیں۔ میرا ایسے ہی ایک نوجوان نے میرے سامنے اس کا نام لے لیا تھا۔"
"اور وہ ٹھیک ہے؟" شہنائی نے پوچھا۔
"ہاں بالکل ٹھیک ہے۔"
"وہ تو بات ہے۔ اس پر مصیبت ضرور آئے گی۔ آج نہ سہی چند روز کے بعد سہی۔" شہنائی نے کہا اور میں ہنسنے لگا۔ ظاہر ہے اس قسم کے توہمات میرے لئے نئے نہیں تھے۔ سادہ لوح بہت ایسی افواہیں اڑاتے ہیں جن کا جواب نہیں ہوتا تھا۔ کیونکہ وہ بدصورت کوڑھی ہے اس لئے لوگ اس سے نفرت کرتے ہیں اور اس کے نام سے بھی خوف کھاتے ہیں۔ اسی لئے انہوں نے دوسروں کو ڈرانے کے لئے یہ بات گھڑ دی ہے۔ بہرحال میں نے شہنائی کو سمجھایا کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ وہ خوش ہو گئی تھی اور اس کے بعد میں نے محسوس کیا کہ وہ کچھ الجھ گئی ہے۔

چاند اپنا سفر طے کر چکا تھا۔ میں نے اسے کافی تسلی دی۔ اور پھر آدھی رات کے قریب وہ اٹھ گئی اور میں اسے چھوڑنے دور تک گیا پھر میں واپس اپنی رہائش گاہ پر آ گیا ۔۔۔ اور یہاں شانا میری منتظر تھی۔ اس

کی آنکھوں میں پسندیدگی ابھری ہوئی تھی۔ مجھے دیکھ کر وہ خوش ہو گئی۔
"میں کب سے تمہارا انتظار کر رہی تھی۔" اس نے کہا۔
دوسرا وقت ہم دونوں نے آنکھوں ہی آنکھوں میں گزارا۔ پھر جب
دو تین گھنٹے گزر گئے تو وہ واپس چلی گئی۔
یوں ہی پروفیسر ۔۔۔ دو دن ایک دو منٹ کی طرح ٹھیک گزر گئے۔
لیکن شہجانی کی جدائی برداشت نہ ہو سکی۔ سارا دن تھکا سا رہتا پھر
اس وادی میں شہجانی چلی آتی۔ اس رات کو لوٹ کر آنے کے بعد سے
وہ زیادہ ہی خوفزدہ رہنے لگی تھی۔ حالانکہ کئی دن گزر گئے تھے لیکن اس
کے ذہن سے خوف دور نہیں ہوا تھا وہ بار بار کہتی تھی کہ کچھ ہونے والا ہے
رات گزرتی جا رہی تھی اور میں شہجانی کے لیے پریشان ہو گیا تھا پھر
جب میں کافی گھبرا گیا تو اس کی جانب چل پڑا ۔۔۔ پگڈنڈی پر جو سبزہ زار
تھا وہاں میں نے شہجانی کو تلاش کرنا شروع کیا ۔۔۔ اور پھر میں ایک جگہ پہنچا
یہ وہی جگہ تھی جہاں روز شہجانی سے ملاقات ہوتی تھی۔ یہاں میں نے
وہ منظر دیکھا۔ وہاں ایک ابھار کروسا تھا اور دوسری شہجانی۔ ابھار
کروسا ہاتھ میں کچھ لیے اس کے سامنے آنکھیں بند کیے ہاتھ جوڑے کھڑا
تھا اور اس کے منہ سے آواز نکل رہی تھی۔ شہجانی اس کے پیچھے خاموش
کھڑی تھی۔ ابھار کروسا کہہ رہا تھا۔
"اس نے کہا ہے کہ اپنے نفس کو مار دو ۔۔۔ انسان جب
کمزور ہوتا ہے اور جب شیطان ہے لیکن مشکل ہے
شیطان سے بچنا اور نجات کا راستہ شیطان سے دور
ہونے میں ہے۔ ہم اگر تمہارا نفس جب کہ غلام ہے
تو تم یہاں سے بچنے کے لیے خود کو فنا کر دو اور
فنا نجات ہے ۔۔۔ فنا نجات
ہے ۔۔۔ فنا نجات ہے ۔۔۔۔۔"
میں نے سہم کر دیکھا شہجانی آگے بڑھی لیکن اس کی حالت عجیب سی
تھی۔ اس کا پورا بدن کانپ رہا تھا۔ آنکھوں سے خوف برس رہا تھا
سرخ ہو رہا تھا۔ میرے منہ سے چیخ نکل گئی وہ میری طرف متوجہ نہیں ہوئی
اور میرے بازوؤں میں یوں ہی جھول گئی ۔۔۔ وہ بے ہوش ہو گئی تھی۔ جب میں
نے اسے خاموشی سے بازوؤں میں اٹھایا اور ہوش میں لانے کی کوشش کی تو
پتہ چلا اس کی وادی میں سے لگا ہے۔ اسے ہوش میں لانے کی کوشش کرتا
رہا کافی دیر کے بعد وہ ہوش میں آئی لیکن اس کے حواس بیگانے
ہو گئے تھے۔ وہ مجھے دیکھ کر ڈر گئی اور پیچھے ہٹنے لگی۔
"شہجانی ... شہجانی تمہیں کیا ہوا؟" مجھے بتاؤ تمہیں کیا ہوا ہے؟
"میں ... میں تمہارے پاس آ رہی تھی۔" اس نے نگاہیں نیچی
کر کے کہا۔ "تب ... جب میں تمہارے قریب سے گزرتے ہوئے مجھے
یوں لگا جیسے کسی نے میرے پاؤں پکڑ لیے ہوں۔ میں نے پیچھے مڑ کر
دیکھا ... میں نے دیکھا ابھار کروسا میرے سامنے کھڑا

ہے مجھے۔ اس کے الفاظ یوں لگتے ہیں جیسے ... اپنی خواہشات کے لیے خود کو
مار دو۔ خواہشات پوری نہ ہونے دو ... خواہشات شیطان ہوتی ہیں
اور میں اس بات کو سمجھ نہ سکی ... ابھی کچھ دیر پہلے ... وہ پھر کہنے
لگی اور میں پریشان ہو گیا۔
"شہجانی! ہوش میں آؤ۔"
"میں ٹھیک ہوں ... ہوش میں آ گئی ہوں۔" اس نے کہا۔ "مجھے ایسا لگتا ہے جیسے
میں نے اسے بھلا دیا تھا۔ میں اپنی خواہشات کی غلام بن گئی تھی مجھے
واپس جانے دو۔"
"شہجانی!" میں چیخ پڑا۔
"میں واپس جانا چاہتی ہوں مجھے واپس جانے دو۔" اس نے
کہا اور تڑپ کر میرے بازوؤں سے نکل گئی۔
"شہجانی! ہوش میں آؤ۔ ہم یہاں سے نکل چلتے ہیں۔" میں
نے دعوت دی تھی لیکن وہ تیزی سے دوڑ رہی تھی۔
میں نے اس کا تعاقب کرنے کی کوشش نہیں کی اور افسوس
اپنی جگہ لوٹ آیا۔ میرے دل میں عجیب سی کیفیت تھی۔ مجھے اس لڑکی
سے کافی محبت ہو گئی تھی اور اسے اس طرح جاتے دیکھ کر مجھے یوں لگتا تھا جیسے
کوئی چیز مجھ سے چھن گئی ہو۔ اور یوں لگ رہا تھا جیسے اب وہ دوبارہ مجھے
نہ مل سکے گی۔ نہ جانے اب کیا ہونا ہے۔
پھر میں نے فیصلہ کیا کہ یہاں سے اٹھ کر اسے تلاش کروں
زبردستی ہی کیوں نہ ہو جائے لیکن شہجانی کو واپس لاؤں گا
اور پھر یہ فیصلہ کرنے کے بعد ایک بار پھر میں اس کی طرف
بڑھا اور میں نے بہت سے فیصلے کیے تھے۔
رات کے آخری پہر جب میں دوبارہ وادی کی طرف گیا
تو کچھ عجیب سی خاموشی تھی۔ حالانکہ تیز ہوا چل رہی تھی
راہب ایک طرف جا رہے تھے اور میں نے محسوس کیا کہ ان
کے چہرے کا رخ ہے۔
وہیں سے میں نے ایک منظر دیکھا۔ بعد کے جیسے
ایک انسانی بدن شعلوں میں گھرا ہوا تھا۔ بدن سے
چہرہ جل رہا تھا اور راہب گھٹنے ٹیکے کھڑے تھے ۔۔۔
جا پہنچا۔
"کیا ہوا ۔۔۔ کیا بات ہے؟"
"شہجانی نجات کے راستے پر چل پڑی ہے۔" اس نے
بتایا۔ "اس نے نجات حاصل کر لی ہے۔"
بتایا ۔۔۔ اور میں ساکت رہ گیا۔ میرے بدن سے
پروفیسر ۔۔۔ اس نے کہا تھا کہ مجھے خود کو
کا نام لیا ۔۔۔ اور جو اس نے کہا تھا وہ ہو گیا تھا۔ شہجانی
کے ذہن کے سوا کچھ نہ رہی تھی۔

کروسا ہو سے تھوڑے ہی فاصلے پر رکا ہوا تھا
سب خاموش تھے۔ ان کے عقیدے
کے مطابق تو شہجانی نے ایک نیک کام کیا تھا لیکن میرا چہرہ وحشت
سے سرخ ہو رہا تھا۔ میں آہستہ آہستہ کروسا کے قریب پہنچ گیا اور
پھر میں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔
کروسا نے چونک کر مجھے دیکھا۔ "تم اس وقت ... یہاں؟"
اس نے تعجب سے پوچھا۔
"یہ کیا ہو رہا ہے کروسا؟" میں نے سرد لہجے میں سوال کیا۔
"ایک اچھے نے خود کو بھسم کیا ہے۔"
"کیوں؟"
"نجات حاصل کرنے کے لیے۔" کروسا نے سکون سے جواب دیا۔
"ابھار کروسا ... یہ نجات کی ضرورت اچانک کیوں پیش آ گئی
ہے۔" میں نے چبھتے ہوئے لہجے میں سوال کیا۔
"انسان بہت کمزور ہے اور اس کا مقابلہ شیطان جیسے ہوشیار
بہکانے والے سے ہے۔ یہ کمزور ہستی اکثر اس کے جال میں پھنس جاتی
ہے لیکن ہو جانے اسے نجات کا راستہ دکھا دیا ہے۔ اور اس کے
بعد شیطان کی کچھ نہیں چلتی۔" ابھار کروسا نے سکون سے جواب دیا۔
"میں اسے کچھ کہنا چاہتا ہوں کروسا۔" میں نے کہا۔
"کہو۔"
"یہاں نہیں، میرے ساتھ آؤ۔" میں نے کہا اور ابھار کروسا
میرے ساتھ چل پڑا ۔۔۔ میں اسے لے کر ایک گوشے میں پہنچ گیا۔
میرے ذہن میں بے پناہ غصہ تھا حالانکہ جو کچھ ہوا تھا وہ
ایک ہونے والا تھا۔ ان کا اپنا عقیدہ تھا۔ اس میں کسی دوسرے
کو دخل کا کیا حق تھا۔ لیکن مجھے یہ احساس تھا کہ شہجانی کو وہ
نہیں کرنا چاہیے تھا جو اس نے کیا تھا اور یہ بات بھی ذہن میں تھی
کہ اسے اس کے لیے مجبور کیا گیا ہو گا۔
میں نے ابھار کروسا کی جانب دیکھا۔ اس کے چہرے پر کوئی
خاص بات نہیں تھی ... وہی سکون کوئی بھی اور اس طرح ... البتہ اس
وقت اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ نہیں تھی اور وہ سنجیدہ نگاہوں
سے مجھے دیکھ رہا تھا۔
"کیا بات ہے مسافر؟" اس نے نرم لہجے میں پوچھا۔
"ابھار کروسا ... شہجانی نے خود کو بھسم کیوں کیا؟"
"میں نے تمہیں بتایا ناں مسافر کہ اس کا نفس اس کی فطرت لے
گیا تھا کسی کام کے لیے مجبور کر رہا ہو گا جو ہماری تعلیمات کے
خلاف ہو گا۔ اس نے خود کو اس کام سے باز رکھنے کی کوشش بھی
کی ہو گی لیکن اس کے نفس نے وہ سب کچھ نہ کرنے دیا اور اس
نے بہتر یہی سمجھا کہ وہ اپنی زندگی ختم کر دے ... نفس کو قتل

کرنے کے لیے مر جاؤ، ہمارے مذہب میں بہت بڑی نیکی ہے مسافر
اور شہجانی نے یہ نیکی حاصل کر لی ہے۔"
"ہوں ... کیا اس کی موت سے پہلے تم لوگوں کو یہ بات معلوم
نہ ہو سکی کہ اس کی خودکشی کی وجہ کیا تھی ... اور جس چیز کو تم
نفس کا نام دیتے ہو اس نے اسے کس بات کے لیے مجبور کیا تھا؟"
"ضروری نہیں مسافر کہ ہم ساری باتیں معلوم کریں۔" ابھار
کروسا نے سرد لہجے میں جواب دیا۔
"تو کیا کسی شخص کے مرنے یا خودکشی کرنے تک کے حالات
سے تم واقفیت نہیں رکھتے ابھار کروسا؟" میں نے تیکھے لہجے
میں سوال کیا۔
"نہیں مسافر ... ہم اسے ضروری نہیں سمجھتے۔ ہاں اگر کوئی
بات معلوم ہو جائے تو یہ دوسری بات ہے۔"
"ابھار کروسا تمہیں معلوم ہے کہ شہجانی کو اس کے نفس
نے کیوں خودکشی پر آمادہ کیا؟"
میرے سوال پر ابھار کروسا مجھے عجیب نگاہوں سے دیکھنے
لگا اور پھر اس نے بھاری آواز میں کہا۔
"ہاں مجھے معلوم ہے۔"
"اور میں جاننا چاہتا ہوں۔"
"تم سب کچھ جانتے ہو مسافر۔" ابھار کروسا نے جواب دیا۔
"کیا مطلب؟"
"مطلب یہ کہ وہ ذات، وہ ہستی، وہ شخصیت تیری تھی جس
کی وجہ سے اسے موت کی وادیوں میں جانا پڑا۔" ابھار کروسا نے کہا۔
"ابھار کروسا کیا اسے کسی نے اس بات کے لیے مجبور کیا؟"
"کس بات کے لیے؟"
"میرا مقصد خودکشی سے ہے۔"
"ہاں۔"
"کس نے مجبور کیا اسے؟" میں نے بھاری لہجے میں کہا۔
"اس کے وجود نے اسے اس بات پر مجبور کیا۔"
"اور کوئی شخص، ایسا ہی کوئی شخص جس نے اسے اس بات پر
مجبور کرنے کی کوشش کی ہو۔"
"نہیں ایسا کوئی نہیں ہے۔" ابھار کروسا نے جواب دیا۔
"لیکن تم یہ سوال کیوں کر رہے ہو؟"
"اس لیے ابھار کروسا کہ میں جسے پسند کرتا ہوں، وہ صرف
میری ملکیت ہوتی ہے۔ اور اگر کوئی دوسرا شخص اس کے اور میرے
درمیان مداخلت کرنے کی کوشش کرے تو پھر وہ بے شک اپنی
موت کے گھاٹ اتر جاتا ہے۔"
"نہیں نوجوان مسافر، یہ تو ابھی بات نہیں ہے۔" ابھار کروسا

نے کسی قدر دبے ہوئے انداز میں کہا۔

"کیا بات اچھی ہے اور کیا بات بری ہے۔ اس کے بارے میں میں زیادہ نہیں سوچتا۔" اسجاکروسا۔ "تم اس بات کو ذہن نشین کرلو کہ اگر مجھے یہ بات معلوم ہو گئی کہ شجھانی کو کسی نے مرنے پر مجبور کیا ہے تو میں اسے نیست و نابود کر دوں گا۔"

"نیست و نابود کرنے والی صرف ایک ذات ہے۔ کوئی دوسرا ذات نہیں۔" اسجاکروسا نے جواب دیا۔ اور میں اسے خونخوار نظروں سے دیکھنے لگا۔

"یہ تمہیں وقت بتائے گا اسجاکروسا۔" میں نے تلخ لہجے میں کہا

"بہت بہتر اب مجھے اجازت دو۔ مجھے اور بہت سے کام کرنے ہیں۔" اسجاکروسا نے کہا اور مڑ کر واپس چل دیا۔

میرے ذہن میں چنگاریاں سی بھر گئی تھیں۔ میں سوچ رہا تھا کہ یہ شخص خود کو بہت کچھ سمجھتا ہے۔ ابھی تک اسے میری حیثیت میری شخصیت معلوم نہیں ہے۔ لیکن اب مجھے ان لوگوں کو اپنے بارے میں بتا ہی دینا چاہیے۔ حالانکہ شجھانی مر چکی تھی۔ اب وہ میری دسترس سے دور تھی اور میں اسے واپس نہیں لا سکتا تھا۔ میرے ذہن میں ان لوگوں کے خلاف نفرت و انتقام کا جذبہ ابھر رہا تھا اور میں سوچ رہا تھا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔

اسجاکروسا تمام آداب بالائے طاق رکھ چکا تھا اس نے مجھ سے کس قدر بیزاری کا اظہار کیا تھا۔

اس نے کہا تھا کہ وہ جا رہا ہے کیونکہ اسے بہت سے اور بھی کام ہیں۔ ظاہر ہے میں اسے زک دے کر گیا تھا اور میں اس کی وجہ سے یہاں تک پہنچا تھا۔ ورنہ یہ بھی ممکن تھا کہ میں کسی اور جانب کا رخ کرتا۔ اور بہرصورت میں نے اس کی مدد بھی کی تھی۔

اب اگر ان تمام باتوں کے بعد اس ایک واقعے کے لئے وہ ان تمام باتوں کو فراموش کر چکا ہے تو اس سے فرق کیا پڑتا ہے۔ بہرحال مجھے اس کی کسی امداد کی ضرورت تو نہیں ہے۔

ویسے اس کے بگڑنے میں بگڑا ہوا اپنی حالات کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ اور پھر میں نے فیصلہ کر لیا کہ اس بستی کو چھوڑ دینا ہی بہتر ہوگا۔ کیا فائدہ ان بیکار سے لوگوں کو قتل کرنے میں۔ یہی بہتر ہے ہاں۔ لیکن اسجاکروسا کے ان الفاظ کا جواب میں اسے ضرور دینا چاہتا تھا۔

اور وہ جواب یہ تھا کہ میں شتانا کو یہاں سے نکال لے جاؤں۔ شجھانی نہ سہی شتانا ہی سہی۔

تب میں اسجاکروسا کے مکان کی جانب چل پڑا جہاں یہ قیام پذیر تھا۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ یہاں تک شجھانی کی موت کی اطلاع پہنچی ہے یا نہیں۔ یا ان لوگوں کو بھی یہ بات معلوم ہے کہ شجھانی کی موت کی وجہ میں بنا ہوں۔ یا انہیں معلوم ہی نہیں۔ بہرصورت میں مکان میں داخل ہوا تو حسب معمول میری پذیرائی کی گئی جس سے مجھے اندازہ ہوا کہ ابھی ان لوگوں کو حالات کا کوئی علم نہیں ہے۔ انہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ اسجاکروسا سے میرے تعلقات کسی وجہ سے خراب ہو گئے ہیں۔ چنانچہ میں اپنی رہائش گاہ کی جانب چل پڑا۔

شتانا تو جیسے میرے قدموں کی آہٹ کی منتظر رہتی تھی چنانچہ وہ فوراً میرے پاس پہنچ گئی اور میں اسے گہری نگاہوں سے دیکھنے لگا۔ شتانا میرے قدموں کے نزدیک بیٹھ گئی تھی۔ وہ دل و جان سے مجھ پر فدا تھی اور اس کا کہنا تھا کہ میرے بغیر اس کی ہر رات سونی ہوتی ہے اور دن پھیکا پھیکا سا محسوس ہوتا ہے۔

"شتانا۔" میں نے اسے پکارا اور وہ پیار بھری نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی۔

"کیا بات ہے پورنا۔" اس نے پوچھا۔

میرے ذہن میں شجھانی ابھر آئی کیونکہ یہ نام اسی نے مجھے دیا تھا۔ بہرصورت شتانا بھی اس نام سے واقف ہو چکی تھی۔

"شتانا میں یہ بستی چھوڑنا چاہتا ہوں۔"

"کیوں۔" شتانا کی آواز میں سراسیمگی تھی۔

"بس میں یہاں نہیں رہنا چاہتا۔"

"لیکن اس کی وجہ پورنا۔" شتانا عجیب سے لہجے میں بولی

"شتانا میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ میں ایک آوارہ گرد ہوں اور کوئی منزل میرے لئے منزل کی حیثیت نہیں رکھتی۔ میں چلتے رہنا پسند کرتا ہوں۔ راستے میں اگر کبھی تھکن محسوس ہوئی یا پھر ٹھہرنے کا موقع ملا یا دل چاہا تو جو بھی آبادی نظر آئی، وہاں کچھ عرصے کے لئے ٹھہر جاتا ہوں اور کچھ وقت قیام کرنے کے بعد وہاں سے آگے بڑھ جاتا ہوں۔ چنانچہ تمہاری بستی میں آئے ہوئے مجھے کافی دن ہو گئے ہیں۔ لہٰذا اب میں یہاں سے جانا چاہتا ہوں۔"

"نہیں پورنا۔ ایسا نہ کہو۔" شتانا سراسیمہ لہجے میں بولی۔

"شتانا مجھے جانا ہی ہے۔ اور اب تو یہاں سے جانا بہت ضروری ہو گیا ہے۔ تم یہ سمجھ لو کہ میں کسی بھی قیمت پر یہاں نہیں رک سکتا۔"

"کیوں۔ آخر کیوں۔" شتانا نے روتے ہوئے پوچھا۔

"اس لئے کہ اب اس بستی کے لوگ میرے مخالف ہو چکے ہیں۔"

"بستی کے لوگ۔" شتانا نے تعجب سے پوچھا

"ہاں شتانا۔"

"لیکن بستی کے لوگ تمہارے مخالف کیوں ہو گئے، پورنا؟" شتانا نے اپنے آنسو خشک کرتے ہوئے کہا۔

"شتانا تمہارے مذہب میں جو تعلیمات ہیں۔ میں ان کے خلاف جا چکا ہوں۔ اسی لئے تو میں یہاں سے چلا جاؤں۔ یا پھر دوسری صورت میں اس بستی کے لوگوں کو میری ذات سے نقصان بھی پہنچ سکتا ہے۔"

"پر اس کی وجہ کیا ہوئی پورنا۔" شتانا نے پوچھا۔

"وجہ میں انہیں نہیں بتا سکتا شتانا۔ البتہ تمہارے لئے ایک پیش کش ہے۔" میں نے کہا۔

"کیا۔" شتانا نے پوچھا۔

"کیا تم میرے ساتھ چلنا پسند کرو گی؟"

"کہاں۔" وہ تعجب سے بولی۔

"جہاں بھی میں جاؤں۔ کیا تم ایک ایسے مسافر کا ساتھ دو گی جس کی منزل نامعلوم ہے یا یوں کہا جائے کہ اس کی کوئی منزل ہی نہیں۔ بس جو چلتا ہی رہتا ہے اور چلتے رہنا چاہتا ہے۔ اگر تم میرا ساتھ دینا چاہو تو میرے ساتھ چلو۔" میں نے کہا اور شتانا گردن جھکا کر سوچنے لگی۔

پھر اس نے آہستہ آہستہ میری طرف دیکھا اور آگے بڑھ کر میری گردن میں باہیں ڈال دیں۔ اس نے اپنا سر میرے سینے سے لگا دیا تھا۔

"میں تمہارے ساتھ جاؤں گی پورنا۔ میں تمہارے ساتھ جاؤں گی۔ میرا یہاں کچھ بھی نہیں رہا ہے۔"

تب ہی اسی وقت دروازے پر آہٹ سی محسوس ہوئی اور شتانا نے بھی شاید یہ آواز سن لی تھی۔ وہ اچھل کر پیچھے ہٹ گئی تھی۔

میں نے دیکھا اسجاکروسا کے خاندان کے کچھ نوجوان دروازے کے سامنے کھڑے ہوئے ہیں۔ ان میں ایک ادھیڑ عمر کا شخص بھی موجود تھا۔ یہ اسجاکروسا کا بھتیجا تھا۔

اور یہاں اس کی خاصی حیثیت اور اہمیت تھی۔ وہ سب مجھے کڑی نگاہوں سے گھور رہے تھے۔

تب اس شخص نے آگے بڑھ کر شتانا سے کہا "شتانا کھڑی ہو جاؤ۔" اور شتانا کھڑی ہو گئی۔

"شتانا۔" وہ دوبارہ بولا "کیا تمہیں اپنے نفس پر قابو نہیں رہا ہے کہ تو بھاگی جذبات سے اس قدر غافل ہو گئی ہے کہ ان کی خلاف ورزی کرنے لگی ہے۔ احمق لڑکی یہیں تو نفس کشی کی تعلیم دی گئی ہے۔ پھر تو نفس کی غلام کیسے بن گئی؟ اگر تیرا دل اس شخص کو چاہتا تھا تو تیرے اوپر کوئی ایسی پابندیاں تو نہ تھیں۔ تو اس سے عاشقی کرنے کے لئے وہ سب کچھ کر سکتی تھی جو کسی نوجوان کے لئے کیا جا سکتا ہے۔ لیکن تو نے جو کچھ کیا ہے، کیا اس کے بعد تیری حیثیت اس کالی بستی سے مختلف رہ گئی ہے جس کا نام ہم لوگ لینا پسند نہیں کرتے۔"

"بابا۔" شتانا نے احتجاجی لہجے میں کہا "بابا میں اسے چاہتی ہوں، اسے پیار کرتی ہوں۔ اس کے ساتھ زندگی گزارنا چاہتی ہوں۔"

"یہ تو ہم سب کیوں کہہ رہی ہے؟ جو کچھ تو چاہتی تھی وہ تو ہو چکا ہے، اور یہ نوجوان جس کے بارے میں کیا کہوں۔ بس اس کے سوا کہ یہ آستین کا سانپ ہے۔" نوجوان شخص غراتے ہوئے لہجے میں بولا۔

"اپنی زبان کو قابو میں رکھو اے شخص۔" میں نے خونخوار لہجے میں کہا۔ اور وہ شخص بھڑک اٹھا۔

"اور ہم لوگ قابو میں ہیں نوجوان آدمی، ورنہ تم جو کچھ کر گئے ہو اب وہ تمہارے پیچھے پیچھے پریاں ہو چکا ہے۔"

"کیا مطلب ہے۔" میں نے بھاری لہجے میں پوچھا۔

"شجھانی۔ معصوم لڑکی شجھانی، جو تمہاری وجہ سے موت کا شکار ہوئی ہے۔"

"سنو سامنے سے ہٹ جاؤ۔ میں شتانا کو لے جا رہا ہوں اور تمہارے لئے بس اتنا ہی کافی ہے کہ میں تمہاری نگاہوں کے سامنے تمہاری عزت کو اپنے چنگل میں دبوچ کر لے جا رہا ہوں۔ اس سے زیادہ اگر کسی نے کچھ کرنے کی کوشش کی تو پھر تم میں سے کوئی بھی زندہ نہیں بچے گا۔" میرا پارہ عروج کو پہنچ گیا تھا۔

اس شخص نے تو کچھ نہ کہا لیکن ان نوجوانوں نے خونخوار نگاہوں سے مجھے دیکھا، پلٹے اور کہیں چلے گئے۔ جب وہ واپس آئے تو ان کے ہاتھوں میں لمبے لمبے نیزے تھے۔ وہ شخص جو ہوا سے آگے کھڑا تھا چونک پڑا اور پھر اس نے نوجوانوں کی طرف دیکھا اور ان سے مخاطب ہو کر بولا۔

"نہیں اس کے باوجود یہ ہمارا مہمان ہے۔ بہتر یہ ہے کہ خاموشی سے اسے نکل جانے دو۔"

"لیکن۔ اس نے، اس نے ہمارے اعتماد کو قتل کیا ہے۔ اس نے ہمیں دھوکہ دیا ہے۔ شجھانی کی موت کے باوجود یہ اپنے آپ کو بے قصور سمجھتا ہے اور اس کے تیور بہت خراب ہیں۔ کیا ہم اس کو سزا نہیں دے سکتے۔"

"سزا اور جزا کسی اور کے ہاتھ میں ہے۔ اس نے برا کیا ہے، برا پائے گا۔ اس نے شجھانی کو موت کی طرف دھکیل دیا ہے اور اب شتانا کو بھی موت کی طرف لے جا رہا ہے۔ ہم صرف اتنا کر سکتے ہیں کہ اس شیطان کو اپنی بستی سے نکال دیں۔" اس شخص نے کہا اور دوسرے نوجوان خونخوار نظروں سے مجھے دیکھنے لگے۔

اور اب میرے لئے کچھ برداشت کرنا ممکن نہ تھا۔ میں نے

ہی ہتھیلی اس شخص کے گال پر پڑا اور اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ وہ پیچھے گر کر تڑپنے لگا تھا ___ نوجوان بری طرح سہم گئے تھے۔ انہوں نے بڑھتے قدم روک لیے اور یہ عمل تھا کہ میں اندر ہی اندر حیرت سے ... کرتا اور انہیں ہیبت زدہ چھوڑ کر ... دوسرے ابھاکروسا کی آواز سنائی دی ___

"رک جاؤ ... فوراً رک جاؤ۔" اور نوجوان یہ سن کر رک گئے ___

ابھاکروسا نہ جانے وہاں کیسے پہنچ گیا تھا۔

میں نے ابھاکروسا کی طرف دیکھا اور پھر غرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "بہتر ہے انہیں روک لو ورنہ یہ بھی اسی کی مانند فنا ہو جائیں گے۔" میں نے زمین پر پڑے ہوئے شخص کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ___ جس کے منہ سے خون بہہ رہا تھا اور جو اب بھی ایڑیاں رگڑ رگڑ کر دم توڑ رہا تھا ___

ابھاکروسا نے اسے دیکھا اور اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے ___

"مسافر! برا ہوا ___" "اب مجھے تمہاری اس بستی کے کسی بھی فرد سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ ہاں میں اس لڑکی کو لے جاؤں گا۔" میں نے شتانا کی طرف دیکھ کر کہا اور ابھاکروسا نے بھی شتانا کی طرف دیکھا ___

وہ ٹک ٹک دیکھ رہا تھا اور پھر اس نے آہستہ سے کہا۔ "شتانا تو ابھاکروسا کی پوتی ہے ___"

"ہاں ___" شتانا کے منہ سے سرسراتی ہوئی آواز نکلی۔

"کیا تو اس نوجوان کے ساتھ جائے گی؟"

"نہیں" اس نے آہستہ سے کہا اور میں چونک کر اس کی جانب دیکھنے لگا ___

شتانا جو اب تک اس قدر محبت کا اظہار کر رہی تھی، نجانے یوں ایک لمحہ میں بدل گئی تھی۔ وہ عجیب سی نظروں سے ابھاکروسا کو دیکھ رہی تھی۔ پھر وہ میری طرف مڑ کر دیکھنے لگی۔

"بول مسافر تو کیا چاہتا ہے؟"

"اگر یہ نہ جانا چاہے تو میں اسے مجبور نہیں کروں گا ابھاکروسا"

میں نے غرور سے کہا۔

"یہ تیرے ساتھ جانے سے انکار کر رہی ہے۔" ابھاکروسا نے کہا۔

"ٹھیک ہے تب پھر میں یہاں سے جا رہا ہوں۔" میں نے کہا اور شتانا کی جانب دیکھا، لیکن اس کا چہرہ ویسا ہی جھکا ہوا تھا۔

میں جانتا تھا کہ ابھاکروسا کی موجودگی میں شتانا بدل گئی ہے لیکن مجھے اس کی پرواہ نہیں تھی ___ نہیں جاتی تو جہنم میں جائے ___ میرا مقصد تو صرف اس بستی سے پیچھا چھڑانا تھا ___ حالانکہ انہوں نے ... باقی نوجوانوں کو میں نے معاف ہی کر دیا تھا ___ جنہوں نے مجھ پر نیزے تانے تھے ___ ظاہر ہے وہ جذباتی ہو گئے تھے اور جذباتی طور پر اگر کوئی عمل کر لیا جائے تو اسے معاف بھی کیا جا سکتا ہے ___ چنانچہ میں نے گہری نگاہوں سے ان کو دیکھا ___

"بابا ابھاکروسا ہم اس شخص کو اس طرح نہیں جانے دیں گے یہ ہمارے اعتقاد سے کھیل رہا ہے۔" نوجوانوں میں سے ایک نے کہا

"او ابھاکروسا ___ میں چاہتا ہوں تم ان لوگوں کو مجھے روکنے سے روکو ورنہ میں خود یہاں سے چلا جاؤں گا اور میں شتانا سے بھی دستبردار ہو چکا ہوں ___"

"نوجوانو!" ابھاکروسا ان نوجوانوں سے مخاطب ہو کر بولا۔ "بہتر یہی ہے کہ اسے نکل جانے دو۔"

"بابا ابھاکروسا اگر ہم نے اسے نکل جانے دیا تو ہم زندگی بھر سر نہ اٹھا سکیں گے، ہمیں بھی خودکشی کرنا ہو گی۔"

"بہتر یہی ہے ... کہ اگر تمہارا غصہ، تمہارا نفس تمہارا جلال، تمہارا دل یہی کہہ رہا ہے کہ اس کا خون بہاؤ تو تم اپنے نفس کو قابو میں رکھو جس طرح بھی ممکن ہو تم اپنے نفس سے بچنے کی کوشش کرو کیونکہ یہی تمہارا دھرم ہے اور یہی تمہاری تعلیم ___"

"تو پھر ہمیں وہ کرنے کی اجازت دی جائے جو دھرم کہتا ہے ___" ایک نوجوان بولا ___

"ہاں دھرم کی کسی بات سے روکنے کی مجال کس میں ہے۔"

ابھاکروسا نے کہا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے بجلی سی کوند گئی۔ نوجوانوں میں سے ایک نے اپنا نیزہ شتانا کے سینے میں پیوست کر دیا اور شتانا کے حلق سے خوفناک چیخ نکل گئی ___ پھر اس نے دوسرے نوجوان کا نیزہ چھین کر اپنے سینے میں گھونپ لیا اور اس کے بعد ... یکے بعد دیگرے چاروں نوجوانوں نے بھی اپنے نیزوں کی انیاں اپنے پہلو کی طرف کر کے انہیں اپنے جسم میں داخل کر لیا ___

میں ساکت و جامد رہ گیا تھا ___ یہ سب کچھ میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا ___

وہ آہستہ آہستہ پیچھے گرنے لگے، جو کچھ ہو سکتا تھا وہ ہو چکا تھا ___ باقی جسم میں سکت نہیں رہ گئی تھی وہ زمین پر گر پڑا تھا ___ اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ تمام نوجوان اور شتانا ختم ہو چکے تھے ___

میں اب بھی حقارت آمیز نگاہوں سے انہیں دیکھ رہا تھا۔ یہ سب کچھ جو ہوا تھا میرے خیال میں جنون تھا ___ اور اب اگر یہ ہی کیا تھا تو مجھے بھلا اس کی کیا پرواہ ہو سکتی تھی۔

چنانچہ میں نے ابھاکروسا کی طرف رخ کیا اور کہا "ٹھیک ہے ابھاکروسا میں جا رہا ہوں ___ لیکن تمہاری بستی سے کچھ بھی

یادیں میرے ساتھ نہیں ہیں ___"

"تم اب بھی چاہو تو یہاں رک سکتے ہو نوجوان مسافر ہم تمہیں منع نہیں کریں گے، لیکن بے شک ہمارے اصول اور ان پابندیوں کا خیال رکھنا ہو گا جو ہمارے مذہب کی ہیں، بے حد عزیز ہیں ___ ورنہ یہیں دشمنی بھی آتی ہے ___"

"اوہ ابھاکروسا میں تمہیں اس قابل ہی نہیں سمجھتا کہ تم سے دشمنی کی جائے ___"

اور ابھاکروسا بری نظروں سے مجھے دیکھنے لگا تیاری انداز میں اس کی قوم کے بارے میں میرا کچھ اچھا تاثر تھا ___ بہرصورت میں نے اس کی پرواہ نہ کی پروفیسر اور لگاتار بڑھتا چلا گیا۔ "جو لوگ اتنے بزدل ہوں کہ اپنے ہاتھوں مرنا پسند کریں، اور کسی دوسرے سے انتقام نہ لے سکیں، میرے نزدیک وہ کوئی بھی حیثیت نہیں رکھتے چنانچہ میں اب یہاں رک کر کیا کروں گا۔"

میں نے کہا اور آگے بڑھ گیا ___ ابھاکروسا نے مجھے روکنے کی کوشش نہیں کی تھی ___

اس بستی سے کوئی خوشگوار یاد میرے ساتھ نہیں تھی ___ حالانکہ شیجانی ایک بڑے عرصے کے بعد مجھے اس روپ میں ملی تھی جو میرے لیے پسندیدہ تھا ___ وہ لڑکی میری ساتھی بھی بن سکتی تھی اور ایک طویل عرصے تک میں اس کے ساتھ زندگی گزار سکتا تھا لیکن بہرصورت وہ جس حماقت کا شکار ہوئی [illegible] اسے حماقت نہیں کہا جا سکتا، گو یہ ان کا مذہبی مسئلہ تھا اور کسی کے مذہبی معاملات میں دخل اندازی گناہ ہے اور اگر ان کے ہاں یہی سب کچھ تھا تو ظاہر ہے میں کیا کر سکتا تھا ___؟

میرے سامنے جن نوجوانوں نے اپنے آپ کو قتل کیا تھا میری نگاہوں میں ان کی کوئی وقعت نہیں تھی۔ ٹھیک ہے ان کا مذہب انہیں نفس کشی سکھاتا تھا لیکن یہ بات میری سمجھ میں نہیں آیا تھا کہ کسی کے بدلے مارنے کی بجائے خود جان دے دو ___

لیکن پروفیسر اصول، مذہب اور حالات جو کچھ بھی ہوں ہمیں دخل اندازی کی ضرورت بھی کیا ہے ___؟

چنانچہ میں اس بستی سے نکل آیا ___ ضروری نہیں تھا کہ اسی جانب رخ کرتا جہاں سے میں آیا تھا ___ زمین تو بے حد وسیع تھی، جہاں بھی قدم اٹھتے وہیں چلا جاتا، جہاں بھی میری دلچسپی کا سامان ہوتا میں وہاں جا سکتا تھا ___

چنانچہ میں بستی سے باہر نکل آیا ___ لوگ حسب معمول اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے، کچھ لوگوں کو حالات کا پتہ تھا، کچھ ان سے بے خبر تھے ___

بہرحال مجھے ان سے کیا غرض تھی، میں خاموشی سے اپنا سفر طے کرتا رہا، ویسے اس بستی میں آنے کے بعد صرف شیجانی تھی جس کے ساتھ کچھ اچھا وقت گزرا تھا، باقی اور کچھ نہ مل سکا تھا مجھے۔

میں نے ابھاکروسا کے اس علم میں دلچسپی لی تھی مگر یوں لگتا تھا جیسے اس قسم کے علوم میری قسمت ہی میں نہیں ہیں ___ اگر نہیں بھی تو میں بھی ان کے لیے دیوانہ تو نہیں ہو رہا تھا۔ ظاہر ہے جادو سیکھ کر میں کیا کرتا ___؟

مجھے جادو سے کون سے فائدے اٹھانے تھے ___ ہاں اگر ایک علم کی حیثیت سے وہ مجھے مل جاتا تو میں علم کے حصول کے لیے تو سرگرداں رہتا ہی تھا ___

میں نے نہ جانے کتنا سفر طے کیا تھا اور اس وقت میرے ذہن میں کچھ بھی نہیں تھا، جب میں نے اس سیاہ پہاڑی کو دیکھا، جس پر دو مینڈک ابھرے ہوئے تھے ___ بالکل ویسے ہی جیسے مینڈک ___ جنہیں دیکھ کر حیرت ہوتی تھی ___ حالانکہ ان کے پیچھے کوئی ابہام نہ تھا جیسے پہاڑی کی شکل سے مشابہت دی جاتی ___ البتہ مینڈک ویسے ہی تھے ___

اور مجھے گوکلا یاد آگئی ... وہ عجیب و غریب کردار جسے بدھ مت کے ماننے والے بے پناہ نفرت کرتے تھے اور جس کی نحوست ... اوہ ... اچانک میرے ذہن میں ایک اور خیال آیا تھا مجھے والے نوجوان وہی تھے جو مجھے اس مکان میں داخل ہوئے تھے، یعنی [illegible] کے وہ عزیز و اقارب جن کے حوالے مجھے کیا گیا تھا اور انہوں میں سے ایک نے گوکلا کا ذکر بھی کیا تھا جب کہ دوسروں نے اسے سرزنش کی تھی کہ گوکلا کا ذکر مت کرو کیونکہ اس کی نحوست تمہارے لیے نقصان دہ بھی ہو سکتی ہے ___

اور اگر غور کیا جائے تو وہ سب ہی اس نحوست کا شکار ہو گئے تھے اور شیجانی بھی ___ جس نے یہ خدشہ ظاہر کیا تھا کہ گوکلا کا ذکر کرنے سے نحوستیں ظاہر ہوتی ہیں ... وہ خود بھی اس کا شکار ہو گئی تھی ___

اگر سوچا جاتا تو یہ بات ذہن میں آسکتی تھی کہ وہ سب گوکلا کی نحوست کا شکار ہو گئے تھے ___ لیکن دوسرے لمحے مجھے اپنے اس خیال پر ہنسی آگئی ___

ذرا میں بھی تو دیکھوں اس نحوست کو، آخر وہ کون ہے اور کیوں منحوس ہے ___ چنانچہ میرا رخ اس پہاڑی کی جانب ہو گیا، اچانک ہی دلچسپی کا سامان نکل آیا ___ اگر گوکلا مجھے مل جاتی ہے تو میں اس کا قرب حاصل کرنے کی کوشش ضرور کروں گا ___ میں نے سوچا ___ یقیناً وہ جادوگرنی مینڈک سے دلکش اور دلچسپ ثابت ہو سکتی ہے ___

حالانکہ اس سے پہلے منوہر ماما گزر چکا تھا، سخت تھا، وہ جس انداز
میں میرے پیچھے پڑی تھی وہ تو خاصا عجیب لگ رہا تھا اور سچی بات تو یہ ہے
کہ وہ دور میری زندگی کا خاصا خراب ترین دور تھا ———

لیکن اس کے باوجود میں لوٹ جانے والوں یا خوفزدہ ہو جانے
والوں میں سے تو نہ تھا ——— میں منوہر ماما کو نذر نگاہ رکھتے ہوئے
لوکل کو نظر انداز نہیں کر سکتا تھا، چنانچہ میں تیزی سے پہاڑی کے
دامن کی طرف چل پڑا ——— جہاں ایک عجیب و غریب شکل کا غار مجھے نظر
آرہا تھا ———

عجیب و غریب میں اس لیے کہہ سکتا تھا کہ اس کا دہانہ شیر
کے منہ کی مانند تھا اور یوں لگتا تھا جیسے کسی چٹان کو تراش کر
اس میں یہ منہ تراشا گیا ہو اور یہ غار قدرتی نہ ہو ———

بہرحال بھی یہ دلچسپ جگہ میرے لیے پرکشش تھی چنانچہ
میں تیز رفتاری سے اس کی جانب بڑھنے لگا اور چند ساعت کے
بعد میں شیر کے منہ والے غار کے دہانے پر تھا ——— جیسا کہ لاؤ تاؤ
کے لوگوں نے بتایا تھا کہ کوہان کے نزدیک منحوس نام ہے اور خود
میں نے بھی عقیدے کا شہر دیکھا تھا لیکن جس نے میرے
سامنے یہ ذکر کیا تھا، وہ اب موجود نہیں تھا ——— لیکن اس بات
کی حقیقت کیا تھی؟ یہ تو مجھے اس دہانے کے اندر داخل ہو کر ہی
پتہ چل سکتا تھا ———

لیکن یہ پتھر کا شیر، یہ میری سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔ غار کے
کسی دہانے کو شیر کی شکل دے دینا بالکل بڑی بات تھی۔ اس دہانے بھی
معمولی نہیں تھا، ایک چھوٹے سے پہاڑ کو ہی یہ شکل دی گئی تھی۔
کیا یہ انسانی ہاتھوں کا کرشمہ ہے۔ یا پھر کسی کاش نے یہ عجیب
و غریب کارنامہ انجام دیا ہے ———

بہرحال میں اس کے قریب پہنچ گیا اور قریب پہنچ کر اسے غور
سے دیکھا ———

بلاشبہ یہ انسانی ہاتھوں کا کارنامہ تھا۔ لیکن خوف کا یہاں
کیا سوال پیدا ہوتا ہے ——— اس کے اندر کیا ہو گا مجھے اس سے کوئی غرض
نہیں تھی۔ ان لوگوں سے بد دل ہو گیا تھا اب دیکھنا یہ تھا کہ اندر
کیا ہے۔ چنانچہ میں اس عظیم الشان چٹان کے بالکل نزدیک پہنچ گیا
جس پر شیر کا سر تراشا ہوا تھا۔ اور اسی وقت مجھے ایک خوفناک غراہٹ
سنائی دی ——— یہ شیر کی غراہٹ تھی ——— اور میں نے چٹان پر بنے ہوئے
شیر کو بالکل اسی انداز میں دیکھا جیسے شیر گردن ہلا رہا ہو۔ اس کے ساتھ
ہی شیر کی آنکھوں کے گڑھے روشن ہو گئے تھے ———

پھر ایک کرخت اور کسی قدر مکروہ آواز سنائی دی ——— "وہیں
جگہ رک جاؤ ——— اس سے آگے بڑھنے کی کوشش موت ہے ———"
"خوب، تو تم بولتے بھی ہو ———" میں نے مسکرا کر کہا۔
"اور جو کچھ کہا گیا ہے، وہ درست بھی ہے۔"
"میں دیکھنا چاہتا ہوں ———" میں نے جواب دیا۔
"لیکن مرنے کے لیے تم نے اسی جگہ کا انتخاب کیوں کیا ہے؟"
"یہ تو اپنی اپنی پسند ہے۔" میں نے کہا اور آواز چند ساعت
کے لیے رک گئی ——— پھر دوبارہ سنائی دی۔
"کیا تم بدھ مذہب ہو؟"
"ہاں ——— ہوں۔"
"میری قوتوں کو آزمانا چاہتے ہو؟"
"یہی سمجھ لو۔"
"لیکن میرا خیال کچھ اور ہے۔"
"وہ بھی بتا دو۔"
"اپنی مذہبی رسومات کے تحت تم نے مرنے کا فیصلہ کیا ہے
اور چونکہ تم لوگ مرنے کے معاملے میں زیادہ سے زیادہ اذیت کے
طالب ہوتے ہو اس لیے تم نے اس جانب کا رخ کیا ہے؟"
"واہ، ارے پیارے پتھر! تم تو زندہ انسانوں سے زیادہ ذہین
معلوم ہوتے ہو۔ مگر تمہارے سر پر سینگ کیوں ابھرے ہوئے ہیں؟"
"کیا مطلب ———" آواز ابھری۔
"ہاں ——— اور وہ سینگ نظر آتے ہیں۔ کیسی انوکھی بات ہے کہ
تم نیچے سے شیر اور اوپر سے بکری ہو۔" میں نے مذاق اڑانے والے
انداز میں کہا۔ اور چند ساعت کے لیے پھر خاموشی طاری ہو گئی
"بہرحال میں اندر آکر ہی تم سے ملاقات کروں گا۔" میں پھر آگے بڑھا
"میں کہتا ہوں رک جاؤ ——— اندر داخل ہونے کا نتیجہ دیکھ
لو۔" آواز آئی اور دوسرے لمحے شیر کا جبڑا بند ہو گیا۔ اس کے نوکیلے
لمبے لمبے دانت ایک دوسرے میں پیوست ہو گئے تھے۔ اور یہ بڑا شیر
ان کے درمیان آنے والی کوئی بھی شے بچ نہیں سکتی تھی ———
دانت پھر کھل گئے ———

"اچھا کھیل ہے۔ لیکن میرے اندر داخل ہوتے وقت اگر تم
نے ایسی حرکت کی تو ہمیشہ کے لیے دانتوں سے محروم ہو جاؤ گے"
"یہ بات ہے تو پھر ٹھیک ہے آجاؤ ———" آواز میں غصہ تھا۔
لیکن جوں ہی میں دہانے کے قریب پہنچا، آگ کے شعلے وہاں سے
نکل پڑے ——— بڑی تیز آگ تھی جو میرے بدن کے گرد پھیل گئی۔ لیکن کیا
کو کیا معلوم تھا کہ اس آگ نے میرے لیے کیا فرحت فراہم کی تھی۔
میں شعلوں کے درمیان کھڑا تھا۔ اور پھر جب یہ شعلے بند ہو گئے
میں نے قہقہہ لگایا ——— اور پھر میں غار کے دہانے میں داخل ہو گیا۔
اوپر نیچے کی دانتوں کی شکل میں ترشی ہوئی چٹانیں تیزی سے حرکت
میں آئیں ——— اور میں نے ان کے درمیان ہاتھ پھنسا دیئے ——— میں نے
جو کیا تھا وہی کرنا چاہتا تھا اس لیے میں نے مضبوطی سے انہیں

پکڑ لیا اور یہ دونوں ہاتھوں کی قوت دو مختلف سمتوں میں صرف کرنے لگا۔ یوں لگا جیسے چٹان اپنی جگہ واپس جانا چاہتی ہو۔ لیکن میں بھلا کہاں چھوڑنے والا تھا۔

پھر وہ لرزنے لگے ہوئے... اور چٹانوں کے دو بڑے ٹکڑے ٹوٹ کر [illegible] جا گرے۔ اب شہر کے دانتوں میں ایک چوڑا خلا بن گیا تھا۔ میں اطمینان سے اندر داخل ہو گیا۔

غار کا جائزہ لے کر میں نے پسندیدہ انداز میں گردن ہلائی تھی۔ یہاں خاصی روشنی تھی جو دیواروں میں نصب بڑے بڑے ہیروں سے چھن رہی تھی۔ اندر کا ماحول بڑا صاف ستھرا تھا لیکن [illegible] سامنے والی دیوار کے دوسری طرف سے [illegible] انسانی ڈھانچے نکلنے لگے... ڈھانچے جن کے استخوانی ہاتھوں میں [illegible] ہوئے تھے اور وہ اس طرح پوزیشن لے رہے تھے، جیسے میرے اوپر حملہ آور ہونے والے ہوں... میں نے ان [illegible] ڈھانچوں کو دیکھا اور پھر زور سے آواز دی۔

"کوکلا! میں تمہارا مہمان ہوں، کیا تمہارے ہاں مہمانوں کا استقبال اسی طرح کیا جاتا ہے؟"

"مہمان [illegible] کے مہمان ہیں۔ زبردستی کے مہمانوں کو زبردستی سے ہی روکا جاتا ہے۔ تھوڑی سی زبردستی اور [illegible] اس کے بعد تمہارے بارے میں سوچوں گی..." ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ [illegible]

"لیکن اس کے بعد ہمارے تعلقات بہتر نہیں رہیں گے۔"

"اس کا فیصلہ بعد میں کریں گے۔ ابھی تو میرے پاس بے شمار [illegible] تمہیں ان سب سے محظوظ کروں گی۔ اور [illegible] تمہیں یہاں آنے کا لطف آ جائے گا۔"

"اگر یہ بات ہے تو ٹھیک ہے۔ میں تمہاری اس جنت کو [illegible] کر دوں گا۔" میں نے کہا اور خود ہی ڈھانچوں پر حملہ کر دیا۔ [illegible] سے میرے بدن پر پڑے۔ لیکن میں نے ان [illegible] کو پکڑ لیا اور پھر ان کی ہڈیاں ادھر ادھر بکھر گئیں۔ [illegible] ڈھانچے [illegible] پیچھے سے میرے اوپر برابر حملہ کر رہے تھے لیکن میں [illegible] اور ڈھانچے [illegible] وہ خاموشی سے [illegible] تھے۔ ذرا سی دیر میں ان کی تعداد بہت کم رہ گئی۔

"رک جاؤ..." نسوانی آواز نے حکم دیا اور ڈھانچے رک گئے۔ [illegible] "چلو تم سب اٹھ جاؤ..." [illegible] میرے سامنے تھا۔ بکھری ہوئی ہڈیاں [illegible] وہ تمام ڈھانچے کھڑے ہو گئے تھے اور [illegible]

بنا کر واپس غار میں جانے لگے۔ میں خاموشی سے ان کو دیکھ رہا تھا۔ پھر آخری ڈھانچہ بھی اندر چلا گیا۔ اور جب خاموشی طویل ہو گئی تو میں نے اسے مخاطب کیا۔

"کوکلا! دیر ہو گئی، میں تمہارے نئے کھیل کا انتظار کر رہا ہوں۔"

"[illegible] معلوم ہوتا ہے کافی ریاضت کی ہے۔ لیکن بڑی عجیب خرافات ہے۔ تم لاوا قبیلے کے لوگوں میں رہنے کی بجائے اس طرف کیوں آ گئے ہو؟" نسوانی آواز نے کہا۔

"یہ دوستانہ سوال ہے اور فی الحال ہماری دشمنی چل رہی ہے؟"

"تم کوئی دوستانہ احساس لے کر یہاں آئے ہو؟"

"ہاں... میں دشمنی لے کر نہیں آیا تھا۔"

"یہ ماننے کی بات ہے۔"

"کیوں؟"

"اس لئے کہ تم میں سے ہر ایک کوشش کر رہا ہے کہ کوکلا کو ختم کر دو۔ اسے فنا کر دو جو تمہارے مذہب کو نہیں مانتی۔"

"کتنے لوگوں نے یہاں کوشش کی ہے؟"

"ان میں سے کچھ کو تو تم دیکھ چکے ہو... ان کے علاوہ بھی بہت سے ہیں..."

"کیا مطلب...؟"

"یہ جن سے تم جنگ کر چکے ہو، یہ سب مہمان [illegible] تھے، اور کوکلا کو فنا کرنے آئے تھے۔ مگر میں نے ان سب کو زندہ رکھا ہے اور اب یہ میرے غلام ہیں۔"

"یہ سب انسان تھے؟" میں نے تعجب سے کہا۔

"ہاں... ان کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے۔ [illegible] یہ سب۔ مجھے ختم کرنے کا سودا ذہن میں لے کر آئے [illegible] اور اب یہ میری غلامی کرتے ہیں۔ ان کی خوبی یہ ہے کہ یہ کبھی بغاوت نہیں کرتے..." نسوانی آواز میں ہنسی [illegible]

"لیکن میرے خیال میں تمہارا علم مکمل نہیں ہے کوکلا۔" میں نے کہا۔

"اوہ کیوں؟" اس نے بھی دلچسپی سے پوچھا۔

"اس لئے کہ تم مجھے دیکھ نہیں سکتیں، صرف قیاس کر سکتی ہو۔"

"میں اب بھی نہیں سمجھی۔"

"میں [illegible] ہوں۔ اس لئے کہ تم مجھے غلام بنا سکتی ہو تو تمہارا علم [illegible] اور کامیاب ہو سکتا ہے۔ کیا ان ڈھانچوں کے علاوہ تمہارے پاس کچھ نہیں ہے؟"

"بہت کچھ ہے۔ اگر تم دیکھنے کے خواہش مند ہو تو میں تمہیں مایوس نہیں کروں گی۔ لیکن [illegible]"

"میرا اندازہ درست ہے کہ تم مجھے دیکھ نہیں سکتیں، صرف محسوس کر سکتی ہو۔"

"یہ بات نہیں ہے۔ [illegible] میں تمہیں تمہارے بارے میں بتاتی ہوں۔" اس نے کہا اور پھر میں نے دیکھا [illegible] چکر [illegible] تھی، [illegible] میرے اوپر پڑ رہی تھی۔ لیکن دوسری طرف خاموشی ہی رہی۔ پھر کافی دیر کے بعد اس کی آواز آئی۔

"صورت تو واقعی ان سے مختلف ہے۔ تم تو واقعی انوکھے ہو۔ لیکن پھر تم کون ہو؟"

"تم نے کہا تھا کہ تم ابھی میرے بارے میں بتاتی ہو۔"

"ہاں، لیکن تم نے خوب روپ بدلا ہے۔ تم نے اپنی ذات پر [illegible] خول چڑھا رکھے ہیں۔ ویسے میں تمہارے علم سے متاثر ہوئی ہوں۔ تم نے اپنے آپ کو جو بنا رکھا ہے وہ میری سمجھ میں بھی نہیں آیا۔"

"اور کبھی نہیں آئے گا کوکلا۔"

"لیکن تم ہو کہاں؟"

"تم سے بہت دور... اتنی دور کہ تم مجھ تک نہیں پہنچ سکتے۔ [illegible] لیکن [illegible] کیا تم [illegible] نہیں ہو...؟"

"ہرگز نہیں۔"

"تم [illegible] بدھ کو بھی نہیں مانتے؟"

"اس طرح نہیں جیسے اس کے پیرو مانتے ہیں۔ ان کی تعلیمات میں بہت سی اچھائیاں ہیں، میں انہیں تسلیم کرتا ہوں۔" میں نے جواب دیا۔ [illegible] کوکلا کی آواز ابھری۔ "[illegible] بدھ کے ماننے والا [illegible] بارے میں ایسے الفاظ ادا نہیں کر سکتا۔ اس سے یہ بات تسلیم کر لیتی ہوں کہ تم [illegible] نہیں ہو۔ پھر تمہاری شکل و صورت اور حلیہ بھی ویسا نہیں ہے۔ یہ تمہارا بدن پتھر کیوں ہے؟"

"اس [illegible] سے پوچھو جس نے مجھے جلانے کی کوشش کی تھی۔"

"کیا تم بہت بڑا علم رکھتے ہو؟"

"[illegible] باتوں کا جواب تمہیں کیوں دوں؟ [illegible] نہیں ہوں۔ اگر تم دوستی کا ہاتھ بڑھاتیں تو پھر ہمارے ایک دوسرے پر حقوق ہوتے۔"

"لیکن میں نے تمہارے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا۔ میں نے تمہیں قتل کرنے کی کوشش کی تھی۔ اگر تم غیر معمولی نہ ہوتے تو ختم ہو جاتے۔ ان حالات میں تمہاری قوت اور تمہاری عجیب حیثیت سے متاثر ہو کر اور یہ معلوم کرنے کے بعد کہ تم بدھ کے ماننے والے نہیں ہو... اگر میں تم سے دوستی کی خواہش ظاہر کروں تو... کیا تم اسے قبول کرو گے؟"

"ممکن ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"لیکن کیا اس دوستی میں خلوص ہوگا؟"

"یہ دوستی ہونے کے بعد پتہ چل سکتا ہے۔"

"اور اگر یہ پیشکش کر کے میں [illegible] کروں..."

"تب بھی میں اسے قبول کروں گا۔ اور اس کی وجہ ہے کوکلا، کہ میں خود بہت کچھ سمجھتا ہوں۔ اگر تمہارے ذہن میں خلوص نہیں بھی ہو تب بھی میری ذات کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔"

"خود پر اتنا مان رکھتے ہو؟"

"ہاں۔" میں نے جواب دیا۔

"اگر میں یہ مان توڑ دوں تو...؟"

"تو پھر میں تمہیں تسلیم کروں گا۔" میں نے جواب دیا۔

"اور میرے احکامات کی تعمیل کرو گے؟"

"ہاں۔"

"خواہ میں تمہیں بھی ڈھانچے میں تبدیل کر کے اپنا غلام بنا لوں؟"

"ہاں، مجھے منظور ہے۔" میں نے کہا اور کوکلا کسی سوچ میں ڈوب گئی۔ پھر آہستہ سے بولی۔

"تم اپنے وقت کے انوکھے انسان ہو... لیکن... میرا نام بھی کوکلا ہے۔ تو میرے پاس آ جاؤ۔ میں اپنے اور تمہارے راستے کے تمام پردے ہٹا رہی ہوں۔" اس نے کہا اور میرے سامنے غار کی وہ عظیم الشان دیوار ہٹ گئی جس میں سوراخ تھا اور جس سوراخ سے ڈھانچے اندر گئے تھے۔ لیکن دوسری طرف ایک سپاٹ جگہ کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ [illegible] یوں لگتا تھا جیسے اس سپاٹ چٹان کا اختتام کسی گہری کھائی میں ہوتا ہو۔

"چلے آؤ [illegible]" کوکلا کی آواز ابھری اور میں [illegible] لیکن [illegible] گہری کھائی ہو۔ اگر ایسا ہی ہو تو [illegible] لیکن اس سپاٹ جگہ کے اختتام پر [illegible]

[illegible]

اس سفر کو طویل کر رہی تھی تو اسے یہی ماننا پڑے گی کہ آخر وہ کب تک انتظار کرے گی۔

چاند آخری منازل طے کر رہا تھا اور میں سیڑھیاں اترتا جا رہا تھا۔ ذہن پر وحشت طاری تھی لیکن میں نے ایک لمحے کو بھی یہ احساس نہ ہونے دیا کہ میں تھک گیا ہوں یہاں تک کہ آسمان سفید ہونے لگا اور پھر جب سورج نے سر ابھارا تو ــــ میں آخری سیڑھی سے نیچے اتر رہا تھا۔ اس کے آگے ایک وسیع و عریض جنگل پھیلا ہوا تھا ــــ خوبصورت خوشنما جنگل یہاں درخت بکثرت تھے لیکن ایسے انوکھے درخت تو میں نے کبھی نہیں دیکھے تھے۔ پورے جنگل میں ایک خوشگوار مہک پھیلی ہوئی تھی ــــ

میں رک کر چاروں طرف دیکھنے لگا تب میری نگاہ کسی سفید شے پر پڑی۔ ایک عظیم الشان عمارت تھی۔ اتنا بڑا جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ وہ دیکھنے میں ایسی لگتی تھی جیسے بے شمار بڑے بڑے جانور بیٹھے ہوں لیکن ان کے اندر بھی اتنے بڑے نہیں تھے۔ بہر حال میں نے وہ فاصلہ بھی طے کیا اور اس کے قریب پہنچ گیا۔

لیکن وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ وہ اتنا بڑا نہیں کوئی عمارت ہے اس میں ہر طرف ایک دروازہ نظر آ رہا تھا۔ میں نے ایک گہری سانس لی اور دروازے کی سیڑھیاں طے کرتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ پر رونق فضا اندر کے مناظر بھی انوکھے تھے۔ اتنی حسین جگہ میں نے اس سے قبل نہیں دیکھی تھی۔ اندر خوبصورت روشنی تھی وہ قدرتی نہیں تھی۔ بس ایک عجیب سی خوشگوار روشنی جس کا کوئی نام نہیں دیا جا سکتا تھا۔ چاروں طرف چھوٹے چھوٹے گول حوض بھرے ہوئے تھے جن کے درمیان سنہری چبوترے تھے، آگ ہوئی تھی۔ قریب حوضوں میں بھی سفید پتھر لگے تھے۔ میں ان کے درمیان سے گزر کر اس بارہ دری کی طرف بڑھنے لگا جو رنگین دیواروں سے آراستہ تھی ــــ اور بارہ دری کے درمیان مجھے سنگ مرمر کے ایک تخت پر ایک حسین عورت نظر آئی جس نے بے حد خوشنما لیکن باریک لباس پہنا ہوا تھا۔ اس کے سر پر تاج بھی تھا جس میں رنگین پتھر جگمگ رہے تھے۔ بالکل جوان اور انتہائی پر کشش شخصیت کی مالک عورت تھی۔ اس کی آنکھیں بے حد حسین اور پر کشش تھیں۔ اور ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔ اس کے انداز میں شناسائی تھی ــــ

اور پھر مجھے دیکھ کر اس کی مسکراہٹ اور گہری ہو گئی۔ "آؤ۔ اجنبی نوجوان ــــ اس بارہ دری میں آ جاؤ ــــ"

"تمہاری آواز سے میں جان رہا ہوں کہ تم گوکلا ہو۔"

"ہاں تمہارا اندازہ درست ہے۔"

"میرا خیال ہے تم خود تھک گئیں، گوکلا۔"

"کس سلسلے میں؟"

"اس سے زیادہ تم اس سفر کو طویل نہیں کر سکتی تھیں کیونکہ پھر تمہیں بھی گھبراہٹ ہونے لگتی۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"منزل تلاش کرنے والے انوکھے انسان! پہلے تو اس طویل مسافت کو طے کرنے کے لئے میری داد تحسین قبول کر۔ میرا خیال تھا تو اپنا علم آزمائے گا اور یہ فاصلہ مختصر کرے گا۔"

"افسوس میرے پاس کوئی ایسا علم نہ تھا۔"

"خوب ــــ لیکن میں تیری اس جرأت پر نازاں ہوں کہ یہ فاصلے میں نے محض نہیں کئے تھے۔ تیرے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی گئی۔"

"لیکن زمین کی گہرائیوں میں تو وسعت کہاں سے آ گئی؟"

"اوہ ــــ تو نے زمین کی گہرائیوں کا تجزیہ کیا ہے ــــ یہ زمین کا آخری طبق ہے، جسے پاتال بھی کہتے ہیں اور تحت الثریٰ بھی۔ اور یقین کر تو نے ایک رات میں بے انتہا تیز رفتاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ سات طبق طے کئے ہیں۔"

"ان الفاظ میں فریب لگتا ہے۔" میں نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے دیکھنے کے بعد مجھے فریب کرنے کو جی نہیں چاہتا۔" اس نے جواب دیا۔

"تیرے آنے والا وقت تیرے خلوص کی نشاندہی کرے گا۔"

"یقیناً، بیٹھ جا ــــ میں تجھے کیا پیش کروں ــــ خلوص دل سے بتا دے کیا تھک گیا ہے، آرام کرنا چاہتا ہے، بھوکا ہے، کچھ کھانا چاہتا ہے۔ تو میرا مہمان ہے اور تو پہلا مہمان ہے جسے میں نے تحت الثریٰ میں بلایا ہے۔ جب تک مجھے مہمان کہوں گی دھوکہ دوں گی۔"

"نہیں گوکلا، نہ تھکا ہوا ہوں نہ بھوکا ہوں۔"

"پھر بھی کچھ تو کھا لے۔ میں تیرے لئے کچھ منگوا رہی ہوں۔" اس نے کہا اور دونوں ہاتھ اوپر اٹھا لئے۔ تب میں نے خوبصورت تھالیاں فضا میں اترتے دیکھیں، وہ ہمارے سامنے پہنچ گئیں۔ ان میں تازہ انگور، سیب، سنگترے اور دوسرے پھل سجے ہوئے تھے۔

"انہیں کھانے سے تجھے کوئی نقصان نہ ہوگا۔" اس نے کہا۔

"تیری باتوں سے حماقت کی بو آتی ہے گوکلا، بھلا میرے لئے وہ چیز کیا جو تیرے خیال میں مجھے نقصان دے سکے۔"

"اجنبی! حالات کس قدر بدل گئے ہیں، تیری یہی شخصیت مجھے پسند آئی ہے۔ پہلے تم نے ہمارا عشق ٹھکرایا نہیں کر رہی، نہ مجھ کو ڈر رہی۔ لیکن جس طرح تیرا اپنی دنیا ہے اسی طرح میری بھی ہے حق میں بھی ایک دوسرا نہیں۔ اس لئے میں سمجھی کہ تیرا اور اپنے درمیان اختلاف کر جائیں تو اس کی ایک ہی صورت ہے۔" میں نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا ــــ؟"

"تو مجھے اپنے بارے میں سب کچھ بتائے گی یہاں تک کہ مجھے اپنے علم سے بھی کار شناس کرائے گی؟"

"کیا تو بھی ایسا ہی کرے گا ــــ؟"

"ہاں ــــ لیکن اس وقت جب تجھے میرے اوپر مکمل اعتبار ہو جائے گا۔"

"انوکھا ہے، سچ انوکھا ہے۔" وہ مسکرا کر بولی پھر کہنے لگی۔ "اس پاتال کے ــــ اندر آنے کے بعد بھی کیا تو انسان اپنے اوپر قائم ہے ــــ اگر ہے تو کیوں ــــ کیا تو یہاں سے بآسانی واپس جا سکتا ہے ــــ" اس نے سوال کیا۔

"تو پھر پچھلی باتوں پر اتر آئی ہے گوکلا ــــ حالانکہ تو نے دیکھا کہ میں نے ابھی تک تیری کسی بڑی حیثیت کو تسلیم نہیں کیا اور اس میں سے واپس بھی جا سکتا ہوں اور ــــ اور بھی بہت کچھ کر سکتا ہوں۔"

"خام خیالی ہے ــــ بہر صورت جب ہم دوستی کی بات کرتے ہیں تو ان باتوں کی گنجائش کہاں رہ جاتی ہے۔"

"ہاں گنجائش تو نہیں رہ جاتی، لیکن کبھی اگر تیرے ذہن میں یہ احساس پیدا ہو کر میں کسی حربے میں ہوں تو یہ دوستی کو بالائے طاق رکھ کر اور مجھے کہہ دینا، میں جو کچھ کر سکتا ہوں کروں گا ــــ سوچ لوں گا۔"

گوکلا پیار بھرے انداز میں مجھے دیکھ کر مسکرا اٹھی، پھر اس نے میری اس بات کا جواب کوئی نہیں دیا ــــ پھر بولی۔

"ٹھیک ہے، تو مجھ سے ہر بات متفق ہے تو مجھے اپنے بارے میں تفصیلات بتاؤں گی۔ لیکن اس سے پہلے میں چاہتی ہوں کہ تو کچھ کھا پی لے ــــ"

"اگر ہم دوست ہیں تو گوکلا پھر اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔" میں نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔ میرا خیال ہے اس سے پہلے مجھے کچھ کرنا چاہئے تھا۔ جو کچھ تھا وہ بھی جانتی تھی۔ بہت ساری باتیں اس کے اندر میری کشش تھیں اور مجھے یقین تھا کہ وہ مجھ پر ایسی ہے۔

گوکلا مجھ سے جو کچھ کھلایا تھا میں نے بے رغبتی سے کھایا۔ گوکلا خود بھی میرا ساتھ دے رہی تھی۔ ہاں وہ جگہ جہاں ہم بیٹھے ہوئے تھے بے حد خوبصورت اور آرام دہ تھی۔

البتہ میں نے دیکھا کہ یہاں کسی اور انسان یا جانور کا وجود نہیں تھا۔ گوکلا کی آواز کو بھی کوئی نہیں جانتا تھا۔ کہانیاں سنانی والی تو تھی جس کے اس کو پاتال کو گوکلا کے علاوہ بھی یہاں زندگی کے کچھ آثار ہیں۔ جس عورت کو میں نے گہری نظروں سے دیکھا تھا جہاں تک کشش کا تعلق تھا تو یقیناً وہ سر کے بالوں سے پیروں تک ایک اچھی اور پر کشش عورت کہی جا سکتی تھی۔ البتہ اس

کے بارے میں جو روایات تھیں وہ عجیب و غریب تھیں۔

تھوڑی دیر تک ہم لوگ خاموشی سے مشغول رہے اور میں محسوس کر رہا تھا کہ گوکلا دل ہی دل میں مسکرا رہی تھی جس کا احساس اس کے چہرے پر پھیلے ہوئے انداز سے ہو رہا تھا کہ وہ خوش نہیں ہے۔ کئی بار اس نے اپنی جادو بھری نگاہوں سے مجھے دیکھا بھی تھا اور مجھے یوں محسوس ہوا تھا جیسے وہ میری ذات کو پڑھنا چاہتی ہو ــــ

میں نے یہ بات صرف محسوس کی تھی اس کے جواب میں نظر اٹھا کر اسے نہیں دیکھا تھا ــــ

ویسے بھی پروفیسر یہ حقیقت تھی کہ میرے نزدیک کسی عورت سے کوئی کشش نہیں رکھتی تھی ــــ کیونکہ عورتوں کے سلسلے میں تو ابھی تک متاثر ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ بڑی بڑی حسین عورتیں میری زندگی میں داخل ہو چکی تھیں ــــ گوکلا زیادہ عجیب اس سے زیادہ پر اسرار ہاں یہ دوسری بات ہے کہ میری کتنے دل اپنے اندر ایک الگ حیثیت اور الگ شخصیت رکھتی تھیں، اس کے علاوہ وہ وزن کے لحاظ سے بھی ان کے اندر کافی تبدیلیاں پیدا ہو جاتی تھیں ــــ اس طرح گوکلا بھی میرے لئے دلکش تھی اور کچھ عرصہ اس کا ساتھ مل جاتا تو کوئی بری بات بھی نہ تھی۔ البتہ میں اس سے اس قسم کا اظہار نہیں کرنا چاہتا تھا چنانچہ میں خاموش ہی رہا ــــ

پھر گوکلا نے پیار بھرے انداز میں کہا۔ "نوجوان اپنا نام نہیں بتاؤ گے؟"

"پورنا" ــــ میں نے جواب دیا اور میری نگاہوں میں شفاف تصور گزری کہ ایک لمحے کے لئے میرے چہرے پر ایک رنگ آیا لیکن اس طرح گوکلا نے بالکل محسوس نہ کر سکی۔ دوسرے لمحے میں پرسکون تھا۔

"پورنا، بہت خوب، یہ نام تمہیں پسند کیا جا سکتا ہے۔" وہ مسکراتی ہوئی بولی۔ "میرا نام تمہیں کہاں سے معلوم ہوا؟"

"بستی کے لوگوں سے۔" میں نے جواب دیا۔

"اوہ ــــ وہ مجھے کس انداز میں یاد کرتے ہیں؟"

"بہت ہی غلط انداز میں ــــ وہ تمہارا نام لینا پسند نہیں کرتے۔" میں نے جواب دیا ــــ

"ہاں وہ مجھے منحوس سمجھتے ہیں ــــ یہ بات مجھے معلوم ہے۔ اور یہ حقیقت بھی ہے کہ میں ان کے لئے بہت بڑی نحوست ہوں۔ دیکھو پورنا، یہ تو انسان کی اپنی مرضی اور فطرت کی بات ہے، میں ان کے درمیان گئی تھی اور میں نے ان کے ساتھ رہنا چاہا ــــ میرے دل میں خیال نہیں تھا کہ میں انہیں کوئی نقصان پہنچاؤں گی لیکن انہوں نے اپنا مذہب مجھ پر مسلط کرنے کی کوشش کی، انہیں میری وہ قوتیں پسند نہ آئیں جن سے میں ان پر فوقیت رکھتی تھی۔ انہوں نے کہا کہ میں یہ عورت کچھ پر دن جاؤں اب پورنا یہی تو ہے اگر تم بات

تو دو کسی طاقت کے مالک ہو تو تم کسی کے غلام کیوں ہو ——"

"میں اپنے طور پر آزاد رہنا چاہتا تھا لیکن ان لوگوں نے زبردستی مجھے اپنا دیوتا بناتے ہوئے ایک دائرے میں مقید کرنا چاہا اور میں نے اسے قبول نہ کیا۔ تب میں ان پہاڑوں میں آ بسا —— تم یقین کرو میں نے ان کی ذات کو نقصان پہنچانے کی کوئی کوشش نہیں کی ہے۔ میں نے کبھی ان کے خلاف کوئی ایسا کام نہیں کیا جو ان کے لئے باعث تکلیف ہو لیکن وہ خود اب مجھے نیست و نابود کرنا چاہتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ وہ مجھے نیست و نابود کر دیں گے تو انہیں بہت بڑا ثواب ملے گا۔ اب اگر ایسے لوگ میرے پاس آ کر مجھے برباد کرنے کی کوشش کریں تو پھر تم خود ہی بتاؤ کیا مجھے یہ حق نہیں ہے کہ میں انہیں نیست و نابود کر دوں —— سو میں نے ایسا ہی کیا —— وہ ڈھائی سو تھے جو میرے قتل کے لئے آئے تھے۔ یہ سب بڑے بڑے بہادر جنگجو تھے جو یہاں تک پہنچے اور میرا شکار بن گئے۔"

"ہوں۔ تو یہ سب خود تمہارے غاروں تک پہنچے تھے؟"

"ہاں پوری تیاری سے مجھ پر حملہ آور ہوئے تھے —— بڑی بڑی عجیب قوتیں لے کر مجھ پر حملہ کیا تھا —— میں مرنا نہیں چاہتی کہ کوئی مذہب کو دور کرنے کی کوشش کرتا ہے البتہ یہ دوسری بات ہے کہ کوئی جب کسی کو فنا کرنے کی کوشش کرتا ہے تو دوسرا بھی اپنا بچاؤ کرتا ہے۔ میں ان پر حاوی ہو گئی یہ دوسری بات ہے۔ میں نے خود کو کبھی دنیا سے الگ نہیں سمجھا میں تو صرف اپنے طور پر زندگی گزارنا چاہتی تھی۔ پھر ان لوگوں کو کیا تکلیف تھی کہ وہ مجھے ... کیا تم بھی ان کے مذہب سے تعلق نہیں رکھتے۔ کیا تم نے جو کچھ کہا ہے وہ حقیقت ہے ——"

"ہاں —— میں نے جواب دیا۔

"تو پھر تم یہ بتاؤ —— ان لوگوں نے تم پر اپنا مذہب مسلط کرنے کی کوشش کی ہو گی ——"

"نہیں مجھے اس بستی میں کچھ زیادہ وقت نہیں گزرا۔ ممکن تھا وہ اس قسم کی کوشش بھی کرتے لیکن ابھی تک ایسا نہیں کیا گیا ——"

"اوہ —— تو پھر تم کس حیثیت سے ان کے درمیان تھے؟"

"بس ایک مسافر کی حیثیت سے —— کیا تم نے انجھاکر وسا کا نام سنا ہے ——"

"انجھاکر وسا —— ہاں کیوں نہیں۔ وہ شخص مجھے یاد آ رہا ہے۔ ایک بوڑھا عابد جو خاص قوتوں کا مالک تھا اور بڑی حیثیت رکھتا تھا ان لوگوں کے درمیان —— لیکن اس نے تو مرن تیاگ لیا تھا۔ تم اس کے بارے میں کیا بتا رہے تھے ——"

"مرن تیاگ سے تمہاری کیا مراد ہے ——؟"

"ایک ایسی چلہ کشی جس میں موت قبول کر لی جاتی ہے اور زندگی سے ایک سمجھوتہ کر لیا جاتا ہے۔ یعنی زندگی کے کچھ سال وقت کو قرض دے دیے جاتے ہیں۔ لیکن وہ اس مذہب کی منطق تھی۔ اس کی یہ کوشش کامیاب ہوئی یا نہیں۔ مجھے اس بارے میں کچھ معلوم نہیں۔"

"انجھاکر وسا کی کوشش کامیاب ہو گئی تھی۔"

"تمہیں کیسے معلوم ——؟"

"جن غاروں میں اس نے چلہ کشی کی تھی میں انہی کی طرف جا نکلا اور پھر اسے اس کی بستی تک لانے والا میں ہی ہوں ——"

"اوہ، تب تو بستی والے تم سے بہت متاثر ہوئے ہوں گے۔"

"ہاں، لیکن وہ زندگی سے دور کے لوگ ہیں۔"

"بالکل درست کہا تم نے —— وہ دلچسپیوں سے منہ موڑ کر ... حالانکہ خود انسان اس دنیا میں ایک بچے کی مانند آتا ہے۔ بے شک اس پر اخلاقی ذمہ داریاں ضرور ڈالی جائیں لیکن اس حد تک نہیں کہ وہ مقید کر دیا جائے۔"

میں خاموشی سے گردن ہلاتا رہا۔ پھر گوکلا بولی۔ "تم ان غاروں کی طرف کیوں گئے تھے ——؟"

"تم سے ملاقات کرنے ——"

"کیوں؟"

"اس لئے کہ میں نے تمہارے بارے میں بہت سی داستانیں سنی تھیں۔ تم سے ملنے، تمہیں دیکھنے کا اشتیاق تھا۔"

"اوہ۔ ہاں تم جیسا انسان ایسا ہی ہو سکتا تھا۔ حالانکہ تم نے میری نفرت کے قصے وہاں سنے ہوں گے۔"

"ہاں۔ کچھ عجیب واقعات بھی دیکھے تھے۔"

"مثلاً؟" اس نے دلچسپی سے کہا اور میں نے مختصراً اسے واقعات بتا دیئے۔ وہ بدستور مسکرا رہی تھی اور جب میں خاموش ہو گیا تو وہ بولی۔ "در حقیقت انسان عقیدوں کا غلام ہے اور فطرت اس کی رہنمائی اس طرح کرتی ہے جس طرح وہ سوچتا ہے۔"

"میرا بھی یہی خیال تھا ——"

"لیکن اور تم کون ہو؟ اور ان علاقوں کی طرف کیسے نکلے، اس کے علاوہ تمہارا نام مقامی لوگوں کی مانند کیوں ہے؟ اور تمہارا تعلق اس علاقے سے نہیں ہے۔"

"یہ نام بھی گنجالی نے دیا ہے۔"

"وہی لڑکی جس کے بارے میں تم نے بتایا کہ اس نے خودکشی کر لی؟"

"ہاں۔"

"اس سے قبل تمہارا نام کیا تھا ——؟"

"یہ لمبی بات ہے گوکلا! جس کے بارے میں میں تمہیں بعد میں بتاؤں گا۔ اس وقت جب تم سے بہت سے سوالات ہو جائیں گے۔"

"اوہ کیوں؟"

"اس لئے کہ یہ بتانے کے لئے مجھے تمہیں بہت سی تفصیلات بتانی

پڑیں گی جس کے بعد تم میری حیثیت تسلیم کر لو گی اور میرے آگے ہتھیار ڈال دو گی ——"

"اوہ، اگر میں یہ کہوں کہ یہ ناممکن ہے؟" وہ دلکش مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔

"میں اسے ممکن بنا دوں گا۔ ایسی جلدی بھی کیا ہے؟" میں نے مسکراتے ہوئے کہا اور گوکلا ہنسنے لگی۔ پھر بولی۔

"ٹھیک ہے۔ آنے والا وقت ہم دونوں کے لئے دلچسپ تجربات لائے گا۔ اس لئے ہمیں انتظار کرنا چاہیے۔ رہ گیا سوال اس کا کہ یہ سلسلہ گفتگو کہاں سے شروع ——"

"بہت مختصراً تمہارے سوال کا جواب دوں گا۔ میں ایک آوارہ گرد ہوں، بے مقصد گھومتا پھرتا ہوں۔ مجھے دنیا دیکھنے اور اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کا بہت شوق ہے اور میں اسی شوق کی تکمیل کے لئے سرگرداں ہوں ——"

"اوہ۔ تو تم نے زمین کا بہت بڑا حصہ دیکھ لیا ہو گا؟"

"ہاں۔"

"تم نے بہت سے علم سیکھے ہوں گے اور یہ سوال بیکار ہے کیونکہ اس کا اندازہ تو میں کر چکی ہوں۔"

"کس طرح ——؟" میں نے سوال کیا۔

"تم آگ سے نہیں جلے۔ حالانکہ عام انسان ہوتے تو آگ تمہیں بھسم کر دیتی ——"

"اوہ۔ ہاں۔ میں نہیں جلا۔"

"اس کے علاوہ پتھر کی مضبوط چٹانیں تم نے توڑ دیں۔ کیا تم نے علم کی طاقت کے سوا کچھ اور بھی سیکھا ہے؟" گوکلا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں گوکلا۔ تم نے علم کا نہیں، میرے بدن کی طاقت دیکھی ہو۔"

"نہیں پتا —— کسی کے بدن میں اتنی طاقت نہیں ہوتی۔"

"اس کا فیصلہ بھی بعد میں ہو جائے گا۔"

"ہاں ضرور —— مگر جب تک تم باتیں نہیں بتاؤ گے، اپنا نام بھی بتا دو تاکہ میں تمہیں اس نام سے پکاروں۔"

"میرا کوئی نام نہیں ہے ——" میں نے جواب دیا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے ——" وہ تعجب سے بولی۔

"یہی بات ہے۔ لوگ مجھے اپنی پسند کے نام دیتے رہے ہیں۔ تم بھی مجھے جس نام سے پسند کرو پکار سکتی ہو۔"

"مگر ایسا کیوں ہے ——"

"اس سوال کو بعد کے جوابوں میں شامل کر دو ——" میں نے کہا۔ گوکلا مسکرا پڑی۔

"چلو ٹھیک ہے —— میرے بارے میں جاننا چاہو گے، اپنے بارے میں نہیں بتانا چاہتے۔ لیکن میرے بارے میں سن کے تم حیران رہ جاؤ گے۔"

"میں حیران رہ جانا چاہتا ہوں ——" میں نے کہا۔

"ہوں —— تو سنو —— میرا نام ہی گوکلا ہے۔ زمین کے بارے میں تمہاری معلومات کتنی ہیں، میں نہیں جانتی۔ لیکن چونکہ میں خصوصی دل سے تمہیں اپنے بارے میں بتا رہی ہوں اس لئے یہ بات بھی میں خود ہی بتائے دے رہی ہوں۔ زمین کی کئی دنیائیں مختلف درجے رکھتی ہیں۔ ان میں سے کچھ جیسی انسانوں سے آباد ہیں اور کچھ نہیں ہیں۔ یہ زمین کا ساتواں طبق ہے۔ اور اسے تمہاری زمین پر تحت الثریٰ کہا جاتا ہے جہاں تمہاری دنیا کے لوگوں کی پہنچ ناممکن ہے —— لیکن —— میں یہیں کی پیداوار ہوں۔"

"اس ساتویں طبق کی ——"

"ہاں ——" اس نے جواب دیا۔

"تو کیا یہاں باقاعدہ آبادی ہے ——"

"ہاں۔ اسی طرح جیسی تمہاری دنیا میں۔"

"لیکن ان اطراف میں تو کوئی نظر نہیں آیا۔ میں نے باہر جنگل دیکھے جن میں جانور بھی نہیں اور کوئی جاندار تو کیا نہیں ہے۔"

"اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں میری حکومت ہے اور میں اپنی دنیا کے لوگوں میں بھی ممتاز حیثیت رکھتی ہوں اور یہ علاقہ میں نے ترتیب دیا ہے —— میں نے یہاں سے تمام جانداروں کو نکال دیا ہے اور اب کوئی میری مرضی کے بغیر یہاں داخل نہیں ہو سکتا ——"

"بہت خوب۔ ویسے اس جگہ سے ہٹ کر آبادی موجود ہے؟"

"پوری کی پوری آبادی ——" وہ مسکراتی ہوئی بولی۔ "بالکل تمہاری دنیا کی مانند —— البتہ طرز زندگی ذرا مختلف ہے۔"

"وہ کس طرح ——"

"ان کے مکانات پتھر کے نہیں ہوتے، اس کے علاوہ وہ اتنے ترقی یافتہ نہیں ہیں جتنے اوپر کے لوگ۔ تم دیکھو گے۔"

"ضرور، گوکلا۔ تم نے یہ بتا کر میری دلچسپی بے پناہ بڑھا دی ہے۔ اگر تم سب کچھ درست کہہ رہی ہو تو میں زمین کا یہ طبق ضرور دیکھنا چاہوں گا۔ اور میں چاہتا ہوں کہ ہمارے درمیان صداقت کے پردے ہٹ جائیں۔ میں کسی بھی برے ارادے سے تمہارے پاس نہیں آیا۔ ان لوگوں نے مجھے ناپسند کیا تو میں وہاں سے بیزار ہو گیا۔ حالانکہ اگر میں چاہتا تو ان لوگوں کو شکست دے سکتا تھا ——"

"وہ کس طرح ——" گوکلا نے پوچھا۔

"اپنی طاقت سے —— تم نے چٹانوں کو توڑنے کی بات کی تھی۔ کیا تمہیں اپنے غلام یاد نہیں جن کی ہڈیاں بکھر گئی تھیں؟"

"ہاں۔ اور تمہارے پاس ان کے بیٹھنے ناکارہ تھے۔"

"تم نے دیکھا تھا ——"

"ہاں۔"

"لیکن کس طرح۔ تم تو یہاں نہیں۔"

"کیا تم نے اپنے علم کی چادر نہیں اوڑھ رکھی تھی، ویسی چادر جس نے تمہارے جسم کی حفاظت کی تھی۔" گوکلہ نے سوال کیا۔

"نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اس کا تجربہ بعد میں ہو جائے گا۔ خیر بہرحال میں نے اپنے علم سے سب کچھ دیکھا۔ یہ شفید عمل ایک دیکھنے جیسی ہیں۔ میں تمہاری دنیا بھی دیکھ سکتی ہوں اور میری آواز بھی تم تک پہنچ سکتی ہے۔"

"بہت خوب۔ میں تمہارے اس علم کی قدر کرتا ہوں۔" میں نے تاثر لیے میں کہا۔

"لیکن تم ابھی تک مجھے الجھا رہے ہو۔" اس نے کہا۔

"نہیں گوکلہ۔ پہلے میری چند باتوں کے جواب اور دے دو۔"

"چلو پوچھو۔"

"تم جادو جانتی ہو؟"

"ہاں۔ ہمارے ہاں زمین کے علم میں یہ عام ہے۔ میں نے ایک طویل عرصے میں یہ جادو سیکھا ہے اور اس میں مہارت حاصل کی ہے۔"

"تمہاری عمر کتنی ہے؟"

"تمہاری زمین کی کئی صدیوں کے برابر۔ تم میری عمر چار سو سال کہہ سکتے ہو۔"

"اور تمہاری طویل عمر بھی تمہارے علم کا ہی ایک حصہ ہے؟"

"نہیں۔"

"اوہ۔ تو پھر تم اتنے طویل عرصے سے زندہ کیسے ہو؟"

"زمین کے اس حصے میں عمریں طویل ہوتی ہیں۔ ہم تقریباً سو سال میں جوان ہوتے ہیں اور اس کے بعد پانچ چھ سو سال تک جوان رہتے ہیں۔ اس کے بعد بڑھاپا شروع ہوتا ہے۔ ہمارے ہاں طویل ترین عمر ہزار یا گیارہ سو سال تک ہوتی ہے۔"

"اوہ۔" میری آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ انوکھا انکشاف تھا۔ "کیا تمہاری اس زمین کے نیچے کچھ اور ہے؟"

"نہیں کیوں؟"

"بس سوچ رہا تھا ممکن ہے۔ وہاں کوئی بڑا اہم جوہر نکل گئے۔ مجھے اس سے مل کر خوشی ہوگی۔" میں نے مسکرا کر کہا۔

"میں تمہیں بھی"

"بھیجا دوں گا۔ بہرحال یہ بتاؤ تمہاری زمین کے لوگ آزادانہ ہماری دنیا تک پہنچ سکتے ہیں؟" میں نے سوال کیا۔

"ہرگز نہیں۔ کوئی بھی نہیں۔ یہ کوشش صرف میں نے کی اور میں اپنی دنیا میں ممتاز ہوں۔ میری دنیا کے صرف چند لوگوں کو معلوم ہے کہ میرا تعلق باہر کی دنیا سے بھی ہے اور وہ میری فطرت تسلیم کرتے ہیں۔" گوکلہ نے جواب دیا۔

"خوب۔ تو گویا تمہارا تعلق زمین سے بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ اپنی دنیا سے۔" میں نے سوال کیا۔

"ہاں۔ میں نے اس کے لئے کوشش کی ہے۔ میں تمہاری زمین پر پہنچی ہوں اور میں نے تمہارے لوگوں کے بارے میں بہت کچھ معلوم کیا ہے۔ میں نے اتنی معلومات کی ہیں کہ اب میں انہیں اس طرح جانتی ہوں جیسا کہ اپنی دنیا کو۔"

"ہاں۔ مجھے اس کا احساس ہے اور مجھے یہ بات باعث حیرت ہوئی ہے کہ تمہارا تعلق اس دنیا سے نہیں ہے۔"

"ہوتا اب مجھ سے ہی سب کچھ پوچھے جاؤ گے۔ یا تم بھی اپنے بارے میں بتاؤ گے۔"

"بات در اصل یہ ہے گوکلہ کہ میں اندازہ کر رہا تھا کہ میرے بارے میں تمہارے خیالات کیا ہیں۔ اب تمہاری شخصیت کے جو پہلو میرے سامنے آئے ہیں ان سے میں نے اندازہ لگایا ہے کہ بلاشبہ تم اپنی دنیا میں ایک اہم شخصیت ہو۔ ایک معتبر حیثیت کی مالک۔ اور اب اگر کوئی دوسرا تمہارا مقابل ہو تو اس سلسلے میں تمہیں کوئی اعتراض نہ ہوگا اور نہ ہی تم محسوس کرو گی۔ چنانچہ ان خیالات کے تحت میں اپنے بارے میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گا۔" میں نے کہا۔

"مجھے خوشی ہوگی۔ یا تمہاری دنیا کا مسئلہ تو دیکھ میں وہاں جا کر کوئی غریب تو قبول نہیں کر سکتی تھی۔ ہاں میری خواہش تھی کہ میں ان لوگوں میں رہ کر ان کے بارے میں زیادہ سے زیادہ جان لوں۔ ان کے ذریعہ دوسرے علاقوں کے بارے میں معلومات حاصل کروں اور خود دوسرے علاقوں میں جاؤں۔ لیکن وہ میرے مخالف بن گئے۔ میرے دشمن ہو گئے۔ ... ان کی پیدا کی ہوئی ہے۔ ... میرا کیا قصور تھا۔ کیا تم بتا سکتے ہو کہ ان کا رویہ درست تھا؟"

"ہاں مجھے اس کا اعتراف ہے۔ ان کا رویہ درست نہ تھا۔" میں نے کہا۔

"تم بھی میرے لئے کوئی اجنبی شخصیت نہ تھے ... اور دنیا کی ... تصور کرتی۔ ہاں میں چونکہ تمہیں ... تصور کرتی تھی اور جب تم نے اس کے خلاف کیا تو میں نے ... بار بار تب میں نے تم پر اپنی قوتوں کا اظہار کرنا چاہا اور اپنی قوتوں کا اظہار تم پر کیا۔ یہ دوسری بات ہے کہ میری قوتوں نے تم پر اثر نہیں کیا۔ یوں تم میری پسندیدہ شخصیت بن گئے۔ تم نے جس طرح ... لے کیا ہے پہچانا۔ یہ تمہارا ہی کام تھا۔ میں تو سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ کوئی شخص اس طرح پاتال میں آ سکتا ہے۔ لیکن میں اپنی آنکھوں سے تمہیں تمام مرحلے طے کرتے دیکھتی رہی۔ تم نے ... کا کوئی تمہارا اندازہ نہ تھا اور یہ بات میرے لئے تعجب خیز تھی ہوتا پھر جس طرح تم نے یہ طویل ترین سفر اتنے کم وقت میں اور

کے کچھ خیال نہیں تھا۔ تمہاری دنیا کے عام انسان یہ قوت نہیں رکھتے ہوتا۔ اور یہی بات میرے لئے حیرانی کا باعث بن گئی تھی۔"

"اس کی وجہ ہے گوکلہ۔"

"کیا۔"

"یہی کہ میں بھی اس دنیا کے عام انسانوں میں سے نہیں ہوں۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔" گوکلہ نے چونک کر مجھے دیکھا۔

"مطلب یہ ہے گوکلہ کہ اگر تم یقین کرو اور اگر یقین نہ کرو تو بھی تم اپنی قوتوں کو آزما دو۔ اور میرے بارے میں معلوم کر لو۔ پھر میرے بیان کی تصدیق کر لو۔ ... میری عمر کا اندازہ ہے۔ میں صدیوں سے زندہ ہوں۔ اتنے طویل عرصے سے زندہ ہوں کہ تم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتیں۔ میرا خیال ہے تمہاری دنیا میں آبادی کا وجود بھی نہیں تھا اس وقت جب میں پیدا ہوا تھا۔"

"کیا مطلب۔" گوکلہ حیرت زدہ لہجے میں بولی۔

"ہاں گوکلہ جو کچھ میں نے کہا وہ درست ہے۔ میں نے صدیاں دیکھی ہیں، ادوار سے گزرا ہوں۔ صدیوں نے مجھے دیکھا ہے۔ یہ چاند ستارے سورج، زمین و آسمان جانے کب سے میرے راز دار ہیں۔ اور میں دنیا کا سفر طے کرتا چلا آ رہا ہوں۔ میں نے صدیوں کا سفر طے کیا ہے۔ ان کے ادوار دیکھے ہیں گوکلہ اور صدیاں مجھے ... ہیں۔ چنانچہ ... یا دوسرے لوگ میری ذات کی ... طے کرتے رہے ... چلتے تھے۔ اور گوکلہ یہ کام تمہارے بس کا بھی نہیں۔ میں نے تم سے جو کچھ کہا ہے وہ حقیقت ہے۔ میں تمہارے علم کو وقت دے چکا ہوں کہ وہ میرے بیان کی تصدیق کرے، اور میرا سہارا لے کر ... فیصلہ کرے۔ اس لئے گوکلہ میں نے خود کو کوئی نام نہیں دیا کیونکہ کوئی نام دینے والا موجود نہیں تھا۔ جس نے جو چاہا کہا۔ اس لئے میں نے تمہیں بھی دعوت دی کہ تم اپنی پسند کا کوئی نام مجھے دے دو۔ میں نے صدیوں سے دیکھا ہے لوگ مجھے پسند کا نام دے دیتے ہیں۔ اس کائنات کے ہزاروں راز ... میں نے حل کئے ہیں۔ اس کے باوجود نام کے سلسلے میں لوگوں کا محتاج ہوتا ہوں۔ وہ مجھے جو چاہے نام دے دیتے ہیں۔ ستارے میرے دوست ہیں گوکلہ۔ آگ میری بہترین ساتھی ہے۔ ... مجھے کبھی نہیں جلاتی۔ پانی کی گہرائیاں مجھے بھی ... ہیں۔ برف کی سردی میرے جسم کو کبھی نقصان نہیں پہنچاتی اور تمہاری دنیا کے وہ تمام حربے جنہیں تم دوسرے انسانوں کو نقصان پہنچانے یا انہیں قتل کرنے میں استعمال کرتے ہو میرے ... اثر ہیں۔ کیونکہ صدیوں نے مجھے ایک ایسا ... کر دیا ہے جس پر کوئی ... نہیں ہے۔

اگر میں تم سے کہوں کہ میں صدیوں پر حاوی ہوں تو غلط نہ ہوگا اور میں تمہیں اس کا تجربہ کرنے کی دعوت بھی دوں گا۔ میرے پاس اس کے علاوہ اور کوئی علم نہیں ہے کہ صدیاں میری معاون ہیں اور میرے تجربات بہت کچھ سکھاتے ہیں۔ میں ابھی تک کچھ میرا علم ہے۔ تمہارا علم جسے تم جادو کہتے ہو وہ میں نہیں جانتا۔ وہ میرے لئے حیرت کن ہے اور میں اسے سیکھنے کا خواہشمند بھی ہوں کیونکہ میرے لئے یہ علوم کا ذخیرہ ہے۔ میں نے جو کچھ دیکھا اسے اپنے ذہن میں محفوظ کر لیا اور دنیا جو کچھ کرتی رہی ہے وہ بھی میرے ذہن میں محفوظ ہے۔ چنانچہ تمہاری زمین میرے لئے انوکھی اور اجنبی ہے۔ لیکن میں تم سے یقین سے کہہ رہا ہوں گوکلہ کہ مجھے کوئی زوال نہیں ہے۔"

"تم کہتی ہو کہ تمہاری زمین کے لوگ گیارہ صدیاں زندہ رہ سکتے ہیں۔ لیکن جہاں تک میرا سوال ہے میں تو صدیوں سے زندہ چلا آ رہا ہوں، نجانے میرا یہ سفر کب تک جاری رہے گا۔"

"یہ تھی میری داستان گوکلہ۔ اس میں اگر کوئی جھول پاؤ تو یہ صرف تمہارا کام ہو گا کہ تم اس کی تصدیق کرو۔ میں تمہیں ہر طرح کی آزادی دیتا ہوں۔ ہاں اگر میری بات تسلیم کر لو تو پھر ایک درخواست میں تم سے کروں گا۔" میں نے کہا اور گوکلہ کی طرف دیکھا۔

وہ پتھر کے بت کی طرح ساکت تھی۔ شاید اسے میری باتوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ بہرصورت وہ خاموش رہی۔ اور اس کی یہ خاموشی مجھے عجیب سی لگ رہی تھی۔ اس نے مجھ سے سوال نہ کیا اور کافی دیر تک وہ خاموش رہی۔

"تم شاید حیرت کا شکار ہو گئی ہو گوکلہ۔"

"ہاں۔" گوکلہ چونک پڑی۔ اس نے نیچے سے اوپر تک مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا جو کچھ تم نے کہا وہ حقیقت ہے۔ کیا تم مجھ سے کوئی خوبصورت اور گہرا جھوٹ تو نہیں بول رہے۔"

"نہیں گوکلہ۔ میں کہہ چکا ہوں کہ اب ہم جب خلوص کی باتیں کر رہے ہیں تو اس میں جھوٹ شامل نہیں ہونا چاہئے۔ میں تم سے جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ بالکل سچ ہے۔ اس میں جھوٹ کا کوئی پہلو نہیں۔"

"تب تم میرے لئے حیرت انگیز ہو چکے۔ حیرت انگیز صدیوں کے بیٹے۔" اس نے گہری سانس لے کر کہا۔ "میں تمہاری عزت بھی کرتی ہوں اور میں سوچ رہی ہوں کہ اب تک میں اپنے بارے میں جو غلط فہمیوں کا شکار رہی۔ لیکن تم سنو۔ میری بات سنو۔ میں نے تم پر یقین کیا ہے۔ لیکن مکمل طور پر نہیں کیونکہ ہر صورت میں بھی کمزوریوں کا شکار ہوں۔ میں تمہیں آزماؤں گی۔"

"ہاں میری طرف سے کھلی اجازت ہے۔ تمہیں اس سلسلے میں ہر قسم کی اجازت ہے۔ جس طرح تم چاہو میں حاضر ہوں۔"

"لیکن اس کے بعد ہماری پرخلوص دوستی کا آغاز ہونا چاہیے۔ اب تم
سے وہ سب کچھ سیکھوں گا۔ میں وہ سب کچھ دیکھوں گا جو میری پسند
اور میری طلب ہیں۔"
"یقیناً۔ تم نے جو کچھ بتایا ہے، اسی کی بنیاد پر میں زمین کے
باشندوں پر تمہیں ایک مہمان کی حیثیت سے خوش آمدید کہتی ہوں۔"
گوکلو نے کہا اور میں نے مسکرا کر گردن ہلا دی ـــــ
تھوڑی دیر تک ہم لوگ خاموش رہے۔ [illegible] پھر گوکلو اٹھ کھڑی
ہوئی ـــــ "تو پھر ـــــ اب ہم یہاں سے چلیں۔ یوں سمجھو یہاں
تھا جہاں میں نے تمہیں خوش آمدید کہنے کے لئے انتظام مناسب سمجھا
لیکن اس سے آگے میری رہائش ہے جہاں میں خود رہتی ہوں۔ تمہیں
یقیناً میری قیام گاہ پسند آئے گی۔"
"زمین کا یہ حصہ جس قدر خوشنما ہے، میرا خیال ہے زمین اس کی
عشر عشیر بھی نہیں ـــــ میں نے اس کا تھوڑا سا حصہ دیکھا ہے۔
لیکن یہاں جس قدر خوشگوار [illegible] کا احساس ہوتا ہے اس کا کوئی
اندازہ تو نہیں کیا جا سکتا۔ [illegible] وقت ہے ـــــ"
"یہاں وقت کا کوئی تعین نہیں ہے۔ [illegible]
وقت رہتا ہے۔ یہاں سورج نہیں چمکتا [illegible]
کیا ہے اس کو دیکھنے [illegible] یہاں بھی
اسی انداز سے ہوگی جس طرح تمہاری زمین پر [illegible]
تم یوں سمجھو کہ وقت یہاں ـــــ زمین کے اس حصے پر رات دیر تک
ہے۔ ان صدیوں کے گزرنے کا احساس ہی نہیں ہوتا۔ زمین سے پھوٹنے والی
کونپلیں [illegible] جب یہ پھول [illegible] ہو جاتی ہیں ـــــ اور پھر
درخت بن جاتی ہیں۔ اس کے بعد وہ [illegible] سوکھ جاتی ہیں۔ اس طرح ہم
صدیاں گزرنے کا اندازہ لگاتے ہیں۔ اب میں تمہاری زمین کے لوگوں
کی مانند صدیوں کا تعین کر سکتی ہوں۔ لیکن یہاں کے لوگ صدیوں
کو اس انداز سے نہیں جانتے ـــــ"
"اوہ ـــــ" میں نے متاثر انداز میں گردن ہلائی۔ "اس کا مطلب ہے
گوکلو تم یہاں بڑی [illegible] ہو گی؟"
"ہاں یہاں کے لوگ مجھے اس حیثیت سے مانتے ہیں ـــــ"
گوکلو نے جواب دیا ـــــ
"کیا تمہارے یہاں بھی حکومت کا تصور ہے۔ ذہانت اور طاقت
کی برتری تسلیم کی جاتی ہے ـــــ؟"
"ہاں، کیوں نہیں۔ فطرت کے اصول ہر جگہ یکساں ہیں۔ [illegible]
نے تمہاری زمین کے بے شمار اصول اپنے ہیں ان سے مختلف نہیں ہیں۔"
"یہاں حکومت ہے؟"
"ہاں۔"
"حکمران کون ہے ـــــ؟"

"پرستان پر اسرار قوتوں اور بے پناہ طاقت کا مالک۔"
[illegible] نہیں ہوتی ہیں۔ حکمرانی کی خواہش [illegible]
چپقلش۔"
"جنگیں بھی ہوتی ہیں ـــــ؟"
"ہاں اندرونی نہیں جس طرح تمہارے ہاں ہوتی ہیں۔ اس معاملے
میں ہمارے اصول [illegible] ہیں ـــــ"
"کیا مطلب ـــــ؟"
"میری دشمنی تم سے ہے۔ میں اس کا اعلان کروں گی اور تمہیں
اس سے آگاہ کروں گی کہ تمہارے مقابلے کے لئے اپنی قوت مجتمع کر لو
گی اور تم سے جنگ کروں گی۔ اس جنگ کے لئے پہلے ہی مجھے سوچنا سمجھنا ہو گا
کہ اگر میں محسوس کروں گی کہ تم کمزور ہو اور جنگ نہیں کر سکو
گی تو پھر اس جنگ کے لئے کسی اور کو نامزد کروں گی اور وہ میری جگہ
جنگ کرے گا لیکن میرے مقابل کو آزادی ہو گی کہ وہ [illegible]
[illegible] میں نے نامزد کیا ہے۔ اسی طرح اگر وہ خود کو [illegible]
شخص کے [illegible] پڑے تو اپنی طرف سے کسی دوسرے کو تیار کر سکتا ہے۔"
"اوہ ـ یہ تو اچھا اصول ہے۔"
"ہاں یہاں [illegible] انسانوں کے خون سے [illegible]
اور جو کچھ پایا [illegible] کر دیا ـــــ"
"اچھا اصول ہے۔" [illegible] میں نے کہا اور پھر ہم دونوں یہاں
سے اٹھ گئے۔ زمین کی [illegible] مجھے بہت پسند آئی [illegible]
اور میں [illegible] بے پناہ دلکشی محسوس کر رہا تھا۔ میں نے سوچا کہ اس [illegible]
[illegible] اور میری کتاب میں وہ بھی شامل ہو جائے گا
جو دنیا کی نگاہوں سے پوشیدہ ہے۔"
"لیکن تحت الثریٰ کے بارے میں تو بہت سی روایات ہیں ـــــ"
اچانک فرزانہ بول پڑی اور وہ چونک کر اسے دیکھنے لگا۔
"کیا ـــــ" اس نے سوال کیا۔
"معاف کرنا تمہارے تسلسل میں فرق پڑا۔ لیکن یہ موضوع بے
حد دلکش ہے۔" فرزانہ نے معذرت آمیز انداز میں کہا۔
"کوئی بات نہیں۔ پوچھو۔"
"تم نے اس دنیا کو دیکھا ہو گا ـــــ؟"
"ہاں کیوں نہیں۔"
"جیسا اس نے کہا تھا ویسا ہی پایا ـــــ؟"
"ہاں جیسا گوکلو نے مجھے بتایا تھا ویسا ہی پایا۔"
"مگر ہمارے ہاں تحت الثریٰ صرف ایک روایت ہے ـــــ"
"اس کی وجہ ہے۔"
"کیا وجہ ہے ـــــ؟"
"تمہاری دنیا کے لوگ وہاں تک نہیں پہنچ سکے۔ لیکن [illegible]

سے بھی [illegible] نہ کر سکے۔ اس لئے انہوں نے اس سے بہت سی روایات
منسوب کر لیں ـــــ"
"جیسے چشمۂ حیواں کا تصور ـــــ" فرزانہ بولی۔
"چشمۂ حیواں کا کیا تصور ہے پروفیسر؟" اس نے خاموش بیٹھے
ہوئے پروفیسر سے سوال کیا اور پروفیسر کسی خیال سے چونک پڑا۔
"تحت الثریٰ کو مختلف معنوں میں ادا کیا جاتا ہے۔ اس کے لئے
زمین کی گہرائیوں کی تحقیق نہیں کی گئی ہیں بلکہ ایک ایسی جگہ جہاں عام
انسانوں کے پہنچنے کا تصور نہیں کیا جا سکتا اور جو دنیا کی نگاہوں سے
پوشیدہ ہے۔"
"میں نے کہا نا پروفیسر ـــــ اس کی وجہ ہے۔"
"وجہ یہ کہ انسان اس جگہ تک نہیں پہنچ سکتا۔"
"ہاں یقیناً۔"
"لیکن ہماری تاریخ میں چند کردار ایسے بھی ہیں جو اس تک پہنچے۔"
"ممکن ہے۔ امکان تو نہیں ہے ـــــ کیا وہ کردار [illegible] خصوصیات
کے حامل تھے؟"
"ہاں۔"
"تب مانا جا سکتا ہے۔ چشمۂ حیواں کی بات رہ گئی۔"
"ہاں، اس سے ایک روایت منسوب ہے۔"
"کیا؟"
"یہ کہ اگر کوئی شخص اس چشمے سے پانی پی لے تو زندۂ جاوید
ہو جاتا ہے۔ تمہاری طرح کبھی نہیں مرتا۔"
"کیا کسی ایسے انسان کا وجود ہے؟"
"یقیناً ہو گا۔"
"تب تم سے بھی روایت کہہ سکتے ہو پروفیسر ـــــ میں نے یہاں
کوئی چشمہ یہاں نہیں دیکھا۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ ان کی طویل العمری کا راز
رہا ہو۔"
"کیا؟" فرزانہ نے گہری سانس لے کر پوچھا۔
"یہی کہ وہاں کا پانی ہی ایسا ہو جو انسان کو لمبی عمر بخش دیتا ہو۔"
"بہرحال ایسا کوئی مخصوص چشمہ نہیں تھا وہاں؟"
"میں نے نہیں دیکھا۔"
"خیر ـــــ تمہاری کہانی میں ہم نے درمیان میں دخل دیا ہے؟"
"نہیں ـــــ ایک دلچسپ بات مجھے معلوم ہوئی ہے میں اس کے
بارے میں بھی اور کچھ جاننا چاہتا ہوں۔" اس نے کہا۔
"وہ کیا؟"
"اس چشمے کو اور بھی کوئی نام دیا جاتا ہے؟"
"ہاں۔ مذاہب کے بیشتر صحیفوں میں اس کا تذکرہ موجود ہے۔
ہندو اسے امرت جل کہتے ہیں۔ مسلمان آب حیات ـــــ وغیرہ۔"

"بہرحال میں نے کوئی مخصوص چشمہ وہاں نہیں دیکھا پروفیسر۔
اور پھر ہم دونوں وہاں سے اٹھ گئے۔ گوکلو جو کچھ بتا رہی تھی وہ
بڑا تعجب خیز تھا۔ اور یہ حقیقت ہے پروفیسر کہ یہاں گزارنے کے باوجود
مجھے کوئی ایسا کردار نہیں ملا تھا جس پر حیرت نہ ہوتی۔ میں بہت [illegible] اس بات
پر کہ [illegible] سے نفرت کرتے تھے وہ اس کے مقابل آنے کی
کوشش کرتے تھے حالانکہ گوکلو کا جادو تو بہت بلند تھا اور ایسا انوکھا
تھا کہ مجھ جیسا انسان بھی اسے نہ سمجھ سکا۔ اس کے سامنے منوہر جیسی
جادوگرنیاں اور وہ بڑے بڑے مدبر کوئی حیثیت نہیں رکھتے تھے جنہوں
نے اپنی پوری زندگی علوم سیکھنے میں گزار دی تھی۔
بہرحال گوکلو مجھے اس انوکھی عمارت سے نکال لائی اور پھر
ہم وہاں سے مڑتے ہوئے ایک خوشنما باغ کی طرف چل پڑے جو دور سے
ہی نظر آ رہا تھا۔ [illegible] راستے دیکھے [illegible] جیسا سماں
انوکھی وادی تھی پروفیسر ـــــ آج بھی وہ میرے ذہن میں محفوظ ہے۔
تھوڑی دیر کے بعد ہم باغ میں داخل ہو گئے۔ اور پھر [illegible] میں نے
ایک اور عمارت دیکھی۔ یہ بھی سفید پتھروں کی عمارت تھی۔ لیکن اس کی
بناوٹ اوپر کی دنیا جیسی تھی اور اسے [illegible] کہا جا سکتا تھا۔
لیکن اس عمارت میں بھی کوئی دوسرا وجود نہیں نظر آیا۔ البتہ اندر
کا منظر اتنا حسین تھا کہ بیان سے باہر ہے۔ میں نے اس کے لئے
پسندیدگی کا اظہار کیا تھا۔
"ہاں یہ تمہاری دنیا کی عمارتوں کی مانند ہے۔" گوکلو نے کہا۔
اور پھر اس نے مجھے میری رہائش گاہ دکھائی۔ "میرا خیال ہے تم یہاں
خوش رہو گے۔"
"یقیناً۔ یہ دلکش جگہ ہے۔ لیکن گوکلو ـــــ تم نے یہاں کسی اور
کو نہیں رہنے دیا؟"
"جانوروں اور پرندوں کو بھی نہیں۔"
"کیوں؟"
"میں تمہیں بتا چکی ہوں کہ اس بستی میں جادو عام ہے۔ اسے
بھی ایک فن کی حیثیت سے سیکھا جاتا ہے۔ اس کے ذریعے بہت سے
کام ہوتے ہیں ـــــ لوگ ایک دوسرے کے علوم کی ٹوہ میں بھی رہتے
ہیں۔ اس لئے میں نے جانداروں کو یہاں سے دور رکھا ہے۔"
"لیکن پرندے اور دوسرے جانور ـــــ انہیں تم نے یہاں سے
کیوں ہٹا دیا؟"
"وہ بھی ان کے کام آ جاتے ہیں۔"
"اوہ ـــــ وہ کس طرح؟"
"میں تمہیں تجربہ کر کے دکھا دوں گی۔"
"تب پھر گوکلو میں تم سے درخواست کروں گا کہ قیام کے
بجائے تم متحرک رہو اور مجھے ان عجائبات کی سیر کراؤ۔"

"اگر ایک بات کہوں پورنا تو برا تو نہیں مانو گے؟"
"نہیں ۔۔۔ کہو۔"
"تم نے جو کچھ کہا ہے اسے کسی حد تک ثابت کر دکھاؤ کہ مجھے بھی یقین ہو کہ میرے مقابل ایک انوکھا انسان ہے۔"
"یقیناً۔ میں تیار ہوں۔" میں نے جواب دیا۔ "بولو کس انداز میں میرا امتحان لینا چاہتی ہو؟"
"تم نے کہا تھا کہ تم بے اعتبار ہو ... آگ تمہیں نہیں جلا سکتی اور ہتھیاروں کی دھار تمہارے جسم کی حفاظت سے قاصر ہے۔"
"ہاں میں نے درست کہا تھا۔"
"اگر تم جیسا کہہ رہے ہو ویسا ہی ہے تو برا نہیں مانو گے اور حقیقت یہ ہے کہ اگر میں تم سے کہوں کہ میں تمہارا امتحان لینا چاہتی ہوں؟"
"ضرور۔ میں ہر امتحان کے لیے تیار ہوں۔"
"اگر تمہیں میرے امتحان سے نقصان پہنچ گیا تو تم یہ تو نہیں سوچو گے کہ میں نے جان بوجھ کر تمہیں نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے؟"
"نہیں ہرگز نہیں۔"
"تب میرے ساتھ آؤ ۔۔۔" گوکل نے کہا اور وہاں سے چل کر باہر نکل آئی اب وہ اس عمارت کے پچھلے حصے کی جانب جا رہی تھی۔ اس نے ایک کمرے سے گزرتے ہوئے سیاہ رنگ کے پنچ اٹھائے اور محل میں اندر کے ایک طرف پہنچ گئی۔ تب وہ عمارت کے عقبی حصے میں ایک چھوٹے سے میدان میں پہنچ گئی۔ میں نے زمین دیکھی جو بھورے رنگ کی زمین تھی ہماری زمین کی مانند۔
تب گوکل نے وہ سیاہ پنچ زمین پر پھینک مارے اور میں نے ایک خوفناک منظر دیکھا۔
زمین کے ایک طویل حصے میں ایک خوفناک آگ بھڑک اٹھی تھی۔ دیکھتے ہی خوف آتا تھا۔ عام لوگ اگر اس آگ کو دیکھتے تو خوف سے بھاگ جاتے۔ ایسی ہی خوفناک اور جلا دینے والی آگ تھی جس میں ہر قسم کی تپش ضرورت سے زیادہ شامل تھی لیکن میرے چہرے پر کوئی خوف نہ پیدا ہوا اور میری آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک کی لہر تھی۔ میرے امتحان کے لیے جو راستہ اختیار کیا گیا تھا وہ میں خود پسند کرتا تھا۔ چنانچہ میں نے اس کی جانب مسکرا کر دیکھا اور گوکل حیرت بھری نظروں سے مجھے دیکھنے لگی ۔۔۔ میں دل ہی دل میں اس کی اس حرکت پر مسکرا رہا تھا۔
"یہ آگ ہے اور جو شے اس میں شدید آگ کی حدت میں ہو اس کی حالت کا اندازہ کیا جائے تو وہ اس پر پورا اترتی ہے۔ تو کیا میرے نوجوان ساتھی میرے مہمان! تم اس آگ میں داخل ہونا پسند کرو گے؟"
"میں نے کہا نا کہ جو کچھ میں کہہ چکا ہوں اس کا عملی ثبوت دینے کے لیے تیار ہوں۔" میں نے جواب دیا اور پھر اطمینان سے شعلوں کی سمت بڑھ گیا جو پوری آب و تاب سے بھڑک رہے تھے۔
گوکل سنسنی خیز نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھی ۔۔۔ اور پھر میں شعلوں میں داخل ہو گیا۔
اور پروفیسر! یہ بات شبہ سے بالاتر ہے کہ آگ زندگی ہی زندگی تھی ایسی آگ جس کی حدت بے پناہ تھی اور جو میرے جسم کو اس طرح چھو رہی تھی کہ اس سے پہلے آگ نے اس انداز میں میرے جسم کو نہیں چھوا تھا مجھے یوں لگا جیسے میرے سارے وجود میں زندگی دوڑ رہی ہو۔ یہ آگ تو میری زندگی کی ضامن تھی اور میں اس آگ میں خود کو گم کرنے لگا۔
مجھے احساس ہی نہ رہا تھا کہ میں کہاں ہوں کیا کر رہا ہوں اس آگ میں کیوں آیا ہوں بس ایک کیف و سرور کا سمندر تھا جو میری رگ و پے میں اترتا چلا جا رہا تھا۔
اور احمق گوکل نہیں سمجھی تھی کہ اس طرح تو اس نے میری زندگی کو جلا دی ہے ۔۔۔ اس طرح آگ نے میری روح کے لیے وہ غذا فراہم کی ہے جو شاید میری روح کی سب سے بڑی طلب ہے نجانے کیوں نجانے کیوں ۔۔۔ گوکل مجھے پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی نہیں سمجھ پا رہی تھی کہ یہ کیا ہو رہا ہے اس کے چہرے پر سخت تشویش اور پریشانی کے آثار تھے۔
تو نے یقیناً تشویش تھی۔ وہ آگ کے بالکل قریب آ کھڑی ہوئی تھی اور گردن اٹھا اٹھا کر مجھے دیکھ رہی تھی شاید آگ کی موٹی چادر میں سے میرا وجود بھی اسے نظر نہیں آ رہا تھا۔
درحقیقت میں عجیب و غریب کیفیت سے دو چار تھا۔
میرے قدم پیچھے ہونے لگے تو میں آگ سے باہر نکل آیا۔
گوکل خوشی بھری چیخ کے ساتھ ان آنکھوں سے مجھے تک رہی تھی جو ایسے موقع پر حیرت زدہ انسانوں کی ہوتی ہیں۔ میرا بدن پوری رات کے چاند کی مانند سنہرا ہو گیا تھا اور میرے بال اور چمک رہے تھے۔
وہ دوڑتی ہوئی میرے قریب پہنچ گئی۔
"آہ ۔۔۔ پورنا ۔۔۔ تم تو ۔۔۔ تم تو ۔۔۔ یہ تمہارا بدن ۔۔۔"
میرے سینے پر ہاتھ پھیرنے لگی۔ اس کی آنکھوں میں تحسین کے رنگ تھے۔
"لیکن آگ ۔۔۔ اوہ آگ کیسی پرکشش ہے۔ مگر تم پورنا ...
تب بھی ۔۔۔ آگ سے تمہارا کیا واسطہ ۔۔۔ آہ تم کتنے حسین ہو گئے ہو۔"
"کیا میں اپنے قول پر پورا اترا ہوں؟"
"ہاں مکمل طور پر ۔۔۔ اور پورنا ۔۔۔ یہ ممکن ہے بالکل ... بڑے سے بڑا جادوگر آگ میں جل کر راکھ ہو جاتا ہے۔ پھر تم ... ہو، ہم ایک راستے سے گزرے تھے ایک ... کے نیچے جہاں ایک سیاہ پتھر ستون کی مانند کھڑا تھا۔"
"میں نے غور نہیں کیا؟"
"تم اس کے نیچے سے گزرے تھے جبکہ میں اس سے بہت دور سے گزری تھی کہ اس کا سایہ بھی مجھ پر نہ پڑے؟"
"ہاں ۔۔۔ شاید۔"
"جانتے ہو وہ کیا مجسمہ ہے؟"
"نہیں۔" میں نے جواب دیا۔
"اس کے نیچے سے گزرنے والے کا سارا جادو سلب ہو جاتا ہے یہ میں نے ان دشمنوں کے لیے تعمیر کیا ہے جو محل میں مجھ سے برتر ہونا چاہتے ہیں۔" گوکل نے کہا۔
"اوہ! اس طرح تم نے میرا جادو سلب کرنے کی کوشش کی تھی؟" میں مسکرا دیا۔
"ہاں میں انکار نہیں کروں گی۔ اگر تم اپنے علم کے ذریعے آگ سے بچنے کی کوشش کرتے تو کامیاب نہ ہو سکتے اور جل کر راکھ ہو جاتے۔"
"گویا یہ تمہاری طرف سے میری زندگی اور موت کی کسوٹی تھی؟"
"ہاں پورنا ۔۔۔ میں سوچ رہی تھی اگر تم ایک عام جادوگر ہو تو بہرحال اس دنیا کے راز داروں سے باہر ہو جاؤ گے۔"
"تم بہت گہری ہو گوکل۔"
"لیکن پھر بھی میرے خیال میں کوئی حرج نہیں تھا۔ یہ تو ایک پرکھ تھی صرف ایک پرکھ ۔۔۔ جس پر تم پورے اترے۔"
"ٹھیک ہے گوکل ۔۔۔ اور میں نے اس بات کا برا بھی نہیں منایا بلکہ میں تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ تم نے جو کچھ دعوے کیے ہیں انہیں آزمانے کے لیے میری بے خیالی میں کوئی بھی کارروائی کر سکتی ہو۔" میں نے کہا اور گوکل پرخیال انداز میں مجھے دیکھتی رہی پھر اس نے ایک گہری سانس لے کر کہا۔
"تمہاری ایک بات کی تو تصدیق ہو گئی پورنا ۔۔۔ یعنی یہ کہ تم ایک انوکھے انسان ہو جو جادو کی قوت نہیں رکھتا بلکہ کچھ ایسی قوتیں رکھتا ہے جو میری سمجھ میں نہیں آتیں ۔۔۔ اور ان حالات میں تم میرے لیے بہت کارآمد ہو۔"
"میں نہیں سمجھا۔"
"ابھی تمہیں اس بارے میں نہیں سمجھاؤں گی۔ میں یہ چاہتی ہوں کہ تم جلد از جلد میرے سارے امتحان دے لو تاکہ اس کے بعد میں تمہارے ساتھ تمہاری اس دنیا کی سیر کر سکوں۔"
"اوہ یہ کام اتنا مشکل نہیں ہے۔ اور قریب اب تمہارا امتحان کوئی اور ... جہاں اتنا ... تم ہی تمہیں اپنی دنیا کی سیر کرا سکوں۔"
"شکریہ۔" میں نے گردن ہلائی اور پھر چونک کر بولا۔ "ایک بات بتاؤ گوکل؟"
"پوچھو ۔۔۔ جو دل چاہے پوچھو۔ میں تمہیں دیکھ دیکھ کر حیران ہو رہی ہوں۔" اس نے مسکرا کر گردن جھٹکتے ہوئے پوچھا۔
"تمہارے ہاں ۔۔۔ میرا مطلب ہے تمہارے یہاں کیفیت یہی ہے یعنی دن اور رات کا کوئی تصور نہیں ہے پھر تم آرام کے وقت کا تعین کس طرح کرتے ہو یا پھر تمہارے ہاں ابھی کوئی ایسا راز ہے کہ تم سوتے ہی نہیں ہو؟"
"نہیں یہ بات نہیں۔ البتہ سونے اور آرام کرنے کے لیے کسی وقت کا تعین نہیں ہے جب تھکن محسوس ہوئی آرام کرنے لیٹ گئے۔"
"اوہ یہ انوکھا مسئلہ ہے میرا خیال ہے ہماری دنیا کے رہنے والوں کے لیے یہ بات بڑی الجھن کا باعث ہوگی۔"
"یقیناً۔ لیکن یہاں کے لوگ اس کے عادی ہیں اور پھر تمہیں پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے تمہارا جب دل چاہے آرام کر لیا کرو۔"
"نہیں میں پریشان نہیں ہوں۔ بس ان معاملات کے بارے میں سوچ سوچ کر حیران ہوں۔"
"جس طرح میں تمہارے لیے؟"
"شاید۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "مرد اور عورت کے تعلقات کے بارے میں تم نے مجھے تفصیل نہیں بتائی۔"
"اوہ! ہاں یہ بات اہم ہے خاص طور سے تمہاری دنیا کے لیے ایک بات تو بتاؤ تمہیں صدیوں کے بیچ میں جیسا کہ تم نے بتایا اور جیسا حالات سے ظاہر ہے کہ تم اپنی دنیا کے عام انسانوں سے مختلف اور ایک عجیب انسان ہو۔ تو تمہارے اندر کوئی ایسی بات ہے جو عام انسانوں سے مختلف ہیں؟"
"میرا خیال ہے کوئی خاص فرق نہیں۔" میں نے جواب دیا۔
"فرق تو ہے۔ تم ان سے بڑے لگتے ہو۔ تمہارا بدن صدیوں کی دھوپ میں تپ کر ... ایسا لگتا ہے کہ اس پر کوئی شے اثر انداز نہیں ہوتی۔"
"ہاں یہ تبدیلی میرے اندر ہے۔" میں نے جواب دیا۔
"صدیوں میں کسی بھی دور میں تمہاری ضروریات کیا رہی ہیں؟"
"بالکل عام انسانوں کی مانند۔"
"کیا اس میں عورت بھی شامل ہے؟"
"یقیناً۔" میں نے جواب دیا۔
"کوئی عورت تمہارے قریب رہی ہو؟"
"ہاں ۔۔۔ بارہا۔" میں نے احتیاط سے کہا۔
"تب تمہاری اولاد بھی ہوگی؟"
"نہیں۔"
"کیوں؟" اس نے دلچسپ نگاہوں سے مجھے دیکھا اور پروفیسر کوئی عام عورت اس بے باکی سے یہ سوال نہیں کر سکتی تھی۔ لیکن یہ صدیوں پرانی عورت ۔۔۔ ظاہر ہے بڑے تجربات رکھتی تھی۔
"شاید میں عام انسانوں سے اس مسئلے پر جدا ہو جاتا ہوں۔ شاید میری اولاد میری ہی خصوصیات کی حامل ہوتی اس لیے قدرت نے

میرے اندر یہ تبدیلی کردی۔"

"یہ عجیب بات ہے اور اس طرح میری سمجھ میں نہیں آسکی۔ پہلے تم حسین عورتوں سے متاثر ہوتے تھے۔" "ہاں یہ تو بتاؤ پھر ان عورتوں کا کیا ہوا، انہوں نے کس طرح تمہارا ساتھ دیا؟"

"جب تک ان کی زندگی باقی رہی۔۔۔۔ پھر وہ بوڑھی ہو گئیں اور پھر مر گئیں۔"

"تم اسی طرح جوان رہتے ہو؟"

"ہاں۔ جب میں نے خود کو محسوس کیا، میں ایسا ہی مانند ہوں۔"

"تب تو تمہاری ساتھی بوڑھی عورتیں بڑی احساس کمتری کا شکار ہو جاتی ہوں گی؟"

"ہاں لیکن میں نے ان کی زندگی میں انہیں کسی بے اعتنائی کا احساس نہیں ہونے دیا اور انہیں مجھ سے کوئی شکایت نہیں ہوئی۔"

"ایسا کیوں ہوا ہوتا۔۔۔ لیکن مشہور تو تمہیں یہ ہے تم شیطانی نے دیا تھا؟"

"ہاں۔"

"لیکن چونکہ تمہارے وہ مرچکی ہے۔ اگر تمہیں پسند کا کوئی نام دے دوں تو؟"

"مجھے اعتراض نہیں ہوگا۔"

"تب میں تمہیں کاس کہوں گی۔"

"اس کے معنی مجھے بتاؤ؟"

"ناقابل تسخیر۔" اس نے جواب دیا اور مسکرانے لگی۔

"لیکن یہ عجیب بات نہیں ہے میں ناقابل تسخیر ہوں۔" میں نے بھی اسے دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب؟"

"تم نے سوال کیا تھا کہ میں نے ان عورتوں کا ساتھ کیوں دیا؟"

"ہاں۔"

"میں عورت سے متاثر ہو جاتا ہوں۔ ان سب نے بھی میرے ساتھ گزاری، چنانچہ ان کے بڑھاپے کا احترام میرا فرض تھا۔"

"یہ تمہاری اچھائی ہے۔ لیکن ان کے دل کی اور سخت کی الجھن ہوتی ہوگی، وہ تمہیں دیکھ کر خود احساس کمتری کا شکار ہو جاتی ہوں گی۔"

"ممکن ہے لیکن اب میرے سوال کا جواب دو۔"

"ہاں ضرور۔۔۔ تم نے کیا پوچھا تھا؟"

"تمہارے اس عورت، مرد کے بارے میں کیا ہیں؟"

"میرا خیال ہے کہ کائنات کا ہر ذرہ محبت کے جذبے سے آشنا ہے جہاں خود تولیدی کا وجود ہے وہاں پر دو مختلف ایک دوسرے سے متاثر ضرور ہیں۔ ہر جاندار خواہ وہ کسی شکل میں ہو انسان ہو یا حیوان صنف مخالف سے ضرور متاثر ہے بلکہ بعض جگہ تو پودے اور ایسی ہی دوسری چیزیں بھی اسی طرف مائل ہیں۔ چنانچہ ہم تو انسان ہیں اور دو جنسوں کا وجود یہاں بھی ہے۔"

"دو دوہ۔" میں نے سوال کیا۔

"واقعی یہ تمہاری دنیا سے مختلف ہے۔۔۔ البتہ تمہارا سوال مختلف ہے۔ یہاں کوئی پابندیاں نہیں ہیں جیسے یہاں نہیں۔ یہاں اپنی پسند اور خواہش ہر کیفیت پر فوقیت رکھتی ہے۔"

"اور تو گوکو۔۔۔ تمہاری پسند کا بھی کوئی مرد ضرور ہوگا؟" میں نے ایک دم سوال کر دیا۔ اور وہ کسی سوچ میں ڈوب گئی۔ پھر ایک دم مسکرا پڑی۔

"ہاں، میری پسند کا ایک مرد تھا لیکن میں اس کی سب سے بڑی دشمن ہوں۔"

"کیا مطلب؟"

"وہ کاشی۔۔۔ پہلے وہ کاشی تھا اب کچھ اور ہے۔ لیکن دراصل میں اسے کاشی ہی سمجھتی ہوں۔ اور چونکہ اب وہ کاشی نہیں ہے اس لئے میں اس کی دشمن ہوں۔ کاشی تو گوکو کے بچپن کا ساتھی تھا۔ اس کے ساتھ پروان چڑھا تھا۔ اس نے اس کے ساتھ زندگی گزارنے کا عہد کیا تھا لیکن چونکہ وہ حکمران کا بیٹا تھا اسے حکمران بننا تھا۔ اس نے علم سیکھے اور چونکہ وہ اس کی استطاعت رکھتا تھا اور غیر معمولی ذہانت کا مالک تھا۔ وہ عظیم بن گیا۔۔۔ اور عظیم بننے کے بعد گوکو اس کی نظروں میں کمتر ہو گئی۔ اس نے گوکو کو ٹھکرا دیا۔ پھر وہ حکمران بن گیا اور اس نے اپنے سے وعدے بھلا دیئے۔ اس نے اعلان کیا کہ وہ لوگوں کے رہنما کا ۔۔۔ معیاری ہوگی۔ قدرت تمہارے گا اور اولاد ۔۔۔ پیدا کرے گا۔"

"خوب۔۔۔ پھر کیا ہوا؟"

"لوگ اس سے نفرت کرنے لگے کیونکہ وہ مغرور ہو گیا تھا۔ گوکو نے اسے نیچا دکھانے کے خواب دیکھے اور ان خوابوں کی تکمیل میں مصروف ہو گئی۔ میرا علم تمہارے سامنے ہے۔ میں خود بھی کاس بن کر ۔۔۔ میں نے ایک علاقے میں اپنی حکومت قائم کر لی۔ لیکن میرے علم کی قوت اور ابھی میں کاشی سے مقابلے کے قابل نہیں ہوئی ہوں۔ لیکن جب قوتوں کو مجتمع کر کے اس کے سامنے جاؤں گی اور پھر اسے شکست دوں گی۔" گوکو نے کہا اور مجھے ہنسی آنے لگی۔

شاید اس مخلوق کی تقدیر یہی تھی کہ کچھ عجیب بن جائے ۔۔۔ کہیں سے گھوم کر آگئی ہے۔ یہ عظیم الشان جادوگری جب جہاں کے کیا بنا ہوا تھا خود بھی ایک احمقانہ چکر میں پھنسی ہوئی تھی۔ پھر وہی بات تھی پروفیسر۔۔۔ اگر اس کی تقدیر میں یہی تھا تو اس کو کیا کر سکتا تھا۔

"وہ طاقت حاصل کرنے کے بعد تم نے اسے دیکھا تھا گوکو؟"

"کیوں نہیں، جب وہ شہنشاہ بنا تھا تب بھی اسے معیار کیا دی تھی؟"

"پھر اس نے کیا رویہ اختیار کیا؟"

"اس وقت تو کچھ نہیں۔۔۔ لیکن شہنشاہ بننے کے کچھ عرصے بعد اس نے اعلان کیا کہ وہ اس سے شادی کرے گا جو اس کی مانند کاس ہو۔"

"پھر تم نے اس سے بات کی؟"

"ہاں، میں اس کے سامنے رو دی تھی، گڑگڑائی تھی۔"

"کیا جواب دیا اس نے؟"

"کہنے لگا کہ وہ ناقابل تسخیر ہے اور چاہتا ہے کہ اس کی محبوبہ بھی اس جیسی ہو جبکہ میں ایک عام شہزادی ہوں۔"

"کیا اسے تمہارے بارے میں معلوم ہے؟"

"کس سلسلے میں؟"

"یہی کہ جنگلوں میں اس نے اپنی اجارہ داری قائم کر لی ہے اور اب تم بھی کاس بن گئی ہو؟"

"اس قدر نہیں۔ ممکن ہے کسی نے اس تک شکایت پہنچا دی ہو لیکن ایسی باتوں کو وہ زیادہ اہمیت نہیں دیتا۔ یہ جانے اس کا اصول ہے کہ اگر کوئی اپنے علم میں کامل ہو جاتا ہے تو وہ اپنے علاقے میں برتری کا اعلان کر دیتا ہے اور پھر وہاں من مانی کرتا ہے۔ پھر اس علاقے کے دورے، عام لوگوں کے لئے ہلاکت کی بات ہوتی ہے اور وہ اسے نیچا دکھانے کے لئے کوشاں ہو جاتے ہیں اور اگر زیادہ ۔۔۔ ہو جاتے ہیں تو برتری کا اعلان کرنے والے کے علم کو توڑ کر اسے معلوم ہو جاتے ہیں۔ لیکن ان باتوں کی شہنشاہ کو پروا نہیں ہوتی کیونکہ وہ بہرحال سب پر قادر ہوتا ہے اور جب کوئی اس کے مقابل آتا ہے تو وہ اسے شکست دے دیتا ہے۔"

"ایسے واقعات بھی پیش آتے ہوں گے؟"

"کیوں نہیں۔ اس نے اپنی طاقت کا لوہا منوا لیا ہے اور اپنے مقابل کو زیر کر لیا ہے۔"

"کیا وہ صرف علم کی قوت سے برتر ہے؟"

"نہیں، جسمانی قوت میں بھی وہ عظیم ہے۔" گوکو نے جواب دیا اور میں اس جسمانی دنیا کے بارے میں سوچنے لگا۔ واقعی بڑی انوکھی تھی۔ بڑی دلچسپ اور منفرد۔۔۔ تھوڑی دیر تک سوچنے کے بعد میں نے کہا۔

"اگر چاہو تو مجھ سے ایک سودا کر سکتی ہو گوکو؟"

"سودا۔۔۔ کیسا سودا؟"

"میں ہر طرح تمہاری مدد کروں گا، تمہاری طرف سے میں کاشی سے جنگ کروں گا اور شاید اسے شکست دے سکوں ۔۔۔ اس کے بدلے میں تم مجھے اپنے علم سے آشنا کر دو گی۔"

"تم۔۔۔" گوکو کچھ سوچنے لگی پھر اس نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔ "تم جادو شعبدے کا تو نہیں لیکن اس کے علم کے سامنے تمہاری کچھ نہیں چلے گی۔۔۔ رہی میرے علوم کی بات۔۔۔ تو۔۔۔ کاس اعظم تمہیں ان کی حقیقت سے آشنا کر دوں گی۔ اگر تم چاہو تو انہیں حاصل کر لینا۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔"

"کوئی خاص مسئلہ ہوتا ہے انہیں حاصل کرنے کے لئے؟"

"ہاں بڑی سخت آزمائشوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ بڑا وقت درکار ہوتا ہے۔ میرا خیال ہے انہیں کامل بننے میں صدیاں لگ جائیں گی اور تمہیں احساس ہوگا کہ تم نے یہ دور ضائع کیا ہے جبکہ ہماری تو زندگی کا دارومدار اسی پر ہوتا ہے۔"

"ہوں۔" میں خیال میں ڈوب گیا۔

اور یہ حقیقت تھی پروفیسر۔۔۔ ظاہر ہے میں تمام وقت کسی ایسے علم کے حصول میں ضائع نہیں کر سکتا تھا۔۔۔ حالانکہ وقت کا مسئلہ کوئی ایسا نہ تھا۔ میرے پاس بہت وقت تھا۔

گوکو صدیوں کی بات کر رہی تھی میں اس وقت تک اس کے ساتھ اس علم کے حصول میں مصروف رہ سکتا تھا جب تک اس کی زندگی ہے اگر زندگی کتنی بھی طویل کیوں نہ ہو۔

لیکن پھر دوسری بات میرے ذہن میں آگئی تھی ۔۔۔ یہ تو بڑا مشکل ۔۔۔ زندگی کی شکست ۔۔۔ مجھے بالکل پسند نہیں تھی۔ بہرحال میں نے ۔۔۔ سوچا کہ میں معلوم کروں کہ اس علم کے حصول کا ذریعہ کیا ہے۔ ۔۔۔ کوئی ایسی جادوگری قائم کرنا چاہتا تھا جہاں میرا راج ہو۔ ۔۔۔ لیکن میں نے اس سلسلے میں کبھی کوئی کوشش نہیں کی۔ چنانچہ میں خاموش رہا اور پھر اس خاموشی کو گوکو نے ہی توڑا۔

"کیوں کاس کیا اب تم آرام کی ضرورت نہیں محسوس کر رہے؟"

"کیا مطلب؟"

"میرا مطلب ہے کافی وقت گزر چکا ہے اب تم کچھ دیر آرام کرو۔" گوکو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جیسی تمہاری مرضی گوکو۔۔۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ تمہارا وقت تم میرے ساتھ بسر کرو۔ ظاہر ہے تمہارے اپنے بھی کچھ مسائل ہوں گے۔" میں نے کہا اور گوکو مسکرانے لگی۔

"میرے مسائل کچھ بھی نہیں ہیں بس سادہ سی زندگی گزار رہی ہوں۔ جو کچھ میرا مقصد ہے ۔۔۔ ہوں لیکن مجھے ایک بات پر بڑی حیرت ہے کاس۔" گوکو نے عجیب سے لہجے میں کہا۔

"وہ کس بات پر؟"

"اس پر کہ اس کم تم جس انداز میں یہاں آئے ہو اور جس طرح میں نے تمہارے اوپر اعتماد کیا ہے یہ میری فطرت کے خلاف ہے۔ ہمیں ہر طرح ہوشیار رہنا ہوتا ہے ہمارے علم میں یہ بات بھی ہے کہ بہت ہی بری ہے۔"

"اور یہ میرا خیال ہے کہ تم ایک دلچسپ بات کہہ رہی ہو گوگو... تم نے بڑے اطمینان سے میرا اعتبار کر لیا ہے نا؟"

"ہاں کیوں؟"

"اور یہ اطمینان اپنا جواب نہیں رکھتا۔"

"کیا مطلب؟"

"اگر میں واقعی گوگو ہوتا اور تمہارے ان الفاظ کی بہت سے لوگ ... مجھے گرفتار کرا دیتا ... اور اس کے بعد اس پر تم اطمینان کر رہی ہو؟"

"اوہ" گوگو ہنس پڑی۔ "یہاں جو شخص کاس اور میں نے اطمینان کا اظہار کیا ہے ... اور جو شخص اب مجھ پر اعتماد ہو گیا ہے ورنہ جو کچھ میں نے تمہیں بتا دیا ہے اس کے بعد میرے پاس کچھ باقی نہیں رہ گیا ہے ... میرا خیال ہے کہ تم اگر مجھے نقصان پہنچانا چاہو تو کسی کو کچھ بتا نہیں سکتے ہو ... یہ دوسری بات ہے کہ تم اپنے بچاؤ کے لیے کچھ کر دو۔"

"گوگو ... یہ تصور ذہن سے نکال دو کہ میں تمہیں کوئی نقصان پہنچانا چاہتا ہوں۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ میری تم سے براہ راست کوئی دشمنی نہیں ہے ... کوئی بھی ایسا معاملہ نہیں ہے جو براہ راست میرے اور تمہارے درمیان ہو ... ہاں اگر تم اس کو تم یقین کرو کہ تم اپنی تمام قوتوں کے باوجود مجھ سے زیر ہو جاتی ہو۔"

"تم بہت بڑی بڑی باتیں کرتے ہو کاس! جو کچھ میں کہہ رہی ہوں مان لیتی ہوں کہ تم ایک ایسے انسان ہو جس کی عزت کی جا سکتی ہے اس کے علاوہ اس سے محبت بھی کی جا سکتی ہے۔" گوگو نے جواب دیا۔

"نہیں گوگو میں تمہیں ایک معمولی سی بات بتا دوں۔ وہ یہ کہ اگر میں تمہیں اپنے بازوؤں میں بھینچ کر اس شکنجے کے نیچے سے گزر جاؤں جس کے ہاتھ فضا میں بلند ہیں اور جس کے سامنے سے ابھی تم بچنے کی کوشش کر رہی ہو تو پھر بتاؤ تمہارے اندر کیا رہ جاتا ہے؟"

"اوہ" گوگو کی آنکھیں تعجب سے پھیل گئیں۔ "اوہ" اس نے ایک بار پھر اسی انداز میں کہا اور پھر کچھ سوچنے لگی۔

"بے شک میں نے جلد بازی میں حماقت کی ہے۔"

"لیکن تمہاری یہ حماقت تمہیں نقصان نہیں پہنچائے گی گوگو میں تم سے کہہ رہا ہوں کہ میں کبھی تمہیں نقصان پہنچانے کے بارے میں نہیں سوچوں گا۔ بھلا تم خود ہی بتاؤ کہ مجھے اس سے کیا ملے گا ... اس کے علاوہ میری دشمنی ہے تم سے اور میرا خیال ہے اب تک تمہارا جسم ... ہو چکا تھا ... میں اس قسم کا انسان ہوں۔"

گوگو نے کوئی جواب نہ دیا تھا اس کا چہرہ اداس سا ہو گیا تھا پھر اس نے گردن ہلائی اور کہنے لگی۔

"اٹھو کاس ... آرام کرو۔"

اور میں اس کے ساتھ آگے بڑھ گیا میری آرام گاہ بے حد دلکش تھی ہر قسم کی خوبصورت چیزوں سے آراستہ وہ تمام چیزیں جو آرام و آسائش کے لیے استعمال ہوتی ہیں ... میں نے انہیں بے حد پسند کیا تھا تب میں آرام کرنے کے لیے لیٹ گیا۔ گوگو دروازہ بند کر کے باہر نکل گئی تھی۔

نیند تو خیر کیسے آتی اس کے علاوہ دن اور رات کا تعین نہیں ہو سکتا تھا اور میں سونے کا عادی بھی نہیں تھا ... اور یہ ضروری نہیں تھا کہ میں سو ہی جاتا ... ہاں میں نے گوگو کی بتائی ہوئی ساری کہانی پر پوری طرح غور کیا ... غور کیا اور سوچتا رہا۔ پھر مجھے احساس ہوا کہ اس سلسلے میں ایک انتہائی دلچسپ جگہ آ پھنسا ہوں۔

گوگو نے اپنی بستی کے بارے میں جو کچھ مجھے بتایا تھا اس سے معلوم ہوتا تھا کہ واقعی یہ بستی دلچسپ ہو گی اور یہ بھی ممکن تھا کہ یہاں کچھ ایسی دلچسپیاں میری منتظر ہوں جو مجھے پسند آئیں۔

سو اگر اچھا وقت گزرتا تو میں زیادہ سے زیادہ وقت یہاں گزارنا پسند کروں گا اور اگر طبیعت پر کوفت سوار ہوئی تو پھر گوگو سے اجازت لے لوں گا ... ویسے یہ عورت جادوگرنی ضرور تھی اور بہت سی غلط باتیں اس کے اندر تھیں جیسا کہ پرانے جادوؤں نے مجھے بتایا تھا لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ ایک اچھی دوست اور اچھی ساتھی بھی ثابت ہو سکتی تھی بشرطیکہ اس کے ساتھ بھی اچھا سلوک کیا جاتا۔

دوسرا معاملہ کاشی کا تھا ... کاشی کے بارے میں گوگو نے مجھے جو کچھ بتایا تھا وہ بھی میرے لیے خاصا دلچسپ تھا۔ حالانکہ میں نہیں چاہتا تھا کہ اب کسی ایسے جھگڑے میں پڑوں جس میں خواہ مخواہ کسی سے مقابلہ کرنا پڑے ... ویسے کوئی بات ہو۔

لیکن گوگو کے لیے ... اگر گوگو نے چاہا تو کاشی سے بھی نمٹ لیا جائے گا۔ انہی خیالات میں آنکھوں میں غنودگی سی آگئی اور پھر میں سو گیا۔

پھر گوگو ہی نے جگایا تھا ... غالباً نہا کر آئی تھی اس کے بال بکھرے ہوئے تھے اور چہرہ حسین لگ رہا تھا ... ایک لمحے کے لیے دل چاہا کہ اسے خود سے لپٹا لوں ... لیکن دوسرے لمحے خیال آیا کہ وہ ایک محبت زدہ لڑکی ہے ممکن ہے وہ میری اس بات کو پسند نہ کرے چنانچہ میں نے اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر روک لیے گوگو خود بھی ایک قدم پیچھے ہٹ گئی تھی لیکن اس کی مسکراہٹ برقرار تھی ... قائم رہی تب اس نے شریلے لہجے میں کہا۔

"کاس ... جاگ گئے نہیں؟"

"میں جاگ گیا ہوں گوگو ... کیا بہت دیر سے سو رہا ہوں؟"

میں نے بیچارگی کے لہجے میں پوچھا۔

"ہاں ... تمہیں طویل وقت گزر چکا ہے کاس ... آؤ" وہ آہستہ سے بولی اور میں اٹھ گیا۔

وہ مسکراتی نگاہوں سے میری جانب دیکھ رہی تھی پھر اس کے ہونٹوں پر ایک شرارت آمیز مسکراہٹ پھیل گئی اور اس نے کہا "ٹھنڈے پانی سے غسل کر لو کاس ... میرا خیال ہے تمہارے ذہن اور جسم کی تمام کسل دور ہو جائے گی۔"

"چلو گوگو۔" میں نے بیچارگی کے لہجے میں کہا اور گوگو مجھے لے کر باہر نکل آئی۔

عمارت کے پچھلے حصے میں انتہائی خوبصورت تالاب بنا ہوا تھا جس کے گرد سنگ مرمر کی پریاں ایستادہ تھیں اور وہ اپنے ہاتھوں سے تالاب میں پانی پھینک رہی تھیں، بڑا خوبصورت منظر تھا، بڑی حسین نقش نگاری کی گئی تھی ... گوگو نے مجھے تالاب میں اتر جانے کے لیے کہا اور پھر بولی۔

"میں تمہارے لیے لباس لے کر آتی ہوں۔"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا ... درحقیقت بہت ہی ٹھنڈا پانی تھا بہت ہی سرد لیکن اس وقت جسم کو آرام بخش لگ رہا تھا میں دیر تک نہاتا رہا اور میرے رگ و پے میں سرور کی لہریں اترتی رہیں ... گوگو میرے لیے لباس لے آئی۔ جب وہ آئی تو میں پانی میں تھا اس نے مسکراتی نگاہوں سے مجھے دیکھا اور پھر واپس پلٹ گئی۔

جو لباس گوگو لائی تھی وہ میرے لیے اجنبی تھا لیکن پہننے کے بعد وہ مجھے بے حد آرام دہ محسوس ہوا تھا ... بہرحال اس قسم کی چیزیں میرے لیے کوئی حیثیت نہیں رکھتی تھیں، بارہا میں نے لباس بدلا اور مجھے کوئی احساس نہیں ہوا ... بدلتے ادوار کے ساتھ ہی اخلاق کا تعین بھی ہوتا تھا ... سرزمین کی رسم و اقدار اپنانا آتا ہے۔

لیکن گوگو ششدر رہ گئی تھی۔ وہ عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی پھر ایک گہری سانس لے کر بولی۔ "میں نے تم سے ابھی حسرت کیا ہے؟"

"کس بات کا گوگو؟"

"یہی کہ تم نے دوبارہ زندگی کی ... اب یہ ساری بات ... ایک بد نصیب گوگو پہلے ہی زندگی کی چوٹ کھا چکی ہے۔" اس نے گہری سانس لی۔

"میں اب بھی نہیں سمجھا گوگو؟"

"تم بے حد خوبصورت ہو ... اور اس لباس میں جو کچھ لگ رہے ہو میں الفاظ میں اس کا اظہار نہیں کر سکتی ... ایک بات اور کہوں کاس؟"

"کہو" میں نے گہری سانس لی۔

"جب تم نیند سے جاگے تھے تو میں تمہارے پاس موجود تھی تم نے بے اختیار مجھے اپنی بانہوں میں لینے کی کوشش کی تھی۔"

"ہاں گوگو ... اس وقت میرا ذہن نہیں جاگا تھا اور تم مجھے بہت خوبصورت لگ رہی تھیں، تمہارے گیلے بالوں نے تمہاری دلکشی بڑھا دی تھی۔"

"کاس اگر میں کسی کی محبت کا شکار نہ ہوتی تو تمہارے قدموں میں زندگی گزارنا فخر سمجھتی لیکن مجھے معاف کرو میں بچپن سے اس کی محبت کا شکار ہوں اور مرتے وقت تک رہوں گی۔ گو میں اس سے نفرت کرتی ہوں لیکن میں اپنی زندگی کسی اور کو نہیں دے سکتی۔ افسوس تمہاری گرم جوش نگاہوں کے جواب میں میرے پاس کچھ نہیں ہے۔"

"میں اس بات کا برا نہیں مانوں گا گوگو ... تم اپنے ذہن سے یہ خیال اور ان لمحات کو نکال دو میں تمہارے جذبات کا احترام کرتا ہوں ... لیکن کیا اس کے ساتھ ایک سوال بھی کر سکتا ہوں؟"

"ضرور، اب تم مجھ سے ہر بات پوچھ سکتے ہو ... اور سنو میں نے جو امتحان کی بات کی تھی اسے ابھی ذہن سے نکال دو۔"

"اوہ کیوں؟"

"اس لیے کہ اب مجھے تمہاری ذات پر مکمل اعتماد ہے ... میں آنکھیں بند کر کے کہتی ہوں کاس کہ اب میں تمہیں اپنے سب سے قریب سمجھتی ہوں، ممکن ہے یہ میری محبت ہی ہو۔"

"لیکن میں تمہارے بچپن کے جذبات کی حفاظت کروں گا۔"

"اگر تمہاری ذات کی بلندیاں مجھے بہکائیں تو مجھے سنبھال لینا کاس ... عورت کا بہلاوہ تمام کمزوریوں کا مجموعہ ہوتا ہے گوگو ... تم بے پناہ کشش رکھتے ہو۔"

"میں وعدہ کرتا ہوں گوگو۔"

"تم کوئی سوال کر رہے تھے؟"

"ہاں ... اگر تم نے کاشی کو شکست دے دی اور وہ تمہارے قدموں میں آ گرا تب کیا تم اسے سینے سے لگا لو گی؟"

میرے اس سوال پر وہ سر جھکا کر کچھ سوچنے لگی پھر بولی۔ "نہیں کاس اگر میری انا نے قبول نہیں کیا ... میں نے انتقام کا پل تعمیر کیا ہے اور اس پل کی تعمیر میں مجھے بڑی مشکلوں سے گزرنا پڑا ہے۔ میں اپنی محنت اکارت نہیں کروں گی۔"

"ٹھیک ہے اب کھانے کا بندوبست کرو۔ یہاں تو وقت کا تعین ہی نہیں ہوتا لیکن پیٹ ہر تعین کر لیتا ہے۔"

"چلو ٹھیک ہے ہم پیٹ ہی کو وقت کا تعین سمجھ لیتے ہیں۔" اس نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر میرے ساتھ روانہ ہو گئی۔ ہم عمارت کے ایک اور حصے میں پہنچ گئے۔ اور یہاں انواع و اقسام کے کھانے موجود تھے۔ گوگو نے مجھے اشارہ کیا اور تکلف کا سوال ہی نہیں تھا، میں

شروع ہو گیا۔
"وکاس!" کتنے بعد گوکو نے مجھے مخاطب کیا۔ "تم ہماری بستیاں دیکھنے کے خواہش مند ہو؟"
"مہاشے!" میں نے جواب دیا اور گوکو چند ساعت کی اجازت لے کر چلی گئی پھر وہ آئی تو اس کے جسم پر دوسرا لباس تھا۔
"آؤ" اس نے کہا اور میں بھی اس کے ساتھ باہر نکل آیا۔
پھر جب ہم دونوں اس عمارت کے بیرونی دروازے پر پہنچے تو میں نے یہاں دو سرے جانور دیکھے ۔۔۔ سفید رنگ کے وہ گھوڑے بے حد خوبصورت ساز و سامان سے آراستہ تھے۔
گوکو نے میری طرف دیکھا اور پھر اچھل کر گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ گوکو بھی دوسرے گھوڑے پر جا بیٹھی تھی اور پھر دونوں گھوڑے آگے بڑھ گئے ۔۔۔ میں نے ان کے بارے میں گوکو سے کوئی سوال نہیں کیا اور ہم ایک انجانے راستے پر دوڑنے لگے۔ راستہ میرے لئے اجنبی تھا ظاہر ہے گوکو ان راستوں کو اچھی طرح جانتی ہو گی۔
لیکن میں اس حسین علاقے کی خوبصورتی میں کھو گیا میں نے زمین کے بے شمار روپ دیکھے تھے لیکن یہ گہرائیاں ۔۔۔ یہ گھاٹیاں اس قدر دلکش تھیں کہ نگاہیں خیرہ ہوئی جاتی تھیں۔ یہاں اجنبی رنگ بکھرے ہوئے تھے گھاس کا رنگ کہیں سرخ تھا اور کہیں سنہری۔ ایسے ہی رنگ رنگ کے درخت تھے ہر چیز عجیب تر تھی اور سارا ماحول طلسمی معلوم ہوتا تھا۔
پھر ایک منزل کو گزر کر نکلنے کے بعد گوکو نے کہا۔ "اب میری زمین ختم ہو چکی ہے۔"
"وہ کس سلسلے میں۔ کیا حسین علاقے میں تم نے پابندی لگا رکھی ہے؟"
"ہاں۔"
"گوکو! مقامی لوگ تمہیں پہچانتے ہیں؟"
"نہیں ہے ۔۔۔ مجھے بہت کم لوگوں نے دیکھا ہے۔"
"کیوں؟"
"ظاہر ہے میری زندگی کا ایک مشن تھا اور میں اپنے مشن کی تکمیل میں مصروف تھی اور لوگوں میں نہیں رہ سکی۔"
"اوہ یہ بات ہے" میں نے کہا۔ راستے میں میں نے عجیب سے جانوروں کی ایک قطار دیکھی۔ ان کے صرف دو پاؤں تھے کھال چیتے کی کھال کی مانند تھی جس پر سفید اور نیلے نقش تھے۔ اپنے دو پاؤں پر وہ تیزی سے پھدکتے ہوئے جا رہے تھے جبکہ ان کی جسامت کافی تھی۔
"یہ کون سے جانور ہیں گوکو؟"
"یہ ۔۔۔ یہاں ان کا شکار کیا جاتا ہے اور ان کا گوشت بہت لذیذ ہوتا ہے لیکن انہیں شکار کرنا آسان نہیں ہے۔"
"کیوں؟"
"یہ بہت دور سے جا رہے ہیں۔ کسی خطرے کا احساس ہونے کے بعد یہ جس رفتار سے دوڑتے ہیں ہم اس کا تعین بھی نہیں کر سکتے۔"
"اوہ! کیا وہ بہت تیز دوڑتے ہیں؟"
"ہاں۔ گھوڑوں سے دس گنا زیادہ تیز۔"
"صرف دو پاؤں سے؟" میں نے پوچھا۔
"ہاں۔ ان دو پاؤں میں انہیں بڑی قوت حاصل ہے۔" گوکو نے جواب دیا۔
"پھر ان کا شکار کیسے کیا جاتا ہے؟"
"شکار ۔۔۔" اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اور پھر اس نے جانوروں کی اس قطار کی جانب دیکھا ایک جانور کا انتخاب کیا اور پھر اس کی جانب انگلی اٹھا دی۔ جانور وہیں سے منہ کے بل گرا تھا پھر وہ اٹھ نہ سکا۔
میں نے تعجب سے گوکو کی طرف دیکھا لیکن دوسرے لمحے میرا تعجب رفع ہو گیا تھا کیونکہ میں جانتا تھا کہ وہ یہ کام کر سکتی ہے۔
"کیا یہ مر گیا؟" میں نے پوچھا۔
"نہیں زندہ ہے بس چل پھر نہیں سکتا۔"
جانوروں کی قطار برق رفتاری سے آگے بڑھ گئی تھی تب میں نے گوکو کی جانب دیکھا اور کہا۔
"گوکو! اسے کھڑا کر دو۔"
"کیوں؟ یہ بھاگ جائے گا۔" گوکو نے کہا۔
"ظاہر ہے اس وقت ہم اس کا کریں گے بھی کیا؟ میں نے کہا اس وقت شکار کی ضرورت نہیں ہے لیکن اگر تم کہو تو میں بھی اسے شکار کر سکتا ہوں۔"
میں نے کہا اور گوکو حیرانی اور تعجب سے مجھے دیکھنے لگی پھر بولی۔
"لیکن کیسے ۔۔۔ اپنے علم کے زور سے؟" گوکو نے پوچھا۔
"ہاں علم کے زور سے۔"
"اوہ تب تو میں ضرور دیکھوں گی۔" اس نے کہا اور میں اپنے گھوڑے سے نیچے اتر گیا۔
میں نے ایک پتھر اٹھایا تھا اور میرا علم آزمائی کا تھا ویسے کارنامہ میں گوکو کے سامنے کر دکھانا چاہتا تھا۔
گوکو نے اپنی اٹھی ہوئی انگلی نیچے گرا دی اور جانور برق رفتاری سے اٹھا۔ بلاشبہ وہ اتنی تیزی سے اٹھا کہ جانور دیکھتے ہی دیکھتے بہت دور نکل گیا۔ تب میں نے ہاتھ میں پکڑا ہوا پتھر پوری قوت سے اس کی جانب پھینک دیا۔
بلاشبہ اگر پتھر اسے نہ لگتا تو مجھے شرمندگی ہوتی۔

۔۔۔ اضافی جا سکتی تھی لیکن پتھر اس قوت سے اس رفتار سے ۔۔۔ اس جانور سے پتھر کو پھینکا تھا وہ جانور کی دونوں ٹانگوں میں جا لگا ۔۔۔ گوکو نے تعجب سے اس پتھر کو دیکھا تھا۔ اور پھر ہم برق رفتاری سے اس جانور کی طرف دوڑنے لگے۔ دور ہی سے ہم نے اس جانور کو گرتے دیکھا تھا گوکو اور میں اس کے سامنے پہنچ گئے تھے جانور کی دونوں ٹانگیں ٹوٹ گئی تھیں ۔۔۔ تب گوکو نے بغور جانور کی طرف دیکھا اور گہری گہری سانسیں لینے لگی پھر میری جانب رخ کر کے بولی۔
"تم بے شک عظیم ہو وکاس!" اس نے پیار بھرے لہجے میں کہا اور پھر جانور کو اٹھا کر گھوڑے پر رکھوا لیا تب وہ دوبارہ بولی "یہ ہمارا شکار ہے۔ لیکن تم نے وہ بات برقرار رکھی ہے کہ تمہارا علم ہماری قوت ہے اور سارا شہر میں نے اس بات کو دل سے تسلیم کر لیا ہے۔" گوکو نے کہا۔
عجائبات کی اس سرزمین پر گھوڑے دوڑتے رہے کافی وقت گزر گیا پھر میں نے سوچا تھا کہ دن گوکو ان ساحل ۔۔۔ پر ۔۔۔ گوکو نے اپنے گھوڑے کی رفتار سست کر دی۔
"کیوں گوکو؟"
"کیا تم بھوک نہیں محسوس کر رہے ہو؟"
"ہاں میرا خیال ہے ہمیں کافی وقت گزر چکا ہے۔"
"بہت کافی۔"
"ٹھیک ہے شکار ہمارے پاس موجود ہے" میں نے کہا اور ہم گھوڑوں سے اتر پڑے۔ گوکو گہری گہری سانسیں لینے لگی پھر مسکراتے ہوئے کہا۔
"وکاس!"
"ہوں" میں نے اسے دیکھا۔
"تم ایک بات کا یقین کرو وکاس ۔۔۔ میرے دل میں تمہارے لئے وہ جذبہ پیدا نہیں ہو سکتا جو ایک عورت اور مرد کا جذبہ کہا جا سکتا ہے لیکن اس کے باوجود میں تمہیں چاہتی ہوں۔ مجھے احساس ہو رہا ہے کہ تم میری زندگی کا جزو بنتے جا رہے ہو۔"
"میں اس احساس کو فروغ نہیں دینا چاہتا گوکو۔"
"کیوں؟"
"اس لئے کہ میں غور سے دل سے تمہیں اپنا شکتی کی مانند سمجھتا ہوں۔"
میں نے کہا اور گوکو نے گردن جھکا دی۔
"تم میرے بارے میں اس کا تذکرہ نہ کرو۔"
"پھر میں کیا کر سکتی ہوں؟"
"۔۔۔ گوکو جا چکا ہوں وکاس ۔۔۔ اور اب الجھن میں پڑتی جا رہی ہو۔"
"کیسی الجھن؟ بولو۔"
"تمہارے ساتھ گزرنے والے لمحات میرے لئے بہت دلکش ہیں مجھے زندگی سے ایک دلچسپی کا احساس ہونے لگا ہے۔"
"میں تمہیں اس کا مشورہ نہیں دوں گا۔"
"گوکو! اس سفر کے دوران واقعی میں تم سے محبت کرنے لگی ہوں ۔۔۔"
"تب گوکو بڑی سنجیدگی سے ایک بات کہوں گا۔"
"کیا؟"
"میں محبت کے معاملے میں بہت سادہ ہوں۔ مجھے پیار دور سے پسند نہیں ہے۔ مگر وقتی جذبے کے تحت مجھے چاہو گی اور میں اس چاہت کو قبول نہیں کروں گا۔"
"تمہارے جیسے مرد کے لئے یہی مجبوری بھی ہے۔ اس سے تمہاری شہزادگی میں اضافہ ہوتا ہے" گوکو پیار بھری نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی۔ "اور میں بھی سوچ رہا ہوں کہ اگر ایسا ہو گیا تو ۔۔۔ تمہاری پوری زندگی کی تمنا اکارت جائے گی۔"
"وہ کس طرح؟"
"تمہارے مشن میں تمہیں کیا پڑی ہے کاری اپنا شکتی سے مکمل ہونا ہے۔ میرا یہ قدم میری محبت کی توہین کا انتقام ہے ۔۔۔ اگر ایسا ہے تو مجھ کو تم توہین کیسی؟"
"زندگی کا مشن ضرور پورا ہونا چاہئے گوکو۔"
"میں سوچتی ہوں ۔۔۔ اچھا اب اس شکار کے بارے میں کیا خیال ہے؟"
"کیا تم لوگ گوشت بھون کر کھاتے ہو؟"
"ہاں۔"
"تب پھر میں تمہارے لئے گوشت تیار کرتا ہوں۔"
"چلو تکلیف کرو ۔۔۔ لیکن تم آگ کیسے جلاؤ گے؟"
"تم جیسے جادوگر بھی ہو" میں نے سوال کیا اور گوکو مسکرانے لگی۔
پھر اس نے ایک طرف دیکھا۔
سرخ گھاس اس جگہ پر اس کا ڈھیر ایک طرف پڑا ہوا تھا اس نے ہاتھ کی مٹھی بند کی اور گھاس کی طرف رخ کر کے مٹھی کھول دی۔ دوسرے لمحے گھاس میں شعلے بھڑک اٹھے تھے میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔
"اوہ گوکو ۔۔۔ اس کا مطلب ہے تم ہر اس سارا کاروبار جادو سے ہوتا ہے۔"
"ہاں۔ زیادہ تر لوگ اپنا کام اسی طرح چلاتے ہیں لیکن وہ لوگ جو اس علم سے ناواقف ہیں ۔۔۔ اور جو نہیں رکھتے وہ دوسروں کے محتاج رہتے ہیں۔"
"خوب۔ اس کا مطلب ہے کہ جو شخص بھی کام سے بڑھ ... عام لوگ اس کے محتاج ہوتے ہوں گے۔"

"وہاں یقیناً ایسا ہی ہوتا ہے۔"

"تب تو واقعی وہ اس کی بڑی عزت کرتے ہوں گے اس کے بغیران کا کوئی کام ہونا ہی مشکل ہے۔"

"وہاں مشعلوں جیسی آگ ہی کی بات ہے۔ انہوں نے ایک وقت آگ روشن کردی اور دوسرے لوگ اس سے زندگی بھر استفادہ حاصل کرتے ہیں وہ یہ روشن آگ بجھنے نہیں دیتے۔"

"اوہ اس طرح یہ کاروائی چلتی ہے لیکن لوگ۔۔۔ یہ حال پھر دوسری بات کہاں جاتی ہے۔" میں نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"کیا؟"

"میں بھی آگ جلا سکتا ہوں۔"

"کس طرح؟" گرکلا نے پوچھا۔

"اپنے علم کے ذریعے۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا اور گرکلا ہنس پڑی۔

"تمہارا علم واقعی مجھے متحیر کردیتا ہے۔ اچھا تو۔۔۔ ذرا جلا کر دکھاؤ۔" اس نے دوبارہ وہی [illegible] ہوئے کہا اور شعلے جو بھڑک چکے تھے سرد پڑ گئے۔

میں اچانک اپنے علم سے آگاہ کیوں نہ کرتا چنانچہ میں نے سوکھی گھاس کے ایک ڈھیر کا انتخاب کیا اور پھر دو وزنی پتھر اٹھائے میں نے دونوں پتھروں کو ایک دوسرے پر زور سے رگڑا اور آگ نکل پڑی خشک گھاس نے ایک ہی پل میں آگ پکڑلی اور وہ دوبارہ روشن ہوگئی۔

گرکلا دلچسپی سے میری طرف بڑھی اور اس نے تعجب سے آگ کو دیکھا۔

"حیرت انگیز۔۔۔ انتہائی حیرت انگیز۔۔۔ یہ بھی تمہارے علم کا کرشمہ ہے؟" اس نے متحیرانہ انداز میں پوچھا۔

"نہیں یہ تجربہ ہے۔ زمانہ قدیم کا انسان اسی طرح آگ روشن کرتا تھا۔" پھر ہم دونوں پتھروں کی اس خاصیت پر گفتگو کرتے رہے [illegible] بھڑکنے کے بعد آگ پر رکھ دیا گیا اور گوشت کھانے کے بعد ہم آرام کرنے لیٹ گئے گھوڑے گھاس چرنے لگے تھے۔

اور پھر اچانک ہی ہماری نظر بیک وقت ایک طرف اٹھی تھی وہ ایک چوڑے پھیلاؤ کا درخت تھا اور اس پر بڑے بڑے پھل لٹکے ہوئے تھے لیکن یہ پھل۔۔۔ یہ پھل۔۔۔ زندہ انسان تھے آدھے بدن کے انسان۔۔۔ جن کا نچلا دھڑ غائب تھا۔

گرکلا بھی سنجیدگی سے اٹھ گئی۔

"گرکلا۔۔۔ یہ۔۔۔ یہ۔۔۔"

"درخت کے پھل نہیں ہیں ملک۔۔۔ آؤ۔" وہ اسی سنجیدگی سے بولی اور ہم دونوں درخت کی جانب بڑھ گئے۔

تحت الثری کی ہر چیز تو کھی تھی۔ ایک ایک پتے کو دیکھ رہا تھا۔ میرے لئے بہت دلکش تھا حالانکہ صد ہا میری نگاہوں ہی میں تھیں۔ اور زندگی کے بے شمار عجائبات میری نگاہوں سے گزرتے رہے تھے لیکن جادو پروفیسر کی طلسمی دنیا میں ایک نیا ہی واقفیت تھا۔ وہ سب کچھ ماورائے عقل تھا اور ذہن ان مناظر سے الجھا جاتا تھا درخت پر جو لوگ لٹکے ہوئے تھے ان کی حالت بہت بری تھی لیکن وہ مرے ہوئے نہیں تھے۔ سامنے چہرے مردہ کے تھے ان کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور وہ کچھ عجیب سے تھے لیکن ان کے بدن نیچے سے غائب تھے۔ اور ان کے چہرے بڑے عجیب لگ رہے تھے۔ میں نے گرکلا کا چہرہ دیکھا۔ اس کے چہرے پر پھیلے تاثرات تھے آنکھوں میں سبز رنگ لہرا رہا تھا۔ وہ درخت کے نزدیک پہنچ کر رک گئی۔

"کہاں کے باسی ہو؟" گرکلا نے ایک سوال کیا۔

"چاندی کی زمین کے۔" بیشمار آوازیں ابھریں۔

"کس کے پیامبر ہو۔۔۔؟"

"یوشنا کے۔" وہی تمام آوازیں دوبارہ ابھریں۔

"کیا پیغام ہے۔۔۔؟" گرکلا نے پوچھا۔

"یہی کہ اس درخت کے بعد تمہاری حدود ختم ہوجاتی ہے۔ یوشنا تک یہ اطلاع پہنچ گئی ہے کہ تم نے زمین کے ایک حصے پر اپنی حکومت قائم کرنے کا اعلان کردیا ہے اور قرب وجوار کے لوگوں کو پریشان کررہی ہو۔ [illegible] چنانچہ [illegible] یوشنا [illegible] اور یہ حکم جاری کیا ہے کہ [illegible] زیادہ تمہیں آگے بڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔"

"ہاں مگر تم نے یہ بات معلوم کی اور آگے بڑھنے کی کوشش کی اور ممکن ہے یوشنا جلد ہی تم تک پہنچ جائے۔"

"اوہ۔۔۔ اوہ۔۔۔ میں بھی یہی چاہتی ہوں کہ وہ وقت سے پہلے ہی میرے پاس پہنچ جائے۔" گرکلا نے کہا۔

اور پھر میری جانب دیکھ کر بولی۔ "یہ پیامبر یوشنا کی شکتی کے [illegible] ایک طاقت [illegible] حاصل [illegible] اس بات کو [illegible] برداشت کرے [illegible] آج اس کے [illegible] اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ یوشنا کے پیامبر بیٹھے ہوئے ہیں۔"

لیکن یہ کیسے پیامبر ہیں۔ گرکلا میں نے تعجب سے پوچھا۔

"یہ اس کی سزا ہے [illegible] یہ وہ سزا ہے جو [illegible] ہوتے ہیں اور یہاں تبدیلی کو قید کرنے کے لئے کسی [illegible] نہیں ہوتا بلکہ انہیں اسی طرح سزائیں دی جاتی ہیں۔"

گرکلا نے یہ [illegible] اور [illegible] رہے پروفیسر [illegible] کسی قسم [illegible] پہلی بار [illegible] تھی جس پر حیران ہوا تھا لیکن اس قدر نہیں کہ اپنے تاثرات [illegible]

جھیلتا پڑا۔ حالانکہ میں زمین پر بہت عجیب وغریب دنیائیں دیکھ چکا تھا۔ مگر یہ پراسرار مسائل سے [illegible] تھا۔ درخت پر لٹکتے ہوئے انسان میرے لئے زیادہ حیرانی کا باعث بن گئے۔

"ہاں۔۔۔ ان کے ہاتھ چھین لئے جانے [illegible] چھین لئے جانے میں کچھ آنکھیں چھین لی جاتی ہیں اور [illegible]" گرکلا نے جواب دیا۔ اور بولی: "کاش تم ان لوگوں کو دیکھو جن کے آدھے بدن غائب ہیں ان کے آدھے بدن یوشنا کی تحویل میں ہوں گے اور جب ان کی سزا پوری ہوجائے گی تو ان کے آدھے بدن جوڑ دیے جائیں گے [illegible] اسی وقت ان کے وجود سے [illegible] چلے جائیں گے۔ چنانچہ فوری طور پر یہ قیدی ہیں جنہیں پیامبر کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔"

"بہت خوب۔ گویا یوشنا نے تمہاری [illegible]" میں نے سوال کیا۔

"ہاں۔ مجھ پر پہلے ہی [illegible] لیکن صرف میری طرف سے۔ اور اب یوشنا کا کاش میرے بارے میں مکمل طور پر واقف ہوگیا ہے۔ لیکن اس تک اطلاع پہنچانے والا کون ہے؟" گرکلا نے پرخیال لہجے میں کہا۔ اور آدھے جسموں والے انسانوں کی جانب متوجہ ہوگئی۔

"سنو!" گرکلا نے ادھے جسم پیامبروں کو مخاطب کیا۔ اور ان سب کی نگاہیں گرکلا کی جانب گھوم گئیں۔

"تم صرف قاصد ہو۔۔۔ اور قاصد اپنے فرائض انجام دینے میں [illegible] یوشنا کے قیدی ہو۔ اس کے معتوب نہیں۔ تم نے پیغام پہنچا دیا۔ میں نے سمجھا سوچا سنا۔ اب میرا عمل میری مرضی کے مطابق ہوگا لیکن مجھے بتاؤ کہ یوشنا تک میری حرکت کی اطلاع کس نے پہنچائی۔"

"فاروس نے۔۔۔" ان لوگوں نے جواب دیا۔ اور گرکلا کی آنکھیں شعلے اگلنے لگیں۔

"ہاں۔۔۔ مجھے یقین تھا۔" گرکلا نے غراتی ہوئی آواز میں کہا۔ [illegible] برداشت کیسے برداشت کرے گا تو گرکلا اس کی [illegible]

وہ آسمان کی طرف دیکھنے لگی تھی۔ اس کے ہاتھوں کی مٹھیاں تھرتھرانے لگی تھیں۔ پھر اس نے اپنے دونوں ہاتھ آگے بڑھائے اور انہیں درخت کی جانب پھیلا دیا۔ اس کے ہاتھوں سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے اور درخت میں آگ لگ گئی۔ درخت سے لٹکے ہوئے آدھے انسان کرب سے چیخنے اور چلانے لگے۔ ان کے جسم جلنے لگے لیکن ان کے جسم درخت سے کھل نہیں سکتے تھے۔ وہ بری طرح بلبلا رہے تھے۔

یہ بڑا دردناک منظر تھا۔ درخت دھڑا دھڑ جل رہا تھا۔ آدھے انسان [illegible] قیدی بھی آگ کا شکار ہو چکے تھے۔ چند لمحات

کے بعد درخت نے زمین چھوڑ دی۔ آگ بہت شدید تھی۔ اور اس کے [illegible] میں اچھی طرح واقف تھا۔ کیونکہ تھوڑی دیر پہلے میں اس آگ سے سابقہ پڑ چکا تھا۔

گرکلا کے ہاتھوں میں اس سلسلے میں جو قوت تھی وہ بے پناہ تھی۔ چند ساعت کے بعد جلتے ہوئے درخت کی لکڑیاں کوئلوں میں تبدیل ہونے لگیں۔ اور پھر وہ راکھ بن گئی۔ سلگتے ہوئے تیزابوں سے سب کچھ ہی نذر ہو گیا تھا۔

گرکلا کا بدن آہستہ آہستہ ٹھنڈا پڑا تھا۔ پھر اس نے میری جانب دیکھا اور بولی۔

"میں نے کاش سے اعلان جنگ کر دیا ہے اس کے نامہ بروں کی موت اس کی سب سے بڑی توہین ہے اور مجھے یقین ہے کہ اس کی اطلاع اسے بہت جلد پہنچ جائے گی۔"

"پھر اب۔۔۔" میں نے دلچسپی سے پوچھا۔

"اب کیا کاش۔ اب ہم آگے بڑھیں گے۔ آگے بڑھیں گے اور فاروس کو اس کی غداری کی سزا دیں گے۔"

"ٹھیک ہے میری تو تقدیر یہی ہے یہ لکھا ہے۔ لیکن پھر بھی گرکلا [illegible] ہوجاؤ۔"

ہم دونوں آگے بڑھ گئے۔ گرکلا خاموشی سے چل رہی تھی اس کے چہرے پر بگاڑ کے کیسے تاثرات تھے۔ میں بھی خاموش تھا حیرت کی اس دنیا میں میری عقل زیادہ ساتھ نہ دے رہی تھی۔ اور میں سوچ رہا تھا کہ یہاں کیسے کیسے اسرار ہیں۔ یہ عورت تو سر سے پاؤں تک [illegible] سراپا جادوگرنی تھی۔ اس نے بہت کچھ کیا تھا۔ لیکن تحت الثری کی یہ جادوگرنی اس سے بہت زیادہ تیز تھی۔ جس طرح تھوڑی دیر میں درخت جل کر خاک ہو گیا تھا۔ وہ قابل دید منظر تھا۔ نہ جانے اس کی قوتیں کن کن گوشوں سے کھلا سکتی ہیں۔

الوں کی پروفیسر میری زندگی تو قدرتی ہو تجربات کا مسکن ہیں۔ ان کے ساتھ آگے بڑھتا رہا۔

گرکلا سے زیادہ خاموش تھی۔ بہت کچھ سوچ رہی تھی [illegible] کاش جو اس کا محبوب تھا۔ لیکن جواب اس کا دشمن تھا۔ اس شخص کے بارے میں جو کچھ بتایا گیا تھا وہ میرے لئے خاصا تعجب خیز تھا۔ میں چاہتا تھا کہ یہاں [illegible] کو زیادہ سے زیادہ آزماؤں۔ اپنی قوتوں کو جانچوں اور غور کروں کہ تحت الثری کا جادو زیادہ قوت رکھتا ہے یا کیا۔

چلتے رہے ہم دونوں۔ اور ایک طویل سفر کے بعد دور سے ایک بستی کے آثار نظر آئے۔ تب گرکلا نے کہا۔

"یہ گاؤں ہے۔"

"جس کا تذکرہ [illegible] فاروس ہے۔"

ہاں۔ لیکن اس سے پہلے ہم لوگ انہی بستیوں میں دوستوں کی مانند داخل ہوا کرتے تھے۔ طلوس نے انہیں مجھ سے مکمل تعاون کا وعدہ کیا تھا لیکن افسوس وہ وعدہ خلاف نکلا اور اس نے یہ اطلاع [illegible] تک پہنچا دی۔ حالانکہ [illegible] خود بھی بہت جلد اس کی کوششوں سے واقف ہو جاتا۔ لیکن [illegible] صرف [illegible] سے وفاداری اور مجھ سے دشمنی ہے۔ چنانچہ دشمنوں کو سزا دینا تو بہت ضروری ہے۔" گرگلا نے کہا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد ہم لوگ بستی کے نزدیک پہنچ گئے۔

رات کا کوئی تعین تو تھا ہی نہیں۔ بستی میں روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ لوگ اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے۔ تب ہم دونوں بستی میں داخل ہو گئے اور بچے بوڑھے ہمیں دیکھ کر اپنے اپنے کاموں کو چھوڑ کر کھڑے ہو گئے۔ غالباً گرگلا ان کے لیے بہت بڑی حیثیت رکھتی تھی۔ ان کے چہروں پر خوف کے آثار نظر آ رہے تھے۔ وہ آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنے لگے۔ اور گرگلا مجھے [illegible]

"دیکھ رہے ہو کاس؟" اس نے کہا۔

"ہاں۔"

"کیا محسوس کر رہے ہو۔" گرگلا نے پوچھا۔

"میں محسوس کر رہا ہوں گرگلا، یہ لوگ تم سے خوش نہیں ہیں۔"

"نہیں یہ بات نہیں ہے۔ یہ سب مجبور ہیں جیسا کہ میں تمہیں بتا چکی ہوں انہیں ہر ضرورت پوری کرنے کے لیے میری قوتوں کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ [illegible] اور اگر وہ ان کی اطاعت نہ کریں تو"

"پھر کاس؟" گرگلا نے کہا۔

"[illegible] گرگلا کاس [illegible] تعاون نہیں کرتے؟"

"مجھے ان کے تعاون کی ضرورت [illegible]" اس نے جواب دیا۔

"[illegible]

ساتھ ہوں۔ سوچ سمجھ کر۔"

میں نے کہا اور گرگلا نے گردن ہلا دی۔ پھر اس نے ایک ہاتھ کھڑا کیا اور لوگ اس کی جانب متوجہ ہو گئے۔

"میرے نزدیک آؤ۔" [illegible] آوازیں اور لوگ ایک دوسرے کی جانب دیکھنے لگے۔

پھر ان میں سے دو تین آدمی آگے بڑھے اور گرگلا کے سامنے پہنچ گئے۔ لیکن وہ مؤدب تھے۔

"تم۔ کیا تم مجھے کاس تسلیم کرتے [illegible]" گرگلا نے پوچھا۔

آگے بڑھ کر آنے والوں نے ایک دوسرے کی شکلیں دیکھیں اور پھر ان میں سے ایک بوڑھا آدمی آگے بڑھا اور کہنے لگا۔

"گرگلا! تو [illegible] عظیم قوتوں کی مالک ہے لیکن طلوس نے کہا تھا [illegible] ہم تیری اطاعت نہ کریں۔"

"اوہ۔ بڈھا طلوس شاید ورشنا کا [illegible] بن گیا ہے۔" گرگلا نے غضب ناک لہجے میں کہا۔

"ورشنا کا [illegible] گرگلا، [illegible] کا حکمران اس زمین کا مالک۔ وہ ہم پر قادر ہے۔ اگر ہم اس کے حکم کی تعمیل [illegible] حفاظت نہیں ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ لیکن میں اس علاقے پر [illegible] کا دعویٰ کرتی ہوں۔"

گرگلا نے سرد لہجے میں کہا۔

"اس کے لیے بہتر ہے گرگلا کہ تو طلوس سے بات کرے اور اس کے بعد جو نتیجہ ظاہر ہو گا ہم اس پر عمل کریں گے۔"

"ہوں۔ گویا اپنے طور پر تم مجھ سے تعاون کرنے کے لیے تیار نہیں ہو۔"

"ہم مجبور ہیں گرگلا، ہم تجھ سے بھی الگ نہیں ہیں اور کاس ورشنا کے احکامات کی تعمیل سے بھی انکار نہیں کر سکتے۔"

"ٹھیک ہے۔" گرگلا نے [illegible] کہا۔ اور ان لوگوں کو حکم دیا۔

"جاؤ۔" وہ سب پیچھے ہٹنے لگے تھے۔

پھر گرگلا میری جانب مڑی۔ اور بڑے دھیمے انداز میں مجھ سے مخاطب ہوتے ہوئے بولی۔

"ہم طلوس کے محل کی جانب چلتے ہیں کاس۔"

میں نے دونوں شانے ہلائے اور اس کے ساتھ چل پڑا۔ [illegible] مجھے اس بات سے کیا دلچسپی ہو سکتی تھی کہ گرگلا کہاں جا رہی ہے اور کیا کرنے والی ہے۔ میں تو ان تمام معاملات میں دلچسپی لے رہا تھا۔ [illegible] کی دنیا سے کافی مختلف تھی اور اس کے علاوہ اس میں ایک دلکشی [illegible] ضرورت [illegible] اس سلسلے میں [illegible] چنانچہ گرگلا چلتی ہوئی [illegible] پھر ایک خوبصورت محل کی جانب جا کر رک گئی جہاں دو آدمی پہرہ دے رہے تھے۔ گرگلا کو دیکھ کر انہوں نے اپنے ہتھیار [illegible] کی جانب جھکا دیے [illegible] اس کا مقصد تھا کہ اسے محل میں جانے کی اجازت نہیں ہے۔ [illegible]

"[illegible]" انہیں دیکھا اور پھر آہستہ سے بولی۔

"چونکہ طلوس سے دوستانہ مراسم ختم ہو چکے ہیں اس لیے [illegible] ضروری ہے اس کے لیے پہلا تحفہ۔"

اس نے کہا۔ اور پھر اس نے دونوں انگلیاں محافظوں کی جانب اٹھا دیں۔ محافظوں [illegible] سے لوگ [illegible] ہو گئے۔ تب گرگلا نے دونوں ہاتھ پھیلا لیے اور عجیب انداز سے چاروں جانب دیکھنے لگی۔ تب اس نے ایک [illegible]

[illegible]

"طلوس کو میرے سامنے پیش کر دو۔ اس کے برعکس اگر تم نے میرا راستہ روکنے کی کوشش کی تو [illegible] تم سب اپنی زندگیوں کو کھو دینے کے [illegible]" [illegible] لہجے میں کہا۔

[illegible] اور ان لوگوں کے چہروں پر خوف کے آثار نظر آنے لگے۔ پھر وہ پیچھے ہٹ گئے۔ ان میں سے چند افراد اندر چلے گئے تھے۔ تب محل کے دروازے پر طلوس نظر آیا۔

ایک لمبا [illegible] بوڑھا جس کے بال برف کی مانند سفید تھے، اس کی پلکیں لٹک کر اس کے گالوں پر آ پڑی تھیں۔ آنکھیں کھولنے کے لیے ہاتھوں کا سہارا لینا پڑتا تھا۔ تب اس نے اپنی آنکھوں سے پلکیں اٹھائیں [illegible] گرگلا کو دیکھا اور پھر بھاری لہجے میں بولا۔

"گرگلا تو کس حیثیت سے اس بستی میں آئی ہے۔"

"کاس کی حیثیت سے۔"

"لیکن ورشنا کا حکم ہے کہ کاس کی حیثیت سے تجھے اس بستی میں داخل ہونے نہ دیا جائے۔"

"اس نے یہ حکم تمہیں دیا ہے طلوس؟"

"ہاں۔"

"کیا تم اپنے اندر یہ قوت پاتے ہو کہ مجھے روک دو۔" گرگلا نے عجیب لہجے میں پوچھا۔

"ورشنا نے مجھے کچھ قوتیں عنایت کی ہیں اور اس کا مصرف یہی ہے کہ میں تجھے روک لوں۔ چنانچہ میں ان کے استعمال سے باز نہیں رہ سکتا۔" بوڑھے طلوس نے سرد اور بے جان سے لہجے میں کہا۔

"تب ٹھیک ہے طلوس تم ورشنا کے ساتھ وفاداری کا ثبوت دو اور [illegible] استعمال کرتی ہوں۔" گرگلا نے کہا۔

اور پھر وہ اس طرح پیچھے ہٹ گئی جیسے کچھ کرنا چاہتی ہو۔ [illegible]

گرگلا نے [illegible] کو [illegible] سے بولی۔ "کاس تم پیچھے ہٹ جاؤ۔ [illegible]" گرگلا نے کہا اور میں [illegible] پیچھے ہٹ گیا۔

تب گرگلا نے آسمان کی جانب ہاتھ اٹھائے اس کی دونوں [illegible] بند تھیں۔ اس نے دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں

جلا رکھی تھیں۔ پھر اس نے اپنے ہاتھوں کو گھما [illegible] دو گولے چمک رہے تھے۔ تب گرگلا نے وہ دونوں گولے طلوس کی طرف پھینک دیے۔ خوفناک دھماکے ہوئے اور طلوس کے گرد آگ ہی آگ پھیل گئی لیکن میں نے دیکھا کہ [illegible] طلوس کے [illegible] سے خارج ہوا اور اس نے اس جلتی ہوئی آگ کو بجھا دیا۔

یہ کھیل میرے لیے بڑا دلکش تھا۔ [illegible] کچھ نہیں [illegible] لیکن مجھے ایسا ہی لگتا تھا۔ میں اس علم کا قائل ہو گیا تھا۔ اور [illegible] کی حکومت تھی [illegible] وہ لوگ جادو کے ذریعے زندگی گزارتے تھے۔

آگ بجھ گئی تو گرگلا نے دوسرا وار کیا۔ [illegible] سنسنی پیدا ہو گئی تھی۔ لیکن طلوس نے اسے بھی ناکام بنا دیا تھا۔ تب طلوس نے فضا میں ہاتھ اٹھا دیے۔

"ورشنا مجھے تیری مدد کی ضرورت ہے۔" اس نے ہاتھوں کو عجیب انداز میں [illegible] اور دوسرے لمحے میں نے عجیب و غریب منظر دیکھا۔

میں نے دیکھا کہ فولادی سلاخوں کا بنا ہوا ایک پنجرہ [illegible] نمودار ہوا اور گرگلا اس پنجرے میں قید ہو کر رہ گئی۔

طلوس نے [illegible] گرگلا کو دیکھا۔ [illegible] چاروں طرف [illegible] تھی۔ پھر اس نے پنجرے کی سلاخوں پر ہاتھ رکھے اور سلاخیں [illegible] ہو گئیں۔ لیکن حیرت کی بات تھی [illegible] کے بعد [illegible] گرگلا [illegible] ان سلاخوں کو توڑنے کی کوشش کر رہی تھی۔ [illegible] اور چند ساعت کے بعد گرگلا کے چہرے سے پریشانی کا اظہار ہونے لگا۔

میں دلچسپی سے یہ منظر دیکھ رہا تھا لیکن طلوس نے دوبارہ ہاتھ اوپر اٹھائے اور فضا میں سے ایک اور پنجرہ [illegible] آیا۔ یہ پنجرہ میرے لیے [illegible] تھا۔ میرے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ پھیل گئی۔

"[illegible] کا مقصد ہے کہ طلوس نے [illegible] مجھے بھی قید کر [illegible] لیکن [illegible] کر سکتا تھا۔ [illegible] جادو [illegible] دیکھ چکا تھا۔ اور جادو بلاشبہ میری زندگی سے مختلف چیز تھی [illegible]

لیکن یوں لگتا تھا جیسے گرگلا کی ساری قوتیں اس پنجرے میں قید ہو جانے کے بعد زائل ہو گئی ہیں۔ [illegible] دیکھ رہا تھا۔ [illegible] طلوس کی آواز نے مجھے چونکا دیا۔ وہ کہہ رہا تھا۔

گرکلا اس بات کا اعتراف کرنے میں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے کہ تم قوت میری نہیں بلکہ پوشاکا کی ہو ۔ ورنہ میری قوتیں تو تمہیں کبھی بھی قید نہ کر سکتی تھیں ۔ لیکن دیکھو پوشاکا نے آخر تم پر شکست پالی اور وہ ناقابل تسخیر ہے ۔ درحقیقت وہ اس سرزمین کا مالک ہے ۔ خلوس نے تیقن سے کہا ۔

میں اسے فنا کر دوں گا ۔ میں اسے فنا کر دوں گی ۔ گرکلا نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا ۔

بلاشبہ میری اور اس کی لڑائی ہے ۔ آؤ اسے فنا کرنے کی تو ہم سب تجھے برتر و اعلیٰ تسلیم کریں گے تیری اطاعت کریں گے لیکن فی الوقت تو یہ ناممکن ہے اور اس وقت تک رہے گا جب تک کہ پوشاکا ہے ۔ اس سرزمین پر کوئی اور حکم نہیں ۔ ہاں گرکلا پر گراں ہے ۔ اس کے کہ ایسے میں مجھے جتا کر یہ بھی تیرا کام ہے ۔

میں نہیں جانتی ۔ گرکلا نے جواب دیا ۔ یہاں شاید اس نے ذہانت و عقل مندی سے کام لیا تھا ۔ وہ یہ ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی کہ میں جسمانی قوتوں کا مالک ہوں ۔ مبادا کہیں میں کسی مصیبت میں گرفتار ہو جاؤں ۔

لیکن اس وقت پر خلوس نے بڑی لمبی بات کی تھی اور مجھے کچھ پوچھنا ضروری تھا ۔ چنانچہ میں نے سنجیدہ لہجے میں کہا ۔

ہاں ۔ خلوس میں گرکلا کا ساتھی ہوں ۔ میں اس کی قوتوں کا قائل ہوں اور میں اس کا مددگار بھی ہوں ۔ تم جو سلوک اس کے ساتھ کرو گے وہی میرے ساتھ بھی کرو ۔ ورنہ نقصان اٹھاؤ گے ۔

خوب ۔ خوب ۔ خلوس نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر اس نے اپنے لوگوں کی جانب دیکھ کر کہا ۔

جاؤ بستی والوں کے سامنے یہ باتیں دہراؤ ۔ ان سے کہہ دو کہ گرکلا اب پوشاکا کی قید میں ہے ۔ اس کو ہم نے تسلیم نہ کیا ۔ وہ علاقہ جو گرکلا کی ملکیت سمجھا جاتا ہے اس پر ہم قبضہ کر لیں ۔ گرکلا شکست کھا چکی ہے اور اب وہ کسی وقت تک قید ہے کہ جب تک کہ ہم ہار نہ مان لیں اپنے وطن کو نہ جائیں ۔

لوگ چاروں طرف دوڑ گئے اور خلوس اپنے محل کی جانب چل پڑا ۔ گرکلا غصے سے آگ بگولہ ہو رہی تھی ۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ پھر سے کسی طرح آزاد ہو جائے ۔ اس سلسلے میں وہ تھوڑی سی زمین بھی رکھتی تھی ۔

لیکن واپس نہ آ سکا ۔ تب میں نے اپنے ذہن میں ایک آزمائش کرنے کی کوشش کی ۔ سوچا ۔ آخر میں اپنا چہرہ آزادی کی کوشش کر دوں تو ۔

کیا میں اس میں کامیاب ہو جاؤں گا ۔ کیا جادو کی تو میری مدد کرے گی ۔ قوت پر بھاری پڑ جائے گی ۔ کیا یہ بھی شکست ہو سکتی ہے ۔

یقین کر کے میں نے سوچا ۔ اب میرے لئے خاصی مشکلات تھیں ۔ اور یہی ساری باتیں سوچتے ہوئے کہ میں یہ چاہتا تھا کہ میں اس علم سے فائدہ اٹھاؤں ۔ اسے کسی مکمل طور پر سمجھ لوں ۔ میری جسمانی قوتیں بے پناہ

غلطی دور میں ہر جگہ قائم تھا لیکن یہ علم مجھ پر غالب ہو رہا تھا ۔ میں چند ساعت سوچتا رہا ۔ گرکلا مجھے بے زاری اور دلچسپی سے دیکھ رہی تھی ۔ تب میں نے اسے آواز دی اور گرکلا مجھے دیکھنے لگی ۔

گرکلا کیا تم خود کو بے بس محسوس کر رہی ہو ۔ میں نے پوچھا ۔

نہیں ہرگز نہیں ۔

تب تم اس پنجرے سے آزاد کیوں نہیں ہو جاتیں ۔

نہیں ۔

ہاں تم ۔

میں ۔ میں کوشش کر رہی ہوں اور مجھے یقین ہے کہ میں اس سے نکل جاؤں گی ۔ یہ کمبخت خلوس اپنی قوت پر نہیں بلکہ پوشاکا کی قوت پر اکڑ رہا ہے ۔ گرکلا غراتی ہوئی آواز میں بولی ۔

لیکن اس نے صاف کہا ہے کہ گرکلا تم پوشاکا کی قید میں ہو ۔ میں نے کہا اور گرکلا کے حلق سے ایک تیز غراہٹ ابھری ۔

نہیں میں کسی کی قید میں نہیں ہوں ۔ اگر میں پوشاکا کو شکست دے سکی ۔ اور اگر میں خلوس کو بھی تم سب پر بربادی کر دوں گی ۔ تو ۔ تو ۔ گرکلا دانت پیس کر خاموش ہو گئی ۔ وہ بے حد تنگ اور پریشان نظر آ رہی تھی اور میں محسوس کر رہا تھا کہ اس کے اندر بے بسی ہے ۔ مکمل بے بسی ۔

تقریباً سب کے سب بستی کے بے شمار لوگ اس جگہ پہنچ چکے تھے وہ سب گرکلا کو اور مجھے دیکھ رہے تھے ۔ ہم دونوں قید تھے ۔ لیکن ان لوگوں کے چہروں پر خوشی نہیں تھی ۔ بلکہ مجھے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ لوگ کسی قدر مضطرب تھے ۔ بس ایک عجیب سی خاموشی ان کے چہروں پر طاری تھی ۔ تب خلوس وہاں آ گیا ۔ اس نے سب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ۔

پوشاکا کے وفادارو ۔ جیسا کہ تمہیں معلوم ہے گرکلا نے کچھ عرصہ قبل ایک مخصوص علاقے پر اپنا قبضہ جما لیا تھا ۔ اس نے کہا تھا کہ وہ اس پوشاکا کے خادم کی حیثیت سے یہ سرزمین اپنا رہی ہے ۔ پوشاکا کو اس بات کی اطلاع دی گئی اور یہ میں اس سے سارے حالات بتا چکا تھا ۔

لیکن پوشاکا ایک عظیم قوت ہے وہ صرف دیوتاؤں کا تابع ہے ۔ بلکہ اس کی قوتوں کے زیر سایہ ہم سب پرسکون زندگی گزار رہے ہیں ۔ ہم اس کے خادم ہیں ۔ چنانچہ میں نے بھی اس کی مرضی سے اس کے پاس پہنچا اور میں نے اسے ساری باتیں بتائیں اور پوشاکا نے مجھے اپنی کچھ قوتیں عنایت فرمائیں ۔ اس نے کہا کہ وہ خود بہت عظیم ہے اس تک پہنچنا بہت ہی مشکل ہے ۔ وہ یہ کہ گرکلا صرف بستی کے کسی کونے میں رہ سکتی ہے ۔ اگر اس کے ذہن میں کسی طاقت کا ابھار ہو تو ۔ اس کا حکم تھا کہ گرکلا اس علاقے میں رہے اور گرکلا نے اس کا حکم نہ مانا ۔

سو تم نے دیکھا کہ گرکلا ہار گئی اس علاقے میں ۔ چنانچہ ہم سب نے بغیر کسی جنگ کے مقررہ دن پر اس کے جواب کا انتظار کیا اور پوشاکا کا پیغام آیا اور تو تم گرکلا تک پہنچا دیں گے ۔ جنہیں اس نے تسلیم کیا ۔

نے مجھے گرکلا کے حوالے کر دیا تھا اور یہ ہدایت کر دی تھی کہ ان قوتوں کو گرکلا کے علاوہ کسی دوسری جگہ پر استعمال نہ کیا جائے ۔

یہ میں نے اس کی امانت اس طرح خرچ کی جیسا کہ اس نے مجھے بتایا تھا اور دیکھو تم گرکلا تم ہے ۔ اور مقصد یہ ہے کہ وہ کہاں ہے کہ وہ ۔ اور دیکھو تم پوشاکا کتنا عظیم ہے اور دیکھو تم کہیں اس کے وفادار ہی رہو ۔ اس کا وفادار بن کر جیتے شکست نہیں کھائی ۔ پوشاکا عظیم ہے گا ۔ آج تم یہ بات سن لو کہ گرکلا کسی علاقے کی حکمران نہیں ہے ۔

لوگوں نے ان باتوں کا کوئی جواب نہیں دیا تھا ۔ پھر کہ گرکلا کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا ۔ اس کا غصہ بڑھا ہوا تھا جیسے اس کا دماغ پھٹ جائے گا ۔ وہ چہرے سے کافی پریشان نظر آ رہی تھی ۔

سو میں نے اس وقت مداخلت مناسب نہیں سمجھی حالانکہ میں نہیں جانتا تھا کہ خلوس یا پوشاکا کے جادو سے میں کس حد تک بچ سکتا ہوں لیکن کہنے کو یہ کیوں کہ مجھ سے باتیں اپنے نہیں آتی تھیں اور میں تسلیم بھی نہیں کر پایا تھا ۔ میں ان لوگوں کے سامنے بے بس ہوں ۔ میں کبھی بھی بے بس نہیں رہا ہوں صدیوں سے بیٹھا تھا اور صدیوں کے علم سے آشنا تھا ۔ سو میں نے فراخ ہو کر آواز میں کہا ۔

سنو گرکلا کے لوگو ۔ خلوس نے اپنی قوت آزمائی ہے ۔ لیکن یہ سوچا کہ پوشاکا سب سے بہتر اور سب سے برتر ہے ۔ تمہارے لئے مناسب ہو گا کہ مصیبت میں نہ پھنس جاؤ ۔ یہ تمہارا کام ہے کہ وفادار ہو تو ۔

ہاں ۔ میں گرکلا کا ساتھی ہوں ۔ یہ قید میں نے اس لئے قبول کی ہے کہ گرکلا نے مجھ سے اس سے آزاد ہونے کی بات کی تھی لیکن اب تم دیکھو گرکلا کے پاس کون کون سی قوتیں ہیں ۔ اور میرے دونوں ہاتھ اس کا پنجرہ تک پہنچ گئے ۔

میں نے ان سلاخوں کو موم کی مانند کھینچ لیا تھا ۔ دونوں ہاتھوں سے یہ سلاخیں ٹوٹ گئیں ۔ صورت حال ایسی تھی کہ اگر میں ان کے سامنے ہوتا تو وہ بے حد بھاگ جاتے لیکن میں نے دونوں ہاتھوں سے اسے آسانی سے آگے ہی کھینچ سکتا تھا ۔

اور پھر میں پنجرے سے باہر نکل آیا اور لوگوں کے منہ سے عجیب و غریب آوازیں نکل گئیں ۔ تب میں گرکلا کے پنجرے کے پاس پہنچا اور گرکلا کو باہر نکال لیا ۔ پھر اس نے خونخوار آواز میں کہا ۔ پوشاکا کی دی ہوئی قوت جو تم میرے مقابلے میں استعمال کر سکتے ہو ۔

خلوس کچھ اور دور ہو کر مجھے دیکھ رہا تھا ۔ تب گرکلا نے میری جانب دیکھا اور کہنے لگی ۔

خلوس کو فنا کر دو ۔

سو میں نے اس سے کہا کہ وہ دور ہے اور گرکلا کو کوئی نقصان نہیں ۔ البتہ اس کا کچھ کر گزرنا ہے ۔ اس کے احترام کے لئے میں کچھ کر دوں گا ۔ میں کہتا ہوں کہ اس کے ساتھ کیا سلوک کرنا ہے جو کہ مناسب ہو ۔ چنانچہ میں خلوس

کی جانب بڑھا ۔

خلوس کا قدم پیچھے ہٹ گیا تھا ۔ اور میں آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس کے نزدیک جا پہنچا ۔

میں تیرا مخالف نہیں ہوں بوڑھے خلوس ۔ لیکن گرکلا کا ساتھ ہے ۔ اصل میں گرکلا اس علاقے کی حکمران ہے ۔ اور اس کی حکمرانی کرنے کے لئے مجھے تم کو بہت ضروری ہے ۔ چنانچہ میں نے اپنا ہاتھ سیدھا کر کے خلوس کی گردن کی طرف بڑھا دیا ۔

خلوس نے اپنے دونوں ہاتھ سامنے کر لئے تھے ۔ شاید وہ اپنی قوت آزمانا چاہتا تھا ۔ اس کے ہاتھوں کی انگلیوں سے ویسے ہی شعلے نکل رہے تھے جیسے میں نے گرکلا کی انگلیوں سے نکلتے دیکھے تھے ۔ وہ شعلے میرے بدن سے ٹکرائے ۔

لیکن آگ ۔ آگ اگر ساری قوتوں کا مظہر ہے تو آگ میری دوست ہے ۔ میرا وجود آگ کے شعلوں میں گھِر گیا ۔ لیکن میرے ہاتھ بڑھے خلوس کی گردن پر تھے ۔ اور تب میں نے بوڑھے خلوس کو بھی ان شعلوں میں گھسیٹ لیا ۔

تب دیکھنے کا منظر تھا خلوس کے سفید بال دھڑا دھڑ جل رہے تھے ۔ وہ چلا رہا تھا ۔ اور آگ اس کے بدن کے گرد تیزی سے پھیلتی جا رہی تھی ۔ وہ آگ جو اس نے میرے لئے بھیجی تھی ۔ سب اسے خود جلا رہی تھی اور جیسا کہ گرکلا نے بتایا تھا کہ ہر قسم کا جادو آگ میں جل کر ختم ہو جاتا ہے خلوس کی بھی یہی کیفیت تھی وہ جلتا جا رہا تھا ۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ بکھر زمین پر پڑا تھا ۔ تب گرکلا نے خوشی سے بھرپور لہجے میں کہا ۔

گرکلا کے لوگو ۔ خلوس مارا جا چکا ہے اور یہ ہمارا ساتھی کیونکہ حقیقی ہے کہ وہ جو فاتح ہو ہر طرح اس بستی کی قسمت کا مالک بن جاتا ہے تو کیا تم تسلیم کرتے ہو کہ گرکلا اس بستی کی مالک ہے ۔ یا نہیں ۔

ہاں اگر تم سے کاس تسلیم کرو گے تو وہ تم پر حکمرانی کرے گی اور تم نے دیکھا میرے ساتھی کو کہ اس نے کس طرح پوشاکا کے جادو کو ناکام بنا دیا ۔ یہ بات تم ہی بہتر جانتے ہو کہ خلوس کی اپنی قوت دراصل حیرت ناک تھی ۔ خلوس تو صرف چند لمحات کا مہمان تھا ۔ البتہ میں پوشاکا کو براہ راست للکار رہی ہوں اور جب تک وہ مدد کو نہیں آتا تو پوشاکا کو چند ساعت کے لئے تم پوشاکا کو بھی میں نے دیکھا ہے کہ خلوس کو ہر لحاظ سے ۔ تم اس بات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہو جس کا میں وعدہ کرتی ہوں ۔

بستی کے لوگوں پر سکوت طاری تھا ۔ اس بات میں کسی قسم کا شبہ کی گنجائش نہیں تھی کہ خلوس مر چکا تھا ۔ وہاں کے لوگ عرصے جادو کے پرستار تھے اور اس شخص کو مانتے تھے جو سب سے زیادہ طاقتور ہو ۔

چنانچہ گرکلا کے بارے میں انہوں نے اس طرح نیچی محبت کا اظہار کیا جیسے وہ ہمیشہ سے پوجتے ہوں اور انہوں نے اس کے آگے اپنا سر تسلیم خم کیا اور اس کو برتری کو مان لیا ۔

گرگلا ستارہ اور میں فلورس کے محل میں داخل ہوئی تھی اور اس کے بعد اس نے ان تمام لڑکوں کو دیکھا جو فلورس کے وفادار تھے۔ مجھے حیرت اس بات پر ہوئی کہ میں نے بڑے فلورس کو اچھی طرح دیکھا تھا۔
عجیب لوگ تھے وہ بہت ضعیف تھا۔ اس کی آنکھیں اور بال بالکل سفید تھے اور بہت بڑے ہو چکے تھے اور اس سے یہ احساس بھی ہوتا تھا کہ وہ بہت زیادہ طویل العمر تھا۔ لیکن اس کے باوجود اس کے محل میں نوجوان لڑکیوں کی بہتات تھی جن کے بارے میں سوال کرنے پر مجھے گرگلا نے بتایا۔
کہ بوڑھا فلورس حسن پرست تھا۔ اس نے ہر طرح کی لڑکیاں ... ضروری بات ہے کہ اس کے پاس بے شمار کنیزیں اور خادمائیں ہوں اور تم اس بات کا اندازہ لگا سکتے ہو کہ یہاں لڑکیوں کا حسین ہونا ... ہے اور کی دنیا ہے۔ یہاں لوگ ... بہت لمبی عمر تک جیتا ہے ... انسان ... اس طلسم ... صورت ... جانتے ہیں ... ہو جاتی ہے۔
ساری باتیں بہت عجیب تھیں پروفیسر۔ بلاشبہ زمین کے اس طلسم کی آبادی اور دنیا میرے لئے بے حد دلکش اور عجیب تھی اور میں ہر چیز کو بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔ ... میرے ذہن ... پیدا نہیں ہوئی تھی کہ یہاں میری کوئی دوست ہو ... تم جانتے ہو پروفیسر کہ عورت ... میری دنیا ... اور اب مجھے اس سے ... ہو گیا تھا کہ وہ ... کسی لڑکی ... میں تو صرف تفریحات کا عادی تھا۔ ستارہ شناسی ... کبھی اور کا تجزیہ ... اور کبھی لڑکوں کا انداز ... پرکشش دنیا مجھے پوری طرح ... کر رہی تھی۔
تب ہے ... اس دنیا میں جہاں تمہیں کامس کا ... آیا تھا۔
تمہاری کوئی عورت ... تھی؟ پروفیسر کی بیٹی نے پوچھا۔
اور میں نے اس کے سوال پر اس کی جانب دیکھا۔ "ٹھیک ہے" میں نے جواب دیا۔ اس وقت تک ... کسی دوسری عورت ... تھی اگر ہوتا تو کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ میں نے جواب دیا۔
ہاں تو تم اس دنیا کی بات کر رہے تھے کامس؟ پروفیسر نے کہا۔
ہاں پروفیسر میں زمین کے اس طلسم کدے ... کا شکار نہیں تھا گرگلا خوش تھی۔ گرگلا کی کیفیت بھی عجیب تھی۔ وہ بے حد ... رہتی تھی کہ کسی طرح کسی شے کو شکست دے اور اپنی محبت کا ... نجانے اس کے ذہن میں کیا تھا۔ لیکن ... اس کی عجیب و غریب کیفیات میں نے بارہا دیکھی تھیں۔ بارہا محسوس کی تھیں۔
یہاں میں بوڑھے فلورس کا ... دیکھا ... تھا اور یہاں تک لڑکوں ... حقیقت ... حسن کا احساس ... تھا کہ وہ خود بھی ... حسین تھے۔

گرگلا کی صورت بھی دیکھنے کے قابل تھی۔ بلاشبہ اسے ... یہ تسلیم کیا جا سکتا تھا کہ اس کے علاوہ فلورس کے محل میں جو خادمائیں اور کنیزیں تھیں وہ بھی اپنی مثال آپ تھیں۔ اور اب بھی میں کسی کی جانب متوجہ نہیں ہوا تھا۔
ہاں گرگلا کے بارے میں مجھے محسوس ہوتا تھا کہ جب بھی وہ تنہا ہوتی ہے تو مجھے عجیب سی نظروں سے دیکھتی رہتی ہے۔ اس کی آنکھیں اس وقت بے حد عجیب اور ویران ہوتی ہیں۔ ان آنکھوں میں بہت کچھ ہوتا ہے۔
میں ان آنکھوں کو پڑھ جاتا اور ان کے بارے میں تجزیہ کر لیتا تھا میرا اندازہ تھا کہ گرگلا دل ہی دل میں ... جس کا نام گرگلا ہے اور عورتوں کی روایت کے مطابق اب پریشان ہو گیا ہے۔
لیکن اب اور انتقام کے درمیان کی عورت بری طرح الجھی ہوئی ہے۔ گرگلا تھی۔ اور میں نہیں کہہ سکتا تھا کہ اس کا انجام یا اختتام کیا ہوگا۔
ممکن تھا کہ گرگلا کسی شے پر قابو پالیتی اور اپنے ساتھ مجھے اپنے ذہن میں گرالیتی۔ جہاں تک اس کے پیچھے کا تعلق تھا وہ بھی کہا کرتی تھی کہ وہ بلاشبہ کوشش کرے گی اور اسے زمین کی گہرائیوں میں اس جگہ ... کرے گی جہاں سے وہ کبھی ابھر سکے۔ وہ اس کے جادو کو فنا کرے گی۔
بہرحال میں نہیں کہہ سکتا تھا۔ وہ انتقام اور محبت کے درمیان میں پھنسی ہوئی تھی۔ وہ بیک وقت کسی شے کو چاہتی تھی اور اس سے شدید نفرت بھی کرتی تھی۔ البتہ میں نے محسوس کیا تھا وہ بے پناہ الجھی ہوئی تھی اور اس کی الجھنوں کو محسوس کرکے میں نے گرگلا سے گفتگو کرنے کی میں بات کی۔
"لیکن گرگلا کیا یہ ضروری ہے کہ تم اپنے جادو سے کسی شے کو زیر کرو۔ کبھی تم کیا ہو ...؟" میں نے سوال کیا۔
"میں تمہارا مطلب سمجھ رہی ہوں کامس۔ تم یہی کہنا چاہتے ہو کہ میں فلورس کے جادو ... لیکن ... اور ... کا جادو تو نہیں تھا کہ کوئی شے کا جادو تھا۔ جہاں تک فلورس کی حیثیت اور قوت کا تعلق ہے تو اسے زمین آسانی سے فنا کر سکتی تھی۔"
"ٹھیک ہے کسی شے کا جادو بھی لیکن کیا تم اس کے سامنے ...؟ نہیں ہو گی تھیں۔"
"میرے ساتھ تم ہو۔" اس نے پیار بھری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا اور میں نے اس کی جانب دیکھا پھر بولا۔
"ٹھیک ہے گرگلا، تمہیں معلوم ہے کہ میں تم لڑکیوں کی صلاحیت جادوگری کو ... کہ ایک عام انسان کی حیثیت سے ... بالاتر ہوں۔ اس سے زیادہ کوئی بات نہیں ہے؟" میں نے کہا۔
"کامس تم اپنے آپ کو کبھی اتنا کمتر ... پیش نہ کرو ... بعض اوقات حیرت ہوتی ہے ... اور تمہاری ... بھی ..."
"کیوں؟"

"اس وقت تم وہ ہو جو اس سرزمین پر دوسرا کوئی نہیں ہے۔" گرگلا نے پیار بھرے لہجے میں کہا۔
"گرگلا تمہارا کہنا ممکن ہے کہ درست ہو۔ ٹھیک ہے لیکن جادو کے سلسلے میں تو میری کوئی معلومات نہیں ہیں۔ اس سلسلے میں تم کچھ نہیں جانتیں؟ اگر میں تھوڑا سا جادو بھی سیکھ جاؤں تو زیادہ اچھا ہے۔"
گرگلا کچھ سوچنے لگی تھی۔ پھر اس نے پرخیال انداز میں مجھے دیکھا اور بولی۔
"تو تم جادو سیکھنا چاہتے ہو کامس؟"
"ہاں گرگلا۔ میں جاننا چاہتا ہوں کہ یہ کیسا علم ہے جو ایک انسان کو اتنی طاقت دیتا ہے۔"
"لیکن اس کے لئے تمہیں طویل عرصہ درکار ہے کامس میرا مقصد ہے کہ تمہیں اپنے سارے مشاغل ترک کرنے کے بعد ایک لمبے عرصے تک تنہائی اختیار کرنا ہوگی۔ جادو سیکھنے کے لئے تنہائیاں بے حد ضروری ہیں۔"
"میں یہ تنہائیاں اپنالوں گا گرگلا۔ کیونکہ میں اس علم کو سیکھنا چاہتا ہوں۔" میں نے جواب دیا۔
"لیکن میری ایک بات مانو گے کامس؟" گرگلا نے پیار بھرے لہجے میں کہا۔
"ہاں کہو۔"
"کیوں نہ تم اس وقت تک اس خیال کو ذہن سے نکال دو جب تک کہ میں فلورس پر قابو نہ پالوں۔"
"ٹھیک ہے گرگلا مجھے اس پر اعتراض نہیں ہے۔ لیکن پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ تم فلورس کی قوت کے مقابلے میں کہاں کھڑی ہو۔ اس انداز میں اگر تمہیں فلورس پر قابو پانا ہے ... تو تمہاری مدد کر ... اگر صورت میری جسمانی قوت بس ... اس کے ساتھ تو پھر تمہاری مدد کروں گا لیکن سوچ اگر تم کسی جادوئی ... تو شاید میں تمہاری مدد نہ کر سکوں گا۔" گرگلا کسی گہری سوچ میں گم ہوگئی تھی پھر اس نے بڑی محبت سے میری جانب دیکھا اور بولی۔
"تب تمہیں سلاوس کو اپنانا پڑے گا۔"
"سلاوس کیا ہے؟" میں نے سوال کیا۔
"اسم اعظم جس کے ذریعے ... دولت سے روشناس کراتا ہے اور جو اس زمین کے طلسم کا قدیم ترین انسان ہے۔ بہت عظیم انسان ہے اور اسے اس دنیا کا ... جو صدیوں سے زندہ ہے۔"
"اوہ ... کہاں ہے وہ؟"
"زمین کی گہرائیوں میں۔ وہاں جہاں برف کے تودے ڈھکے ہوئے ہیں۔ وہ اس کا وطن ہے۔ وہ ہمیشہ ہمیشہ سے وہیں رہتا ہے۔ ہاں جب اسے ... کوئی اس کی پکار پر غور کرکے اور جب قابل غور سمجھتا ہے تو مدد کرتا ہے۔"

میں اس کے ساتھ ایک طویل عرصے تک رہی ہوں اور اس نے مجھے علوم کی دولت سے بہرہ ور کیا ہے۔ لیکن تمہاری دنیا کے حساب سے جب بارہ برس گزر جاتے ہیں تو وہ خود کچھ لمحات کے لئے زمین سے باہر آجاتا ہے اور باہر کی دنیا کے نظارے کرتا ہے۔ مستقبل کے بارے میں سوچتا ہے۔ مستقبل کی پیشین گوئیاں کرتا ہے اور پھر اپنی دنیا میں واپس چلا جاتا ہے۔" گرگلا نے کہا۔
"اوہ" میں نے تو مجھے آنکھیں پھاڑ رہی ہیں۔ گرگلا میری نسل کا کوئی دوسرا فرد۔ میں نے دل ہی دل میں سوچا اور میری دلچسپی کچھ اور بڑھ گئی سوچنے لگا کہ گرگلا سے پوچھا۔ "لیکن سلاوس کے پاس تم کیوں جاؤ گی گرگلا؟"
"اس سے مشورہ لینے۔ سلاوس سے میں نے یہ بات پہلے بھی کبھی تھی کہ میں جادو کچھ سیکھ رہی ہوں اور ایک انتقام کا جذبہ رکھتی ہے۔ بلاشبہ وہ کامس بننا چاہتی ہوں لیکن اس میں بھی ایک جذبہ پنہاں ہے۔"
"وہ کیا گرگلا؟" میں نے سوال کیا۔
"کامس دراصل میں کسی شے کو شکست دینا چاہتی تھی۔ اور اس سے انتقام لینے کے لئے میں نے یہ علم سیکھا۔ سلاوس عظیم نے پہلے تو مجھے منع کیا کہ میں کسی انتقام کے جذبے کے تحت جادو سیکھنے کی کوشش نہ کروں۔ لیکن پھر وہ میری لگن سے متاثر ہو گیا تھا۔ ایک طویل عرصے تک اس نے مجھے اپنی صحبت بخشنے کے بعد آزاد کر دیا تھا اور کہا تھا کہ میں اس سے زیادہ اس کے پاس نہیں رہ سکتی ہوں اس نے کبھی نہیں پکارا لیکن اس نے مجھے اجازت دی تھی کہ اگر میں زندگی میں تین بار اسے پکار لوں اور اگر مجھے اس کی ضرورت پڑے تو وہ میری مدد کرنے پر تیار ہو جائے گا۔ چنانچہ کیا خیال ہے ہم اس سے مشورہ کریں۔ میں اس کے پاس جاؤں اسے پکار لوں اور تمہارا مسئلہ اس کے سامنے پیش کر دوں۔" گرگلا نے کہا۔
"ہاں ضرور گرگلا۔ میں اس سے ملنا پسند کروں گا۔" میں نے جواب دیا۔
"بس تو پھر ٹھیک ہے۔ ہم چلتے ہیں۔ اور یہ بستی چونکہ میری ملکیت ہے یہ طاقت ... زیر نگرانی ہے اس لئے یہاں سے جانے سے پہلے ضروری ہے کہ میں یہاں کوئی جانشین یہاں چھوڑ دوں۔"
"یہ جانشین کون ہوگا گرگلا؟" میں نے سوال کیا۔
"اس جانشین کا ہے انتخاب کرنا ہوگا کامس۔ اور یہ تم دیکھنا کہ جب ہم کامس کو ہم اس وقت تک واپس نہیں آئیں گے جب تک کہ ... کے لئے کوئی مناسب فیصلہ کر لیا جائے۔ یا کسی فیصلے کے تحت ہمیں یہاں واپس آنے کی ضرورت پیش آجائے۔ کیا خیال ہے تمہارا؟" گرگلا نے پوچھا۔ اور میں پرخیال نگاہوں سے دیکھنے لگا۔
"ٹھیک ہے گرگلا۔ یہ تمہارا ذہن ہے جو تمہارے معاملات میں الجھا ہوا ہے تم بہتر فیصلہ کر سکتی ہو۔ میں ہر طرح تمہارے ساتھ ہوں۔ جہاں تک تمہاری زندگی کا معاملہ ہے۔ ... کہتا تھا کہ وہ صرف تمہارے لئے ہے۔ جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے تو دنیا کا کوئی جادو میرے لئے خطرہ بنا ہوا نہیں ہے اس سے میں پوری طرح ..."

ہوں۔ ہاں یہ دوسری بات ہے کہ اس معاہدے کے خلاف میری طاقت [illegible]
ایسا قدم نہ اٹھا سکتے ہیں [illegible]۔ چنانچہ جو کچھ بھی ہو رہا ہے گرگلا وہ
[illegible] ہے اور اس سر زمین کے معاملات [illegible] سے بہتر جانتی ہوں" میں
نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے گولاس۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں بہت کچھ جان گئی ہوں
اور مجھے امید ہے کہ اور بھی بہت کچھ جان جاؤں گی۔ میرا ذہن ابھی [illegible]
کشمکش کا شکار ہے لیکن [illegible] لیکن ٹھیک ہے وقت
گزرنے پر ہم کوئی بہتر فیصلہ کر سکیں۔"

میں نے گرگلا کی بات کا جواب نہیں دیا تھا۔ [illegible] الفاظ میں وہ
جن خیالات کا اظہار کر رہی تھی ان سے میں واقف تھا اور پروفیسر جہاں
[illegible] میں نے بعض
اوقات زندگی کے اندر [illegible] کئے ہیں
اور مجھے ان [illegible] پر کوئی شرمندگی بھی نہیں ہوتی ہے۔ بس ظاہر ہے
میں اپنا مطلب نکالنے کے لئے [illegible]
لیکن میرے سامنے [illegible] حاصل کرنے کے لئے
[illegible]

گرگلا ایک حسین تھی اور اس کے حصول کی خواہش بھی کی جا سکتی تھی
لیکن اس نے جو [illegible] پروفیسر [illegible]
سوچا تھا کہ یہ عورت ایک دوسرے [illegible]
اس کے بعد [illegible]
کسی شخص کو [illegible] اس سے ملاقات کے بعد [illegible]
[illegible] اظہار کرے تو
شادی میں [illegible] لیکن اس صورت میں جب کہ
وہ عورت [illegible] میرا خیال ہے میرے لئے قابل قبول
نہیں تھا۔

گرگلا نے ملوس کے [illegible] قبضہ جما لیا تھا [illegible] کہ وہ
جو [illegible] ہے۔

گرگلا بستی کے [illegible] لوگ اس کے ساتھ تعاون کرتے تھے اس کے
احکامات کی تعمیل کرتے تھے۔

پھر جب ایک صبح [illegible]۔ ہاں پروفیسر [illegible]
دربار [illegible]۔ تب [illegible]
[illegible]
[illegible]
شخص کو دیکھا۔

"تمہارا نام سلامی ہے۔" گرگلا نے سوال کیا۔

"ہاں میرا نام سلامی ہے۔" اس شخص نے نگاہیں جھکا لیں اور
ادب سے جواب دیا۔

"اور میں یہ بھی جانتی ہوں سلامی کہ یہاں کے بے شمار لوگ تمہاری
عزت کرتے ہیں اور تم سے محبت بھی کرتے ہیں۔"

"[illegible] کی کوشش کر رہا ہوں۔" سلامی نے
جواب دیا اور پھر حیرت زدہ لہجے میں بولا۔

"لیکن مقدس کاس میں نہیں جانتا کہ تم سے یہ باتیں کس نے کہیں۔"

"میرے علم نے سلامی۔ کیا تم میرے علم کو نہیں سمجھتے؟" گرگلا نے
عجیب سے انداز میں پوچھا۔

"نہیں نہیں۔ مقدس کاس نہیں، میں ایسا نہیں سمجھتا لیکن"
[illegible] گرگلا نے سوال کر دیا تھا۔

"سلامی سنو میں [illegible] کا عزم کر چکی ہوں اور اس
[illegible]
[illegible]۔ اس لئے ابتدائی طور
پر [illegible]۔ تم میرے نائب کی حیثیت
سے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] تیار ہو۔"

"مقدس کاس کے احکامات کی تعمیل میری زندگی کا مقصد ہے۔" سلامی
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
لوگوں کو بہتر زندگی [illegible] فراہم کر رہی ہوں۔"

"تو آؤ میرے قریب آ جاؤ۔" گرگلا نے دونوں ہاتھ پھیلا دیے
اور دوسرے لمحے وہ شخص گرگلا کے جسم سے اس طرح پیوست ہو گیا جیسے وہ ایک
جان دو قالب ہوں۔ لیکن [illegible] جذبات نہیں تھے
جو [illegible] عورت اور مرد کا تصور ہو۔

سلامی [illegible] بے پناہ عقیدت تھی اور گرگلا کے چہرے پر
ایسے [illegible] عزت بخش رہی ہو
تب سلامی پیچھے ہٹا [illegible] اور پھر [illegible]
طرف [illegible] سلامی کے قدم زمین سے اٹھ گئے۔
وہ فضا میں [illegible]
[illegible]
[illegible] دیکھتے رہے۔

تب آہستہ آہستہ [illegible] اور اس نے ایک [illegible]

لگا جس میں گرگلا کی تعریف و توصیف کی گئی تھی۔

"تو نے [illegible] سلامی کو [illegible]
[illegible] تبدیلیاں محسوس ہوئیں؟"

"ہاں مقدس کاس [illegible] محسوس ہوتا ہے جیسے زمین کے بہت سے
پوشیدہ راز مجھ پر کھل گئے ہوں۔ میری نگاہ آسمان کی وسعتوں تک [illegible]
بلاشبہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ مجھ میں نمایاں تبدیلیاں آئی ہیں۔" سلامی نے کہا۔

"یہ تبدیلیاں [illegible]" گرگلا نے کہا۔

"ہاں مقدس کاس۔ [illegible]
اس [illegible] جو تو نے مجھے عطا کیا ہے۔"

"تو سب لوگ سن لو کہ [illegible] سلامی ہے۔ تم اس کے
احکامات کی تعمیل کرو گے اور اگر تم نے [illegible]
[illegible] حساب [illegible] میں اس سے حساب کر لوں
گی اور اس کے بعد سلامی کے مستقبل کا تعین کروں گی۔" گرگلا نے کہا۔

اور گرگلا کے لوگوں نے گرگلا کے [illegible] نعرے لگائے۔ اور پروفیسر
بہت سی [illegible] نہیں تھیں، خوشی کا [illegible]
کا اظہار [illegible] اعتماد اور [illegible] سب کچھ [illegible] تھا
جس طرح تحت الثریٰ کے [illegible] تماشائی
کی حیثیت رکھتا تھا۔ گرگلا نے سلامی کو [illegible]
[illegible] لوگ وہاں سے چلے گئے۔ [illegible] میرے ساتھ
ملوس کے محل کے [illegible] جہاں ملوس کی نشست ہوا کرتی تھی
وہ ایک نشست گاہ [illegible]۔

انتہائی آرام دہ نشست گاہیں تھیں اور [illegible] جگہ جگہ [illegible] بیٹھے
ہوئے تھے۔ [illegible]

گرگلا کی [illegible] مسکراہٹ [illegible]
[illegible] دیکھ رہا تھا۔

تب اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ "بڑی خوشی ہوئی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

گرگلا کی باتوں کا میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ظاہر ہے وہ [illegible]
[illegible] اور بے شمار لوگوں کے درمیان [illegible]
[illegible] لیکن مجھے یہ باتیں [illegible] پسند تھیں۔

"پروفیسر تم خود سوچو۔ زندگی گزارنے کا کوئی [illegible] راستہ تو

ہوتا ہی۔ جو میں نے یہ راستہ پسند کر لیا تھا اور اگر میں اس سے دور ہٹنے کی
کوشش بھی کرتا تو کہاں جاتا۔ کسی ویرانے میں [illegible] تو کب تک [illegible] دل
لگا رہتا ——— میں انسان [illegible] کچھ [illegible] ضرور ہوں لیکن انسانیت
کی خصلت سے دور نہیں ہوں۔

چنانچہ دنیا بھر کے مشاغل سے مجھے بھی دلچسپی تھی اور یوں ہی میں
زندگی گزار بھی سکتا تھا۔

بے شمار لوگ میرے ساتھ رہتے تھے۔ میں نے اپنی قوتوں سے ان کی
امداد کی تھی اور [illegible] پروفیسر [illegible] لوگ تباہ ہو گئے تھے میں نے
اپنی آنکھوں سے ان کا عروج، زوال اور پھر خاتمہ دیکھا تھا۔

میں نے [illegible] کا عروج دیکھا تھا۔ سکندر کی ابتداء و انتہا بھی تھی
اور [illegible] کا اختتام بھی میری نظروں کے سامنے ہوا تھا۔ چنانچہ ایک طرح سے
میں [illegible] کے معاملات میں دلچسپی
لینا [illegible] مشغلہ تھا۔

دوسرے دن جس کا تعین [illegible] گزرے ہوئے وقت سے کیا جا سکتا
تھا۔ میں اور گرگلا تیار ہو گئے۔

سفر کے لئے ہم نے اپنے مخصوص گھوڑے لئے۔ [illegible]
نے [illegible]۔ [illegible] اور گرگلا کا نائب سلامی
[illegible]
سیدھا شروع ہو جایا کرتے تھے۔

یہ سیدھا سرسبز [illegible] درختوں اور [illegible] سے لدے ہوئے تھے
یوں تو میں تمہیں بتا چکا ہوں پروفیسر کہ [illegible]
بھی نہیں کر سکتے جو میں نے تحت الثریٰ میں دیکھی [illegible]
اور تمہاری بیٹی نے سوال کیا تھا، [illegible] بتا چکا ہوں کہ میں نے وہاں
کوئی چیز نہیں دیکھی اور [illegible] اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ تمہارے
اپنے عقیدے کے مطابق [illegible] کا کوئی وجود ہو گا لیکن [illegible] سے آج تک
ناواقف رہا ہوں [illegible]
[illegible] تحت الثریٰ کے [illegible]
[illegible] تسلیم کئے لیتا
ہوں، بہر حال میں اور گرگلا سفر کرتے رہے۔

ہم جن راستوں سے جا رہے تھے وہاں چاروں طرف حسین مناظر
بکھرے ہوئے تھے۔ کہیں سرسبز میدان تھے، کہیں برف پوش پہاڑ
کہیں درختوں کا سلسلہ [illegible]
[illegible] کچھ نہیں ہے۔ چنانچہ ہم سفر کرتے رہے۔

"ایک بات تم سے پوچھوں [illegible] مداخلت [illegible] جس کی معافی
چاہتی ہوں۔" گرگلا نے اچانک کہا۔ اور ایک لمحے کے لئے پھر وہی سکوت
طاری ہو گیا جو اس قسم کے سوالات [illegible]

وہ شاید اس حسین [illegible] دلچسپی [illegible]

محسوس کر رہا تھا۔ چند لمحے وہ گھوری گھوری نگاہوں سے مجھے دیکھتا رہا۔
پھر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی
ہاں مجھے عجیب سا لگا بہت دیر سے تم نے کوئی سوال نہیں کیا
اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔
سوال یہ ہے ۔۔۔ نے کہا۔
یقیناً پوچھو۔
یہ زمین کتنی خوبصورت ہے۔
بے حد خوبصورت۔
[illegible]
اسے ایک طویل عرصہ کہہ سکتے ہیں [illegible]
[illegible]
ہاں۔
اور ایک ہی جگہ۔
ہاں۔
[illegible]
ٹھیک ہے ۔ [illegible]
[illegible]
ہاں۔ بالکل اسی طرح جیسے تمہاری زمین پر۔
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
ہاں۔ وہاں میں نے بہت کچھ دیکھا [illegible]
[illegible]

ٹھیک ہے ۔ پروفیسر نے دوبارہ میدان میں داخل ہو [illegible]
[illegible] حسین ترین مناظر
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
کیونکہ وہاں [illegible] کا موسم اور روشنی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
گھوڑے ۔۔۔ وہ بار بار ساتھ دے سکے اور گوگالا نے ایک گہری
سانس لے کر گھوڑے روک لیے۔
کیا بات ہے گوگالا۔
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
لیکن اس کے بعد گوگالا۔
اس کے بعد علم کا سفر شروع ہو گا۔
[illegible]
[illegible]
[illegible]
ملاقات کرتا ہے۔
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

ہوگا اور میں یہ بھی نہیں چاہتی کہ سلاؤس غضبناک ہو کر میرے سامنے نے
کیونکہ میں ہی اسے اس کی نیند سے جگاؤں گی۔ تو وہ تمہیں ایسے اور تم جانتے
ہو کہ اس کے بعد اس کے ذہن میں کوئی اور بات پیدا ہو جائے۔ یہ باتیں مجھے پریشان
کرتی ہیں۔"

"مجھے تو سے کچھ فاصلے پر پہنچنے دے گرکلا۔ میں برف کے کسی تودے
کی آڑ میں ہو جاؤں گا اور اس کے بعد تو اپنا کام کر اور بس اس سے زیادہ
بہتر ہے میں نہ سوچ۔" میں نے کہا۔

"جیسی تمہاری مرضی کاس۔" گرکلا نے کہا۔ اور میں نے اسے
چھوڑ دیا ——— میں اس سے کافی دور نکل آیا۔ اور پھر جا کر ایک
بڑے تودے کی آڑ میں رک کر میں نے گرکلا کو دیکھا۔

گرکلا نے برف کی جانب کے رخ پر پھیری ہوئی تھی۔ اب وہ ہونٹوں ہی ہونٹوں
میں کچھ بڑبڑا رہی تھی اور اس کے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آسمان کی جانب
اٹھی ہوئی تھیں۔ کبھی کبھی یہ انگلیاں مڑ جاتیں اور پھر سیدھی ہو جاتیں۔ پھر
اس کے حلق سے ایک تیز آواز نکلی۔

"سلاؤس"۔ یہ بلاشبہ آواز تھی خوفناک اور اتنی شدید تھی کہ
قرب و جوار سے برف کے ذرات اڑنے لگے اور پوری وادی اس آواز
سے گونج گئی۔ اس آواز میں اتنی شدت تھی کہ میرے کانوں کے پردے پھٹنے
لگے ——— ماحول کی دلچسپی کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا تھا۔ دوسری تیسری
گرکلا نے تین آوازیں دیں اور برف کے ذرات فضا میں اس قدر
منتشر ہو گئے کہ فضا دھندلا کر رہ گئی۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آواز کا
یہ کونسا جادو تھا جس نے برف کو منتشر کر دیا تھا۔

پھر تھوڑی ہی دیر کے بعد اچانک ایک جگہ سے میں نے اس انداز میں
دھواں سا اٹھتے دیکھا جیسے آتش فشاں پھٹ پڑا ہو۔ اور جس سے لاوا
بہہ رہا ہو۔ لیکن یہ لاوا برف کا لاوا تھا۔ برف کے ذرات زمین سے بلند
ہوتے جا رہے تھے اور پھر وہ اتنی بلندی پر پہنچ گئے کہ حیرت ہوتی تھی۔
برف کا ایک اور پہاڑ نمودار ہو گیا تھا جو ذرات کی شکل میں تھا۔
پھر یہ ذرات آہستہ آہستہ زمین پر بیٹھنے لگے۔ اور چند ساعت کے بعد
جب ذرات کا دھواں چھٹا تو میں نے ایک انتہائی طویل القامت
بڈھے کو دیکھا۔

اتنا طویل القامت جس کا تصور تک نہیں کیا جا سکتا تھا۔
گرکلا اس کے قدموں کے نزدیک ایک ننھی سی گڑیا محسوس ہو رہی تھی۔ بوڑھا
برف کا بنا ہوا معلوم ہو رہا تھا۔ اپنی نیلی نیلی نگاہوں سے چاروں طرف
دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے نیچے نگاہ کی اور گرکلا کو دیکھا۔ چند ساعت وہ
اسے دیکھتا رہا پھر اس کا جسم چھوٹا ہونے لگا اور تھوڑی دیر کے بعد وہ پوری
طرح انسانی شکل میں آ گیا۔

گو میں ان دونوں سے مناسب فاصلے پر تھا لیکن ان کی آواز
سن سکتا تھا۔ ان کی حرکات دیکھ سکتا تھا۔ گرکلا نے سر جھکایا تو اس نے تب

برف کے بڈھے کی آواز ابھری۔

"کون ہے تو ۔۔؟"

"گرکلا ہوں سلاؤس۔ تیرے قدموں میں ایک طویل عرصہ
گزار چکی ہوں۔" گرکلا نے جواب دیا۔

"تب تو جانتی ہو گی کہ میں اپنی نیند اور آرام میں خلل اندازی
پسند نہیں کرتا۔" سلاؤس نے کہا۔

"میں جانتی ہوں سلاؤس۔" گرکلا نے جواب دیا۔

"اس کے باوجود تو نے مجھے ان آوازوں میں پکارا جو میری نیند میں
خلل انداز ہوتی ہیں اور ان آوازوں سے کوئی اجنبی واقف نہیں۔ لیکن
تو نے ان سے فائدہ اٹھایا جو تجھے میری بتائی ہوئی تھیں۔"

"ہاں سلاؤس۔" گرکلا نے صاف لہجے میں کہا۔

"تب یقیناً کوئی ایسی ہی بات ہو گی جس کے لئے تجھے یقین ہو گا کہ
میں اسے سن کر اپنی نیند میں خلل اندازی کا برا نہیں مانوں گا۔"

"نہیں سلاؤس طاقت اور عظمت کا دیوتا ہے۔ تیرے پاس
وہ قوتیں ہیں جو تجھے عام کاہنوں سے برتر کرتی ہیں لیکن وہ جن کے پاس
قوتیں نہیں ہیں وہ کہاں جائیں۔ اگر وہ اپنی الجھنیں اپنی پریشانیاں لے کر
تیرے پاس نہ آئیں تو اس لئے کہ وہ تجھ پر مان رکھتے ہیں۔ وہ سوچتے ہیں
کہ سلاؤس انہیں مایوس نہیں کرے گا۔" گرکلا نے جواب دیا۔

"لیکن سلاؤس کسی کا پابند نہیں ہے کہ جب کوئی اسے پکارے وہ
اس کی خدمت میں پہنچ جائے۔"

"میں یہ بھی جانتی ہوں عظیم سلاؤس لیکن صرف یہ بتا کہ میری
الجھن مجھے کہاں لے جاتی۔ کیونکہ میرے پاس جو کچھ ہے وہ تیرا دیا ہوا ہے
پھر اس صورت میں میں تیرے پاس نہ آتی تو کہاں جاتی۔"

"تو کس الجھن میں گرفتار ہے گرکلا۔"

"سلاؤس تو نے میری جانب اپنی آنکھیں بند کر رکھی ہیں تو
ابھی تک نیند میں گم ہے۔ اس سے تو نے مجھے بچایا اور نہ [illegible]
میں سوچا۔ اور یہ سوچا بھی نہیں گیا کہ سلاؤس ان لوگوں سے کوئی
سوال کرے گا جو اس کی بارگاہ میں صرف اس لئے حاضر ہوتے ہیں کہ [illegible]
بے حد و حساب ہے۔ سلاؤس کا علم لامحدود ہے اور سلاؤس کی قوتیں بھی
ہیں اور لامحدود دونوں کا مالک ہے اپنی قوتیں سمیٹے برف کی گہرائیوں میں سو رہا
ہے اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ وہ حکمران ہے اور جو لوگ اس کے مقابل آئیں
گے اس سے شکست کھا جائیں گے۔ نیند کے یہ سیر لمحے [illegible]
ہے اور وہ اپنی دنیا میں مگن رہتا ہے لیکن وہ جو اس کے طالب ہوتے
آخر کار ان کے پاس تو نہیں ہے گی۔ ظاہر ہے انہیں سلاؤس کی
ضرورت ہوتی ہے۔ وہ سلاؤس کے غلام ہوتے ہیں۔"

سلاؤس چند ساعت خاموش رہا۔ پھر اس نے ادھر ادھر دیکھا اور
گرکلا سے مخاطب ہو کر بولا۔ "تیرے ساتھ اور کون ہے۔"

"عظیم سلاؤس کی قوتیں جاگ رہی ہیں۔" گرکلا مسکراتے ہوئے بولی
اور سلاؤس کے چہرے پر حرکت پیدا ہو گئی۔

"اسے آواز دے۔"

"جو حکم سلاؤس۔" گرکلا نے کہا ——— "اور مجھے آواز دی۔

"کاس۔ سامنے آ جاؤ۔"

اور میں برف کے تودے سے باہر نکل آیا۔ میں گرکلا اور سلاؤس
کی ساری باتیں سن چکا تھا۔

سلاؤس نے اپنی سرد نگاہوں سے مجھے دیکھا۔ دیکھتا رہا اور مجھے
یوں محسوس ہوا جیسے اس کی آنکھوں میں روشنیاں جاگ اٹھی ہوں۔ اس کی
نگاہوں میں دلچسپی پیدا ہو گئی تھی۔ اس نے مجھے سر سے پاؤں تک غور سے دیکھا
اور پھر آہستہ سے مسکرا دیا۔

میں بڈھے سلاؤس کے کچھ کہنے کا انتظار کر رہا تھا۔ جب
بغور جائزہ لے چکا تو گرکلا سے مخاطب ہوا۔

"واہ۔ انوکھا انسان ہے۔ گرکلا یہ کون ہے؟"

"عظیم سلاؤس اس نے اپنا نام کاس بتایا ہے۔ لیکن چھوٹی چھوٹی
قوتوں کے ساتھ میں اسے کاس تسلیم کر چکی ہوں۔"

"صرف کاس۔" سلاؤس نے استہزائیہ انداز میں کہا اور میں
چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

سلاؤس کے لہجے میں کوئی ایسی ہی بات تھی جس نے مجھے چونکنے
پر مجبور کر دیا تھا۔ تاہم میں نے کوئی ردعمل ظاہر نہ کیا۔ حالانکہ میرے ذہن
میں بھی بہت سے سوالات چل رہے تھے۔ لیکن میں صرف اسے ہی
دیکھتا رہا تھا۔

"کیا تو نہیں جانتی سلاؤس۔"

"تو مجھے کوئی بھی نہیں گرکلا۔ ابھی تیرا علم محدود ہے۔" سلاؤس
نے کہا اور پھر میری جانب دیکھنے لگا۔

"کاس۔ صرف کاس ——— خوب۔ یقیناً تجھے اپنی اس قوت میں
پختگی آ جانا چاہئے تھا لیکن تو تو سراسر دوسری ہے شاید اس برف کی مانند
اور یہ بھی ممکن ہے کہ شاید تو نے زندگی کا کوئی حصہ برف کے نیچے گزارا ہو
بہرحال میں پہلے گرکلا سے بات کر لوں پھر تجھ سے تفصیلی گفتگو کروں گا۔"

عالم برف کی یہ گفتگو میرے لئے خاصی سنسنی خیز تھی۔ اس
نے جس انداز میں بے حجاب ہو کر میرے بارے میں تبصرہ کیا تھا
اس نے مجھے چونکا دیا تھا۔ چنانچہ میں اس کی بات میں دلچسپی لینے پر مجبور
ہو گیا تھا۔ تب سلاؤس گرکلا کی جانب متوجہ ہو کر بولا۔

"کیا تو برف کی گہرائیوں کے سکون کو کسی جا پسند کر سکتی؟"

"عظیم سلاؤس اپنی اس خادمہ سے سوال نہ کر۔ اسے صرف
حکم دے۔ کیا میں اس قابل ہوں کہ دو بارہ عظمت کی اس وادی کو دیکھ

تب اس نے میرا بازو پکڑ کر مجھے گھسیٹ لیا اور قریب سے مجھے دیکھنے لگا۔ اور ایک بار پھر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ "میرے علم نے میری آنکھوں کو جو بینائی بخشی ہے اس کے تحت اگر واقعات میرے اندازے غلط نہیں نکلے۔ تیری تحریر میرے علم میں اضافہ کرے گی۔"

"میری تحریر۔۔۔؟" میں نے پوچھا۔

"ہاں۔ نصف انسان کی پُراسرار کتاب۔ میرا علم مجھے یہی بتاتا ہے اور تیرے اندر، جاننے کو کیا کچھ چھپا ہوا ہے میں ان اندازوں میں اسے تلاش کروں گا۔"

"تب میں تجھے یہ کتاب پڑھنے کی دعوت دیتا ہوں۔"

"میں تیرا شکر گزار ہوں۔ اب میں تجھے سوز دلا دیتے ہے۔ رشتاس کرو گی۔ اس طرف آ۔" اس نے کہا۔ اور مجھے پھر ایک طرف کھڑا کر دیا۔ خود ان اندازوں سے بچنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اور میرے بدن میں سر سراہٹ رینگنے لگیں۔ بلاشبہ میری نقل بنانے بزرگ کا ارادہ تھی میری تحریر کرتا دوسرا ہوتا تو اس کی رگوں میں خون جم کر منجمد ہو جاتا۔ لیکن میرے بدن کو یہ شدت برداشت کرنے کی عادت تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد یہ رابطہ بھی ہٹ گیا۔ تب اس نے مجھے بہت سے دلاسے دیئے اور کہا: "اے اس عظیم دانشکدہ تو در حقیقت ایسا انقلاب رفیر کر دل چاہا کہ تیرے کی زندگی کی کتاب میں ہی مند کر دوں اور اس پر قبضہ جما لوں لیکن کیا ایسے صاحب علم کا قتل میرے ہاتھوں کبھی نہیں ہو سکتا تھا۔"

"میرے دل میں، تیرے ہاں بے شمار سوالات ہیں جو میں تجھ سے کرنا چاہتا ہوں۔ اور یہ مجھتا ہے میں ان کی ترتیب درست نہیں کر پا رہا لیکن تیرے کہ بغیر میں تجھ سے سوالات کر بھی نہیں سکتا۔ تو نے اس دانشکدے کو دیکھا، کیسا لگا۔۔۔؟"

"بے شک اس سے قبل کسی ایسی جگہ کا تصور بھی نہیں کیا تھا۔"

"یہ دانشکدہ میں نے خود تعمیر کیا ہے۔ ابھی اس کے بہت سے پہلو پوشیدہ ہیں۔ لیکن تو نے یہ بھی دیکھا کہ میں نے تجھے شرم آگ اور سرزمین کا قصہ سنایا۔ حالانکہ میں تیری موت نہیں چاہتا تھا۔"

"اس سلسلے میں کیا کہو گے؟"

"علم کا امتحان۔"

"بے شک۔ یہ میں نے بھی تسلیم کر لیا۔ اور تجھے اس دانشکدے کی کتاب میں ہر رو اعلیٰ سمجھتا ہوں۔ اب میں چاہتا ہوں کہ تم وہ کہو جو کہنا چاہتے ہو۔"

"تب یہاں سے چلو۔ نشست گاہ میں بیٹھ کر گفتگو ہوگی۔"

"چلو۔" میں نے کہا اور ہم اس عجیب و غریب جگہ سے باہر آ گئے اور اب اس بوڑھے کا عاشق ہو گیا تھا۔ بلاشبہ اس کا علم بے پناہ تھا۔ اس نے سب کچھ کیا تھا وہ بہت خوب تھا۔ ایک دوسری عجائب گھر ہو رہا تھا جو جگہ۔

"پہلے میں تم سے ایک سوال کرتا ہوں۔" سلاؤس نے کہا۔

"ضرور۔"

"گوکلا کے لئے تم کس قدر سنجیدہ ہو؟"

"اس کی خواہشات پوری ہونا چاہئیں۔"

"ہاں۔ یوشتا بلاشبہ بے پناہ پُراسرار قوتوں کا مالک ہے۔ لیکن اس کے باوجود وہ بہتر نہیں ہے کہ اسے اپنی طاقت پر ناز ہے اور اس طاقت کے ساتھ وہ انصاف نہیں کرتا۔ ایک زمانے میں وہ میرے پاس بھی حصول علم کے لئے آیا تھا لیکن میں نے اس سے معذرت کر لی۔ میں اپنا علم غلط استعمال کرنے کے لئے نہیں دے سکتا تھا۔ لیکن گوکلا میں انتقام کی دیوانگی ہے۔ خیر ایک بات اور بتاؤ۔ جب تم اس کی مدد کرنا چاہتے ہو تو پھر تم اسے یہاں کیوں لائے؟"

"خود اس کی خواہش تھی۔"

"کیا مطلب؟"

"میں نے یوشتا کے چیلے ہرلاسے طرس کو ختم کر دیا۔ لیکن میں نے گوکلا کو یہ بات بتا دی تھی کہ میں نے علم کی نہیں جسم کی قوتوں سے ختم کیا ہے اور ان قوتوں کے بارے میں وہ اسے بہت سے ثبوت دے چکا تھا چنانچہ گوکلا نے فیصلہ کیا کہ پہلے مجھے تمہارے پاس لائے اور تم سے درخواست کرے کہ مجھے علم کی قوت بھی دو۔ اس کے بعد مجھے یوشتا کے مقابلے پر لے جایا جائے۔"

"لیکن تم نے اس فیصلے سے اتفاق کیوں کیا؟" بوڑھا مسلسل سوچتے ہوئے سوالات کر رہا تھا۔

"تمہارا کیا خیال ہے؟" میں نے پوچھا۔

"یہ کہ تمہیں کسی اور قوت کی ضرورت نہیں تھی۔ تم اپنے تجربات میں اضافہ کے لئے یہ بات مان سکتے تھے لیکن کسی سے قوت لے کر تم کسی کے مقابلے کی تیاری نہیں کر سکتے۔"

بوڑھے کی ہر بات مجھے حیران کر رہی تھی پروفیسر، میری داستان میں تم ایسے کئی مدبر ملکوں کے بارے میں سن چکے ہو جنہوں نے میرے بارے میں جاننے کے دعوے کئے ان میں بڑے بڑے ستارہ داں بھی تھے۔ لیکن ستارہ داں میرا ماضی الجھا ہوا ہے اس لئے وہ کچھ نہ بتا سکے لیکن یہ شخص اس طرح میرے بارے میں گفتگو کر رہا تھا جیسے میرے اوپر ایک نگاہ ڈالنے کے بعد میرے بارے میں سب کچھ جان گیا ہو۔

"کیوں۔ تم نے یہ کیوں سوچا؟"

"اس لئے کہ تم اپنی قوت سے مطمئن ہو اور یہ اطمینان تمہارے چہرے اور بدن کے ایک ایک عضو سے نمایاں ہے۔" سلاؤس نے جواب دیا۔

"تیرے دعوے بڑے فیصلہ کن ہوتے ہیں سلاؤس۔ کیا تیرے خیال میں تیرے اندازے میں کوئی لغزش نہیں ہو سکتی۔۔۔؟"

"کیوں نہیں۔ لیکن میں تجھے مکمل طور پر جان سکتا ہوں۔"

پہنچ سکوں؟"

"ہاں گوکلا نے مجھے آزادی دی تھی اور میں اپنی مند پسند سکوں میں داخلت پسند نہیں کرتا۔ تو نے جو الفاظ کہہ کر مجھے متاثر کرنے کی کوشش کی وہ بلاشبہ پُر زور تھے لیکن اس کے باوجود وہ مجھے مطمئن نہیں کر سکے تھے لیکن تمہارے ساتھ جو ہے اسے دیکھنے کے بعد میں تمہیں خوش آمدید کہتا ہوں۔ آؤ۔۔۔ آؤ۔"

بوڑھا آگے بڑھ گیا۔ گوکلا میری طرف دیکھ کر مسکرائی اور پھر ہم دونوں بوڑھے کے پیچھے چل پڑے۔ زیادہ نہیں چلنا پڑا۔ بوڑھا بائیں طرف کی زمین کے ایک غار کے نزدیک پہنچ گیا۔ اور پھر وہ غار کی گہرائیوں میں اترنے لگا۔ یہاں بھی سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں۔ لیکن ہم زیادہ گہرائی میں نہیں گئے۔

یہ ایک عظیم الشان غار تھا۔ لا انتہا وسیع اور کشادہ۔ جگہ جگہ یہاں بے انتہا چیزیں پڑی ہوئی تھیں۔ انوکھی چیزیں۔ ان میں زمانہ قدیم کے ان جانوروں کے عظیم الشان ڈھانچے بھی موجود تھے جو اب مفقود ہیں۔ بڑی بڑی مچھلیوں کے اجسام بھی تھے۔ انسانی ڈھانچوں کی تعداد بھی کافی تھی۔ پیشتر برتن بھی رکھے ہوئے تھے۔ ایک جگہ حوض میں زندہ مچھلیاں بھی تیر رہی تھیں۔ مصنوعی درخت بھی تھے۔ سب سے حیرت انگیز وہ پھول تھے جو مخصوص طور سے لگائے گئے تھے اور ان پر جیسے پھولوں کی مہک تھی حالانکہ یہاں دھوپ وغیرہ کا کوئی گزر نہیں تھا۔

غرض دیکھنے کے قابل جگہ تھی۔ اور میں نے دیکھ کر اعتماد اور بوڑھا میری صورت دیکھ رہا تھا۔ گو ہم دونوں ایک دوسرے کو جاننے کی کوشش کر رہے تھے پھر میری نگاہ میں بوڑھے سے ملیں اور وہ مسکرایا۔

"میں اپنی اس حقیر دنیا میں تمہیں خوش آمدید کہتا ہوں کالاس؟"

اس نے کہا۔

"اور میں تمہاری اس قدر کا شکر گزار ہوں۔"

"میری توقع ہے نہیں کالاس میری قدر سے مقصد نہیں ہے میرا علم میرے ذہن پر محسوس کر رہا ہے اور میرے علم نے کبھی مجھے دھوکا نہیں دیا۔"

"شاید۔" میں نے آہستہ سے کہا۔

"بہر حال تم مجھے اس کی تفسیر نہیں دو گے۔ میں نے تمہیں پہچان لیا ہے اور گوکلا مجھے یاد آ گیا ہے کہ میں نے تجھے علم دیا تھا لیکن اس وقت تیرے سینے میں انتقام کی آگ روشن تھی۔"

"وہ آگ آج بھی سلگ رہی ہے سلاؤس۔"

"کیا تو اپنا انتقام نہیں لے سکی؟"

"نہیں مقدس سلاؤس، تو نے گوکلا کو وہ علم نہیں دیا جو یوشتا کے مقابلے میں کارآمد ثابت ہو سکے۔"

"اس کی وجہ میں نے تجھے بتائی تھی گوکلا۔ علم انسان کو صلاحیت اور قدرت بخشتا ہے لیکن وہ جو تاریخ ہو جاتا ہے موم کی مانند

ہو جاتے ہیں۔ اور جب وہ پتھروں کی شکل میں منجمد ہوتے ہیں تو زمین پگھل جاتی ہے کھیتیاں اجڑ جاتی ہیں۔ سرخی بکھر جاتی ہے۔ اگر تیرا علم تجھے موم بنا دیتا تو اس کے حصول میں کہیں آگے ہوتی۔"

"لیکن میں کا مقصد حیات انتقام ہے تو۔" گوکلا نے کہا۔

"تو طلسم اس سے بچ گئی ہے۔"

"لیکن تو کان کھول کر سن لے سلاؤس۔ میں یوشتا سے انتقام کی قوت تجھ سے حاصل کروں گی اگر تو نے مجھے اس غار سے باہر پھینک دیا تو زمین مجھے پکار پکار کر پکارتی رہے گی۔ اور اس برف میں فنا ہو جاؤں گی میں تجھ سے نفرت کرتی جاؤں گی سلاؤس یا موت۔" گوکلا کا چہرہ دمکتا نے لگا اور سلاؤس ہنس پڑا۔

"مقدس سلاؤس پریشان ہوتے ہیں۔ تیرا کیا خیال ہے صدیوں کا تجربہ کار ہے۔" اس نے میری طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔ لیکن اس نے جس نام سے مجھے پکارا تھا اس نے میرے احساس کو یقین کی شکل دے دی۔ بوڑھا دانش بلاشبہ اپنے علم میں ان تمام لوگوں سے آگے تھا جو اب تک مجھے مل چکے تھے۔

"اور میں تو ہمیشہ با علم لوگوں کی قدر کرتا رہا ہوں۔"

سو میرے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ پھیل گئی۔ "ہاں تیرا خیال درست ہے سلاؤس۔"

"لیکن میں اس مقدس بچی کا کیا کروں۔۔۔؟"

"بچوں کی ضد پوری کرنا ہی پڑتی ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"لیکن علم آدمی کو وسعت دیتا ہے۔ طاقت کی دنیا تو محدود ہوتی ہے۔ میں اس کے انتقام کی تکمیل کے لئے اسے وہ کچھ دے دوں جس کی یہ اہل نہ ہو گی؟"

"میں خود کچھ نہیں مانگتا سلاؤس۔ اگر تیرا خیال ہے کہ میرے سینے میرے علم کو اس انتقام کے بعد کہیں ناجائز طور پر استعمال کر دے گی تو اس کے لئے میری ایک تجویز ہے۔" گوکلا نے کہا۔

"کیا۔۔۔؟" سلاؤس نے پوچھا۔

"مقدس سلاؤس، اس نے اپنا نام پوشتا بتایا ہے۔ اس کا نام اپنے میں عجیب و غریب باتیں بتاتا ہے۔ اور مجھ پر کسی بات سے کہ یہ کچھ کہتا ہے وہ کر دکھاتا ہے۔ اس کے علوم منفرد ہیں۔ ہاں میں نے اسے طلسم کے نیچے سے نکال کر آگ میں پھینک دیا۔ لیکن آگ نے اسے روشن کر دیا۔ اور مقدس سلاؤس تو جانتا ہے کہ آگ سارے علم توڑ دیتی ہے لیکن اس کی قوتیں بحال رہیں۔ یوشتا نے اپنے خادم طرس کو قوتیں دیں اور مجھے تاراج کرنے کے لئے کہا لیکن اس نے اپنے ہاتھوں سے طرس کو ختم کر دیا۔ اس کے باوجود یوشتا سے مقابلے کے لئے میں نے اس سے مدد چاہی۔ میں چاہتی ہوں کہ تو اسے وہ قوتیں عطا کر کہ میری مدد ہو جائے تو یہ پاتا کرے لگا اسے اور اسے شکست دے۔"

"اوہ۔ تو تو اس کے لئے چاہتی ہے؟"

"تب پھر کیوں نہ پہلے تو مجھے میرے بارے میں سب کچھ بتا دے
اس کے بعد ہم دوسری باتیں کریں گے۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"خود تیرا کیا خیال ہے کاس۔ کیا تو پوشیدہ ہے؟"
"ہاں بہت سوں نے مجھے میرے بارے میں بتانے کی کوشش کی ہے
لیکن ناکام رہے۔"
"ممکن ہے میرا علم بھی اس طور پر تیری مدد نہ کر سکے لیکن اس کے
باوجود میں کوشش کروں گا کہ دوسروں سے زیادہ بتا سکوں۔"
"تو نے ابتدائی اندازے کیا لگائے ہیں کہ تیرا تعلق کن سے ہے؟"
"تیرا تعلق تحت الثریٰ سے نہیں ہے۔"
"ٹھیک ہے۔"
"لیکن اس کے باوجود تیرے ہم پیشہ صدیوں کی زندگی گزار چکے ہیں"
"کیا مطلب؟"
"تیرے چہرے کے ہر نقش میں ماضی کی ایک داستان پوشیدہ
ہے۔ تیری آنکھیں حسین ہیں، کسی ایک دور کی تخلیق نہیں اور اس
سے اندازہ ہوتا ہے کہ تو نے طویل ترین ادوار کے نظارے کئے ہیں۔"
"یہ صرف تیرا مشاہدہ ہے۔"
"ہاں، میرے علم کا ایک حصہ۔"
"اس مشاہدے سے تو نے کیا اندازہ قائم کیا؟"
"یہی کہ تو ازلی حیثیت کا انسان ہے۔ کیونکہ اور کسی دنیا میں
اتنی طویل عمریں نہیں ہوتیں کہ صدیوں کے نقش چہرے پر بکھر جائیں کہ
ہو جائیں۔ اس لئے بلاشبہ تو دوسروں سے مختلف اور عجیب تر انسان ہے۔"
"خوب۔ یہ تو نے مشاہدے کی بات کی۔ اب اپنے علم کی روشنی میں
میری تفسیر بتا۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور تم جانتے ہو پروفیسر کہ
میں خورستائی کا شوقین نہیں تھا۔ اپنے بارے میں اس کے منہ سے سن کر
اس کے تجربے سے لطف اندوز نہیں ہونا چاہتا تھا بلکہ مجھے عظیم انسانوں کی
تلاش رہتی تھی۔ بڑھے کے اس طلسم خانے میں میں نے جو کچھ دیکھا تھا وہ
اسرار و تدبر کی اعلیٰ مثال تھا۔ اور اگر یہ شخص علم و ہنر کا سمندر ہے تو
میں بھی اس سے بہرہ ور ہونا چاہتا تھا۔ چنانچہ یہ خواہش صرف اسی
طلب کا نتیجہ تھی۔
"یقیناً لیکن دلچسپ بات یہ ہے کہ ہم دونوں ایک دوسرے
کے بارے میں جاننے کے شوقین ہیں۔ مجھے تیری ذات سے لگاؤ ہے تو تجھے
میرے علم سے۔ کیا میں نے غلط کہا؟"
"نہیں۔ تیرا خیال درست ہے۔"
"تو میں خود بھی دیر کرنے کا قائل نہیں ہوں۔ لیکن یہ تو بتا کیا تو
اور کی دنیا کے لوگوں کی مانند آرام کا قائل ہے؟"
"نہیں۔ بلکہ میں اس سلسلے میں تمہاری دنیا کے نظام سے زیادہ
متاثر ہوں۔"

"یعنی۔۔۔؟"
"یعنی یہ کہ انسان اپنی جسمانی توانائی کے تحت جب تک مصروف عمل
رہ سکے رہے اور جب تھکن محسوس کرے تو آرام کرے۔ ایک تعین کے تحت
آرام کا وقت مقرر کر لینا میرے جیسے انسان کے لئے ضروری نہیں ہے۔"
"ہاں یہی بات ہے۔ یہاں دن نکلتا ہے، رات ہوتی ہے۔ بس
جب تھکن محسوس کرو، آرام کرو۔ لیکن تو نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔"
"نہیں سلاوس۔ میں آرام کی ضرورت نہیں محسوس کر رہا بلکہ
تیرے جیسے عالم کے ساتھ تو شاید میں کبھی تھکن محسوس کروں۔"
"تب پھر آ، ہم ایک بار پھر اسی دانشکدے میں چلتے ہیں۔ میں
وہاں تیرا مشاہدہ کروں گا اور اپنے ذہن میں تیری تفسیر تحریر کروں گا
کیا تو اس کے لئے تیار ہے؟"
"یقیناً۔" میں نے جواب دیا۔ اور ہم دونوں اس نشست گاہ سے
اٹھ گئے۔ ایک بار پھر میں زندگی کی اس پُراسرار دنیا میں پہنچ گیا جو بلاشبہ
میرے لئے پرکشش تھی۔
"اس دانشکدے میں کائنات کا ہر راز موجود ہے۔ آ، میں
تجھے ماضی کے سائے میں نظر کروں، اس طرف آ۔" اس نے کہا اور میں
نے اس کی ہدایت پر عمل کیا۔ بڑھا سلاوس مجھے ایک سائے پر کھڑا کر کے
ہٹ گیا اور پھر اس کی نگاہیں اوپر اٹھ گئیں۔ میں اسے دیکھتا رہا اور
اس کے ساتھ ساتھ میری نگاہیں بھی ان اطراف کا طواف کرتی رہیں
جہاں وہ دیکھ رہا تھا۔
دانشکدے کے رنگین زاویوں میں اجنبی لہریں اچھل رہی تھیں۔ کتنی دیر
گزرا۔ میں نے اپنی کیفیت تبدیل نہیں کی تھی۔ بڑھے سلاوس کے
ساتھ میں مکمل تعاون چاہتا تھا اور تعاون کر بھی رہا تھا۔
بہر صورت پروفیسر ایک بات کا تو میں اندازہ لگا چکا تھا
وہ بلاشبہ ان تمام دانشوروں سے زیادہ دانشور اور ان تمام اطبا
سے زیادہ باعلم ہے جو مجھے مل چکے تھے۔ جنہوں نے اپنے طور پر ستاروں
میں اور بہت سے علوم میں کمال حاصل کیا تھا۔ سلاوس ان سب سے
افضل و اعلیٰ تھا اور اس کا مظاہرہ صرف اس دانشکدے سے ہی
عیاں تھا جس کی دیواریں ہشت پہلو تھیں اور ہر دیوار ایک نئے رنگ کی
حامل تھی اور ہر رنگ علم کا منبع۔
کافی دیر اسی طرح گزر گئی۔ سلاوس کی نگاہیں جھپکتی رہیں
اور اس کے چہرے پر مختلف تاثرات ابھرتے رہے۔
گو میں ان تاثرات کا صحیح تجزیہ نہ کر سکا تھا لیکن میں یہ
اتنا سمجھ رہا تھا کہ کوئی ایسی بات ہے جس نے سلاوس کو حیرت میں ڈال دیا ہے۔
اس نے گردن جھکائی اور کافی دیر تک آنکھیں بند کئے رہا۔ پھر
نگاہیں اٹھا کر میری جانب دیکھا۔
"تیرا شکریہ اے صدیوں کے بیٹے، تیرا شکریہ۔ اب اس دانشکدے

سے واپس آ جا۔" اس نے کہا۔
اور پروفیسر اس نے مجھے جس نام سے پکارا تھا، بلاشبہ اس میں اس کے
علم کی تفسیر تھی۔ میں نے آخری بار اسے متبحر دانشور تسلیم کیا اور میرے دل
میں اس کا بے پناہ احترام جاگ اٹھا۔
میں نے تجزیہ کیا پروفیسر کہ اگر یہ شخص میرا دوست بن کر مجھے اپنے
علم سے روشناس کرائے گا تو شاید ساری زندگی میں اس سے زیادہ کسی کی
عزت نہیں کروں گا۔ چنانچہ میں اس کے کہنے سے ہٹ گیا۔ اس نے میرے
بدن کو ٹٹول کر دیکھا اور تحیر انداز میں بولا۔
"بلاشبہ تو میری زندگی کے سارے علوم کا ذخیرہ ہے، ایک خزانہ ہے
جو میں نے تیری شکل میں دیکھا اور پایا اور میں اس بات سے انکار نہیں
کر سکتا کہ تیری قیمت اتنی ہے کہ میرا یہ سب کارخانہ دانش کدہ جو میں نے
شدید محنت کے بعد زمین کے نیچے قائم کیا ہوا ہے اور یہ ساری کاوشیں جو میں
نے آج تک کی ہیں۔ اگر تیرے عوض بکی جائیں تو تو اس سے کہیں زیادہ
قیمتی ہے۔"
"اور سلاوس تم نے میری اتنی تعریفیں کر دیں کہ میری سمجھ میں
نہیں آ رہا کہ اب تمہارا شکریہ ادا کروں یا احمقوں کی طرح سے تمہاری شکل
دیکھوں۔" میں نے کہا۔
"نہیں میرے دوست نہیں۔ تو کائنات کی ایک ایسی تفسیر ہے
کہ میں تیرا ممنون رہوں گا۔ ہاں اگر تو چاہے تو دوستی کے سلوک کے طور پر
تو صرف میرے ساتھ تعاون کر جو میں تجھے کہوں اس کی حقیقت کا اعتراف
یا انکار کرتا رہ۔"
"ٹھیک ہے میں تیار ہوں۔"
"تب آ۔ اب ہم یہاں سے چلتے ہیں۔ اور میں تجھے تیرے بارے
میں بتاؤں۔ پھر تو مجھ سے جو سوالات چاہے کر۔" بڑھے نے کہا اور
ایک بار پھر ہم وہاں سے نکل آئے ——— ان تمام حالات میں کسی
بوریت کا تعلق نہیں تھا خاصی دلچسپ صورت حال تھی۔
نشست گاہ میں آ کر ہم بیٹھ گئے۔ سلاوس بدستور پُرشوق
نگاہوں سے مجھے دیکھے جا رہا تھا۔ پھر اس نے آگے بڑھ کر میری دونوں
آنکھیں چوم لیں۔
"ان آنکھوں نے صدیاں دیکھی ہیں۔ ان آنکھوں نے وہ سب کچھ
دیکھا ہے جو کوئی اور نہیں دیکھ سکا ہوگا۔ بلاشبہ ——— بلاشبہ یہ آنکھیں عظیم
ہیں۔ میں نہیں جانتا میرے دوست کہ میں تجھ کو کس نام سے پکاروں۔ اگر میں
تجھے صدیوں کا ساتھی کہوں تو غلط نہ ہوگا کیونکہ میرے خیال میں یہی بہتر ہے۔ لیکن
کیونکہ تجھے پکارنے کے لئے ایک نام سے پکارنا تھا۔ میں تجھے یوں پکاروں
کہ میں کہوں صدیوں کا بیٹا کہوں۔ کیا تو مجھے بتانا پسند کرے گا
صدیوں کے بیٹے کہ میں تیرا کیا نام لوں؟" بڑھے سلاوس نے پوچھا۔
"یہ تیری سوچ پر منحصر ہے سلاوس۔ تو جو نام چاہے مجھے دے۔"
میں نے جواب دیا۔
"تب میں تجھے کاس ہی کہوں گا۔ بلاشبہ میں جسے کاس کہوں گا
وہ در حقیقت کاس ہی ہوگا۔ ناقابل تسخیر۔ اور تو اس وقت سے
ناقابل تسخیر ہے جب تسخیر کا تصور بھی پیدا نہیں ہوا تھا۔ ہاں میرے
دوست میرا علم یہی کہتا ہے۔ اور کیا تو اس بات کو بتانا پسند کرے گا کہ کیا
تو نے دنیا کی ابتدا نہیں دیکھی۔ کیا تو نے اس وقت بھی اپنے آپ کو محسوس
نہیں کیا تھا جب انسان حسیات سے بہت دور تھا۔ جواب دے میرے
دوست جواب دے۔"
"ٹھیک ہے۔" میں نے گردن ہلائی۔
"اور پھر پڑھنے والوں کے ساتھ تیری زندگی آگے نہیں
بڑھتی رہی۔۔۔؟" سلاوس نے سوال کیا۔
"یہ بھی ٹھیک ہے سلاوس۔"
"تو نے دنیا میں تہذیب کا ارتقا دیکھا۔ تو نے انسان کی
عقل و دانش کا ارتقا دیکھا۔ تو نے دیکھا کہ انسان کس طرح ترقی کی
جانب گامزن ہوا۔ تو نے یہ بھی دیکھا کہ انسان کس طرح اپنے طور پر زندگی
گزارنے کے بہتر ذرائع حاصل کر سکا۔"
اور میں بڑھے سلاوس کی باتوں کو غور سے سنتا رہا۔ اور اس کے
مشاہدے کا قائل ہو گیا۔ وہ اپنے ذہن میں کیا تھا۔ اور میں اسے تسلیم کر چکا
تھا۔ "تو نے ٹھیک کہا بڑھے سلاوس۔ میں تیری قدر، تیری عزت کرتا
ہوں۔" میں نے جواب دیا۔
"سن صدیوں کے بیٹے سن۔ تو ہر دور میں انسان کا ساتھی رہا
ہے میرے دوست لیکن اس کے باوجود میں یہ کہوں گا کہ میرا سارا علم تیری
شخصیت کے سامنے ناکارہ ہو جاتا ہے۔ میں حیرت سے دیکھتا ہوں کہ تو وہ
ہے جس کے لئے کوئی تعین نہیں کیا جا سکتا۔ اور جس کا علم ستاروں میں
پوشیدہ ہے اور نہ چاند کی روشنی میں۔ نہ زمین کی تنہائیوں میں، نہ آسمان
کی وسعتوں میں۔ ہاں تیرے بارے میں کوئی حتمی بات تو شاید کوئی بھی نہ
کہہ سکے۔ اور جو کچھ بتانے کی کوشش کرے گا تیرے لئے وہ حتمی نہ ہوگا۔
میں نے تیری شخصیت کو جاننا چاہا لیکن تیری ماہیت اور علمیت سے
ابھی تک لاعلم ہوں۔"
"تمہارا خیال درست ہے سلاوس۔ اپنی ماہیت کے بارے
میں تو کوئی آخری فیصلہ میں بھی نہیں کر پایا ہوں۔"
"اور میں نے تیرے بارے میں جو کچھ کہا کیا اس میں میں غلط ہوں؟"
"نہیں۔ میرا خیال ہے جن صدیوں کا تم ذکر کر رہے ہو وہ صدیاں
میری زندگی میں گزر چکی ہیں اور ان صدیوں میں مجھے بے شمار دانشور
ملے۔ بے شمار ستارہ شناس ملے۔ یونان میں، مصر میں، بابل میں اور
نہ جانے کہاں کہاں میں نے ایسے لوگوں سے ملاقاتیں کیں جو علم و دانش
کا پیکر تھے اور جنہوں نے دنیا کا ایک ایک راز معلوم کر لیا تھا لیکن میرے

بات ہی کرنا ابھی اتنی تفصیل سے نہیں بتا سکا جتنا کہ تم نے جتایا ہے۔ اور بلاشبہ مجھے وہ سامنے اور یاد ہیں جن سے گزر کر میں تم تک پہنچا ہوں — سوچ نے غلطی ہی ان سے تمہارے علم کا اعتراف کیا ہے۔ سلاؤس اور میں نے نہیں ایک علمی مرتبہ تسلیم کر لیا ہے۔ پر اس میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تم سے کوئی بات نہیں چھپاؤں گا بلکہ بہت سے راز ایسے ہیں جنہوں نے مجھے متاثر کیا اور میرے ایسے ہی جاننے کے خواہش مند ہیں لیکن میں نے انہیں تفصیل نہیں بتائی اور وہ تشنہ ہے۔

"تیرا وجود اس دنیا کے لیے پیغام ہے ... اور میں تجھے خراج تحسین پیش کرتے ہوئے ایک پیشکش بھی کرتا ہوں۔"

"کیا سلاؤس؟"

"میں نے جو کچھ حاصل کیا ہے۔ اب تک میں نے جتنا علم سیکھا ہے میں اس کا کوئی پہلو تجھ سے پوشیدہ نہیں رکھوں گا۔ سب کچھ تیرے سامنے واضح کر دوں گا تجھے بھی اور دوسری ... انسان کی ... کائنات کے سربستہ رازوں کی جستجو ہے۔ اور یہی میری ... ہوں ... ہم دونوں مل کر اپنے علم کا تبادلہ کریں گے اور نئے علم سیکھنے کی کوشش بھی۔"

"مجھے منظور ہے۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا اور پروفیسر بلاشبہ یہ دور میری زندگی کا سب سے شاندار دور تھا۔ اس دور کو میں ان صدیوں کا سنہرا دور کہوں گا جب کہ ایک عظیم دانشور میرے ساتھ تھا۔

"بڑی عمدہ بات ہوتی ہے۔ بہت ہی اعلیٰ۔ ہاں اب گرکلا کی بات کرو۔ پریشانی کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟"

"گرکلا سے کیا ہوتی ہے؟"

"ہاں۔ لیکن اس کی چاہت نے ... دشمنی کا رنگ بدل لیا ہے۔"

"کیا یہ دشمنی بھی محبت کا ایک رنگ نہیں ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"بلاشبہ۔ لیکن اس میں ایک تبدیلی کا امکان ہے۔" بوڑھے سلاؤس نے کہا۔

"وہ کیا؟"

"بعض اوقات رد و بدل بھی سبب بن جاتے ہیں۔"

"اوہ۔ لیکن میں اس سے اس کی قربت نہیں چھینوں گا۔"

"عورت کا تیری زندگی میں کیا دخل ہے؟" سلاؤس نے پوچھا۔

"ایک ضرورت۔ ایک لمحاتی ضرورت۔ کبھی میں نے ... بھی سمجھا ہے، عمر کا ساتھی بھی سمجھا ہے اور درحقیقت عورت کا یہی روپ کامل ہے۔ لیکن میرے لئے نہیں۔"

"کیوں؟"

"اس لئے کہ اس کی عمر ساتھ نہیں دے سکتی۔"

"وہ بوڑھی ہو جاتی ہوں گی۔"

"ہاں اور پھر مر جاتی ہیں۔"

"تیرے دل میں محبت کا تصور؟"

"ایک انسان ہی کی مانند۔" میں نے جواب دیا۔

"تو ہمدردی کو محبت نہیں سمجھتا؟"

"اس میں ایک تبدیلی کر کر۔ ہمدردی ایک جذبہ ضمیر ہے۔ محبت میری دنیا کی چیز ہے۔ میں محبت کو وہ رنگ نہیں دے سکتا جو انسان دیتے ہیں۔"

"یعنی؟"

"مثلاً وعدہ میرے لئے ممکن نہیں ہے۔ میں نے کسی مرنے والے کو موت سے بچانے کی کوشش نہیں کی ہے۔ میں نے اسے زندہ کرنے کے خواب نہیں دیکھے اور جب وہ زندہ ہوتا ہے تو اس سے دوری کا تصور نہیں کیا۔ لیکن موت کے بعد اسے بھول جانے میں مجھے کوئی دشواری نہیں ہوتی۔"

"غالباً اس لئے کہ تو اس کا عادی ہو گیا ہو۔"

"سو فیصدی۔"

"تو عام انسانوں کی مانند کبھی تھکتا نہیں؟"

"نہیں۔ میری جسمانی قوت پر کبھی زوال طاری نہیں ہوتا۔"

"تجھے نیند آتی ہے؟"

"نیند نہیں البتہ میں عام انسانوں کی طرح کبھی کبھی سکون کا متلاشی ہو جاتا ہوں۔ لیکن اس وقت جب میرے سامنے کوئی مشغلہ نہ ہو۔ اور ... دنیا کے رنگ ... کے عادی ہو گئے ہیں۔ چنانچہ رات گزر کر زندگی مسلسل ہو جاتی تھی اور اس کے ساتھ ہی مجھے بھی خاموش ہونا پڑتا تھا۔ اس میں اندر ایک بیزاری کی کیفیت ضرور ہے۔"

"کیسی بیزاری؟"

"وہ دن کی طوالت۔ مسلسل ایک ہی کیفیت مجھے ماحول سے بیزار کر دیتی ہے اور اس وقت میں سکون کا متلاشی ہوتا ہوں۔ اس سکون کے لئے میں ایک طویل نیند سو جاتا ہوں۔ اور اس طرح سونے کے بعد جب میں جاگتا ہوں تو دور بدل چکے ہوتے ہیں اور مجھ میں پیدا ہوا اضطراب نئے ماحول میں ختم ہو جاتا ہے اور میں ... دلچسپی پا لیتا ہوں۔"

"یہ نیند کتنی طویل ہوتی ہے؟" سلاؤس نے پوچھا۔

"بعض اوقات صدیاں بیت جاتی ہیں۔"

"اس دوران تیرا بدن؟"

"محفوظ رہتا ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"تو اس کی حفاظت کے لئے کوئی بندوبست کرتا ہے؟"

"ہاں مختصر سا۔"

"کیا کبھی ایسا نہیں ہوا کہ تو نیند کے عالم میں کسی کے ہاتھ لگ جائے؟"

"ہاں لیکن جب میرے اندر زندگی دوڑتی ہے تو ... دوسری طرح کی کیفیت ہوتی ہے وہ قابل دید ہوتی ہے۔"

"یقیناً ہوتی ہوگی۔ لیکن اگر کوئی تیری نیند کے دوران تیرے سکون میں مداخلت کرے تو کیا تیری آنکھ کھل جاتی ہے؟"

"ہاں۔"

"گویا اگر کسی ... کا تمہیں دیکھ کر نہیں سوتا؟"

"نہیں ہوتا ہے لیکن اگر درمیان میں مداخلت ہو جائے تو میں جاگ جاتا ہوں۔"

"مدت ہوئے دور کے ... کے ڈھنگ کا اور جیسے ہوں گے۔"

"بیشک۔"

"تو خود کو ان میں ضم کس طرح کر لیتا ہے؟"

"اس کا ایک ذریعہ ہے۔"

"کیا؟" اس نے پوچھا۔

"ستارہ شناسی میں ستاروں سے اور دوسری ... باتیں ... ہوں اور وہ مجھے مستقبل کی تفصیل بتا دیتے ہیں۔ میں جاگتا ہوں تو اس دور سے ناواقف نہیں ہوتا۔"

"یقیناً ایسا ہے۔" بوڑھے نے سر ہلاتے ہوئے کہا کہ وہ مجھے دانا ... ساری ... کو سمجھا علم کی مانند۔ تو تیری زندگی تو صرف کہانیوں سے عبارت ہو گی۔"

"کہانیاں ہی تو کائنات سے بچ جاتی ہیں۔"

"ہاں۔ لیکن میری زندگی میں یہ حسن نہیں ہے۔"

"کیوں؟"

"اس لئے کہ میں تیری طرح لافانی ... نہیں۔ بلاشبہ میں بھی صدیاں زندہ ہوں لیکن میری عمر کا اختتام ہے اور میں اس دور کا تجربہ نہیں کر جو ایک طویل ... کے بعد ... آتا ہے۔ اور اس دور میں ... نہیں ... سانس لے پا رہا ہوں۔" بوڑھے سلاؤس نے جواب دیا۔

"بات عورت کی ہو رہی تھی۔" میں نے اسے یاد دلایا۔

"ہاں عورت کی بھی اور گرکلا کی بھی۔"

"یقیناً گرکلا ہی کے سلسلے میں یہ بات نکلی تھی۔ اور جو کچھ کہا ہے سلاؤس میرا خیال ہے اسے سمجھتے ہیں۔ میں نے غلطی سے کام نہیں لیا ہے ... کبھی ... مجبور کبھی ... ہے۔ اور یہ منزل تو ... گزر چکی ہے سلاؤس۔"

"اوہ۔ گویا۔ گرکلا نے تجھ سے اظہار عشق کیا تھا؟"

"نہیں۔ اسے اظہار عشق نہ کہو۔ اس نے یہی کہا تھا کہ وہ مجھ سے محبت کرتی ہے اور میرے ساتھ رہ کر میری کچھ خوبیوں سے متاثر ہو کر اس کے ذہن میں یہ تصور پیدا ہو چلا ہے کہ کاش کائنات سے پہلے وہ مجھے ملی ہوتی۔"

"میرے لئے تو ابتداء ہے میرے دوست۔" بوڑھے سلاؤس نے مسکرا کر کہا۔ "اور میں اسے ... بڑھ کر دیکھتے تھے۔"

"لیکن میں اس ابتداء کو انتہا دے رہا تھا۔"

"آخر کیوں؟"

"اس لئے کہ یہ میری زندگی کا اصول نہیں ہے۔ عورت بلاشبہ میری زندگی میں بار بار داخل ہوئی ہے لیکن میں نے کبھی بھی خود کو کسی عورت کے لئے مجبور نہیں سمجھا۔ میں اگر چاہوں تو اس کا وعدہ محبوب ہو ... اور اگر کسی کی قربت سے مایوس ہو کر کسی کے حصول میں ناکام ہو کر کوئی عورت میری جانب آئے۔ میرے لئے وہ قابل قبول نہیں ہوتی۔" میں نے جواب دیا۔

"خوب۔ خوب۔ تو گرکلا کی داستان میں عورت نہیں ہے۔" سلاؤس نے پوچھا۔

"ہرگز نہیں۔ قطعی نہیں۔"

"تب ٹھیک ہے۔ لیکن اگر وہ تجھ سے اس قدر متاثر ہو گئی کہ کائنات کے بعد اس نے تجھے اپنی زندگی میں داخل کرنے کے بارے میں سوچا ... ہو گا۔"

"میں نہیں کہہ سکتا سلاؤس کہ کیا ہو گا۔ لیکن اتنا میں تمہیں بتا دیتا ہوں کہ میں عورت کو کبھی اپنی منزل نہیں سمجھتا۔"

"ہاں۔ تیری زندگی ہے یہ بات واضح ہے ___ تو ٹھیک ہے تو گرکلا کی ... کے حالات جو کچھ بھی ہوں اور جس ... میں ... اگر تجھے ان کو دیکھ لینا اور اگر تو چاہے تو کائنات سے جنگ میں تو خود بھی جا اور میں بھی چلوں گا ہم دونوں اسے اس کی منزل تک پہنچا دیں۔"

"اور کیا تو اس کے لئے تیار ہو جائے گا سلاؤس؟"

"کیوں نہیں۔ تیرے ساتھ تو اب میں زندگی کے بہت سے لمحات گزارنے کا فیصلہ کر چکا ہوں۔" سلاؤس نے جواب دیا۔

"تب ٹھیک ہے۔ میں اپنی جسمانی قوتوں سے اس شخص کو زیر کرنے کی کوشش کروں گا۔ لیکن اگر کبھی تیری ضرورت پیش آ جائے تو تو مدد کر دینا اس سلسلے میں تجھے تنہا ساتھ تو دینا ہو گا۔"

"ہاں کیا بہتر ہو گا اور مجھے یقین ہے کہ اگر جسمانی قوتوں سے اسے زیر کیا جائے تو ... برباد ہو گی۔"

"ہاں سلاؤس میں تیری بات سے اتفاق کرتا ہوں۔"

"بالکل ٹھیک ہے اس۔ اگر ہم اپنے علم کو کسی انسان کے نقصان کے لئے استعمال کریں تو ہمارا ضمیر کبھی مطمئن نہیں ہو سکتا اور یہ علم سے بغاوت بھی ہو گی۔ چنانچہ اگر کسی جسمانی قوت کے تحت کسی انسان کو زیر کر بھی لیا جائے جو ... تب ... کا حال ... ہے تب انسان کو دشواری نہیں ہوگی۔"

"لیکن علم کے حصول کے لئے ایک شرط بھی عائد ہوتی ہے اور یہ شرط علم کی طرف سے ہی عائد کی جاتی ہے۔ چنانچہ گرکلا کا شمس سے مقابلے میں مجھے کچھ دقتیں پیش آئیں تو میں تیرے ساتھ رہوں گا۔ دوسری صورت میں کہا بہتر ہے کہ تو جسمانی طور پر اسے شکست دے اور گرکلا کو اس کی منزل پر پہنچا دے اور اس کے بعد ہم اسے چھوڑ دیں گے۔ وہ اپنی زندگی کے راستے طے کرے گی اور ہم اپنے علم کے۔"

سالازس نے کہا اور بات ختم ہو گئی۔ گرکلا بے تک جانے کے [illegible]
میں نہیں آ رہی تھی۔ تب سالازس ہی نے کہا کہ اب خدا کی ضرورت پیش
آ سکتی ہے چنانچہ اس نے خدا کی تیاری کرنے کے لئے وقت مانگا اور میں گرکلا
کی تلاش میں چل پڑا۔

اس کا شیب خوب صاف لگ رہا تھا [illegible] اجنبی ضرور تھا لیکن سالازس
نے مجھ پر اس قدر اعتبار کر لیا تھا کہ اس نے مجھے راستہ بتانے کی ضرورت بھی
نہیں سمجھی اور میں اس طرح خانے کے ایک ایک حصے کو دیکھتا ہوا چلتا رہا۔
کئی بار میں نے گرکلا کو آوازیں بھی دیں۔

تھوڑی دیر کے بعد گرکلا مجھے نظر آ گئی۔ وہ ایک گول دروازے
سے جو شاید کسی خانے میں قدرتی [illegible] معلوم ہوتا تھا نکل رہی تھی۔
گرکلا کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے۔ اس نے مجھے دیکھا اور
پھر مشعل ہی میرے قریب پہنچ گئی۔

"وہ کاس!" اس نے گہری سانس لے کر کہا۔
"تم شاید مجھے تلاش کر رہی تھیں گرکلا؟"
"نہیں ابھی کوئی بات نہیں۔ بس یونہی میں نے ایک مناسب
جگہ دیکھ کر آنکھیں بند کر لی تھیں۔ ہاں تم سناؤ۔ وہ سالازس
کہاں ہے؟" گرکلا نے اسی مشعل کے نیچے پوچھا۔
"خدا کا بندوبست کرنے گیا ہے ہم [illegible] کے لئے"
"خوب تو تمہارے اس سے دوستانہ تعلقات قائم ہو گئے؟"
"ہاں گرکلا بلاشبہ وہ علم و عمل کا سمندر ہے" میں نے جواب دیا۔
اور گرکلا چپ ہو گئی اور میں مسکرا دیا۔
"اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ سالازس کا علم لامحدود ہے"
"وہ تمہارا دوست رہ گیا ہے"
"یقیناً" میں نے جواب دیا۔
"تمہاری اس سے کیا بات ہوئی کاس؟"
"بہت سی کام کی گفتگو۔ اور گرکلا تجھے یہ سن کر خوشی ہو گی کہ
اب سالازس بھی ہمارے ساتھ کاشی کی سرزمین تک چلے گا"
"کیا؟" گرکلا اچھل پڑی۔
"ہاں سالازس اس کے لئے تیار ہو گیا ہے کہ وہ ہمارے ساتھ چلے"
میں نے جواب دیا۔
"اوہ — اوہ — کاس —" گرکلا بے اختیار میرے نزدیک آ گئی۔
اس نے میرے سینے پر دونوں ہاتھ رکھے اور میرا سر سینے سے لگا لیا۔
لیکن میں نے اس کی پذیرائی نہیں کی تھی۔ "کاس تم نہیں جانتے یہ بے پناہ
قوتوں کا مالک ہے کوئی بھی [illegible] مشکل ہو سکتا ہے۔ سالازس میں نے شاید
[illegible]
وہ اسے کسی وقت بھی [illegible] ہاں اس نے جن لوگوں کو علم سکھائے
انہیں [illegible] البتہ انہیں حکم دیتا یا ہدایات جاری [illegible]

گرکلا بالکل اپنی قربت کی خواہش سالازس نے کبھی پوری نہیں کی تھی۔
لیکن تو — تو ابتدا ہی سے میرے [illegible] ہے اور شاید
سالازس سے کہ [illegible] اور کتنے تعجب کی بات ہے کہ سالازس ایک ایسے
معرکے میں حصہ لینے کا فیصلہ کر چکا ہے جس کے لئے وہ مجھے بار بار [illegible] کر چکا
ہے لیکن کاس، کاس تو ابھی اس کی قوتوں کا مالک ہے۔"
"میری صرف یہ خواہش ہے گرکلا کہ میں تمہیں تمہاری منزل تک
پہنچا دوں۔"
"اور اس کے بعد" گرکلا نے بہتی ہوئی پرشش نگاہوں سے مجھے دیکھتے
ہوئے کہا۔
"اس کے بعد میں اپنے راستے پر چل پڑوں گا" میں نے بے حد نرمی سے
جواب دیا۔
"تیرے راستے؟" گرکلا عجیب سے لہجے میں بولی۔
"ہاں گرکلا تیری یہ دنیا عجیب ہے۔ میں اس سے بے حد متاثر ہوا
ہوں۔ میں اس دنیا کے چپے چپے کو دیکھنا چاہتا ہوں۔"
"لیکن اگر تو میرے ساتھ اس دنیا کو دیکھے تو کیا حرج ہے؟"
"ہاں گرکلا"
"کیا حرج ہے کاس —؟" گرکلا دکھ بھرے لہجے میں بولی۔
"میں طویل عرصے سے اس دنیا کو تنہا دیکھتا آ رہا ہوں اور مجھے
اس تنہائی کی عادت پڑ گئی ہے۔ اگر کوئی شخصیت میرے ساتھ ہو اور
اس دنیا کی مانند دلکش ہو تو میری توجہ بٹ جاتی ہے اور میں تحقیق کی
قوت کھو بیٹھتا ہوں۔"
"لیکن کاس میں تیرے کام میں مداخلت نہیں کروں گی"
"تو کیا چاہتی ہے گرکلا؟"
"تیرا قرب"
"کیوں؟ تیرا محبوب کاشی ہے"
"نہیں کاس، اب میرا محبوب تو ہے"
"مجھے یقین نہیں ہے گرکلا"
"کیوں؟"
"ایک بات بتا کیا تو کاشی سے انتقام کے جذبے کو ترک کر سکتی ہے؟"
"تو یہ چاہتا ہے؟"
"اگر چاہوں تو؟"
"تو میں اس جذبے کو ترک کر سکتی ہوں۔ حالانکہ اس کے بعد مجھے
اپنی طویل زندگی کے زیاں کا شدید افسوس ہو گا۔"
"لیکن تیری توجہ میری طرف کیوں ہو گئی گرکلا؟"
"اس لئے کہ تو کاشی سے کہیں عجیب ہے۔ تو اس سے زیادہ
خوبصورت ہے، اور تو اس سے زیادہ قوتوں کا مالک ہے" گرکلا نے
جواب دیا۔

"کیا جنگ ہے یہاں [illegible] جاتے ہیں گرکلا یا [illegible] گئی ہے؟"
"میں صرف ابھی ہوئی ہوں کاس"
"کیا ابھی ہوئی ہے؟"
"ابھی سے تھوڑی دیر قبل۔ یعنی اس وقت سے قبل جب تو میرے سامنے نہیں
آیا تھا میرے دل میں صرف ایک جذبہ تھا کاشی سے انتقام لیکن اب ایک
اور خیال پیدا ہو گیا ہے"
"کیا خیال؟"
"تیرا خیال۔ تیری شخصیت کا سحر ہے میرا دوسرا خیال بن گیا ہے کہ
تو کیا ہے۔ اور جب تیرے بارے میں سوچتی ہوں تو الجھ جاتی ہوں اور پھر تیری
[illegible] میں ایک [illegible] سوچتی ہوں کہ میں
کاشی کے لئے وقت کیوں ضائع کروں"
"یہ خیال کب پیدا ہوا تو نہیں گرکلا؟"
"ہاں مجھے احساس ہے"
"اس طرح تیری ساری زندگی کا مقصد ختم ہو جاتا ہے"
"مجھے بھی احساس ہے۔ لیکن بس میں پریشان ہوں کاس میں
سخت پریشان ہوں"
"میں اس سلسلے میں ایک تجویز پیش کر سکتا ہوں؟"
"کیا؟" اس نے پوچھا۔ درحقیقت اس کے چہرے پر پریشانی
کی جھلکیاں تھیں۔
"تو اپنے جذبے کی آگ کو سرد نہ کر گرکلا۔ کاشی سے اپنا انتقام لے
[illegible] شکست [illegible] اور جب تو اس [illegible] اسے سزا
دے دے تو پھر فیصلہ کر کہ [illegible] کیا کرنا چاہئے"
گرکلا سوچ میں ڈوب گئی پھر تھکے تھکے لہجے میں بولی۔ "تیری تجویز اچھی
ہے لیکن [illegible] الجھنیں باقی ہیں"
"وہ کیا؟" میں نے پوچھا۔
"اگر کاشی تیرے ہاتھوں مارا گیا اور میرے دل نے کہا کہ میں اسے زیادہ
[illegible]
[illegible]
"گرکلا میں تیرا ساتھ دے سکتا ہوں لیکن اس شرط پر کہ تو پہلے اپنے
مقصد کی تکمیل کرے اس کے بعد میرے بارے میں سوچ"
"ٹھیک ہے یہی ٹھیک ہے" الجھی ہوئی گرکلا نے کہا۔ اور
[illegible] ہو گیا۔
عورت تو بے وقوف ہوتی ہے پروفیسر۔ لیکن اس کا یہ روپ مجھے پسند
[illegible]
[illegible]

عورت کا ساتھی بن جاتا ہے اس کے ذہن میں یہ احساس ہو گیا کہ [illegible] اس نے
اپنے حسن سے [illegible] کر لیا ہے۔ اس طرح [illegible]
گرکلا [illegible]
کسی عورت کے لئے اپنی [illegible] ترک کر [illegible] چاہتا تھا۔
پھر سالازس نے [illegible] کا سلسلہ [illegible] وہ خدا کا انتظام
کرنے کے بعد ہمارے پاس پہنچ گیا تھا۔
اس نے ہمیں دعوت دی اور ہم دونوں اس کے ساتھ چل پڑے۔
کھانے کے دوران سالازس نے کہا: "لڑکی میں تجھے پہلے بھی کہہ
چکا ہوں کہ تو میرے [illegible] وہ [illegible] دیکھ لیا
جو تو ساتھ لائی تھی اور مجھے [illegible] اس طرح میں تیرا [illegible] گزار
ہو گیا اور بالآخر ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم دونوں تیری مدد کریں"
"میں تمہارا شکرگزار ہوں مقدس استاد" گرکلا نے کہا۔
"کیا تو جانتی ہے کہ [illegible] کی موت کے بعد تو اس سرزمین کی [illegible] ہو گی؟"
"ہاں اگر [illegible] شکست [illegible] سکی"
"کیا بات ہے تو اتنی خوش نہیں ہے گرکلا"
"ہاں مقدس سالازس، میں ایک الجھن میں گرفتار ہو گئی ہوں"
"کیسی الجھن؟"
"بعض اوقات مقاصد کے راستے زندگی کی منزل بن جاتے ہیں"
"صاف صاف کہہ — کیا کہنا چاہتی ہے؟"
"میں اس سے محبت کرنے لگی ہوں سالازس"
"کس سے؟" سالازس اچھل پڑا۔
"کاس سے۔ اور اب میرے دو مقصد ہو گئے ہیں جن میں سے ایک
کو میں ترک کرنے کے لئے تیار ہوں" گرکلا نے کہا۔
"کون سے مقصد کو ترک کرے گی تو؟"
"یہ شاید انتقام کے مقصد کو"
تب میں اس سے کہوں گا کہ تم پر اعتبار کر [illegible]
[illegible] وہ قابل اعتبار نہیں ہوتے" سالازس نے
کہا اور گرکلا نے سر جھکا لیا۔ پھر اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔
تب سالازس نے میری جانب دیکھا اور بولا: "اب بول کاس اب
تیرا کیا مشورہ ہے۔ اگر تو اس لڑکی کو قبول کرتا ہے تو ظاہر ہے مجھے کیا اعتراض
ہو سکتا ہے ظاہر ہے اس کے لئے مجھے تیرے ساتھ اس دنیا سے نکلنا پڑے
گا اور یقینی طور پر اس کے لئے مجھے اپنے [illegible] ترک
کرنا ہوں گے جنہیں ہم جاری رکھنا چاہتے ہیں۔ بلکہ [illegible] نہیں ہم
شروع کرنا چاہتے تھے۔ ایسی صورت میں اگر گرکلا اس کام کے لئے تیار ہو تو
کیا تجھے اس سے دلچسپی رہے گی؟"
"میرا خیال ہے نہیں" میں نے جواب دیا۔
"کیوں؟"

۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نہ تو مجھے یوشا سے کوئی دشمنی ہے نہ میں اس کی زندگی کو ختم کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے اس چیز کی کیا ضرورت پیش آتی ہو۔ ظاہر ہے مجھے اس چیز کی کوئی ضرورت نہیں ہے جیسے دل میں اس کی خواہش بھی نہیں ہو کہ میں تخت اقتدار کی کسی اعلیٰ کی حیثیت اختیار کروں۔ جب تمام خیالات میرے ذہن میں نہیں آیا تو پھر مجھے اس کی بات سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔"

۔ بے شک۔ سلاؤس نے کہا۔

اور گرگلا بے اختیار اٹھ کھڑی ہوتی۔

۔ نہیں، نہیں۔ مقدس سلاؤس نہیں۔ میں بہک گئی تھی۔

میں [illegible] بھول گئی تھی مقدس سلاؤس۔ میرا مشن صرف ایک ہے۔ میرا مشن صرف ایک ہے اور تمہیں میری مدد کرنا ہی ہوگی۔"

۔ جنگل میں گرگلا کی تعمیر ہے اور وہ عذر یہ نہیں تھا جیسے کہ گر یہاں تک آئی تھی۔"

۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ لیکن میں مایوس ہو گئی تھی۔ میں [illegible] طور پر بھٹک گئی تھی۔ [illegible]

اور میں نے محسوس کیا کہ اس کے اندر ایک عجیب سی شکست پیدا ہو گئی تھی۔ پھر اس نے میری جانب دیکھ کر کہا۔

۔ کاس مجھے معاف کر دے۔ بے شک میں تیرے قابل بھی نہیں ہوں اور مجھے وہ کچھ نہیں کہنا چاہیے تھا جو میں نے سوچا ______

لیکن اسے میری کوشش کا علم ہو گیا ہے ______

اس دن گرگلا واپس [illegible] چند ساعت [illegible] سے جنگ ہوا کرتی ہوں۔"

۔ میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اور سلاؤس بھی خاموش ہو گیا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب گرگلا [illegible] تو سلاؤس نے مجھ سے کہا۔

۔ اب تمہارا کیا خیال ہے کاس؟"

۔ سلاؤس میں تجھ سے صرف ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔"

۔ کیا؟"

۔ وہ یہ کہ مجھے اپنی تحقیق اپنی طویل ترین زندگی کا مشن دنیا کی تمام تر چیزوں سے زیادہ عزیز ہے اور میں اس کی صورت میں گرگلا کی مداخلت پسند نہیں کروں گا۔ اگر وہ یوشا سے انتقام لینا نہیں چاہتی تو اس کے سامنے رکھی ہے تب بھی میں اسے اپنی زندگی میں کوئی جگہ دینے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میرا مقصد دوسرا ہے سمجھے؟"

۔ اصل ٹھیک ہے کاس۔ ہم اپنے علم سے بجائے [illegible] منزل طے کریں گے اس میں ایک عورت کو [illegible] نہیں ہونا چاہیے۔"

۔ گر اب کیا کیا جائے؟"

۔ گرگلا اس کی جگہ چھوڑ دیا جائے۔ یوشا کو شکست دینے میں [illegible] ہوں۔ چنانچہ میں اس کی کوئی بات نہیں [illegible]

چاہیے۔ اس میں [illegible] سوچا ہوا جو میرا خیال ہے [illegible] چاہیے یعنی یوشا سے جنگ۔ اور بہتر ہے کہ ہم جلد از جلد یہاں سے نکل چلیں۔ ہم یوشا کو شکست دینے کے بعد اپنی دنیا میں واپس آ جائیں اور اس کے بعد اگر وہ [illegible] تحقیقات کریں گے اور [illegible] نہیں کریں گے۔" میں نے کہا۔

۔ بلاشبہ۔ تحقیق کرنے والا [illegible] زندگی [illegible] برداشت کر لیں۔ اور میں جانتا ہوں کہ تیری صدیاں کیوں کامیاب ہیں۔"

زندگی کی ایک منزل کو ختم نہیں جانا کاس۔ تیری یہ زندگی صدیوں چلے گی [illegible] رہے ہیں۔ ٹھیک ہے ہم [illegible] کے بعد یوشا سے جنگ کریں گے۔"

اور پھر تھوڑی دیر کے بعد سلاؤس نے [illegible] کا ایک پروگرام باقاعدہ ترتیب دے لیا۔

بلاشبہ اس سفر میں گرگلا کا جوش وہ نہیں تھا جو کچھ عرصہ قبل تھا [illegible]

[illegible]

[illegible] سلاؤس اور گرگلا میرے ساتھ تھے۔ گرگلا نے خود ہی ایک [illegible] پیدا کیا تھا۔ اس نے راستے میں ہی یہ بات کہی تھی کہ وہ منزل سے بھٹک گئی تھی اور اس کے لیے معافی چاہتی ہے۔

چل رہے ہم آگے بڑھتے جا رہے تھے، مناظر حسین ہوتے جا رہے تھے۔ وہاں بیابان بستیاں [illegible] اور پھر [illegible] ایسے علاقے میں پہنچ گئے [illegible] کا تصور نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اس سے زیادہ حسین منظر کا تصور نہیں کیا جا سکتا [illegible] خوبصورت جگہ تھی وہ۔ حسن و جمال میں بے مثال۔ تب سلاؤس نے کہا۔

۔ بے شک۔ اس نے اپنے علم سے [illegible] حسن بخشا ہے [illegible]

اس کا علم بے مثل ہے۔"

۔ بے شک سلاؤس۔"

۔ ہم اس کے دشمن کی حیثیت سے اس کے اس قدر نزدیک [illegible]

گئے ہیں۔ لیکن وہ تم سے واقف ہے جبکہ اسے نہیں ہونا چاہیے تھا۔"

۔ ہاں۔ [illegible] درست ہے۔"

۔ یہ درست نہیں ہے۔ ایک آواز فضا میں گونجی اور اس کے ساتھ ہی ماحول پر اندھیرا سا چھا گیا۔ ایک تیز آواز فضا میں گونجنے لگی۔ [illegible] کے تیز جھونکے ہماری طرف آنے لگے [illegible] بگولے سے بنے ہوئے تھے۔

سلاؤس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

۔ کاس۔ اس نے مجھے پکارا۔

۔ ہوں۔"

۔ وہ تم سے لاعلم نہیں ہے۔ اس نے تیز آندھی کو ہمارے استقبال کے لیے بھیجا ہے اور یہ یہاں خود نہیں [illegible] کام لے گا۔"

۔ وہ کس طرح؟" میں نے پوچھا۔

۔ یہ آندھیاں [illegible] تو ہم [illegible] قوت استعمال کریں گے۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں۔" سلاؤس نے کہا۔

۔ تو پھر دیکھ سلاؤس۔" میں نے جواب دیا۔

ہوا کا شور بے پناہ تھا [illegible] بھی شامل ہو گئی تھیں۔ سلاؤس نے دونوں ہاتھ بلند کیے اور پھر ایک ساتھ گرا دیے [illegible] گرگلا اور اس [illegible] وہ دونوں پتھر کے بن گئے تھے۔ تب میں نے [illegible] زمین میں [illegible]

[illegible]

میں نے دیکھا بڑے بڑے تناور درخت تنکوں کی مانند اڑتے چلے آ رہے تھے۔ [illegible] آندھی میں [illegible] اور گرد میں برق رفتاری سے ہماری طرف آ رہی تھی۔ میں [illegible] سیاہ طوفان کو دیکھ رہا تھا [illegible] ہماری طرف بڑھ رہا تھا۔

قریب اور قریب۔ اور قریب۔ اور۔

سیاہ طوفان قریب آ گیا درختوں کے [illegible] تنے [illegible]

[illegible] پتھروں کی [illegible] نہیں رکی اور [illegible] ریزہ ریزہ ہو جاتیں۔

یہ کیفیت ان دونوں کی تھی میں جانتا تھا کہ یہ گرگلا کا علم نہیں بلکہ سلاؤس کا علم ہے۔ گرگلا تو شاید یوشا کے [illegible] اور میں یہی سوچ رہا تھا کہ اگر واقعی سلاؤس ساتھ نہ آتا تو میں گرگلا کی حفاظت کس طرح کر سکتا تھا۔ جو سلاؤس نے کیا تھا وہ تو میرے لیے ممکن نہ تھا۔

میں زیادہ سے زیادہ یہی کر سکتا تھا کہ گرگلا کو اپنے بازو میں دبوچ لیتا اور اس آندھی سے بچانے کی کوشش کرتا لیکن اس شدید آندھی میں ممکن تھا کہ میرے قدم بھی اکھڑ جاتے ___ اس وقت میں اپنی پوری قوت اس بات پر صرف کر رہا تھا کہ میرے پاؤں زمین سے اکھڑنے نہ پائیں اور جس جگہ جمے ہوئے ہیں جمے رہیں۔ لیکن اگر گرگلا میرے بازو میں ہوتی تو شاید اسے سنبھالنے کے لیے بھی خاصی مشکلات پیش آتیں اور میں نے سلاؤس کو تسلیم کر لیا تھا یہ اس کا علم تھا جس نے گرگلا کو ایک [illegible] چٹان میں تبدیل کر دیا تھا جو جتنی باہر تھی اس سے پچاس گنا زیادہ زمین میں دفن تھی اور تیز ہوائیں اسے اکھاڑنے سے قاصر تھیں ___

میں سلاؤس کے اس وسیع علم کے بارے میں سوچ رہا تھا اور خوفناک تیز و تند طوفان اپنی بھیانک آواز کے ساتھ ہمارے جسموں سے ٹکرا کر گزر رہا تھا ___ [illegible]

بڑے درخت اکھڑ رہے تھے ظاہر ہے قدرتی طور پر وہ دوبارہ زمین میں نہیں لگ سکتے تھے ___

گویا یوشا نے اپنی تمام تر قوت سے یہ آندھی ہماری جانب بھیجی تھی۔ بڑے بڑے پتھر جو ہماری طرف اڑ کر بری طرح ہمارے جسموں سے ٹکرا رہے تھے، اگر کوئی عام انسان ہوتا تو [illegible] تم سوچ بھی نہیں سکتے ___ لیکن بوڑھے سلاؤس کے علم نے ان پتھروں کی کسی ضرب سے ہمیں نقصان پہنچنے نہ دیا ___

میں نہیں جانتا تھا کہ یوشا کو اس آندھی کا حشر معلوم بھی تھا یا نہیں۔ اس کی وہ وسیع نگاہیں ہم لوگوں کو اس انداز میں دیکھ رہی تھیں یا اس سیاہ طوفان میں ہم بھی اس کی آنکھوں سے پوشیدہ تھے جب گرد میں اس پورے ماحول کو اب بھی دیکھ سکتا تھا مجھے یقین تھا کہ سلاؤس اب بھی [illegible] رہیں گے۔ بے شک میری جسمانی قوتیں ایک حیثیت ضرور رکھتی تھیں اور میرا اس طرح بچ جانا تو کوئی جادو تھا اور نہ ہی کوئی ایسا علم جس کے ذریعے میں نے یہ قوتیں حاصل کی ہوں ___ یہ صرف اپنی اس صلاحیت سے کام لے رہا تھا جس نے صدیوں سے اب تک مجھے زندہ رکھا ہوا تھا ___

بالآخر طوفان ہم پر سے گزر گیا ___ اس کے پیچھے کی فضا بھی مانند صاف تھی جیسی طوفان آنے سے قبل ___

ہاں ہمارے چاروں طرف جو پتھر بن گئے تھے وہ درختوں سے تعلق رکھتے تھے گرگلا [illegible] معلوم ہو رہی تھی اور یہی کیفیت سلاؤس کی بھی تھی۔ اب وہ صرف پتھر نہیں رہ گئے تھے بلکہ ان کے جسموں سے گھاس پھوس اس طرح لپٹ گئی تھی کہ وہ صرف گھاس پھوس کا درخت ہی محسوس ہو سکتے تھے ___

لیکن میری کیفیت یہ نہیں تھی، اس کی وجہ شاید یہ ہو کہ اس دوران میں ساکت و جامد نہیں رہا تھا بلکہ ہاتھ پاؤں چلاتا رہا تھا ـــ میں تھوڑا سا فکر مند تھا ـــ تب میرے کانوں میں سلاؤس کی آواز گونجی ـــ

"عظیم کاس!" ـــ

"ہاں سلاؤس، کہو کیا بات ہے" ـــ میں نے پوچھا۔

"میں تیرا معترف ہو گیا ہوں عظیم کاس، دیوتا شہر تیرے بارے میں کچھ کہا نہیں جا سکتا ـــ میرا علم کہتا ہے کہ یہ قوت جس نے مجھے اس بار میں پر اس طرح ساکت و جامد کیا، جادو کی نہیں ہے بلکہ صرف تیری جسمانی قوت ہے جو پہاڑوں تک کو ریزہ ریزہ کر سکتی ہے، لیکن کیا اس دنیا کے لوگ اس بات پر یقین کریں گے ـــ"

"میرا خیال ہے ممکن نہیں ہے" ـــ میں نے جواب دیا۔

"ہاں یقیناً میرا خیال تجھ سے مختلف نہیں ہے، یقیناً وہ مجھے کوئی بہت بڑا جادوگر سمجھتے ہوں گے، ایک ایسا جادوگر جو ناقابل تسخیر ہو، بہرحال میری جانب سے اس شاندار کارکردگی پر مبارکباد قبول کر اور اب میں جا رہا ہوں درمیان نہیں رہوں گا کیونکہ مجھے اطمینان ہے کہ تو اب روشنا کی قوتوں سے نمٹ سکتا ہے ـــ مجھے یہ بھی یقین ہے کہ روشنا کے پاس اب ایسا کوئی حربہ نہیں جو وہ تیرے اور گوکلا کے اوپر استعمال کرے گا یہ اس کا سب سے کامیاب وار تھا جس میں وہ ناکام رہا ہے ـــ میں نہیں چاہتا کہ روشنا مجھے دیکھے اور سوچے کہ گوکلا کچھ جادوئی قوتیں لے کر تیرے ساتھ اس تک آئی ہے میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ تو کاس کی حیثیت سے روشنا کو شکست فاش دے اور مجھے یقین ہے کہ تو اس مقابلے میں کامیاب رہے گا اور یوں میں تجھ سے زیادہ دور نہیں رہوں گا اور جب بھی تجھے میری ضرورت پیش آئی اور مجھے محسوس ہوا کہ اب تو میری مدد کا محتاج ہے تو میں تیرے نزدیک آ جاؤں گا ـــ"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا، ہاں چند ساعت کے بعد ایک عجیب و غریب منظر دیکھنے میں آیا ـــ

وہ یہ تھا کہ ان میں سے ایک پیالہ جو سلاؤس کا تھا آہستہ آہستہ زمین بوس ہونے لگا ـــ اس پر سے تمام ستارے گر گئے ـــ گویا ان کے نیچے موجود سلاؤس موجود نہیں تھا ـــ

البتہ گوکلا کے ہاتھ ان ستونوں کو اپنے وجود سے جدا کر رہے تھے، مستقل تمام وہ ان میں سے نکلنے میں کامیاب ہو گئی، اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے ـــ پہلے اس نے میری جانب دیکھا اور پھر سلاؤس کی جانب ـــ اور پھر متحیرانہ انداز میں چاروں طرف دیکھنے لگی ـــ

"کیا وہ چلا گیا ہے گوکلا" ـــ میں نے سوال کیا۔

"مقدس ـــ مقدس سلاؤس" ـــ وہ آہستہ سے بولی۔

"وہ واپس جا چکا ہے"

"گ ـــ کیا مطلب ـــ؟"

"ہاں وہ واپس جا چکا ہے" ـــ میں نے مضبوط لہجے میں کہا۔

"لیکن کہاں ـــ" گوکلا اب تک متعجب تھی۔

"اپنی دنیا میں ـــ"

"تمہیں کیسے معلوم کاس؟"

"اس نے جاتے ہوئے مجھے اس کی اطلاع بھی دی ہے"

"لیکن کیوں ـــ کیا وہ ہماری مدد نہیں کرنا چاہتا ـــ" گوکلا نے بے چینی سے سوال کیا ـــ

"اگر وہ ہماری مدد کرنا نہیں چاہتا گوکلا تو اس آندھی سے ہم لوگوں کا حشر کیا ہوتا ـــ کیا تم اس کا اندازہ کر سکتی ہو؟"

"ہاں ـــ بے شک ـــ یہ ایسا علم تھا جس سے میں بے خبر ہوں" گوکلا نے جواب دیا۔

"اور روشنا ناکام رہا ہے"

"ہاں اسے ناکام رہنا چاہیے تھا کاس ـــ مقدس سلاؤس ہمارے ساتھ ہے"

"ٹھیک گوکلا ـــ وہ ناکام ہے اور آئندہ بھی ناکام رہے گا" میں نے جواب دیا ـــ

"لیکن سلاؤس کیوں واپس چلا گیا ـــ؟"

"اس نے شاید یہاں اپنی ضرورت محسوس نہیں کی تھی۔"

"مگر کیا ہم روشنا پر قابو پانے میں کامیاب ہو جائیں گے"

"ہو جائیں گے گوکلا ـــ میرے ساتھ آؤ ـــ" عورتوں میں یہی خرابی ہے کہ وہ بے پناہ باتونی ہیں، حد سے زیادہ سوالات کرتی ہیں ـــ اور اپنی عقل سے بعید از قیاس باتیں کرتی ہیں کہ سوالات کا جواب دینے والا اکتا جائے ـــ میں نے کسی قدر جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو گوکلا خاموش ہو گئی ـــ

میں نہیں ہو سکتا یہ وضاحت کر کے اپنی کسی توہین کا احساس اٹھاتا گوکلا کی حماقت کا کہ وہ مجھے اتنا معمولی انسان سمجھ رہی تھی کہ سلاؤس کی مدد کے بغیر میں کچھ نہیں کر سکتا ـــ

حالانکہ جو کچھ ہو چکا تھا اسے اس سے ہی اندازہ لگا لینا چاہیے تھا کہ سلاؤس نے مجھے اس جگہ تنہا چھوڑ دیا تھا اور صرف میری قوتیں تھیں جنہوں نے مجھے اس انداز میں بحال رکھا تھا، لیکن شاید چند لمحوں کے بعد گوکلا کو اس بات کا احساس ہو گیا، لیکن شاید تصور اس کا یہ تھا کہ اس خوفناک آندھی نے اس کے حواس معطل کر دیے تھے

وہ عروج دیوتا کے ماننے کو چند ساعت کے لیے گم ہو چکی تھی، لیکن جب ہی اس کے حواس بحال ہوئے اس نے متحیرانہ انداز میں مجھے دیکھا ـــ اور بولی ـــ

"لیکن کاس تمہیں تو کوئی تکلیف نہیں پہنچی ـــ"

"نہیں گوکلا ـــ"

"اور تم بھی اسی مانند ہو"

"ہاں ـــ" میں نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"اور میں جانتی ہوں کہ تمہارے اوپر سلاؤس کا جادو نہیں چلا تھا۔ سلاؤس نے تمہیں اس آزمائش میں تنہا چھوڑ دیا تھا ـــ مگر تعجب ہے تمہارے قدم زمین پر اس طرح جم گئے جیسے وہ ستون ہوں جو اپنی بنیاد سے کہیں زیادہ زمین میں دھنسے ہوں اور بڑے بڑے طوفان ان کو نہ ہلا سکتے ہوں ـــ"

"آؤ گوکلا آگے بڑھیں ـــ" میں نے کہا اور گوکلا نے گردن ہلا دی، ہم آگے کی جانب چل پڑے ـــ

پھر اس نے چاروں طرف دیکھا اور بولی ـــ "لیکن میں نہیں جانتی کاس کہ سلاؤس کیوں چلا گیا ـــ"

"اگر جاننا چاہتی ہو تو اس کے پاس واپس چلی جاؤ اور اگر روشنا کے شہر میں جانا چاہتی ہو تو میرے ساتھ آؤ ـــ" میں نے غصے سے کہا اور گوکلا ہونٹوں پر زبان پھیر کر رہ گئی ـــ

اور پھر سہمے ہوئے انداز میں میرے ساتھ ساتھ چلنے لگی، تب تھوڑی دور چلنے کے بعد میں نے اس سے کہا۔

"گوکلا کیا تم اسی کیفیت سے روشنا سے مقابلے پر آنا چاہتی تھیں ـــ؟"

"یہ بات نہیں ہے کاس ـــ یہ بات نہیں ہے۔"

"تو پھر کیا بات ہے؟"

"تو میری ذہنی کیفیت کو سمجھ کاس، میرے ساتھ وہ ایسے ستون تھے جن پر مجھے ناز تھا اور میں ان ستونوں کے سہارے آگے بڑھ رہی تھی، گویا میں نے یہ محسوس کیا تھا کہ اب مجھے اپنی قوتوں کے استعمال کی ضرورت نہیں ہو گی ـــ میرے ساتھ جو قوتیں ہیں وہ روشنا کو تباہ و برباد کر دیں گی ـــ لیکن سلاؤس کے چلے جانے سے میں تھوڑی سی پریشان ہو گئی تھی، تاہم مجھے تیرے اوپر بھی اعتماد ہے ـــ تو جو سلاؤس کی مانند زمین پر جم سکتا ہے، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ تو کچھ ظاہر نہیں کرتا بلکہ اپنی اصل حیثیت میں ـــ آہ ـــ کاش کاس ـــ تو مجھے اپنی قربت میں قبول کر لیتا ـــ کاش، میں ان تمام جھگڑوں سے آزاد ہو کر صرف تیری پناہ میں رہتی ـــ"

"میرا خیال ہے گوکلا ـــ اس آندھی نے تیرے حواس مکمل طور پر معطل کر دیے ہیں ـــ تو وہ باتیں کر رہی ہے جو غیر انسانی ہیں اور میرا ان معاملات سے کوئی تعلق بھی نہیں ہے، یہاں تو روشنا کے مقابلے کے لیے آئی ہے لیکن تو عشق کے مرکز میں داخل ہو رہی ہے ـــ"

"یہ بات نہیں ہے کاس ـــ میں نے غلط نہیں کہا، تم ان باتوں کو غیر انسانی قرار دے رہے ہو اور میں کہتی ہوں کہ یہ باتیں سو فیصدی انسانی فطرت سے گہرا تعلق رکھتی ہیں، بے شک میں یہاں عشق کے مرکز میں داخل ہونے نہیں آئی لیکن تم یہ تو سوچو کہ اگر تم میری محبت کو قبول کر لو تو میں روشنا کا خیال دل سے نکال دیتی ہوں ـــ"

"اگر تو روشنا کا خیال دل سے نکال دیتی گوکلا تو میں تیری ذات سے بالکل ہی منحرف ہو جاتا ـــ"

"کیوں ـــ" گوکلا نے تعجب سے پوچھا۔

"اس لیے کہ جب تو اپنے برسوں کے منصوبے کو ایک شخص کے لیے اس طرح تباہ و برباد کر سکتی ہے تو اس کا مقصد یہ ہے تیرا ذہن ایک پائیدار حیثیت نہیں رکھتا ـــ"

"یہ بھی غلط کہہ رہے ہو کاس ـــ میں شاید کسی بھی مرد کے لیے اپنی محبت کو اس طرح نہ ٹھکرا سکتی تھی۔ تمہیں دیکھنے کے بعد میرے ذہن میں بہت سی تبدیلیاں پیدا ہوئی ہیں ورنہ اس سے قبل تو میری زندگی کا مقصد ہی ایک تھا ـــ"

"میری خواہش ہے گوکلا کہ تو صرف اپنا مقصد حاصل کر اور جو کچھ مجھے حاصل کرنا ہے اسے حاصل کر لے ـــ میرا تصور ذہن سے نکال دے، میں تیرا ساتھ تو کبھی نہ دے سکوں گا ـــ" میں نے صاف لہجے میں کہا۔

اور گوکلا ایک ٹھنڈی سانس لے کر خاموش ہو گئی ـــ وہ آہستہ آہستہ میرے ساتھ چل رہی تھی، پھر اس نے جلدی لہجے میں کہا۔

"نہ جانے کیوں میری تقدیر مجھے بار بار ذلیل کرا رہی ہے ـــ تو یقین کر کاس کہ میں نے پہلے بھی اس بارے میں سوچا تھا اور خود پر نفرین کی تھی، اب میں شرم سے کٹی جا رہی ہوں" اس نے لرزتے سے لہجے میں کہا ـــ

لیکن میں گوکلا سے بالکل بھی متاثر نہیں ہوا تھا، سو میں اسی سرد لہجے میں بولا ـــ

"میرے پاس صرف ایک راستہ ہے گوکلا ـــ"

"وہ کیا، جلدی کہہ کاس ـــ" گوکلا بے چینی سے بولی۔

اور مجھے اس کی بے چینی پر ہنسی آ گئی، نادان لڑکی سمجھ رہی تھی کہ میں شاید اس سے اظہار عشق کروں گا ـــ لیکن میں بیوقوف نہیں تھا پروفیسر، میری زندگی کا کوئی مقصد تھا اور میں اسے اقتدار میں صرف

کرنا چاہتا تھا۔ میں عورت کا غلام نہیں بن سکتا تھا اور گوکلا
مجھے نہ جانے کیا بنانا چاہ رہی تھی۔ سوچ رہی تھی کہ۔
وہ بہتر کہ میرا خیال اپنے ذہن سے بالکل نکال دے اور اپنے
مقصد پر ڈٹی رہے۔ میں نے کہا اور گوکلا چونک کر مجھے دیکھنے لگی۔
پھر بولی۔
"ٹھیک ہے کاس۔ میں وعدہ کرتی ہوں کہ آئندہ تجھ سے اس موضوع
پر کچھ نہیں کہوں گی۔" اس نے مضبوط لہجے میں کہا۔
ہم دونوں یوشتا کے شہر کی جانب جا رہے تھے جو ابھی دور
سے نظر آ رہا تھا۔
اور بلاشبہ پروفیسر اس سارے علاقے کی طرح یہ شہر بھی نہایت
خوبصورت تھا۔ دور سے دیکھنے پر اتنا حسین نظر آتا تھا کہ آنکھیں
خیرہ ہوئی جاتی تھیں۔ لیکن میں اس بات کا منتظر تھا کہ بہت جلد یوشتا
کی جانب سے کوئی قدم اٹھایا جائے گا۔ اور وہ صرف اس آندھی
سے ہی مطمئن نہ ہو گا اور بلاشبہ جس شخص نے اتنی دور بیٹھ کر ہماری
وہ گفتگو سن لی تھی، جو ہم سرگوشیوں کے انداز میں اس کے بارے
میں کر رہے تھے اور اس کا جواب دینے کے بعد اس نے اپنی قوت
کا کرشمہ دکھایا۔ وہ ہماری طرف سے لاعلم نہ ہو گا اور اس بات سے
مطمئن نہ ہو گا کہ اس کے دشمن فنا ہو چکے ہیں۔
اگر وہ مطمئن نہیں ہو گیا تھا تو اب یقیناً اسے دوسری کارروائی
کرنا چاہیے تھی۔ بہرصورت کہا جا سکتا تھا کہ اس آندھی کی ناکامی
اس کے اعصاب پر بجلی بن کر گری تھی اور وہ حیرت سے گنگ رہ گیا
ہو۔ اس نے سوچا ہو گا کہ اب کون سی قوت استعمال کی جائے جو
اس کے دشمنوں کو فنا کر سکے۔
ہاں ایک بات پر اسے تعجب ضرور ہوا ہو گا کہ اس سے قبل تین
انسان تھے اور تین انسان اس کے دشمن تھے اور اب ان میں سے
دو باقی رہ گئے تھے۔ ممکن ہے وہ یہ سوچے کہ ان میں سے ایک آندھی
میں فنا ہو گیا۔
گوکلا عشق و محبت کی باتیں ختم کر چکی تھی لیکن وہ مشغول ہو گئی تھی
اور اب میں سوچ رہا تھا کہ یوشتا جو کچھ بھی کارروائی کرے گا اب
اس سے مجھے تنہا ہی نمٹنا پڑے گا۔
یوشتا کا خوبصورت شہر قریب تر آ گیا تھا اور میں اس کے
حسن سے بے حد متاثر تھا۔ میں نے گوکلا کو بھی اس طرف متوجہ کیا۔
"گوکلا کیا تم اس سے قبل بھی یہ شہر دیکھ چکی ہو۔"
"کیوں نہیں۔" گوکلا نے اداس لہجے میں جواب دیا۔
"بے حد خوبصورت شہر ہے۔"
"ہاں۔ اس دنیا میں بے مثال۔" گوکلا نے جواب دیا۔

اس کے پیچھے یہ آدمی کے سائے رینگنے لگے تھے۔ اور شاید اسے اپنا
کناشی یاد آ گیا تھا۔ کناشی جو اس سے محبت کرتا تھا۔
یوشتا کے شہر میں داخل ہونے کے بعد ہم تھوڑی دور ہی
چلے تھے کہ اچانک سامنے سے بے شمار لوگوں کا ہجوم ہمیں اپنی جانب
آتا نظر آیا۔
میں اور گوکلا رک گئے تھے۔ ویسے جس حصے سے ہم داخل
ہوئے تھے وہاں پر ہم نے کسی انسان کا وجود نہیں دیکھا تھا۔ گویا
اب وہ پیکر اور گوکلا کے وجود سے واقف ہو گئے تھے اور یوشتا
شاید کوئی پیش بندی کرنا چاہتا تھا۔
کناشی نے بندوبست کر لیا تھا اس بات کا کہ ہم شہر میں داخل
ہو کر شہریوں کو نقصان نہ پہنچائیں۔ غالباً اس نے اس بات کا
فیصلہ اس وجہ سے کیا ہو گا کہ ہم اس کی اس آندھی سے بچ گئے تھے
جو اس کے جادو کا سب سے زبردست وار تھا۔
ہمیں جو ہجوم نظر آیا اس میں سب سے آگے کناشی کے سپاہی
تھے۔ گوکلا نے مجھے اس کے بارے میں بتایا۔
"کاس یہ کناشی کا محافظ دستہ ہے۔"
"ہوں۔" میں نے ہنکارہ بھرا اور پھر بولا۔ "کیا تم یوشتا کے
محافظ دستے کے بارے میں اچھی طرح جانتی ہو۔"
"ہاں کاس۔ اس بارے میں میں اچھی طرح جانتی ہوں۔"
"ممکن مقصد ہے کہ دستے کے پیچھے کناشی بھی ہو گا۔"
"امکان کی بات نہیں ہے وہ ہم سے ملنے آ رہا ہے۔"
"کیا۔" میں نے سوالیہ انداز میں گوکلا کی جانب دیکھا۔
"ہاں وہ آ رہا ہے۔ یوشتا ہم سے ملنے کے لئے آ رہا ہے۔"
گوکلا دانت بھینچ کر بولی۔ اس کی آنکھوں میں عجیب سے تاثرات نظر
آ رہے تھے۔
... تاہم میں نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ اور
اس ہجوم کی جانب دیکھنے لگا جو ہمیں دیکھ کر رک گیا تھا۔ ہم خود بھی
رک گئے تھے۔ غالباً وہ ہمارے آگے بڑھنے کا انتظار کر رہے تھے
اور ہم ان کا۔
ہجوم درمیان سے پھٹا اور دو سفید گھوڑے نظر آئے۔ ان
سفید گھوڑوں میں سے ایک پر بہت ہی باوقار شخصیت سوار تھی۔
بھرپور نوجوان تھا وہ۔ اس کے پیچھے ایک بدرشت بوڑھا تھا۔ نحیف
العمر معلوم ہوتا تھا وہ۔ اس کے اعضاء سست ہو گئے
تھے۔ میں نے بغور ان کا جائزہ لیا۔
"اوہ۔ اوہ یہ کناشی ہے۔"
"کناشی کون۔" میں نے سوال کیا۔

"وہ کناشی کا جادوئی مشیر۔"
"اوہ۔ تو وہ اپنے محافظ کے ساتھ آیا ہے۔" میں نے جواب
دیا اور گوکلا کچھ نہ بولی۔
بہرحال ہم اس کے نزدیک آنے کا انتظار کرتے رہے۔ دونوں
گھوڑے سست روی سے سفر کر رہے تھے اور پورا ہجوم ان کے
پیچھے پیچھے چلا آ رہا تھا۔
تب کناشی نے ہم سے کچھ فاصلے پر گھوڑا روک لیا۔ اس کے
ہونٹوں پر ایک حسین سی مسکراہٹ تھی۔
اور بے شک بلا کسی شبہ کے پروفیسر میں نے تسلیم کیا کہ وہ
بے پناہ خوبصورت تھا اور جوانی اس پر ٹوٹ کر آئی تھی۔
لمبا تڑنگا، بلند قامت اور تندرست جسم کا مالک کناشی اپنی تیز
چمکدار کسی گہرے سمندر کی مانند گہری نظروں سے ہمیں دیکھتا ہوا
آگے بڑھا اور پھر ہم سے چند گز کے فاصلے پر آ کر رک گیا۔
"گوکلا کو یوشتا کا سلام۔" اس نے ماتھے پر دو انگلیاں
لگا کر مسکراتے ہوئے کہا۔
"یوشتا۔ صرف یوشتا۔" گوکلا نے سوال کیا۔
"ہاں۔ صرف اور صرف یوشتا۔ اور تو اس بات کی مختار
نہیں کہ تو یوشتا کو اس نام سے پکارے جس نام سے وہ بھی خوش تھا۔"
"ٹھیک ہے تو کیا سمجھتا ہے کہ میں تیرے پاس مفاہمت اور
دوستی لے کر آئی ہوں۔" گوکلا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔
"ہرگز نہیں۔ میں جانتا تھا کہ تو ان عورتوں میں سے ہے
جو مفاہمت اور دوستی کی قائل نہیں ہوتیں۔"
"بالکل ٹھیک جانتا ہے تو۔ تو نے میرے بارے میں بالکل درست
سوچا ہے۔ اور یہ بھی سوچا تو نے کہ میں نے تیرے مقابلے کے
لئے کچھ تیاریاں نہیں کیں۔"
"ہاں۔ ہاں مجھے فکر کرنا ہے۔ غالباً یہ تیرا محافظ ہے۔" یوشتا
نے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔
"نہیں یہ محافظ نہیں ہے۔" گوکلا سخت لہجے میں بولی۔
"تو کیا تو یہ جتانا پسند کرے گی کہ یہ کون ہے۔"
"یہ میرا کاس ہے۔" گوکلا نے جواب دیا۔
"ٹھیک۔ ٹھیک۔ تیرا بھی کاس ہے اور تو خود
بھی کاس ہے۔"
"تو کیا شک کرتا ہے میرے کاس ہونے پر۔"
"ہاہ۔ نہیں نہیں۔ نہیں۔ میں شک نہیں کرتا گوکلا۔"
یوشتا طنزیہ لہجے میں بولا۔ "تو نے خود ہی تو ایک علاقے پر اپنی حکومت
کا اعلان کر دیا تھا لیکن اس کے بعد میں نے تجھے پیغام بھجوایا کہ تو

اس سلسلے کو بند کر دے۔ یوشتا اس سارے علاقے کا حکمران ہے،
اور وہ اپنی اس حکمرانی میں کسی کا پیوند برداشت نہیں کرے گا۔"
"تو مجھے پیوند کہہ رہا ہے یوشتا۔ وہ مستقبل میں تیرے اس
علاقے کی حکمران ہے۔" گوکلا نے جواب دیا۔
"اور اس کا نام گوکلا ہے۔" یوشتا نے کہا اور ایک زوردار
قہقہہ لگایا۔ اس کا مشیر بھی مسکرانے لگا تھا۔
یوشتا نے اپنے مشیر کی جانب دیکھا اور بولا۔ "مستقبل تم نے
دیکھا۔ یہ مستقبل کی حکمران ہے۔ کیا ان علاقوں پر کسی عورت
کی حکمرانی قائم ہو سکتی ہے۔" یوشتا طنزیہ لہجے میں بولا۔
"ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔ عورت صرف عورت ہے وہ
کبھی کاس نہیں بن سکتی۔" محافظ نے جواب دیا۔
"اور اس کے ساتھ جو مرد ہے بلاشبہ یہ کچھ انوکھا سا ہے شاید
گوکلا کے تحفظ کے عزم کا شاہکار۔"
"ہاں لگتا تو ایسا ہی ہے۔" محافظ مسکراتا ہوا بولا۔
"لیکن گوکلا سے پوچھو کہ کیا اس مخنث سے شاہکار کو لے کر وہ
یوشتا کے مقابلے پر آئی ہے۔"
"تم لوگ جس قسم کی باتیں کرنا چاہو کرتے رہو مجھے اس پر کوئی بھی
اعتراض نہیں۔ لیکن یوشتا بہتر ہو گا کہ کام کی بات کرو۔ میں
تمہیں مہلت دیتی ہوں اس بات کی کہ اگر تم چاہو تو اپنا مختصر سامان
لے کر اپنے عزیز و اقارب اور ضروری اشیاء سمیت اس علاقے کے
کسی ایسے گوشے میں چلے جاؤ جہاں تم اپنی زندگی کے بقیہ لمحات بسر
کر سکو۔ میں تمہیں اس کی مہلت اور اجازت دوں گی۔ یہ میری
رعایت ہو گی تمہارے لئے اور صرف اس لئے کہ میں کبھی تم سے محبت کیا کرتی
تھی۔ اور اگر تم اس رعایت سے فائدہ اٹھانے کے لئے
تیار نہ ہو تو پھر مقابلے کے لئے تیار ہو جاؤ۔"
"اوہ۔ اوہ گوکلا۔ تو اپنی اوقات سے بڑھ کر بات کر رہی
ہے۔ کیا طوس کو ختم کرنے کے بعد تو سمجھتی ہے کہ تو یوشتا کی حکومت کا
خاتمہ کر سکتی ہے۔" یوشتا غراتے ہوئے لہجے میں بولا۔
"ہاں یوشتا۔ میں بھی سوچ کر یہاں تک پہنچی ہوں۔ اور تو دیکھ
تو نے جس سیاہ طوفان کو ہم لوگوں کے لئے بھیجا تھا ہم نے اسے
کس طرح ناکارہ کر دیا تھا۔ اس کے بعد ہم منتظر رہے کہ تو اپنی کسی
اور قوت کو آزمائے گا۔ مگر شاید تیرے پاس اور کوئی قوت نہیں تھی۔"
"گوکلا کیا تو یہ جانتی ہے کہ یہ لشکر جو تیرے سامنے ہے تیرے دشمن کے
لگائے اور تیرے ساتھی کے جسم کو روندتا ہوا آگے نکل جائے۔
کیا تو یہ چاہتی ہے کہ تمہارے جسم زمین بوس ہو جائیں اور تمہارا
گوشت اس زمین کے ذرات کی مانند ہو جائے اور تمہارا نام و نشان

نشے ... لیکن اگر تو یہ نہیں چاہتی تو مجھے غصہ دلانے والی بات مت کر۔ مجھے بتا کہ میں تیرے ساتھ کیا سلوک کروں ... تو اپنی دانست میں مجھے فنا کرنے آئی ہے۔ مجھ سے جنگ کرنے آئی ہے ... حالانکہ ہونا تو یہ چاہیے کہ میں تجھے تیری جسارت کا عملی طور پر مزہ چکھا دوں اور تجھے تیرے وجود سمیت ہمیشہ کے لیے فنا کر دوں ... لیکن میں یوشتا ہوں ... اور یوشتا اپنی رعایا کا محافظ بھی ہوتا ہے اور ان پر مہربان بھی ... میں جانتا ہوں کہ تیری کوئی حماقت تجھے اس حد تک لے آئی ہے، لیکن ہے اس شخص نے تجھے احساس دلایا ہو کہ تو زبردست اعلیٰ ہو گئی ہے ... لیکن یوشتا سے مقابلے سے پہلے سوچ لیا کہ تو اس قابل ہے کہ یوشتا کا مقابلہ کر سکے یا تیرا یہ کاس اتنی ہمت رکھتا ہے کہ یوشتا کے مقابلے پر آئے ... تو جانتی ہے گوکلا کہ میں علم کا سہارا اس وقت لیتا ہوں جب اپنے جسمانی سہارے کھو بیٹھوں ... اور میرا جسمانی سہارا میں سمجھتا ہوں اس پورے علاقے میں مجھ جیسا کوئی اور نہ ہو گا، کوئی ایسا ہو گا جو میرے گرز میرے تیشے کی تاب لا سکے، کیا تو اپنے محافظ و معاون کو آگے بڑھائے گی ... وہاں میں تیرے اوپر ہاتھ نہیں اٹھاؤں گا کیونکہ یوشتا کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ اپنے ہاتھوں سے کسی عورت کو قتل کرے البتہ میرا گھوڑا تیری گردن چبانے میں فخر محسوس کرے گا اور اسے اس بات کا احساس نہیں ہو گا کہ وہ کیا چبا رہا ہے ... بول کیا چاہتی ہے تو ...؟" یوشتا نے کہا اور اب خاموش رہنا بہتر تھا، میں نے گوکلا کو کندھے سے پکڑ کر پیچھے ہٹایا اور آگے بڑھ کر بولا ...

"یوشتا! میں اس کے ساتھ آیا ہوں ... عورت سے بات کرنے میں تو بڑا تیز طرار اور چست و چالاک معلوم ہوتا ہے، کیا تو ہمیشہ عورتوں سے اسی قسم کی باتیں کرتا آیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ تیری مردانہ وجاہت اور تیز زبان سے شاید عورتیں متاثر ہو جاتی ہوں گی ... لیکن کیا کسی ایسے شخص کے سامنے بھی تو نے عورت کو للکارا ہے جو اپنے آپ کو اس کا محافظ سمجھتا ہو ... اگر نہیں تو آج آ ... اور تماشہ دیکھ کہ وہ عورتیں جن کے محافظ ہوں ان کو للکارنے کا حشر کیا ہوتا ہے۔"

یوشتا کے چہرے سے مسکراہٹ غائب ہو گئی۔ اس نے غیظ و غضب سے بھری ہوئی نگاہوں سے مجھے دیکھا اور بولا ...

"احمق انسان تو اس علاقے کے کون سے حصے سے تعلق رکھتا ہے۔"

"میں ..." میں نے مسکراتے ہوئے کہا ... "میں اس پورے علاقے سے تعلق رکھتا ہوں ... اور میرا تعلق آج کل اس حصے سے ہے جہاں تو حکمرانی کرتا ہے۔ میں دعویٰ کرتا ہوں کہ تو صرف عورتوں سے گفتگو کرنے کے قابل ہے چنانچہ کسی محل کے زنان خانے میں تو تیز اگر رہ ہو سکتا ہے لیکن کسی ملک کے حکمران کی حیثیت سے نہیں کیونکہ تو بالکل نااہل دکھائی دیتا ہے۔"

میرا جواب یوشتا کے حواس پر بجلی بن کر گرا تھا ... وہ آپے سے باہر ہو گیا اور غیظ و غضب میں ڈوبا ہوا آگے بڑھا ... پھر اس نے میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا ...

"اگر میں چاہوں تو میرے منہ سے خارج ہونے والا ایک شعلہ تجھے ہمیشہ کے لیے فنا کر سکتا ہے۔ لیکن زیادہ بولنے والے بڑھ چڑھ کر باتیں کرنے والے ہیں، میں تجھے زندگی کے چند لمحات اور دیتا ہوں تاکہ دیکھنے والے دیکھیں کہ یوشتا سے بدکلامی کرنے والا کس اذیت سے موت قبول کرتا ہے ..."

"میں نے خود کو گوکلا کا محافظ کہا ہے اور صرف اس کے لیے تجھ سے جنگ کروں گا، جہاں تک میرا تعلق ہے تو تو میرے قابل نہیں ہے۔ ایسے مغرور اور احمق لوگوں کو میں اپنے قریب بھی دیکھنا پسند نہیں کرتا ..." میں یوشتا کو زیادہ سے زیادہ غصہ دلانے کی کوشش کر رہا تھا ...

"گوکلا کے محافظ! تو کیسی موت پسند کرتا ہے، شاید تو اس کا کاس ہے۔ خوب، خوب ... دیکھے گی یہ احمق عورت کر کیا پایا اس نے یک مقابل کر ... لیکن ایسے نہیں، میں تجھے عزت دوں گا۔ ان لوگوں کی مانند جو جنگ کرنے آتے ہیں اور فیصلہ سب کے سامنے ہوتا ہے، تو گوکلا آج تو رہے گی ... کل میدان جنگ میں سب کے سامنے تیرا کاس یک مقابل کرے گا ... اور اگر وہ مارا جائے تو میں تجھے بھی دعوت دوں گا کہ تو مجھے وہ کچھ دکھا جس کے بل پر تو مجھ سے مقابلہ کرنے کے لیے چلی آئی ہے ... بہتر یہی ہے گوکلا کہ اس قسم کے کسی مسئلے کو مسئلہ بنانا نہیں رہنا چاہیے، تیرے ذہن میں اگر حکومت کی خواہش ہے تو یہ سب نا قابل برداشت ہو گی اور میں نہیں چاہوں گا کہ ایسا کوئی خواہش مند میری مملکت میں زندہ رہ سکے ... چنانچہ بہتر یہی ہو گا کہ اپنے کاس کی موت کے بعد تو بھی موت کی آغوش میں چلی جا ... اور یہ تیرے لیے بہتر ہو گا کیونکہ انسان اگر اپنی زندگی میں کسی ایسی خواہش کی تکمیل نہ کر سکے جو اس کے لیے ضروری ہو تو موت ہی اس کی تمام حسرتوں کا بہترین علاج ثابت ہوتی ہے۔ اور میں یہی چاہوں گا کہ تو جسے میں برسوں سے جانتا ہوں، جو میری طویل عرصے کی شناسا ہے، کسی ایسی اذیت کا شکار ہو کر زندگی گزارے جو اسے ہمیشہ پریشان رکھے ... چنانچہ آ اور کچھ وقت میری مہمان رہ ... تھوڑا وقت گزار کر، تھوڑا وقت نکال کر میں تجھے وادی موت کی جانب بھیج دوں گا ..." یوشتا نے نہایت غرور بھرے لہجے میں کہا ...

اور یہ حقیقت ہے کہ اس کا یہ مغرور انداز مجھے ایک آنکھ نہ بھایا۔ میں نے طے کر لیا تھا کہ یوشتا کی ہیبت کو، اس کے غرور کو توڑ کر رہوں گا

یوشتا نے گھوڑے کا رخ موڑا اور اپنی فوج کی جانب چل دیا۔ گوکلا کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے ...

میں نے ان تاثرات کو پڑھا ... وہ خاصی افسردہ نظر آ رہی تھی۔ تب وہ عجیب انداز میں مسکرا دی ...

"کیا خیال ہے کاس ...؟"

"جو تیرا خیال ہو گوکلا ...!"

"اس نے کچھ وقت طلب کیا ہے، کیوں نہ ہم اسے وہ وقت دے دیں کاس ..." گوکلا نے بے جان سے لہجے میں پوچھا۔

"گوکلا جو تیری مرضی مجھے کیا اعتراض، لیکن اس وقت تک ہماری حیثیت کیا ہو گی ...؟"

"اس کا فیصلہ تو وہی کرے گا ..." گوکلا نے جواب دیا۔

اس کی ذہنی کیفیت کیا تھی اس بارے میں میں کوئی اندازہ نہیں لگا پایا تھا، وہ کیا سوچ رہی ہے، کیا چاہتی ہے، کیا کرے گی، اس بارے میں میں جان نہ سکا تھا، بہرحال وہ پھر بھی چاہتی تھی میں اس سے تعاون کرنے کے لیے آیا تھا ... اور میں ہر قیمت پر اس کا معاون بننا چاہتا تھا ...

چنانچہ میں بھی اس کے ساتھ کھڑا رہا ... تب یوشتا کے بہت سے آدمی ہمارے نزدیک آئے اور ان میں سے ایک نے گوکلا سے کہا ...

"موت کی وادیوں میں جانے والی، کچھ وقت یوشتا کی مہمان رہ کر ہمیں خدمت کا موقع دے، ہمارے ساتھ آ ..."

گوکلا نے عجیب انداز میں گردن ہلا دی اور پھر آگے بڑھ گئی ... میں بھی اس کے ساتھ تھا۔ یوشتا نے غالباً ان لوگوں کو ہدایت دے دی تھی کہ ہمیں کہاں ٹھہرانا ہے اور ہمارے ساتھ کیا سلوک کرنا ہے ... اور پھر ایک خوبصورت سے مکان میں ہم اور گوکلا داخل ہو گئے، جہاں ہماری اچھی خاصی خاطر مدارات کی گئی اور اس حسین علاقے کو دیکھ کر میں تو حیران ہی رہ گیا تھا۔ اتنا خوبصورت علاقہ تھا کہ جہاں سے جانے کو جی نہ چاہے ...

جس انداز میں ہمارے سامنے آیا تھا اور پھر جس انداز میں اس نے ہمیں کچھ وقت دیا تھا میں نے تو اس کے بارے میں کچھ نہ سوچا ... لیکن گوکلا اس بارے میں بہت کچھ سوچ رہی تھی ...

طویل وقت تک وہ خاموش رہی تھی۔ اس نے مجھ سے بھی کوئی بات نہ کی، پھر جب ہم دونوں نے آرام کی ضرورت محسوس کی تو ایک جگہ جا کر لیٹ گئے ... یہ آرام کی جگہ تھی ... تب گوکلا نے میری جانب دیکھا اور بولی ...

"کاس تم ابھی خاموش ہو ...؟"

"ہاں گوکلا میں تمہاری طرف سے بولنے کا انتظار کر رہا تھا۔" میں نے جواب دیا ...

"میں کیا بولوں کاس ... تم نے میری زبان ہی چھین لی ..." اس نے عجیب سے لہجے میں کہا۔

"میں نے ...؟" میں نے متعجبانہ لہجے میں پوچھا۔

"ہاں کاس ...!"

"مگر کیوں کر ...؟"

"کاس میں یہاں نہیں آنا چاہتی تھی ... میں نے تمہیں کہا تھا کہ یوشتا بے حد مغرور ہو گیا ہے۔ کاش شاید اب اپنا نام بھی بھول گیا ہے۔ اب وہ خود کو کچھ نہیں سمجھتا، وہ صرف یوشتا رہ گیا ہے اور یوشتا نے جس طرح مجھ سے بات کی، جس انداز میں مجھ سے تنہا کا اظہار کیا وہ تم نے سن لیا۔ کیا اس کے بعد بھی میں تم سے کوئی توقع رکھ سکتی ہوں، حالانکہ کاس میں تمہیں بہت سی باتیں بتاؤں تو تم حیران رہ جاؤ ..."

"وہ کون سی باتیں ہیں گوکلا ...؟" میں نے اشتیاق سے پوچھا۔

"کاس ... یوشتا مجھے بے حد چاہتا تھا، وہ میری محبت کا دم بھرتا تھا ... جب ہم بچے تھے تو یوشتا کی زندگی کا زیادہ تر وقت میرے ساتھ ہی گزرتا تھا، وہ میری ایک ایک بات سے خوش ہوتا تھا ... میری ناز برداریاں کرتا تھا اور ہر وقت مجھے اپنے سینے سے لگائے پھرتا تھا، ہم اس طرح اپنی زندگی کی منزلیں طے کر رہے تھے ... لیکن پھر نہ جانے کیوں اس کے ذہن میں بہت سی تبدیلیاں آ گئیں ... کاس میں حیران رہ گئی تھی، وہ عجیب و غریب ہو گیا تھا، حالانکہ مجھے امید تھی کہ وہ ہمیشہ مجھے اسی طرح چاہتا رہے گا، ہمیشہ اسی طرح سینے سے لگائے رکھے گا۔ لیکن نہ جانے کیوں، نہ جانے کیوں اس کی یہ حالت ہو گئی اور اس نے میری محبت کا دم بھرنا چھوڑ دیا ... اور اب دیکھا تم نے کاس، کیا یہ گفتگو کسی محبت کرنے والے کی ہو سکتی ہے۔ اس نے مجھ سے اس طرح گفتگو کی، جیسے وہ صرف میرا شناسا ہے۔ اس شناسائی کی نوعیت کیا تھی شاید یہ سوال ہمیشہ کے لیے اس کے ذہن سے نکل گیا ہے ..." گوکلا کی آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرے ٹپکنے لگے ...

لیکن ان آنسوؤں نے مجھے متاثر نہیں کیا تھا ... میں گوکلا پر جھنجھلا گیا تھا۔ میرے ذہن میں ایک عجیب سا احساس پیدا ہو گیا تھا، آخر یہ عورت چاہتی کیا ہے، یوشتا کی بھی تعریفیں کر رہی ہے، مجھے بھی احمق بنانا چاہتی ہے ... میں ایک عجیب سی الجھن کا شکار ہو گیا تھا۔ مجھے اس کے ان آنسوؤں سے نفرت ہو گئی تھی ...

لیکن پھر بھی میں نے اپنی اس نفرت کا اظہار نہ کیا اور گوکلا کی باتیں خاموشی سے سنتا رہا ...

"لیکن کاس میں اب اس سے پیار نہیں کرتی، میں اسے نہیں

جانتی تھی میں اس سے محبت نہیں کرتی۔ اب اگر میدان جنگ میں تو اسے
قتل کرے گا تو اسے شکست دے دے گا تو مجھے کوئی اعتراض نہیں
ہو گی۔ میں یہی سوچوں گی کہ اس مغرور شخص کا یہی انجام ہونا چاہئے
لیکن کاس! اگر تو اس کے ہاتھوں مارا گیا تو اس کے بعد......
اس کے بعد میری زندگی میں کوئی دلکشی باقی نہ رہ جائے گی۔ میں فوراً
اسے للکاروں گی اور کوشش کروں گی اس بات کی کہ وہ جلد از جلد
مجھے بھی موت کے گھاٹ اتار دے۔"

"تو کیا کہنا چاہتی ہے گوکلا۔ تیری باتیں جس قدر الجھی ہوئی ہیں
شاید تو انہیں محسوس نہیں کر رہی۔ لیکن میں ان باتوں کی وجہ سے
الجھن میں پڑ گیا ہوں۔" میں نے کسی قدر جھلاتے ہوئے انداز میں کہا۔

"اوہ۔ کیا میں نے ایسی کوئی بات کہی ہے جس نے تجھے الجھن
میں ڈال دیا ہے کاس۔" گوکلا نے پوچھا۔

"ہاں گوکلا، تو دو متضاد باتیں کر رہی ہے۔"

"کیا مطلب کاس۔" گوکلا تعجب سے بولی۔

"میرا خیال ہے گوکلا تو اتنی نادان نہیں ہے کہ میری بات کو
سمجھنے کی کوشش کرے تو مجھے بتا کیا میں اسے قتل کر دوں یا نہ کروں؟"

"کاس۔" گوکلا انتہائی عجیب انداز میں بولی۔

"نہیں گوکلا میں ان باتوں کو نہیں مانتا تو اپنی مرضی جلد بیان
کر۔ باقی رہا مسئلہ میرا تو اس سرزمین پر مجھے قتل کرنے والا کوئی
نہیں ہے۔ میں جیسا چاہوں ویسا ہی رہوں گا۔ لیکن اس کے
باوجود اگر میں اسے قتل کر دوں تو تو مجھے کچھ نہ کہے گی؟ تو میرے سامنے
رونے کی بھی نہیں اور میں یہ بھی نہیں چاہتا ہوں کہ جیسا تیرا خیال ہے
بر پڑ جاؤں۔ میں تیرے قریب زیادہ وقت نہ گزار سکوں گا۔ گوکلا
سو تو جلد از جلد فیصلہ کر لے۔"

"مگر میں اب بھی نہیں سمجھی کاس۔ کیا فیصلہ، تو کیا کہنا چاہتا
ہے۔" گوکلا میری باتوں سے سخت متحیر نظر آ رہی تھی۔

"میں نے اس وقت تک تیرا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا تھا
گوکلا جب تک کہ مجھے تیری حیثیت نہ دلوا دوں۔ میں یوشتا کو
شکست دوں گا اور اس کے بعد یہاں سے جانا پسند کروں گا۔"

"مگر۔ لیکن کہاں......؟"

"جہاں میرا دل چاہے گا گوکلا۔"

"تو پھر تو تم ابھی نہیں جانتا کاس۔"

"ہاں گوکلا میں اس پوری دنیا میں کسی کے سامنے جوابدہ
نہیں ہوں۔" میں نے سخت لہجے میں کہا۔

"کاس تم سچ کہتے ہو کہ تم مجھے جوابدہ نہیں ہو لیکن تمہاری
اس ساری گفتگو سے مجھے ایک بڑا سا احساس ہو رہا ہے۔"

"کیا احساس......؟"

"شاید تم مجھ سے ناراض ہو؟"

"نہیں۔ ناراض نہیں۔"

"پھر کاس۔ تم خود ہی وجہ بتاؤ۔" گوکلا اپنائیت سے
بولی۔ لیکن مجھے اس کی اس اپنائیت سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔

"دراصل گوکلا میں تیری دوہری شخصیت سے ناراض ہوں۔"

"دوہری شخصیت......؟"

"ہاں اگر تو اسے چاہتی ہے تو اس کے قتل پر کیوں آمادہ ہو
گئی اور اگر نہیں چاہتی تو تیرے اندر یہ جو کیفیات ابھر رہی ہیں،
ان کا مقصد کیا ہے۔ جہاں تک میرا مسئلہ ہے میں تجھے بتا چکا
ہوں کہ میں تجھے اپنی عورت کی حیثیت سے قبول نہیں کر سکتا۔
اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ تو یوشتا کی محبت کا شکار ہے اور
صرف مجبوراً میرا ساتھ پسند کر رہی ہے۔"

"نہیں کاس۔ ایسا نہ کہو۔" گوکلا نے درد بھرے لہجے میں کہا۔

"کیوں نہ کہوں......؟"

"تم نے...... دراصل۔ غلط سمجھا۔" وہ اٹک اٹک کر بولی

"بہرحال گوکلا میں کسی قسم کا ذہنی انتشار نہیں پال سکتا، تم
جو محسوس کر رہی ہو کیا اسے بیان نہیں کر سکتیں۔" میں اب کافی
جھنجھلاہٹ کا شکار ہو چکا تھا۔

"میں۔ کاس۔ میں...... دراصل...... میں واقعی الجھی ہوئی
ہوں۔" گوکلا نے کہا اور رونا شروع کر دیا۔

اور پروفیسر ہر دور کی عورت میں مجھے ایک نمایاں خوبی یا
نمایاں خامی نظر آئی۔ اور وہ نمایاں خوبی یا خامی اس کے آنسو ہیں
ہر دور میں ہر دور کی عورت روتی ہے۔ جب وہ بے بس ہو جاتی ہے
جب وہ اپنی حماقتوں سے خود ہی تنگ آ جاتی ہے تو رونا شروع
کر دیتی ہے اور رونا تو مجھے قطعی پسند نہیں تھا۔ بہرحال جھنجھلاہٹ
کا اظہار میرے لئے مناسب نہیں تھا۔

چند ساعت کے بعد میں ٹھیک ہو گیا اور پھر میں نے
گوکلا کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"گوکلا تو یقین کر تو بہت احمق ہے۔"

"کیا مطلب۔" گوکلا ایک دم حیران رہ گئی۔

"تو اپنے طور پر اس پورے علاقہ کی کاس بننے کی کوشش کر رہی
ہے اور عورتوں کی طرح رو بھی رہی ہے، جبکہ اس پوری مملکت
کا کاس بننے کے لئے تجھے اپنے عورت پن کو بھول جانا چاہئے۔
تجھے کافی سخت جان ہونا چاہئے۔"

"میں مرد نہیں ہوں کاس۔" گوکلا نے جواب دیا۔

"تو پھر مملکت کا کاس کیوں بننا چاہتی ہے۔" میں نے سوال کیا

"میں سمجھتی ہوں کہ یہ ذمہ داری میں بہتر طور پر اٹھا سکتی ہوں"

"کاس لیکن۔ وہ دراصل۔ میں الجھی ہوئی ہوں۔"

"الجھنے کی ضرورت نہیں ہے گوکلا۔ وہ فیصلہ جو تو کر کے آئی
ہے، تو نے جس انداز میں یوشتا کو للکارا ہے اب اس کے بعد پیچھے ہٹنا
بے کار ہے۔ آنے والا وقت اس بات کا فیصلہ کرے گا کہ مستقبل ...
اس علاقے کی حکمران تو ہو گی یا یوشتا۔" میں نے کہا اور گوکلا
سرد آہ بھر کر بولی۔

"ٹھیک ہے کاس۔" وہ چند ساعت سوچتی رہی۔ اس نے
اپنے آپ کو کافی درست کر لیا۔ پھر سنبھلتے ہوئے لہجے میں بولی۔

"میں سمجھتی ہوں یوشتا اتنا بہادر نہیں ہے جتنا کہ خود کو
ظاہر کرتا ہے۔"

"کس طرح سمجھتی ہے تو؟" میں نے پوچھا۔

"کیا تو نے محسوس نہیں کیا......؟"

"نہیں۔"

"اس نے وقت مانگا ہے۔"

"تو اس سے کیا ہوتا ہے گوکلا۔" میں نے سپاٹ لہجے میں
سوال کیا۔

"کاس تو جانتا ہے جو وقت مانگنے کا مطلب کیا ہوتا ہے۔"

"نہیں میں نہیں جانتا۔"

"سوچنے کے لئے، تیاری کرنے کے لئے۔ وہ اپنے وحشی لوگوں
میں جائے گا، تمہارا تذکرہ کرے گا۔ اسے پرکھے گا اور اس کے بعد
تمہارے مقابلے کی تیاریاں کر کے تمہارے سامنے آئے گا۔ وہ بلا شبہ
ایک چالاک انسان ہے۔ جس للکار کے وقت اس کے ذہن میں
غیظ و غضب تھا لیکن اس کے بعد شاید اسے عقل آ گئی۔ اس نے
سوچا کہ اس کی بھی ہوئی آندھی نہیں ... سب تباہ کر سکیں
تو اس کا مطلب ہے کہ وہ اتنی تم پچھلے کئے ہوں گے۔ چنانچہ اس نے
فیصلہ یہ کیا کہ اس وقت مقابلہ کرنے کی کوشش کی بجائے وقت
طلب کیا اور تمہیں اپنے مہمان کی حیثیت سے بلوا لیا۔ اب وہ تمہارے
بارے میں معلومات حاصل کرے گا اور اس کے بعد تم سے جنگ
کرے گا۔" گوکلا نے کہا۔

"اور اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا گوکلا۔" میں نے جھلا کر کہا

"فرق کیوں نہیں پڑے گا کاس۔"

"اس لئے کہ فرق اس وقت پڑے گا جب وہ میرے بارے
میں صحیح معلومات حاصل کر کے کوئی حکمت عملی بنائے گا اور جب وہ صحیح معلومات
حاصل کر لے گا تو مجھ سے جنگ نہیں کرے گا۔" میں نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے لیکن ایسی صورت میں اسے خاموشی سے روپوش
ہو جانا پڑے گا۔" گوکلا نے کہا۔

"کیا مطلب؟"

"ہاں یہ یہاں کا قانون ہے کہ اگر وہ مقابلے کے اعلان کے بعد
ایک خاموشی سے روپوش ہو جائے تو دوسرے کو فاتح قرار دیا جاتا ہے اور
پھر اگر وہ واپس آ بھی جائے تو اس کی کوئی حیثیت کسی کی نگاہ میں نہیں رہتی وہ لوگوں
کی نگاہوں میں مفتوح بن جاتا ہے۔"

"اوہ! اب تو ٹھیک ہے۔ بہرحال میں تمہیں صرف ایک بات
بتاؤں گا یا ایک پیشگوئی کروں کہ اگر یوشتا کی موت بالکل نزدیک ہے اور
تم اس کے لئے تیار رہو۔" میں نے کہا اور گوکلا نے گردن ہلا دی تھی۔

میرے ذہن میں یوشتا کے لئے کوئی خاص بات نہیں تھی بس
میں جانتا تھا کہ مقابلہ ہو گا اور اس کے بعد یوشتا کی موت بھی آ
جائے گی۔ میں اسے فنا کر دوں گا۔ مجھے اس بات کا یقین تھا یوشتا نے
ہماری خاطر مدارات میں کوئی کمی نہ کی۔ اور کبھی اس کے ساتھی ہمارے
آگے پیچھے پھرتے تھے۔ ہر ممکن کوشش تھی ان کی کہ وہ ہماری ہر ضرورت
پوری کر دیں۔

میں نے تو کوئی تعلق نہیں کیا تھا لیکن گوکلا شدید جذباتیت کا
شکار رہی تھی۔ غالباً گوکلا ابھی اس کے ذہن میں اب بھی اسی آن سے موجود
تھا جیسے پہلے۔ یہ دوسری بات ہے کہ اس کی محبت اب انتقام کی
شکل اختیار کر گئی تھی۔

جیسا کہ میں بتا چکا ہوں پروفیسر کہ وہاں دن اور رات کا یا
وقت کا کوئی تعین نہیں کیا جا سکتا تھا۔ ابتدائی لمحات میں جبکہ
لوگ آرام کرتے تھے اور جب جاگتے تھے تو اسے آج یا کل کا نام دے دیا
کرتے تھے۔ غالباً کل کا تصور ان کے ذہنوں میں بھی موجود تھا چنانچہ
لمحات جب وقت گزر چکا تو یوشتا کے وہ آدمی جو اس وقت بھی
ہمارے سامنے موجود تھے جب یوشتا نے مقابلے کے لئے کہا تھا آخر
ہمارے پاس پہنچ گئے اور انہوں نے مسکراتے ہوئے استہزائیہ انداز میں
مجھے اور گوکلا کو دیکھنے لگے۔

"گوکلا اور گوکلا کے کاس کیا کر رہے ہو۔ وقت نے تمہیں کچھ
سکھایا ہے؟ کیا تمہارے ذہنوں میں کچھ تبدیلیاں پیدا ہوئی ہیں؟ اگر کوئی
تبدیلی پیدا ہوئی ہے تو ہمیں اس کے بارے میں بتا دو تاکہ ہم یوشتا کو
جا کر اطلاع دے دیں کہ اس نے جو انتظامات کئے ہیں انہیں ترک کر دے
اور اگر تم اپنے فیصلوں پر برقرار ہو تو پھر یوشتا تمہیں میدان جنگ میں
آنے کی دعوت دیتا ہے۔"

"او! کیا یوشتا بذات خود ہم سے خوفزدہ ہے اور اگر خوفزدہ ہے
تو اسے ہمارا پیغام دو کہ وہ علاقہ چھوڑ کر کہیں چلا جائے اور کسی ایسے
دامن میں یا کسی ویران علاقے میں اپنا مسکن بنائے جہاں انسانوں کا گزر
نہ ہو۔ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ اسے تلاش کر کے قتل کرنے کی کوشش نہیں
کریں گے لیکن اگر اس کی موت نے اسے طلب کر ہی لیا ہے تو پھر اس

چاہتی ہو۔"

"تم سو کرو مقابلے سے بھاگنے کی کوشش نہ کرو۔" میں نے جواب دیا اور میرے اس جواب پر تمام لوگوں کے چہرے غصے سے سرخ ہو گئے تھے لیکن انھوں نے ایک لفظ بھی نہ کہا۔ تب کچھ دیر کے بعد ان میں سے ایک شخص نے کہا۔

"تو پھر میدانِ جنگ میں چلنے کی تیاری کرو۔"

"ٹھیک ہے تم جاؤ ایک آدمی کو یہاں چھوڑ جاؤ، ہم آ رہے ہیں۔"

میں نے کہا اور اس شخص نے گردن ہلا دی۔

پھر ان میں سے ایک آدمی رک گیا اور باقی لوگ چلے گئے۔ میں نے گوکلا کی طرف دیکھا۔

گوکلا کا چہرہ دھواں دھواں ہو رہا تھا۔ تب میں نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"گوکلا! جس مقصد کے تحت یہاں آئی ہو اسے پورا کرو — اور مقصد پورا کرنے کا یہ انداز نہیں ہوتا۔"

"میں — میں — میں معذرت خواہ ہوں، میں شرمندہ ہوں، بس میں اپنی ذہنی کیفیت تمھیں نہیں بتا سکتی کاس۔"

"اور اب میں کچھ پوچھنا بھی نہیں چاہتا گوکلا۔ میں نے جو کچھ کہنا تھا کہہ چکا اور اب یوشنا سے جنگ میرا ذاتی مسئلہ بن گیا ہے۔"

"ٹھیک ہے، میں تمھیں روکنے کی کوشش نہیں کروں گی کاس۔ چلو چلتے ہیں۔" گوکلا نے کہا۔

اور میں آگے بڑھ آیا — اور بلاشبہ اب اس عورت سے مجھے الجھن سی ہونے لگی تھی۔

اس نے اتنی شدید تنگ و دو کی تھی اور میں نے اس کا بھرپور طور پر ساتھ دیا تھا۔ اب یہ بات تو مناسب نہیں تھی کہ یہاں تک آنے کے بعد میں واپس چلا جاؤں۔

"اگر تمھیں اس بات سے شدید اختلاف ہے تو میں تمھاری تلافی کر سکتا ہوں۔" بالآخر میں نے کہا۔

"میں تو اب خاموش ہوں کاس۔" وہ بولی۔

"لیکن تمھارا چہرہ بہت سی کہانیاں سنا رہا ہے۔"

"تم ان کہانیوں پر غور مت کرو۔"

"آخر کیوں؟"

"بس تم اسے عورت کی کمزوری خیال کرو۔"

"حالانکہ جس مقصد کے لیے تم نے اتنی تنگ و دو کی ہے اس کی تکمیل کے وقت تمھیں اتنا بزدل نہیں ہونا چاہیے۔"

"بس مجھے تم دونوں ہی عزیز ہو، کسی ایک کو نقصان پہنچا تو میں — " وہ خاموش ہو گئی۔

اس کی دوزخی کیفیت مجھے ناپسند تھی۔ میدانِ جنگ میں تو نہیں ہو سکتا تھا کہ میں گوکلا کے اترے ہوئے چہرے کو دیکھوں اور یوشنا سے رعایت برتوں۔ میں نے بے شمار انسانوں سے جنگ کی تھی اور انھیں شکست دی تھی لیکن اس بار میرا مقابلہ ایک ایسے انسان سے تھا جو جسمانی قوتوں کے علاوہ ایسی پوشیدہ قوتوں کا مالک بھی تھا جن کے بارے میں مجھے کچھ نہیں معلوم تھا۔

میدانِ جنگ بلاشبہ میدانِ جنگ تھا۔ انسانوں کا ایک سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ پھر جب دور سے انھوں نے ہمیں دیکھا تو ساری گردنیں اس طرف گھوم گئیں۔ ایک عجیب منظر تھا اور میرے ذہن میں گدگدی ہو رہی تھی۔ اس قسم کے مناظر میری زندگی میں پہلی بار نہیں آئے تھے، بارہا میں ایسے مقابلوں میں حصہ لے چکا تھا۔

میں فاتحانہ شان سے میدان میں داخل ہوا۔ گوکلا میرے ساتھ تھی۔ ایسے اصولوں کا خیال رکھا گیا تھا چونکہ گوکلا خود جنگ نہیں کر رہی تھی بلکہ اس کے کاس کو جنگ کرنا تھی اس لیے اس کے لیے بھی ایک عمدہ نشست گاہ بنائی گئی تھی اور وہاں وہ ایک فریق کی حیثیت سے بیٹھی ہوئی تھی۔ دوسری طرف یوشنا بھی اپنی جگہ بیٹھا تھا۔ وہ ایک انوکھے لباس میں تھا، ایک عبا پہنے ہوئے جس میں ہیرے ٹنکے ہوئے تھے۔

گوکلا اس کی نشست پر پہنچ گئی اور میں بھی اس کے نزدیک ایک دوسری نشست پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد چند لوگ ایک مخصوص طرز کے ڈھول لے کر میدان میں آ گئے اور زور زور سے انھیں پیٹنے لگے۔ گوکلا خاموش تھی۔ وہ سکوت کے عالم میں تھی اور اس کا چہرہ دھواں دھواں ہو رہا تھا۔

ڈھول پٹتے رہے اور پھر ایک بوڑھا آدمی چند لوگوں کے ساتھ میدان میں آ گیا۔ اس نے ہاتھ اٹھائے اور ڈھول خاموش ہو گئے۔ بولنے والے لوگ بھی خاموش ہو گئے تھے۔ تب بوڑھے کی آواز ابھری جو اس کی عمر کی بہ نسبت کافی تیز تھی۔ اس نے گرجدار آواز میں کہا۔

"وطن والو! جو کچھ تمھارے سامنے ہو رہا ہے تمھارے لیے اجنبی نہیں ہے۔ بستیوں کا حکمران وہی ہوتا ہے جو ہزاروں آنکھیں، ہزاروں ہاتھ اور پاؤں رکھتا ہو، جس کی قوت دوسری تمام قوتوں پر حاوی ہو خواہ وہ انسان ہوں یا جانور، خواہ وہ آگ ہو یا طوفان۔ ان چیزوں پر قدرت رکھنے والا ہمارا کاس ہوتا ہے لیکن صدیوں کے اصولوں کے مطابق اگر کوئی زیادہ قوتیں لے کر سامنے آئے تو وہ بھی قابلِ احترام ہوتا ہے اور اس سے پوچھا جاتا ہے کہ خود اس کی خواہش کیا ہے۔ اگر وہ حکمرانی طلب کرے تو پھر کاس اعظم پر واجب ہوتا ہے کہ وہ خود کو اس سے برتر ثابت کرے۔ آنے والا اگر کسی چیز کا طالب ہوتا ہے تب بھی کاس اعظم کو اس کے بارے میں غور کرنا ہوتا ہے۔ اگر کاس اعظم قبول کرے تو وہ چیز آنے والے کو بخش سکتا ہے اور اگر وہ نہ قبول کرے لیکن آنے والا اس کی طلب پر قائم رہے تو کاس اعظم اسے سزا دے سکتا ہے۔ سو لوگو۔ تم نے گوکلا کا نام ضرور سنا ہوگا۔ پھر وہ قبیلے کی مجلس میں گوکلا کا نام زیر بحث آیا تھا کیونکہ

یہ عرصہ دراز کی بات ہے جب گوکلا نے پہاڑوں کے ایک سلسلہ میں اپنی مملکت کا اعلان کیا تھا لیکن پھر یوشنا نے بحیثیت حکمران کے فوج کو طاقت دی کہ وہ گوکلا سے سب کچھ چھین لے۔ گوکلا کو پیغام دیا گیا۔ اس نے وہ پیغام ٹھکرا دیا اور اپنے کاس کے ذریعے فوج کو ختم کرا دیا اور بالآخر وہ اپنی حکمرانی تسلیم کرانے یہاں تک چلی آئی۔ مقدس یوشنا نے اصولوں کا احترام کیا۔ یہاں تک کہ اس نے تذکرہ کیا تھا بھیجی جو گوکلا کو زیر نہ کر سکی اور پھر یوشنا نے خود میدان میں گوکلا سے مقابلہ کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

ہم طے کر چکے کہ مقابلہ گوکلا کے کاس سے ہو رہا ہے اور بلاشبہ تم نے دیکھا ہوگا کہ کاس مختلف نظر آتا ہے عام لوگوں سے اس لیے اس مقابلے کو جسمانی مقابلہ اور اس کے بعد علم کا مقابلہ کہا جا سکتا ہے۔ اب گوکلا کا کاس اور مقدس یوشنا ایک دوسرے سے سوالات کریں گے اور میں ان کے درمیان ثالث کے فرائض انجام دوں گا۔"

بوڑھے نے پہلے یوشنا کی طرف اور پھر میری جانب دیکھا اور یوشنا اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ وہ مسکراتا ہوا میدان کے درمیان آ گیا۔ بوڑھے نے مجھے اشارہ کیا اور میں بھی میدان میں پہنچ گیا۔ درمیان میں بوڑھا کھڑا ہوا تھا۔

"تم دونوں ایک دوسرے سے طریقِ جنگ یا دوسرے کسی بھی مسئلے پر سوالات کر سکتے ہو، ایک دوسرے کا مافی الضمیر معلوم کر سکتے ہو۔ پہلا سوال یوشنا کرے گا۔"

خوبصورت نوجوان نے گردن خم کی اور میری جانب دیکھنے لگا۔ پھر اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "نوجوان تیرا نام کیا ہے؟"

"گوکلا مجھے کاس کہہ کر پکارتی ہے۔"

"ٹھیک ہے لیکن تیرا کوئی نام تو ہوگا؟"

"وہ اسے ظاہر نہیں کرنا چاہتی۔" میں نے جواب دیا۔

"اور تو؟" اس نے پوچھا۔

"میں اس کی ہر خواہش سے تعاون کرنا چاہتا ہوں۔"

"کیا گوکلا تجھ سے عشق کرتی ہے؟" اس نے براہ راست سوال کیا اور مسکرانے لگا۔ اس کے انداز میں شرارت تھی جیسے لوگوں کے سامنے کوئی اہم انکشاف کرنا چاہتا ہو۔

"نہیں۔ بلکہ وہ تجھ سے عشق کرتی ہے کاس تھی۔ وہ تیرے بچپن کا ساتھی ہے جسے تو یوشنا بن کر بھول گیا ہے۔ جبکہ اس سے قبل تو اس سے پیار کرتا تھا۔" میں نے اس کا داؤ اس پر پلٹ دیا اور یوشنا ایک لمحے کے لیے میرے جواب سے بوکھلا گیا۔

"کیا تو اسے بھول گیا یوشنا؟" میں نے فوراً پوچھا۔

"نہیں۔ لیکن میں نے اس سے کوئی وعدہ نہیں کیا تھا اور جب اس نے اپنی محبت کا حوالہ دیا تو میں اسے قبول کرنے کے لیے تیار نہیں تھا۔"

"گویا گوکلا تجھے پہچانتا ہے؟"

"کیوں نہیں۔" یوشنا نے جواب دیا۔ وہ کچھ بوکھلا گیا تھا اور بدلنا چاہتا تھا چنانچہ چند لمحات اس نے سوچا پھر بولا۔ "تو بات یوں ہوئی کہ گوکلا مجھ سے عشق کرتی ہے اور تو گوکلا کو چاہتا ہے؟"

"نہیں۔ ہم دونوں کے درمیان چاہت کا کوئی رشتہ نہیں ہے۔"

"پھر تو اس کا مددگار کیوں بنا؟"

"یہ بات اس کے اور میرے درمیان ہے۔"

"کیا تو اس کی تخلیق ہے؟"

"نہیں۔"

"کیا اس نے تجھے اپنے علم سونپے ہیں؟"

"نہیں۔" میں نے صاف گوئی سے کام لیا۔

"گویا تو جن قوتوں سے جنگ کرے گا وہ تیری اپنی ہوں گی؟"

"ہاں۔"

"اگر تو یہ جنگ جیت لے تو حکمران گوکلا بنے گی یا تو خود؟"

"گوکلا۔"

"اور تیری حیثیت کیا ہوگی؟"

"کچھ نہیں۔"

"کیا گوکلا تجھ سے شادی کرے گی؟"

"نہیں۔" میں نے سکون سے جواب دیا۔

"پھر کون سا لالچ تجھے موت کے نزدیک لے آیا ہے؟"

"میں غرور شکن ہوں۔" میں نے بھاری لہجے میں کہا اور میری یہ آواز سکوت طاری کر گئی تھی کیونکہ اس میں میرا غضب چھپا تھا اور یہ غضب اس وقت جاگتا تھا جب کوئی خود کو عظیم تر ثابت کرنے کی کوشش کرتا تھا۔ سو لوگوں نے چونک کر مجھے دیکھا۔

"کیا مطلب؟" یوشنا نے پوچھا۔

"گوکلا کی زبانی میں نے سنا کہ تو یوشنا ہے۔ مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں تھی کیونکہ مجھے حکومت کرنا پسند نہیں۔ تب اس نے کہا کہ تو عظیم تر ہے۔ سو میں نے تسلیم نہ کیا کیونکہ عظیم میں ہوں اور کسی دوسرے کا یہ دعوٰی غلط ثابت کرنا میرا فرض ہے۔ چنانچہ میں گوکلا کے ساتھ یہاں آیا۔"

"اس کا کاس بن کر؟"

"ہاں!"

"ٹھیک ہے۔ مجھے اپنی عظمت ثابت کرنے کا پورا حق ہے۔ صرف ایک سوال کا جواب اور دے۔"

"ضرور پوچھ یوشنا، ضرور پوچھ۔"

"تو نے علم کہاں سے حاصل کیا ہے؟"

"کہیں سے نہیں۔"

"کیا مطلب؟" یوشتا تعجب سے بولا۔
"ہاں، میں تجھ سے علمی قوت سے نہیں لڑوں گا بلکہ صرف میری جسمانی قوت تیرے مقابل ہو گی۔" میں نے کہا اور میری آواز یوشتا اور اس کے لیے حیرت کا باعث بن گئی۔ خود یوشتا نے تعجب سے بوڑھے ثالث کو دیکھا اور تعجب سے بولا۔
"یہ کیا کہہ رہا ہے؟"
"جو کہہ رہا ہے وہ بے حد تعجب خیز ہے۔" بوڑھے نے بھی گردن ہلاتے ہوئے کہا۔
"کیا اس سے جنگ میری توہین نہیں ہے؟ کیا یہ جاننے کے بعد بھی میں اس سے جنگ کروں کہ یہ علوم سے ناواقف ہے؟" یوشتا نے حقارت سے کہا۔
"نوجوان کیا اس اقرار کا مطلب جانتا اور سمجھتا بھی ہے؟"
"اچھی طرح!" میں نے ہنس کر جواب دیا۔
"اور تو مقدس یوشتا کو اپنی جسمانی قوتوں سے زیر کرے گا؟"
"یقیناً!"
"کیا یہ حماقت نہیں ہے؟"
"یوشتا سے کہو کہ اپنی علمی قوت سے مجھے نیچا دکھائے۔ اگر وہ ایسا کرے گا تو بہرحال برتر و اعلیٰ ہے گا ورنہ میرے ہاتھوں مارا جائے گا۔"
میں نے بھی حقارت سے جواب دیا اور یوشتا غیظ و غضب سے سرخ ہو گیا۔
"یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ یہ شخص جھوٹ سے کام لے رہا ہو۔" بالآخر اس نے کہا۔
"لیکن یہ ہمارے اصول کے خلاف ہے۔ یہ شخص اگر صرف جسمانی قوتوں سے جنگ کرے گا تو کیا اس کا ثبوت بھی ہے کہ [illegible] آتشی دائرے سے نکلنا ہو گا [illegible] جب کوئی جسمانی قوتوں ہی سے جنگ کرے تو [illegible] ایک امانت ہوتی ہے جس کی توہین کی جائے تو وہ ختم ہو جاتا ہے۔"
"تیری گفتگو بہت طویل ہے بوڑھے اور یہ حقیقت ہے کہ تو کاشی کا ثالث خواہ ہے لیکن اس وقت تو نے ثالثی کی مقدس امانت سنبھالی ہوئی ہے، اس کے ساتھ بھی انصاف کر۔ میں اس آتشی دائرے سے گزرنا چاہتا ہوں تاکہ تم لوگوں کو اس کا علم ہو اور میں اس کا غرور توڑنے کے لیے عملی کارروائی کروں۔" میں نے ناگواری سے کہا اور بوڑھے نے گہری سانس لی۔
"تو نے ٹھیک کہا۔" اس نے جواب دیا اور پھر کچھ لوگوں کو اشارہ کیا۔ وہ اس کے قریب آ گئے تو بوڑھے نے انھیں ہدایات دیں اور وہ چلے گئے۔ تب اس نے یوشتا سے پوچھا۔
"یوشتا کیا تو اس کے خلاف صرف جسمانی قوت صرف کرے گا؟"
"جسمانی بھی اور سحری قوت بھی۔ میں اسے ہر طرح زیر کروں گا۔ میں کوئی پابندی قبول نہیں کروں گا۔" یوشتا نے کہا۔
"کیا تو اس کے لیے تیار ہے؟" اس نے مجھ سے پوچھا۔
"ہاں، میں تیار ہوں۔"
تب بوڑھے نے دونوں ہاتھ بلند کیے اور پھر ہم دونوں کے درمیان سے ہٹ گیا۔ یوشتا اپنے تخت کی طرف چل پڑا اور لباس وغیرہ بدلنے لگا۔ اب وہ جنگ کا لباس پہن رہا تھا اور پروفیسر جیس [illegible] کسی لباس کا عادی نہیں تھا، سوائے اس مختصر لباس کے جسے پہن کر جنگ کرنے کا صحیح لطف آتا تھا یعنی جانوروں کے چمڑے کا مخصوص لباس جو صرف ستر پوشی کرتا تھا۔ چنانچہ میں نے بھی اپنا لباس اتار دیا اور صدیوں کی رفاقت میرے وجود پر چھا گئی۔ وہ رفاقت جو ساری دنیا کو حقیر سمجھتی ہے، کوئی بھی جو رفعت ہے اور وجود بخشنے والے نے مجھے ایک نشہ دیا اور وہ عطا کیا تھا چنانچہ یوشتا کی کیا مجال کہ مجھے زیر کرنے کی کوشش کرے اور اگر سچ ہے تو میں اس کا وجود ہمیشہ کے لیے فنا کر دوں۔
آتشی دائرہ روشن ہو گیا۔ ایک عظیم حلقہ جس کی وسعت کا بنا ہوا تھا اور اس کے کنارے آگ اگل رہے تھے۔ دائرے والے لائے تھے [illegible] اور پھر بوڑھے آدمیوں نے اس پر منتر پڑھے اور دائرے کے شعلے بلند ہو گئے [illegible] اختیار کر گئے۔
تب انھی میں سے ایک بوڑھے نے زور زور سے کہا۔ "مجھے والو۔ دائرہ [illegible] ہو گیا ہے۔ یوشتا کے عظیم مقابل نے کہا ہے کہ اس کے پاس کوئی علم نہیں ہے وہ صرف جسمانی قوتوں سے جنگ کرے گا اور اس کی پرکھ کے لیے یہ دائرہ روشن کیا ہے۔ اگر وہ جھوٹ بول رہا ہے تو آتش [illegible] بیٹھے گا اور اس کے بعد بھی اسے یوشتا سے جنگ کرنا ہو گی۔ سو اے شخص آ اور اپنے دعوے کا ثبوت دے۔"
میں آگے بڑھا اور دائرے میں داخل ہو گیا۔ ایک کے بجائے کئی بار میں اس دائرے میں آنے جانے لگا اور اس تیز آگ سے خوب لطف اندوز ہوا۔ دیکھنے والے مجھے متحیرانہ نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔ یوشتا بھی کسی قدر حیران نظر آ رہا تھا۔
تب وہی بوڑھا آگے بڑھا جو ثالث تھا۔
"ٹھیک ہے نوجوان تو صادق ہے اور اب یہاں کوئی نہیں ہے جو تیری بات پر یقین نہ کرے۔ بس [illegible] دائرہ بجھا دو۔"
اور پھر میدان صاف ہو گیا۔ پروفیسر [illegible] اور یہ شخص جو یوشتا ہے ہتھیاروں سے [illegible] ہو گیا۔ میرے لیے چونکہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا تھا [illegible] نے تیشے کی طرف دیکھی تھی اور پھر جب میرا پسندیدہ وہ ہتھیار مجھے مل جائے تو پھر میری جولانی کا کیا ٹھکانہ۔
ہتھیاروں کے انتخاب کا حق مجھے دیا گیا تھا [illegible] بھاری تیشہ انھوں نے کیوں بنایا تھا۔ میں نے ایک [illegible] بغیر اسے اٹھایا اور اسے تولنے لگا۔ میری آنکھیں خوشی سے چمکنے لگیں۔

تیشہ کافی بھاری اور میری پسند کے مطابق تھا۔
دیکھنے والی آنکھوں میں دلچسپی کی چمک بڑھتی جا رہی تھی۔ بالآخر میدان صاف ہو گیا اور اب ہم دونوں ایک دوسرے کے مقابل تھے۔ دلچسپ بات یہ تھی کہ میرے مقابل نے بھی تیشہ ہی پسند کیا تھا لیکن اس کا تیشہ ہلکا تھا اور وہ اسے زیادہ پھرتی سے ہلا سکتا تھا جبکہ اس کے خیال کے مطابق میں بھاری تیشے اور زیادہ پھرتی سے حرکت نہیں دے سکتا تھا۔
مقابلہ شروع ہو گیا۔ یوشتا بے حد چالاک و چست معلوم ہوتا تھا۔ تیشہ گھماتے ہوئے اس نے کئی بار مجھے جھکائی دی لیکن مجھے بچنے کی کیا ضرورت تھی۔ اگر تیشہ میرے بدن پر پڑ بھی جاتا تو کون سا مجھے نقصان پہنچتا۔ اس لیے میں نے کسی اناڑی کی طرح نظر انداز کیا اور یوشتا نے میری اس لاپرواہی سے فائدہ اٹھانے کے لیے حملہ کر دیا۔
لیکن اس بار میں نے تیشہ سامنے کر دیا تھا۔ پوری قوت سے چلایا ہوا تیشہ میرے بھاری تیشے پر پڑا اور یوشتا کے ہاتھ سے اچھل گیا۔ یوشتا کا ہاتھ جھنجھنا گیا تھا۔ وہ میرے وار سے بچنے کے لیے کئی قدم پیچھے ہٹ گیا۔ اس کا تیشہ میرے قدموں میں پڑا تھا لیکن میں اپنی شان کے خلاف نہیں کر سکتا تھا کسی کو نہتا کر کے میں حملہ نہیں کرتا۔
میں نے پاؤں کے انگوٹھے سے اس کے تیشے کو اس کی جانب اچھال دیا اور بڑی حقارت تھی میرے اس انداز میں۔ یوشتا نے تیشہ لپک لیا تھا لیکن وہ میرے اس حقارت آمیز رویے سے جھلا گیا تھا۔ وہ پھرتی سے آگے بڑھا اور تابڑ توڑ کئی حملے مجھ پر کیے لیکن اس بار میں نے صرف جسمانی پھرتی دکھائی تھی۔ اس کے وار تیشے کی آوازوں کے ساتھ میرے ادھر ادھر سے گزرنے لگے اور پھر میں نے پہلا وار کیا اور بڑا کاری وار تھا۔
یوشتا کا تیشے والا ہاتھ بازو کے قریب سے کٹ گیا اور یوشتا کے حلق سے طویل کراہ نکل گئی۔ اس کا ہاتھ اور تیشہ نیچے گر پڑا تھا۔ یوشتا نے دوسرا ہاتھ کٹے ہوئے بازو کے اوپر رکھ لیا اور دانت پیس کر زور سے ایک آواز نکالی۔ دوسرے لمحے اس کا کٹا ہوا ہاتھ زمین سے بلند ہوا، تیشہ اسی طرح اس میں دبا ہوا تھا اور پھر وہ بازو پھڑکنے لگا۔ میں نے دانت پیس کر ان حملوں کو روکا اور پھر میں نے بھی دو تین بار تیشہ گھمایا اور بازو کے کئی ٹکڑے کر دیے۔ پھر میں برق رفتاری سے یوشتا کی طرف لپکا اور میں نے اس پر وار کیا لیکن دوسرے لمحے یوشتا کا بدن دھواں بن گیا اور میرا تیشہ اس سے گزر گیا لیکن یوشتا میرے عقب میں نمودار ہوا تھا اور اس بار اس کے دونوں ہاتھ سلامت تھے اور وہ ہنس رہا تھا۔
"میرے ہزار وجود ہیں نوجوان۔ تجھے ایک ہزار بار مجھے قتل کرنا ہو گا۔ بلاشبہ تو نے میرا ایک وجود فنا کر دیا۔ دیکھ وہ پڑا ہوا ہے میرا مردہ وجود، لیکن کب تک تو میرے [illegible] کو قتل کرے گا۔ آ کوشش کر، میں کئی بار تیرے ہاتھوں مرنے کو تیار ہوں۔"
میں نے تھوڑے فاصلے پر پڑی ہوئی یوشتا کی لاش کو دیکھا لیکن یوشتا میرے نزدیک بھی کھڑا تھا۔ اب میں جھلا گیا تھا۔ میں نے وار کیا اور یوشتا کی گردن اڑ گئی لیکن فوراً ہی میرے یوشتا نے وہ گردن لپک لی۔ وہ اب بھی مسکرا رہا تھا۔ پھر اس نے اپنا ایک ہاتھ پھیلایا اور دس بیس یوشتا میرے مقابل آ گئے۔ میرا کام تیز ہو گیا۔ ایسے شخص کو اب رعایت دینا میرے لیے ممکن نہیں تھا۔ میرا تیشہ جس رفتار سے کام کر رہا تھا وہ دوسروں کے لیے سخت حیران کن تھی۔
ذرا سی دیر میں، میں نے ان کا صفایا کر دیا۔ میدان میں یوشتا کی تقریباً پندرہ لاشیں پڑی تھیں اور یوشتا اپنے لیے ہتھیار منتخب کر رہا تھا۔ اس بار اس نے کافی لمبی تلوار اٹھائی تھی چمکتی ہوئی اور لمبی تلوار لے کر تیشے سے وہ ایک بار بھی میرے جسم کو نہیں چھو سکا تھا۔
ایک بار پھر وہ مسکراتا ہوا میرے سامنے آ گیا۔
"یوشتا اگر تیرے دس ہزار وجود ہیں تب بھی میں ان میں سے ایک کو بھی نہیں چھوڑوں گا۔ بس تو میدان چھوڑ کر بھاگ جا۔"
"نہیں میرے شیر۔ اگر بھاگنا چاہوں تب بھی بھاگ نہیں سکتا۔ فیصلہ لازمی ہے۔ دونوں میں سے ایک کو فنا ہونا پڑے گا۔"
"تب ٹھیک ہے۔" میں نے کہا اور اس کے بعد ہم دونوں کے درمیان ایک خوفناک جنگ ہونے لگی۔ یوشتا بڑی بے جگری سے لڑ رہا تھا۔
لیکن میں بھی اس وقت شدید محنت کر رہا تھا۔ میں اس پر ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا کہ تیشہ میرے بدن پر بے اثر ہے اور پھر میں نے مزید دس بارہ یوشتا قتل کیے۔ ایک مرتا تو دوسرا عقب سے آ جاتا تھا۔ پھر وہ ایک دم بکھر گیا۔ اس بار بے شمار روپ بنے تھے اور میں ان میں گھس کر انھیں فنا کرنے لگا۔ یوشتا کی ایک نہیں چل رہی تھی اور میدان میں اس کی لاشوں کے انبار لگے جا رہے تھے۔
دیکھنے والے ساکت تھے۔ گرگا کا چہرہ عجیب ہو رہا تھا اور اب یوشتا کی ہنسی بھی کم ہوتی جا رہی تھی۔ اب وہ سنجیدہ تھا۔ چہرہ تشویش زدہ نظر آنے لگا۔ پھر اتنی لاشیں میدان میں بکھر گئیں کہ میدان بھرنے لگا۔ میرے بدن پر ابھی ایک نشان بھی نہیں لگا تھا۔
تب اچانک یوشتا رک گیا۔ اس نے چاروں طرف دیکھا اور پھر بوڑھے کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "میں اب نہیں لڑنا چاہتا۔"
چاروں طرف ہنگامہ ہو گیا تھا۔ "یوشتا نے ہار مان لی۔ یوشتا کو شکست ہو گئی۔ یوشتا کو شکست ہو گئی۔" لوگ بری طرح چیخ رہے تھے۔
"خاموش ہو جاؤ۔ خاموش ہو جاؤ۔" بوڑھا چیخا۔
"کالا گولا۔ مقدس گولا۔ ہمارا یوشتا گولا ہے۔" لوگ بری طرح شور مچا رہے تھے۔
"خاموش ہو جاؤ۔ خاموش ہو جاؤ۔ سنو، خاموش ہو جاؤ۔"
"ہم اب تمھاری بات نہیں مانیں گے۔ ہم اب تمھاری بات

نہیں مانیں گے۔" لوگ بدستور چیخے جا رہے تھے۔
تب بوڑھا گوکلا کے پاس پہنچا۔ "تم انھیں حکم دو کہ وہ خاموش ہو جائیں۔" اس نے گوکلا سے استدعا کی لیکن گوکلا کے ہونٹوں پر تو خاموش مسکراہٹ تھی۔ بمشکل تمام وہ کھڑی ہوئی۔ "خاموش ہو جاؤ۔ خاموش ہو جاؤ۔" اس نے ہاتھ اٹھا کر کہا اور لوگ خاموش ہو گئے تب بوڑھے نے کہا۔
"وطن کے لوگو! شور مچانے سے کیا حاصل۔ جو کچھ ہوا ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ کناشی جو اب سے کچھ عرصہ قبل ہمارا ارشتا تھا ہمارے آباؤ اجداد کی مقدس رسم کے مطابق شکست کھا چکا ہے اور یہ شکست اس نے خود اپنے منہ سے قبول کی ہے۔ تم نے دیکھا کہ گوکلا کا اس گوکلا نے جس کو اعظم گوکلا لے جس کو اس کے ساتھ آئی تھی اس نے سب سے پہلے یہ ثابت کیا کہ وہ کسی جادو کے زیر اثر نہیں ہے۔ وہ جادوئی قوتوں سے نہیں بلکہ جسمانی قوتوں سے جنگ کرے گا اور اس کے لیے وہ مقدس دائرہ جو ہمارے آباؤ اجداد کے دور سے ہر قسم کے جادو سلب کرنے کی قوت رکھتا آیا ہے اس نے یہ ثابت کیا کہ گوکلا کا اس کی جادوئی قوت کے زیر اثر نہیں ہے اور اس کا اس نے اس دائرے سے نکل کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ جو کچھ کرتا ہے وہ درست ہے۔ بلاشبہ اس نے اپنی جسمانی قوتوں سے جو شناکے پیشوا ہم تنگوں سے اس کی ہزاروں قوتوں سے جنگ کی اور وہ تو ہم جانتے ہیں کہ جنگ ناقابل یقین تھی۔
کسی جسمانی قوت سے ایسی جنگ نہ دیکھی گئی نہ سنی گئی۔ بہرحال گوکلا جس مقصد کے لیے یہاں آئی تھی وہ پورا ہو گیا ہے اور انھوں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ ان کے زیر اثر ہے۔ سو ہم اپنے آباؤ اجداد کے ان اصولوں کو نہیں بھولیں گے۔ یہ مقصد گوکلا کا کسی سے جنگ جیت جانے کے بعد وہ ہماری حکمران ہے۔ اس پورے علاقے کی حکمران ہے اور اس بات کو تسلیم کرنے میں کسی کو عار نہیں ہے کہ گوکلا سب سے زیادہ طاقت ور اور سب سے زیادہ باعزت ہے۔"
"ہم تسلیم کرتے ہیں ہم تسلیم کرتے ہیں۔" ہجوم کی آواز سنائی دی لیکن بوڑھے نے انھیں خاموش ہونے کا اشارہ کیا اور ہجوم پر سناٹا چھا گیا۔
"یہ کام انھوں نے جہاں سے بھی حاصل کیا جس طرح انھوں نے اسے اپنی مدد پر آمادہ کیا یہ ان کا اپنا مسئلہ ہے اور تمام کام ہمارے اصولوں سے ہٹ کر نہیں ہے اس لیے گوکلا کو اس تسلیم کر لینے میں ہم میں سے کسی کو بھی عار نہیں ہے۔ رہی کناشی کی بات جو کبھی ارشتا تھا تو اب اس کی کوئی حیثیت نہیں رہ گئی ہے۔ ہاں وہ شخص جس نے اسے زیر کیا ہے اس کی زندگی کا مالک ہے اور کناشی اس کا غلام۔ کناشی اگر اس کے احکامات سے سرتابی کرے گا تو رسم کے مطابق ہم اس کو ریزہ ریزہ کر دیں گے۔"
چنانچہ جواب کو دنیا ہے کہ جس طریقے سے ہمارے یہاں یہ رسومات چلی آ رہی ہیں اسی طریقے سے انھیں انجام دیا جائے۔ ہم کناشی کے ہاتھ باندھ کر اسے تمھارے سامنے پیش کر دیں گے اور تم اس کا اس شکل طور سے اس کا مالک ہو گا۔ چنانچہ میں اعلان کرتا ہوں کہ مجھے اس کا حق بخش دیا ہے اب ہماری گوکلا ہے۔"
ایک بار پھر شور سے کان پڑی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ لوگ بے پناہ چیخ رہے تھے۔ چلا رہے تھے اور گوکلا کے نام کے نعرے لگا رہے تھے۔
اور یہ تو میں جانتا ہی تھا کہ پروفیسر کوئی نئی بات تو تھی نہیں اور میں جانتا تھا کہ اس کے بعد بھی یہ ہنگامے ہوں گے۔ چنانچہ میں خاموشی سے ایک طرف ہٹ گیا۔
پھر جب کناشی کے ہاتھوں میں رسی باندھ کر اس کا سرا میرے ہاتھ میں دے دیا گیا تو میں نے مسکرا کر اس کی جانب دیکھا۔
کناشی نے گردن جھکا لی تھی۔
دوسرے لوگ اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو گئے تھے۔ گوکلا کو بے شمار لوگوں نے گھیر لیا تھا گویا اب وہ مجھ سے کچھ دور ہٹ گئی تھی تب میں نے کناشی کے قریب پہنچ کر اس کے شانے پر ہاتھ رکھا اور مسکرایا۔
کناشی نے نگاہیں اٹھا کر میری جانب دیکھا اس کی آنکھوں میں نجات تھی۔ تب میں نے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھوں سے رسی کھول دی اور نرم لہجے میں کہا۔
"فتح و شکست میدان جنگ کا زیور ہے میرے دوست! یہاں پر بھی ابھی دونوں چیزوں میں سے کچھ ملتا ہے۔ تمھارے لوگوں کی رسم کے مطابق تمھیں میری غلامی میں دے دیا گیا ہے لیکن میں تمھیں ایک باوقار شخصیت سمجھتا ہوں۔ ایک ایسا حکمران جس نے اپنی قوت سے حکومت حاصل کی تھی اور حکمران غلط فیصلے نہیں کرتے۔ آج تک ہم دونوں ایک دوسرے کے مخالف تھے لیکن آج تم میری پناہ میں ہو اور جو لوگ میری پناہ میں ہوتے ہیں میں ان کے ساتھ ایسا سلوک کرتا ہوں کہ کبھی ان کی دل آزاری نہ ہو۔ سو اس سلسلے میں اس رسی کی ضرورت نہیں ہے۔ تم میری محبت کی ڈور میں بندھ کر میرے ساتھ آؤ اور شاد و آباد رہو۔"
کناشی نے تعجب سے میری شکل دیکھی۔ غالباً اسے ان الفاظ کی توقع نہیں تھی۔ اس نے یہ سوچا ہو گا کہ فاتح مفتوحوں کے ساتھ جو سلوک کرتے ہیں وہ شخصی انسانیت سوز ہوتا ہے۔ وہ ان کے لیے نرم لہجہ نہیں رکھتے۔ میرے نرم لہجے نے اسے حیران کر دیا تھا۔
تب میں نے اسے اشارہ کیا اور کناشی میرے ساتھ ساتھ آگے بڑھنے لگا۔ اس وقت گوکلا کے سامنے پہنچنا ممکن نہیں تھا کیونکہ اس کے مداح اس کے گرد اس طرح گھیرا ڈالے ہوئے تھے جیسے کسی قیمتی چیز پر بھنورے۔ اوہ نہیں تھے۔ وہ تشکر کناشی گوکلا کو اپنے شانے پر اٹھائے محل کی طرف جا رہے تھے جہاں اب گوکلا کی حکمرانی ہو گی۔ پھر گوکلا نے بھی ان لوگوں سے کچھ کہا اور بہت سے لوگ میری تلاش میں چل پڑے۔

مجھے پتا تو کوئی مشکل کام نہیں تھا کیونکہ میں ان سب میں نمایاں تھا۔ چنانچہ وہ تو دیتی اور اس کمک سے ساتھی میرے نزدیک پہنچ گئے۔ انھوں نے مجھے بھی اسی طرح اپنے شانے پر اٹھا لیا تھا جیسے انھوں نے گوکلا کو اٹھایا تھا۔ کناشی میرے ساتھ تھا۔
انھوں نے تعجب سے کناشی کے کھلے ہوئے ہاتھ دیکھے۔ بوڑھے کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی پھر اس نے آہستہ سے کہا۔
"جو حیران کن فاتح ہوتے ہیں ان کے انداز بڑے عجیب ہوتے ہیں۔" بوڑھے نے کہا اور میں مسکرا دیا۔
میں نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور ان کے ساتھ چل پڑا۔ تھوڑی دیر کے بعد میں بھی گوکلا کے نزدیک موجود تھا۔
گوکلا کے چہرے پر اس وقت بھی عجیب سے تاثرات تھے۔ وہ مسرور بھی نظر آ رہی تھی اور افسردہ بھی۔ اس نے پہلے مجھے دیکھا پھر کناشی کی طرف اور نہ جانے کیوں وہ کھوئی کھوئی رہی لیکن چند لمحات کے بعد ہی اسے جیسے ہوش آ گیا اور اس نے بوڑھے سے کہا۔
"ہم محل کی جانب جانا چاہتے ہیں۔ ان لوگوں سے کہو کہ آرام کے بعد ان سے دوبارہ ملاقات کی جائے گی۔"
بوڑھے نے گوکلا کے الفاظ دہرائے اور لوگ پیچھے ہٹ گئے تب ہمیں محل کی جانب لے جایا گیا۔ اس بار محل میں ہمارا استقبال بہت ہی اعلیٰ طریقے سے تھا گو اس سے قبل بھی ہمارے ساتھ کوئی برا سلوک نہیں کیا گیا تھا لیکن اس وقت ہم مالکانہ حیثیت سے اندر داخل ہوئے تھے۔
گوکلا نے محل میں تنہائی طلب کر لی تھی۔ ہاں اس نے صرف مجھے درخواست کی تھی کہ میں اس کے ساتھ آؤں۔
چنانچہ محل کے ایک بہت اچھے کمرے میں گوکلا مجھے لے کر پہنچ گئی۔ باقی لوگ باہر ہی ٹھہر گئے تھے۔ کناشی کو ان کے حوالے کر دیا گیا تھا۔
تب گوکلا نے کمرے کا دروازہ بند کیا اور میری جانب دیکھنے لگی۔ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اور پھر اس نے دونوں ہاتھ پھیلائے اور میرے نزدیک آ کر مجھ سے لپٹ گئی۔
"اس کے باوجود مجھے لگتا ہے کہ میں تجھ سے پیار کروں۔" اس نے کہا لیکن میرے جذبات نے اس کی کوئی پذیرائی نہیں کی تھی۔ میرے ہاتھوں نے اس کے گرد کوئی حلقہ نہیں بنایا۔ وہ کافی دیر تک اس بات کی منتظر رہی کہ میں بھی اسے محبت سے سینے سے چپٹاؤں۔ اس فتح کی خوشی میں اسے قبول کروں یا اس بات کا اعلان کروں کہ میں بھی اسے چاہتا ہوں لیکن یہ سب جذبات کی باتیں تھیں پروفیسر اور میں ایسا کوئی جذبہ باقی نہیں تھا چنانچہ میں خاموش ہی رہا۔ البتہ میں نے گوکلا کو خود سے جدا کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ میں اس کے جذبات کو ٹھیس نہیں پہنچانا چاہتا تھا۔ پھر اسی وقت کسی نے دروازے پر دستک دی اور میں نے اسے اندر آنے کی اجازت دے دی۔
آنے والا اشتیاق ہی تھا اس نے ادب سے گردن جھکائی اور بولا۔
"امور سلطنت کے سارے لوگ جمع ہیں۔ وہ نئی حکمران کے احکامات سننا چاہتے ہیں۔ میں انھیں کیا جواب دوں؟"
"صرف ایک۔" گوکلا نے غضب ناک لہجے میں کہا۔ "اور وہ یہ کہ جب تک میں ان میں سے کسی کو طلب نہ کروں کوئی مجھ تک آنے کی کوشش نہ کرے۔"
"جو حکم۔" بوڑھے نے جواب دیا اور واپس چلا گیا۔ گوکلا اب بھی عجیب سی نگاہوں سے میری طرف دیکھ رہی تھی۔ پھر اس نے ایک گہری سانس لے کر کہا۔ "کاش! میں تیرے لیے انھیں اچھی لگتی ہوں نا؟"
"نہیں گوکلا۔ البتہ مجھے تم پر حیرت ہے۔"
"کیوں؟"
"تم نے کناشی کی جرأت کے کتنے افسانے سنائے تھے مجھے۔"
"ہاں لیکن کاش تم اس بات کو نہیں سمجھ سکے۔" گوکلا افسردہ سانس لے کر بولی اور پھر ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔
"کیا کہنا چاہتی ہے تو؟"
"تم سمجھو کہ میں فاتح ہوں اس لیے میں تم سے الفت کا اظہار کر رہی ہوں؟"
"نہیں۔ یہ بات نہیں ہے اس لیے کہ بہرحال میں نے تیرے لیے ہی یہ سب کچھ کیا ہے اور اس بات کو تو بھی جانتی ہے کہ میں حکومت کا خواہش مند نہیں ہوں۔"
"ہاں یہ درست ہے۔"
"اسی صورت میں ایک یہ بات نہیں سوچ سکتا۔"
"بہرحال میں تجھے مجبور نہیں کروں گی۔ البتہ مجھے بتا تو اب کیا کرو گے؟"
"تم سے ایک اجازت طلب کروں گا گوکلا، یہ کہ اب تم اس پورے علاقے کی حکمران ہو اس لیے مجھے یہ اجازت دو کہ میں تمھارے اس علاقے میں کہیں بھی چلا جاؤں میرے اوپر پابندی عائد نہ ہو گی۔"
"ایسے الفاظ کہہ کر مجھے شرمندہ مت کر۔ میں تمھاری منت کرتی ہوں۔"
"اوہ! میرا یہ مقصد نہیں تھا۔"
"میرے بارے میں تم نے کیا سوچا؟"
"تھوڑی دیر کے بعد بتاؤں گا۔" میں نے جواب دیا اور پھر گوکلا کے پاس سے چلا گیا۔ حالانکہ یہ پُر اسرار عورت تھی جس کی طاقت واقعی مجھے اس کے بارے میں علم ہو گیا تھا۔ اس کے جادو سے تو میں قطعی متاثر نہیں تھا لیکن بہرحال عورت کی دلکشی بذات خود بہت بڑا جادو ہوتی ہے اور یہ جادو میرے اوپر چل سکتا تھا کیونکہ طویل عرصے گزر چکا تھا عورت کی قربت حاصل کیے لیکن نہ جانے کیوں اس عورت سے کدورت سی تھی مجھے

کسی قیمت پر اس کا قرب نہیں چاہتا تھا۔

تب میں کناشی کے پاس پہنچ گیا۔ جو اب ایک قیدی بن گیا تھا۔ مجھے دیکھ کر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"آؤ... عظیم کاس!" اس نے کہا۔

"کناشی!" میں نے سنجیدگی سے اسے مخاطب کیا۔ "میں تم سے کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔"

"تو مجھ سے اجازت کیوں لے رہے ہو۔ تم میرے مالک ہو۔" اس نے کہا۔

"میدان جنگ میں ہم دشمن تھے لیکن اب دشمنی ختم ہو گئی ہے اس لیے ہم دونوں عام انسان ہیں۔ تمہاری دنیا کی رسم کے مطابق میں تمہارا مالک ہوں لیکن میں نے اس بات کو دل سے تسلیم نہیں کیا ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"کیا مطلب؟"

"میں تمہارا آقا نہیں ہوں۔"

"تو کیا تم نے مجھے آزاد کر دیا؟"

"اسی وقت جب میں نے تمہاری رسیاں کھول دی تھیں۔"

"تم بہت عظیم ہو۔ اگر مجھے تیری عظمت کا اندازہ ہوتا تو میں کبھی تجھ سے جنگ نہ کرتا۔ طاقت کے نشے نے مجھے مست کر دیا تھا۔ ہمیشہ سے کمزور گرتے ہیں لیکن جو طاقت ور ہونے کے علاوہ حسن مزاج بھی ہوتے ہیں وہ ناقابل تسخیر ہوتے ہیں۔ یہ میرا علم ہے لیکن اس کے باوجود میں تیرا پرستار ہوں۔ بتا کیا حکم ہے میرے لیے؟"

"کناشی! کیا یہ حقیقت ہے کہ گوکلا تجھ سے محبت کرتی تھی؟"

"طاقت کا سحر عجیب ہوتا ہے کاس۔ طاقت ور بننے سے قبل ہم دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے لیکن پھر میں نے سوچا کہ میں ناقابل تسخیر ہوں اور گوکلا..... وہ صرف ایک خوبصورت لڑکی ہے۔ اپنی قوت کے بارے میں میں نے سوچا کہ مجھے بھی عظیم ہونا چاہیے اور وہ میرے ذہن سے نکل گئی لیکن تیری شکست سے دوچار ہونے کے بعد جیسے سارے طلسم ٹوٹ گئے ہیں۔"

"کیا محسوس کر رہے ہو؟" میں نے گہری نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"یہی جیسے ایک طویل سفر کے بعد واپس آیا ہوں۔"

"گوکلا کے لیے اب تمہارے دل میں کیا مقام ہے؟"

"صرف احساس شرمندگی۔ میں اس کے سامنے نہیں جا سکتا۔"

"اور اگر وہ تمہیں قبول کر لے؟"

"ناممکن ہے۔"

"میں اسے ممکن بنانا چاہتا ہوں۔" میں نے کہا اور وہ تعجب سے مجھے دیکھنے لگا۔

"میں نہیں سمجھا؟"

"میں تمہیں اپنی غلامی سے آزاد کر چکا ہوں اس لیے اب تمہیں حکم نہیں دے سکتا بلکہ ایک دوست کی حیثیت سے ایک خواہش کا اظہار ضرور کرنا چاہتا ہوں۔"

"ضرور عظیم کاس!"

"تم گوکلا کو واپس لاؤ گے۔ کوشش کرو گے کہ اس کے دل پر لگی نفرت کی مہر ٹوٹ جائے اور پھر تم اس سے شادی کر لینا۔ میری صرف یہی خواہش ہے۔"

کناشی کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں۔ وہ حیرت زدہ نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے بڑی خجالت سے کہا۔

"مجھے صرف ایک بات بتا دو کاس۔"

"ہاں، ضرور پوچھو۔"

"کیا تم بھی اسے چاہتے ہو؟"

"قطعی نہیں۔"

"پھر تم نے اس کے لیے یہ سب کچھ کیوں کیا۔ ویسا تو کوئی نہیں کرتا۔ کسی نے آج تک کسی دوسرے کی ایسی بھرپور مدد نہیں کی ہوگی۔"

"ممکن ہے لیکن میں اسی فطرت کا مالک ہوں۔" میں نے جواب دیا۔ کناشی پریشان ہو گیا تھا۔

"کیا سوچے گی وہ میرے بارے میں... کیا سوچے گی وہ... وہ تو یہی خیال کرے گی کہ شکست کھانے کے بعد میں زندگی بچانے کے لیے اس سے محبت کی بھیک مانگ رہا ہوں۔ وہ مجھے ٹھکرا دے گی کاس۔ وہ مجھے قبول نہیں کرے گی۔"

"تمہیں یہ کوشش کرنا ہوگی کناشی۔"

"ٹھیک ہے۔ میں تمہارے حکم سے سرتابی نہیں کروں گا۔" اس نے ٹوٹی ہوئی آواز میں کہا۔

اور پھر ان دونوں کی گفتگو میں نے نہیں سنی۔ پروفیسر گوکلا نے لاشعوری طور پر کناشی کو بہت ذلیل کیا۔ اس نے وہی سب کچھ کہا جو کناشی نے مجھ سے کہا تھا لیکن چونکہ وہ میری طرف سے ایسا سن چکی تھی اسے یقین ہو گیا تھا کہ میں اس کی محبت قبول نہیں کروں گا اس لیے بالآخر وہ مان گئی اور پھر آنسوؤں بھری شکایت کے بعد گوکلا نے اسے سینے سے لگا لیا۔

میرا کام ختم ہو چکا تھا اور اب مجھے کیا پڑی تھی کہ اخلاقی قدروں کی پابندی کرتا۔ یہ کچھ ضروری تو نہیں تھا کہ میں ان لوگوں کو اپنی زندگی کے بارے میں بتاتا۔ وہ اس بات پر ضد کرتے کہ میں ابھی یہاں رکوں، میری خوشامد کرتے اور میں مجبور ہو جاتا۔ یہ ساری باتیں میرے لیے ناقابل قبول تھیں۔ میں اس بستی میں گو بہت سی باتوں سے متاثر ہوا تھا لیکن سب سے زیادہ مجھے جس ہستی سے دلچسپی تھی وہ سلاوس تھا۔ سلاوس نے مجھے جو کچھ دکھایا اور بتایا تھا اس سے اندازہ ہوتا تھا کہ اس جیسا شخص مجھے صدیوں میں نہیں ملا ہے۔ یہ سلاوس ہی تھا

جس نے اپنے ہشت پہلو دانش کدے میں میرا ماضی تلاش کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ اس سے قبل بے شمار لوگوں نے یہ کوشش کی تھی لیکن وہ میرے بارے میں کچھ نہ جان سکے تھے۔

بہر حال سلاوس سے جو کچھ طے ہوا تھا اسی کے مطابق کام کرنا چاہتا تھا۔

چنانچہ اس شام میں نے ایک گھوڑا طلب کیا اور گھومنے کے انداز میں باہر نکل گیا۔ اس سے قبل بھی میں گھومنے کے لیے جایا کرتا تھا اور گوکلا کو اس بات پر کوئی تشویش نہیں ہوا کرتی تھی۔

ویسے گوکلا اور کناشی اب ایک دوسرے میں گم ہو گئے تھے۔ شہروں کی کیا کیفیت تھی مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ چنانچہ میں نے اپنا گھوڑا شہر سے باہر جانے والے راستے پر ڈال دیا اور تھوڑی دیر کے بعد میں ان راستوں پر تھا جہاں سے گزر کر میں دانش کدے میں داخل ہوا تھا۔ میرا گھوڑا برق رفتاری سے جا رہا تھا۔ چند ساعت کے بعد میں نے محسوس کیا کہ میرے پیچھے کسی اور گھوڑے کے قدموں کی آہٹ بھی ہے۔

میں نے گھوم کر دیکھا تو پایا سلاوس میرے پیچھے سیاہ رنگ کے گھوڑے پر سوار چلا آ رہا تھا۔ اس کی داڑھی اڑ رہی تھی اور اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔ مجھے دیکھ کر اس نے اپنے گھوڑے کی لگامیں کھینچ لیں اور یہی عمل میں نے بھی کیا۔ سلاوس چند ساعت کے بعد مسکراتے ہوئے بولا۔

"کہاں جا رہے تھے پورس؟"

"تمہارے پاس۔" میں نے جواب دیا۔

"مگر میں تو خود تمہارے پاس آ رہا تھا۔" سلاوس نے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم تھا سلاوس البتہ تمہارے اس طرح مل جانے سے مجھے بے حد خوشی ہوئی ہے۔"

"ہاں پورس! دانش کدہ یہاں سے بالکل دور نہیں تھا۔ بہت نزدیک تھا اور تم نے جو کچھ بتایا تھا؟" گھوم کر دیکھ رہا تھا۔

"اور تم کیا وہاں اس میدان جنگ میں بھی موجود تھے؟"

"ہاں۔ میں نے ایک ایک تفصیل دیکھی ہے۔ میں نے تمہیں کہاں کہاں چھوڑا ہے۔ دراصل پورس! میں تمہاری طاقت کے بارے میں مکمل معلومات جاننا چاہتا تھا اور اس کے علاوہ میں کچھ غلط فہمیوں کا بھی شکار تھا جن کی اب میں نے تصحیح کر لی ہے۔"

"کیسی غلط فہمیاں سلاوس؟"

"میں یہی سوچتا رہا تھا کہ ممکن ہے تمہیں کسی طرح کی روحانی طاقت سے واسطہ پڑ جانے کے بعد عطا کر دی گئی ہو لیکن [illegible] جسمانی قوتوں میں بھی [illegible] نہیں رکھتا تھا۔ میری مراد کناشی سے ہے جو اب گوکلا کا ہے۔ کناشی جسمانی طور پر بھی بہت طاقت ور تھا لیکن پہلے چند لمحوں ہی میں مجھے احساس ہو گیا کہ اس کے مقابل جو شخص ہے وہ اس سے کئی

گنا زیادہ طاقت ور ہے۔ تب اس نے فوراً اپنے علم کا سہارا لیا اور اگر وہ اپنے علم کا سہارا نہ لیتا تو میرا خیال ہے پہلی چند ساعتیں ہی اس کے غرور کا خاتمہ کرنے کے لیے کافی ہوتیں لیکن وہ جس طرح تم سے لڑا اس کا تمہیں اندازہ ہوگا۔ اس نے اپنی ساری قوت مکمل طور پر جنگ میں جھونک دی تھی۔ اس نے اپنی جسمانی اور علمی دونوں قوتوں کو بروئے کار لیا۔ لیکن مجھے خوشی ہے کہ وہ تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکا۔"

"ہاں اور میرے لیے یہ تجربہ بڑا دلکش تھا۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بلاشبہ بلاشبہ اس نے بہت سی قوتیں حاصل کر لی ہیں اور میں اس کا معترف بھی ہوں۔"

"لیکن ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی سلاوس۔" میں نے کہا۔

"کون سی بات؟"

"اس نے کہا تھا کہ میں ہزار وجود رکھتا ہوں لیکن میں نے جتنے لوگوں کو قتل کیا میرا خیال ہے وہ ہزار نہ تھے۔"

"بالکل ٹھیک ہے۔ دراصل اس میں پوشاکی کی ایک سوچ شامل تھی۔"

"کیا وہ میں نہیں سمجھا۔" میں نے دلچسپی سے پوچھا۔

"آؤ سفر شروع کرتے ہیں۔ گھوڑوں کو آگے بڑھاؤ۔ ظاہر ہے ہم راستے میں گفتگو ہی کرتے ہیں۔" سلاوس نے کہا اور میں نے گردن ہلا دی۔

تب ہمارے گھوڑے سست روی سے آگے بڑھنے لگے۔ سلاوس میرے گھوڑے کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ تب اس نے میری جانب دیکھا اور بولا۔

"دراصل پوشاکی نے اپنی تھوڑی سی قوت بچا کر رکھنا چاہی اور تم پر ہمیشہ بھروسہ کرنا چاہتا تھا۔"

"اور لیکن اس سے اس کا مقصد واضح نہیں ہوا؟"

"ہاں یہ درست ہے۔ مقصد اس وقت واضح ہوتا جب وہ کچھ کر پاتا لیکن وہ کچھ نہ کر سکا تھا اور جب اس نے محسوس کیا کہ وہ زور ہار رہا ہے تو اس نے اپنے ہزار وجودوں سے صرف چند کو سامنے کیا۔ جتنے اس کے روپ تم نے قتل کیے اس کے بعد اسے شکست تسلیم کر لینی چاہیے تھی لیکن اس کے ذہن میں ایک اور بات تھی کہ اگر اس کی جان بچ جائے تو اپنے چند وجود بچا کے جانے کا انھیں استعمال کر سکے۔"

"وہ اگر یا اس کی نیت صاف نہ تھی؟"

"ہاں بلاشبہ۔ تم کیا سمجھتے ہو کیا وہ تمہاری غلامی پسند کرتا؟ ہرگز نہیں۔ میرا خیال ہے وہ اس وقت تک تم سے محبت سے پیش آتا جب تک وہ تم سے خوف محسوس کرتا اور اس کے بعد وہاں سے فرار ہو جاتا تاکہ اپنی عمل اس کے کام آتا۔"

"خوب! بہر حال مجھے اس بات سے کوئی دلچسپی نہیں اور نہ ہی میں پوشاکی کو غلام بنانا چاہتا تھا۔ یقین مانو سلاوس کہ اس علاقے میں آ کر میں نے بے شمار حیرت انگیز چیزیں دیکھی ہیں۔ بے شمار چیزوں نے مجھے

متاثر کیا اس میں اس علاقے کا حسن اور لوگا کا بھی شامل تھا۔ یقین کرو اگر لوگا کسی نشتی سے محبت نہ کرتی تو میں اسے اپنی عورت بنانا پسند کرتا لیکن میں کسی ایسی لڑکی کو اپنی عورت بنانا پسند نہیں کرتا جو مجھ سے پہلے کسی دوسرے کا دم بھرتی ہو اور اس کی محبت سے مایوس ہو کر میرے پاس آئی ہو۔ یہ دوسری بات ہے کہ وہ مکمل طور پر مجھے ہی چاہتی ہو خواہ وہ اس کی کیفیت کچھ بھی ہوتی۔

لیکن یہاں جس چیز نے مجھے سب سے زیادہ متاثر کیا ہے وہ تم ہو سلاؤس اور میں نے اس مقصد کو بہتر سمجھا ہے ان دوسرے لمحات سے جس میں تمھارا ساتھ نصیب ہوا ہے۔ میں تم سے بہت کچھ سیکھنا چاہتا ہوں۔ تمھاری شخصیت حیرت انگیز ہے۔"

"تمھاری مراد میرے دانش کدے سے ہے؟" سلاؤس نے پوچھا۔

"صرف دانش کدہ نہیں بلکہ وہ ساری چیزیں جو تم نے اپنے رکانی غاروں میں چھپا رکھی ہیں۔"

"ہاں وہ میرا خزانہ ہے اور میں نے اپنے اس علم سے تمھارے بارے میں اور بھی بہت کچھ معلوم کیا ہے۔"

"خوب، خوب! مجھے یقین ہے کہ بہت کچھ تم نے معلوم کیا ہے" وہ غلط نہ ہوگا۔ یہ اعتماد میں نے صدیوں میں بہت کم لوگوں پر کیا ہے۔"

"میں اس کے لیے تمھارا شکر گزار ہوں۔" سلاؤس نے جواب دیا۔

"لیکن بتاؤ تو سہی سلاؤس! آخر تم نے میرے بارے میں مزید کیا معلوم کیا؟" سلاؤس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

اس کے بعد کافی دیر تک خاموشی رہی۔ میں اس کے بولنے کا منتظر تھا لیکن جب میں نے محسوس کیا کہ وہ کسی خیال میں ڈوبا ہوا ہے تو میں بھی خاموش ہو گیا۔

طویل مسافت طے کرنے کے بعد بالآخر ہم برف کے اس عظیم تہہ خانے میں پہنچ گئے جہاں سلاؤس کی دنیا پھیلی ہوئی تھی۔ یہاں پہنچ کر سلاؤس نے مجھ سے کہا۔

"اس دوران جب تم لوگا کو اس کے مقصد کی تکمیل میں مدد دے رہے تھے، میں یہاں تمھارے استقبال کی تیاریوں میں مصروف تھا۔"

"اوہ لیکن تم نے تو کہا تھا سلاؤس کہ تم مجھ سے زیادہ دور نہیں تھے۔"

"ٹھیک ہے لیکن تم نے ایک بات نہیں سوچی۔"

"کیا؟"

"جب کہ ماضی کا علم اسے مزید وہ جو کچھ بخش سکتا ہے تو سلاؤس نے بھی علوم کے حصول میں طویل وقت صرف کیا ہے۔"

"وہ واقعی تم نے درست کہا۔"

"آؤ پہلے میں تمھیں تمھاری قیام گاہ دکھا دوں۔ غاروں کے اس عظیم سلسلے میں بظاہر ہم دونوں کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔ کیا تم یہاں اکتاہٹ محسوس کرو گے؟"

"ہرگز نہیں۔"

"تو صدیوں کے بیٹے! تم مجھے اپنے صدیوں کے تجربات سے روشناس کراؤ گے اور میں تمھیں علم کے کرشمے دکھاؤں گا۔"

"میں بھی یہی چاہتا ہوں۔" میں نے کہا اور ہم دونوں چل پڑے۔

ایک انتہائی پرسکون اور آرام دہ جگہ اس نے میرے قیام کے لیے منتخب کی تھی۔ میں نے اس سے مکمل طور پر اتفاق کیا اور اس جگہ کو اپنی رہائش گاہ کے طور پر قبول کر لیا۔ بوڑھے سلاؤس نے میرے آرام کی تمام چیزیں مہیا کر دی تھیں۔ پھر اس نے کہا۔

"اس کے بعد تم یہاں محدود نہیں رہو گے، میں تمھیں ایک ایسے فن سے روشناس کراؤں گا جو تمھاری روح تک خوش کر دے گا اور تم تنہائی سے نہیں اکتاؤ گے۔"

"کیا مطلب؟"

"بتاؤں گا، بتاؤں گا۔" بوڑھے سلاؤس نے پُراسرار انداز میں مسکراتے ہوئے گردن ہلائی، پھر بولا۔ "بہرحال تم نے بھی ایک طویل سفر کیا ہے، ایک طویل جدوجہد کی ہے۔ تم تھک گئے ہو گے، میں بھی تھک گیا ہوں اس لیے بہتر ہے ہم آرام کریں گے۔"

"مناسب۔" میں نے جواب دیا۔

"تو مجھے اجازت۔" اس نے اٹھتے ہوئے کہا اور میں نے گردن ہلا دی۔ بوڑھا چلا گیا اور اس کے جانے کے بعد میں اس آرام دہ بستر پر لیٹ گیا جو میری اس قیام گاہ میں موجود تھا۔ لیٹنے کے بعد میں نے اپنے ذہن کو آزاد چھوڑ دیا اور میرے ذہن میں صدیاں گردش کرنے لگیں۔ کیا نہ کیا کیا یاد آیا لیکن یہ یادیں میرے لیے خوفناک نہیں تھیں، میں ایک تماشائی سے زیادہ حیثیت نہ رکھتا تھا اس یادوں کے ہجوم کے درمیان۔

اور نہ جانے کس وقت آنکھیں بند ہو گئیں، پلکیں بوجھل ہو گئیں اور کیاں بتنے والا وقت سرکنے لگا۔ جب میں جاگا تو میرے نزدیک پھلوں کے برتن اور شراب کے جگ رکھے ہوئے تھے۔ یہ سلاؤس کی کارروائی ہوگی۔

میں نے کچھ پھل کھائے، دو چار جام شراب کے چڑھائے اور پھر میں وہاں سے باہر نکل آیا۔ لمبی سرنگ سے گزر کر بالآخر میں سلاؤس کی تجربہ گاہ میں پہنچ گیا جہاں وہ اطمینان سے بیٹھا ہوا کچھ سوچ رہا تھا۔

میری آہٹ پر وہ چونکا اور سیدھا ہو گیا۔ اس کے ہونٹوں پر دلنشیں مسکراہٹ پیدا ہوئی تھی۔ "آؤ، تم گہری نیند سو گئے تھے پورنا۔"

"ہاں۔ یہ پرسکون جگہ ہی ایسی ہے۔"

"یقیناً یقیناً اور اس پر تمھاری جوانی۔ یہ کیسی تعجب خیز بات ہے پورنا کہ ہم لوگ صدیوں کی عمر رکھتے ہیں، خود بے حد طویل العمر ہوتے ہیں لیکن بالآخر ہم جوانی سے گزر کر بڑھاپے میں آ جاتے ہیں اور تم اسی طرح جوان ہو، دیکھ کر رشک آتا ہے۔"

"ایک بات بتاؤ سلاؤس!" میں نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں، پوچھو۔"

"تمھیں بوڑھا ہوئے کتنا عرصہ گزر گیا؟"

"جب میں نے خود کو جوانی کی دلکشیوں سے دُور پایا تو میری عمر تین صدیاں تھی اور اس کے بعد مزید چار صدیاں گزر چکی ہیں۔"

"اوہ اتنا طویل بڑھاپا!"

"ہاں۔ بے شک بڑھاپا اتنا طویل نہیں ہونا چاہیے، جوانی کتنی ہی طویل ہو کوئی احساس نہیں ہوتا۔" بوڑھے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمھاری جوانی کیسی گزری؟"

"بری نہیں رہی۔"

"یہاں مردوں اور عورتوں کی عمر یکساں ہی ہوتی ہوگی؟"

"ہاں لیکن عورت کے بارے میں کیا کہا جا سکتا ہے۔"

"تمھاری جوانی کی ساتھی؟"

"مر چکی ہے۔"

"اس کے بعد دوسری شادی نہیں کی؟"

"بڑھاپا آ گیا۔" بوڑھے نے ہنستے ہوئے کہا اور میں بھی ہنسنے لگا۔ کافی دیر تک ہم دلچسپ گفتگو کرتے رہے اور پھر میں نے سلاؤس سے کہا۔

"ہاں تو تم نے اپنی عظیم الشان تجربہ گاہوں میں جو کچھ دکھایا ہے وہ سب میرے لیے حیران کن ہے اور اس سے میں نے تمھاری ذہنی صلاحیتوں اور بے پناہ تخلیقی قوتوں کا اندازہ لگایا ہے لیکن تم نے مجھ سے ایک اور حیرت انگیز بات کی ہے بابا سلاؤس۔ اس کا کیا مقصد تھا، میں جاننا چاہتا ہوں۔"

"کون سی حیرت انگیز بات؟" بابا سلاؤس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی جس سے یہ اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ میرا مطلب سمجھ گیا ہے لیکن اس کے باوجود مجھ سے کہلوانا چاہتا ہے اور میں نے اس میں عار محسوس نہیں کی اور کہا۔

"تم نے کہا تھا بابا سلاؤس کہ تم میری تنہائی دُور کرنے کے لیے بھی کچھ کر سکتے ہو۔" میں نے کہا۔

"ہاں میں نے کہا تھا۔"

"میں جاننا چاہتا ہوں کہ تنہائی کیسے دُور ہوگی اور کون لوگ میری اس تنہائی کے رفیق ہوں گے۔"

"بڑی ہی دلچسپ لگی تمھیں یہ بات پورنا۔ تمھاری آنکھوں میں صدیاں بسی ہوئی ہیں۔ ان صدیوں میں تمھاری زندگی میں بے شمار لڑکیاں آئی ہوں گی، ان کی شکلیں تمھارے ذہن میں موجود ہوں گی، ان کی خوشبو کی مہک تمھارے نتھنوں میں ہوگی۔ کیا یہ غلط ہے؟" بابا سلاؤس نے رنگین نگاہوں سے مجھے دیکھا اور میں مسکرا دیا۔

"ہاں تمھارا خیال درست ہے۔"

"دیکھو پورنا! ماضی میں جو کچھ ہو چکا ہے اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی جا سکتی، یعنی ماضی جس انداز میں گزر جاتا ہے ہم اپنی کوششوں سے اس میں کوئی رد و بدل نہیں کر سکتے لیکن جو کچھ گزر چکا ہے وہ فضاؤں میں محفوظ ہے، تمھارے ذہن میں محفوظ ہے اور یہ ہوائیں تمھارے ذہن کو چھو کر بھی گزرتی ہیں۔ ایسی صورت میں اگر ہم چاہیں تو ماضی کے کچھ لمحات کے لیے واپس بھی بلایا جا سکتا ہے۔ یعنی ماضی کے آئینے میں جھانک کر ہم ان ستاروں کو تلاش کر سکتے ہیں جو تمھاری زندگی میں چمکے ہیں۔ میں کہہ سکتا ہوں تمھاری پسندیدہ لڑکیاں جو تمھارے ساتھ زندگی گزار چکی ہیں ان سب کو دوبارہ بلوایا جا سکتا ہے خواہ وہ کسی بھی انداز میں اور صورت میں تمھارا جی چاہتا ہو۔" بوڑھے سلاؤس نے کہا اور میں حیران رہ گیا۔

"لیکن بابا سلاؤس! ماضی کا یہ تصور ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آیا۔"

"سمجھ جاؤ گے پورنا! مقصد دراصل یہ ہے کہ وہ لڑکیاں جو کسی بھی حالت میں تم سے جدا ہوئی ہیں تمھیں دوبارہ مل سکتی ہیں اور اسی انداز میں ماضی کے گزرے ہوئے لمحات کو دوبارہ جوڑا جا سکتا ہے اور وہ تم تک پہنچ سکتی ہیں لیکن اگر تم ان سے حال کے بارے میں معلومات کرو گے تو ظاہر ہے وہ لاعلم ہوں گی لیکن ماضی کے وہ لمحات جو تمھاری زندگی کے دلکش ترین ہیں انھیں لوٹایا جا سکتا ہے اور وہ تمھیں اس بارے میں بتا دیں گی۔ چنانچہ تم جب بھی محسوس کرو کہ تم تنہائی اور بے کیفی کا شکار ہو رہے ہو تو ماضی کے کسی ورق کو الٹنا اور ایک بوجھ سے نجات پا جاؤ۔" سلاؤس نے کہا۔

"اوہ کیا یہ ممکن ہے؟" میں نے سخت حیرانی کی کیفیت میں کہا۔

"ہاں!"

"لیکن کیسے سلاؤس کیسے؟" میں اپنے تعجب پر قابو نہ پا سکا تھا۔

"پورنا! میرے دانش کدے میں جو کچھ ہے بالآخر تم اس سے بے حد متاثر ہو گے۔ تم جب چاہو وہاں جا سکتے ہو۔ میں تمھیں ماضی کے اوراق الٹنے کا طریقہ بتا دوں گا۔ بات صرف ایک زاویے کی ہے جسے پہچاننا تمھارا کام ہوگا۔"

"سلاؤس! بس میرے پاس الفاظ نہیں ہیں جن سے میں تمھاری کارکردگی اور ذہانت کی تعریف کر سکوں۔"

"بس بس۔ میں اپنی تعریف سے خوش ہونے والوں میں سے نہیں ہوں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ میرے مقابل ایک ایسا شخص ہے جو مجھ سے بڑا تجربہ کار اور حیران کن شخصیت کا مالک ہے۔" سلاؤس نے جواب دیا۔

"بہرحال سلاؤس میں جلد از جلد تمھارے اس تجربے سے روشناس ہونا چاہتا ہوں اور اس کے علاوہ بھی میری یہ خواہش ہے کہ ہم بلاوجہ وقت ضائع کیے بغیر اپنے تجربات کا اظہار کریں۔ میں تمھارے اس دانش کدے کو دیکھ کر بے حد متاثر ہوا ہوں اور اپنے بارے میں یہ سوچنے لگا ہوں کہ صدیوں کا تجربہ مجھے کوئی ایسی چیز نہیں دے سکا جس سے میں کوئی ایسا دانش کدہ بناتا جہاں ماضی، حال اور مستقبل کے آئینے موجود ہوتے۔"

سلاؤس مسکرانے لگا اور پھر بولا۔ "تو آؤ میرے دوست! میں تمھیں اسی وقت غار کی سیر کراؤں۔"

"چلو سلاؤس!" میں خوشی کے ساتھ اٹھ گیا۔

سلاؤس مجھے غار میں لے گیا۔ چمکتے ہوئے رنگین زاویے بنا رہی تھیں، لہریں بنا رہی تھیں۔ سلاؤس ان زاویوں کے بارے میں مجھے بتانے لگا۔

پھر اس نے مجھے ایک زاویے پر کھڑا کر دیا اور بولا۔
"یہ کتنا بڑا ماضی کا دور ہے۔ گو یہاں ذرا سی تبدیلی آتی ہے۔ ساتھ ماضی کے اس حصے میں جھانک سکتے ہو جہاں سے تم گزر کر آئے ہو۔ وہ تمہیں کون سا رخ درکار ہے؟ تم از کم کتنی صدیاں پہلے کی بات کر رہے ہو؟"
"سلاؤس! میں آٹھ صدیاں پیچھے لوٹنا چاہتا ہوں۔" میں نے کہا اور سلاؤس نے میرے جسم کو ایک مخصوص زاویے سے کھڑا کر دیا۔
پھر اس نے مجھ سے آہستہ سے کہا "پورا! اپنی گردن آہستہ آہستہ گھماؤ۔" اس نے میرے سر کو ایک رخ پر متعین کرتے ہوئے کہا۔
"بہتر سلاؤس!" میں نے اس کی ہدایت پر عمل کیا۔
"اب غور سے دیکھو تمہارے سامنے ماضی رقصاں ہے۔" سلاؤس نے کہا اور میں اس کے متعین کردہ رخ پر ماضی میں جھانکنے کی کوشش کرنے لگا۔
لیکن پروفیسر! یہ سب حیران کن بات تھی۔ بے پناہ حیران کن۔ میں نے صدیوں میں وہ کچھ دیکھ لیا تھا جو اس بوڑھے سلاؤس نے مجھے بتایا تھا۔
اور پروفیسر! ماضی کے اس زاویے پر کھڑے ہو کر میں نے سب سے پہلے الیاس کا تصور کیا۔ الیاس جو میری زندگی میں بہت ہی اہم شخصیت کی مالک تھی۔ میری محبوبہ جسے میں نے گنوا دیا تھا اور بلاشبہ میں اس کے دور سے بہت آگے نکل آیا تھا لیکن الیاس ابھی تک میرے ذہن سے محو نہیں ہوئی تھی۔
سو میں نے دیکھا کہ سمندر کی لہریں، تیز و تند لہریں بڑی تندی سے میری جانب آ رہی ہیں۔ ان لہروں پر ایک خوبصورت سا جہاز چلا آ رہا ہے۔ آہستہ آہستہ وہ جہاز میرے نزدیک پہنچ گیا اور مجھے محسوس ہوا کہ جہاز نے میرے بدن کو چھو لیا ہے۔ پھر کچھ لوگوں کے چیخنے کی آوازیں سنائی دیں۔ ان لوگوں نے ہاتھ آگے بڑھائے اور مجھے جہاز پر کھینچ لیا۔
میں نے دیکھا کہ یہ سب میرے جانے پہچانے لوگ تھے جو سب مجھ سے آشنا نظر آ رہے تھے۔ میں نے ان کی جانب غور سے دیکھا اور وہ مسکرانے لگے تب میں نے دور سے الیاس کو دیکھا۔
وہی ہو بہو الیاس جس کو میں نے پہلی بار دیکھا تھا۔ پہنے ہوئے ایک مستول سے لگی کھڑی ہوئی مسکرا رہی تھی۔ میں آہستہ سے اس کے نزدیک پہنچ گیا۔
"مجھے پہچانتی ہو الیاس؟" میں نے پوچھا۔
"کیوں نہیں۔ بھلا یہ کیا بات ہوئی۔ لیکن تم گئے کہاں تھے...؟"
الیاس نے پیار بھری آواز میں کہا اور میں تعجب سے اسے دیکھنے لگا۔ میں نے سوچا کہ الیاس کو میری آمد پر یقیناً کوئی حیرت نہیں ہونا چاہیے کیونکہ یہ تو ماضی ہے۔ وہ ماضی جو اپنی اصل شکل میں میرے سامنے ہے اور میں نے سوچا وہ دن سامنے تھا جب میں سمندر میں پیچھا اترا تھا اور اترنے کے بعد الیاس کے پاس گیا تھا لیکن مجھے یہ سب کچھ یاد نہ آ سکا لیکن الیاس کا قرب اور اس کی موجودگی میرے لئے دلکشی کا باعث تھی۔ میں اس شخصیت کو دیکھ رہا تھا جس سے میں ایک طویل عرصے تک وابستہ رہ چکا تھا

اور وہ میری زندگی میں ایک خاص دلچسپی رکھتی تھی۔
تب میں نے کچھ اور سوچا۔ بلاشبہ بوڑھے سلاؤس نے مجھے ماضی میں دھکیل دیا ہے لیکن کیا میں اس ماضی کو چھو بھی سکتا ہوں؟
سو تجربے کے لئے میں نے ہاتھ بڑھا کر الیاس کا ہاتھ پکڑ لیا اور الیاس نے محبوبانہ انداز میں اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے دیا اور میں نے اس خوبصورت ہاتھ کو چوم لیا۔
"الیاس! میں نہیں جانتا کہ تم اس وقت کیا ہو لیکن جو کچھ بھی ہو میرے بارے میں کیا محسوس کر رہی ہو؟"
"کچھ بھی نہیں۔ کچھ بھی تو نہیں لیکن تم کیسی باتیں کر رہے ہو، میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔"
میں نے ایک طویل سانس لی اور گردن گھما کر دوسری جانب دیکھا۔ لیکن شاید یہاں غلطی ہو گئی تھی۔
جونہی میں نے گردن گھمائی میرے سامنے بے شمار تصاویر بکھر گئیں۔ اب نہ وہ جہاز تھا نہ وہ الیاس تھی اور اس وقت میں نے جو کچھ دیکھا وہ بھی میرے لئے تعجب خیز تھا۔
بہت دور پہاڑی چٹانوں کے درمیان بے شمار لوگ ننگ دھڑنگ، وحشی صفت بھاگ دوڑ رہے تھے۔ غالباً وہ کسی جانور کے شکار کی فکر میں سرگرداں تھے اور اسی وقت میرے کانوں میں بوڑھے سلاؤس کی آواز آئی۔
"نہیں میرے دوست نہیں۔ میں نے تمہیں جس زاویے میں کھڑا کیا تھا اس میں تمہارے ذہن کی گردش وہیں تک تھی جہاں تک تم نے سوچا تھا لیکن زاویہ بدلنے کی شکل میں تمہارا ذہن دوسری جانب مڑ گیا ہو گا تو اس ماحول کو محسوس کر رہے ہو۔ اس وقت خود کو پا رہے ہو۔ سو یہ سب کچھ تمہارے اپنے ذہن کا عکس ہے۔ اس میں کوئی بات اجنبی نہیں ہے۔ ہاں صرف یہ ہے کہ تم جن کرداروں سے روشناس تھے انہیں دیکھ سکتے ہو۔"
"اوہ!" میں نے تعجب سے کہا اور اس زاویے سے ہٹ گیا۔ نہ جانے کیوں میرا ذہن کسی حد تک الجھ گیا تھا۔ تب میں نے سلاؤس سے پوچھا۔
"اس کا مقصد ہے سلاؤس کہ میں جس ماحول میں جانا چاہتا ہوں اس میں میں جس زاویے کی طرف رخ کروں مجھے اسی رخ پر کردار ملنا ہو گا؟"
"ہاں۔ جب تم اس ماحول میں خود کو جذب پاؤ گے تو بھول جاؤ گے کہ تم کسی زاویے پر ہو اور اس وقت تم وہاں سے واپس نہ آ سکو گے کیونکہ تمہارا جسم ساکت ہو جائے گا اور تمہارا تصور ایک مسلسل حیثیت اختیار کر کے اس دور میں داخل ہو جائے گا لیکن ابھی چونکہ تم صرف ایک تماشائی کی حیثیت سے اس ماحول میں تھے اور تم نے خود کو اس ماحول میں جذب نہیں کیا تھا بلکہ حیرانی کی منزل میں تھے اس لئے تمہارے چہرہ گھمانے سے وہ منظر تمہاری نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔ ہاں اب اگر تم چاہو تو میں تمہیں دوبارہ اسی زاویے میں لے جا سکتا ہوں لیکن میرا مقصد یہ ہے کہ پہلے میرے تجربے کی روشنی میں ان تمام مناظر کو دیکھو جن کا تعلق تمہاری زندگی سے ہے۔"
"عجیب۔ بہت ہی دلچسپ۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سلاؤس! تو بلاشبہ حیرت انگیز قوتوں کا مالک ہے۔ تیرا یہ مسکن جو تو نے نہ جانے کتنی کاوشوں سے بنایا ہے۔ اسے میں اپنی کتاب میں بار بار دہراؤں گا۔ بلاشبہ میں نے تجھ جیسا فرد کبھی نہیں دیکھا اور نہ ہی مجھے کبھی ایسا آدمی نصیب ہو گا۔" میں نے کہا اور سلاؤس مسکرانے لگا تھا۔
"مگر میرے بچے تمہاری واپسی کا وقت ہے پورا۔ دراصل میں تمہیں یہ بتانا بھول گیا کہ زاویے کے رخ کو متعین کرنا ضروری ہے لیکن کیا کوئی ایسا جغرافیائی منظر تو نہ تھا جو تمہارے لئے بہت بڑی اہمیت رکھتا ہو؟"
"نہیں سلاؤس! ایسی کوئی بات نہیں ہے لیکن ظاہر ہے انسان جس ہستی کا سب سے پہلے تصور کرتا ہے وہ اس کی پسندیدہ ترین ہستی ہوتی ہے۔ بلاشبہ میں اپنی ایک ایسی ہستی کو دیکھ رہا تھا۔"
"کیا وہ تیری محبوبہ تھی پورا؟"
"ہاں سلاؤس!"
"کیا نام تھا اس کا؟" سلاؤس نے پوچھا۔
"الیاس! میری قدیم محبوبہ الیاس۔ اس کے ساتھ میں ایک عرصہ جہازوں میں سوار تھا سلاؤس۔ میرا خیال ہے عورتوں میں مجھے اس عورت نے بے پناہ متاثر کیا اور [illegible]"
"تم بھی اسی زاویے کو اپنا سکتے ہو۔ بات صرف یہ ہے کہ ابھی پورا زندہ شاید ہے اجنبی ہو۔ تم جب چاہو اس دنیا میں واپس آ سکتے ہو جب بھی چاہو اور کسی بھی ماحول میں کسی بھی دور میں شامل ہو سکتے ہو۔ یہ تمہاری اپنی قوت کی بات ہو گی۔ یہ تمہارے اپنے بس میں ہو گا۔ کہو میں تمہیں ان سے روشناس کرا دوں؟" سلاؤس نے کہا۔
اور پھر وہ مجھے ان زاویوں کے بارے میں بتانے لگا اور میں حیرانی سے ان ساری چیزوں کو دیکھتا رہا۔ بلاشبہ ماضی میں لوٹ جانے کا یہ بہترین طریقہ تھا۔
میں ان ساری چیزوں کو دیکھتا اور سوچتا رہا۔ یوں بھی یہ میرے لئے کوئی اہم بات نہ تھی کیونکہ میں کوئی ذہنی الجھن نہیں رکھتا۔ چنانچہ اس وقت میں نے ماضی کے کسی بھی حصے میں گم ہونے کی بجائے ان زاویوں سے واقفیت زیادہ ضروری سمجھی اور سلاؤس سے پوچھا۔
"کیا اسی طرح تم مستقبل کو بھی دیکھ سکتے ہو؟"
"یقیناً!"
"اس کا مقصد ہے کہ تمہارے پاس اس سے بھی زیادہ اہم چیز موجود ہے جو میرے پاس ہے۔ میں مستقبل ہی کے لئے ستاروں کا سہارا لیتا ہوں لیکن ستاروں سے زیادہ دلکش طریقہ ہے کہ تم اپنے دلکش زاویے سے مستقبل میں بھی جھانک لیتے ہو اور مستقبل کی پیشگوئی بھی کر لیتے ہو۔"
"یقیناً اور میرا علم ستاروں کے علم ہی سے حاصل کیا گیا ہے لیکن فرق صرف اتنا ہے کہ ستارے آسمان پر ہوتے ہیں اور میرا یہ مسکن کردہ زاویے زمین پر ہی ساری چیزوں سے روشناس کرا دیتا ہے۔"
"تب تو سلاؤس تم نے مستقبل کے بارے میں بھی بہت کچھ معلوم کیا ہو گا؟"
"ہاں مستقبل کے بہت سے کردار بہت سی چیزیں میری نگاہوں کے سامنے ہیں۔ ان میں تحت الثریٰ کے اس حصے کا ماضی اور مستقبل بھی ہے جہاں ہم لوگ ہیں اور اس دنیا کا بھی جسے تم اپنی دنیا کہتے ہو۔"
سلاؤس نے کہا اور میں حیرت سے اس کی شکل دیکھنے لگا گویا اس نے ہماری دنیا کا تعین بھی کر لیا تھا اور یوں بھی اس نے میرے بارے میں جو کچھ بتایا تھا اس کے بعد یہ سوچنا تو حماقت کی بات تھی کہ اسے ہماری دنیا کی ساری تفصیلات معلوم نہ ہوں گی۔ اسے یقیناً یہ بھی معلوم ہو گا کہ میں کون ہوں کہاں سے آیا ہوں۔ بہرحال اس باعلم بوڑھے سے میں جتنا متاثر ہوا تھا صدیوں کی زندگی میں کوئی شخص، کوئی ہستی مجھے اتنا متاثر نہیں کر سکی تھی۔
تھوڑی دیر تک میں بوڑھے سلاؤس کی شکل دیکھتا رہا۔ پھر میں نے عقیدت بھرے لہجے میں کہا۔ "تو نے یہ سب کچھ کس طرح کیا سلاؤس؟"
"سخت جانفشانی سے۔ میں نے اپنے علم کو یہاں تک پہنچانے کے لئے بہت سی ایسی چیزوں کو چھوڑ دیا جو مجھے بہت عزیز تھیں۔"
"بلاشبہ تمہیں ہماری دنیا سے بہت کچھ چھوڑنا پڑا ہو گا۔"
"ہاں میں نے ساری دنیا چھوڑ دی تھی۔ ساری دنیا۔" بوڑھے نے ایک طویل سانس لے کر جواب دیا۔
"بہرحال سلاؤس! میں نے اس سے قبل تم جیسا مدبر نہیں دیکھا۔ میں تمہارے علم، تمہاری صلاحیتوں کا اعتراف کرتا ہوں۔" شاید میں بوڑھے سلاؤس سے مختلف سوالات کرتا رہا۔ میرے ذہن میں نئی روشنیاں جاگ رہی تھیں۔ "اگر سلاؤس کا یہ دانش کدہ مستقبل میں بھی پہنچ سکتا ہے تو یہ تو بہت ہی شاندار بات ہے۔ ماضی تو دیکھا بھالا ہوتا ہے لیکن مستقبل...."
اگر انسان مستقبل کی تصویر دیکھ لے تو اس سے بڑی بات کیا ہو سکتی ہے۔ چنانچہ چند ساعت کے بعد میں نے اس سے سوال کیا۔
"اس کا مطلب یہ ہے سلاؤس کہ ہم مستقبل کے زاویے میں داخل ہو کر اس کے مناظر بھی دیکھ سکتے ہیں؟"
"ہاں کیوں نہیں۔"
"تم بھی مستقبل میں گئے ہو؟"
"میں؟ ہاں لیکن صرف چند بار۔ میں نے یہ زاویے آزمائے تھے اور میری یہ کوشش حیرت انگیز ثابت ہوئی۔"
"کیا محسوس کیا تم نے؟"
"ظاہر ہے وہ سب انوکھا تھا۔ ناقابل فہم لیکن میرا خیال ہے اب صورت حال مختلف ہو گی۔" بوڑھے نے پرخیال نگاہوں سے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔
"کیا مطلب؟"
"میں تمہارے بارے میں مخلص ہوں نوجوان پورا۔ تو میری بستی میں لائق و فائق نوجوان ہیں جن کا علم بھی کافی ہے لیکن جو کچھ میں نے کہا ہے

وہاں کی کچھ میں نہیں آئے گا اور اس کی ایک خاص وجہ ہے اس لیے
کچھ میں نے وہ نہیں کیا جو کرنا چاہتا ہوں۔"

"میں اب بھی نہیں سمجھا۔"

"ان کے علوم تحت الشعور کے محدود ہیں اور تحت الشعور کی کمائی کمزور ہے۔ بلاشبہ یہاں بھی بے شمار واقعات پیش آئے ہیں لیکن اس میں ایک خرابی ہے وہ یہ کہ یہاں کے مسائل میں ابتدا سے انتہا تک کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔"

"وہ ابھی تمہارے خیال میں یہاں کا انسان ترقی سے ہمکنار نہیں ہوا؟"

"ہوا لیکن ایک محدود دائرے میں اور اس کے مستقبل میں بھی کوئی خصوصیت نہیں ہے۔ بالکل یکساں، جبکہ اوپر کی دنیا میں تجسس بہت زیادہ ہے اور تجسس ترقی کی پہلی منزل ہے۔"

"خوب!" میں نے دلچسپی سے گردن ہلائی۔

"اسی لیے میں نے اپنے وطن کے کسی نوجوان کو اپنے ساتھ شریک نہیں کیا جبکہ تمہاری کیفیت دوسری ہے۔ بے شک تمہارا علم بے آراستہ نہیں جو یہاں رائج ہے لیکن تمہاری آنکھوں میں صدیاں سمائی ہوئی ہیں۔ تم نے انسان کو ابتدا سے دیکھا ہے۔ تمہارا علم مشہود ہے اور تم تجربات کی ان منزلوں سے گزر چکے ہو جہاں کوئی علم نہیں پہنچ سکتا اس لیے میرے دوست صرف تمہیں مجھ سے دلچسپی نہیں، مجھے بھی تم سے اتنی ہی دلچسپی ہے۔"

"شکریہ سلاؤس!"

"مجھے خوشی ہے کہ مجھے کوئی ایسا ساتھی مل گیا جو مجھے سمجھ اور پرکھ سکتا ہے۔"

"میں نے صدیوں پر مشتمل ایک کتاب تحریر کی ہے سلاؤس اس میں انسان کے بارے میں بہت کچھ درج ہے۔"

"آہ وہ قابل دید چیز ہوگی۔ کیا میں اسے پڑھ سکوں گا؟"

"کیوں نہیں۔" میں نے جواب دیا۔

"میری طرف سے مطمئن ہو جاؤ تب میں تم سے وہ کتاب طلب کروں گا اور پھر میں اس کا مطالعہ کروں گا۔"

"ضرور۔ لیکن یہ تو بتاؤ اگر ہم ماضی یا مستقبل میں جائیں گے تو خود اس دور میں ہماری کیا حیثیت ہوگی۔ صرف ایک دیکھنے والے کی؟"

"کیا یہ سوال کوئی دوسرا کر سکتا تھا۔ ہرگز نہیں۔ تم نے مجھے سمجھا، تم نے میری کاوشوں کو محسوس کیا، یہی سوال تمہارے ذہن میں ابھرا۔" بوڑھے نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"تو بتاؤ سلاؤس؟"

"ماضی گزر چکا ہے۔ میں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ ماضی میں ہم کوئی رد و بدل نہیں کر سکتے۔ ہاں اگر ہم ماضی کے زاویے سے گزر کر وہاں اس ماحول میں پہنچیں تو ہمیں کسی ایسے کردار کا انتخاب کرنا ہوگا جیسے ہم ماضی سے حاصل کریں اور پھر اس کی حیثیت اختیار کریں۔ اس شخص کی حیثیت سے ہم ماضی میں داخل ہو سکتے ہیں۔ دوسری صورت میں ہم صرف دیکھنے والے ہوں گے جو ماضی میں کوئی دخل اندازی نہیں کر سکتا۔ اس کے برعکس ہم مستقبل میں خود اپنے لیے کوئی جگہ بنا سکتے ہیں کیونکہ ہم صرف مفروضہ ہوں گے اور وہ وقت ہمارے بعد کا وقت ہوگا۔"

"گویا مستقبل میں ہم اپنی مرضی کا کردار ادا کر سکتے ہیں؟"

"یقیناً۔"

"بہت خوب اور اس کے لیے ہمیں کوئی اقدام قبول نہ کرنا ہوں گے؟"

"بلاشبہ۔"

"تو کیا تم مجھے مستقبل کی سیر نہیں کراؤ گے سلاؤس؟"

"کیوں نہیں۔"

"پھر یہ بتاؤ کیا مستقبل میں جانے کے لیے ہمیں کسی دور کا تعین کرنا ہوگا یا ہمیں کسی بھی دور میں ہماری حیثیت متعین ہو سکے گی؟"

"ہم کسی بھی دور میں جا سکتے ہیں لیکن مستقبل کے سلسلے میں ایک کمزوری رہ گئی ہے۔" بوڑھے سلاؤس نے جواب دیا۔

"وہ کیا؟"

"ابھی میری کاوش مستقبل کی مخصوص حد تک ہی ہے۔ یہ لامحدود نہیں ہوئی ہیں۔ یعنی میں صرف ایک مخصوص دور تک جا سکتا ہوں۔ اس کے بعد کے دور کے لیے ابھی مجھے کافی کام کرنا ہوگا۔"

"کتنی دور ہم جا سکتے ہیں ہم؟"

"تقریباً ہزار صدیوں تک۔ ممکن ہے اس سے بھی کچھ آگے بس اس کے آگے ابھی تاریکی ہے۔" سلاؤس نے جواب دیا۔

"بہت کافی ہے سلاؤس۔ معمولی بات نہیں ہے۔" میں نے پرجوش لہجے میں کہا۔ بلاشبہ اس شخص کی کاوشیں قابل قدر تھیں اور اس سے بہت کچھ سیکھا جا سکتا تھا۔ میں سلاؤس سے اس بارے میں بہت سے سوالات کرتا رہا پھر میں نے خاموش ہو کر ایک گہری سانس لی۔

"تو صدیوں کے بیٹے تمہارا اور کوئی سوال باقی رہ گیا ہے؟"

"نہیں سلاؤس۔ بہرحال میں تمہارے علم کی عظمت کا قائل ہو گیا ہوں میرے پاس کچھ ہے وہ تمہارے علم نے مجھے بتا دیا ہے۔ مجھے بتاؤ میں تمہارے لیے کیا کر سکتا ہوں؟"

"تمہارا بدن چاند کی طرح چمکتا ہے اور آگ اور پانی تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ تمہاری جوانی صدیوں سے یونہی برقرار ہے اور نہ جانے کب تک برقرار رہے گی۔ میں تم سے کچھ نہیں چاہتا۔ تمہاری جسمانی خوبصورتی اور طاقت کے بارے میں اپنے طور پر تحقیق کروں گا بس تم مجھے اس کی اجازت دو۔" بوڑھے سلاؤس نے کہا اور میرے ہونٹوں پر

مسکراہٹ پھیل گئی۔

"تم ایسا کیوں چاہتے ہو سلاؤس؟ کیا اپنے جسم میں اضافے کے لیے؟"

"خواہش ہے اور میرے لیے یہ نہایت دلکش بات ہے لیکن اس کے علاوہ بھی میرا کچھ اور مقصد ہے۔" سلاؤس صاف گوئی سے بولا۔

"وہ کیا؟"

"میں تو خود بھی تم سے متاثر ہوں۔ اگر ہم صدیوں کے سفر میں تم کو ماضی میں جاؤں تو صدیوں کی تاریخ بدل جائے۔"

"سلاؤس! مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں تمہارے تجربے کا معاون ہوں گا۔ مجھے منظور ہے۔" میں نے خلوص دل سے کہا اور بوڑھے کی آنکھوں میں بے پناہ چمک پیدا ہو گئی۔

"میرے دوست! میں وعدہ کرتا ہوں کہ تحقیق تمہاری ضرورت کی ہر چیز فراہم کروں گا تمہیں کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ میرے پاس اور ستو پر بھی ضروری نہیں ہے کہ میں ذرا فرصت اپنا کام مکمل کرنے کے بارے میں سوچوں۔ ہاں ہم دونوں اپنے اپنے کام شروع کر دیں گے تم اس پہلے دانش کدے کی ایک ایک چیز کے بارے میں تحقیق کر سکتے ہو اور مجھ سے جو پوچھنا چاہو گے پورے خلوص دل سے تمہیں بتا دوں گا اور جب بھی تم چاہو گے میں تم پر تحقیق کروں گا۔"

"بڑھاپے کی طرح کے ساتھ سلوک ہے لیکن سلاؤس، تمام باتوں سے قطع نظر جوانی اور دلکشی کے حصول کے پیچھے کوئی تحریک ضرور بھی ہے؟"

"ہاں میرے دوست! جوانی کی طلب ایک ایسی طلب ہے جو شاید آخری سانس تک باقی رہتی ہے۔ انسان سب کچھ بھول جائے لیکن جوانی کو نہیں بھول سکتا۔"

"خوب! اگرچہ تم یہ کہتے ہو جوانی اس سے آشنا ہیں وہ اس کے قریب کی نہیں سوچتے لیکن بعض اوقات اس سے بہرہ وہ بھی نہیں کرتے۔"

"اپنی بات کہہ رہے ہو؟"

"ہاں سمجھو! تو کلائی آخری خواہش یہی تھی کہ میں اس کے ساتھ رہوں۔ وہ اپنے صدیوں پرانے محبوب کو چھوڑنے پر آمادہ تھی۔"

"اوہ! پھر کیا وہ تمہیں پسند نہیں تھی؟"

"یہ بات نہیں ہے سلاؤس لیکن میرے لیے وہ دوسری عورت ہوتی۔ یوں تو میری زندگی میں بے شمار عورتیں ایسی آئی ہیں جو مکار تھیں اور انھوں نے اپنے شوہروں سے چھپ کر میری قربت حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن وہ ذہنی حیثیت رکھتی تھیں۔ لیکن ایک مستقل عورت کی حیثیت سے کسی کو اپنانے کے لیے میرا ایک معیار ہے جس پر کوکلا پوری نہ اترتی تھی۔"

"آہ! خوب۔ یہ جوانی بول رہی ہے یقین کرو میرے دوست!

جوان لوگوں کو دیکھ کر دل جاگ اٹھتے ہیں۔ میں بھی یہی سب کچھ سمجھتا ہوں۔" بوڑھے سلاؤس کے چہرے پر حسرت کے آثار نظر آ رہے تھے۔ اتنا با علم ہونے کے باوجود اس وقت وہ کچھ تنگ نظر آ رہا تھا اور انسان کا یہ روپ بھی میرے لیے دلچسپ تھا۔ بہرحال میں نے سلاؤس کی ساری شرطیں منظور کر لیں۔ اس دور کو بھی میں نے اپنی زندگی میں ایک خاص مقام دیا ہے۔ اس دور میں میرے علم نے صدیاں چھلانگ لی تھیں اور بوڑھا سلاؤس مجھے دنیا کا سب سے زیادہ با علم شخص نظر آتا تھا۔

ہم لوگ اس وقت تک گفتگو کرتے رہے جب تک تھک نہ گئے۔ راتیں تھیں کہ ختم ہونے ہی کو نہ آتی تھیں۔ تب سلاؤس نے ایک انگڑائی لیتے ہوئے مجھے مخاطب کیا "بوڑھا" کیا تم تھکن نہیں محسوس کر رہے ہو؟"

"وہ! میں تھکا نہیں سلاؤس میں کسی نہ کسی حد تک مسرور ہوں کہ انقلاب میرے قریب ہے نہیں لیکن اگر میری دلچسپی کا سامان موجود ہو تب اور تمہاری باتیں اتنی دلکش ہیں کہ اگر صدیوں تک سنتا رہوں تو نہ تھکوں۔"

"کیا یہ بات قابل رشک نہیں ہے؟" بوڑھے نے تحسین آمیز نگاہوں سے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیوں، کیا تم تھکن محسوس کر رہے ہو؟"

"شدت سے۔ لیکن تجربہ ہے پہلے بڑی ایک بھی کر نہیں ہے؟"

"بہرحال میری خواہش ہے کہ تمہارا علم تمہاری تحقیق تمہیں بھی وہ صفات عطا کرے جیسے انداز ہیں۔ صدیوں کے سفر میں اگر تم میرا دانش مند ہم سفر بن جاؤ تو میرے لیے اس سے زیادہ خوشی کی کیا بات ہوگی۔"

بوڑھے کی آنکھوں میں خواہشوں کے چراغ جل رہے تھے۔ تب اس نے کہا "کیا ماضی تمہارے ذکر میں بھی ہم پورا اور اس ماضی کی داستانیں بھی دلکش ہوں گی۔ کیا تم مجھے بھی ان داستانوں میں کوئی کردار بنا سکتے ہو؟"

"میں نہیں سمجھا؟" میں نے تعجب سے کہا۔

"ماضی میرے لیے صرف ایک کہانی ہے لیکن ان کہانیوں میں تمہاری حیثیت ایک کردار کی ہوگی۔ اگر تم اپنے ماضی کے کسی حسین دور کو اپناؤ تو تم خود اس میں موجود ہو گے اس وقت اگر تم چاہو تو مجھے اس زاویے میں آواز دے سکتے ہو لیکن میرے لیے کردار کا انتخاب تمہیں کرنا ہوگا اور جب میں اس کردار کی حیثیت سے تمہارے ماضی میں داخل ہوں گا تو ظاہر ہے بدلا ہوا ہوں گا لیکن خود میرا وجود ایک ہوا کی مانند ہوگا اور اس کے محافظ بھی تم ہو گے۔ بولو کیا تم یہ ذمہ داری قبول کرو گے؟"

"اوہ! کیا یہاں تک ممکن ہے؟"

"ہاں۔ یہ میرے علم کا ایک حصہ ہے۔"

"اب میرے دوست! ہم کچھ حسین لمحوں کا انتخاب کریں گے ہیں تمھیں ماضی کے دلکش کرداروں کے درمیان لے جاؤں گا کو تم مجھے مستقبل میں۔"

"منظور ہے۔" بوڑھے سلاؤس کا چہرہ جگمگانے لگا۔ اس کے خوابوں پر مجھے حیرت ہوئی تھی۔ تھوڑی دیر تک وہ مجھ سے گفتگو کرتا رہا۔ پھر بولا۔ "اب مجھے اجازت دو ورنہ اگر تم آرام کرنا چاہو تو تمھاری مرضی اور اگر زاویوں کی سیر پسند کرو تو میرا خیال ہے تم جیسے ذہین انسان کو میری ضرورت نہیں پڑے گی۔"

"ایک غیر موجودگی میں تمھیں میری یہاں موجودگی پر کوئی اعتراض تو نہیں ہوگا سلاؤس؟"

"سلاؤس اپنی زندگی کی اس ساری کمائی کو تمھارے ایک اشارے پر نثار کر سکتا ہے۔ تم جیسا دوست مل جائے تو اس کے بعد دوسری چیزوں کی کوئی اہمیت نہیں رہتی۔"

"شکریہ سلاؤس۔" میں نے جواب دیا اور پھر سلاؤس اس دانش کدے سے نکل گیا۔ اس کے اس [illegible] نے مجھے بہت متاثر کیا تھا۔ بہرحال اس کے جانے کے بعد میں دیر تک خیالات میں ڈوبا رہا۔ جو کچھ تھا میرے لیے ناقابل یقین [illegible] ماضی کے یہ آئینے اس قدر دلکش تھے کہ میں ان کے بارے میں [illegible] سکتا تھا۔ ان تمام چیزوں سے میں پوری طرح لطف اندوز ہو [illegible] تا تھا۔ خاص طور سے مستقبل میں جانا میرے لیے بہت دلکش تھا۔

بوڑھے سلاؤس کی طلب [illegible] مستقبل مجھے زیادہ متاثر نہیں کرتا تھا کیونکہ اس سے [illegible] کسی نے میری مانند جوانی حاصل کرنے کی کوشش کی تھی اور آگ [illegible] جل کر خاک ہو گیا تھا بجلی اگر اس کا علم اسے پہلے ہو سکے تو مجھے [illegible] حرص ہو سکتا تھا۔

کافی دیر تک میں خیالات میں [illegible] رہا اور پھر میں نے اس دانش کدے [illegible] حیرت کدے [illegible] کو آزمانے کا فیصلہ کر لیا۔ ماضی کے بے شمار نقوش میرے ذہن میں موجود تھے لیکن میں کسی ایسے دور میں جانے کا خواہش مند نہیں تھا [illegible] اور مجھے جہاں بھی پہنچا دے۔

چنانچہ میں تیار ہو گیا۔ جو کچھ مجھے [illegible] سلاؤس نے بتایا تھا، اس کے مطابق میں ماضی کے زاویے کے سامنے پہنچ گیا۔ میں نے پہلے ایک رخ اختیار کیا اور اس کے بعد [illegible] انداز میں تبدیلی پیدا کرنے لگا۔ انوکھی کیفیت تھی [illegible] میری نگاہوں کے سامنے بے شمار تصاویر رقصاں ہو گئیں اور پھر میں نے [illegible] جانے پہچانے نقوش ابھر آئے۔ میں اس جگہ ساکت رہ گیا تھا۔

آہ! زیادہ پرانی بات نہیں [illegible] درخت سے جھکی حسینہ کو میں نے صاف پہچان لیا تھا۔ یہ شہزادی [illegible] تھی جو خوفزدہ نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھی۔ مجھے یاد آیا اس وقت میں نے یہ درخت جڑ سے اکھاڑ دیا تھا اور شہزادی کو درخت سمیت لے کر چل پڑا تھا۔

خوفزدہ شہزادی مجھے انھی نگاہوں سے دیکھتی رہی۔ میرے دل میں اس کے لیے پیار امڈ رہا تھا۔ تب میں نے اسے آواز دی۔

"شہزادی!" اور وہ چونک پڑی۔

"تم ۔۔۔ تم کون ہو؟"

"میں تا ۔۔۔ تیرا محسن۔ کیا تو نہیں پہچانتی مجھے؟"

"نہیں۔"

"تو وہ اکا کی بیٹی ہے نا۔ جس نے رکاوٹی بستی کے لیے آتش [illegible] میں کود کر جان دے دی تھی؟"

"ہاں لیکن میں تمھیں نہیں پہچانتی۔"

"شہزادی! شہزادی تو مجھے پیار کرتی ہے۔ تو ۔۔۔" لیکن شہزادی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ تب اچانک مجھے سلاؤس کی بات یاد آئی۔ اگر تم ماضی کو بدلنے کی کوشش کرو گے تو تمھارے لیے ممکن نہ ہوگا۔ ہاں تم ماضی دہرا سکتے ہو۔

تب میں نے اس درخت کو گرفت میں لے لیا اور اسے اکھاڑ کر ایک جگہ رکھ دیا اور پھر شہزادی کا نازک بدن میرے بازوؤں کی گرفت میں تھا۔ میں نے نگاہوں کے زاویے میں بال برابر تبدیلی کی اور خود کو شہزادی کے ساتھ جھونپڑی کی کشتی میں پایا۔ بادبان کھل گئے تھے اور شہزادی کے حسین نقوش نمایاں ہو گئے تھے۔ چمپئی رنگ، جاندار چہرہ جیسے ابل جو ہوا میں [illegible] رہے تھے۔

"لیکن اس طرح تو سمندر کی سیر کا کچھ لطف نہیں آئے گا۔ [illegible] سمندر میں پہنچنے دو پھر لطف آئے گا۔" اس نے مسکرا کر کہا اور پھر مجھے اس کی آواز سنائی دی۔

میں نے قریب سے اسے کبھی نہیں دیکھا اور پھر [illegible] کا ایک خوبصورت منظر جہاں شہزادی کی بجلی کی مانند تیز چمک تھی جس سے ابھرا ہوا تھا اس کے بدن میں۔ مجھے شدید بے کلی محسوس ہونے لگی اور میں اس منظر کی تلاش کرنے لگا جب یہ بے تاب [illegible] میری آغوش میں تھا اور وہ منظر بھی میری گرفت سے دور رہ [illegible] شہزادی کی محبت ٹوٹ چکی تھی اور وہ میری آغوش میں تڑپ رہی تھی۔

اور میں اس زاویے پر ساکت ہو گیا۔ ایک لمحہ نہ جانے کب تک میرا دل نہیں چاہتا تھا کہ میں اس منظر کو نگاہوں سے اوجھل ہونے دوں ۔۔۔ اور طویل ترین وقت گزر گیا۔ نہ جانے کب سلاؤس میرے پاس پہنچ گیا۔ اس کی نگاہوں میں شوق تھا لیکن میں شہزادی میں کھویا ہوا تھا۔

تب بوڑھے سلاؤس نے میرے شانے پر ہاتھ رکھ دیا اور میں چونک پڑا۔ میرا دماغ ایک دم گھوم گیا اور سب کچھ نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔

"مجھے افسوس ہے میرے دوست!" سلاؤس نے کہا۔ "لیکن میں کوئی کھوئی کھوئی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ سلاؤس گہری نگاہوں سے میری صورت دیکھ رہا تھا۔ یوں لگتا ہے جیسے میں نے تمھارا کوئی پسندیدہ وقت چھین لیا ہو؟"

"آہ! یہ تم ہو سلاؤس؟" میں نے خود کو سنبھالتے ہوئے ایک آہ بھر کر کہا۔

"میں نے اخلاق و شرافت کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔" اس نے کہا۔

"تم کب آئے؟"

"دیر ہوئی لیکن میں نے ماضی کے اس زاویے میں داخل ہونے کی کوشش نہیں کی ورنہ میں بھی تمھارے ساتھ اس منظر کو دیکھ سکتا تھا جو تم دیکھ رہے تھے؟"

"تب تو تم نے بہت اچھا کیا۔" میں پھیکے انداز میں مسکرایا۔

"آہ! کیا تمھاری کوئی محبوبہ بھی تمھارے ساتھ ہے؟"

"ہاں۔"

"اور اسے چاہتے بھی تھے؟"

"ہاں سلاؤس۔"

"مجھے واقعی افسوس ہے اور میں شرمندہ ہوں لیکن کیا تم اسی وقت سے یہاں ہو؟ میرا مطلب ہے جب میں یہاں سے گیا تھا؟"

"ہاں۔ کیا تمھیں دیر ہو گئی، میرا مطلب ہے تم نے آرام نہیں کیا؟"

"ضرورتاً میں کافی دیر تک آرام کرنے کے بعد یہاں پہنچا ہوں۔ اتنا آرام کر کے بے حد پرسکون ہو گئے ہیں اور تم اس وقت سے یہاں موجود ہو؟"

"ہاں۔" میں نے ایک سرد آہ بھری۔

"ماضی تمھارا اچھا تھا [illegible] لیکن مستقبل ہم دونوں کے لیے اجنبی ہوگا اور پھر مستقبل میں ہم خود ایک کردار ہوں گے اور ایک کردار کی حیثیت سے ہم اس ماحول سے زیادہ لطف اندوز ہو سکیں گے۔ کیا خیال ہے؟" سلاؤس نے پوچھا۔

"ہاں لیکن تم نے عجیب چیز بتائی ہے سلاؤس۔" میں نے ایک سرد آہ بھر کر کہا۔

"تم بھی ایک انوکھے انسان ہو؟"

"میرا ماضی" میں نے کہا۔ "میرا ماضی بے شمار ایسی داستانوں سے پُر ہے جو وقت نے میری نگاہوں سے اوجھل کر دیں [illegible] نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن اگر وقت کے آگے میری ایک نہیں چل سکی اور وہ مجھ سے جدا ہو گئے جن کی جدائی مجھے منظور نہیں تھی۔"

"ایک بات اور بتاؤ۔ ایک طرح سے تمھاری یہ عمر، ماضی تمھارے لیے تکلیف دہ بھی ہوگی؟"

"کس طرح؟"

"ماضی کے داغ۔ حالانکہ تم عام انسانوں سے مختلف ہو۔ تمھارے اندر بہت سی خصوصیات انسانوں سے بالکل مختلف ہیں لیکن اس کے باوجود تم انسانوں سے زیادہ دور نہیں ہو اور ماضی [illegible] گزرتا ہے ہو سکتا ہے تمھارا کوئی الگ قبیلہ نہیں رہا۔ اگر تم اپنے قبیلے والوں کے درمیان رہتے تو انسانوں کے اس قدر قریب نہ آتے۔ ان حالات میں تمھاری ذہنی کیفیات بعض اوقات انسانوں سے مختلف نہ ہوتی ہوں گی۔"

"ہاں۔ یہ حقیقت ہے۔"

"ان حالات میں ماضی کے داغ بعض اوقات ضرور دکھتے ہوں گے؟"

"ہاں سلاؤس۔ گردش نے زمین و آسمان کی گردش کی تبدیلی کو قبول کر لیا ہے لیکن بعض کردار ۔۔۔ بعض کردار اب بھی ذہن میں دکھتے ہیں۔"

"اس وقت بھی تم کسی ایسے ہی کردار میں کھوئے ہوئے تھے؟"

"ہاں۔"

"کوئی لڑکی؟" بوڑھے نے داستانوں کے سے انداز میں پوچھا۔

"ہاں۔" میں نے جواب دیا۔ میری کیفیت اب درست ہوتی جا رہی تھی۔ میں دانش کدے کے اس سحر سے نکل آیا تھا۔

"کون تھی وہ؟" بوڑھے نے پوچھا اور میں نے اسے شہزادی کی داستان سنائی۔ شہزادی [illegible] اور [illegible] گھس آنے والوں کے بارے میں تفصیل بتائی۔ بوڑھے کا چہرہ دلچسپی سے سرخ ہو رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں [illegible] چمک تھی۔ یہاں تک کہ میں نے اسے شہزادی کی موت تک کی کہانی سنا دی اور جب میں خاموش ہوا تو بوڑھے کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے۔

"آہ! میرے دوست، تمھاری یہ کہانی [illegible] مختلف [illegible] لیکن اس [illegible] اور ایک اجنبی دنیا کی ساری داستانیں مجھے [illegible] کیسی لڑکی تھی۔ حیرت انگیز اور سنو! آئندہ جب تم اپنے ماضی میں لوٹو گے تو میں بھی تمھارے ساتھ ہوں گا۔ میں اس لڑکی کو دیکھنا ضرور پسند کروں گا۔"

"ضرور سلاؤس۔" [illegible] نے گہری سانس لے کر کہا۔

"اس وقت [illegible] تمھاری محبوبہ تمھاری آغوش میں ہوگی؟" بوڑھے کے منہ سے [illegible] تھی۔ مجھے تعجب ہوا۔ "اتنی چیزوں پر قدرت کے باوجود وہ عورت سے اس قدر دور ہے اور ان کے لیے ترستا ہے۔"

"ہاں۔ شہزادی کا دلکش [illegible] وجود میری آغوش میں تھا اور کتنی حسین تھی وہ! میں تمھیں اس سے [illegible] ملاؤں گا لیکن ایک شرط پر۔"

"کیا، کیا ہو جلدی کہو؟"

"اس سے قبل تم مجھے مستقبل کی سیر کراؤ گے جیسا کہ ہمارے درمیان معاہدہ ہوا تھا۔"

"بالکل بالکل۔ تیار ہو جاؤ۔ میں خود بھی مستقبل کا ایک کردار بن جانا ہے۔ اس ماحول کو سمجھنے میں دقتیں ضرور پیش آئیں گی لیکن ـــ لیکن ـــ"

"سب ٹھیک ہو جائے گا۔ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔"

میں نے کہا اور بوڑھا مسکرانے لگا۔ بہرحال اب ہم اس حیران کن ایجاد کے سہارے مستقبل کے سفر کی تیاریاں کر رہے تھے۔

سلاکوس

بادشاہ بہت بڑا مفکر و اعظم تھا۔ اس دور کی زبان میں اگر کہا جائے تو وہ ایک عظیم سائنسدان اور ایک عظیم ستارہ شناس تھا۔ [illegible] کو تسخیر کر کے [illegible] کہ اس نے [illegible] کائنات کر لی تھی [illegible] سوچ سوچ کر عقل دنگ رہ جاتی تھی [illegible] سے زیادہ [illegible] میری نگاہوں میں آ چکے تھے۔

میں نے ایک بار پھر اپنا ماضی دیکھا اور اس ماضی میں [illegible] محسوس کیا کہ میرا ماضی [illegible] تاثرات وہی تھے۔ ان میں کوئی تبدیلی نہیں تھی۔ [illegible] احساس تھا کہ میں ان لوگوں سے [illegible] کے ساتھ جو واقعات پیش آ چکے ہیں وہ ماضی ہیں۔

اس کے باوجود میں نے ان واقعات کی دلکشی میں کوئی فرق نہیں محسوس کیا [illegible] اور وہی سب کچھ ہو رہا ہو [illegible] ایک احساس تھا کہ [illegible] کرنے کے بعد [illegible] بڑی قوی تھی [illegible] تم یقین کرو [illegible] ہماری شخصیت [illegible] متعجب رہ جاتے تھے۔

سلاوس نے ماضی کی اس دنیا میں مجھے تنہا چھوڑ دیا اور میں [illegible] کے اس [illegible] میدان کے پیچھے آباد یہ دنیا دیکھ دیکھ کر

متعجب ہو رہا تھا۔ بادشاہ یہ ایک عجیب و غریب کائنات تھی جہاں کا حکمران سلاوس تھا۔

اس نے مجھے جو کچھ دکھایا جو کچھ عمل اس نے کر رکھے تھے، اسے دیکھ کر مجھے یوں لگا جیسے میری صدیوں کا تجربہ اس کی طرف [illegible] سلاوس اکثر مجھ سے ملاقات کیا کرتا تھا اور مجھ سے میری ضروریات کے بارے میں معلومات حاصل کرتا رہتا تھا۔ اس دوران میں جب بھی سلاوس سے ملا میں نے اس کی فکر اس کی سوچ [illegible] اس کے کردار کو سراہا اور سلاوس نے مسکرا کر میرا شکریہ ادا کیا تب ...... ایک دن مسکراتے ہوئے اس نے مجھ سے کہا۔

"میرے عظیم مہمان، حالات کے تحت میرا دل چاہتا ہے کہ میں تمہیں [illegible] ایک دیکھنے والے کی حیثیت [illegible] کر رہا ہوں۔"

"میں نہیں سمجھا سلاوس۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارا ماضی [illegible] کوئی خاص حیثیت نہیں رکھتا [illegible] تم اس سے گزر چکے ہو لیکن میرے نزدیک وہ بہت کچھ ہے [illegible] سے گزرنے کو فضول سمجھتے ہو جب تم زاویوں میں [illegible] کے کچھ [illegible] میں چلے جاتے ہو تو میں بھی تم سے زیادہ دور نہیں ہوتا۔" [illegible] اور سلاوس کے ہونٹوں پر [illegible] پھیل گئی ایک عجیب و غریب پراسرار مسکراہٹ۔

"ہاں میں نے غلط نہیں کہا۔ تم اس وقت ایک جیتے جاگتے وجود ہوتے ہو اور میں بھی ایک جیتے جاگتے وجود کی مانند ہوتا ہوں [illegible] آزاد [illegible] سے گزر کر تم ماضی میں داخل ہوتے ہو۔"

"اوہ تو اس کا مقصد ہے کہ تم بھی میرے ساتھ ہوتے ہو؟"

"ہاں لیکن ایک ہوائی شکل میں [illegible] صرف میرا [illegible] تمہارے سامنے ہوتا ہے اور صرف دیکھنے والی آنکھ [illegible] ایک ایسی کتاب ہو جیسے میں صدیوں کی کتاب کہہ سکتا ہوں۔ اور تم ان زاویوں میں اپنا ماضی دیکھ کر لطف اندوز ہوتے ہو۔ اس طرح ہم دونوں نہایت عمدگی سے اپنا اپنا کام انجام دے رہے ہیں۔"

"لیکن سلاوس میں [illegible] سمجھتا رہا ہوں کہ تم صرف میرے [illegible] جس طرح کھول دیا ہے [illegible] یہ بہت بڑی بات ہے اور میرا خیال ہے [illegible] کا ثبوت دیا ہے [illegible] اس کی وجہ ہے میرے دوست۔" سلاوس نے جلدی

سے کہا۔

"کیا وجہ؟"

"میں یہ کہ تم اس قابل ہو کہ دنیا کی [illegible] سے تمہیں روشناس کرایا جائے۔ [illegible] تمہاری نگاہوں میں صدیوں کا تجربہ پوشیدہ ہے وہ [illegible] دیکھا اور اس سے بہت کچھ حاصل کیا لیکن میرا خیال ہے کہ تم میری بات سمجھ رہے ہو گے میں جس انداز میں تمہارا تعاقب کرتا ہوں وہ بہت ہی دلکش اور دلچسپ ہے۔ [illegible] نگاہوں میں [illegible] کی سوچ [illegible] گی۔" سلاوس نے کہا۔

"اوہ تو اس کا مقصد ہے کہ اب تم [illegible] ایک [illegible] حیثیت سے نہیں ہوتے بلکہ میرے وجود میں شامل ہوتے ہو۔"

"ہاں صدیوں کے بیٹے ہاں۔" سلاوس نے کہا۔

"تو پھر بابا سلاوس ـــ ایک بات تو بتاؤ۔"

"پوچھو۔"

"کیا اس وقت جب میں ایسے لمحات میں ہوتا ہوں جو زندگی کے دلکش لمحات ہوتے ہیں تو تمہارا وجود مجھ سے کتنی دور ہوتا ہے؟"

"وہ تم سے ـــ تم دور کی بات کرتے ہو میں تو تمہیں شامل [illegible]" سلاوس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

میں [illegible] گیا سلاوس میں نے [illegible] انداز میں کہا۔

"کیوں؟"

"اس کا مقصد ہے کہ میری وہ محبوبائیں جو ماضی میں میری [illegible] اور سلاوس بھی ہنسنے لگا چہرہ ایک دم [illegible] مسکراتا ہوا ہو۔"

"میں بوڑھا ہو چکا ہوں میرے دوست، میں زندگی کی ان لذتوں سے بہت پیچھے رہ چکا ہوں۔ اگر تمہارے سہارے میرا ماضی [illegible] تو یہ میرے ان لمحات [illegible] سلاوس کے [illegible]"

"نہیں نہیں، ایسی کوئی بات نہیں بابا سلاوس، میں تو تمہیں [illegible] کی دعوت بھی دیتا ہوں، بہرحال تمہاری دنیا میں [illegible] میں نے بہت کچھ پایا ہے۔" میں نے کہا اور سلاوس سنجیدہ [illegible]

"اگر یہاں رہ کر تم اور بھی کچھ حاصل کر لو تو مجھے صرف خوشی ہی [illegible] میرے نزدیک اس سے اچھا تحفہ اور کون سا ہو گا۔"

"لیکن بابا سلاوس میں اب یہ چاہتا ہوں کہ تم کوئی ایسی چیز مجھے دکھاؤ جس سے میں ناآشنا ہوں میں اپنے تجربات میں ہمیشہ اضافے کا خواہش مند رہا ہوں۔"

"مسٹر مجھے بتاؤ تم کیا جاننے کے خواہش مند ہو تم اپنے تجربات میں کیا اضافہ چاہتے ہو؟" سلاوس نے سادگی سے پوچھا۔

"میں اپنا ماضی دیکھتا رہا ہوں بابا سلاوس ـــ کیا اس ماضی میں کبھی مجھے تمہارا ماضی بھی نظر آ سکتا ہے؟"

"کیوں نہیں، جس طرح تم اپنا ماضی دیکھتے ہو میرا ماضی بھی دیکھ سکتے ہو لیکن میرے ماضی میں ایسی کوئی خوبی نہیں جس سے تم بہت زیادہ لطف اندوز ہو۔ ایک عام اور سپاٹ ماضی ہے۔"

"تب بھی میں چاہتا ہوں کہ ماضی کا کوئی ایسا ورق میرے سامنے آئے جو میری نگاہوں سے پوشیدہ ہو۔"

"میرا اپنا اندازہ ہے صدیوں کے بیٹے، میرے دوست کہ بے شمار صدیوں میں ایک وجود بن کر رہے ہو تمہاری ذاتی حیثیت بے شمار علاقوں سے منسلک رہی ہے [illegible] نگاہوں سے پوشیدہ ہوں گے جہاں تم اس وقت نہیں پہنچے ہو گے کیونکہ ہر دور میں دنیا تو اتنی ہی وسیع تھی اور اس وسیع دنیا میں بے شمار واقعات ہوتے رہے ہوں گے۔ ایسے واقعات جو تمہاری نگاہوں سے پوشیدہ ہوں گے [illegible] یقینی طور پر دلچسپی ہو سکتی ہے تم جو اس وقت تم نہیں دیکھ سکے علاوہ [illegible] کی کتاب صرف ان واقعات سے مزین ہے جو تمہیں [illegible] اتفاق تمہیں [illegible] میری آنکھوں میں خوشی کی چمک پیدا ہو گئی تھی۔

بلاشبہ سلاوس نے جو کچھ کہا تھا وہ درست ہی تھا۔ ماضی میں بھی بے شمار واقعات ایسے ہوں گے جو مجھ سے پوشیدہ رہے اور میں ان تک نہیں پہنچ سکا۔ میری کتاب ان واقعات سے ناآشنا تھی۔ ایسی صورت میں کچھ خوبصورت واقعات اگر میری کتاب میں شامل ہو سکیں تو اس سے اچھی کیا بات ہو سکتی تھی لیکن اس پچھلی بات [illegible] کہ ماضی میں میرا اپنا وجود کیا ہو گا؟ اس بارے میں میں صرف جاننا چاہتا تھا کہ سلاوس نے اس بارے میں کیا کہا ہے [illegible] سائنسداں [illegible] اس کی صلاحیتوں سے متاثر تھا۔

"بابا سلاوس، اے عظیم، ہماری دنیا کا ماضی بے شمار ایسے واقعات سے بھرپور تھا جو میری پہنچ سے دور رہے ہوں لیکن اس وقت بھی تحت الثریٰ میں ہوں، میرے ذہن میں یہ خواہش ابھی ہے کہ میں تم دونوں کے بارے میں مکمل طور پر جان سکوں۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم

تحت الشعور کے کسی باب کو میرے سامنے کھول دو۔"

"کیوں نہیں ہو سکتا، ظاہر ہے ماضی ہر شخص کا ماضی ہوتا ہے تحت الشعور میں بھی ایسے بے شمار واقعات ہیں جو چھپے ہیں جو کسی کے حامل ہیں ۔۔۔ اگر تم چاہو تو میں تمہارے سامنے ان کا انتخاب کر دوں۔"

"میں بڑی خوشی سے اس بات کو تسلیم کرتا ہوں۔" میں نے کہا اور بوڑھا سلاوس سنجیدگی سے کچھ سوچنے لگا پھر اس نے کہا۔

"تو پھر مجھے اجازت دو پیارے میری پاس بھی ایک ایسی کتاب ہے جس میں ایسے واقعات درج ہیں جو [illegible] ہیں تم ہی ان میں سے کوئی [illegible] کر کے تمہیں [illegible] تک پہنچا سکے۔"

"مستقبل؟" میں نے سوال کیا۔

"ہاں، تم میں بہت سی [illegible] میں ابھی تک [illegible] ہے [illegible] میری ذات تک [illegible] اس جب کوئی ایسا [illegible] میرے سامنے [illegible] ہوں تو مجھے ایسی صورت [illegible] انسان کی [illegible] ہے۔ اس احول اور ان حالات میں اس کے [illegible] پیدا ہو جاتی ہے جو تحت الشعور [illegible] ہے اور اس وقت میری [illegible] ہے اس احول سے میری [illegible] ہے۔"

"خوب۔ تو تم اب اس سلسلے میں کیا کرنا چاہتے ہو؟"

"ہاں میں یہ چاہتا ہوں کہ ماضی کے کسی دور میں تم جاؤ اور وہاں تمہاری [illegible] حیثیت ہو جائے اور اس کے [illegible] ایک [illegible] ہے جو ماضی میں موجود ہو، میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ ہم ان کے [illegible] نہیں کر سکتے لیکن اس کا [illegible] ہو سکتے ہیں۔"

"اور میرا اس کا مقصد ہے کہ میں [illegible] کروں اور پھر ہماری [illegible] کر سکتا ہوں۔" میں نے سوال کیا۔

"ہاں، میرے دوست ضرور۔۔۔ لیکن اس کے لیے خاص محنت کرنا پڑے گی اور اس کردار کے لیے ضروری بھی ہے۔"

"میں تو تیار ہوں سلاوس، میرا خیال ہے اس سے اچھی کوئی بات ہو ہی نہیں سکتی لیکن ایک بات میں جاننا چاہتا ہوں۔"

"کیا؟"

"جب میں اس کردار کی روح اپناؤں گا تو میری اپنی [illegible] کا کیا ہو گا؟" میں نے سلاوس کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"یہی تو سب سے بڑی خوبی ہے میرے دوست کہ تمہاری ذہنی صلاحیتیں اسی طرح برقرار رہیں گی۔"

"حیرت انگیز، بے حد حیرت انگیز گویا میں اس کردار کی حیثیت میں شامل ہو کر اپنی سوچ بھی برقرار رکھ سکوں گا؟"

"بے شک۔ تم اس کردار کو اپنانے کے باوجود خود میں زندہ رہو گے اور تمہیں یہ احساس رہے گا کہ یہ کردار مستعار ہے۔"

"حیرت انگیز، بے حد حیرت انگیز۔" میں نے گردن جھٹکتے ہوئے کہا اور بوڑھے سلاوس نے مجھے جو کچھ بتایا تھا وہ عقل سے بعید بات تھی اور پروفیسر [illegible] بھی کچھ نہیں سوچ سکا ہوں اس میں تو اسے بھی عقل سے بعید بہت سی دلچسپ [illegible] ان باتوں کو [illegible] ہوتا ہے [illegible] اور جب میں ان کو حیرت سے [illegible] کہ اگر تم ان [illegible] انسان کو [illegible] دیکھو [illegible] ہے۔"

"مجھے اس میں کوئی شک نہیں ہے۔" پروفیسر نے اس کی بات کی تائید کرتے ہوئے جواب دیا۔

"اور پروفیسر بوڑھا سلاوس میرے پاس سے چلا گیا اور میں [illegible] واپس آ گیا۔"

اب تک میری زندگی عجیب و غریب انداز میں گزر رہی تھی۔ اس میں [illegible] تھا اور ان [illegible] کا شکار بھی ہو جایا کرتا تھا لیکن اس [illegible] ختم کرنا میرے لئے زیادہ مشکل نہیں رہتا تھا۔

اس بار جس بات پر میں سوچ رہا تھا وہ [illegible] تھا اس کے بارے میں میری سوچ [illegible] تھی۔ جو شخصیت [illegible] کے سامنے اس طرح کی کوئی شخصیت [illegible] اور ان تمام [illegible] سے [illegible] ہے۔ جو بات [illegible] کو [illegible] کے بارے میں میں سوچ رہا تھا لیکن یہ بات بھی ایک ثبوت ہے [illegible] انسان اور وقت آگے [illegible] ہے تو اس کی سوچ میں [illegible] ہو جاتی ہیں، لیکن اس کے بعد [illegible] انسان پیدا ہوتا ہے جو پہلے انسان سے بہت زیادہ تیز [illegible] اور عظیم دانشور ہوتا ہے۔

اور تم یقین کرو پروفیسر کہ انسان کا یہ عظیم [illegible] ہے۔ میں نے سوچا کہ اس انداز میں اگر کوئی [illegible] بات تھی وہ [illegible] جو مجھ سے پہلے تھے وہ [illegible] کے [illegible] میرے لئے [illegible] نہیں ہیں۔ میں نے [illegible] تسلیم کیا ان کے پاس [illegible] پر رکھی تھیں [illegible] سے [illegible] یہ [illegible] تھا۔۔۔ انسان کی ترقی کا [illegible] تھا۔

اس گفتگو کا پس منظر یہ ہے پروفیسر کہ میں [illegible] اور وقت کی [illegible] میں کسی [illegible] دانشور کو [illegible] کروں جو سلاوس سے [illegible] ہوا اور [illegible] لیکن اس وقت بھی وہ دور کی بات کر رہا ہوں۔ سلاوس نے مجھے جو کچھ دکھایا۔ [illegible]

میں نے اس کے پاس دیکھا اور مجھے یوں لگا [illegible] میں حیران رہ گیا۔

اسی لئے میں اس تحت الشعور میں حسن و عشق کی چاشنی سے دور رہا تھا۔ بلکہ یوں کہہ لیجئے کہ تحت الشعور میں آنے کے بعد میں نے بے شمار تجربے [illegible] لیکن انہیں چھوڑنے سے گریز کیا تھا۔

لوگ کہا کرتے ہیں اس قدر نزدیک [illegible] عورت کی حیثیت سے میرے لئے [illegible] میں اسے اپنے قریب رکھ برداشت نہیں کر سکتا تھا چنانچہ میں اس عورت سے دوری رہا تھا۔

ہاں تحت الشعور میں [illegible] عشق [illegible] انداز سے دور کر رہا تھا۔ جب [illegible] ایک [illegible] کا احساس ہوتا تھا جو [illegible] عورت کی [illegible] نہیں تھی۔

"بوڑھا سلاوس میرے پاس واپس آیا تو میں بڑے سکون سے بیٹھا ہوا تھا اور سلاوس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔"

"تو کوئی کہانی ہے اے [illegible] دوست [illegible] مشکل ہو گا؟"

"تو پھر [illegible] عظیم سلاوس کو [illegible] سے متعلق ہے؟"

"ہاں ہمیں ایسے اس طویل عرصہ قبل اس وقت [illegible] میں [illegible] زندگی گزار رہے [illegible] انسانیت اور علم کا ایک [illegible] ہو گئے تھے [illegible] وہ [illegible] ہیں اور [illegible] تو میں ایک [illegible] جو [illegible] ہیں جو [illegible] اس [illegible] میں [illegible] کہانی [illegible] میں تمہیں [illegible] ہو گا اور [illegible] اس کہانی کو جو [illegible] محسوس کرو گے اس طرح لطف۔"

"ہاں میرا تو خیال ہے [illegible] نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔"

[illegible] اس دور تحت الشعور کی ایک [illegible] اسی تاریخ [illegible] عظیم ترین داستان ہے۔"

"تو اس کو مجھے سنا دو" سلاوس کردہ [illegible] کر لیتیں۔"

"ہاں میں چونکہ تحت الشعور میں اس کا تصور اس نے شروع کیا اور۔"

جوم مسرور و واقعات دیکھ کر تعجب ہوا اس میں بہت بڑا حصہ [illegible] تھا۔ [illegible] لوگوں نے [illegible] ہیں۔ [illegible] اس بات سے متعلق نہیں ہے [illegible] ایک ماضی کا [illegible] اور [illegible] بات سنتا ہوں بہت دیر [illegible] کو کوئی [illegible] ہو [illegible] تحت الشعور [illegible] ایک بات اور بتانا چاہتا ہوں۔"

"وہ کیا سلاوس؟" میں نے پوچھا۔

"میرا خیال ہے [illegible] اس ماحول میں تم [illegible] کرنے کے لئے [illegible] ہیں جو میری بات [illegible] لیکن [illegible] اس ماحول میں [illegible] ہو گا۔"

"اور اس ماحول میں [illegible] حیثیت ہو گی سلاوس؟"

"وہ دور [illegible]" سلاوس نے جواب دیا اور میں نے گردن ہلا دی۔

"تب ٹھیک ہے میں تیار ہوں۔"

"تو آؤ" سلاوس نے [illegible] اور [illegible]

سلاوس کو [illegible] بہر حال اس شخص [illegible] کا کہنا تھا [illegible] محسوس کی تھا [illegible] لگا کہ [illegible] سلاوس جو [illegible] ہے۔

ہشت [illegible] نمو [illegible] بہت کوئی [illegible] دور [illegible] کے [illegible] تھا جیسے [illegible] اس کی [illegible] یہاں سے [illegible] تھا۔ [illegible] لیکن اس [illegible] کے [illegible] تھا۔

بوڑھا پروفیسر [illegible] انسان [illegible] کو کسی [illegible] سلاوس [illegible] میں [illegible] ہیں [illegible] کر [illegible] رہ جاؤں۔

ہاں، ان زاویوں سے گزرتے ہوئے میرے دل و ذہن میں بہت سے خیالات آتے تھے۔ میری نگاہیں بھی ایسے عجیب و غریب مناظر دیکھ رہی تھیں جو اس سے پہلے میری نگاہوں کے سامنے سے نہیں گزرے تھے۔ ہاں اتنا میں جانتا تھا کہ جب وقت [illegible] آئے گا [illegible] چکر کاٹ رہا ہے۔ ایک مخصوص زاویے کی تلاش ہے جس میں وہ داخل ہو جانا چاہتا ہے اور پھر اچانک ہی میں نے پورے جسم کو گرفت میں آتا ہوا محسوس کیا۔

اس وقت میں نے محسوس کیا جیسے میرا بدن بے حد ہلکا ہو گیا ہو۔ [illegible] اس نے اپنے دونوں ہاتھ حلقے کی صورت میں میرے سر پر [illegible] مجھے یوں لگا جیسے ہم ہواؤں میں پرواز کر رہے ہوں [illegible] پھر ایک عجیب سا احساس ہوا اور ایک عجیب سا ماحول نگاہوں کے سامنے آ گیا۔

عجیب رنگ کے پہاڑ تھے جن کے دامن میں سبزہ بچھا ہوا تھا [illegible] چھوٹی چھوٹی جھونپڑیاں [illegible] خوبصورت معلوم ہو رہی تھیں۔

"یہ دلکش منظر ہے سلاؤس" میں نے [illegible] دیکھتے ہوئے کہا۔ لیکن سلاؤس [illegible] نام و نشان نہیں تھا۔ [illegible]

"سلاؤس" میں نے ایک بار پھر آواز دی لیکن سلاؤس کا کوئی پتہ نہیں تھا۔ [illegible] اور میں [illegible] سلاؤس کا قائل ہو گیا۔

[illegible] میرا جسم [illegible] لباس میں ملبوس تھا اور [illegible] میں نے کبھی ایسی [illegible] نہیں باندھی تھی۔

[illegible] میں نے حیرت سے سوچا۔ زاویوں کا استعمال تو میں اس سے پہلے بھی کر چکا تھا۔ [illegible] ایک شخصیت [illegible] کسی دوسری شخصیت میں گم [illegible] حقیقت [illegible] شخصیت کو ختم کر دیا۔

میرے چہرے پر [illegible] اس سے پہلے اس کا کوئی وجود نہیں تھا اور جب میں نے اپنے ہاتھ کی طرف غور کیا تو اس میں ایک [illegible] سوچا اور وقتاً میرے ذہن میں [illegible]

میرا نام [illegible] ہے [illegible] ایک کردار

بن چکا ہوں۔ [illegible] واقعی ایک عجیب انکشاف تھا۔ [illegible] تعجب سے سوچا [illegible] اور پھر میں [illegible] بات ہے تب مجھے احساس ہوا [illegible] خاندانی [illegible] ہیں۔

بڑی دلچسپ بات تھی [illegible] جس لباس میں تھا اس کے بارے میں اچھی طرح جانتا تھا کہ میں کون ہوں [illegible] لیکن اس کے ساتھ ساتھ مجھے اپنی اصل شخصیت بھی یاد تھی [illegible] اس کے بارے میں بھی جانتا تھا [illegible] میں بھی جانتا تھا [illegible] ماحول بے حد پسند آیا تھا۔

اب [illegible] تھا کہ اس بدلی ہوئی شخصیت نے مجھے کیا کرنا ہوگا۔ [illegible] باپ اور اس کے علاوہ [illegible] بڑی دلچسپ بات تھی [illegible] تھا جو مجھے اس کردار میں کرنا تھا۔

[illegible] میں ان جھونپڑوں کو اور اس چلتے پھرتے ماحول کو دیکھتا [illegible] جواب اس دنیا میں بھی [illegible] میری نگاہوں کے سامنے تھا۔ بڑے سلاؤس کی شخصیت [illegible] کہ تم تھا تھا عظیم تھا ..... بے حد عظیم۔

اس نے وہ چیز بتائی تھی جس کے بارے میں سوچتا ہوں کہ [illegible] اس کے بعد میں نے [illegible] نہیں ہوگا۔

[illegible] کے بعد میں نے دیکھا کہ وہ وقت ہو چکا ہے جب [illegible] جاتی ہیں۔ [illegible] اپنے دونوں ہاتھ [illegible] ایک عجیب سی آواز میرے ہونٹوں سے نکلی۔ [illegible] جنگلی پرندوں [illegible] رہ گیا۔

"خوب بہت خوب۔ [illegible] جانور بھی اس طرح [illegible] واقف ہو سکتے ہیں۔" میں نے سوچا اور اس پہاڑی [illegible] تو میں نے اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی [illegible] لگے۔ گویا اب میں اپنی بستی کی طرف واپس جا رہا تھا۔ [illegible]

[illegible] کیونکہ جھونپڑیوں سے دور ہی [illegible] تھیں۔

پھر اس وقت جب میں ایک جھونپڑی کے قریب سے گزر رہا تھا تو میں نے ایک حسین چہرہ دیکھا۔

ایک لڑکی تھی۔ [illegible] اس نے مجھے دیکھا اور [illegible] سے آواز لگائی۔

"بیدو سیکی!" اس نے مجھے آواز دی اور میں رک گیا۔

"کیا بات ہے بیٹی؟"

"کوئی ایک ہی سوال بار بار کیوں کرتا ہے [illegible] انتظار [illegible] ہے تو ہمیں [illegible]" وہ منہ پھلاتے ہوئے بولی۔

[illegible] میرے پاس [illegible] مجھے کتنا پیار کرتا ہوں [illegible]

"ہاں ہاں بیٹی، تو ہمیں ایک ہی عادت ہے [illegible] اور کبھی اس کا جواب نہیں ملتا۔"

[illegible] جب میں واپس جاتا ہوں [illegible] آواز دیتی ہے [illegible] اس کی ہنسی بڑی دلکش تھی۔ ایسے جیسے [illegible] تب میں نے اپنا جائزہ لیا اور میرے ذہن میں بے شمار خیالات [illegible]۔

ہاں، یہ [illegible] مجھ سے محبت کرتی ہے اور میری [illegible] لیکن میں تو اسے [illegible] نہیں جانتا۔

اور افسوس کی بات ہے۔ [illegible] سوچا، اے جناب سلاؤس [illegible] کیا [illegible] میں بہت دور [illegible] نہیں ہو سکتی [illegible] بوڑھی عاملی [illegible] بھائی سلاؤس [illegible] حاصل کرنے کی قوت [illegible] ماحول میں [illegible] تھا۔

تو پروفیسر! میں نے اس لڑکی کو پسند کیا [illegible] مجھے دی گئی تھی [illegible] لیکن اب تو اس کو [illegible] لڑکی کی جانب سے اپنی توجہ ہٹائی اور جھونپڑی [illegible] آگے بڑھ گیا۔

وہ میرے [illegible] اور راستے میں مجھے [illegible]

[illegible] کی باتیں کرتی جا رہی تھی۔ بڑی شرارتی تھی۔ وہ مجھ سے [illegible] کے بارے میں پوچھتی اور [illegible] میں [illegible] میں جانتا تھا کہ [illegible] کے متعلق [illegible] کے دوسری چیزیں [illegible] رہے تھے۔

پھر میں بستی میں داخل ہوا تو [illegible] رک گئی [illegible] میں نے آہستہ سے کہا اور میں نے [illegible] دیکھا۔ وہ [illegible] بھاگ گئی تھی۔

میں ایک [illegible] بستی کے ان [illegible] بڑھ گیا جہاں سے [illegible] تھا۔

میں نے ان تمام جھونپڑوں کو [illegible] میرا نام [illegible] اور [illegible] آخری جھونپڑی [illegible] ایک جہاں [illegible] میرا ایک مکان تھا۔

[illegible] عجیب تھی [illegible] میرا باپ [illegible] تھا [illegible] بیٹا [illegible] سا [illegible]

"[illegible]" اس نے [illegible] کہا۔

"کیا بات ہے بابا؟" میں نے کہا۔

[illegible]

"جوان [illegible]" میں نے خوش دلی سے جواب دیا۔

[illegible]

"بھیا!" میں نے تعجب سے سوچا۔ عجیب سی بات تھی پروفیسر! ساری زندگی میں نے [illegible] لیکن اب میرا باپ بھی تھا [illegible] ساری چیزیں مجھے عجیب سی لگ رہی تھیں۔

میرا ہاتھ [illegible] اس کی پیشانی کو چوم کر [illegible] "کیسی ہو؟"

"ٹھیک ہوں بھیا، تم واپس آ گئے [illegible]" [illegible]

"بولو تو سہی کیا بات ہے؟" میں نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں دیکھو بھیا، میں نے تمہارے لیے [illegible] رکھا ہے۔"

[illegible]

[illegible]

کا احوال اور یہاں کا رکا ہوا وقت کتنا عجیب ہے۔ حضرت صاحب کے احکام اور ہاتھوں کو اگر نظر انداز بھی کر دیا جائے تو اس موسم کو نظر انداز کرنا بہت مشکل ہے اور میں جو صدیوں پہ نگاہ رکھتا تھا اس ماحول میں خود کو بے حد خوش پا رہا تھا۔ میں سوچ رہا تھا کہ یہاں میں اپنی زندگی [illegible] اس دور میں جو نتائج تو نہیں کر پایا لیکن ایک بات اور بھی میرے ذہن میں تھی کہ یہ امن تھا جس کا شعور میری زندگی میں اضافے کا باعث نہیں بن سکتا تھا۔ ہاں اس میں وہ لمحات ضرور شامل ہو گئے جو میرے تخلیقی لمحات ہوں گے۔

سو میں نے دور سے ایک شخص کو دیکھا جو میری جانب چلا آ رہا تھا۔ وہ ایک بہت ہی خوبصورت گھوڑے پر سوار تھا۔ تندرست و توانا گھوڑا۔ اور آنے والا ایسا لگتا تھا جیسے میرے پاس ہی آ رہا ہو۔ سو جب وہ کچھ قریب آیا تو میں نے اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ دیکھی۔ اس نے شناسائی کے سے انداز میں ہاتھ ہلایا اور میں جان گیا کہ وہ ہائیون ہے۔ ہائیون میرا گہرا دوست تھا۔

میں نے محسوس کیا کہ میرے دل میں بھی اس کے لیے بڑی گرم جوشی ہے اور میں اسے دیکھ کر خوش ہو گیا ہوں۔ یوں ہائیون اس خوبصورت پہاڑی کے قریب پہنچ گیا جس پہ میں کھڑا تھا اور اترنے لگا۔ ہائیون خود بھی گھوڑے سے نیچے اتر گیا تھا۔ اس نے دونوں ہاتھ پھیلائے اور میرے دونوں شانوں کو تھام کر میرے شانوں سے جا لگے۔

"تمہ میرے دوست ہیلی! تم یہاں موجود ہو اور تم جانتے ہو کہ ہائیون جب بھی آتا ہے تو ہمیشہ اپنے ساتھ کوئی نہ کوئی خوشخبری لے کر آتا ہے۔"

"کیا خوشخبری ہے وہ میرے دوست؟" میں نے سوال کیا۔

"سناتا ہوں ذرا صبر کرو۔" ہائیون نے کہا اور پھر بولا "کیا تمہیں معلوم ہے کہ ایپی لس کا جشن بہت جلد شروع ہونے والا ہے۔ میں نے سوچا تھا کہ ان لمحات کو میں تمہارے ساتھ [illegible] کیا میرے دوست تم نے اس کی کوئی تیاری کی ہے یا ارادہ ہے کہ؟"

میں محسوس کر رہا تھا کہ وہ میرا گہرا دوست ہے اور اس کا راز مجھے یہاں جو ہمارا تھا کہ وہ کون ہے، کہاں رہتا ہے، وہ [illegible] کے ایک دوسرے علاقے میں رہتا تھا اور وہ میرا مخلص دوست تھا اور میں اسے پسند کرتا تھا۔

"نہیں میرے دوست! ابھی سے کہاں [illegible] لیکن مجھے اپنے باپ سے خوف محسوس ہوتا ہے۔"

"کیوں۔ کیسا خوف؟" ہائیون نے پوچھا۔

"وہ ہمیشہ مجھ پر نظر رکھتا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ میں ایک بہادر ہوں مجھے اپنی زندگی جنگوں میں بسر کرنا چاہیے لیکن میں شہزادہ بننے کے خواب دیکھ رہا ہوں لیکن میں شہزادہ نہیں بن سکتا۔ میں چاہتا ہوں اور چاہتا ہی رہوں گا۔ میں ایپی لس کی بیٹی کو اپنی دلہن نہیں بنا سکتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس جشن میں شرکت کے لیے بڑے بڑے شہزادے آئیں گے اور میں ایک معمولی سا آدمی ہوں جو فنون سپہ گری سے پوری طرح واقفیت بھی نہیں رکھتا اس کے باوجود میرا عزم مستحکم ہے اور میں اس جشن میں شرکت کرنا چاہتا ہوں۔"

"تو تب؟" ہائیون نے پوچھا۔

"اب تک میں یہ ارادہ ہو جانا چاہیے ہے؟"

"میں نہیں کہہ سکتا جلد ہو سکے۔ میرا خیال ہے کہ تم میرے ساتھ ہی رہو گے۔"

"ہائیون کیا تم مجھے ایک بات بتاؤ گے؟"

"ضرور۔ پوچھو۔"

"کیا تم بھی اس جشن میں اس مقابلے میں شرکت کا ارادہ رکھتے ہو؟"

"نہیں بالکل نہیں۔"

"کیوں کیا اس کی کوئی وجہ ہے؟"

"ہے بھی اور نہیں بھی۔ یوں سمجھ لو کہ میں اپنے بازوؤں کو اس قدر مضبوط نہیں پاتا اور دوسری بات یہ بھی ہے کہ مجھے شہزادی جوزاتی سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ البتہ مجھے دیکھنے کا شوق ہے اور جب میرا دوست اس جشن میں شریک ہو رہا ہے تو پھر مجھے کیا ضرورت پڑی ہے کہ اس جشن میں شرکت کے لیے بھاگ دوڑ کروں۔ یوں بھی میں جانتا ہوں کہ میں کسی بھی صورت میں ایپی لس کی بیٹی کو حاصل نہیں کر سکتا۔ میرے عزیز دوست ساری باتیں [illegible]"

"ٹھیک ہے ہائیون۔ جب میں گھر پہنچ کر واپس جاؤں گا تو تم میرے ساتھ چلو گے اور میرے اس کمزور باپ کو منانے کی کوشش کرو گے۔ اس سے کہو گے کہ قسمت آزمانے میں کوئی حرج نہیں ہے اور یوں بھی اسے میرے شوق میں مداخلت نہیں کرنا چاہیے۔"

"اوہو۔ دراصل باپوں سے مجھے ہمیشہ ڈر لگتا ہے۔ خود میرا باپ بھی میری نگاہ میں ہے جس نے مجھے ہمیشہ کسی قابل ہونے سے روکا اور اس نے [illegible] میں اپنا پیشہ [illegible] کر دوں۔ میں آج بھی برتن بناتا ہوں کل بھی برتن بناؤں گا اور میری پوری زندگی برتن بناتے بناتے گزر جائے گی۔ اب تو وہ برتن میرے ذہن میں [illegible] ہیں ان سے ہٹ کر میں سوچ بھی نہیں سکتا۔ ہاں میں تو یہ کہتا ہوں کہ ایپی لس کی بیٹی کے لیے مقابلہ کرنے سے بہتر ہے کہ کوئی اور برتن تخلیق کر لیا جائے۔"

ہائیون نے مسکراتے ہوئے کہا اور مجھے ہنسی آ گئی۔

بہرصورت اس وقت تک وہ میرے ساتھ رہا جب تک چرواہوں کو لے جانے کا وقت آ گیا اور پھر میرے ساتھ ہی وہ اپنے گھوڑے کی باگ پکڑ کر میرے گھر آیا تھا۔ ہائیون نہ صرف میرا دوست تھا بلکہ میرے گھر میں بھی نہایت مقبول تھا۔ اس کا انداز مجھے پسند ہوا کرتا اور میری بہن [illegible] تھا۔

میرے گھر میں اس کی بہت عزت کی گئی کیونکہ میرے باپ نے پہلے کہا تھا کہ ہائیون کے ساتھ میری بہن کی شادی ہو گی۔ چنانچہ ہائیون کی خوب خاطر مدارات ہوئی۔ اس کا گھوڑا اصطبل میں باندھ دیا گیا۔ میری ماں ہائیون سے پیار کرتی تھی اور میری بہن ہائیون کے لیے خاص خاص کھانے تیار کرتی رہی۔ ہائیون اس خاطر مدارات کے لیے تیار نہیں آیا تھا لیکن اس کے ذہن میں یہ بات تھی کہ وہ جشن میں جانے کے لیے تیار کرے۔ سو اس وقت جب آرام کا وقت ہو چکا تو اس نے میری ماں سے میرے باپ اور میری بہن کو

دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

"کیا خیال ہے ہیلی کیا تم ایپی لس کے جشن میں شرکت کے لیے نہیں جاؤ گے؟"

"ارادہ تو رکھتا ہوں۔" میں نے دبی زبان میں کہا۔ اور میرا باپ تیوری چڑھا کے مجھے گھورنے لگا پھر ہائیون کی طرف دیکھ کر بولا۔

"کتنا وقت رہ گیا ہے جشن میں؟"

"بس تیاریاں مکمل ہو گئی ہیں۔ میں اس طرف کا ایک چکر لگا کر آ رہا ہوں کیا عظیم الشان انتظامات ہو رہے ہیں۔ اب تو سارے انتظامات مکمل ہو گئے ہیں۔ کیونکہ کچھ وقت کے بعد جشن شروع ہو جائے گا۔" ہائیون نے جواب دیا۔

"اب تو تم اس جشن میں شرکت کے لیے جا رہے ہو؟" میرے باپ ہیلاس نے پوچھا۔

"ہاں بزرگ محترم!"

"تو پھر جوان ہائیون! کیا تم اپنی بیٹی کے لیے کسی دوسرے شوہر کی کاوش میں [illegible]"

"میں نہیں سمجھا بزرگ محترم؟"

"یقیناً تم بھی ایپی لس کی بیٹی کے شوہر بننے کے امیدوار اور جشن میں ہونے والے مقابلوں میں حصہ لو گے؟"

"ہاں صرف ایک شکل میں بزرگ۔" ہائیون بہت چالاک تھا۔

"وہ کس شکل؟"

"بشرطیکہ وہاں برتن بنانے کا مقابلہ ہو۔ جنگ و جدل سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں ہے محترم بزرگ۔ ہاں برتن بنانے کے مقابلے میں ضرور حصہ لوں گا۔"

"واہ۔ وہ بھی خوش ہو گیا ہوتا۔ تم نے ہائیون! بالکل درست کام کیا ہے۔ جو جس کام سے واقف ہو اسی کے بارے میں سوچنا چاہیے۔ لیکن ہمارا بیٹا ایسا نہیں۔ [illegible] اپنی فطرت سے بغاوت پر آمادہ رہتا ہے۔ اس بیوقوف کا خیال ہے کہ وہ بھی فنون کا مناسب شہ سوار ہے اور ایپی لس کی بیٹی حاصل کر کے اس علاقے کی عزت کو چار چاند لگائے گا۔" میرے باپ نے تمسخرانہ انداز میں کہا اور مجھے [illegible] لگا۔

مجھے غصہ آنے لگا تھا لیکن ہائیون چالاکی سے کام لے رہا تھا۔ اس نے سمجھانے کے انداز میں میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "وہ تو ایسے دوست ہیں میرے عزیز ترین دوست ہیلی! تم اس بارے میں سوچ سمجھ کر [illegible] یہ عجیب بات ہے کہ جشن میں شرکت کے لیے تو بہت دور دور سے لوگ آئیں گے۔ [illegible] ایک سے ایک جنگجو ہو گا۔"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ تب ہائیون خود ہی میرے باپ سے بولا "آپ کو کیسے معلوم بزرگ ہیلاس کہ ہیلی یہ ارادہ رکھتا ہے؟"

"ہاں یہ جس سے کرنے سے واقف ہے۔"

"ہرگز نہیں۔ ممکن ہے لوگوں نے مذاق میں یہ بات اڑا دی ہو۔ کیا آپ نے ہیلی سے اس بارے میں کچھ پوچھا ہے؟ اور اس سے پوچھنے کی ضرورت بھی کیا ہے۔ اور اگر جشن میں جانے کا تو میرے ساتھ اور میں اس احمق سے نہیں ہوں کہ اس کے خیال کو ہوا دوں۔ نہ صرف ہوا دوں بلکہ اگر اس کی کھال میں ایسی کوئی حماقت ہے تو اسے نکال دوں۔"

"ابا جان! تم مجھ [illegible] ہو۔ بھلا ایک چرواہا [illegible] شہزادوں سے کیسے مقابلہ کرے گا۔"

"بالکل بالکل۔ میرا خیال ہے میرا دوست انہیں بھی جیوریں سمجھتا ہے۔" ہائیون ہنستا ہوا بولا اور پھر میرے باپ سے کہنے لگا۔ "تو میں اس لیے آیا ہوں بزرگ کہ اپنے دوست کو اپنے ساتھ جشن میں شرکت کے لیے لے جاؤں۔"

"میں تو منع ہی نہیں کر سکتا لیکن اس نالائق کے ذہن سے خناس تو اتر جائے۔ اس بات کی ذمہ داری کون لیتا ہے کہ یہ کوئی حماقت کرنے کی کوشش کرے گا تو اسے روک دیا جائے گا؟" میرے باپ نے کہا۔

"میں یہ ذمہ داری قبول کرتا ہوں۔" ہائیون نے کہا۔

"تب ٹھیک ہے۔ مجھے اعتراض نہیں ہے۔" ہیلاس نے جواب دیا اور ہائیون نے میری طرف آنکھ ماری۔

"ہٹو ہیلی مجھے تم سے کچھ دوسری باتیں کرنی ہیں۔" [illegible] بعد اس نے مجھے ایک طرف کر کے بٹھا دیا اور ایک سنسان گوشے میں لے گیا۔

"کیسی رہی؟" اس نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"نہایت معقول بات ہے۔ میرا ارادہ اٹل ہے۔ اگر جشن میں جاؤں گا تو اس مقابلے میں ضرور حصہ لوں گا۔"

"احمق۔ بالکل ہی احمق۔" ہائیون جھنجھلا کے بولا۔

"کیا مطلب؟"

"اگر تمہارا باپ ہیلاس تمہیں جشن میں شرکت کی اجازت ہی نہ دے تو تم کیا کرو گے؟"

"اس کے فیصلے سے بغاوت۔" میں نے جواب دیا۔

"وہ کس طرح؟"

"چھپ کر فرار ہو جاؤں گا۔"

"وہ۔ لیکن اس کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اس نے تمہیں اجازت دے دی ہے۔" ہائیون نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم نے اس سے کیا وعدہ کر لیا ہے؟"

"وہ کیا ہے ٹھیک کیا ہے۔ مقصد تمہیں یہاں سے لے جانا تھا۔ سو اس نے یہ مرحلہ سر کر لیا ہے۔ اگر تم بغاوت کر کے جاتے تو تمہارے ذہن میں الجھن ہوتی اور تم اس جشن سے پوری طرح لطف اندوز نہ ہو سکتے۔ اور وہ ذہن سے بوجھ رہتی۔ [illegible] رہی دوسری بات تو [illegible] میدان [illegible] جائے گا۔"

"لیکن ہائیون! صاف صاف کہہ دیتا ہوں اگر تم نے مجھے مقابلے میں حصہ لینے سے روکا تو میں تمہاری بات نہیں مانوں گا۔"

"بڑی مصیبت میں گرفتار ہو گیا ہے بیچارہ ہائیون۔ اور کیوں

رہو۔ اس گھر میں اسے کسی لڑکی کا شوہر بن کر آنا ہے۔ اسے ہاں وہ تمہاری پیشکش کا کیا حال ہے؟"

"تم اسے میری پیشکش کیوں کہتے ہو؟ میں اسے زیادہ پسند نہیں کرتا۔"

"معاملہ اسے پسند کیا جا سکتا ہے لیکن جس کے ذہن میں پرسی فون رہی بسی ہو وہ بھلا کسی پیشکش کو کیا اہمیت دے گا۔ پھر اس بدقسمت لڑکی کے لیے افسردہ ہونے کے سوا کیا کیا جا سکتا ہے۔"

پرسی فون واقعی پاگل کر دینے والی تھی۔ میں اس حسینہ کی خوبصورتی سے اچھی طرح واقف تھا لیکن اس سلسلے میں میری [illegible] پوشیدہ تھی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ ماضی میں کوئی [illegible] نہیں تھا بلکہ میں [illegible] کوشش کرتا تو کام بھی ہو سکتا تھا۔

چنانچہ اسی لیے میرے باپ نے جاتے وقت کچھ ہدایات مجھے دی تھیں اور ہائیون کو [illegible] تسلیم کر لیا تھا اس نے کسی بات میں کوئی اعتراض نہیں کیا تھا۔ اس کے علاوہ اس سلسلے میں [illegible]

[illegible] اور ہم دونوں چل پڑے۔

[illegible] ہائیون نے اس [illegible]

[illegible] میں نے سوال کیا۔

"کیا اولمپس [illegible] کے مقابلوں میں حصہ لینا چاہتے ہو؟"

"ہاں۔"

[illegible]

"میں اس بارے میں کسی بحث کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔"

"خیر، پھر ایک بات بتاؤ۔"

"پوچھو۔" میں نے ہائیون سے کہا۔

"کیا تم نے پرسی فون کو دیکھا ہے کبھی؟"

"نہیں۔"

"میں نے دیکھا ہے۔" اس نے کہا۔

"اور کیا واقعی۔ اس کی شکل و صورت کیسی ہے؟"

[illegible] خوبصورت

رہو تو کیا حکومت کو پا لو گے؟"

"پرسی فون خوبصورت نہ ہو...... ممکن ہے۔"

"نہیں یہ بالکل درست ہے۔ تم خود دیکھ لو گے۔ ہاں یہ تو ہے کہ اگر وہ خوبصورت نہ ہوتی تب بھی تم اس مقابلے میں حصہ لو گے۔"

"میں نہیں کہہ سکتا لیکن کیا وہ نگاہوں سے پوشیدہ رہے گی؟"

"ہرگز نہیں۔ ایک وقت اس کی زیارت کرائی جائے گی۔ [illegible] کے سامنے [illegible] کم از کم ان کے سامنے جو اس کے لیے [illegible] کریں گے۔"

"بس تو پھر یہ فیصلہ اس وقت ہو جائے گا۔"

"ہاں عقل کا کام [illegible]" ہائیون نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور پھر ہم ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگے۔ ہائیون نے اپنی دانست میں گویا مجھے کسی [illegible] کر لیا تھا لیکن [illegible]

[illegible]

میرے مشورے پر ہائیون نے اپنا خیمہ ایک خاص جگہ [illegible]

[illegible]

"لیکن ہم خیموں کی [illegible]

"اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ ہائیون اس جگہ خیمہ لگانے پر کوئی پابندی تو ہے نہیں [illegible]

"ہاں" اس میں کوئی شک نہیں ہے میرے دوست [illegible] تم جانتے ہو تمہارا دوست ہر معاملے میں تم سے متفق ہوتا ہے۔" ہائیون نے کہا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد خیمہ نصب ہو گیا۔ تب ہم نے اپنے گھوڑے خیمے کی پشت پر باندھ دیے اور سفر کی تکان دور کرنے کے لیے آرام کرنے لگے۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

"آخر کیوں۔ کیا اس کی کوئی وجہ بتا سکتے ہو؟" میں نے سوال کیا۔

"ہاں ہاں کیوں نہیں۔"

"تو پھر بتاؤ اس کی وجہ کیا ہے؟"

"میں اگر تم پچھ ہوتے تو اس قرن کو حاصل کرنے کے لیے مقابلہ کرنے کی کیوں سوچتے۔" ہائیون نے کہا اور میں جھلاہٹ میں اسے دیکھنے لگا۔

"کیا مطلب ہوا اس بات کا؟" میں نے جھنجھلائے لہجے میں پوچھا اور ہائیون نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا دیے۔

"نہیں نہیں میرے دوست برا ماننے کی ضرورت نہیں۔ نہ تو تمہاری توہین مقصود ہے اور نہ ہی تمہیں کم تر ثابت کرنا ہے۔ بس بات صرف یہ ہے کہ مقابلے میں شرکت کے لیے وہ بڑے بڑے سورما آتے ہیں جو اپنے علم اور اپنی قوت پر نازاں ہوتے ہیں اور خود وہی کیا لوگ بھی نہیں جانتے ہیں اور ان کے درمیان تم ——— بہرصورت میرے دوست ہزاروں ہی کی اوقات۔" ہائیون نے کہا اور دوستی میں ان والی مجھے اس کے منہ سے کوئی لفظ ہی نہ نکل سکا۔

میں اسے خشمگیں نگاہوں سے دیکھتا رہا پھر میں نے طنزیہ انداز میں کہا۔ "ٹھیک ہے ہائیون۔ اور تم کبھی دیکھو گے کہ تم ان بڑے بڑے سورماؤں کے درمیان کیسی کیا کارنامے دکھاتا ہے۔"

"یقیناً یقیناً۔ تمہاری ان اولوالعزمی سے مجھے بھی خوشی ہے یہ بتاؤ کہاں کہاں ہو تم۔"

"بس یہ دور نکل گیا تھا۔" میں نے جواب دیا۔

"بیٹھو تم خوب زور و شور سے جشن ہوگا۔"

"ہاں تمہیں کے درمیان رقاصاؤں کے گھر سے بڑے ہی خوبصورت رقص اور ان میں ناچنے والیاں بھی ہیں بے حد حسین۔"

"واہ واہ۔" ہائیون دونوں ہاتھ ملتا ہوا بولا۔ "لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ میرے اور تمہارے درمیان ایک ایسا رشتہ قائم ہو گیا ہے کہ اگر میں یہاں اپنے طور پر کوئی تفریح کرنا چاہوں تو مجھے سوچنا پڑے گا۔"

"کیوں۔۔۔؟" میں نے سوال کیا۔

"اس لیے کہ تم پتہ نہیں میری شکایت بھی کر سکتے ہو اور اس کے بعد میری شادی کا مسئلہ کھٹائی میں پڑ جائے گا۔" ہائیون نے کہا اور میں ہنسنے لگا۔

"نہیں ہائیون ایسا نہیں ہوگا۔ میں خود بھی تمہارے ساتھ شریک ہوں گا۔" میں نے جواب دیا۔

"تم۔ ہاں۔ یہ تو ٹھیک ہے میرے دوست لیکن کیا پرسی یون کے لیے ہونے والے مقابلوں کے باوجود تم ان رقاصاؤں میں دلچسپی لو گے؟"

"دراصل مجھے نہیں معلوم ہائیون کہ پرسی یون کے لیے مقابلہ کرنے میں کیا کیا ذرائع اختیار کرنے پڑتے ہیں۔ لیکن اگر دوسروں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہی رہیں اور اس وقت تک خود کو ظاہر نہ کریں جب تک کہ مقصد حاصل نہ ہو جائے تو گویا پرسی یون کے لیے مقابلہ کرنے والوں میں شامل ہیں تو تم اپنے طور پر تفریح کر سکتے ہیں۔ یہ مطلب ہے کہ نہیں کون دیکھے گا اور کون ہمیں یاد رکھے گا۔ کوشش کرے۔ وہ یہاں تو سب اپنے اپنے طور پر جس طرح چاہتے ہیں مصروف ہیں۔"

"ہاں۔ یہ تو ٹھیک ہے لیکن بس بات یہی ہے کہ ہم دوسروں کی نگاہوں سے پوشیدہ رہیں۔"

"ہم پوشیدہ رہیں گے۔" میں نے کہا اور ہائیون تیار ہو گیا۔ تب ہم باہر نکل آئے اور اس کے بعد جشن کے ہنگامہ آرائیوں میں مصروف ہو گئے۔ رنگ رنگ کی محفلیں جگہ جگہ برپا تھیں اور لوگ اپنے طور پر ان سے دلچسپیاں لے رہے تھے۔

پھر ایک رقاصہ میری نگاہوں کا مرکز بن گئی۔ کسی قدر خوبصورت تھی اور بڑا خوبصورت رقص کر رہی تھی۔ یہ اعتبار رقص تھا جس میں وہ خود ساز نے دھنوں کی آمد پر خوشی کا اظہار کر رہی تھی۔ ہائیون نے میری دلچسپی کو محسوس کر لیا اور مجھے نہیں معلوم تھا کہ وہ کس سیاست کے تحت یہ اظہار کر رہا ہے۔ اس نے اس انداز میں اس رقاصہ کی تعریف کی کہ میں حیران رہ گیا۔

"واہ۔ واہ۔ کیا حسین لڑکی ہے۔ ہر کتنی خوبصورت۔ کیا اداؤں سے ناچ رہی ہے۔ تم نے اس سے زیادہ خوبصورت لڑکی دیکھی ہے؟"

"میں نے روئے زمین کے صرف ایک حقیر سے ٹکڑے کو دیکھا ہے ہائیون۔ اس لیے کیا کہوں۔" میں نے جواب دیا۔

"اس کے باوجود میرے دوست اگر تم سے کوئی یہ کہے تو یہ جسکی پرندار کو دیکھو تو بس کتنا حسین رقص کر رہی ہے۔ یہ اشارے بڑا آنکھوں میں ایک کہا جا سکتا ہے لوگ ناموں اور مودے دیوانے ہوتے ہیں۔ وہ حکومت کے خواہش مند ہوتے ہیں اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ سو وہ اگر ہائیون کے ساتھ دوسرے کے سامنے کھڑی ہو جائے تو اس کے سامنے پرسی یون کی کوئی حیثیت ہی نہیں۔ کسی نے نہ دیکھا ہے اور نہ ہی ہم اسے دیکھیں گے تو یہی سوچیں گے کہ لوگ کیسے دیوانے ہوتے ہیں جو کسی ایک صورت پر تھوڑی سی زمین کے لیے اپنی زندگیاں قربان کرتے ہیں۔" ہائیون نے کہا۔ لیکن میں رقاصہ کے رقص میں محو تھا اور اس کے حسین بدن کی ہر جنبش میں کھویا ہوا تھا۔

حالانکہ رقص بڑا شاندار تھا لیکن رقاصہ کے بدن کی گولائیاں مجھے اپنی جانب کھینچ رہی تھیں۔ پھر رقاصہ رقص کرتے کرتے میرے نزدیک آ گئی اور میں نے اپنی گردن سے قیمتی موتیوں کا ہار نکال کر اس کی گردن میں ڈال دیا۔ رقاصہ نے ایک خاص ادا سے مسکرا کر مجھے دیکھا اور سر خم کر دیا۔ اس کی آنکھوں میں عجیب سی کیفیت تھی۔

رقاصہ کی رقص کرتے ہوئے میرے نزدیک آئی اور پھر جب وہ دور چلی گئی تو ہائیون نے ہنستے ہوئے کہا۔

"دو دن تک جانا نہیں۔۔۔" اور پھر وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر چل دیا اور ناچنے لگی۔

میں حیران رہ گیا تھا۔ ہائیون جو جاسوس نے اس کے پیچھے کھڑے تھے پھر وہ ہنستے ہوئے بولا۔

"تو یہ ہوتی ہے قسمت اور اسے کہتے ہیں تقدیر۔" ہائیون بولا۔ "کیا جوان ہے۔ خدا کی قسم۔ نہیں جانتا وہ کون ہے اور بڑی مشکل بھی نہیں ہے اور پھر یہاں جو کچھ نظر آتا ہے سب لوگ موجود ہیں۔ سب کے سب احمق ہیں جو اس رقاصہ کو دیکھ رہے ہیں حالانکہ وہ تمہارا انتخاب کر چکی ہے اور تم نے اس کا۔ ٹھیک ہے بھائی ہائیون۔ تم یہاں کیوں کھڑے ہوئے ہو؟"

"دیکھو پیچھے ہٹ جاؤ۔" میں نے اس کا بازو پکڑتے ہوئے کہا۔ "اسے ہائیون ہر وقت مذاق اچھا نہیں ہوتا۔" میں نے کہا۔

"واہ۔ اس میں نخرے کی کیا بات ہے۔ اگر تم انسان ہو تو ہائیون مجھ کو پہچانتے ہیں اور کہتا ہے کہ کیا وہ اس رقاصہ کو پسند نہیں کرتا۔ اب یہاں اس کی سوچ کیا ہو رہی ہے؟"

"مگر یار تم یہاں ایسے میرے پیچھے طاقت لگے نہیں رہتے۔"

"مقابلے کے بے رونقی زندگی گزار سکتا ہوں۔ لیکن کیا مطلب ہے؟" ہائیون مسکراتا ہوا پلٹ آیا۔

پھر رقاصہ نے اپنا رقص ختم کیا اور لوگ وہاں سے واپس جانے لگے۔ ظاہر ہے وہ سب رقص کے لیے وہاں جمع تھے۔ جب رقاصہ نے اپنا کام بند کر دیا تو پھر ان کے رکنے کا کیا جواز باقی رہ جاتا ہے۔ لیکن میں اور ہائیون وہاں کھڑے رہے۔ رقاصہ نے میری طرف دیکھا اور مسکراتی ہوئی میرے نزدیک پہنچ گئی۔

"اگر آپ مجھے تھوڑی دیر یہاں بیٹھو۔" اس نے بڑی پرکشش نگاہوں سے مجھے دیکھا اور بولی۔

"بہتر۔" میں نے جواب دیا اور رقاصہ کے قریب پہنچ گیا۔

"یہ کون ہے۔ شاید تمہارا دوست۔" اس نے سوال کیا۔

"ہاں۔"

"تب پھر آؤ تم بھی آجاؤ۔" اس نے ہائیون کی طرف دیکھ کر کہا۔ اور ہائیون بھی میرے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔

میں، ہائیون اور رقاصہ تینوں ایک بڑے خیمے میں داخل ہو گئے۔ رقاصہ کے جو ساتھی تھے وہ اس خیمے سے الگ تھے اور شاید وہ اس کے ملازمت میں مداخلت کے عادی نہیں تھے۔ کیونکہ وہ سب اپنے اپنے خیموں میں جا چکے تھے۔ تب رقاصہ ہمیں اپنے خیمے میں لے گئی۔ اس نے ہمیں بیٹھنے کے لیے بہترین منقش اور آرام دہ نشستیں پیش کیں اور ہم دونوں بیٹھ گئے۔

"میں تمہارے لیے شربت کا انتظام کرتی ہوں۔" اس نے کہا اور خیمے سے باہر نکل گئی۔

"واہ۔ بھئی واہ۔ میں تو تمہاری قسمت پر رشک کر رہا ہوں۔" ہائیون نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے اس وقت تم خاموش رہو تو بہتر ہے۔ میں نے اسے دیکھا۔

چاہیے کہ کیا کرنا چاہتی ہے؟"

"میں ہائی چاہتا ہوں اب بھی یہ سوال کرے کہ کیا کرنا چاہتی ہے۔" ہائیون نے کہا اور میں خاموش ہو گیا۔

رقاصہ اندر داخل ہوئی۔ اس کے ہاتھ میں ایک ٹرے تھی جس پر شربت کے گلاس تھے جن میں اس نے شربت گلاسوں میں منتقل کر دیا اور تیسرا گلاس خود لے کر بیٹھ گئی۔ "بات یہ ہے کہ میں ان قبائل کی رہنے والی ہوں۔ نظام میرا ایک قبیلہ تھا جو اعلیٰ درجہ کی صورت کا تھا۔ بچپن ہی سے میں نے رقص کی تعلیم حاصل کی اور پھر بے حد چاہت تھی۔ لیکن پھر یوں ہوا کہ وہ قبیلہ تباہی سے دو چار ہو گیا اور اس کی قبریاں سر پر پڑ گئیں۔ میرے ذہن میں آج بھی اس کی صورت نقش ہے۔ غالباً یہ میں اسے دوبارہ دیکھ سکی تھی لیکن میں نے یہ فیصلہ کیا تو وہ میرے ذہن میں اس طرح گیا کہ میں نے اس کی شکل میں تمہیں دیکھ لیا۔"

"خوب۔ تو گویا میں کسی کا ہم شکل ہونے کی وجہ سے تمہاری توجہ کا مرکز بنا ہوں۔" میں نے سوال کیا۔

"ہاں یہ حقیقت ہے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ وہ اب اس دنیا میں نہیں ہے۔" رقاصہ نے کہا۔

"تو اس میں حرج ہی کیا ہے۔ ظاہر ہے اگر قریب رہا یہ موجود ہو تو پھر بھی ایسی ہی ہوتے ہیں۔" اور رقاصہ مسکرانے لگی۔

"ٹھیک کہا تم نے لیکن میں تمہارا نام جاننا چاہتی ہوں۔" رقاصہ نے سوال کیا۔

"یہ بیگی ہے اور میرا نام ہائیون ہے۔" ہائیون نے جلدی سے جواب دیا اور میں مسکرانے لگا۔

"بڑی خوشی ہوئی تم دونوں سے مل کر۔ لیکن کیا تم میرے ساتھ کچھ وقت گزارنا پسند کرو گے؟" اس نے کہا۔

"ہاں کیوں نہیں۔" میں نے جواب دیا اور رقاصہ مسکرانے لگی۔ پھر وہ ہائیون کی جانب دیکھ کر بولی۔

"لیکن اس خلوت میں تمہاری کیا گنجائش ہے؟"

"بالکل نہیں۔" ہائیون نے جلدی سے اپنا شربت حلق میں انڈیلا اور کھڑا ہو گیا۔ پھر وہ خیمے کے دروازے کی جانب بڑھ کر پلٹا اور رقاصہ سے بولا۔

"میں جانے سے پہلے تم سے کچھ بات کرنا چاہتا ہوں کیا تم مجھے کچھ مہلت دو گی؟" اس نے عجیب سے لہجے میں کہا۔

"ہاں کہو کیا بات کرنا ہے؟" رقاصہ نے کہا۔

"نہیں نہیں۔ اپنے دوست کے سامنے میں تم سے کچھ نہیں کہوں گا۔"

"ٹھیک ہے پھر میں باہر آتی ہوں۔" اس نے میری طرف دیکھ کر کہا اور معذرت کے انداز میں گردن خم کر کے باہر نکل گئی۔ جانے سے پہلے وہ شاید ہائیون اس سے کیا کہنا چاہتا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد رقاصہ مسکراتی ہوئی اندر آئی۔

"بڑا ہی مخروط ہے تمہارا دوست اور بڑی ہی عجیب باتیں کرتا ہے۔"

لگا کہ وہ جوان ہے لیکن کہ اس میں زبردست جذبات ہیں لیکن وہ بچوں کی طرح معصوم ہے اگر اسے کوئی پیش کرے تو اسے سنبھالا جائے۔ بہرحال یہ بھی کوئی بات ہوئی۔

میں نے رقاصہ کو دیکھا، ایک بار دیکھا، یہ جانتے ہوئے کہ وہ مجھے بہت اچھی لگی تھی یا پھر مجھے بتا رہی تھی۔ بہرصورت رقاصہ سے مل کر مجھے کچھ ایسا لگ رہا تھا جیسے میں خود کو مطمئن ہو گیا۔

تب رقاصہ نے میرے لیے ایک اور گلاس شربت کا تیار کیا اور اپنے ہاتھ سے میری جانب بڑھاتے ہوئے کہا۔

"تم سے شناسائی پر تم سے قربت پر میں جتنی خوش ہوں اس کا اظہار نہیں کر سکتی ہم لوگ عورت پیشے کا کام کرتے ہیں جن سے ہماری خوشیوں کا اظہار ہوتا ہے تو کیا تم میرے ساتھ ایک گلاس شربت پینا پسند کرو گے۔"

"کیوں نہیں۔" میں نے جواب دیا اور رقاصہ خوش ہو گئی۔ اب اس بات کا اندازہ ہو گیا تھا کہ میں اس سے سوال کروں تو وہ میری جانب متوجہ ہو گی کہ اس نے مجھے اس بات میں رکھا تھا۔

رقاصہ کا قرب بہت خوب تھا اس کے بدن کی خوشبو میرے ذہن و دل کو معطر کر رہی تھی اور قرب طویل سے طویل تر ہو گیا۔

رات ہوئی تو رقاصہ نے شراب کے جام بھرے، یہاں نکال لیں سوئی ہیلی کی حیثیت سے اس کا ساتھ دیں رہا تھا۔ میں نے شراب پینا شروع کر دی۔ ہاں یہ بات مجھے یاد نہیں رہی تھی کہ اس وقت تک میری حیثیت کیا تھی، وہ لکھی تھی جب تک میں نے چاہا کہ کسی کی حیثیت رہی تھی۔ سو وہ چند جام پینے کے بعد خود ہو گیا وہ ہونے کے ایک رقاصہ کی آغوش میں بیٹھا رہا۔ ایسا نہیں تھا کہ اس نے رات کے رقاصہ کے اوپر تم میں دن بیٹا بھی وہ خوش میں بیٹا رہا اور جب خوب سورج چڑھ گیا تو رقاصہ نے ہی اسے جھنجوڑ کر جگایا۔

"ایکی ایسے ہو کہ ابھی تک نہیں جاگو گے؟" اس نے کہا اور میں نے انگڑائی لے کر اسے دیکھا۔

بڑی حسین نظر آ رہی تھی وہ۔ غالباً ابھی ابھی غسل کر کے آئی تھی اور اس کے بھیگے بالوں سے پانی کے حسین قطرے ٹپک رہے تھے اور میرے جذبات پھر سے بھڑکنے لگے۔

"نہیں۔ بہت ہو چکی۔" رقاصہ نے میرے سینے پر ہاتھ رکھ کر پیچھے ہٹتے ہوئے کہا "میں کیا تمہارے عشق میں رقص بھول جاؤں گی۔"

"ہاں تو ہے عشق پر۔"

"وہ تمہیں رقص و سرود، ناچ گانے کے لیے یہاں آئی ہوں یقیناً تمہیں شادی میں نے بتایا ہوگا۔ اور اگر تم باہر جا کر شاہ کے لوگوں کو اطلاع بھلا دی تو کیا اس بات پر تم سے شہر میں نہیں کی جائے گی۔"

"نہیں۔" رقاصہ نے بات سمجھے میں جواب دیا، "ام پیشہ ور تو ہم لوگ ذرا دیر میں یہاں کسی کو یاد کریں گی۔"

دیوتا ہی کے جلوے پر یہاں آئے ہیں اور اس بات کے مشتاق ہیں کہ وہ بھی دیکھیں کہ جناب تم ہیں۔ تو ناخوش تو یہاں دیر نہیں لگے گا اور بس۔ اس سے زیادہ کچھ نہ ہوگا۔"

"تب پھر ٹھیک ہے۔" میں نے گردن ہلا دی اور رقاصہ نے شراب کے برتن پھر سے نکال لیے اور جب شراب و شباب یکجا ہو جائیں تو پھر ہوش میں رہنے کو کس کا دل چاہتا ہے۔ میں پھر سے بے ہوش ہو گیا اور پھر بے ہوشی بھی کافی طویل رہی۔ تب میرا دوست لومڑی میرے پاس پہنچا اور اس نے شکوے کے انداز میں کہا۔

"غالباً تم بھول گئے ہو کہ تم کسی اور کے ساتھ یہاں آئے تھے اور وہ کب سے تمہارے منتظر ہوگا۔"

"وہ لومڑی میں تو تمہارے پاس آنے ہی والا تھا۔" میں نے جواب دیا۔

"نہیں۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جب تک یہ شقاوت ہوش میں ہو۔ چاہے تمہاری واپس پہنچنے کا کوئی امکان نہیں ہے اور تم بھلا لومڑی کو یاد کرو گے نہیں۔ یہ دنیا بڑی بے وفا ہے اور انسان بڑا بے مروت۔ برسوں کی دوستی بھول جاتے ہیں اور خوشی کے چند لمحات کو ہمیشہ یاد رکھتے ہیں۔ بڑے افسوس کی بات ہے۔" لومڑی مجھے شرمندہ کر رہا تھا اور میں مسکرا کر ہا۔ پھر اس نے مجھ سے کہا "کیا اب بھی تم میرے ساتھ نہیں چلو گے۔"

"کیوں نہیں لومڑی۔ ابھی میں رقاصہ سے اجازت لے لوں۔"

"بہت خوب۔ بہت خوب۔ گویا اب اپنے دوست کے ساتھ جانے کے لیے تم خوشبو سے اجازت لو گے۔"

"ہاں ہاں کیوں نہیں۔ میں خوشبو کی قربت کو بے حد پسند کرتا ہوں سوائے اس کے پاس واپس آنے کے لیے میں اس سے وعدہ کر کے جاؤں گا۔ لیکن تو اس میں کیا حرج ہے۔" میں نے کہا۔

"ٹھیک ہے کوئی حرج نہیں۔" لومڑی نے جواب دیا اور میں رقاصہ کے پاس واپس پہنچ گیا جو خواب گاہ میں سنگھار کر رہی تھی۔ اس نے مسکرا کر میری جانب دیکھا لیکن میں نے محسوس کیا کہ اس کی مسکراہٹ اس قدر پُرخلوص نہیں ہے۔ "چلو چلیں" میں نے کہا۔

"میں جا رہا ہوں خوشبو اور جلد ہی بہت جلد واپس آؤں گا۔"

"ٹھیک ہے کوئی حرج نہیں ہے تم اپنا کام نمٹا لو۔ اس کے بعد میرے پاس آ جانا۔" خوشبو نے جواب دیا۔

اور میں نے محسوس کیا کہ اس کے انداز میں گرمجوشی نہیں ہے۔ مجھے اس بات پر تعجب ہوا تھا لیکن ایک رقاصہ سے اس سے زیادہ کی توقع بھی کی جا سکتی تھی۔ میں بھی تو رقاصہ سے اتنا تھا کہ اس کی قربت کے لیے دیوانہ ہو جاتا۔ یہ یہاں تو میں کسی اور ہی مقصد کے لیے آیا تھا اور وہ مقصد پورا کرنے میں کیا میری عافیت تھی ورنہ لومڑی کا مذاق اس کے طنز میرے دل کو بہلا نہیں کرتے۔ میں بہرحال ابھی عقل کو ٹھوکر اور وہاں سے خود بخود ہو کر واپس چلا آیا۔ چنانچہ میں اپنے دوست لومڑی کے ساتھ واپس خیمے میں چلا گیا۔ تب میں نے لومڑی سے کہا۔

"لومڑی میرے دوست یہ تو کوئی بات ہے کہ میں اپنا کام یعنی وقت اس رقاصہ کے جال میں ضائع کر چکا۔ میں نہیں جانتا کہ یہاں حیثیتیں کس تقریبات میں کیا کچھ ہوا اور کیا کچھ ہونے والا ہے۔ بہرصورت میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو کر یہاں سے واپس لوٹوں گا اور مجھے اس سے کوئی نہیں روک سکتا۔ ہاں البتہ تم بتاؤ کہ جشن کی کیا تفصیلات ہیں۔ معلوم کرو کہاں تک پہنچ چکا ہے۔" میں نے سوال کیا۔

"میں کوئی نئی بات نہیں کہ صبح پری زاد کا دیدار کر لیا گیا تھا لیکن کوہ اب وہ اپنے خیمے میں واپس جا چکی ہے اور اس کے بعد جن لوگوں کو عقل آئی وہ تو خاموشی سے اپنے خیموں میں واپس چلے گئے جو تھی اب بھی حکمرانی کے جاہلوں میں وہ جان کی بازی لگا بیٹھے ہیں۔ مقابلے شروع ہو چکے ہیں اور بہت سے لوگ وہ تو اسے جا چکے ہیں یا زخمی ہو چکے ہیں۔" لومڑی نے بتایا اور میں دنگ رہ گیا۔

"ٹھیک۔ کیا اس پری زاد کا دیدار کرا دیا گیا، کیا تم بھی اس میں شامل تھے لومڑی۔"

"میں شامل تو تھا لیکن پری زاد کے بارے میں تمہیں پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ میں اسے دیکھ چکا ہوں۔ وہ انتہائی بدشکل عورت ہے اسے لڑکی کہنا تو میرے خیال میں لڑکیوں کی توہین ہے۔"

"تعجب ہے۔ تعجب ہے لیکن اب کیا کیا جائے۔ میں تو ان مقابلوں میں حصہ لینا چاہتا ہوں لیکن میں پری زاد کی صورت بھی نہ دیکھ سکا۔"

"ہاں۔ اب تو مجبوری ہے تم اس کی صورت کیسے دیکھ سکتے تھے تم تو اس وقت رقاصہ کی آغوش میں خواب خرگوش کے مزے لے رہے تھے۔"

میں سوچ میں ڈوب گیا۔ بدقسمتی سے مجھے احساس ہو رہا تھا کہ میں ایک رقاصہ کے پیچھے اپنے مقصد سے ہٹ گیا ہوں لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر پری زاد شکل و صورت کی اتنی بری ہے تو کیا میں اسے بیوی بنا کر بستی میں لے جاؤں تو لوگ مجھے بے وقوف نہیں کہیں گے۔ ہاں وہ مرد جو مجھے عقل مند گردانتے ہیں۔ یہ احمق منش میں نے دولت کے پیچھے اپنا سب کچھ لٹا دیا لیکن یہ سراسر اس لیے کیا تھا۔ ان دنوں میں کوئی چیز نہیں تھی جو مجھے آگے بڑھا رہی تھی۔ پری زاد تو میری پسند کی لڑکی ہوتی یا میرا یہ خیال تھا کہ وہ چیز مجھے پھر حاصل ہوگی کہ آدمی آخر ایک رہا تھا۔ لیکن اب جب کہ مجھے یہ معلوم ہو گیا تھا کہ وہ صورت شکل کی انتہائی بری ہے تو مجھے کیا کرنا چاہیے تھا۔ میں اسی پیچ و خم میں الجھا ہوا تھا اور اس کا کوئی حل میرے پاس نہیں تھا۔

لومڑی چیرت سے میرا چہرہ دیکھ رہا تھا جس پر پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔ اس بوچھاڑ سے مجھے یاد آیا کہ یہ مناسب نہیں سمجھا تھا اور اب کیا ہوگا۔ "کیا تم ابھی تک اسی فکر میں ہو؟" رقاصہ کے خیال میں مجھے کس کی قربت نے الجھا دیا تھا۔ سب کچھ اس کی بات تھی۔

لیکن میں نے اس کی پرواہ نہیں کی۔ اس تمام میں پریشانی کے عالم میں باہر نکل گیا۔ میں نے جا کر دیکھا کہ وہاں میرا چمڑا ہوا تھا اور بہت بھیڑ تھی جو پری زاد کی جانب جا رہی تھی۔ بھیڑ کے لوگوں کا ایک ہجوم مجھے آگے بڑھا رہا تھا۔

کے کنارے پہنچ گئی اور جانے کیا ہوا کہ مجھے ایک جگہ دار پتھر پڑا ہوا دکھائی دیا۔ یہ پتھر پانی کے بیچ کے ساتھ آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہا تھا کہ میں وہ رک جاتا کہیں نہیں ٹھہرتا اور کہیں آگے بڑھنے لگتا اور اس پتھر پر نگاہیں جمانے میں بھی لگے رہتا رہا۔

یہ ایک عجیب سی بات تھی لیکن تعجب خیز بات نہ تھا اور اس میں مجھے کسی تجربے کو دخل نہ تھا۔ ہاں یہ دوسری بات ہے کہ بعض اوقات حالات اور تقدیر بھی وقت اور بگڑے حالات بخش دیتے ہیں کہ پتہ بھی نہیں چلتا اور انسان اپنے آپ کو تقدیر کے کس طرح حوالے کر دیتا ہے لیکن تقدیر کے حوالے ہونے کے بعد وہ اپنے راستے کو وہ خود چلتا ہے۔ سو میں بھی چمکدار پتھر کے ساتھ سیر کرتا ہوا جانے کہاں نکل گیا۔ تب میں نے سوچا یہ پتھر بہانے کے لیے ندی کی تہہ میں تھا، ندی کے کنارے تک اور اس سے آگے دور نکل جاؤں گا مجھے راستے کا بھی اندازہ نہیں رہے گا۔ گویا ندی ایک بہتر راستے کی طرح تھی لیکن اب اس سے آگے بڑھنا مقصد نہیں تھا لیکن میں اس پتھر کو راستہ بند کر چکا تھا اب اسے چھوڑ دینا نہیں تھا۔ سو میں نے ندی میں قدم رکھا، پانی میں اترا اور وہ پتھر میں نے اپنے ہاتھوں میں اٹھا لیا۔

کیا حسین پتھر تھا۔ میں اسے دیکھ کر حیران رہ گیا لیکن یہ ایک عجیب سی بات ہوئی۔

پتھر میرے ہاتھ میں ہی تھا جب میں نے نسوانی قہقہوں کی گونج سنی۔ میں پہلے تو گھبرا گیا کہ یہ پریاں کہاں سے آ گئیں۔ قہقہے میرے بہت قریب تھے اور ان کا کوئی تعلق معلوم نہیں ہو رہا تھا۔ سب کی سب زرق برق لباس میں ملبوس تھیں اور ان کے درمیان ایک ایسا چہرہ تھا جسے دیکھ کر عقل حیران رہ جاتی تھی۔

وہ کتنا حسین چہرہ تھا، آنکھیں تھیں کہ چمکتے ہوئے تارے۔ میں مجبور انداز میں کھڑا نہیں دیکھتا رہا۔ پریوں کی نگاہ بھی مجھ پر پڑی۔ تب وہ ایک دم ہنستے ہنستے خاموش ہو گئیں۔ وہ سب حیرت زدہ انداز میں مجھے دیکھنے لگیں۔ تب ان میں سے ایک آگے بڑھ کر مجھ سے بولی۔

"تمہیں نہیں معلوم کہ اس علاقے میں آنا ممنوع ہے۔" اس نے بھاری لہجے میں مجھ سے کہا۔

لیکن میں نے لڑکی کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا پھر بڑی تو جو جاری ہوئی تھا اس میں ان عورتوں کے حیرت میں مجھے سمجھے اس نے شور مچا کر دیکھ لیا تھا۔ جیسے ایک عام شور ہو رہا تھا۔ میں اسے دیکھتا رہا۔ تب ایک لڑکی نے آگے بڑھ کر میرے شانے کو جھنجوڑ دیا۔

"تم نے سنا نہیں کہ میں نے کیا کہا ہے کہ تم جو شخص ہو خود سے دخل ہو بیگانہ ہو گئے ہو؟" لڑکی کا لہجہ کافی تیز ہو گیا تھا۔

"کیا بات ہے؟" میں نے چونک کر اس سے پوچھا۔

"یہاں آنا ممنوع ہے۔"

"اچھا!" میں نے بے خیالی سے جواب دیا۔
"اچھا نہ بچے ... میں اکثر یہاں آتی ہوں یہاں عام لوگ داخل نہیں ہو سکتے اور میں نے اسے [illegible] کیا ہے؟"

"یہ پتھر؟"

"ہاں یہ پتھر" لڑکی نے چونک کر پتھر کو دیکھا۔

"ہاں یہ پتھر ابھی مجھے یہاں تک لے آیا ہے اس پتھر [illegible] بیٹھ [illegible] میں [illegible] اس چاند کا طواف کر رہی تھی۔"

"تب تم [illegible] پتھر [illegible] تمہاری [illegible]"

[illegible] لڑکی کے [illegible] ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"مگر اس پتھر نے [illegible] بات کا جواب [illegible] اس چاند کے [illegible] دیکھوں [illegible] ہے اور میں [illegible] کو [illegible] میں نے جواب دیا۔

"تو وہ تمہاری جان کیوں لے رہے ہیں؟"

"جان کی کیا حیثیت رکھتی ہے ... اگر کوئی محروم ہو تو۔"

"وہ ہو ... تو تمہارے [illegible] کوئی محروم ہے؟"

"ہاں۔"

"اوہو ... وہ کیا ...؟"

"میں تم کو [illegible] کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں۔"

"تم کس کے بارے میں؟" اس لڑکی نے چونک کر مجھے دیکھا۔

"وہ جو [illegible] [illegible] تارا [illegible] کے جھرمٹ میں چاند۔"

"خوب، بہت خوب ... تو گویا تم شاعر ہو۔" اس نے کہا۔

"ہاں [illegible] شعر [illegible] سکتا ہے میری نگاہیں [illegible] [illegible] میں خود [illegible] جواب [illegible] تھا۔ [illegible] اس کے [illegible] میں آ گیا تھا۔

نوجوان حسینہ الجھی ہوئی نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھی۔ شاید [illegible] نہیں پائی تھی کہ میں کون ہوں اور اس سے [illegible] [illegible] کی ساتھی تھیں۔ اس کے چہرے پر [illegible] پھر وہ [illegible] بڑھ آئی۔ اب وہ میری نگاہوں کے سامنے تھی اور میں اسے [illegible] نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ تب اس نے آہستہ سے کہا۔

"سفیان کیا بات ہے؟"

"عجیب سا نوجوان ہے [illegible] [illegible] [illegible] ہماری [illegible] [illegible] [illegible] اس کی باتوں کا کوئی جواب [illegible] [illegible] اس سے پوچھیں کہ وہ کون ہے اور اس نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] تب حسین نگاہیں سوالیہ انداز میں میری جانب اٹھیں۔

"کون ہو تم؟" باریک لبوں سے پوچھا گیا۔

"لوگ مجھے [illegible] کہتے تھے لیکن اب [illegible] چاہتا ہے کہ خود کو کچھ نہ [illegible]

"کون ہو تم" سوال کو دوں خود کو۔" میں نے جواب دیا۔

"عجیب الجھی ہوئی باتیں کر رہے ہو کیا تم نہیں جانتے کہ اس علاقے میں آنا ممنوع ہے؟"

"ہاں ... میں نہیں جانتا تھا لیکن اگر مجھے علم ہو جاتا تو یہاں آ جاتا [illegible] تو پھر میں سارے معاملات کو نظر انداز کر دیتا۔" میں نے کہا۔

"تو اپنی زندگی سے بیزار ہو؟"

"بیزار نہیں ... ہو گیا ہوں۔"

"ہوں ... کب سے؟" حسینہ [illegible] انداز میں پوچھا گیا۔

"جب سے تمہیں دیکھا ہے۔" میں نے بھی اسی انداز سے جواب دیا۔

"کیا چاہتے ہو؟" اب اس کی آواز ابھری۔

"میں تمہیں حاصل کروں یا پھر زندگی ختم کر دوں۔"

"ہوں ... تو اس کے ذریعے تو موجود ہیں۔" شہزادی کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

"مگر بڑے ذرائع؟"

"یہاں میرے حصول کے لیے مقابلے ہونے والے ہیں اگر تم بھی اس میں شرکت کرنا چاہتے ہو تو ان مقابلوں میں حصہ لینے والوں کو شکست دے دو ... حصول یا ناکام ہو کر خودکشی کرنا چاہتے ہو تو میرے خیال میں اس کا آسان ذریعہ بھی یہی ہے۔"

"ہاں میں اس ذریعے سے پورا پورا فائدہ اٹھاؤں گا لیکن میں یہ نہیں جانتا تھا کہ تم ہی [illegible] ہو۔"

"اور وہ تم ہی ہو ... تو کیا [illegible] ہو؟" اس نے کسی قدر [illegible] سے پوچھا۔ اس کی حسین پیشانی پر ہلکی سی شکنیں نمودار ہو گئی تھیں۔

"نہیں ... بلکہ جب تمہارا دیدار [illegible] [illegible] تو میں اس [illegible] نہیں تھا۔" میں نے جواب دیا۔

"اچھا تو یہ بات ہے۔ ٹھیک ہے تم نوجوان ہو اگر تمہارے ذہن میں یہ بات ہے تو میرا مشورہ یہ ہے کہ تم اپنی قوت کے جوہر دکھاؤ اور اپنے باپ کو متاثر کرو کہ مجھے تمہارے نزدیک آنے میں کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔"

"میں یہی کروں گا اور یہ جہیز تیری بارات ہے۔"

"بہادر نہیں ... میں تمہاری طلب کے جواب میں کہہ رہا ہوں۔ مگر تمہارے [illegible] میں یہ [illegible] کوئی گنجائش نہیں نکل سکتی" میں نے [illegible] [illegible] میں سوال کیا۔

[illegible] اس کے انداز میں اس کے اندر کوئی [illegible] [illegible] اس نے عجیب سے انداز میں [illegible] [illegible] آنکھوں کو دیکھا اور پھر میری طرف دیکھتے ہوئے [illegible] سے پوچھا۔

"تم زرد خوشبو میں ہو ... [illegible] [illegible] [illegible] اسے پھر بھی بتانا چاہتی ہوں۔"

[illegible] [illegible] [illegible] انداز میں پیچھے ہٹ گئیں۔ [illegible] [illegible]

[illegible] مسکراہٹ تھی اور وہ عجیب نگاہوں سے مجھے دیکھتی ہوئی [illegible] میں اتفاقیہ انداز میں میری [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] بڑی عجیب سی حالت تھی اور میں نے اسے دیکھتے ہی میں کہا۔

[illegible] میں [illegible] [illegible] تمہاری [illegible] [illegible] [illegible] نہیں ہے [illegible] میں نے سوال کیا۔

"آپ کا اشارہ کس جانب ہے بڑی خاتون" میں نے سوال کرتے ہوئے کہا۔

"تم یہاں فاتح [illegible] میں شرکت کرنے کے لیے آئے تھے۔ اگر تم میرے حصول کے لیے آئے ہوئے تو تمہاری [illegible] تو ہر [illegible] ہوتی۔ [illegible] [illegible] [illegible] میں [illegible] نہیں تھا۔ جب تک [illegible] تم نے مجھے دیکھا نہیں تھا اور اب [illegible] [illegible] معلوم ہو گیا ہے کہ میں شہزادی [illegible] ... ہوں تو [illegible] کا [illegible] بھی نہیں کرتے۔"

میں نے ایک لمحے سوچا۔ ویسے تو بتا دوں کہ میں کس مقصد کے تحت یہاں آیا تھا لیکن اس کی باتوں میں یہ سب کچھ اس کے تحت کی [illegible] [illegible] میں نے اس بات کو تھوڑا بدل دیا۔

"ہاں شہزادی [illegible] [illegible] درست ہے میں تمہارے حصول کے [illegible] [illegible] تھا اور اس کی ایک خاص وجہ ہے۔"

"وہ کیا؟"

"اس کی وجہ یہ ہے کہ شہزادی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حصول کی خواہش [illegible] تھے درحقیقت وہ تمہاری قربت نہیں چاہتے تھے وہ یہ جانتے تھے کہ تم [illegible] ہو [illegible] [illegible] ایک [illegible] شہزادی ہو اور ایک حسین سلطنت کی وارث بھی۔ ان کے ذہن میں ایک حسین سلطنت کا تصور ہوتا تھا۔ [illegible] شہزادی ان کے تصور سے دور تھی ... [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حاصل کرنے کے بعد اس کی حکومت کو حاصل کرنا پسند کریں گے۔ خود میں ان میں شامل نہیں [illegible] جب سے میں نے تمہیں دیکھا ہے میں [illegible] حصول [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اور اگر [illegible] [illegible] مجھے جان بھی دینا پڑے تو [illegible] میرے لیے [illegible] ہوگی ... [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]"

"تم ... تو ... تم [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] عجیب [illegible] [illegible] مجھے متاثر کر رہی ہیں لیکن [illegible] [illegible] [illegible] پریشان ہو جاؤں گی۔"

"وہ کیوں ...؟" میں نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"یہ تمام [illegible] [illegible] کے لیے جنگ کرنے کا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] بھی نہیں ہوتے پھر جہاں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کے عادی ہو گئے ہیں۔"

"تم نے ٹھیک کہا [illegible] عجیب [illegible] [illegible] نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی۔

اس کی آنکھوں میں پہلے کے آثار [illegible] آئے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] تم میرے لیے زندگی کی بازی لگانے کو تیار ہو؟"

"ہاں بڑی خوبصورت اور عمدہ [illegible] [illegible] تمہاری حکومت کے لیے نہیں ... اس [illegible] [illegible] کرتا ہوں کہ جب میں تمہیں جیت لوں تو تم اپنی حکومت میں مجھے کبھی شامل نہ کرنا۔"

[illegible] شہزادی چند لمحات کے لیے گردن جھکا کر کچھ سوچتی رہی پھر اس نے عجیب سے انداز میں کہا۔

"تم نے ... تم نے مجھے [illegible] [illegible] کر لیا ہے۔"

"کیوں ...؟" میں نے سوال کیا۔

"اس سے قبل میں نے اپنے آپ کو اور [illegible] کے علاوہ [illegible] [illegible] میں [illegible] نہیں تھا کہ کوئی مجھے جیت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] لیکن یہ مجھے ان [illegible] سے کوئی دلچسپی نہیں [illegible]۔" اس نے دوسری جانب [illegible] کرتے ہوئے کہا۔

"مگر کیوں؟"

"اس لیے کہ اب میں نہیں چاہتی کہ کوئی شخص مجھے جیتے میں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] شہزادی نے جواب دیا اور میں متعجب ہو گیا۔

اس نے گویا چند لمحات ہی میں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] میں ... میں تو خوشی سے [illegible] [illegible] [illegible] میری زبان [illegible] ہو گئی تھی میں ایک [illegible] کے حصول کے لیے اس قدر [illegible] تھا کہ اس سے قبل کبھی نہ ہوا تھا لیکن اس میں بہت زیادہ تعجب کی بات نہیں تھی کیونکہ میں [illegible] [illegible] تھا اس میں مجھے [illegible] اس سوچ میں کس شخص کی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ......

[illegible] [illegible]

"مجھے افسوس ہے شہزادی [illegible] کہ میں تمہاری خوشنودی اور [illegible] [illegible] [illegible] میں [illegible] [illegible] [illegible] میں نے [illegible] ذہن کی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] میں نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کہا۔

"نہیں [illegible] بات [illegible] [illegible] [illegible] تو زندگی کا سب سے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

میری قسمت کی تاریکیوں میں اور زیادہ اضافہ کرے گا۔"
"لیکن کیوں پرسی فون؟ تم ایسا کیوں سوچ رہی ہو؟"
"اس لیے کہ میرے لیے ہونے والے مقابلوں میں جو لوگ شریک ہیں ان کے بارے میں میں نے بہت کچھ سنا ہے۔ حسن و خوبی کے لیے لڑنے والے بہت سے لوگ آئے ہیں جنہیں اپنی طاقت پر ناز ہے۔ تم بھلا ان سب کا مقابلہ کس طرح کر سکو گے؟"
"میں تمہاری محبت کے سہارے ان سے جنگ کروں گا پرسی فون!"
"مجھے اس قدر بد دل نہ کرو۔"
"نہیں۔ میں تمہیں ان سے جنگ کرنے کے لیے نہیں جانے دوں گی۔"
پرسی فون نے کہا اور مجھے تعجب ہونے لگا۔ لڑکی سچ مچ کسی سوچ میں ڈوب گئی تھی۔ اب وہ بہت پریشان ہو رہی تھی۔
میں سوچتا رہا۔ پرسی فون عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھتی رہی۔ پھر میں نے پرسی فون سے کہا۔
"اس کے علاوہ اور کوئی حل بھی کیا ہو سکتا ہے پرسی فون؟"
"سوچو۔ سوچو۔ تم کہیں چلے جاؤ۔ تو میں کوشش سے تمہارے ساتھ یہاں سے نکل جانے کے لیے تیار ہوں۔ پرسی فون نے سنجیدگی سے کہا اور میں سوچ میں ڈوب گیا۔ یہ تو بہت عجیب و غریب تجویز تھی۔ ایک باعزت شخص کی طرح یہاں سے بے مقصد لوٹ جانے کے لیے آیا تھا۔ پرسی فون کو حاصل کرنے کے لیے دور دراز سے آئے ہوئے لوگ اور ایک ایسا شخص جو بلاشبہ خود بھی یہاں کا بیٹا تھا اس کا دل ٹوٹ جائے گا۔ اور پرسی فون اس کے لیے سب کچھ ترک کرنے کو تیار تھی۔
پرسی فون کے ساتھ گزری گھڑیاں اب کافی اداس ہو گئی تھیں اور اب آپ ہی آپ میں کوئی تعجب نہیں تھا۔ میں اس کا ہاتھ پکڑ کر زندگی کے کنارے پر بیٹھ گیا۔ پھر میں نے دھیرے سے کہا۔
"پرسی فون تمہاری یہ پیشکش میرے لیے دلکش ہے لیکن کیا شاہ ایپی ٹس ہمیں کسی راستے سے معاف کرے گا؟"
"معاف ... مجھے اس سے کوئی غرض نہیں ہے۔ میں محسوس کرتی ہوں کہ چند لمحات میرے لیے بڑے دلکش ثابت ہوئے ہیں۔ یہ وہ لمحات ہیں جو میری زندگی میں کبھی نہیں آئے۔ میں نے اس انداز میں کبھی نہیں سوچا تھا۔ میں نے یہ بات کبھی کسی سے نہیں کہی تھی کہ کوئی بچہ کے ساتھ چلا جاؤں ... لیکن ... اور میری پوری زندگی برباد ہو جائے گی۔ میں تو یہ سوچ رہی ہوں کہ اگر کسی نے مجھے حاصل کر لیا تو میں زندگی بھر اس شخص کو قبول نہیں کر سکوں گی۔ نہیں پرسی ... ہر طرح میرے لیے ناممکن ہے۔ تم مجھے ... یہاں سے لے جانا چاہیے ... میں ... ایک ترکیب بھی ... سکتی ہوں۔"
"وہ کیا۔"
"پہلے مجھے تم زندگی بھر کے لیے ... جگہوں پر چھپا دو اور پھر اس

شخص کو ہلاک کرا دوں جو مجھ سے مقابلہ کر سکے گا تم یہ ... دوسری نظر آئے گی۔"
"...ور ... میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔ سوچ بچار کا وقت ہے تمہارا انداز ... ہوئے ہیں تو دوسروں کو نظر انداز کر دینا ہے۔ میں ... اور پرسی فون پریشان نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی۔
"تو پھر تم ہی کچھ بتاؤ۔ وہ ... تم ... کرو اور میں تمہیں کھو بیٹھوں یہ میں نہیں چاہتی۔"
"پرسی فون میں تمہیں لے کر یہاں سے فرار ہو سکتا ہوں۔ شاہ ایپی ٹس میری تلاش میں نکلے گا اور اس کا بھی پرواہ نہیں میں تمہیں پوشیدہ رکھنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ لیکن یہ تمہاری ہی توہین ہے اور میں اپنی محبت کی توہین نہیں کروں گا۔ میں تمہیں بزدلوں کی طرح نہیں بھگا کر لے جاؤں گا بلکہ پرسی فون! میں تمہیں اپنے بازوؤں کی طاقت سے جیتوں گا۔ زندگی کی بازی لگا کر جیتوں گا اور میں بزدل نہیں ہوں اس لیے میں آخری دم تک لڑوں گا۔ میں مقابلہ کروں گا اور تمہیں جیت لوں گا۔"
پرسی فون کی آنکھوں میں بہت زیادہ پیار امنڈ آیا تھا۔ پھر وہ آہستہ سے میرے نزدیک آ گئی اور اس نے میری گردن میں اپنے بازو ڈال دیے اور میرے سینے پر سر رکھتے ہوئے بے حد جذباتی انداز میں کہنے لگی۔
"میرے محبوب، میں تمہاری کامیابی کے لیے دعا کروں گی۔" اس نے گویا اعتراف کر لیا اور میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ تب میں نے اس کے شانے تھپتھپاتے ہوئے کہا۔
"ٹھیک ہے پرسی! اب ہماری تمہاری ملاقات شاید اسی محل میں شاہ ایپی ٹس کے سامنے ہو گی جہاں وہ تمہارا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے گا۔" میرے لہجے میں بے پناہ عزم تھا۔ پرسی نے میری پیشانی چومی۔ اس کی آنکھیں بھر آئیں اور پھر آہستہ سے پیچھے ہٹ گئی۔
"ٹھیک ہے میرے محبوب اور مجھے یہ بھی یقین ہے کہ میری دعائیں تمہاری کامیابی پوشیدہ ہو گی۔"
"یقیناً۔" میں نے اس کے ہاتھ ... اور پھر ... شرمیلا ... بولا۔
"یہ پتھر ... اس پتھر نے مجھے تمہارا پتہ دیا ہے۔ تم نے دیکھا ہے چنانچہ آؤ سے یہ ... میں ... پرانی شاخ کے طور پر ... اس وقت واپس ہوں گا جب ہم ... میں ... ہوں گے۔"
پرسی فون نے وہ پتھر ہونٹوں سے چوم لیا۔ اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔ آنکھوں کی خوشی کو چھپا رہی تھی۔ تب وہ واپس پلٹ پڑی اور میں نے درختوں کے ... کی جانب چل پڑا۔
ساری رات پرسی فون میری نگاہوں میں گھومتی رہی ... بہرحال ... وہ دلیر ... میں ... اور ... عشق و محبت کے ... میں سوچتا تھا لیکن ... سوچ اس

سچ سارے بڑی ... تھی اور یہ مجھے پہلی بار احساس ہوا تھا کہ مجھے سنگین لوگ کس طرح ایک دوسرے کو چاہتے ہیں بلاشبہ ان کی چاہت زیادہ شدید ہوتی ہے کیونکہ آج میری اپنی بھی یہی کیفیت تھی۔

0

مقابلے شروع ہو چکے تھے۔ ... یہاں مقابلوں سے دور رکھنا چاہتا تھا۔ ... جب ... میں معلوم ہوا ... کس ... مقصد کے تحت میرے ساتھ چالیس ہزار ... لوگ تھیں ... ساتھ میدان میں پہنچ گئے۔ یہاں مقابلے ہو رہے تھے تو وہاں ایپیٹوں اور ... شامل نہیں تھے۔ میں ... کے بعد دیر سے سوچتا تھا ... اور ایپیٹوں ... نے مجھے ... دیا۔ اس نے مجھے پچھاڑنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ ... گزرتے ہوئے وقت کو دیکھ کر حیران رہ گیا تھا۔ ایپیٹوں ایک کونے میں بیٹھا اپنے خنجر سے ایک لکڑی کو ... اور ... مجھے دیکھ کر مسکرا دیا۔
"تو یہ ان رقاصاؤں کی بات ہے جن کے ... میں ... اتنی ... اختیار کر گئی ہے کہ تم رقص کو گردش کرتے دیکھتے ہو ..." ... اور میرے ذہن میں پرسی فون ابھر آئی۔ میں مسکرا دیا۔ اور میں نے کہا۔
"ہاں ایپیٹوں! تم نے مجھے ایک ایسی دنیا سے روشناس کرایا ہے جو صرف خوابیدہ تھی ... بلاشبہ وہ ایک بہت حسین لڑکی تھی۔ یہاں پر اس سے بھی زیادہ حسین لڑکیاں موجود ہیں۔"
"ہاں بالکل ہیں۔ وہ رقاصائیں تو ان کے سامنے کچھ بھی نہیں ہیں۔" ایپیٹوں نے میری ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا۔
"لیکن ایک بات اور ہے ایپیٹوں۔" میں نے کہا۔
"وہ کیا۔"
"میری سمجھ میں نہیں آتا ایپیٹوں تم یہاں کسی اور مقصد سے آئے ہو۔ ... مجھے ان رقاصاؤں کی جانب متوجہ رہنے ہو۔"
"اس کی وجہ ہے بیکی۔" ایپیٹوں نے کہا۔
"کیا وجہ ہے؟" میں نے سوال کیا۔
"بات یہ ہے کہ یہاں جو لوگ جس ... شرکت کے لیے آئے ہیں وہ ان رقاصاؤں کو دیکھتے ہیں ... مقابلوں کو زیادہ اہمیت نہیں دیتے بلکہ وہ صرف اپنے ... حاصل کرنے آئے ہیں اور ... ہیں تم مجھے دیکھو ... انداز میں ... ہوں ... حسرت ... کرکے بھی سوچتا ہوں ... میں پرسی فون کے لیے مقابلہ کرنے والوں میں شامل ہو جاؤں۔" ایپیٹوں نے کہا۔
"لیکن ویکی بہت زیادہ ... تھا۔ ... وہ ... میں کسی قسم کی بات کہنا نہیں چاہتا تھا۔ سو خاموش رہا۔"
"تمہاری بات اور ہے ایپیٹوں۔ تم تو میرے حق میں دستبردار ہو چکے

"ہاں اور تمہیں یہ مشورہ دیتا ہوں کہ تم دوسروں کے حق میں دستبردار ہو جاؤ۔" ایپیٹوں نے جواب دیا اور میں تعجب سے اس کی شکل دیکھنے لگا۔
"تم ... تم پھر وہی بات کر رہے ہو جو کئی بار کہہ چکے ہو اور میں کہہ چکا ہوں کہ میں نے یہ پیشکش ... ہے میں صرف اور صرف اس کے لیے مقابلہ کروں گا ہوں۔" ... اسے ... مجھے پھر ... اس میں ... ٹھکا ہوا۔
"مقابلے تو آج سے شروع ہونے والے تھے۔"
"شاید ہو چکے ہیں۔"
"کیا مطلب۔" میں نے اچھل کر پوچھا۔
"پرسی فون کے لیے بے شمار نوجوان آ چکے ہیں اور وہاں ایک ... میں ... تھا اس کا ... فری سوچ ہے جو پرسی فون کی ... ہو ... بس صرف اور صرف حسن و عشق سے لطف اندوز ہونا چاہتا ہو۔"
"کیا مطلب؟"
"میں نے ... دیکھا ہے اس کا نام ... ہے اور کیا بتاؤں کہ تم کو یہ بات ... کہ ایک ... دیکھنے ... کی ... ہوئے ... ان ہر ... میں ... پرسی فون کے لیے جان دینے کو آمادہ نظر آتے ہیں اور اس کے لیے میدانِ جنگ میں کود پڑتے ہیں۔"
"تمہاری باتیں عجیب ہوتی ہیں اور میں نے کبھی ان سے اتفاق کیا ہے اور نہ کروں گا۔ بہرحال مقابلے تو ابھی شروع ہی ہوئے ہیں۔ میرا کوئی نقصان نہیں ہوا۔ میں جب چاہوں ان میں شرکت کر سکتا ہوں۔" میں نے جواب دیا۔
"گویا ... گویا اب بھی تمہارے ذہن میں مقابلوں کا سودا ہے۔"
"کیوں ... اس میں کیا ہو گیا؟"
"ہاں ... لیکن۔" ایپیٹوں پھر بول پڑا۔
"ہاں ... کیوں ... کیا تمہارے خیال میں میں نے خوفزدہ ہو کر اپنا ارادہ ترک کر دیا ہو گا؟" میں نے طنزیہ لہجے میں سوال کیا۔
"خوفزدہ ہونے کی بات نہیں ہے بھائی۔ اگر تمہیں ایک ہی اور حسین عورت کی جستجو ہے تو یہاں ایک نہیں ایک سو ایک ... حسین عورتیں موجود ہیں۔"
"ان ایک سو ایک میں سے مجھے صرف ایک عورت درکار ہے اور وہ ہے پرسی فون۔" میں نے جواب دیا۔
"گویا تم نے اپنے ذہن سے کوئی اور تصور نہیں کیا؟"
"نہیں۔ بلاشبہ وہ ایک حسین لڑکی تھی جو خدمت کرنے والی ... لیکن اس کے انداز میں ... تھا اور میری زندگی ... سے ... بن چکی ہے اور ... میرے دوست ایپیٹوں! ... اس سے۔"
"تو پھر ... کو دیکھو۔"
"مقابلوں کو دیکھا جانے ... جب ... وقت ہے۔ تو اب ... مقابلے دیکھیں گے۔"

"مجھے اب شک میں نہ ڈالو، کیا بات ہے، مقصد کیا ہے؟"
"کیا کہنا ہے آپ نے؟"
"ہو گیا ہے میرے بھائی اس میں مجھے بڑی ہی خواری نصیب ہوئی ہے۔"
"کیا مطلب؟" میں نے تعجب سے پوچھا۔
"میں نے فوراً اس بات پر آمادہ کیا تھا [illegible] قریب [illegible] تم [illegible] جب اس کا دیدار کرایا جائے اور تم [illegible] کی بہت میں [illegible] ہو کر اپنے جشن کو بھول جاؤ، یہی میرا مقصد تھا۔"
"کیا اسی واسطے میں نے مجھے پری [illegible] کے دیدار سے محروم رکھا؟"
"ہاں۔"
"اور اس کی وجہ کیا تھی میرے دوست؟"
"مجھ کو تم بلاوجہ ایک ہیبت میں پھنس جاتے، پری [illegible] مشکل صورت کی ہے [illegible] سے اس کی نہیں ہے۔ سو میں نے سوچا کہ وقت ضائع کرنے کی بجائے جتنی جلدی ہو تم اس کی جانب مائل نہ ہو۔"
"لیکن اس سے تمہیں کیا فائدہ ہوا؟" میں نے اس کی بات کاٹ کر مسکرا کر پوچھا۔
"فائدہ۔" انہوں نے [illegible] کہا۔ "فائدہ صرف یہ تھا کہ میں [illegible] سے [illegible] تم پری [illegible] میں دلچسپی لے [illegible] اگر [illegible] تمہارا باپ جشن میں بھی اس جشن میں شرکت کی اجازت نہ دیتا اور میں تمہاری [illegible] سے محروم ہو جاتا۔"
"افسوس تم نے غلطی کی اگر [illegible] میں مجھ سے مشورہ کر لیتے تو میں تم سے کہتا کہ [illegible] سے جشن کے لیے روانہ ہو جاؤ۔ میں کچھ وقت کے بعد تم سے آن ملوں گا" میں نے کہا۔
"کیا مطلب؟"
"ظاہر ہے اگر میرا باپ مجھے اس جشن میں شرکت سے روکتا تو میں چھپ کر یہاں آ جاتا۔"
"وہ کس طرح؟"
"وہ اس طرح کہ جہازوں [illegible] کر کے پہاڑوں میں جاتا اور پھر وہاں سے گھوم جاتا اور سیدھا جشن میں شامل ہو جاتا۔"
"گویا تم اپنے ارادے میں مستقل مزاج ہو گے؟"
"ہاں ایسا ہی ہے۔" میں نے جواب دیا "اور پھر وہ [illegible] اب ہم مقابلے دیکھیں گے؟"
"اور وہ [illegible] میرے بھائی، ایک [illegible] اگر [illegible] اور پری [illegible] تو میں تمام [illegible] سے [illegible]"
"افسوس [illegible] پری [illegible] رات کو [illegible] ہو چکا ہے؟"
"مت کرو۔" [illegible] انہوں نے تعجب سے پوچھا۔

"ہاں؟"
"لیکن کیسے؟"
"یہ سب فضول باتیں ہیں میرے دوست [illegible] کہ وہ [illegible] سے شادی کرنے پر آمادہ ہے [illegible] کر دیں تو وہ [illegible] سے میری [illegible] ہو گی۔"
"کیا یہ کیا کہہ رہے ہو؟" انہوں نے تعجب سے پوچھا۔
"بالکل سچ کہہ رہا ہوں میرے بھائی۔ یہ ندی جس کے کنارے [illegible] کے [illegible] ہے اور وہاں جہاں [illegible] کا شہر ختم ہو جاتا ہے [illegible] ایک بہت بڑا [illegible] ہے جس کے چاروں طرف اس قسم کے انتظامات کر دیے گئے ہیں کہ وہاں کوئی نہ پہنچ سکے اور وہ خود پری [illegible] ہے لیکن ندی کے کنارے [illegible] چلنے والوں کی پہنچ سے دور ہے [illegible] بلکہ خود [illegible] ندی [illegible] پری [illegible] پہنچا [illegible] ہے۔ اس ندی میں [illegible] ایک [illegible] جہاں [illegible] تھا اور اس نے [illegible] کے [illegible] ہے [illegible] کیا۔ وہ مجھے ملی اور میں نے اس کی [illegible] اور تب [illegible] نے مجھے بہت کا اظہار کیا [illegible] اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ [illegible] کے کسی بھی گوشے تک جانے کو تیار ہے۔ مقابلہ کرنے والوں کو [illegible] دیا جائے اور ہم یہاں سے بہت دور نکل جائیں۔ لیکن میں نے اسے [illegible] سے قبول نہیں کیا۔ میں نے اس سے کہا میں شاہ [illegible] کے [illegible] کو پورا کرنے کے بعد [illegible] کروں گا [illegible] ہوں [illegible] محبت کی توہین ہے میں اسے [illegible] حاصل کروں گا۔ میں اس کے [illegible] سے مقابلوں [illegible] شکست دے کر اس کا [illegible]
[illegible] میری محبت کا [illegible] حالانکہ اس نے [illegible] بھی [illegible] کہ وہ [illegible] سے [illegible] مقابلہ کرنے [illegible] کی تجویز قبول نہیں کی۔
[illegible] میں [illegible] کا کوئی نشان چھوڑنا نہیں چاہتا۔ سو میرے دوست [illegible] اگر تم مجھے بزدل بنانے کی کوشش کرو تو یہ تمہاری حماقت ہو گی اور میں نے [illegible] پسندیدہ شخصیت پری [illegible] کے سامنے کرنا بھی پسند نہیں کی۔ اور یہی میں نے مناسب سمجھا ہوں۔"
[illegible] سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ کافی دیر وہ اسی حالت میں گردن جھکائے بیٹھا رہا پھر اداس لہجے میں گویا ہوا۔
"افسوس۔ صد افسوس۔ اب تو میری کوئی حیثیت ہی نہ رہی۔ جس میں [illegible] تھا اس میں [illegible] مقابلوں سے روک [illegible] میرے [illegible] کی بات نہیں ہے [illegible] اور [illegible] بھی خاص [illegible] وصول کرنے کے [illegible] میرے مقدر میں مجھے [illegible] نہیں۔" انہوں نے بہت زیادہ پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے [illegible] بھی [illegible] آ رہی تھی۔
کافی دیر تک وہ بیٹھا اسی انداز میں [illegible] رہا

رات وہ میں جشن کے سلسلے میں تیاریاں کرتا رہا۔ پھر میں نے اس سے کہا
"بھائی! اگر تم میرے ساتھ جانا نہیں چاہتے تو میں تنہا ہی چلا جاؤں گا۔" میں نے کہا اور [illegible] ہو گیا۔
"ارے بھائی۔" [illegible] بھائی [illegible] تم [illegible] میری کچھ تو [illegible] کو خیال کرو۔"
"بھائی! مجھے افسوس ہے کہ تم کیسے دوست ہو جو مجھے میرے مقصد میں کامیابی کی دعا دینے کے بجائے [illegible] بن رہے ہو۔ تو کیا تمہارے [illegible] ہو گیا ہو؟"
"اے بھائی اس وقت تو تم میرے [illegible] کی ہی مانند ہے میں تیرے باپ [illegible] سے [illegible] ہوں [illegible] تجھے مقابلے میں [illegible] دیکھنے [illegible] کو [illegible] نکال دوں گا اور اس کے لیے میں نے کیا [illegible] دیکھا [illegible] نے مجھے [illegible] کے دوست کے [illegible] کے لیے کر [illegible] جاؤ [illegible] ان مقابلوں میں [illegible]۔"
"صاحب۔" میں نے سوال کیا۔
"اب تو تیرے ہاتھ میں کچھ نہ رہا۔" انہوں نے جواب دیا۔
"تو میں [illegible] ہاتھ میں کچھ نہیں، ہاں تو تم خوشی سے میرا ساتھ دو۔ صاحب میں چاہتا ہوں کہ اس سے زیادہ اور میرے نزدیک کوئی [illegible] میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ [illegible] کے لیے [illegible] اور [illegible] کو [illegible] جنگ کرتے ہیں [illegible] کب تک جاری رہیں گے۔" میں نے سوال کیا۔
[illegible] میرے [illegible] اس نے میری بات کا [illegible] جواب نہیں دیا تھا [illegible] اس وقت [illegible] دوست جب [illegible] ہو چکے۔"
"ہاں۔" میں نے کہا۔ "تو پھر آؤ چلیں۔"
"چلو۔" انہوں نے کہا اور [illegible] ہم دونوں [illegible] چلے گئے جہاں [illegible] پورا شہر موجود تھا۔ [illegible] تھا اور اس [illegible] سے گزر کر [illegible] میدان [illegible] پہاڑوں کے درمیان واقع ہوا تھا اور جو لوگ [illegible] کے سروں [illegible] نگاہیں [illegible] تھے وہ [illegible] تھے اور [illegible] سے وہ میدان میں ہونے والے مقابلوں کو بخوبی دیکھ رہے تھے۔ [illegible] تھوڑا سا زیادہ ہو گیا تھا لیکن وہاں سے بہتر طریقے سے دیکھا جا سکتا تھا۔ [illegible] ایک ایسے [illegible] کر لیا یہاں اور بھی بہت لوگ [illegible] تھے۔ میدان جنگ میں [illegible] کے خواہش مند [illegible] جنگ [illegible] کی تیاریاں کر رہے تھے اور پھر [illegible] کر رہے تھے۔ [illegible] ان کا استعمال [illegible] دنیا سے [illegible] نہیں تھا [illegible] دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش میں مصروف تھے [illegible] اپنے مقابل کو شکست دینے، قتل کرنے یا [illegible] کرنے کے علاوہ اور کچھ نہ چاہتے تھے اور

یہ ہو رہا تھا کہ اگر مقابل کمزور مقابل کو میدان سے باہر نکال رہا تھا اور سب سے بڑی بات یہ تھی کہ مقابل ایک نہیں تھا بلکہ کئی [illegible] تھے جو ایک سے جیت جاتا تو فوراً دوسرے سے مقابلہ شروع کر دیتا۔ زخمیوں اور لاشوں کو اٹھانے کا معقول انتظام موجود تھا۔ مرنے والوں کی کوئی حیثیت نہیں تھی۔ انہیں [illegible] کر دیا جاتا [illegible] دیا جاتا تھا [illegible] کے لیے ایک راستہ بنا ہوا تھا۔
شاہ [illegible] پتھروں کے ایک بلند تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے نزدیک اس کے [illegible] بھی تھے۔ وہ بڑی دلچسپی سے مناظر دیکھ رہا تھا۔ وہ [illegible] اور [illegible] کا ایک [illegible] شخص تھا جس کے چہرے پر زندگی اور [illegible] کی صاف نمایاں تھی مگر یہ [illegible] ان مقابلوں میں بہت دلچسپی لے رہا تھا۔
میں [illegible] سامنے مناظر کو دیکھتے ہوئے مقابلوں کے لیے کوئی باقاعدہ تنظیم نہیں تھی بس جو شخص چاہتا میدان میں آ جاتا اور مقابلوں میں شریک ہو جاتا۔ میری نگاہ کسی ایسے شخص کو [illegible] تک جو [illegible] ہوا [illegible] اور میں نے محسوس کیا کہ کئی ایسے تھے جو اپنے مقابل کو شکست دے کر دوسروں سے جنگ کرنے لگے تھے۔ "لیکن اس کا طریقہ کار کیا ہے؟" میں نے انہوں سے سوال کیا۔ [illegible] کہنے لگا۔
"یہ اس قتل و غارت گری کے مقابلے میں تم مجھ سے پوچھ رہے ہو؟" اس نے [illegible] ہوئے کہا۔
"ظاہر ہے تو بھی ان میں شریک ہو اور یہ مقابلے دیکھنے کے لیے آیا ہے؟" میں نے سوال کیا۔
"یہ بات [illegible]" انہوں نے جواب دیا۔ "مجھے خون خرابے [illegible] کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ اب بھی چاہو تو [illegible] سے پہنچنے سے نکل سکتے ہو۔" انہوں نے کہا اور [illegible] گیا۔
"مجھے [illegible]" انہوں نے "تم کیسے انسان ہو میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ [illegible] کہ ان مقابلوں میں [illegible] اور جب [illegible] تو تیری لاش ان [illegible] کی طرح [illegible] جائے گی۔ زخمی ہو گئے تو [illegible] جاؤ گے۔ تم اگر چاہو تو مجھے یہاں سے [illegible] لیکن [illegible] بات کو [illegible] کرنے کی کوشش نہ کرو۔" میں نے [illegible] کے عالم میں کہا اور [illegible] گیا۔
"ہوں۔ تو [illegible] اتنا [illegible] ہے میرے دوست۔"
"ہاں۔ بے شک۔" میں نے جواب دیا۔
"تب میں تمہاری [illegible] کیوں ہوں [illegible] میرے [illegible] اس [illegible] نہیں آ سکتے۔" انہوں نے [illegible] ہوئے کہا اور [illegible] پر مسکراہٹ پھیل گئی۔
"کاش تم یہ بات پہلے سمجھ لیتے تو یا وجہ میرا ذہن تمہاری طرف سے [illegible] ہوتا۔"
"ٹھیک ہے میرے دوست، اب ہم اپنے ذہن کو [illegible]"

میں تمہیں اب ان مقابلوں سے نہیں روکوں گا لیکن کچھ شرائط ضرور عائد کروں گا۔

"کیا۔" میں نے سوال کیا۔

"سامنے سامنے لوگوں سے جنگ کرنا [illegible] کی حماقت ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ تمہیں کیا ضرورت ہے کہ تم ابھی سے جاکر مقابلوں میں شریک ہو جاؤ اور بار بار ایک کی بجائے دس دس آدمیوں سے مقابلہ کرو۔ اس سے کیا فائدہ؟"

"میں اب بھی نہیں سمجھا۔" میں نے کہا۔

"سمجھنے کی کوشش کرو۔ جو لوگ ابتدا میں مقابلے میں شریک ہو گئے ہیں میرا خیال ہے وہ خسارے میں رہیں گے۔ وہ آج شام تک لڑتے رہیں گے اور اگر وہ دوسروں پر بھاری رہے تو کل انہیں دوبارہ مقابلہ کرنا پڑے گا۔ [illegible] مقابلہ کرنے والے ایک ایک کر کے زخمی یا ہلاک ہوتے چلے جائیں گے اور پھر جو افراد باقی رہ جائیں گے وہ مقابلہ کریں گے۔ [illegible] اور پھر اس مقابل کو سب سے مقابلہ کرنا پڑے گا۔ اس کے برعکس میرے ذہن میں ایک اور ترکیب ہے اور میرا خیال ہے کہ ہر سمجھ دار آدمی ایسا ہی کرے گا۔" ہائیون نے کہا۔ اور میں نے جلدی سے پوچھا۔

"کیا؟" میں ہائیون کی باتوں میں کافی حد تک دلچسپی لے رہا تھا۔

"انہیں سے بچتے رہو اور اس وقت کا انتظار کرو جب مقابلے ختم ہونے پر آئیں۔"

"تو پھر؟"

"تو پھر یہ کہ تم صرف اس آدمی سے مقابلہ کرنا جو تمام مقابلوں کو شکست دے کر تمہارے سامنے آئے گا۔ [illegible] اس طرح تمہیں اپنی پوری قوت صرف کر کے صرف ایک شخص سے مقابلہ کرنا پڑے گا اور وہ شخص بے شمار لوگوں سے لڑ چکا ہوگا۔ اس لیے تھکا ہوا ہوگا۔ اس تھکے ہوئے آدمی سے مقابلہ کرنے کے لیے تم اپنی قوت صرف کرو گے اور میرا خیال ہے کہ یہ بات یہاں کے قانون کے خلاف نہیں ہوگی یعنی تم اس مقابلے میں باآسانی حصہ لے سکتے ہو [illegible]" ہائیون نے کہا۔ اور میں اس کے بارے میں سوچنے لگا۔

ہائیون بلاشبہ ایک چالاک آدمی تھا۔ جانے دوسرے لوگوں نے یہ بات کیوں نہ سوچی تھی اور اگر یہ بات سوچ لی جاتی تو شاید مقابلے کے سلسلے میں کوئی شخص میدان میں نہ آتا۔ "یہ تو بڑی دلچسپ بات ہے۔" میں نے ہائیون سے مکمل اتفاق کرتے ہوئے کہا۔

"بلاشبہ ہائیون تمہارا ذہن سازشوں میں اور چالوں میں اپنا ثانی نہیں رکھتا۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بات یہ ہے کہ جب کوئی نادان دوست پیچھے پڑ جائے تو اس کا ساتھ دینا ہی پڑتا ہے۔" ہائیون نے [illegible] میں کہا اور میں نے مسکراتے ہوئے گردن ہلا دی۔ ہائیون کی یہ تجویز مجھے بے حد پسند آئی تھی۔

ہم لوگ اس وقت تک [illegible] دیکھتے رہے جب تک شاہ [illegible] نے مقابلے بند کرنے کا اعلان نہ کر دیا۔ یعنی یہ آرام کا وقت تھا [illegible] دن کے اس دن مقابلے دوبارہ شروع ہو سکتے تھے یعنی آج کے مقابلے ختم ہو گئے تھے۔ ان مقابلوں میں [illegible] افراد حصہ لے رہے تھے اور ان میں سے [illegible] مقابلوں کو شکست دے چکے تھے [illegible] یہ سب کے سب بڑے قوی ہیکل اور خونخوار نظر آ رہے تھے۔ ان کے جسم کی پھرتی دیکھنے کے قابل تھی۔ اگر انہیں اجازت دی جاتی تو وہ [illegible] مقابلہ جاری رکھتے [illegible] جب تک صرف ایک شخص باقی نہ رہ جائے تو میرا خیال ہے وہ پیچھے نہ ہٹتے۔ [illegible] اسی انداز میں ختم ہو گیا۔ [illegible] باقی سب [illegible] تھے جو مقابلوں سے [illegible] ہو گئے تھے اور ان ہلاک ہونے والوں اور زخمیوں سے سبق نہیں لے سکے۔

اس دوران ہائیون مسلسل کوشش میں مصروف رہا [illegible] لیکن میرے ذہن میں [illegible] میدان میں نہیں آیا [illegible] ان مقابلوں کو دیکھنے کے لیے آئی ہوئی تھی [illegible] جب تک میں کوئی خاص حیثیت اختیار نہ کر لوں [illegible]

اور ہوا یوں کہ [illegible] نے فوراً ہی اعلان کروا دیا کہ [illegible] مقابلے میں شریک ہونا چاہیں [illegible] اور مقابلے میں شرکت کی اجازت صرف انہیں دی جائے گی جو پہلے سے اعلان کر دیں گے۔

تو وہ وقت آ گیا تھا جب مجھے اس مقابلے میں شریک ہونا تھا۔ سو میں بھی کھڑا ہو گیا اس مقابلے میں۔

ہائیون نے [illegible] انداز میں مجھے دیکھا اور منہ [illegible] لیکن میں نے اس کی پرواہ نہ کی۔

آخری [illegible] تھے ان کی تعداد [illegible] اور دس [illegible] جو مقابلہ کر رہے تھے۔ [illegible] اور مقابلہ میں میں بھی شامل ہو گیا تھا۔

ان دس آدمیوں کا فیصلہ ہونے میں زیادہ دیر نہ لگی [illegible]

ایلیاس نے [illegible] دو دو آدمیوں کو مقابلے کے لیے میدان میں [illegible] اور اس طرح [illegible] مقابلہ اب آخری دور میں داخل ہو گیا تھا۔

[illegible] صرف دو مقابل میدان جنگ میں [illegible] جو پہلے سے مقابلہ کر رہے تھے۔ دونوں بہت پھرتیلے تھے۔ [illegible] خونخوار بھی تھے۔ میں [illegible] اور اس بار میں ہائیون کے نزدیک نہیں گیا تھا بلکہ [illegible] لوگوں کی بھیڑ میں داخل ہو گیا تھا۔

میں ایک جگہ جاکر کھڑا ہو گیا۔ [illegible] نوجوان [illegible] خوبصورت سا آدمی میرے نزدیک آ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے میری جانب دیکھا اور آہستہ سے میرے شانے پر ہاتھ رکھا۔

"میرا نام [illegible] ہے۔" میں چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

"کیا چاہتے ہو؟" میں نے سوال کیا۔

"تم سے [illegible] گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔" اس شخص نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔" میں نے کہا۔ اور [illegible] وہ شخص مجھے [illegible] لوگوں سے ہٹ کر کچھ فاصلے پر لے گیا اور کہنے لگا۔

[illegible]

کی حق اور تم میرے [illegible] اور [illegible] کا مالک ہونے کی حیثیت سے میں اس حکومت کا مالک بن جاؤں گا تو تمہیں حکومت کی [illegible]

[illegible]

"نہیں۔ میں [illegible]"

[illegible]

"ہاں۔"

[illegible]

فیروزنا

نگاہوں سے وہ اوجھل ہو گیا تھا جیسا کہ اس نے کہا تھا کہ وہ اپنے علم کی قوت سے کسی بھی شخص کو فاتح بنا سکتا تھا چنانچہ یہی کہا جا سکتا تھا کہ اب وہ کسی دوسرے شخص کو منتخب کرے گا۔ اور اگر ایسے مقابلہ میں کوئی ایسی قوت ہو گی جس کے ساتھ فیروزنا کا علم بھی شامل ہو گا تو میں نے لڑنے والوں کو دیکھا اور ایک دوسرے کو ہر قیمت پر زیر کرنے کی فکر میں لگے ہوئے تھے۔

اور یہ اتفاق تھا کہ میری نگاہ اس شخص پر پڑ گئی جس کے نزدیک دبلا پتلا فیروزنا کھڑا ہوا تھا وہ شخص بڑے چاؤ سے فیروزنا سے گفتگو کر رہا تھا اور پھر اس نے بڑی گرم جوشی سے فیروزنا سے ہاتھ ملایا تھا گویا معاہدہ پکا ہو گیا۔

خوب... اب ذرا اس شخص کے کارنامے بھی دیکھنے چاہئیں اور اندازہ لگانا چاہئے کہ فیروزنا جس کا مددگار ہے وہ کیا کارنامے سر انجام دیتا ہے۔ یہ شخص میدان جنگ میں اتر رہا تھا لیکن فیروزنا کی پیشکش پر وہ بہت جلد راضی ہو گیا تھا گویا وہ میری [illegible] کو فیروزنا کے حوالے کرنے پر تیار ہو گیا تھا پھر اس نے سوچا ہو گا کہ وہ مدد لے لینے میں کیا حرج ہے اس کے ہتھیار سے فاتح بنا جائے گا اور وہ اس کے بعد فیروزنا کے علم کو تو اس نے آزمانے کی [illegible] دی تھی۔ اور جلد ہی طریقہ ہے یہ۔

تب میں نے اسے جنگ کرتے دیکھا۔ جلد ہی وہ [illegible] جنگ کر رہا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس نے اپنے مقابل کی گردن اتار دی اور اس کی تلوار سے خون کے قطرے ٹپکنے لگے۔ وہ خوش ہو کر زور زور سے تلوار لہرا رہا تھا۔

"اور یوں یہ ہشارا کا مقابل..." اس کی للکار میدان میں گونج اٹھی۔ لیکن مقابلہ کرنے والوں کی کمی نہیں تھی۔ سب کے سب پہنچے ہوئے تھے۔ فوراً ہی دوسرا مقابل آ گیا۔ اور ہشارا نے اپنی تلوار چلانی شروع کر دی اور اس بار پھر ہشارا نے معمولی سے مقابلے کے بعد اپنے مقابل کو ختم کر دیا۔ یعنی وہ اس طرح بار بار مقابلہ جاری رکھ سکے اور بہت جلد ہشارا کی آواز ابھری۔

چنانچہ اگر یہ فیروزنا کی قوت تھی تو خوب تھی اور اگر یہ اس کی اپنی جدوجہد کا کارنامہ تھا تو بھی [illegible]۔ بہت ہی مختصر وقت میں اس نے پانچ مقابل ختم کر دیئے اور اس کی تلوار کا رنگ سرخ ہو گیا اور اب وہ نئے خون کی تلاش میں تھی۔

میں نے سوچا کہ بس اب مجھے عمل کے میدان میں اتر آنا چاہئے چنانچہ اس بار اس کی للکار میں نے قبول کی تھی۔ میں میدان میں نکل آیا۔ میرے دست و بازو کی اس کارروائی کا سب سے کوئی علم نہیں تھا اگر وہ اس وقت مجھے دیکھ لیتا تو یقینی طور پر شدید متعجب کا شکار ہو گا کیونکہ اس نے اس شخص کی جس کا نام ہشارا تھا کامیابی کی دعا کی ہو گی اور اندازہ لگا رہا ہو گا کہ اس نے اپنے تمام حریفوں کو شکست

خواہش وہی ہے... اور اس وقت میرا اس شخص کے سامنے آ جانا اپنی جگہ کی تقویت اپنی مدد اور مزید تقویت ہو گی... وہ یہ سمجھے گا کہ بس اب اس کا وقت رکھی چند ساعت کا اس دنیا میں مہمان ہے۔

لیکن میرے منہ کے پاس نہ ہو اور بھی تھا ہشارا نے مجھے دیکھا اور اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے میری طرف دیکھتے ہوئے اپنی تلوار کو جھٹکا دیا جس سے بے شمار خون کے قطرے نیچے جا پڑے۔

"وقت سے پہلے دیکھا۔ یہ سرخ ہو رہا ہے... تمام ہوا وہ کہ بہت پرانی خون اور اس کی مقابلت کے خواہشمند تھے۔ مجھے اندازہ ہو گا کہ تیرا حشر بھی ان سے مختلف نہ ہو گا پھر کون ساتھ ہے۔ بتا مجھے میرے سامنے نے کیا ہے؟"

"صرف ایک جذبہ" میں نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"وہ کون سا؟"

"یہ کہ تیری تلوار کے اس خون کو تیرے مردہ جسم سے رنگین کروں اور تجھے تیرے وجود سے صاف کروں اور ان تمام لوگوں کا انتقام لوں جنہیں تو نے ختم کیا ہے۔"

"اوہو... گویا تو صرف انتقام کا خواہشمند ہے؟"

"نہیں۔ ساری چیزوں کا خواہشمند ہوں... اور سب سے پہلی خواہش یہ ہے کہ تجھے قتل کر دوں۔"

"بس اب زیادہ باتیں بنانے کی ضرورت نہیں ہے سامنے آ۔" میں نے اپنی تلوار سنبھالی اور مقابلہ شروع ہو گیا۔ تلواروں کی جھنکار میدان میں گونجنے لگی۔

ہشارا کا خیال تھا کہ جس طرح اس نے اپنے تمام مقابلہ کرنے والوں کو چند ساعتوں میں زیر کر لیا ہے اسی طرح اس کا ایک اور شکار اس کے سامنے آ گیا ہے چنانچہ اس نے مجھ پر بے دریغ وار کرنے شروع کر دیئے۔ ایسے وار کئے جو کارآمد ہوں۔ اس کا خیال تھا کہ وہ زیادہ شکنجے نہ پائے گا اور مقابلہ کرنے والے کو صرف دو تین واروں میں ختم کر دے گا۔ مگر دوسرے مقابلہ کرنے والے کے لئے اس کی قوت بھی ہے اور اب تک وہ اسی کارروائی پر عمل پیرا تھا۔ اس کی وجہ شاید اس کی بے پناہ جنگی مہارت اور شمشیر زنی کا اعلیٰ معیار تھا۔ لیکن اس بار اس کا یہ سارا معیار خود بخود ختم ہو گیا کیونکہ اس کے تمام واروں سے میں نے کچھ اس انداز میں خالی دیئے تھے کہ وہ حیران رہ گیا تھا۔ میں نے اس کے لئے کوئی گنجائش نہیں رکھی تھی بس تلوار کی ہلکی سی جنبش سے اسے چکر دیئے رکھتا تھا۔

تب چند ساعت کے بعد وہ سنبھل گیا۔ اس نے سوچا ہو گا کہ یہ صورت حال درست نہیں ہے۔ یہ ضروری تو نہیں تھا کہ ہر مقابلہ کرنے والا ان لوگوں کی مانند ہوتا جو اب تک اپنے حق میں سے اس کے نشانوں کا شکار ہوئے تھے۔

چنانچہ میں نے دیکھا اس کے وار کرنے کے انداز میں تبدیلی پیدا ہو گئی تھی۔ اب وہ سنبھل کر وار کر رہا تھا اور وہ جو اس کی ہر جنبش کو

تیز نظروں سے دیکھنے کے عادی ہو گئے تھے اس کی جانب اور متوجہ ہو گئے۔ ان کے انداز میں بے پناہ جوش پیدا ہو گیا تھا اور وہ ہشارا کے حق میں آوازے بلند کر رہے تھے۔

اب میدان میں کافی آوازیں بلند ہونے لگی تھیں اور ہشارا دوست متعجب نگاہوں سے میری جانب دیکھ رہا تھا۔

میں نے اس دوران یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ ہشارا کافی مضبوط شخصیت کا مالک ہے جنگی مہارت اس میں بے پناہ ہے اور اگر اب اس میں فیروزنا کا علم بھی شامل ہے تو وہ کس انداز میں... اس سے ناواقف تھا۔

ہشارا کے حملے تیز سے تیز تر ہوتے جا رہے تھے۔

میں چند ساعت کے لئے پیچھے ہٹ گیا تھا اور سوچ رہا تھا کہ کس انداز سے ہشارا پر حاوی ہوا جائے۔ میں سوچ رہا تھا کہ میں اپنا انداز تبدیل کروں اور اپنے جوہر دکھاؤں چنانچہ میں نے یہ کوشش شروع کر دی... اور یہ کوشش میرے حق میں ہشارا کے حق میں بدتر ہی ثابت ہوئی تھی۔

چند ہی ساعت کے بعد میں نے محسوس کیا کہ میرے تیز تر حملوں سے ہشارا کے چہرے پر سراسیمگی کے آثار نمودار ہو گئے ہیں۔ پھر اس نے جسم کا پورا وزن ڈال کر حملہ کرنے کے بجائے دوسرا طریقہ اختیار کیا اور میں نے محسوس کیا کہ اس کی نگاہیں چاروں طرف کسی کو تلاش کر رہی ہیں۔ اس کی آنکھوں میں چھپا ہوا اضطراب میں صاف محسوس کر رہا تھا۔ غالباً اسے یہ احساس ہو گیا تھا کہ اس بار ایک خوفناک مقابل سے اس کا سامنا ہوا ہے اور اب تک وہ جن لوگوں کو شکست دیتا چلا آیا ہے ان کا مسئلہ بالکل مختلف تھا۔ اور اس کی یہ تلاش ہی تھی وہ چونک کر ادھر ادھر دیکھنے لگا تھا لیکن میں خود بھی اس کی وجہ سمجھتا تھا گویا یہ فیروزنا سے مدد کی درخواست تھی کہ اس کی کوشش وقت پر فیروزنا اس کی مدد کرے۔

میں نے چند ساعت کے لئے رک کر چاروں طرف دیکھا اور میری نگاہ کافی تیز تھی۔

دبلا پتلا فیروزنا سائے کی مانند آگیا تھا اور اب سامنے ہی موجود تھا۔ ہشارا کی نگاہ اس پر پڑی اور میں نے دیکھا کہ فیروزنا نے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں اس کے سامنے کر دیں۔ اس نے ان ہتھیلیوں کو اس انداز میں جنبش دی جیسے کچھ کہہ رہا ہو اور ہشارا کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ دوڑ گئی۔ اس بار وہ بڑے اعتماد سے تلوار لہرا کر میرے سامنے آگے بڑھا تھا اور میں نے خود کو اس کے لئے تیار کر لیا تھا۔

گویا اس نے محسوس کر لیا تھا کہ اب اس کی فتح یقینی ہے۔ تو یہ فیروزنا کی حیثیت سے مجھے تو خیر آدھا ہی کرنا ہوتا ہے تھا۔ میں مجھے کیا کہ میرے دل میں ایسے احساسات ابھرے جو اس سے قبل نہیں ابھرے تھے۔

اس کی تلوار میری تلوار پر پڑی تو مجھے محسوس ہوا جیسے ایک عظیم وزن میری تلوار پر آ پڑا ہو۔ آہ! یہ تیز تلوار واقعی کام کی چیز تھی ورنہ تلوار کے وزن اور ہشارا کے وزن میں تو فرق ہو سکتا ہے۔ میں تھوڑا پیچھے ہٹ گیا۔ ہشارا کو بھی احساس ہو گیا کہ صورتحال بالکل بدل گئی ہے چنانچہ اس نے دوسرا حملہ کیا۔ یہ حملہ بھی ایسا تھا کہ میں پیچھے ہٹ کر اس حملے سے خود کو بچا سکا۔ تھا لیکن مجھے اسے خواہ مخواہ ہٹانا ضروری تھا۔ میں نے تلوار سامنے کی اور میری تلوار دو ٹکڑے ہو گئی۔ میں پیچھے ہٹ گیا۔

اصول یہ تھا کہ اگر کسی کے ساتھ ایسا کوئی واقعہ پیش آ جائے تو وہ فوراً شکست کا اعتراف کرے اور پیچھے ہٹ جائے۔ ایسی صورت میں اسے معاف کیا جا سکتا تھا۔ دوسری صورت میں وہ اعتراف نہ کرے تو اس کے مقابل کو حق تھا کہ وہ اسے قتل کر دے۔ ہاں جس کے ساتھ حادثہ پیش آ جائے وہ اگر بہت پھرتیلا ہو اور مقابلہ کرنا چاہتا ہو تو دوبارہ ہتھیار حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ یہ ہتھیار ایک مخصوص جگہ میں رکھے ہوئے تھے اور اس میں تمام آلات حرب موجود تھے۔ لیکن اگر ہتھیار حاصل کرنا ہو تو ہتھیاروں کی طرف بڑھتے اور اس کے مقابل کو حق تھا کہ وہ اسے ہتھیاروں تک پہنچنے سے قبل قتل کر دے۔

چنانچہ ہشارا تجسس بھری نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا اور اندازہ لگا رہا تھا کہ میں کیا کرنا چاہتا ہوں۔

"شکست قبول کر رہے ہو لڑکے؟" بالآخر اس نے مجھے مخاطب کیا۔ میں نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ "اگر تم نے بآواز بلند شکست قبول نہ کی اور دوسرا ہتھیار بھی اٹھانے گئے تو میں تمہیں قتل کر دوں گا۔"

"اوہ... وہ میرا ساتھی..." میں نے خوش ہو کر ہشارا کے عقب میں دیکھا اور ہشارا بے اختیار دوسری طرف پلٹ پڑا۔ اصل میں یہ جتنا تھا کیونکہ اگر میرے پاس کوئی ہتھیار ہوتا تب بھی میں اس انداز میں فتح حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔ یہ تو بہت غلط حرکت تھی اس کی عقب کی جانب جھپٹنا اور پیچھے سے حملہ کرنا لیکن یہ تو میں صرف اپنے ہتھیاروں کی طرف چھلانگ لگانی تھی۔

ہشارا کو تو بعد میں احساس ہوا کہ میں کیا چال چل گیا اور جب وہ ہوشیار ہوا تو میں اپنا کام کر چکا تھا یعنی میں ہتھیاروں کے قریب تھا۔ ہشارا میری طرف دوڑا لیکن مجھے خاصا موقع میسر تھا۔ اعلیٰ قسم کے تمام ہتھیار موجود تھے لیکن میری نگاہ ایک بھاری بھرکم ترشے ہوئے گرز پر پڑی اور میں نے اس کے ساتھ ہی ایک ترشا ہوا بے حد مضبوط گرز اٹھا لیا۔ شاید میری شخصیت میرے اندر ابھر آئی تھی۔ اور اس وقت یہ ضروری تھا کہ میں کی حیثیت سے میں مقابلے میں کھڑا ہو جاتا کیونکہ اس کے ساتھ فیروزنا کا علم تھا۔ اس علم کے سامنے میری حیثیت کمزور تھی اور میں نے خود کو محسوس کیا۔ اب گرز میرے ہاتھ میں آ گیا۔ اور لوگوں نے استعجاب و احساس میرے ساتھ

دیکھ کر قہقہہ لگایا تھا۔ ان کا خیال تھا کہ میں اس وزنی کلہاڑے کو ایک ہاتھ سے جنبش بھی نہیں دے سکوں گا۔

بشنارا میرے سامنے آ کر رک گیا۔ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔

"خوش شکل ہے تو بہت نوجوان؟"

"کیوں؟" میں نے سوال کیا۔

"تو نے خوب دھوکا دیا مجھے۔"

"جنگ اور محبت میں سب کچھ جائز ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"لیکن یوں لگتا ہے جیسے تیرا ذہن تو خراب ہو گیا ہے؟"

"وہ کیوں میرے دوست؟"

"کیا تو اس خاص کلہاڑے سے جنگ کرے گا؟"

"تجھے اس کی کاٹ پر شک ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"نہیں، یہ ایک عمدہ ہتھیار ہے۔ لیکن اس سے قبل اسے کبھی استعمال نہیں کیا گیا ہو گا۔ اسے استعمال کرنے کے لئے [illegible] کوئی جن ہی اتر سکے گا۔"

"میں اس کا کاریگر ہوں۔"

"خوب، کیا نام ہے تیرا؟"

"ہیکل۔"

"افسوس، ان کے ہاں یہ نام مشہور نہیں ہے۔ لیکن میں تجھے ایک مشورہ دے سکتا ہوں۔"

"وہ کیا؟"

"کوئی ہلکا ہتھیار لے لے تاکہ مجھ سے جنگ کا لطف اٹھا سکے۔ اس کلہاڑے کو اٹھا رہ جائے گا اور میں تیری کمر کے دو ٹکڑے کر دوں گا۔"

"مشورے کا شکریہ۔ لیکن میرا خیال ہے کہ میں زیادہ وقت ضائع کرنے کے بجائے جنگ [illegible] پسند کروں گا۔ یہی میرا فیصلہ ہے۔"

"تو پھر آ جا۔" بشنارا چند قدم پیچھے ہٹ گیا اور میں نے تیشے کو اپنی گرفت میں لے لیا۔

لوگوں نے بھرپور مقابلے میں دلچسپی لینا شروع کر دی تھی۔ وہ دیکھنا چاہتے تھے کہ وہ شخص جو بشنارا کی تلوار کا وزن اپنی کمر پر برداشت نہ کر سکا اب تیشے کو کس طرح استعمال کرتا ہے۔

لیکن میں بدل گیا تھا۔ میری مٹھی میں وزنی تیشہ دبا ہوا تھا اور میں ذرا بھی گھبراہٹ محسوس نہیں کر رہا تھا۔ تب بشنارا نے دو تین بار تلوار کو خالی ہوا میں گھمایا اور پھر میری طرف لپکا۔ میں نے تیشے کا بھرپور وار کیا تھا۔

لیکن بشنارا کافی ہوشیار تھا۔ اس نے اس وار سے خود کو بچا لیا۔ لیکن تیشہ جس انداز میں اس کی جانب گھوما تھا لوگوں کے لئے تعجب خیز بات تھی۔ لوگوں کا خیال تھا کہ میں اس انداز میں اسے سنبھال سکوں گا [illegible] نے اس پر دو تین حملے کئے اور بشنارا چونک کر مجھے دیکھنے لگا۔ شاید اس نے اندازہ کر لیا تھا کہ جو کچھ وہ سوچ رہا ہے وہ درست نہیں تھا۔

صورتحال خاصی خراب تھی۔ چنانچہ کافی احتیاط کے ساتھ وہ میرے تیشے کے وار کو بچا کر جھپٹنے کی کوشش کرنے لگا۔ شاید وہ اس وار کی تلاش میں تھا جو مجھے ہلاک کر دیتا یا بے دست و پا کر دیتا۔ اور اس میں زیادہ دیر نہ لگی۔

میں نے تیشے کا ایک بھرپور ہاتھ گھمایا اور بشنارا نے پیچھے ہٹ کر میرے وار کو روکنے کی کوشش کی لیکن یہ اس کی حماقت تھی۔ میرا تیشہ اس کے بازو پر پڑا اور اس کا بازو کٹ کر الگ جا گرا۔ تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی تھی اور بشنارا کے حلق سے درد و کرب میں ڈوبی ہوئی ایک خوفناک چیخ نکلی تھی۔

پورا مجمع چیخ پڑا تھا۔ لوگوں کو اس کامیابی کا یقین نہیں تھا لیکن بہرصورت حقیقت سے کون انکار کر سکتا تھا۔ میں نے فتح حاصل کر لی تھی۔ بشنارا کا علم بیکار ہو گیا تھا۔ اس کا جسم زمین پر پڑا تڑپ رہا تھا۔

اس کے بعد صرف چند لوگ میرے سامنے آئے تھے لیکن اب صورتحال دوسری تھی۔ میں آسانی سے ایک ایک دو دو وار میں درست کر رہا تھا اور لوگ حیران تھے کہ تیشہ جب سے میرے ہاتھ میں آیا ہے میں کیا سے کیا بن گیا ہوں۔ بالآخر وہ وقت آ گیا کہ میرا کوئی مقابل نہ رہا اور اس شخص نے دونوں ہاتھ فضا میں بلند کر دیئے۔ میرے [illegible] میری طرف دوڑ پڑے اور ان میں میرا دوست ہاپون بھی تھا۔

ہاپون میرے لئے ڈھال بن گیا تھا۔ اس نے میری کمر میں دونوں ہاتھ ڈال لئے تھے اور چیخ چیخ کر گیت گا رہا تھا۔ ایک عجیب ہنگامہ تھا ایک عجیب شور و غوغا تھا جس سے میں خود کو آزاد کرانا ممکن نہیں پا رہا تھا۔

... چنانچہ مجھے ان لوگوں کے رحم و کرم پر ہی رہنا پڑ رہا تھا۔

اسی شخص نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا اور وہ میرے پاس آ گئے۔ میں نے اپنے دوست ہاپون کو ساتھ لے لیا اور سپاہی ہمیں لے کر چل پڑے۔

ہاپون کا چہرہ خوشی سے سرخ ہو رہا تھا۔ وہ عجیب سے انداز میں بار بار مجھے دیکھ رہا تھا۔ ہم سپاہیوں کے درمیان چل رہے تھے لیکن دونوں خاموش تھے۔ تب ہمیں ایک عالی شان عمارت میں لے جایا گیا۔ اب میں اس شخص کا وارث اور اس کی بیٹی کا شوہر تھا۔ لوگ میری زیارت کو آ رہے تھے اور اس کے لئے باقاعدہ انتظام کیا گیا تھا۔ ایک شدید ہنگامہ تھا۔ ایسا ہنگامہ کہ کانوں کے پردے پھٹے جا رہے تھے۔ بہرحال ہاپون کو اور مجھے کافی دیر کے بعد مہلت مل سکی کہ ہم آرام سے بیٹھ کر گفتگو کر سکتے۔

تب ہاپون تحیر زدہ انداز میں میرے نزدیک پہنچ گیا۔ وہ چاروں طرف دیکھنے لگا۔ پھر عجیب سے انداز میں بولا۔

"میری کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ میری کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ..."

وہ تعجب خیز لہجے میں اپنی بات کو ادھوری چھوڑ کر مجھے دیکھنے لگا۔

"کیا؟" میں نے پوچھا۔

"وہی کر رہا ہیکل۔ وہ کیسی جو چیز میں چھوڑ آیا ہے کیا تو وہی ہے۔ کیا تو وہی ہیکل ہے [illegible] لیکن تیرے بازوؤں میں یہ طاقت یہ قوت کہاں سے آ گئی۔ میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا ہیکل۔"

"دراصل ہاپون، میں نے تجھے بتایا تھا کہ میں پہلی قربانی کا شوہر بنوں گا اور حالات جس انداز میں میرے حق میں ہوتے گئے ہیں تو تجھے اس سے ہی اندازہ لگا لینا چاہئے تھا لیکن تو نے اپنے دوست کو کبھی اس قابل ہی نہ سمجھا۔"

"افسوس افسوس ہیکل۔ میں تجھے ان معاملات سے روکتا رہا۔ اگر تو ان مقابلوں میں حصہ نہ لیتا تو کتنا بڑا نقصان ہوتا۔ وہ جو دوسروں کو شکست دینے کی صلاحیت رکھتا ہے تو اس صلاحیت سے فائدہ اٹھانے سے محروم ہے۔ آہ۔ تو نے [illegible] اس بستی کی تقدیر ہی بدل دی ہیکل [illegible] ——— حکمرانی [illegible] اور تو اب [illegible] یقین نہیں آتا ہیکل [illegible] بھی نہیں آتا۔"

ہاپون نے کہا [illegible] لیکن میری نگاہوں میں [illegible] ہو رہا تھا۔ اور پہلی قربانی جو [illegible] کی تھی۔ وہ پہلی قربانی جس کے [illegible] ہر وقت [illegible] رہتی تھی۔ [illegible] جو پیاس میں [illegible] تھی اور اب [illegible] میری زندگی کے بہت قریب تھی۔ اب وہ میری بیوی تھی۔ یہ تصور ہی میرے لئے عجیب و غریب تھا۔ [illegible] میری سوچ میں ہیکل کی سوچ شامل ہو گئی تھی [illegible] دنیا کی [illegible] عورت [illegible] میرے لئے تھی [illegible] حیثیت نہیں رکھتی تھی۔ [illegible] سب سے منفرد تھا۔

اس کے بعد کیا ہوا مجھے معلوم نہیں تھا لیکن جو کچھ ہوا وہ انتہائی [illegible] تھا۔ شور و ہنگامہ [illegible] مجھے [illegible] ہاپون [illegible] دوست

ہاپون ان سارے ہنگاموں میں بے حد دلچسپی لے رہا تھا۔

لوگ ہمارے آگے پیچھے جا رہے تھے۔ [illegible] سوالات و تفتیش [illegible] انتظام کیا جا رہا تھا [illegible] کے ساتھ ایک مخصوص [illegible] میں [illegible] کی [illegible] ہو ہو [illegible] لوگوں سے ہمیں محفوظ کرنے کی کوشش کریں۔ [illegible] کا خاص [illegible] رکھا گیا تھا۔ شاہ [illegible] نے مجھے [illegible] لیکن [illegible] وقت بھی آ گیا جب [illegible] نے مجھے اپنے دربار میں طلب کر لیا۔

میں اس [illegible] کے ساتھ دربار میں داخل ہوا جہاں [illegible] نے [illegible] ملتا جلتا [illegible] شکل میں [illegible] نہیں تھی [illegible] اصل حیثیت سے [illegible] تو وہ لوگ حیران رہ جاتے لیکن [illegible] ایک خوبصورت نوجوان تھا اور جس [illegible] تھا اس میں [illegible] شاہ [illegible] نے تخت سے اٹھ کر میرا استقبال کیا۔ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی اور اس کی آنکھوں سے خلوص کا اظہار ہو رہا تھا۔ اس کے دربار میں بھی احترام [illegible] ہو گئے تھے تب شاہ [illegible] نے کہا۔

"میرے معزز مہمان، تیرے دوست اور ہماری روایات کے [illegible] میں تجھے اپنے دربار میں خوش آمدید کہتا ہوں اور صدیوں سے ہماری روایت یہی ہے کہ اگر کوئی شخص جو خود کو ان مقابلوں میں [illegible] ثابت کر دے جو ہمارے ہاں صدیوں سے ملی آتی ہیں تو پھر اس حکمران کی کوئی حیثیت نہیں رہتی [illegible] حکمران ہوتا ہے چنانچہ شاہ [illegible] اپنا تخت [illegible] اور اپنا [illegible] تیرے حوالے کرنے کے لئے تیار ہے۔ [illegible] قوت کی بات تو صرف تیری مرضی ہوگی اگر تو [illegible] موجودہ شاہ اس سے شادی کر [illegible] تو پہلی قربانی کی خوش نصیبی ہوگی چنانچہ تاج حکومت آج تیرے سپرد کیا جاتا ہے [illegible] اگر تو چاہے تو [illegible] تیری مرضی [illegible] چاہے [illegible] تیرے اور [illegible] نوجوان کا حق ہے جس کا نام ہیکل ہے۔ ہاں۔ اس نوجوان سے چند سوالات میں ضرور کروں گا [illegible] کے [illegible] کیا تو میرے سوالات کے جواب دینے کے لئے تیار ہے نوجوان فاتح اور مستقبل کے حکمران؟" شاہ [illegible] نے مجھ سے سوال کیا۔

"ہاں۔" میں نے پُر غرور انداز میں جواب دیا۔

"تیرا نام ہیکل ہے اور کن علاقے سے تعلق رکھتا ہے؟"

"پہاڑوں کی اس بستی سے جو صرف فرعونوں کی بستی ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"تو تیری کیا حیثیت ہے؟"

"ایک چرواہے کی۔"

"کیا مطلب؟"

"ہاں اس سے قبل میں صرف ایک چرواہا تھا۔"

"خوب... خوب" شاہ [illegible] کے چہرے پر کوئی خاص تغیر پیدا نہیں ہوا اور اس نے [illegible] کو دیکھا۔

"[illegible] شخص جو تیرے [illegible] جنگ میں [illegible] سو جب وہ [illegible] فاتح کی حیثیت سے [illegible] دوسرے [illegible] کے مقابل [illegible] تو سمجھ جائے [illegible] صلاحیتوں کا مالک ہے [illegible] میں معروف [illegible] صلاحیتوں کے ساتھ [illegible] حکومت میں [illegible] ہر شخص کے لئے خوش [illegible] میں امید کرتا ہوں [illegible] صلاحیتوں کا مالک [illegible] ہوں اور اس بات کا [illegible] ہوگا اور [illegible]"

ہم [illegible] کرتے ہیں [illegible] آواز [illegible] شروع ہو گئیں اور لوگوں نے اس بات کا اعتراف کیا۔

تب وہ شخص جسے وہ صاحب کہہ رہے تھے [illegible]
وہ ایک درویش بوڑھا تھا جس کی عمر مجھے بعد میں معلوم ہوئی۔ اس کی عمر [illegible]
[illegible] برس تھی۔ [illegible] کے بعد اس نے [illegible] اٹھایا [illegible] شخص
نے [illegible] اس نے [illegible]
[illegible]
ساتھ ہی [illegible] کیا تھا۔

ہوں مجھے حکمران بنا دیا گیا۔ میرا دوست [illegible] میرے ساتھ تھا [illegible]
[illegible] ہر بات میں ایک بات حق [illegible] حکومت
حاصل کرنے کے بعد [illegible] جس کا ایک عاشق [illegible]
[illegible] اس [illegible]
اور اب [illegible] شخص نے [illegible] ہوگا۔

سو [illegible] حکومت [illegible] حکمران بن گیا [illegible] شخص
[illegible] لوگ اس کی [illegible] ہوں گے۔ [illegible]
[illegible] حکمران کے [illegible] ہو گئی۔

لیکن [illegible] حکومت سے [illegible] مجھے نہیں [illegible]
[illegible] اور جب [illegible]
[illegible] میں نے اپنے دوست [illegible] کو طلب کیا
[illegible] انہوں نے [illegible] انداز میں کہا۔

"زیادہ [illegible] کی تو ضرورت نہیں ہوگی۔"

"میں نہیں کہتا مالک۔" انہوں نے اسی انداز میں کہا۔

"تم یہاں [illegible] صاحب [illegible]"

"میں آپ کی خدمت میں ہوں سرکار۔"

"تم صرف میرے دوست ہو۔"

"سب بھی؟"

"ہاں اور استاد بھی۔"

"اب میں خوش نہیں رہ [illegible] دوست۔"

"میری ایک مشکل حل کرو۔"

"اب [illegible] کوئی مشکل [illegible] ہے۔"

"انہوں نے وقت سے پہلے [illegible]
[illegible]
اور میں بالکل صرف تم ہی سے کر سکتا ہوں۔"

[illegible] انہوں نے بدستور اسی انداز میں کہا۔

"اور میں سب کچھ بن گیا ہوں مگر وہ ابھی تک نظر نہیں آئی۔"

"کون؟"

"نادری نون۔" میں نے جھنجھلاتے ہوئے کہا۔ [illegible]
"یہ تو [illegible] بات ہے [illegible] معلوم [illegible]
"نادری نون کو بھی آپ نے طلب کیا ہے؟"

"نہیں" میں نے جواب دیا۔

"پھر اس کی کیا مجال کہ شہنشاہ کے حکم کے بغیر آپ تک پہنچے؟"

"مگر [illegible] کے لیے [illegible] شہنشاہیت کا [illegible] تو میں
نے سوال کیا۔

"ہاں، تو اب وہ اس بات کی منتظر ہوگی کہ [illegible] طلب کریں۔"
انہوں نے جواب دیا۔

"تو پھر میں اسے کیسے طلب کروں؟" میں نے کہا۔

"ہاں یہ کام آپ انہوں نے [illegible]"

"میں [illegible]
میں [illegible] انہوں نے [illegible]
[illegible] گیا۔

میں [illegible]
[illegible]

"یہ شخص کی [illegible] ہے۔"

"[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ویسے [illegible]
[illegible] حکومت حاصل
[illegible]
[illegible] گئے۔

[illegible]
[illegible]
[illegible] ہوئی۔

"مجھے یاد آیا [illegible]" میں نے [illegible] کہا۔

"[illegible] مجھے بھول گئیں؟"

"نہیں۔" اس نے جواب دیا۔

"بتاؤ میں کون ہوں؟"

"وہ جو ندی کے کنارے ایک بچھڑے ہوئے ساتھ مجھے ملے تھے۔"
[illegible]
[illegible]

[illegible] جب میں نے [illegible]
[illegible]
[illegible] نادری نون بولی۔

"کیا؟" میں نے تعجب سے پوچھا۔

"جانتے ہو وہ میری نانی کی [illegible] تھی۔" وہ پُراسرار انداز سے مجھے دیکھتے ہوئے بولا۔

"نہیں۔"

[illegible]

ہو جائے گی۔"

"تو یہ بات ہے؟" میں نے [illegible]

"کیوں؟" وہ متعجب سے بولی۔

[illegible]

"ہاں۔"

"کیا کہا تھا اس نے؟"

[illegible]

258

[illegible]

"کوئی خاص بات نہیں۔ جب میں [illegible]

[illegible]

"ہاں۔۔۔ اور [illegible]

زندگی میں شامل نہیں کر سکتی۔"

"کیا وہ ایک عام عاشق ہے؟"

[illegible]

[illegible]

"بہت مشکل کام ہے۔"

[illegible]

[illegible]

[illegible]

"کیا واقعی؟" میں نے [illegible] پوچھا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

259

چھوڑ دیا ہے ان میں سے یہ ان کا پہلا ہے جس کے بارے میں وہ ہمیشہ گفتگو کرتے رہتے تھے اور جس کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے رہتے تھے اور اب وہ اس انداز میں ان کے سامنے آیا تھا اور اب بھی وہ انہیں نہیں بھولا تھا۔ ان کی خوشیوں کی انتہا نہ رہی۔ ایک ایک نے مجھے گلے لگایا اور یہاں پر بھی وہی ہنگامہ تھا جس سے میں پہلے سے [illegible] تھا۔

میرے باپ نے مجھ سے پوچھا کہ میں کہاں قیام کروں گا تو اس میں نے جواب دیا۔ اسی جگہ جہاں میں پیدا ہوا پلا بڑھا۔ اس [illegible] میں جہاں میں نے اپنی زندگی کے [illegible] سال گزارے ہیں۔ بھلا میں اسے کیسے بھول سکتا ہوں [illegible] لیکن میں [illegible] اس بات کو سوچ رہا تھا کہ پرسی فون کے ساتھ اس محل میں [illegible] میری ماں بھی اور دوسرے لوگوں کی خوشیوں کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا وہ اسی انداز میں ان سب کے ساتھ پیش آ رہا تھا جیسے کہ پہلے آیا تھا۔ کوئی تبدیلی نہ تھی میرے اندر۔ اور میرا دوست ہائیڈن، وہ تو مجھ سے زیادہ خوش تھا۔

وہ خوشی [illegible] کی کیفیات [illegible] میں [illegible] اور [illegible] مجھ سے [illegible] کرتا [illegible] مجھ [illegible] کی [illegible] کے [illegible] اس کے [illegible] ساتھ رہا تھا۔

"بیٹی وہ اس نے مسکرا کے مخاطب کیا، "یہ تمہاری دنیا ہے۔"
"ہاں پرسی یہ ہماری دنیا ہے لیکن تمہاری دنیا سے مختلف۔"
"لیکن بیٹی میں پیار اور محسوس کر رہی ہوں۔"
"بیٹی۔"

"میں کو یہ دنیا بھی بے حد دلکش ہے یہاں جس انداز میں خلوص ہے! جو اس سے پہلے میں نے یہ خلوص ایسی محبت کہیں نہیں دیکھی کیا عجیب لوگوں کی دنیا ایسی ہی ہوا کرتی ہے؟"

"ہاں پرسی فون یہ شاہی محلات سے بہت زیادہ مختلف ہے۔"

"ہاں یہاں زندگی بآسانی گزر سکتی ہے۔" پرسی نے کہا اور ایک گہری سانس لے کر بولی "محبت کے سارے انسان بہت پیار کرتے ہیں بیٹی مگر محبت ہو تو آنکھوں کی اپنی [illegible] ہو جاتی ہیں۔ ان [illegible] سے بہت زیادہ [illegible] ان [illegible] کی آنکھیں نہیں ہوتیں لیکن یہاں میں لوگوں کو دیکھ رہی ہوں جن میں پیار بھرا ہوا ہے۔ اور یہ پیار تو کوئی ایسی دولت ہے اگر ہے کہ میں اپنی روح کو اس میں محسوس کر رہی ہوں۔ یہ پیار بہت عظیم ہے۔"

"ہاں پیار بہت عظیم ہوتا ہے۔" میں نے جواب دیا۔

پدری فون کی محبت اس کی عقیدت اس کی رفاقت سب کی حیثیت سے میرے لیے بہت اہم تھی لیکن جب میرے اندر میری اپنی شخصیت ہو کر آئی تو میں ان سارے معاملات کے بارے میں سوچنے لگا۔ میں سوچ کر سوالوں نے جاگ اٹھیں کس لیے پیدا ہوا ہے اور اب اس کی کیا انجام کر کے ہاں میں یہ جاننا چاہتا تھا۔ سو ایک طویل عرصہ گزار اس میں جانتا تھا اس زندگی کو انجام ہے کیا۔ سو میں نے اپنے باپ سے کہا کہ میں اپنی سلطنت میں واپس جانا چاہتا ہوں وہ تیار ہو کر کے۔

"نہیں بیٹے۔ ہم ابھی اس بھونچالی سمیائی میں خوش ہیں۔" میرے باپ ہیڈس نے جواب دیا۔

"نہیں بابا یہ کیسے ممکن ہے۔ جہاں میں ہوں گا وہاں تم ہو گے اور بھلا یہ کیسے ہو کہ تم جہاں میں پیدا ہوئے ہو اور یہ تخت شہنشاہیت پر بیٹھوں تمہیں نے پہلے پکا ہے۔" کہا۔

"بیٹے یہیں بہتر ہے کہ ہم اس بستی میں رہیں۔ ہمیشہ عزت سے رہیں اور جب ہم کسی بھی لمحے یہاں میں سوچیں گے تو پہنچ جائیں گے تم تک۔ ہاں تم تک پہنچنا ہمارے لیے ممکن ہے کیونکہ ہم تمہارے بیٹے ہیں۔ جب تم شہنشاہ ہوں تک پہنچنا ناممکن ہو جائے گا اب وہ صورت حال نہیں ہوگی۔ ہم جب چاہیں گے تم تک پہنچ جائیں گے۔"

"بہتر بابا۔" میں نے جواب دیا۔ "جب میرا باپ ہیڈس اپنی دنیا میں گم تھا تو پھر کیا حق تھا مجھے کہ اس سے اس کی خوشیاں چھین لیتا۔"

سو جب میں واپس چلا تو میرے ساتھ میرا باپ نہیں تھا البتہ اس نے میری ماں اور بہن کو اجازت دے رکھی تھی کہ وہ میرے ساتھ کچھ عرصے کے لیے چلی جائیں اور میں انہیں عزت و احترام کے ساتھ لے کر اپنی حکومت کی جانب واپس چل دیا۔

"ہمارے سفر کے دوران کئی واقعات پیش آئے۔ دن اور رات کا تعین ہونے کی وجہ سے کہیں کہیں چیڑ کے بڑے بڑے میں یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ ہم سفر کا کتنا وقت طے کر چکے تھے۔ تب میں نے دور سے دیکھا کہ چند گھوڑے میدان میں دوڑ رہے ہیں اور وہ ہماری ہی جانب آ رہے تھے۔ شاہی حکومت کے پرچم تھے کوئی خوبانے گئے۔ میں رک کر ان کا انتظار کرنے لگا۔ میرے ساتھ سو دو تین لشکر بھی رک گیا تھا۔

جب وہ قریب آئے تو دیکھا میں نے کہ سرداروں کا دستہ تھا اور اس کا سردار مرتق ہیس تھا۔ یعنی نوجوان سیزڈنا۔ اپنے عدالت سے وہ میری فتح والے کی کامیابی کا جشن کرنے والا سیزڈنا دوسری کے لیے تھا بلکہ ہمیں محسوس کرنے کو اس کی سمجھ نہ آئی جس سے میں اس واقعے کے بعد آج تک ملا اور میں جو ہوتے ہوئے کہاں غائب تھا۔

فیروزنا ہماری وہ اب آکر اس میں مسکراتی نگاہوں سے دیکھنے لگا۔ اور کہنے لگا انتظار اور قریب آ کر بولا "پرسی فون شہزادی میں اسی طرح وہ میں آپ کے لیے بارہ گھوڑے کھینچ رہے تھے۔" ۔۔۔ میں اسے تک چکا تھا میں سیزڈنا کا انتظار کر رہا تھا کہ تب فیروزنا ہمارے نزدیک پہنچ گیا۔

"شہنشاہ بیکی کی خدمت میں آداب پیش کرتا ہوں۔" وہ اس نے سوال

کے علاج میں سرگرم کرتے ہوئے کہا۔

"شکریہ فیروزنا۔ تمہارا کیا خیال ہے کیا میں تمہیں بھول گیا ہوں؟ میں نے دیکھتے ہوئے کہا۔

"شہنشاہ بیکی کی یادداشت اگر کمزور ہو تو ہونا چاہیے۔"

"نہیں ہے۔" وہ میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شہنشاہ خاندان اپنی مملکت کی جانب سفر کر رہے ہیں میں فیروزنا کے انداز میں کچھ سرگرمی کا احساس ہو رہا تھا۔

"ہاں تمہیں کوئی اعتراض ہے؟"

"نہیں۔"

"پھر کیا کہنا چاہتے ہو؟" میں نے سوال کیا۔

"فیروزنا تو آپ کا ادنیٰ خادم ہے شہنشاہ بیکی۔ بھلا اسے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔" فیروزنا نے جواب دیا۔

"تب پھر تم کیا چاہتے ہو اور یہاں کیسے آئے ہو؟"

"میں شہنشاہ سے کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو اس وادی میں قیام کر لیا جائے۔ کچھ لمحے کے لیے ہم بات کر سکیں۔"

"مگر اگر جو تو میرے ساتھ سفر کرتے ہوئے بھی کر سکتے ہو میں قیام نہیں کر سکتا ہوں" میں نے جواب دیا۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن کیا شہنشاہ مجھے اپنی معیت کا کچھ وقت عطا فرمائیں گے؟"

"میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔" میں نے جواب دیا اور فیروزنا نے گردن جھکا دی۔ پھر اس نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور انہوں نے گھوڑوں کے رخ موڑ لیے۔

"میں فیروزنا ان سے کچھ عقب میں چلا گیا اور میرے لشکر کے ساتھ سفر کرنے لگا میں نے انہیں اور فیروزنا نے پھر گردن جھکا دی۔

اس نے اپنے ساتھیوں کو ہدایت کی اور وہ سب گھوڑے دوڑاتے ہوئے لشکر کے عقب میں پہنچ گئے جہاں دوسرے لوگ سفر کر رہے تھے۔

اب صورت حال یہ تھی کہ میں ایک جانب پرسی فون تھی اور دوسری جانب فیروزنا۔ ہائیڈن کو میں نے اس کی مرضی کے مطابق اس کے اپنے علاقے میں جانے کی اجازت نہیں دی البتہ میں نے یہ ضرور کہا تھا کہ میری سلطنت میں پہنچنے کے بعد میں اسے کچھ وقت ضرور دوں گا کہ وہ اس دوران اپنے عزیزوں اور اقارب سے مل کر واپس آ جائے۔ ہائیڈن اس وقت خاموش ہو گیا تھا لیکن اس نے یہی کہا تھا کہ [illegible]۔ اس موضوع پر مجھے سنجیدہ میں گفتگو کرنی تھی لیکن بعد میں نے [illegible] کی وادی کی جھیل نہیں رکھنا۔ میں نے سوچا کہ اس کی واپسی کا وقت چند قیام پھر چل پڑے۔

پرسی فون اور فیروزنا لشکر کے بیچ میں تھا اور اس دوران میں اس سے وہ ملی رہا تھا۔ البتہ ہم اپنے قیام میں پاس ہیں مل سکتے تھے۔ ہائیڈن مسکراتی نگاہوں سے فیروزنا کو دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے میری جانب

جھک کر کہا۔ "یہ شخص مجھ میں نہیں آیا۔"

"میں نے تمہیں اس شخص کے بارے میں بتایا تھا۔ یعنی وہ شخص جس نے مجھے چیلنج کیا تھا کی طرح کر دیں جا رہا ہوں کہ اس کے علم کا اسے دے کر لیکن جس اور پرسی فون کو اس کی ملکہ بنا کر حکومت خود حاصل کرے۔"

"اوہو۔ اور یہ مجھے بتلایا اس سے فیروزنا ہے؟"

"ہاں۔"

"ٹھیک بالکل ٹھیک۔ اب یہ یہاں کیوں آیا ہے؟"

"یہ تو معلوم ہو جائے گا۔" میں نے جواب دیا۔

میں نے فیروزنا کو اس وقت تک گفتگو پر مجبور کیا جب تک کہ ہم نے قیام نہ کر لیا۔ ہاں جس وادی میں ہم نے قیام کیا تھا وہ خوش کن وادی تھی۔ اس حقیقت کا احساس تو ہم نے سفر کے دوران کیا تھا جہاں کی ہر چیز بھلے سے ہی شوق رکھتی تھی۔ چنانچہ اس حسین وادی میں خیموں کا لشکر آباد ہو گیا۔ وہ وادی جو ہمارے گرد سنسان پڑی ہوئی تھی جس نے انسانوں کو بہت کم دیکھا تھا اس وقت انسانوں سے بھری ہوئی تھی۔

لشکر کے تمام لوگ اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے میرا اور پرسی کا خیمہ خوبصورت جگہ پر زیادہ کر دیا گیا تھا جس کے عقب میں ایک ننھی سی جھیل تھی کی جانب نگاہیں اٹھائے دیکھ رہی تھی۔ اس کے کنارے پرستارہ درخت بھی تھے محفوظ معلوم ہوتے تھے اور ان جھاڑیوں کے درمیان میں جھیل بہت خوبصورت محسوس ہو رہی تھی۔ ہم خیمے کے عقب سے اس جھیل کا منظر بآسانی دیکھ سکتے تھے ہائیڈن نے اچانک اجازت لے کر مجھ سے اجازت طلب کی جس سے اسے اپنے ان ساتھیوں کے پاس پہنچ گیا تھا جن کے لیے ہم نے خیمے لگا رکھے تھے۔ تب فرصت حاصل ہونے کے بعد میں پرسی فون کے پاس جا بیٹھا اس سے کافی دیر گفتگو کرتا رہا۔ پرسی فون مجھ سے بہت پیار کرتی تھی جس کا اظہار اس کی آنکھیں اپنی چاہت سے کرتی تھی وہ حقیقت میں بہت خوبصورت تھی کہ میں بیکی کے روپ میں خوش قسمت رہا تھا پرسی فون مجھ سے محبت کے ساتھ ہی تھی۔

تب کافی دیر کے بعد میں نے ایک خادمہ کے ذریعے فیروزنا کو پیغام بھیجا اور فیروزنا آ گیا۔ میں نے فیروزنا کو بیٹھنے کی پیشکش کی اور وہ نگاہیں جھکائے میرے سامنے بیٹھ گیا۔

"فیروزنا تم جانتے ہو میں نے تمہیں کس لیے طلب کیا ہے۔ میں تم سے وہ ساری باتیں جاننا چاہتا ہوں جن کے لیے تم آپ میرے پیچھے پیچھے آئے ہو۔" فیروزنا نے کسی قدر حسرت زدہ نگاہوں سے میری جانب دیکھا اور پھر اس کے چہرے پر ایک عجیب سی مسکراہٹ پھیل گئی پھر وہ بولا۔

"میں تمہاری تقدیر پر رشک کرتا ہوں بیکی۔ یہ بڑی مشکل ہے کہ مصرف حیرتوں کے دیس ان زندگی گزر سکی ہے۔ تم لوگوں کی دنیا میں صرف حیرتوں کا کھیل چاہیے لیکن کیا آگے سوچ سکتا تھا کہ حیرتوں کو مسکرائی کرنے والا یہ ہوں اپنا دامن تو نہیں بھرا۔"

فیروزنا کی گفتگو زیادہ دلچسپ و دلکش تھی اور شاید اسی طرح میرے

یقیناً وہ پندرہ منٹ موت ہی تھے جس میں [illegible] سرد مزاجی کا مالک مقتدا بھی جس میں
نے بیٹھ کر سکون سے اس کی ساری باتیں سنیں۔ میں جانتا تھا میرے پاس کچھ لمحے
ہیں اس کی گردن اندر کر کے میں بے بس کر دی جائے گی۔ تو جو شخص اپنے سامنے اتنا
ذہین ہو اس شخص کی اپنے سامنے حیثیت صرف اتنی ہو۔ بہرحال اس شخص کی باتوں
کو [illegible] بھی کوئی جواز نہیں بنتا تھا۔ میں نے خوش دلی سے اس کی گفتگو سنی اور پھر
کہا "تم جو کچھ بتا رہے ہو فیرونا! میں تیری ہر بات کا احترام کرتا ہوں لیکن کیا
تو یہ بتانا پسند کرے گا کہ ان باتوں سے تیرا مقصد کیا ہے؟" میں نے پوچھا۔
"بس میں تیری قدر پہچان کر رہا ہوں ہیکل کہ تو تحت الثریٰ
کی حکومت بلکہ اس کی پوری سلطنت کا بھی مالک ہے جس کے سامنے ساری
طاقتیں ہیچ ہیں" فیرونا نے ایک سرد آہ بھرتے ہوئے کہا۔
"تیری مرضی پر سب قوتیں ہیں؟"
"ہاں میری مرضی اسی حیثیت سے ہے۔"
"لیکن اب وہ میری ملکیت ہے اس حکومت کے شاہ کی بیوی ہے کیا تو
اس بات کا خیال نہیں رکھتا؟"
"بلاشبہ۔ اور میں اس کی شان میں کوئی گستاخی نہیں کروں گا جو تجھے
ناگوار گزرے" فیرونا نے جواب دیا۔
"تو نے تو کوشش کی کہ تو فیرونا کو میرے مقابلے میں کامیاب
کر دے لیکن تو ناکام رہا۔ اور تو نے اس بات کو محسوس کیا کہ تیرا علم ساتھ
ناکام رہا۔"
"اسی کے بارے میں تجھ سے معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں ہیکل کہ مجھے
بتا وہ کونسا علم تھا جس نے میری قوتوں کو بے اثر کر دیا؟"
"فیرونا کیا میرے اور تیرے سوال کا جواب ضروری ہے؟" میں نے کہا
"ایک انسان کی حیثیت سے ضروری ہے ہیکل۔ ہاں [illegible] ہی ہے
میں اس بات کو نظر انداز نہیں کر سکتا" فیرونا نے جواب دیا۔
"لیکن میں اپنے اس علم کے بارے میں تجھے نہیں بتاؤں گا جس سے
میں نے تجھ پر فتح حاصل کی۔"
"ٹھیک ہے میں کہہ چکا ہوں ہیکل کہ میرے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے
کہ میں تجھے مجبور کر سکوں اور نہ ہی میں تجھے مجبور کروں گا بلکہ میں تجھ سے ایک
درخواست ضرور کروں گا [illegible]۔"
"تو کیا چاہتا ہے؟" میں نے پوچھا۔
"میری خواہش ہے کہ مجھے میرے ساتھیوں کے سامنے زمین میں دفن
کر دیا جائے" فیرونا نے کہا۔
"کیا مطلب؟" میں نے تعجب سے پوچھا۔
"ہاں پرسی فون کے بغیر میں مر جانا چاہتا ہوں۔"
"تو اس کے لیے میرے پاس ہی کیوں آیا ہے فیرونا" میں نے طنزیہ
انداز میں اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔
"میں یہ چاہتا ہوں کہ ... ان حالات سے گلو خلاصی کروں جو میری

موت کے بعد تجھے پیش آئیں گے۔"
"اوہو! یہ حالات کیا ہیں پھر تو اپنے علم سے میرے بارے کچھ کیوں جاننا
چاہتا ہے اور کیا اس سلسلے کی کوئی کڑی ہے کہ تو چاہتا ہے کہ میں تجھے زمین
کو درگور کر دوں؟"
میں نے سوال کیا۔
"نہیں ہیکل۔ حالات نے مجھے شکست سے ہمکنار کیا ہے اور فیرونا ناکام
رہا ہے لیکن پرسی فون کی محبت مجھے موت کے بعد بھی سکون نہیں لینے
دے گی میں مرنے کے بعد بھی ... رقابت کی آگ میں جلتا رہوں گا اور میں
نے اس کے لیے بندوبست کر لیا ہے۔"
"کیسا بندوبست؟" میں نے مسکراتے ہوئے سوال کیا۔
"میں زندگی میں تجھ سے انتقام نہیں لے سکا لیکن میں نے اپنے علم سے
سوال کیا کہ کیا میری زندگی کی کوشش بھی مجھے کوئی ایسی چیز نہیں دے سکتی
جس کے ذریعے میں اپنے دشمن سے انتقام لے سکوں؟"
"پھر تیرے علم نے تجھے کیا جواب دیا؟"
"اس نے مجھے ایک راز سے [illegible] لیکن وہ کوئی شرط تھی
[illegible] میری آرزو تھی۔"
"میں جاننا چاہتا ہوں فیرونا؟"
"میرے علم میں ایسی کوئی ایک بات تھی جس کے ذریعے میں تجھ سے انتقام
لے سکتا تھا لیکن اس کے عوض کے طور پر مجھے اپنی زندگی بھینٹ چڑھانا تھی۔"
"وہ کیا تھی؟" میں نے سوال کیا لیکن فیرونا نے میری بات پر
توجہ نہ دی اس کے ہونٹوں پر ایک شیطانی مسکراہٹ ابھر رہی تھی۔
"سن تو [illegible] زندگی اور ساری زندگی تجھے اس اذیت میں
گزارنا ہوگی [illegible]
[illegible]
[illegible]"
"تو خود [illegible] فیرونا۔ تو خود نہیں جانتا کہ تو کیا کہنا چاہتا ہے" میں نے اس کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا۔
"تو سن۔ تو اپنے ہی خون کے ہاتھوں موت کا شکار ہوگا اور تیری
بیوی پرسی فون تیرے نطفے سے ایک بیٹے کو جنم دے گی [illegible] تجھ
پر ہنسیں گی پھر تحت الثریٰ میں ایک نئے دور کا آغاز ہوگا۔"
"اور پھر؟"
"اے کم ظرف یہ تیری تقدیر ہے اور تو ... تو خوش نہ رہ سکے گا۔ وہ شر
[illegible] اور اس وقت تیری کوئی قوت تیرا ساتھ نہ
دے سکے گی۔"
"عمدہ بات ہے لیکن تو نے یہ سوچا فیرونا کہ اگر میں اس شخص کو شکست
دے سکتا ہوں جو تیرے علم کے ساتھ جنگ کر رہا تھا تو کیا تیری اس بد دعا میں
ناکام نہ بنا سکوں گا؟"

"میری تقدیر مضبوط ہے [illegible]" فیرونا نے خوشی سے قہقہہ لگاتے
ہوئے کہا لیکن [illegible] ہونٹ ہلتے رہے تھے۔
موت فیرونا بہرحال [illegible] سب کچھ بھی میرے لیے ایک
دلچسپ تجربے سے زیادہ نہ ہوگا [illegible] لیکن اس وقت میں چونک
پڑا جب فیرونا نے اچانک خنجر نکال کر اپنے پیٹ میں گھونپ لیا۔ یہ سب کچھ اس نے
اتنی برق رفتاری سے کیا تھا کہ میں اسے روک بھی نہ سکا فیرونا کی ساری رگیں
پھول گئیں، چہرہ سرخ ہو گیا لیکن اذیت کے عالم میں بھی قہقہے لگا رہا تھا۔
"تو خوش نہیں رہ سکے گا ہیکل تو ..." وہ زمین پر گر کر تڑپنے لگا لیکن
[illegible] اور پھر اسی طرح ہنستے ہنستے اس نے دم توڑ دیا۔
میں اسے سنجیدہ نگاہوں سے دیکھ رہا تھا اور میرے ذہن میں صرف ایک
ہی خیال تھا وہ یہ کہ فیرونا پاگل ہو گیا تھا۔ وہ پرسی فون کی جدائی برداشت نہ کر سکا
فیرونا کے ساتھی اس کی لاش دیکھ کر افسردہ ہو گئے تھے۔ خود میرے دوست
ایتھوپن بھی عجیب سی کیفیت کا شکار تھا۔
یوں تو ہزاروں لوگ مرتے ہیں [illegible] لیکن وہ خود کو کسی
مقصد کے تحت ہلاک کر دے [illegible] ہوتی ہے۔ [illegible]
[illegible]
[illegible] وہ زور سے ہنسا۔
"لیکن ایتھوپن۔ کیا تم اس کی اس بات سے خوفزدہ ہو گئے تھے؟" بالآخر میں
نے سوال کیا۔
"خود تمہارا کیا خیال ہے ہیکل؟" ایتھوپن سنجیدگی سے بولا۔
"وہ لوگ جو کچھ کرنے کے لیے اپنی قربانی دیتے ہیں پاگل نہیں ہوتے۔"
"میرے خیال میں وہ صرف پاگل تھا۔"
"کیوں؟"
"اس لیے کہ وہ پرسی فون کی جدائی برداشت نہیں کر سکا تھا اور اس
نے [illegible]" میں نے جواب دیا۔
"نہیں ہیکل۔ وہ صاحب علم تھا اور اس کے ساتھی بھی جانتے ہیں۔"
"تو آپ کے خیال میں جو کچھ اس نے کہا ہے وہ ہوگا؟"
"میری دعا ہے کہ نہ ہو۔"
"وہ نہیں یہ دعا کرتے [illegible] میں
چاہتا ہوں کہ فیرونا کی خواہش پوری ہو اور میں اسے ایک بار پھر ناکام دیکھوں
اسی طرح جیسے میدان جنگ میں وہ اس شخص کی ناکامی دیکھ رہا تھا جس کے
[illegible] جس کی تلوار [illegible] لیکن بالآخر اس
نے [illegible] شکست دی۔"
"ایسا ہی ہو ہیکل ایسا ہی ہو" ایتھوپن کے چہرے پر ابھی بھی [illegible]
[illegible] اور وہ بدستور فکرمند نظر آ رہا تھا۔
"میرا [illegible] ایتھوپن۔ یہ تو [illegible] باتیں ہیں [illegible] اور

[illegible] میں ابھی وقت لگے گا۔ سو ہم آنے والے وقت کے بارے میں فکر کیوں کریں
اب تو [illegible] فیرونا کی لاش ٹھکانے لگائی جائے" میں نے ایتھوپن کو سمجھانے کے انداز میں
کہا۔
"اس کے ساتھیوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا؟" ایتھوپن نے پوچھا
"ہماری ان سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ فیرونا کی لاش ان کے حوالے کر دی
جائے اور ان سے کہا جائے کہ یہاں سے دور نکل جائیں۔" میں نے کہا اور ایتھوپن
نے گردن ہلا دی۔ پھر اس نے میرے احکامات فیرونا کے ساتھیوں تک پہنچا دیے
اور میرے احکامات کی تعمیل میں [illegible] ہو چکی تھی۔
وہ لوگ چلے گئے اور ہم آگے بڑھ گئے۔
[illegible] تحت الثریٰ کی حکومت مجھے مل گئی اور [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] اس سے خوش تھا۔
اب میں نے تمام حکومت [illegible] سنبھال لیا تھا [illegible] وقت باقی نہیں
رہی تھی [illegible] فیرونا میرے ذہن سے نکل گیا تھا۔
[illegible]
[illegible]
[illegible]
"کیا [illegible] پرسی؟" میں نے [illegible] اس کے
چہرے سے [illegible] غور سے دیکھا تھا۔
"ایک بات کہوں؟" پرسی کے ہونٹوں پر ایک شرمیلی سی مسکراہٹ پھیل
گئی تھی۔
"کہو۔"
"کیا تم کیا تم اپنی عظیم الشان حکومت کے لیے ایک وارث کے خواہشمند
نہیں ہو؟"
"ہوں۔"
"کیا چاہتے ہو؟"
"وہی جو تم۔" میں نے جواب دیا [illegible] میں اس کی گفتگو
میں دلچسپی لے رہا تھا۔
"یعنی؟"
"تم کیا چاہتی ہو؟"

"ایک بچہ، ایک خوبصورت سا بچہ جو یہاں ادھر ادھر لیٹ کر غوں غاں کرتا ہوگا۔ اور پھر جو ہمارے درمیان کھیلتا ہوگا اور پھر جو ہمارے درمیان ایک خوبصورت اور قابل فخر نوجوان کی حیثیت سے کھڑا ہوگا۔"

"میں بھی یہی چاہتی ہوں۔"

"لیکن ابھی تک ہم اس سے محروم کیوں ہیں؟"

"ہوں۔۔۔ میں جو کچھ مرد۔" مجھے اچانک خیال آیا۔ میں ابھی کی حیثیت سے زندہ رہ سکتا تھا لیکن اپنی اصل حیثیت میں تو میں پرسی فون کی خواہش کبھی پوری نہیں کر سکتا تھا۔

"میرا خیال ہے پرسی ہم زیادہ دنوں تک محروم نہیں رہیں گے۔"

"اوہ آقا۔" پرسی فون نے مسکراتی نگاہوں سے مجھے دیکھا۔

"ہاں۔" میں نے غرور سے جواب دیا اور پرسی فون گہری گہری سانسیں لینے لگی۔

لیکن طویل عرصہ گزر گیا اور پرسی فون اولاد سے محروم رہی۔ نہ جانے کیوں میں بھی پریشان رہنے لگا تھا حالانکہ بعض اوقات میں اپنی اس پریشانی پر ہنسنے لگتا تھا۔ بھلا میں اولاد کے لیے پریشان کیوں ہوتا ہوں مجھے کہاں اولاد کا لالچ تھا لیکن پرسی فون اب شدت سے اولاد کے جنون میں مبتلا ہو گئی تھی۔ وہ ہر وقت اس بات کا رونا روتی رہتی تھی۔ بعض اوقات میں اسے سمجھاتا تھا۔

"پیاری پرسی فون! آخر تم اس قدر پریشان کیوں رہتی ہو؟"

"میں اولاد چاہتی ہوں۔"

"ہر وقت سے پہلے تمہیں نہیں مل سکتی۔"

"وقت کب آئے گا؟"

"کیا اس سے پہلے تمہارے دیوتا یہ بات جانتے رہے ہیں؟"

"نہیں۔ لیکن۔"

"ہر وقت اولاد کی رٹ مت لگایا کرو۔" اس وقت مجھے غصہ آ گیا اور پرسی فون چونک کر مجھے دیکھنے لگی۔

"تو کیا تمہیں اولاد کی خواہش نہیں ہے؟"

"ہے لیکن تمہاری طرح پاگل نہیں ہوں۔"

"لیکن ابھی۔"

"بیٹا تو تمہارے باپ کے ہاں بھی نہیں تھا۔ اس نے دوسرے کا سہارا لیا؟"

"وہ تو تم تھے لیکن ہم تو۔۔۔"

"ایسی فکر کرو۔ اولاد کی رٹ مت لگائے رکھا کرو۔"

"لیکن مجھے اولاد چاہیے۔"

"جاؤ میرے پاس سے ہٹ جاؤ۔ اب اپنا ذہن صاف کر کے میرے نزدیک آنا۔ میں اب تمہارے منہ سے اولاد کا لفظ نہیں سننا چاہتا۔" میں نے کہا اور پرسی فون افسردگی سے میرے پاس سے ہٹ کر نکل گئی اور پرسی فون سے شادی کے بعد میں نے پہلی بار شاید اس سے بے رخی برتی۔ اس سے پہلے زندگی کے اوقات میں کبھی اس سے دوری نہیں ہوئی تھی لیکن پتہ نہیں اس کے بغیر تھی۔

پھر جب میں یہاں ہونے لگا تو اس کی تلاش میں نکل پڑا۔ میں نے سوچا تھا کہ وہ آرام گاہ میں ہو گی لیکن۔ جب میں اس کی آرام گاہ میں پہنچا تو وہ نہیں تھی۔ اس سے تمہیں وہ کہاں ملتی؟

اور اس سوال کا جواب مجھے کچھ عرصے کے بعد مل گیا۔ طویل عرصہ نہیں گزرا تھا اور پرومیتھس اس درمیان جو کچھ ہو رہا تھا وہ سب میری توجہ تھا۔ میرے لیے ایک مشکل مرحلہ تھا۔ تحت الثریٰ میں میرا ایک خادم خاص کورزال تھا۔ ایک بدشکل درخواست جو گونگا تھا اور بول نہیں سکتا تھا لیکن اس کا عضو عضو بولتا تھا ایسے خوبصورت بدن کا مالک جو تمام تر مردانہ خصوصیات سے سجا ہوا تھا۔ میں نے پرسی فون کو کورزال کے پہلو میں عیش کدے سے باہر آتے دیکھا تھا۔

طویل رنگینی تک میں نے سوچا۔ اور پھر پرسی فون سے گفتگو کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس کو جواب شگفتہ دینا تھا۔

"تم بہت خوش ہو پرسی فون؟"

"ہاں۔"

"اس کی وجہ جان سکتا ہوں؟"

"نہیں۔" اس نے جواب دیا۔

"کیا مطلب؟"

"جو کچھ میں نے کہا میرا مطلب اس سے مختلف نہیں ہے۔" پرسی فون کا لہجہ خشک تھا۔ میں چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

"لیکن تم میری بیوی ہو پرسی فون۔"

"ہاں لیکن تم میری خواہشات پوری کرنے میں ناکام رہے ہو۔"

"کونسی خواہشات؟"

"میں ابھی تک اولاد سے محروم ہوں۔"

"اولاد کے حصول کے لیے تم نے دوسرے راستے اختیار کیے ہیں؟"

"ہاں۔ اپنے حق کے مطابق۔" اس نے بے خوفی سے جواب دیا۔ تب میں نے اس کے حق کا جائزہ لیا۔ اور پرومیتھس سے مجھے یہ بات معلوم ہوئی کہ وہ آخر حقدار ہے اس زمین کے اصول مختلف تھے اور بھلا میں ان اصولوں سے کس طرح انحراف کر سکتا تھا۔ ایک لمحے کے لیے میرے ذہن میں یہ بات آئی۔ یہ سوال بھی ایک تجربہ تھا۔

لیکن جس حیثیت سے مجھے یہ تجربہ ہوا تھا وہ حیثیت اس بات کی نہیں کہ میں بھی پرسی فون اپنے حسن میں مشغول رہتی تھی۔ میں عورت کے دوسرے کا بوجھ تھا لیکن ذہنی طور میں الجھا ہوا تھا اور میرا ضمیر چونکی نگاہوں سے مجھے دیکھتا تھا لیکن ابھی تک میں نے اپنا یہ مسئلہ اس کے سامنے پیش نہیں کیا تھا۔

بالآخر ایک دن اس نے مجھ سے سوال کر ہی ڈالا۔ "ایک خادم کی حیثیت سے میرے حقوق محدود ہیں لیکن تم نے ہمیشہ مجھے دوست کی حیثیت دی ہے اور اسی حیثیت سے میں تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔"

"ہاں پوچھو ایبون۔"

"ان دنوں تم کچھ پریشان نظر آتے ہو۔"

"ہاں۔ ایبون۔" میں نے گہری سانس لے کر کہا۔

"ایبون کو اس کی وجہ نہیں بتاؤ گے؟"

"وجہ؟" میں نے غور سے اسے دیکھا پھر میں نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں ایبون میرا خیال ہے میں تمہیں اس راز میں شریک کر لوں۔"

"ایبون تمہارا خادم ہی نہیں دوست بھی ہے اور دوست ہونے کی حیثیت سے وہ تمہارے راز کا امین ہے۔"

"مجھے بھروسہ ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"تو بتاؤ کیا راز ہے؟"

"پرسی فون غلط راستوں پر نکل گئی ہے۔"

"پرسی فون؟" ایبون نے حیرت سے پوچھا۔

"ہاں۔"

"ناممکن۔" اسے یقین نہیں آ رہا تھا۔

"تمہیں اتنی حیرت کیوں ہو رہی ہے؟"

"اس لیے کہ تم دونوں ایک دوسرے کو بہت پیار کرتے ہو۔"

"کرتے تھے۔ اب نہیں کرتے۔"

"کیوں؟"

"پرسی فون بدل گئی ہے۔"

"اس کی وجہ؟"

"اولاد۔"

"اوہ۔ تو پرسی فون کو اولاد کی خواہش ستاتی ہے؟"

"ہاں۔"

"لیکن ابھی۔ کیا تم دونوں میں سے کوئی اولاد پیدا کرنے کے قابل نہیں ہے؟" ایبون نے جھجکتے ہوئے پوچھا۔

"میں نہیں جانتا۔"

"پرسی فون نے کوئی قدم اٹھایا ہے؟"

"ہاں۔"

"کیا؟" ایبون نے پوچھا۔

"کورزال۔ اس کا گونگا خادم اس کی آرزو کا مرکز ہے۔"

"تمہیں یقین ہے؟"

"ہاں۔" میں نے سنجیدگی سے جواب دیا اور ایبون گہری سوچ میں گم ہو گیا۔ پھر اس نے طویل سانس لے کر کہا۔

"بادشاہ یہ صورتحال میرے لیے تکلیف دہ ہوگی۔ لیکن پرسی فون اپنی زمین کے اصولوں پر عمل کر سکتی ہے جبکہ اسے اس کا حق حاصل ہے۔"

"یہ اس کا حق ہے؟"

"ہاں یہ اس سرزمین کی روایت ہے۔ اور اگر تمہارے ہاں کوئی اولاد پیدا ہو جاتی ہے تو بادشاہ وہ اس سلطنت کی مالک ہوگی کیونکہ سلطنت تمہیں پرسی فون کے حوالوں سے ملی ہے اور تم خود ایک مہمان کی حیثیت سے بیٹھے ہو۔"

"لیکن ایبون یہ امر میرے لیے ناقابل برداشت ہے۔"

"یقیناً ہوگا۔"

"میں کیا کروں؟"

"ایبون کرے گا لیکن تم ایک کام ضرور کرو۔ پرسی فون کو احساس نہ ہونے دو خود تمہیں اس کی زیادہ پرواہ نہیں ہے اور اس کی کنیزوں کے ساتھ داد عیش دو۔"

"کیا مجھے اس کا حق حاصل ہے؟"

"تمہیں تو اس کا بھی حق حاصل ہے کہ پرسی فون کو قتل کر دو۔"

"اوہ۔" میں نے گہرے خیال انداز میں گردن ہلائی۔ میرا ذہن عجیب تھا اور اس نے جو کچھ مجھے بتایا تھا وہ بھی عمدہ تھا۔

ایبون رخصت ہو گیا اور میں نے اپنے طور پر ذہنی حیثیت کا جائزہ لیا۔ میں ان معاملات سے زیادہ متاثر نہیں تھا۔ ہاں ایک کی حیثیت سے اس بات کا رنج ضرور تھا کہ میری بیوی نے مجھ سے بے وفائی کی۔

لیکن اندرونی طور پر میں بالکل نہیں تھا۔ میں نے اب بات پر غور نہیں کیا یعنی ایسے واقعات جو میرے ذہن کے لیے ناقابل قبول ہیں۔ مجھے اپنی اصل حیثیت سے قبول کرنا چاہئیں۔ اس طرح میں ذہنی الجھن سے محفوظ رہ سکوں گا اور اس طرح تحت الثریٰ کے آدمی کی ان داستانوں سے خود کو نکال سکوں گا۔

اور جب میں نے آگے زندگی خود کو محسوس کیا کہ ساری کہانی ایک خواب ہے، ایک دلچسپ تفریح خواب کی، اور اس الجھن سے میں صرف لطف لے رہا ہوں اور خود میرا اس داستان سے کوئی تعلق نہ ہو۔

لیکن میرا دوست ایبون شاہی زندگی کے محل میں جو اپنی نیچی سرگوشیوں سے میں نے معلوم کیا کہ گونگے کی لاش اس کے کمرے میں ملی ہے اور اس کی گردن اس کے شانوں سے بہت دور پائی گئی ہے۔ میں نے اس کی خواہش نہیں کی۔ نہ ہی یہ معلوم کیا کہ اس وحشی کو کس نے ہلاک کیا۔

ہاں پرسی فون کی کیفیت کے بارے میں معلوم کرنا میرے لیے زیادہ دلکش تھا اور تنہائی کے لمحات میں وہ میرے پاس آ گئی لیکن اس کی آنکھوں کی چمک میں اس کے گلابوں کی شگفتگی میں کوئی تبدیلی نہیں تھی۔ اس نے خوفزدہ انداز میں میری گردن میں بانہیں ڈال دی تھیں اور میں نے بھی کسی تغیر کا اظہار نہیں کیا۔

لیکن وہ خود ہی ہنستی ہوئی بولی۔

"تمہارے کورزال کو بھی خوب مار گیا لیکن کیا برا ہوا۔ اس کی حیثیت اس سے زیادہ کیا تھی کہ وہ صرف ایک خادم تھا لیکن تمہیں یہ جان کر شاید مسرت ہوگی کہ میں خود اس کی موت کی خواہش مند تھی اور اس راستے میں سوچ رہی تھی کہ کس طرح اسے راستے سے ہٹاؤں۔" پرسی فون نے کہا اور میں چونک گیا۔

"کیوں؟" میں نے اس سے سوال کیا۔ وہ قدرے سنجیدہ تھی۔

"نہیں میری روح، پیارے تو میں تم سے کرتی ہوں۔"
"خوب۔ اب بھی؟"
"اب بھی اور ہمیشہ!"
"دلچسپ محسوس ہوا۔"
"یہ بات نہیں، در اصل تم غلط فہمی کے شکار ہوئے تھے۔"
"کیوں؟"
"وہ میری محبت نہیں میری ضرورت تھا۔"
"ضرورت؟"
"ہاں میں چاہتی تھی کہ حکومت میرے خاندان ہی میں رہے اور یہی خواہش میرے باپ ایپاش کی تھی۔"
"تو پھر؟"
"میں نے کورال سے اپنی ضرورت پوری کی۔ اور جب غلاموں سے کوئی ایسی ضرورت پوری کی جاتی ہے جو ان کی حیثیت سے بڑھ کر ہو تو حکمران کی زندگی مناسب نہیں ہوتی کیونکہ وہ اس قابل نہیں ہوتے کہ ان پر اعتبار کیا جائے اور ناقابل اعتبار لوگوں کا مر جانا ہی بہتر ہوتا ہے۔" پرسی فون نے کہا۔
"کیا کہنا چاہتی ہو پرسی فون؟"
"کوئی خاص بات نہیں بس کی صورت یہ کہ اس سے میں جو چاہتی تھی وہ پورا ہو گیا اور میں بہت خوش ہوں۔"
"یعنی؟"
"یعنی یہ کہ اب میرے بطن میں اس ریاست کا حکمران موجود ہے۔"
"اوہ۔" میرا خون کھول گیا "لیکن وہ حکمران کورال کا بیٹا یا بیٹی ہوگی۔"
میں نے طیش کے عالم میں کہا۔
"نہیں کورال کا نہیں پرسی فون کی ذات کا بیٹا ہوگا۔"
"لیکن پھر اس سے کیا تعلق ہوگا؟"
"تم اس کے باپ ہو گے۔"
"کیوں؟"
"اس لیے کہ آقاؤں کو غلاموں سے ہر ضرورت پوری کرنے کا حق ہوتا ہے لیکن کیا غلاموں کی یہ مجال کہ وہ کسی چیز پر اپنا دعویٰ کر سکیں۔"
"لیکن پرسی فون میں تو اسے اپنی اولاد تسلیم نہیں کروں گا۔"
"اس طرح تم تخت الثری کے قوانین سے بغاوت کرو گے۔" پرسی فون نے نہایت سکون سے کہا۔
"تخت الثری کے قوانین سے بغاوت؟" میں نے غصے سے کہا۔
"ہاں۔"
"کیوں؟"
"اس لیے کہ تم اس قانون کے امین ہو۔ تم تخت الثری کے شوہر ہو اس صورت میں لازم ہے کہ تم پہلے قوانین کی پابندی کرو۔"
"اوہ۔" میرا خون کھول اٹھا میرے بدن سے چنگاریاں نکلنے لگیں لیکن وقت پر میں سنبھل گیا۔ میں نے اپنے آپ کو محسوس کیا اور اس طرح اپنی اس کیفیت پر قابو پا لیا جو مجھے برانگیختہ کر رہی تھی۔ چنانچہ میرے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ پھیل گئی۔ "ہاں تم نے ٹھیک کہا۔ یہ دنیا پرسی فون تخت الثری کے قوانین سے عبارت ہے۔ بلاشبہ ہم میں سے ہر ایک اس بات کا محتاج ہے کہ جس طرح چاہے زندگی گزارے۔"
"یقیناً۔" پرسی فون نے جواب دیا۔ وہ نہایت دلکش انداز میں مسکرا رہی تھی۔ پھر وہ میرے سینے سے چمٹ گئی۔ میں نے بھی اس سے تعرض نہیں کیا تھا۔ [illegible] جس حیثیت میں تھا وہ مختلف تھی۔ مجھے اب [illegible] چنانچہ میں نے پرسی فون کے [illegible] اس وقت مجھے [illegible] پرسی فون مطمئن ہو کر میرے نزدیک سے اٹھ گئی۔
لیکن اس کے بعد جانے سے جو کچھ سوچا تھا اور [illegible] نے مجھے جو کچھ مشورہ دیا تھا۔ میں نے اس پر عمل کیا۔ [illegible] ترین کنیزیں میری خلوت میں آنے لگیں اور [illegible] چند دنوں کے بعد پرسی فون کے چہرے کا رنگ اڑنے لگا۔ اس کے ہونٹوں پر وہ مسکراہٹ باقی نہ رہی جو کبھی اس کے حسن کا خاصہ تھی۔ [illegible] اور مجھے اس صورت حال سے کافی مسرت محسوس ہوتی تھی [illegible] پرسی فون کا [illegible] بڑھتا جا رہا ہے۔ گویا کورال ابھی اس میں موجود تھا اور [illegible] تقویت دیتا تھا بھلا مجھے اب اس بات کی کیا پروا ہو سکتی تھی۔ میں نے جو کچھ کیا تھا اس کی نشانیاں اس کے سامنے موجود تھیں اور میں جو کچھ کر رہا تھا اسے میں چھپانا نہیں چاہتا تھا۔
چنانچہ کنیزیں آتی رہیں [illegible] ان میں سے چند [illegible] تھیں جو مجھے بے حد پسند تھیں [illegible] مستقل میری خلوت کی رازدار تھیں۔ پھر وہی ہوا جس کا امکان تھا یعنی پرسی فون ایک دن آتش فشاں کی طرح پھٹ پڑی۔
"تم۔ تم۔" اس نے مٹھیاں بھینچتے ہوئے خونخوار لہجے میں کہا "تم نے مجھے بالکل نظر انداز کر دیا ہے بیکن۔"
"کیا مطلب پرسی فون؟"
"تم نے مجھے ایک کنیز سے بھی بدتر سمجھ لیا ہے۔"
"نہیں نہیں ایسی کوئی بات نہیں کنیزیں اپنا مقام رکھتی ہیں اور تم اپنا۔ کیا یہ بات تخت الثری کے قوانین کے خلاف ہے کیا ایک شوہر کنیزوں سے لطف اندوز نہیں ہو سکتا؟" میں نے معصومیت سے پوچھا۔ اور پرسی فون کسی زخمی سانپ کی مانند بل کھانے لگی۔
تاہم [illegible] جواب [illegible] لیکن میں بھی [illegible] تم نے جواب نہیں دیا پرسی فون [illegible] ہوں۔"

"لیکن یہ محبت کے خلاف ہے۔"
"محبت۔ نہیں پرسی فون [illegible] کوئی بہت بڑی حیثیت نہیں رکھتا۔ کیا تمہارا خیال ہے کہ [illegible] کورال کو بھول سکوں گا جو آج بھی تمہارے پیٹ میں موجود ہے۔"
"اوہ۔ تو یہ انتقام۔۔۔"
"حقیقتاً تم نہیں تمہارے [illegible] استعمال کیا اور میں نے [illegible] اس میں انتقام کی کیا بات ہے؟"
"لیکن میں۔ میں یہ سب کچھ نہیں ہونے دوں گی۔"
"پرسی فون تم میرے ایک اشارے پر اپنی زندگی کھو سکتی ہو [illegible] شہنشاہ بیکن کے سامنے سوچ سمجھ کر [illegible]" میں نے [illegible] اور وہ مجھے دیکھنے لگی۔ پھر اس نے [illegible] گردن جھکا لی اور [illegible] ہوئی باہر نکل گئی۔
میں جانتا تھا عورت کیا کرے گی اور عورت جو کچھ کر سکتی ہے [illegible] مجھے کیا کرنا چاہیے۔ کیونکہ میں باخبر تھا [illegible] کنیزوں کا اضافہ ہوتے دیکھ رہا تھا۔ [illegible] میری خوشنودی چاہتے تھے [illegible] مصروف ہو گئے کہ حسین ترین لڑکیاں میرے پاس لائیں اور میری کنیزوں میں شامل کریں اور بھلا جب ایک شہنشاہ کوئی چیز چاہے تو کون اسے روک سکتا ہے چنانچہ چند مہینوں کے عرصے میں [illegible] پرسی فون کو تقریباً بھول ہی گیا۔ ہاں ایک دن [illegible] نے بتایا کہ پرسی فون اب محل میں نہیں رہتی۔
"تو وہ کہاں گئی؟" میں نے سوال کیا۔
"اور اس کا باپ بھی اس کے ساتھ غائب ہے۔"
"خوب۔ خوب لیکن [illegible] اس بات سے تمہارا کیا مقصد ہے؟" میں نے سوال کیا۔
"کچھ نہیں۔ غالباً اس کا خیال ہوگا کہ وہ ایک بچے کو جنم دینے کے بعد دوبارہ [illegible] آئے گی اور پھر تمہیں اس کی پرورش کے لیے مجبور ہونا پڑے گا۔"
"کیا یہ بھی تخت الثری کا قانون ہے؟"
"ہاں۔ پرسی فون کا بچہ خواہ اس کا [illegible] کوئی بھی ہو بہر صورت شاہی اولاد اور تمہارا جائز وارث کہلائے گا۔"
"ہوں۔" میں کسی گہری سوچ میں ڈوب گیا۔ لیکن پھر [illegible] سامنے آ گیا۔ یعنی یہاں جو کچھ بھی ہو رہا ہے [illegible] شخصیت۔ لیکن [illegible] میں نے خاموشی اختیار کرنا ہی مناسب سمجھی۔ ہاں البتہ پرسی فون ایک طویل عرصے تک میرے نزدیک نہ آئی۔
جن حالات میں [illegible] زندگی گزار رہا تھا وہ میرے لیے [illegible] تھے۔ [illegible] مجھے [illegible] ایپاش اور پرسی فون کا خیال [illegible] جب وہ [illegible] ہوتے ہیں [illegible] اور [illegible] جب

پھر ہنگامہ [illegible] کے سامنے تھا پرسی فون نے ایک بچے کو جنم دیا تھا اور اس کے [illegible] طلب کیا تھا [illegible] میں ایک [illegible] حیثیت رکھتے تھے [illegible] مجھے بھی [illegible] میں نے نہیں [illegible] ان حالات کو [illegible] ضرورت تھی لیکن جب وہ سب [illegible] اور انہوں نے [illegible] مجھے اطلاع دی [illegible] تھی۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ پرسی فون نے ایک بیٹے کو جنم دیا ہے جس کے [illegible] جنگل میں [illegible] لیکن اس کے بدن پر [illegible] ہیں اور اس کا چہرہ [illegible] ایپاش [illegible] پریشان تھا [illegible] ایپاش کی شکل ہے [illegible] ایپاش کا کوئی دخل ہو۔
حالانکہ مجھے ان [illegible] سے [illegible] نہیں ہونا چاہیے تھا [illegible] اگر وہ بچہ ایپاش کی شکل کا تھا تو اس سے مجھے کیا فرق پڑتا تھا [illegible] میری اولاد تو تھی نہیں۔ اور نہ ہی مجھے اولاد کی خواہش تھی اور نہ ہی کسی اور چیز کی۔
ہاں جب بھی میں اس بارے میں غور کرتا تو ایک چیز مجھے ہمیشہ سکون بخشتی تھی [illegible] اس [illegible] کے ذریعے [illegible] اور جب میں یہاں سے واپس جاؤں گا [illegible] ہوگی [illegible] اس زندگی میں [illegible] تھی۔
پرسی فون [illegible] اس وقت تک کے لیے [illegible] جب تک کہ کورال کے بچے کو جنم نہ دے [illegible] اس کی آمد کی اطلاع [illegible] چنانچہ جب وہ محل میں پہنچے تو میں نے ان کا [illegible] استقبال کیا۔ [illegible] اس نے جنم دیا تھا [illegible] پرسی فون کا شباب [illegible] اس کے چہرے کا [illegible] مفقود ہو چکی تھی۔ [illegible] میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ دیکھ کر [illegible] گئی۔ اس نے مجھ سے کوئی بات نہ کی۔ میں نے شاہ ایپاش کی جانب دیکھا۔ شاہ ایپاش کی گردن جھکی ہوئی تھی۔
"میرے معزز بزرگ [illegible]" میں نے ایپاش کو [illegible] ہوئے کہا۔ اور پھر اس کے شانے پر ہاتھ رکھ دیا۔
"شاہ ایپاش میں آپ سے تنہائی میں کچھ گفتگو کرنے کا خواہش مند

"ہوں۔" اپی ٹس نے عجیب سی نگاہوں سے میری جانب دیکھا پھر اپنی بیٹی کی طرف۔ پرسی فون کے چہرے پر کوئی تاثر نہیں تھا جس کا مقصد یہ تھا کہ وہ مجھ سے ہونے والی گفتگو میں دخل دینا نہیں چاہتی تھی۔ سو میں نے کہا "میں ان تمام کارروائیوں کا مقصد جاننا چاہتا ہوں۔" اپی ٹس نے نگاہیں اٹھا کر میری جانب دیکھا اور بولا۔

"مقصد کیا ہو سکتا ہے؟"

"دیکھو بھی، بے شاہ اپی ٹس بے شک یہ حکومت تمہاری ہے اور تم نے مقامی باشندوں کے معاملات سے حاصل کیا لیکن اب میں محسوس کرتا ہوں کہ جیسے میں اس حیثیت سے اس علاقے کا حکمران رہا ہوں اور میرے ذہن میں وہ تمام چیزیں ہدایت کر چکی ہیں جو کسی شہنشاہ کے ذہن میں ہو سکتی ہیں۔ اس علاقے میں ہر وہ بات تم سے کر سکتا ہوں جو عام حالات میں نہیں کر سکتا تھا۔"

"بے شک تمہیں اس کا اختیار حاصل ہے۔" اپی ٹس نے جواب دیا۔

"تب میں تم سے کہتا ہوں کہ اصل حقیقت بتاؤ کیا ہے اور جو کچھ میں تم سے پوچھتا ہوں اس کا سچ بتاؤ۔"

"میں سچ بولوں گا۔" اپی ٹس نے جواب دیا۔

"مجھے بتاؤ کہ جو کچھ تم نے میرے ساتھ کیا وہ درست ہے؟"

"کیسے وارث؟"

"بالکل درست ہے شاہ ہیکل۔ میں صرف حیران ہوں کہ یہ سب کیا ہوا۔ انسانی جسم سے ایک جانور کیسے برآمد ہو سکتا ہے؟"

"ہوں۔ اور نہیں یہ بھی معلوم ہے اپی ٹس کہ وہ جانور کس کا نطفہ ہے۔" میں نے سوال کیا۔

"ہاں، تمام کوزال کا۔" اپی ٹس نے جواب دیا۔

"تو یا اعتقادی بیٹی قابل اعتبار نہیں ہے اور تم اس تاریخ کو دہراؤ گے … بچے کی ماں بنے گی لیکن شاہ اپی ٹس اب کیا کرو گے۔ کیا اس بن مانس کو حکمران بناؤ گے؟"

"میں نہیں جانتا میں کچھ نہیں جانتا۔ یہ معاملات کس کے معاملات ہیں۔ میں تو ایک طرح سے ان تمام چیزوں سے بری الذمہ ہو چکا ہوں۔ اگر میری بیٹی مجھے اس بن مانس کے ساتھ … زندگی میں اس کے ساتھ جانا بھی پسند نہ کرتا۔"

"تو پھر کیوں نہ یہ تسلیم کر لیں اپی ٹس کہ اس بن مانس کو مر جانا ہوگا۔" میں نے بھاری لہجے میں کہا۔

"لیکن یہ میری بیٹی کا بچہ ہے اس کے بدن سے نکلا ہے۔"

"اور میرے نام سے منسوب ہوگا۔" میں نے عجیب انداز میں کہا "گویا میں ایک بن مانس کا باپ ہوں۔"

"دیکھو بیٹی میرے ذہن میں ایک تجویز ہے اگر تم چاہو تو اس پر عمل کرو۔"

"ہاں ہاں کہو کیا …" میں نے کہا۔

"جس جانور نما انسان کو قتل نہ کرو اسے پرورش پانے دو۔ اور پرسی فون کی توجہ اور محبت دوبارہ حاصل کرنے کی کوشش کرو یہ کوشش کرو کہ اس کے بدن سے دوبارہ تمہاری اولاد پیدا ہو۔ اس کے بعد اس بن مانس کی حیثیت خود بخود ختم ہو جائے گی۔"

"خوب گویا تم نے شاہ اپی ٹس کہا میں اس عورت کو قبول کر سکوں گا جس کے بارے میں مجھے اندازہ ہے کہ وہ مجھ سے نفرت کرتی رہی ہے اور ایک ایسے شخص کو اس نے مجھ پر ترجیح دی جو کسی طرح بھی قابل اعتبار نہیں تھا۔ میں یہ سب کچھ کر سکتا ہوں شاہ اپی ٹس؟"

"اگر نہیں کرو گے تو اس میں تمہارا ہی نقصان ہے۔"

"بھلا کیا؟"

"یہی کہ وہ بن مانس تو وہ جانوروں کی سی خصوصیات کیوں نہ رکھتا ہو اس علاقے کا حکمران بنے گا۔"

"ہوں۔" میں نے ہنستے ہوئے کہا "ٹھیک ہے یہ بہت اچھا ہے تم بھی دیکھیں گے شاہ اپی ٹس۔ ہم نہیں سمجھے کہ ایک جانور کی حکمرانی کیسی ہوتی ہے۔ اور یقیناً ٹھیک ہی کہا۔ بس میرے ذہن میں یہ بات بالکل نئے انداز میں آئی ہے کہ اس جانور کی حکمرانی سے تمہارا نام کیسے زندہ رہتا ہے۔" میں نے کہا اور اپی ٹس گردن جھکانے لگا۔

"گویا تم نے اسے قتل کرنے کا ارادہ ملتوی کر دیا ہے۔"

"ہاں شاہ اپی ٹس لیکن ایک چیز ہے … اس نے اپنے بیٹے میں سوچا ہے کہ … کے بارے میں اگر میری اولاد میں اس طرح بن مانس پیدا ہوں … طویل زندگی میں نظر آتی ہے تو میرے اوپر اس کا کیا اثر پڑے گا۔ اور اگر میں ایک طویل عرصہ حکمرانی کی زندگی گزارنے کے بعد پھر اس … کے لیے جانا چاہوں تب بھی میں یہ سوچوں گا کہ کچھ کرنا ہوگا۔"

"ہوں۔ میں تیرا مطلب سمجھ رہا ہوں لیکن پھر بھی کچھ اور کہنا ہے۔"

"میں جان سکتا ہوں؟" میں نے پوچھا۔

"ان مصریوں کی طویل زندگی گزارنے کے لیے ہر انسان کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ عمدہ ماحول میں رہ سکے۔ شاہوں کی گدی سے اترنے کے بعد حیثیت ہوتی ہے وہ تو اپی ٹس سے پوچھو۔"

"وہ کون؟ تم التسر دہ ہو؟"

"ہاں۔"

"لیکن میرا خیال ہے تمہیں وہ تمام مراعات حاصل ہیں جو کسی زندگی کے لیے ضروری ہوتی ہیں۔"

"بے شک لیکن میں یہ نہیں کر سکتا کہ تو میری بیٹی کے ساتھ برا سلوک نہ کرے۔" اپی ٹس نے جواب دیا۔

"وہ کون؟ تو اس سلوک سے قسم دے؟"

"ہاں۔ باقاعدہ باپ ہوں۔"

"لیکن کیا تو اس کے تصور کو تسلیم نہیں کرے گا اپی ٹس؟"

"مجھے تو یہ بھی نہیں معلوم کہ اس کا تصور کیا ہے؟"

"میں اپنا ساری زندگی میں یہ مقصود نہیں ہے کہ وہ میری بیوی ہونے کے باوجود کسی دوسرے کے بچے کی ماں ہے۔"

"لیکن تم اس کی طرف پوری طرح تو نہیں رہے تھے۔"

"یہ الزام بھی اس نے لگایا ہوگا۔"

"الزام کیا یہ بچہ تو ثبوت ہے۔" اپی ٹس نے سوال کیا۔ مجھے اس کی بات پر بہت غصہ آیا تھا لیکن اس شخص کے انداز کو دیکھ کر میں نے کچھ دیر سوچا اور پھر میں نے خاموشی اختیار کی۔

"تم خاموش کیوں ہو گئے ہیکل؟"

"یہی بہتر ہے بس اب تم جا سکتے ہو۔"

"لیکن اس سے قبل میں کچھ اور کہنا چاہتا ہوں۔"

"کیا؟" میں نے دیکھا۔

"بچے کو کونسل کے سامنے پیش کر کے تخت و تاج کی حکومت کا جائز وارث قرار دیا جائے گا۔ اس سے قبل وہ عوام کے سامنے آئے گا اور جائز وارث کی پرورش کونسل کی نگرانی میں ہوتی ہے۔ اس کے بعد کی ساری اولادیں … پرورش کرتے ہیں۔ ایک اور بات بھی سن لو ہیکل حکومت کے وارث کے قتل کی کوشش کی سزا یقینی موت ہوتی ہے خواہ حکمران وقت ہی یہ کوشش کیوں نہ کرے۔"

"میں اسے قتل نہیں کروں گا اپی ٹس۔" بے حالت میں نے کہا اور اپی ٹس گردن جھکا کر باہر چلا گیا۔

اس کے جانے کے بعد میں دیر تک سوچتا رہا۔ اپی ٹس نے جو کچھ میرے خلاف سازش کی تھی لیکن میرے خیال میں … میں …… اس سے متاثر نہیں تھا۔ … اگر ایک بن مانس اس سرزمین کا حکمران ہو جاتا تو … اور … احمق لوگ … بات تسلیم نہیں کریں گے۔

… میری بیوی پرسی فون … آخر … اس کے وقت میں … آج تک … ایک … زیادہ نہیں ہوئی تھی۔

اس نے مسکراتے ہوئے میرا استقبال کیا … لیکن اب … مضبوط اعصاب … ثابت کرنے … اعصابی قوت … شکست … چاہتا تھا۔

میں نے … سے … پرسی فون … آگئی۔

"آؤ میری پیاری بیوی" … میں نے محبت بھرے لہجے میں کہا اور پرسی فون کے ہونٹوں کی مسکراہٹ کچھ اور گہری ہو گئی۔ … اس کی … لیکن اس کی … ہوں۔ اس نے میرا چہرہ دونوں ہاتھوں میں لے لیا اور کہنے لگی۔

"کیسے ہو ہیکل؟"

"بالکل ٹھیک۔ میری زندگی میری طرح ہی … میں …"

رہتا تھا۔

"چلو شکر ہے تم نے سوچا تو تم نے … اور مجھے … اس کے لیے کافی … ہے۔ … مجھے … ہوں۔"

"یقیناً یقیناً۔ لیکن سوچتا تو میں تمہارے … میں پہلے بھی تم پرسی فون … میں نے بہت سے کہا۔

… اور … درمیان عجیب و غریب حالات … تمہاری … خوبصورت ماحول میں … بڑی … وقت … اپنی … میں … زندگی میں … حیثیت … اور جب میں … تو میں … ایک … میں … میرے … آخر … میں … حاصل … اس وقت میری … کیفیت … عجیب تھی۔ اس وقت … علاوہ … جنگ … حاصل … اپنے اقتدار … اور … اس کے بعد … میں نے … جو میری زندگی اور میری حکومت … کام … ہے۔

… تم … لیکن … میں نہیں جانتا … درمیان کون … اور … دور ہوتے گئے … کیوں … اول کی … میں … نہیں … ہوں۔ اور میری اس … میں کوئی … نہیں … مجھے … بولی۔

"میرا خیال ہے وہ صرف تمہاری ضد تھی پرسی فون۔" میں نے کہا۔

"ضد نہیں ہر انسان کی ایک خواہش ہوتی ہے جس طرح اس وقت میں نے سوچا تھا۔"

"کیا؟" میں نے سوال کیا۔

"یہ کہ اگر تم میری زندگی … تو میں اس شخص کو قتل کر دوں گی جو میری زندگی … کو تم … کی کوشش کرے گا … حاصل کروں گی۔ اس طرح … خواہش … اور میرے ذہن میں … سے یہ خواہش … بچے کی ماں … جاؤں۔ … یقین … سوچتی … کیوں تم … محروم … بیٹا … وارث … میری خواہش … اس بات … کا … اس خواہش … ہیں … نفرت کا باعث … لیکن … نہیں … جس وقت … کوزال کی … میں … میرے ذہن میں … اس … کی … کوزال … اور … ہاں … کوئی … اس وقت … ذہن … اثرات … تم … جب … میں … تھا … ہے … نے … کامل اختیار … بدنصیب … کہ … انسان کا … بلکہ … بن مانس …

"تمہارا کیا خیال ہے کہ ایک ماں اپنے پیٹ سے پیدا ہونے والے بچے کو خواہ وہ کیسی ہی شکل کا ہو اپنے ہاتھوں سے قتل کر سکتی ہے۔ نہیں ہرگز نہیں یہ غلط ہے تم باپ ہونے کے ناطے ایسا نہیں کر سکو گے۔"

پارس فون کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا رہے تھے اور میں ابھی [illegible] دیکھ رہا تھا۔ عجیب و غریب [illegible] کیسی باتیں کر رہی ہو [illegible] معصوم ہو گر اس کے ذہن میں یہ خیال ہی نہ ہو کہ وہ جو کچھ کر چکی ہے وہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ اور میں تو عجیب و غریب الجھن میں ہوں کہ میں نے اس کی حرکتوں کو معاف کر دیا ہے لیکن وہ یہی سوچ رہی تھی۔ تب میں نے کہا "سو اب تمہارے ذہن میں کیا خیال ہے پارس فون؟"

"میرے ذہن میں کوئی خیال نہیں ہے جو تم سے بہت سی باتیں کرنا چاہتی ہوں۔" پارس فون نے جواب دیا۔

"مگر وہ مر گیا۔" میں نے بدستور اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم یہ چاہو گی کہ ہمارے بچے کے ساتھ کیا سلوک رہے گا؟"

"اوہ، میرا خیال ہے کہ وہ کوزال کا بیٹا ہے اور تمہارے بدن سے پیدا ہوا ہے اس کے بارے میں تم ہی بہتر سوچ سکتی ہو۔"

"نہیں، کیا تم نے اب بھی اپنے ذہن سے وہ نفرت انگیز خیالات نہیں نکالے جو ہمارے اور تمہارے درمیان تھے؟"

"نفرت انگیز خیالات؟" میں نے تعجب سے پوچھا۔

"ہاں، میرا مقصد یہی ہے کیا تم اب بھی اپنے ذہن سے وہ ساری باتیں فراموش نہیں کر دو گے جو گزر چکی ہیں۔ کوزال مر گیا، تم نے قتل کر دیا لیکن میں نے اس پر کسی ندامت کا اظہار نہیں کیا کیونکہ وہ میرا محبوب نہیں تھا۔ میرے محبوب تم تھے لیکن اس کے اور جو کچھ ہوا ہے وہ بس عدم اعتماد کی بنا پر ہوا تھا۔ میں اب تمہارے اوپر مکمل اعتماد کرنا چاہتی ہوں" اور وہ خلوص سے بولی۔

"ایک بات کا جواب دو گی پارس؟"

"ہاں۔"

"کیا تم آج بھی مجھے چاہتی ہو؟"

"ہاں کیوں نہیں۔ روز اول کی مانند۔"

"نہیں پارس فون، یہ غلط ہے میں اس بات کو تسلیم نہیں کرتا۔ ہاں اگر تم مجھے چاہتی ہو تو میرے حالات کی تبدیلی بھی کر سکتی ہو۔"

"بہتر ہے تم مجھ سے کہو اور دیکھو کہ میں تمہارے لیے کیا کر سکتی ہوں" پارس فون نے محبت بھرے لہجے میں کہا۔

"تب میری خواہش ہے پارس فون کہ تم اس بن مانس کو قتل کر دو۔" میں نے کہا اور پارس فون کا چہرہ بدل گیا۔ اس نے خوفزدہ نگاہوں سے میری جانب دیکھا اور سرسراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"گویا آج بھی تم..... اس سے اتنی ہی نفرت کرتے ہو۔"

"نہ صرف آج پارس فون بلکہ میں ہمیشہ اس سے نفرت کروں گا۔"

"لیکن کیوں؟"

"اس لیے کہ وہ میرا نہیں کوزال کا بیٹا ہے۔" میں نے جواب دیا۔

"لیکن کیا تم آج بھی اپنے ذہن سے یہ ساری باتیں فراموش نہیں کر سکو گے؟" پارس فون نے سوال کیا۔

"نہیں، یہ بات نہیں۔ میں اسے تو معاف کر سکتا ہوں پارس فون لیکن انہیں معاف نہیں کر سکتا جو مر چکے ہیں۔"

"کیا مطلب؟"

"ہاں پارس فون میں تم سے انتقام لینا چاہتا ہوں، بہ درست انتقام [illegible] میرے سینے میں شدید نفرت [illegible] تھی" اور پارس فون خوفزدہ انداز میں مجھے تکنے لگی۔ "گویا...؟" وہ چونک کر خاموش ہو گئی۔

"ہاں پارس فون میں تم سے انتقام لینا چاہتا ہوں۔"

"گویا... گویا میں تمہیں متاثر نہیں کر سکی ہوں۔" اس نے سرسراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بات یہ ہے پارس فون کہ میں تمہیں بے پناہ چاہتا تھا۔ اگر تم تمہاری صورت دیکھتا اور تمہارے بارے میں ذہن میں یہ تصورات رکھتا تو اپنی اس [illegible] سے [illegible] حکومت کی کوشش کے بہانے [illegible] پارس فون [illegible] حکومت کے [illegible] نہیں نکالا تھا [illegible] حکومت [illegible] اور میں نے فتح حاصل کی حکومت کی بھی اور تمہاری بھی اور پارس فون اس کے بعد میں نے تم سے بے پناہ محبت کی لیکن اس کے جواب میں تم نے ایک ایسے شخص کی خاطر جو [illegible] مجھے نفرت [illegible] ہماری قوتوں کے ماحول میں [illegible] کے بعد جب تم اپنی ایک غلط خواہش کی تکمیل کرنے کے بعد [illegible] آگئی ہو تو کیا تمہارا خیال ہے میں تمہاری [illegible] کو تسلیم کر لوں گا۔ ہرگز نہیں پارس فون میں اس سلطنت کا شاہ ہوں اور میرے اختیار میں بہت کچھ ہے اتنا کچھ کہ اگر میں چاہوں تو [illegible] قتل کر دوں [illegible] رکھتا ہوں جو اس بچے کی [illegible] ہو گی لیکن یہی جنگ صرف تم سے ہے۔"

"جنگ...؟" پارس فون بدستور خوفزدہ تھی۔

"ہاں جنگ۔"

"لیکن کیوں؟"

"اس لیے کہ پہلا قتل تم کر چکی ہو پہلا وار تم نے کیا ہے۔"

"قتل؟"

"ہاں اعتماد کا قتل۔ اگر تم صرف میری بیوی ہوتیں ایسی عورت جو صرف اس [illegible] میرے بستر میں آ جاتی [illegible] میں نے حکومت حاصل کی تھی لیکن تم اس [illegible] کے بارے میں [illegible] جس کے لیے جنگ کی گئی اور حکومت اس کے بعد ہاتھ آئی۔"

"لیکن [illegible] آخر میں تم [illegible] ہو گیا؟"

"گویا تم اب بھی خود کو معصوم سمجھتی ہو۔"

"ہاں۔ میں نے صرف اپنی خوشی [illegible] کی تھی اور آخر تم مخالفت [illegible] تو میں اس [illegible] میں تمہیں شریک کر رہی تھی۔"

"گویا تم مجھے بتانا چاہتی ہو کہ تم نے اپنی خواہش پوری کر لی ہو؟"

"ہاں۔ ہم اگر ایک دوسرے سے تعاون کرتے ہیں تو ہمیں یہ احساس نہیں ہونا چاہیے کہ ہم کس کے اعتماد کو قتل کر رہے ہیں۔ یہ چیز مرد کے لیے ہوتی ہے۔ بالآخر عورت کسی چیز کو [illegible] کسی بات کی طرف توجہ دیتے ہیں ایسی کسی چیز کو دیکھتے ہیں یا اسے اپنے قریب لانے کی کوشش کرتے ہیں جو ہماری ضرورت ہو" پارس فون نفیس انداز میں بولی۔

"تو کوئی شک ہے تمہاری [illegible] پارس فون لیکن اس کے لیے میں [illegible] کر سکتا ہوں کہ تم [illegible] کی بیٹی ہو [illegible] کی بیٹی جس نے [illegible] حکومت کی ہے اور اس نے تمہیں بھی [illegible] سکھا دیے تھے لیکن تمہارا باپ یہ بات تسلیم کرتا ہے کہ میں نے اپنی خصوصیات کی بنا پر حکومت حاصل کی ہے۔"

"وہ آج بھی اس کا قائل ہے۔"

"ہاں لیکن ایک دوست کے انداز میں نہیں۔"

"آخر کیوں؟"

"اس لیے کہ اس نے تمہارے ساتھ شامل ہو کر میرے خلاف سازش میں تمہاری مدد کی ہے۔" میں نے جواب دیا۔

اور [illegible] پارس فون [illegible] خاموش ہو گئی [illegible] معصوم انداز میں وہ رو رہی تھی اور میں اس کی معصومیت کو دیکھ رہا تھا [illegible] حیرت انگیز عورت تھی خود کو ماحول میں [illegible] اور اپنی [illegible] جانتی تھی لیکن میرے دل میں اس کے لیے صرف نفرت تھی۔

"لیکن [illegible] تمہارے [illegible] خیالات ذہن میں [illegible]" اور اس نے ابتدا کی۔

"تمہارے خیالات پر عمل کروں گی" میں نے کہا۔

"لیکن میں [illegible] ہوں اور [illegible] میں [illegible] کس طرح قتل کروں گی؟"

"تمہارے خیال میں تم [illegible] قانون سے واقف نہیں ہو۔"

"کونسے قانون سے؟"

"شاہ [illegible] کے قانون سے۔"

"لیکن کیا وہ قانون اب تمہارا نہیں ہے؟ اگر تم چاہو تو اس میں ترمیم کر سکتے ہو اگر تم چاہو تو دوسروں کو اپنے [illegible] سے [illegible] کر سکتے ہو۔"

"میں نہیں چاہتا۔"

"آخر کیوں، اور کس قانون کی بات کرتے ہو تم؟" اس نے پوچھا۔

"[illegible] کی اپنی [illegible] ہر شخص کی جان [illegible] ہے وہ [illegible] کسی بھی شخص کو زندگی کے [illegible] نجات دلا سکتا ہے لیکن خود اس کی بیوی کے بطن سے ہونے والا بچہ اس کی ملکیت نہیں ہوتا۔"

"ہاں یہ درست ہے کیونکہ وہ ایک امانت ہوتا ہے۔"

"لیکن اس وقت تک وہ بچہ جب تک شیر خوار [illegible] کی ملکیت ہوتا ہے اور اگر وہ ماں کے ہاتھوں میں مر جائے تو ماں پر کوئی جرم عائد نہیں ہوتا۔"

"یہ [illegible] درست ہے" پارس فون کے لہجے میں پھر خوف ابھر آیا۔

"اس لیے صرف تم قتل کر سکتی ہو۔"

"لیکن تم اس کی زندگی کے دشمن کیوں ہو گئے ہو؟"

"بتا چکا ہوں کہ وہ کوزال کا بیٹا ہے۔"

"وہ میرا بھی بیٹا ہے پیگی۔ اس لیے میں اسے کبھی قتل نہیں کروں گی۔ ہاں یہ وعدہ ہے کہ اگر تمہارا بیٹا پیدا ہو گیا تو میں اس پر [illegible] کروں گی کہ اس [illegible] کوئی فوقیت دی جائے اس کے علاوہ تمہاری کوئی شرط مجھے منظور نہیں ہے۔"

"خوب اور اس کا نتیجہ جانتی ہو؟"

"کچھ بھی ہو۔"

"بہت کچھ ہو گا پارس فون بہت کچھ ہو گا۔"

"تو میں یہ سمجھوں کہ تم مجھ سے تعاون نہیں کرو گے۔"

"[illegible] تعاون کروں گا جان من۔ تم دیکھو گی میں تمہارے [illegible] میں پہلی [illegible] اپنے اختیارات سے کام لوں گا۔" میں نے کہا اور پارس فون کے کمرے سے نکل آیا۔

اور اس کے بعد [illegible] ہنگامی دور شروع ہو گیا۔ پارس فون کے کمرے سے نکل کر میں نے [illegible] ایک [illegible] طلب کیا۔ اس کا نام [illegible] تھا [illegible] نظر میں وہ [illegible] تھا۔

"شاہ [illegible] کی [illegible] حیثیت ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"ایک عام انسان سے زیادہ نہیں۔"

"کیا وہ [illegible] تم اس کے خادم تھے؟"

"وہ میرا فرض تھا۔"

"تمہارا [illegible] فرض یہ ہے کہ اس وقت [illegible] اور اس کی بیٹی کی [illegible] جب تک میں تمہیں کوئی دوسرا حکم نہ دوں۔"

"تعمیل ہو گی۔"

"لیکن ایک ذمہ داری بھی تمہارے اوپر عائد ہوتی ہے"

"حکم؟" اس نے سنجیدگی سے کہا۔

"[illegible] اور پارس فون کی [illegible] نہیں [illegible] چاہیے [illegible] میں [illegible] کروں گا۔"

"بہتر [illegible] میں ان [illegible] کر سکتا ہوں۔"

"ہاں اگر وہ [illegible] جانے کی کوشش کریں۔"

"پھر [illegible] سکتا ہوں؟"

"اگر ضرورت محسوس کرو۔" میں نے کہا اور اس نے گردن [illegible] میں [illegible] مطمئن ہو گیا [illegible] قتل [illegible]

سنا تھا جو وہی صدر کونسل بن گیا جس نے پہلے کی خواہش نہ تھی لیکن ہمیشہ سے زور کا
تب اپی اش کی ضرورت محسوس ہوئی اور اپی اش نے بہت سے لوگوں کی مدد سے شہ
کو کونسل کے حوالے کر دیا۔

خوب بندہ تھا۔ چہرہ پیا والی بات سفید جیسے ناخون اور عقل [illegible] میں تو کبھی سوچنے کا تھا کہ اس میں کبھی پرسی فرن کی کوئی چال نہ ہو اور یہ بھی [illegible] سے اس سے پہلا [illegible] بہرحال میں یہ آخری تسلیم کرتا تھا کہ کونسل کے ممبران خود حیران تھے کہ وہ کس طرح عنان حکومت سنبھالے گا لیکن وہ سب مجبور تھے۔ اپی اش نے درخواست کی حق کرتے ہی کونسل کا ممبر بنا جائے لیکن میں نے اس درخواست کو رد کر دیا اور اسے بھی اس کی بیٹی پرکا کے پاس قید میں ڈلوا دیا۔

سپریم لیڈر [illegible] کی حیثیت سے دن گزرتے رہے اور یہاں زندگی تھی عروج ہوتی تھی کہ انسان [illegible] کی ساری حسرتیں نکال نے [illegible] اور ہر جانے کا تجربہ نہیں تھا لیکن [illegible] کبھی نہیں تھی [illegible] پرسی فرن کون [illegible] تمام زندگی گزار دی تھی اور اس کا باپ کیا تھا۔

تب ایک بار اپی اش کی درخواست مجھے ملی۔ وہ مجھ سے ملاقات کا خواہش مند تھا۔ میں نے اسے بلوا بھیجا۔ [illegible] نے اپی اش کو ضرورت سے زیادہ بوڑھا [illegible] اور وہ نڈھال نظر آ رہا تھا۔

"کیسے ہو اپی اش؟"
"تمہاری حکومت میں تکلیف کا شکار ہوں۔"
"اوہ کیا تکلیف ہے تمہیں؟"
"میرے لیے سب سے بڑا دکھ میری بیٹی ہے۔"
"پرسی فرن؟"
"ہاں۔ میری ایک ہی بیٹی تو تھی۔ اور وہ میرے ساتھ قید ہے۔"
"کیوں اسے کیا تکلیف ہے؟"
"وہ آپ سے عفو کی درخواست کرتی ہے۔"
"کس بات پر؟"
"جس کے لیے تم نے اسے قید کیا ہے؟"
"کیا چاہتی ہے وہ؟" میں نے پوچھا۔
"تمہاری محبت، تمہاری قربت۔"
"کیوں کیا اس کے خیال میں وہ اپنا گناہ دھو چکی ہے؟"
"ہاں۔ وہ اب تمہاری خدمت کر کے اپنی بقیہ زندگی گزارنا چاہتی ہے۔"
"لیکن مجھے اس کی خدمت درکار نہیں میں [illegible] پوری طرح مطمئن ہوں۔ [illegible] کی حسینہ میری قربت سے سرفراز ہیں۔ میں ان کی زندگی میں پرسی فرن کی [illegible] نہیں چاہتا۔ [illegible] پرسی فرن تو اسے چاہیے کہ وہ کونی [illegible] کرے۔"

میں نے [illegible] شاہ اپی اش کو واپس قید خانے میں بھیج دیا۔ [illegible] اس کے بعد میں نے ایک طویل زندگی اسی انداز میں گزار دی۔ نہ جانے کتنا وقت گزرا کتنی صدیاں بیت گئیں۔ میں بھول گیا تھا پرسی فرن نامی کوئی عورت بھی اس محل کے گوشے میں موجود ہے۔

لیکن ایک دن سب کچھ یاد آ گیا۔ کونسل کی طرف سے مجھے اطلاع ملی تھی۔ ایک نوجوان مجھ سے ملنا چاہتا ہے۔
"کون ہے وہ؟"
"ایک اجنبی جس کی خواہش ہے کہ وہ آپ سے ملے۔"
"لیکن اس کا مقصد؟"
"وہ آپ ہی کو بتانا چاہتا ہے۔"
"ٹھیک ہے اسے دربار میں پیش کیا جائے۔"

دربار لگا تو مجھے یاد بھی نہیں رہا تھا کہ مجھ سے کسی نے ملنے کی کوئی درخواست کی ہے۔ ہاں جب دوبارہ اجازت طلب کی گئی تو میں نے اجازت دے دی اور وہ نوجوان مجھ سے ملاقات کرنے آیا اسے دیکھ کر نہ جانے کیوں مجھے ایک خوف کا احساس ہوا تھا۔

ایک طویل القامت گورا جس کے پورے بدن پر سنہری بال تھے اور جس کی چال میں بے حد وقار تھا۔ اس سے قبل [illegible] انداز میں چلتے نہیں دیکھا گیا تھا اور اس [illegible] کے بدن میں [illegible] جاتا تھا۔

لیکن مجھے افسوس ہوا کہ اس سے قبل میں نے کیوں نہ دیکھا۔ کوئی بڑی بات نہ تھی اگر میں چاہتا تو کونسل کی پرورش گاہ میں [illegible] دیکھ سکتا تھا۔ ہاں یہ پرسی فرن کا بیٹا ہی تھا لیکن نوجوان [illegible] میں نے کونسل سے کہا۔

"کیا یہ پرسی فرن کا بیٹا اور تمہاری سلطنت کا ہونے والا تاجدار ہے؟" میں نے سوال کیا۔
"ہاں" جواب ملا۔
"لیکن میرے دوستو کیا تم [illegible] ہوگا ایک [illegible] شاہ اپی اش کی بیٹی پرسی فرن اس [illegible] میں [illegible] روز گار ہے اور اس نے [illegible] کی تاریخ میں ایک نیا باب [illegible] کیا ہے جس کو آپ [illegible] نہ بھول سکو گے۔"

میں نے غور نہیں کیا لیکن میری اس بات کا کوئی جواب نہ ملا تب میں نے کونسل کے [illegible] کو دیکھا جو خود کونسل کا منتظم تھا۔ "اور تم [illegible] تم جواب دو [illegible] کیا مجھ سے میری زبان میں گفتگو کرے گا؟"
"نہیں [illegible] بلکہ اس نے اپنے لیے ایک ترجمان مقرر کر لیا ہے۔" بوڑھے منتظم نے جواب دیا۔

"تو میں اس ترجمان کو [illegible] چاہتا ہوں" میں نے جواب دیا اور ترجمان کی حیثیت سے جو شخص سامنے آیا وہ میرے لیے اتنا ہی حیران کن تھا کیونکہ وہ شاہ اپی اش تھا۔ بوڑھا اپی اش جو بہت ہی [illegible] نڈھال نظر آ رہا تھا لیکن [illegible] اس کی چال میں [illegible] وقار [illegible] موجود تھا۔ وہ میرے نزدیک آ کر اور جھک کر سیدھا کھڑا ہو گیا۔ پھر بولا۔
"میں اس کا ترجمان ہوں۔"
"خوب خوب۔ لیکن مجھے بتاؤ تو اپی اش [illegible] اپنی رہائش گاہ سے

نکل کیسے آ گئے؟"
"یہ ایک لمبی کہانی ہے [illegible] لیکن اگر تم چاہو تو میں تمہیں مختصر لفظوں میں بتا دوں" اپی اش نے کہا۔
"ہاں ضرور۔ میں سننا پسند کروں گا" میں نے جواب دیا۔

"جب تم نے [illegible] تو میں نے [illegible] کوششوں کا آغاز کیا اور جب ایک شخص ایک سلطنت کو طویل عرصے تک چلا چکا ہو اور جب وہ تخت اتر جاتا ہے تو [illegible] چنانچہ میں نے [illegible] تلاش کیے اور انہیں [illegible] دیکھ کر میں خود اپنے [illegible] [illegible] کونسل کے [illegible] نئے حکمران [illegible] اور شاہ کو معزول [illegible] [illegible] حکومت [illegible] [illegible] ایک اجنبی کی حیثیت سے [illegible] وقت یہ نوجوان [illegible] ہے [illegible] موجود ہے اپی اش نے سوال کیا اور کونسل کے تمام ارکان اور دوسرے لوگوں [illegible] پھر ان میں سے ایک انتہائی بوڑھے شخص نے جس کی عمر تقریباً سات صدیاں تھیں اعتراف کیا۔

"تمہیں پرسی فرن کے بیٹے کو اپنی سلطنت کے ولی عہد کی حکومت کرنے سے روکنے کا کوئی قانون موجود نہیں ہے وہ حکومت کر سکتا ہے اور اس قانون میں کوئی تبدیلی ممکن نہیں ہے چنانچہ شاہ اپی اش کی بات پر سبھی نے اتفاق کیا اور میں نے [illegible] میں کیا [illegible] ہوں۔"

میرا سوال [illegible] اس قانونی بات پر خاموش ہو گیا ظاہر ہے [illegible] کے پاس [illegible] کوئی بات موجود نہیں [illegible] لیکن [illegible] تم جو [illegible] تب پھر سوال کیا [illegible] نے مجھ سے۔

"تو وہ اپنی [illegible] کیا چاہتا ہے۔ کیا اس نوجوان کو [illegible] سپرد کر کے عنان حکومت اس کے حوالے کر دوں تو [illegible] جنگ کرنی ہو گی [illegible]"
"وہ تم خود [illegible] ایک جانور جو جنگل میں رہتا ہے [illegible] کی سازش کے تحت [illegible] انسانوں کی مانند چل سکے اور شاید [illegible] [illegible] اس وقت [illegible] اور اس وقت [illegible] [illegible] اور اس کے بعد کوئی دوسری [illegible] پیش آیا۔

تو پھر سارے حقوق اس کے نام پر منتقل ہو جاتے ہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ وہ حکومت نہ سنبھالے تو پھر کوئی دوسری شخصیت اسے قتل کر کے اس کی جگہ حاصل کرے [illegible] اور اب اس کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا کہ میں اس جانور [illegible] کو قتل کر دوں چنانچہ میں نے [illegible] اس بات کا اعلان کیا کہ میں ایک اجنبی کی حیثیت سے اس نوجوان سے جنگ کروں گا [illegible] پرسی فرن کے [illegible] سارے معاملات [illegible] اس پیدا ہونے سے ہو گئی۔

لیکن میرے ذہن میں [illegible] تھی۔ میں بہت سے لوگوں سے [illegible] اس دوران [illegible] اپی اش [illegible] مجھے نہیں معلوم تھا کہ اپی اش میرے خلاف کوئی سازش کر رہا ہے۔

بہرحال [illegible] سارے کام مقامی قانون کے مطابق ہوتے تھے اس لیے کسی خاص [illegible] کی گنجائش نہیں تھی۔ اس وقت اپی اش اور پرسی فرن ایک فریق بن گئے تھے [illegible]

[illegible] میں نے [illegible] پر قبضہ [illegible] کے لیے [illegible] جگہ قبول کر لی تھی [illegible] اس وقت [illegible] مجھے [illegible] اور حالانکہ ہم دونوں تنہا تھے۔

"تم نے دربار میں اس کو بیٹے سے جنگ قبول کر لی؟" اجنبی نے پوچھا۔
"ہاں اجنبی۔"

"لیکن کچھ باتیں ذاتی ہیں۔"
"کیا؟"
"کیا تم اس سے کھل کر بات کرو گے؟"
"کیوں؟"
"وہ ہند شنون جنگ کے بارے میں کیا جانتا ہو گا؟"
"یہ بات تو وہی بتا سکتے ہیں جو اسے عقل بتانا چاہتے ہیں ورنہ میں نے ایک خاص بات اور محسوس کی ہے۔"
"کیا؟"
"اس کی حرکات انسانوں جیسی ہیں۔"
"ممکن ہے وہ اس جنگ سے واقف ہو۔"
"میں بالکل ہراساں نہیں ہوں بابون، جو کچھ ہو گا دیکھا جائے گا۔"
"یہ دیکھو کون کیا بتاتا ہے اور میں اس بارے سے واقف ہوں۔"
"میں اب بھی تمہاری کامیابی کا خواہاں ہوں لیکن تمہاری تنہائی ہر ایک بات مجھے پریشان کرتی ہے۔"
"وہ کیا؟"
"مجھے یہ دیکھ کر رنج ہے کہ تم اس عاشق کی طرح [illegible] کی حق وہ درست ثابت ہو رہی ہے۔"
"ہاں! بابون، وہ مجھے بھی [illegible] لیکن اس کے وجود سے میں پریشان نہیں ہوں۔ میں نے بھی فیصلہ کر لیا ہے کہ اور بابون بھی [illegible] رہے گا۔ جو کچھ ہو گا دیکھ لیا جائے گا۔"
بالآخر وہ وقت آ گیا جب ایک بار پھر میں اپنی پوری قوت سے جنگ کے لیے تیار ہو گیا۔ میدان جنگ میں میں نے [illegible] نوجوانوں کی ایک [illegible] اس بات سے کہ اس کے ہاتھ میں ایک [illegible] تھا کہ [illegible] کے جسم میں پیوست ہو گئی۔
میں نے دوسرے کی طرف دیکھا لیکن تنہا ہی کی [illegible] دوسرا موجود نہیں تھا اور جنگ کا وقت قریب آ گیا تھا۔ میں نے اس نوجوان کو آواز دی لیکن وہ [illegible] میں پہنچ چکا تھا۔ میرے [illegible] نے مجھے [illegible] تلوار گھمائی لیکن [illegible] سے بچا ہوا تھا اور بالآخر وہ شنون جنگ میں ماہر تھا۔ ایک جانب اپنی اس کی بہت بلند حالت تھی اور دوسری طرف اس کی آنکھیں [illegible] جا رہی تھیں۔
اس وقت مجھے احساس ہوا کہ میں [illegible] ہوں اور ابھی اس کیفیت میں [illegible] کرنے کے لیے ایک بھرپور وار کیا اور [illegible] میرے بدن میں پیوست ہو گیا۔ [illegible] دو ٹکڑے ہو گئے اور چاروں طرف شور [illegible] نے فتح حاصل کر لی تھی۔
لیکن نہ جانے کیوں میں زمین پر نہیں گرا۔ میرے دونوں سے بہتا ہوا خون ایک سمت چل پڑا۔ تب میں نے دور سے بابون کو دیکھا جو میری جانب آ رہا تھا۔ اور اس نے میرے بدن کے ایک حصے کو دبا لیا۔

کر نیچے گرا دیا، اور دو ٹکڑے ہوئے کو خود سنبھال لیا۔ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔
"بابون۔" میں نے اسے آواز دی۔
"آگے بڑھو۔"
"لیکن ..." میں نے کہا اور اچانک میری آواز بند ہو گئی۔ ایک خوبصورت بہشت جیسی وادی میری نگاہوں میں آ گئی اور تیز ہواؤں کے شور کے ساتھ منظر بدلنے لگے۔ تب میں نے محسوس کیا کہ میں سلاوس کے ساتھ ہوں۔
"سلاوس!" میں نے اسے آواز دی۔
"ہوں۔" سلاوس مسکرایا۔
"یہ ... یہ سب ..." میں نے تعجب سے چاروں طرف دیکھا۔
"کیوں، دل میں کیا خیال نہیں تھا؟" اس نے مسکرا کر پوچھا۔
"اوہ ... تو کیا ہم ... ہم ... لیکن تم کہاں تھے؟"
"کیا مطلب؟"
"کیا ہم ماضی کے سفر سے واپس آ گئے؟"
"ہاں، اس دور کی کہانی ختم ہو گئی یعنی پیسکی کی کہانی۔ اس کی موت کے بعد گورد ماں کا حکمران بنا اور گورد کی حکومت تھی وہ۔ اگر تم چاہو گے تو تمہیں اس دور حکومت کی سیر بھی کرا سکتا ہوں۔"
"اوہ، سلاوس ..." میں نے پیشانی مسلتے ہوئے کہا۔
"کیوں، پسند نہیں آئی ماضی کی یہ کہانی؟"
"بڑی دلکش تھی۔ لیکن ان انسانوں کو کبھی نہ بھول سکوں گا۔ یہ کون بھی انوکھی نہیں تھی لیکن سلاوس۔"
"ہاں کہو۔"
"تم کہاں تھے؟"
"کیا مطلب؟"
"کیا ماضی کے اس سفر میں تم میرے ساتھ نہیں تھے؟"
"کیوں نہیں۔"
"کہاں تھے؟"
"تمہارے ساتھ۔"
"میرے ساتھ کہاں؟"
"تو میرے دوست بابون تم شروع ہی سے تمہارے ساتھ تھا۔ کیا وہ چھلاوہ دوست نہیں تھا جو تمہارے نزدیک تھا؟"
"تو تم بابون ... ارے ہاں تم ہی تو میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے لائے تھے۔ کمال ہے میں نے ایک بار بھی اس بات پر غور نہیں کیا۔ واقعی تم تو قدم قدم پر میرے ساتھ تھے اور یہ تحت الثریٰ کا ماضی واقعی دلکش ترین لیکن کچھ باتیں میرے ذہن میں اب بھی الجھی ہوئی ہیں۔" میں نے متعجبانہ انداز میں کہا۔
"مثلاً؟"
"مثلاً جنگ کے دوران میں اپنی صحیح قوتوں کا استعمال نہیں

کر سکا تھا۔"
"ہاں مجھے اندازہ ہے۔"
"کیوں؟"
"اس لیے کہ ماضی کبھی تبدیل نہیں ہوتا۔ اور کہانی میں ختم ہو گئی تھی۔ اسے کہانی میں کوئی تبدیلی ممکن نہیں ہے۔"
"اس کا مطلب ہے کہ ماضی میرا اور تمہارا ہے۔"
"ہرگز نہیں کہاں۔ تم حال میں تبدیلی کر سکتے ہو، ماضی جو گزر گیا ہے اس لیے اس میں تغیر ممکن نہیں۔"
"اوہ ... میں نے گردن ہلائی۔ تو ٹھیک ہے لیکن بعض اوقات میں خود اپنے بس پا تا تھا۔"
"اس کی وجہ بھی ماضی ہی ہے۔ اس کے علاوہ اگر تمہارا ذہن بعض چیزوں کو قبول نہیں کرتا تو اس کی بھی ایک خاص وجہ ہے۔"
"کیا؟" میں نے دلچسپی سے پوچھا۔
"مثلاً اس بات پر تم متعجب اور پریشان ہو کہ پیسکی کون نے کیوں اس سماجی معاملات کیوں قبول کر لیے؟"
"ہاں یہ اس کہانی کی بنیادی بات ہے۔"
"نہیں، یہ تم نے بنیاد دیکھی بنیاد دوسری تھی۔ تحت الثریٰ کے قانون میں یہ کوئی اہم بات نہیں تھی بلکہ یہ بات تھی کہ تم تو جنگ کی صلاحیت نہیں رکھتا تھا اور اس کی صلاحیت بزور دانے چھین لی تھی۔"
"اوہ عجیب ہے۔ ویسے سلاوس، یہ تمام معاملات میں نے ذہنی قوت پر محسوس کیا۔"
"ہاں، یہ تمہارے ساتھ رعایت تھی۔" سلاوس ہنستے ہوئے بولا۔ "بہرحال مجھے خوشی ہے کہ میری کوشش تمہاری پسند پوری رہی۔ اب کیا ارادہ ہے؟"
"تمہیں چھوڑنے کا کیا سوال ہے سلاوس، اور ابھی تو بہت سی باتیں [illegible] ہیں۔ میرا خیال ہے اب مستقبل کا کوئی ذریعہ تلاش کیا جائے۔"
"مستقبل؟" سلاوس مسکرایا۔
"کیوں؟"
"مستقبل تمہارے لیے ابھی ہو گا، وہ ماضی وہ وقت جو ابھی تک نہیں گزرا اور جو ان صدیوں سے مختلف ہے۔ مسائل تمہارے ساتھ ہیں۔ تم ماضی میں بہت کچھ دیکھ چکے ہو، اور وہ داستان بھی ایک ہی انداز کو بتاتا ہے۔"
"میں نہیں کہتا سلاوس، لیکن میں یہ ضرور دیکھنا چاہتا ہوں کہ میری زندگی کس انداز میں ہے۔ اس لیے میں مستقبل دیکھنا چاہتا ہوں۔"
"مجھے انکار نہیں ہے لیکن اس کے لیے ہمیں بہت سی تیاریاں کرنا ہوں گی۔ ایک وقت کا تعین کرنا ہو گا۔"
"ہمیں ٹھیک ہے۔" تیاریاں شروع ہو گئیں اور میں منتظر اور سلاوس کے ساتھ دن گزرنے لگا۔

تحت الثریٰ

تحت الثریٰ کے مطلب، ماضی، حال اور مستقبل کی شوشا پنے کام میں مصروف ہو گیا اور میں اس کی دانش گاہ میں وقت گزرنے لگا۔ یہ دانش گاہ میرے لیے تحفہ تھی۔ اور اس سے مجھے اس کی تمام تر دلچسپی سے آگاہ کر دیا تھا۔
بلاشبہ یہ ایک ایسا مقام تھا کہ اس طلسمی دنیا میں کوئی دلچسپی نہیں تھی جو علم و فن سے متاثر ہونے کی صلاحیت رکھتا ہو اور اسے دنیا کی تمام باتوں سے دلچسپی ہو۔ لیکن میری نگاہ میں اب صرف یہی تھیں۔ اور میں نے انسان کی ترقی و تنزل کا بارہا مشاہدہ کیا تھا۔ اس لیے مضبوط اور قیمتی چیزوں کو اپنا رہا تھا۔ یہ دانش گاہ میری فطرت کے تحت ہی تسکین تھی اور سے دیکھ کر بہت ہی سوچا کہ اگر انسان کو کچھ پانا چاہیے تو اسے اپنی فلاح کے لیے ایسا ہی کوئی فن کدہ تعمیر کرنا چاہیے۔
میں نے بڑے سلاوس کو اس کے کام کے لیے چھوڑ دیا اور خود اس کی تخلیقات کا مشاہدہ کرنے لگا۔ پھر جب اس کام سے فارغ ہوا طبیعت آمادہ ہوئی تو میں نے اپنی کتاب اٹھائی اور اس کا تحت الثریٰ کے بارے میں تحریر کرنے لگا۔
اور پروفیسر جب اس کہانی کا اختتام کر رہا تھا تو مجھے یوں لگا جیسے ایک انوکھا احساس ہوا۔ میں اس کہانی کا ایک وجود تھا۔ اس پر وہیں صدیوں کی اس عظیم کتاب میں کوئی بنیاد تو نہیں تھا جہاں میں شکست خوردہ ہوکر ختم ہوا ہوں۔ تب یہ بات مجھے بہت ہی عجیب معلوم ہوا کہ اس میں میری ذات تشنہ تھی اور اس تشنگی کا مجھے شدت سے احساس ہونے لگا۔ میں نے سوچا کہ اب مکمل ہونا چاہیے۔
تب مجھے بڑے سلاوس کے وہ الفاظ یاد آئے، اس نے کہا تھا اس دور کی کہانی ختم ہو گئی۔ گورد ماں اس کا حکمران بنا اور وہ گورد کی حکومت تھی۔ تم اگر چاہتے ہو تو تمہیں اس دور کی حکومت کی سیر بھی کرا سکتا ہوں۔
اور میں نے اس کی بات پر غور نہیں کیا۔ میں ماضی کو مستقبل کی سیر کے لیے تیار ہو گیا تھا آخر کیوں، میری سرشت میں یہ تبدیلی کیوں ہوئی تھی۔ میں نے صدیوں کا ایسا تھا اور اس طرح زندگی گزاری تھی کہ یہ واقعہ ایسا نہیں تھا جہاں مجھے شکست ہوئی ہو۔ اور اب مجھے شکست نہیں لینے سکتے، پھر یہ تبدیلی کیوں؟
اور اچانک مجھے احساس ہوا جیسے میرے خلاف کوئی سازش کی گئی ہو۔ جیسے کچھ مجھے خود میری نا پسندی سے مجھے مغلوب کر کے تحت الثریٰ کی سیر اور یہ شرط لگانے والا سلاوس تھا۔ آخر وہ مجھے اس وقت واپس کیوں لے آیا، جب پیسکی کی حیثیت سے میری موت واقع ہوئی تھی۔ یقیناً وہ وقت واپسی کے لیے مناسب نہیں تھا۔
بڑے سلاوس کے لیے میرے دل میں ایک دم سے آیا۔ حالانکہ یہی طبیعت اس کی تھی اور اس کے خلوص کی طرف سے میں مشتبہ نہیں تھا لیکن یہ بات سوچی جا سکتی تھی۔ خود سلاوس علم و فن کا شہنشاہ تھا لیکن جو بات میری تھی وہ اس کی نہیں تھی۔ اور ممکن ہے یہ حال آ کر اس کی کسی [illegible]

کی ہو۔ لیکن پھر میرے ذہن نے پلٹا کھایا! اس شخص کو قصور وار سمجھ لینا مناسب نہیں ہے۔ ممکن ہے یہ شخص آزاد خیال ہو۔ بات اس کی نیت کی تھی، اور اس سلسلے میں میرے دوست ستارے میری الجھن دور کر سکتے تھے۔

چنانچہ میں نے ان سے مدد لی اور ستارے میرے اس خیال پر [illegible] کرنے لگے۔ پھر انہوں نے میری رہنمائی کی اور مجھے بتایا کہ سلاوس ایک سیدھا سچا مخلص انسان ہے۔

"لیکن میری ذات ——؟"

"ماضی کی محرومی حقیقت ہے" ستاروں نے جواب دیا۔

"میری کتاب کا سیاہ باب۔"

"حالات کی تشنگی۔"

"مگر کہانی کی تکمیل کی جائے۔"

"ایک سچے تاریخ داں کو کہانی ادھوری نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ کتاب دنیا کی کتاب ہے، اور تمہاری کہانی روشنی کا راستہ ہوگی۔"

سو فیصلہ مجھے کرنا تھا میرے دوستوں نے [illegible] اور جو کچھ میرا دل [illegible] وہ سلاوس کی جانب ہے۔ سو میں نے ایسا ہی مناسب سمجھا۔ [illegible] ان علوم کے لئے جو میرے لئے اجنبی تھے، اور جو میرے لئے زیادہ ساز گار نہ تھے۔

اور انہیں دیکھ کر میں نے سوچا تھا کہ وقت محدود ہے اور [illegible] انسان۔ اور میرے دور میں ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں جنہوں نے اتنا کچھ کیا جو اس سے پہلے لوگوں نے نہیں کیا تھا۔

سلاوس شاید کسی چیز [illegible] کامیاب نہیں ہو رہا تھا [illegible] اس نے مجھے مسکرا کر دیکھا اور خوش اخلاقی سے میری جانب دیکھ کر بولا۔

"آپ بہت عظیم دوست ہیں۔ تو کیا تم دانش کدہ کے ماحول سے ہٹ کر کسی انسان کی تلاش میں چلے گئے ہو؟"

"نہیں سلاوس، ظاہر ہے تمہارے عہد کے [illegible] نہیں تھی۔ البتہ ایک مسئلہ میرے عہد تک آ گیا ہے۔"

"وہ کیا؟" سلاوس نے پوچھا۔ لیکن میں نے اپنی بات جاری رکھی تھی۔

"جہاں تک بات رہی تمہارا [illegible] دانش گاہ کی زمین [illegible] وہ جگہ نہیں ہے جس کا [illegible] اور یہاں رہ کر وہ تمام علوم [illegible] آسانی حاصل کئے جا سکتے ہیں جو باہر کی دنیا میں سخت جدوجہد کے بعد حاصل کئے جا سکتے تھے۔ چنانچہ اس دانش گاہ کے [illegible] کا تذکرہ کر کے [illegible] ایک شخص تمہارے پاس لے آیا ہے۔"

"اوہ۔ کیا میرے دوست کا مسئلہ ہے؟" سلاوس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں سلاوس، ماضی کی کتاب میرے ان کرداروں سے بھری پڑی ہے جو میں نے صدیوں میں انجام دیئے۔ اس کتاب میں میری برتری کی تعریف ہے۔ [illegible] لیکن یقین کرو میں نے ایک سچے اور منصف تاریخ داں کی حیثیت سے اس میں کوئی تحریف نہیں کی ہے جو میں نے دیکھا سب کچھ اس میں لکھا ہے جو حقیقت تھا اور اس کتاب میں [illegible] بہت سارے واقعات کو نظر انداز بھی کیا گیا ہے جو میری نگاہوں سے پوشیدہ تو نہ تھے لیکن [illegible] اور میں نے [illegible] ان کو دیکھا اور ان سے سبق حاصل کر لیا۔

لیکن ہا سلاوس ان سامنے واقعات میں کہیں کوئی ایسا واقعہ تو نہیں ہے جہاں کہیں کسی میری نگاہ سے اوجھل ہو۔ تو پھر [illegible] ٹکڑوں کو سمیٹ کر واپس حال میں لے آتے ہو۔"

[illegible] میری شکل دیکھ رہا تھا۔ غالباً اندازہ لگا رہا تھا کہ میں کیا کہنا چاہتا ہوں۔ تو شاید اس کی سمجھ میں کچھ نہ آیا اور وہ کوئی [illegible] لفظ ڈھونڈ رہا تھا جس سے اپنی کیفیت کی وضاحت کرے لیکن میں نے اس کی الجھن دور کرنا مناسب سمجھا اور اسے زیادہ تشویش میں مبتلا کئے بغیر میں نے کہا۔

"دراصل میرا مقصد یہ ہے کہ اس کے بعد کی کہانی ہم تشنہ [illegible] ہم ماضی میں کچھ اور آگے نہیں بڑھ سکتے تھے" میں نے سوال کیا۔

"مثلاً کہاں تک؟"

"وہاں جہاں اس [illegible] کی کہانی ختم ہوتی ہے۔"

"شاید میں نے تم سے پہلے بھی کہا تھا میرے دوست کہ اگر تم چاہو تو میں تمہیں اس دور کی سیر کرا سکتا ہوں۔"

[illegible] کتاب میں کوئی ایسا سقم رہ گیا [illegible] ہمیشہ تشنہ رہے گا۔ چنانچہ میں اس تشنگی کو مٹانے کا خواہشمند ہوں۔ اور اس سلسلے میں تم سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کیا تم [illegible] اس دور میں چلو گے [illegible]"

"اوہ۔ گویا تم مستقبل کی [illegible]" ہا سلاوس نے سوال کیا۔

"نہیں [illegible] میری کتاب کی تشنگی [illegible] اور ہا سلاوس میں اس کتاب میں کوئی کمی نہیں چھوڑنا چاہتا۔"

"تب ٹھیک ہے۔ میں جس حد تک کوشش کر سکتا ہوں [illegible] ماضی کے اس دور میں لے جا کر [illegible] جہاں سے تمہاری کہانی ختم ہوئی تھی [illegible] تحریف ممکن نہیں ہے [illegible] کتاب میں کوئی تحریف [illegible]

گو اس [illegible] نہیں کر سکتا۔ [illegible] کہانی ختم ہو گئی۔ [illegible] ماضی کے [illegible] گم ہو جاتے ہیں وہاں سے ان کی واپسی ناممکن ہوتی ہے۔"

"تو پھر اس کتاب کا باب مکمل کیسے ہوگا؟" میں نے سوال کیا۔

"کردار [illegible] انتقام کی آگ ہے تو میں نہیں کہہ سکتا کہ ماضی ان سلسلے میں کیا کہتا ہے۔"

"لیکن [illegible] تحت الثریٰ کی کہانی [illegible] واقف نہیں ہو؟"

"بہت معمولی طور پر۔ میں نے تم سے پہلے ہی [illegible] ماضی کے [illegible] لیکن اگر تم چاہو تو [illegible] اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہو۔"

"ٹھیک ہے ہا سلاوس میں اس دور میں جانا چاہتا ہوں۔" میں نے کہا۔

"[illegible] تمہیں اس ماحول میں پہنچا سکتی ہے۔" سلاوس [illegible] بولا۔

"لیکن تم اس [illegible] کی بات کر رہے تھے، جس میں تمہیں اس دور میں پہنچنا ہے۔"

"ہاں۔ میں نے تمہیں بتایا [illegible] تحت الثریٰ پر حکومت [illegible]" ہا سلاوس بولا۔

"ہوں تو گویا ہم [illegible] سفر نہیں کریں گے۔" میں نے سوال کیا۔

"اس کی ضرورت بھی کیا ہے [illegible] انسان کی حیثیت سے [illegible] تماشائی کی حیثیت سے [illegible] ماضی یا مستقبل کا سفر کرنے کی صورت میں خود کو کسی کردار کا رنگ بھی دیا جائے۔"

میں سوچ میں ڈوب گیا۔ بات [illegible]

لیکن [illegible] ایک خیال [illegible] کسی قسم کی تحریف کا قائل [illegible] کوئی تبدیلی نہیں کی۔

[illegible] کوشش کر رہا ہوں۔ [illegible]

[illegible] چنانچہ میں نے یہ سوچا کہ کیوں نہ [illegible] سلاوس کے [illegible] مطابق اس دور کا سفر کیا جائے اور کوئی ایسا کردار [illegible] خاص حیثیت رکھتا ہو [illegible] کی کوشش کی جائے [illegible]

اور یہ فیصلہ کرنے کے بعد میں مطمئن ہو گیا اور میں نے اس کا اظہار سلاوس سے [illegible]

[illegible]

"[illegible] ہم اس ماحول کو قبول کر لیں گے۔"

"مناسب۔"

"مگر ہم نے خود کو [illegible] دے دیا ہے۔ اور تم اس کے لئے پوری طرح تیار ہو؟"

"تمہارا یہ سوال کیوں [illegible] ہے ہا سلاوس؟"

"اس کی ایک خاص وجہ ہے۔"

"کیا؟"

"ان حالات میں تمہیں اپنے ذہن سے ہر [illegible] خیال نکال دینا چاہیئے [illegible] حالات بھی پیش آ سکتے ہیں [illegible]"

"اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟"

"بس ٹھیک ہے، یہی مقصد تھا۔" سلاؤس نے کہا۔ "اور ہم اپنی منزل پر پہنچ گئے۔" تب سلاؤس نے کمرے کے دروازے کا انتخاب کیا اور ساحل کی جانب ... بہار کھچی ہوئی تھیں۔ ساحل پر منتشر ہوا اور ہم رات کی تاریکی میں ... پھر جب ہم اس سے دور ہوئے تو میں پھر سوچ میں پڑ گیا کہ جانے کہاں سے بہت سا بوجھ ہٹ گیا ہو ... اور میں نے اپنے ساتھی سلاؤس کو دیکھا۔ اس کی شکل بدلی ہوئی تھی۔ ایک نوجوان آدمی تھا اور بڑا خوبصورت نظر آ رہا تھا۔

"تم... تم سلاؤس ہو؟" میں نے اس سے پوچھا اور اس نے مجھے گھور کر نگاہوں سے دیکھا۔

"نہیں میرا نام... تو راس ہے۔" وہ آہستہ سے بولا۔

"تو راس؟ لیکن میرے نزدیک تو میرا دوست سلاؤس تھا۔"

"وہ... وہ تم پھر اس کی جانب لگے ہو۔ میں نے کتنی بار کہا ہے کہ تمہارے لیے وہ راس کی حیثیت ... تمہارے ساتھ رہنے والے سے ... تم جنگ ... ہو کر ... گزری ... وہ تمہارے فراق میں ... جیسے قید خانہ ہے جہاں ہم زندگی کے سارے لمحات گزار رہے ہیں۔ سو جب ہم ان ... تو کیسے ... بدل دیں گے ... سلاؤس کے پیچھے میں بے چارہ تھا۔"

تب میں نے سوچا... اور میں سوچ میں پڑ گیا... شاید میں کوئی خواب دیکھ رہا ہوں ... اور میری آنکھیں ... سلاؤس کی ... کر رہا ہے ... وہ ... ایک ... انسان ... اس کی تمام ... حاصل تھی۔

"لیکن میرے دوست، جب تم ... ہو تو تمہیں سب کچھ یاد تھا کہ اس وقت تمہاری وہ قوت تمہارے ساتھ نہیں ہے۔"

"... مقدس ... کے ... ان خوابوں نے تمہیں کبھی ... نہیں دیا۔ ... دیکھو ... ہماری طرف ... ہے۔ وہ ... جسموں کو ... حالات سے ... چلو ... تیار کر ... اس کے ... ہاتھ ... دیا۔"

اس کے ... اور پیروں کی زنجیریں ایک ... آواز ... کر رہی تھیں۔ میں نے انہیں ... دیکھا اور ... نہیں ...

"سلاؤس! ... " ... بعض ... وقت ... سے ... جس ... بھی نہیں ... ماضی میں ... تمہارے ساتھ

پھر بھی پہنچ گئے۔"

لیکن سلاؤس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس نے میری طرف دیکھا۔ ... اور بہت ... مصروف تھا ... اس کے چہرے کے ... کا احساس کیا تھا۔ شاید وہ خوف کی وجہ سے ... الفاظ کو ... کر رہا تھا۔

تب اچانک میرے بدن پر ایک سرسراہٹ ہوئی اور میں نے پلٹ کر دیکھا۔ ... بڑی ... کے ... سے ... مضبوط ... بدن ... اور شاید اس کی آواز ... لیکن اس بار میں ... نہیں بننا چاہتا تھا ... کے دروازے ... اس بار میں ... ماضی ... اس ... کوشش کرنے ... تھا ... ماضی ... کر چکا تھا۔

"حرام خور! ... " ... اور ...

"وہ کیا ہو رہا ہے؟" میں نے ... کر کے پوچھا۔ اور میرے اردگرد پہلے ... جیسے ... شمار ... چہرے ... کسی ... مذاق ... موت کا مذاق ... انہیں ... جب ... کی جانب ... زندگی ... ہے۔

"کیا تم گفتگو کر رہے تھے؟"

"یہاں گفتگو کرنے کے لیے کون ہے سوائے ان چٹانوں کے۔ اور چٹانوں سے کوئی گفتگو کرے تو وہ جواب کہاں دیتی ہیں؟" میں نے سکون سے جواب دیا۔

"حرام جادو ہو، ... نکلو ... کہا۔"

"اس کا ... مطلب ہے، تم ... اس جانب کی ... میں گفتگو کر رہے ہو۔ ... کیا ... ہے؟" میں نے کہا۔ ... ایک ... میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"یہ تمہارا نام ہے ... " میں نے کہا۔

"... اور ... تم ... مصروف ہو گئے ... تب ... لگا۔" ... نے کہا۔

"... کرو ... " ... تم اپنے ... تفصیل ... اور ... دیکھنے لگے ... شاید ... کوئی ... سے ... گفتگو ... صورت ... خوف ... تھے ... انہیں ... لگے ... تب ... سامنے ... لیکن ان کے ... ان کی ... ہوتے ... صاف ... محسوس ... پر ... جنگ کا ... ہوا اور ... کوشش ... ایک ... سے ... کوشش ... گزشتہ ... لیکن ... کر

زیادہ گہرے دکھ سے محسوس کر رہا تھا۔ پھر میری نگاہ قریب کھڑے ... تو راس پر پڑی اور میرا دل ایک لمحے کے لیے رک گیا۔

تو راس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ ... ایک ... بے ... اس ... میرے ... ایک لمحے کے لیے ... کا ... دیکھو ... میرا دوست ... اس ... کی ... ہو رہا ہے؟"

چند لمحات کے لئے تمام ... ہاتھ رک گئے۔ ... میرے حلق سے ... کے ... موت ... آخری ... چاہیے تھی ... محافظ ... ہو گیا تھا ... سلاؤس کی طرف دیکھا۔ اور سلاؤس کے چہرے پر حیرت ... تھی۔

"یہ ... ہو گیا ہے ... ؟" تو راس ... آواز میں بولا۔

"اور ... اس ... آنسو ... ہو ... کیوں ... ؟" ... بدل گیا تھا۔

"... تو راس کا ... بدن ... تھا۔ اور ... اس ... سے ... کیا ... ہم ... ہو ... کوشش ... اس ... تھا ... سلاؤس ... تو راس ... اچانک ... اور ... آگے بڑھا اور ... "

میں نے پھر ... ہاتھ ... پکڑ لیا۔

"... میرا ... تمہارا ... پر ... میرے دوست۔ وہ ... دلچسپ ... کہا ... اور محافظ ... خوفناک ... ہاتھ ... کوشش ... محافظ ... اور ... ایک ... "

... ایک ... جنبش ... خوفناک ... انتظار ... گے۔ چنانچہ ... زیادہ ... اپنے ... مصروف ہو گئے۔ سب کی ... تو راس ... محافظ ... اور محافظ ... ہاتھ ... میں ... ہوں ... محافظ ... اور ... گرفت ... تھا۔

"... راس ... " تو راس کا ... آواز میں بولا۔

"میں اس سارے کھیل کا ... ہوں تو راس۔" میں نے کہا اور محافظ کو ... پڑ رہا تھا۔

محافظ کا سردار ... ہو گیا تھا۔ اس ... کی تمام ... ٹوٹ گئیں تھیں۔ اس نے ... اور ... آخری ... لگی۔

"... نہیں ... " ... اور ... کے ... اس بات کا ... ہو گیا کہ ... چنانچہ ... قریب ... بروا ... کی لاش ... پاس ... ان کے چہرے ... ہو رہے تھے۔ انہوں نے ... کی لاش ... پوچھا۔

"یہ کس نے قتل کیا ہے؟" ... ایک ... نے ... پوچھا۔

... دوسرے قیدی سے تھا۔

"میں نے۔" اور تمام نگاہیں میری جانب اٹھ گئیں۔

"کیوں؟" ... سوال کیا گیا۔

"بس ... مجھ ... تھا اور ... دلچسپ ... میں نے ... پر ... "

"... پاگل ہو گیا ہے؟" تو راس ... اس کے ہونٹ ... اور ... نے ... سے کہا۔

"اور اس ... کو ... " محافظ ... "اور ... ہم ... ہو ... لیکن ... "

"... دیکھو ... " ... تب ... میں ... آنکھیں ... "

"... اب ... تم ... حیرت ... کوشش ... دیکھ رہے ... لیکن ... "

اور ... ایک ... کر رہا تھا۔ ... ماضی کا ... نہیں جانتا تھا کہ ... کر رہا ہے ... لیکن ... ماضی ... اور ... نہیں ... میں نے ... ماضی ... جب میں ... کی ... اور ... ماضی ... تھا۔

مجھے اس وقت ... ہو رہا تھا ... کے ... سلاؤس ... اس بات پر ... حیرت ... ماضی ... اور ... تبدیلی ... سلاؤس کے ... اور کسی اور کے ذہن میں۔

مجھ سے لڑنے والے لڑکوں روبوٹوں کو مشکل ہو گئے تھے۔ وہ بری طرح مجھے پیش آئے تھے۔ ان کے ایک ساتھی کی لاش ان کے سامنے پڑی تھی۔ اور سب سے بری بات یہ تھی کہ انہیں ساتھ قیدیوں کا اپنی قوت بازو سے کنٹرول کرنا بڑا مشکل کام تھا۔ وہ صرف اپنی سانس لے سکتے تھے۔ اور شاید اس بات کا دوسری بھی قیدیوں کو احساس ہو گیا تھا اور وہ اپنے ساتھ رکھیں اور ان کی پارٹی پر کوئی گرفت نہ رکھ سکے [illegible] بغاوت کی [illegible] دوسرے قیدیوں کو اس سے حوصلہ حاصل ہو۔ چنانچہ ان پر بری دیوانگی طاری تھی جیسے اس کا اظہار جب ان کی کوشش کی تھی اور پھر اس کے بعد نقصان دہ ثابت ہوئی تھی۔ اب اس کا سر پاش پاش ہو چکا تھا [illegible] جان پڑے تھے۔ یہ منظر میرے لئے دلکش تھا۔ [illegible] بہت دلچسپ بھی تھا۔

اور پروفیسر [illegible] اس بار میری طبیعت میں ایک عجیب کا جلال تھی۔ میں نے چاروں طرف سے حاصل کر رہا تھا۔ عجیب کی کیفیات مجھ پر طاری تھیں۔ شاید میں سوچ رہا تھا کہ میں ماضی کا ہی ہوں اور ماضی سے بغاوت کر رہا ہوں [illegible] ماضی میں شامل ہو کر اپنے ماضی کو اپنی [illegible] ماضی کی تاریخ میں کوئی مقام حاصل [illegible] کوئی ماضی میں تبدیل کرنے کا اہل ہوں۔ [illegible] احساس کی اہمیت کی تھی [illegible] کیا خاصیاں، اور اس کی میرا دوست سولاٹس [illegible] لیکن بہر صورت مجھے بھی اس کردار کی خوبیاں اور خامیوں سے کوئی زیادہ دلچسپی نہیں تھا۔ میں تو صرف اپنے مشن کی تکمیل کرنا چاہتا تھا۔

اور پروفیسر میرے محافظوں کو آزاد چھوڑ کر وہ مرنے مارنے پر آمادہ ہو گئے۔ اور چونکہ جب میرے مقابل اس بات پر آمادہ ہو جائے کہ تو موت تو انہیں کی ہو رہی تھی۔ چنانچہ میں نے ان میں سے دو کی گردنیں پکڑ کر ان کو سر آپس میں ٹکرا دیئے [illegible] دوسرے پڑے تھے۔ اور اب وہ اپنے اختیار ہی کے لئے دوڑ پڑے تھے۔ اور چند ساعت کے بعد وہ تلواریں اور کلہاڑے لے کر میرے سامنے آ گئے۔

میرے بدن پر چاروں طرف سے تلواروں کے وار ہو رہے تھے اور میں بھی اپنی انفرادیت برقرار رکھنے کی کوشش کی۔

میں نے ان میں سے دو آدمیوں کو پکڑ لیا اور پھر انہیں اس طرح گھما کر تلواروں پر میرے بدن پر پڑنے والی تھیں وہ ان کے اپنے ساتھیوں کے بدن کے ٹکڑے کر گئیں۔ تب مرنے والوں کی تلواریں میرے ہاتھ میں آ گئیں اور میں نے وہ دونوں تلواریں سنبھال لیں۔

قیدی بھی اپنے کام چھوڑ کر کھڑے ہو گئے تھے اور پروفیسر جب میرے ہاتھ میں ہتھیار ہوں اور سامنے صرف تھوڑے سے آدمی تو ان میں سے کوئی میرے سامنے نہیں ٹھہر سکتا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد [illegible]

میرے سامنے پڑی تھیں۔

ایک عجیب سا بے ہنگم سا منظر تھا۔ تمام قیدی عجیب نظروں سے مجھے دیکھ رہے تھے۔ لیکن ابھی تک میدانوں میں کام کرنے والے آدمیوں کو یہ جرأت نہیں ہوئی تھی کہ وہ یہ دیکھ کر کہ ان کے محافظوں سے کون مقابلہ کر رہا ہے۔ چنانچہ جو قریب موجود تھے وہ خوشی سے چیخ پڑے تھے۔ ہم آزاد ہیں، ہم آزاد ہیں۔ ہمارے آقا کو اب کوئی نہیں ہے سب سامنے آ جاؤ۔ ہم آزاد ہو گئے۔ اور قیدی دوڑتے ہوئے میری طرف آنے لگے۔ ان کے چہروں پر عجیب سی رونق تھی۔ بیڑیاں ان کے قدموں میں پڑی تھیں اور وہ میرے گرد جمع تھے۔ ورساتا خوف زدہ انداز میں میری جانب دیکھ دیکھ کر پلکیں جھپکا رہا تھا۔ پھر وہ میرے نزدیک آیا اور کہنے لگا۔

ارناس کے ہیرو، یہ تو نے کیا کیا۔ کیا تو نے شاہ اہیرس سے بغاوت کا اعلان نہیں کر دیا۔ اور کیا شاہ اہیرس تیری اس جسارت کو معاف کر دے گا؟

اور ارناس کے بیٹے ارناس، کیا تجھے زندگی سے اس قدر نفرت ہے کہ تو اپنی ہر سانس آخری سمجھنا چاہتا ہے؟

میں نہیں جانتا ہے بہادر ارناس کے پاس یہ قوت کہاں سے آئی لیکن اپنی اس بے مثال قوت سے کام لے کر تو صرف خود کو محفوظ رکھ سکتا ہے۔ تیری حسین وادی کے لوگ زندہ جلا دیئے جائیں گے۔ بچوں کو [illegible] دھوپ میں چھوڑ دیں گے۔ تیرے کھیتوں سے دھواں اٹھے گا [illegible] سوچ کر ہی [illegible] اور کس لئے یہ سب کس لئے۔

اہیرس، میں نے دانت بھینچ کر کہا۔ اور میرے ذہن میں وہی بے لوث چہرہ ابھر آیا۔ خوفناک لگتی ہوئی آنکھیں، بھیگتے ہوئے خوفناک ہونٹ میرا مقابل۔ اہیرس کی موت کے لئے میری آواز میں غراہٹ تھی۔

شکر ہے بہادر کوئی دوسرا موجود نہیں ہے۔ ارناس نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

بہت جلد یہ خبر اہیرس کے ہرکاروں تک پہنچ جائے گی۔ ایک قیدی نے کہا۔

ہاں، اس سے قبل ہی کچھ سوچ لینا چاہیئے۔ دوسرے نے کہا۔

بھاگو، بھاگ نکلو، جہاں سینگ سمائیں بھاگ جاؤ۔ چند قیدی بولے لیکن میں نے ہاتھ اٹھا کر انہیں روکا۔

رک جاؤ، بزدلی کا مظاہرہ مت کرو۔ بیشک زندگی بے حد قیمتی ہے لیکن اس سے زیادہ قیمتی ایک اور چیز ہے۔ اپنی عزت، اپنی آن۔ کہاں بھاگو گے اس جہاں سے کو گے۔ وہ تمہیں تلاش کر لے گا۔ اور اس کے بعد تمہیں اور تمہارے اہل خاندان کو زندہ جلا دے گا۔ کیا تمہیں یہ بات پسند ہے؟ اس سے بہتر نہیں ہے کہ ... مل سکتی ہے؟

تو نے ہمارے لئے مصیبتیں کھڑی کر دی ہیں نوجوان قیدی۔ تو

اپنی قوت سے کام لے کر ان سے بچ سکتا ہے۔ لیکن ہم لوگ کہاں جائیں گے۔ ہم کس طرح زندگی بچا پائیں گے۔

بزدلو، میں نے صرف اپنے دشمنوں کو قتل کیا ہے۔ تم میں سے جو اہیرس کا وفادار ہے وہ اس کی خدمت میں واپس چلے جائیں اور اسے اپنی گرفتاری پیش کر دے۔ صرف اگر وہ گرفتاری پیش کریں بلکہ ہمارے خلاف نشان دہی کریں اور انہیں گرفتار کرانے میں اس کی مدد کریں۔ میں نے کہا۔

بہادری کی باتیں ہمیں سنا رہا ہے۔ ہر قیدی خاموش کھڑا تھا۔ لوگ ایک دوسرے کی شکل دیکھ رہے تھے۔ پھر ایک بوڑھا قیدی آگے بڑھ کر بولا۔

تمہارا مقصد نہیں سمجھا نوجوان۔ لیکن اب ہم بولیں کیا کرنا چاہیئے اگر ہم فرار ہونے کی کوشش کریں تو یہ ہمارا مقدر ہوگا اور ہماری نسلوں کا بھی ... وہ ہمیں ہمیں کبھی نہیں چھوڑے گا۔

کیا موت تمہارا مقدر ہے؟

ہاں اس کی دشمنی موت سے کم نہیں ہے۔

پھر تم اپنی پسند کی موت کیوں نہیں حاصل کرتے؟

کیا مطلب؟

بغاوت۔ اس کے خلاف ایک بھرپور بغاوت۔ اور اس کے مظالم کے خلاف ایک بھرپور آواز۔ کیا تمہارا ہمیں آمادگی کر دو گے؟

نہیں، ہم اہیرس جیسی قوت کو شکست نہیں دے سکیں گے۔

تو پھر سوچنے کی کیا ضرورت ہے۔ فیصلہ کر لو اور اس کے خلاف کھڑے ہو جاؤ۔

اور اس بغاوت کی قیادت کون کرے گا؟ بوڑھے نے پوچھا۔

میں، میں نے جواب دیا۔

ہمیں منظور ہے۔ چند نوجوان یک وقت بولے۔

میں جذباتی طور سے نہیں چاہتا اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ تم صرف زندگی بچانے کی خاطر میرے ساتھ ہو جاؤ۔ بلکہ میں تمہیں یہ احساس دلانا چاہتا ہوں کہ اہیرس کے دورِ حکومت میں تم لوگ جس طرح اپنی حیات تنگ کر رہے ہو کیا تمہیں اس سے اختلاف ہے۔ تم کچھ کرو گے اور میری قوت کے لئے نہیں۔ تمہارے ذہن یہ خیال میں ہو گا کہ اہیرس جیسے شیطان ہی زندگی کا سرکردہ ہے۔ تمہارے دشمن اور تمہیں نقصان پہنچانے کی کوشش کرنے والے کافی مضبوط ہیں۔ تمہیں ان کے خلاف جنگ کرنی ہوگی۔ چاہے تم خوف زدہ بھی ہو گے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم ہر خوف کو اپنے ذہن سے نکال کر اس بارے میں فیصلہ کرو۔ تم میں سے جو یہ بہتر سمجھے کہ وہ واپس جا سکتا ہے اور کہیں بھی گم ہو کر اپنی زندگی بچانے کی کوشش کر سکتا ہے تو میں اسے نہیں روکوں گا لیکن جو میرا ساتھ دے گا اور خلوص دل سے اہیرس کے خلاف بغاوت کرے گا میں صرف ان سے وعدہ کرتا ہوں کہ وہ میرے ساتھ فتح کا مزہ چکھے گا۔ میں پھر کہتا ہوں کہ تم جاؤ، تم سب چلے جاؤ۔ میں اہیرس کے خلاف جو تم سب کا قاتل ہے

تو اگر وہ ایک اچھا قدم ہوا اور تمہارے ذہنوں میں یہ بات آ جائے کہ میری سرکردگی کتنی ضروری ہے تو وہ اس کے اور اہیرس کے خلاف ایک بہتر بغاوت ہو سکتی ہے تو میں تمہارا انتظار کروں گا۔ اور خوشی سے تمہیں اپنے ساتھ رکھوں گا۔ تمہارا انتظار ہمیشہ میری نظروں میں رہے گا۔

ارناس نے بڑے ہی میری شکل دیکھی تھا۔ اس کا ذہن ابھی بات نہیں کر پا رہی تھی کہ ارناس کی ایک حسین وادی ہے، جو زرخیز تھی، اس کی گرم رحمت دو روں سے تھی، ارناس کا ایک بیٹا ارناس جو اپنے عشق کے نشے میں مصروف تھا۔ اچانک اہیرس جیسے شیطان صفت شخص کی نذر ہو گیا، کیوں آزاد ہو گیا اور یہ بغاوت اس کے ذہن میں آتی رہے گی تو ہم وادی کیوں کر بچے۔

میں نے دوسرے لوگوں کی جانب دیکھا۔ ان میں سے کسی کو میری اہلیت معلوم نہیں تھی۔ ہاں اگر وہ اندازہ لگا سکتے تھے تو صرف اس بات کا کہ میں نے تنہا اہیرس کے کئی آدمیوں کو قتل کر دیا تھا جو اہیرس کے خیال میں ہزاروں قیدیوں پر بھاری تھے۔

سو میری حیثیت انہیں ضرور متاثر کر رہی تھی۔ قیدی اپنے چھوٹے چھوٹے گروہ بنا کر اس بات پر تبادلۂ خیال کرنے لگے۔ وہ فیصلہ کر رہے تھے کہ انہیں کیا کرنا چاہیئے کس کا ساتھ دینا چاہیئے۔

اور ہر صورت مجھے اس بات پر اعتراض نہیں تھا۔ یہ ان کا حق تھا۔ اور کسی حقدار کے حق کو ختم کر کے غاصب بننا مجھے کسی بھی طرح پسند نہیں تھا۔ اور مجھے اس سلسلے میں کوئی جلدی بھی نہیں تھی کہ وہ فیصلہ کرتے۔ کیونکہ میں جانتا ہوں قیدیوں کو یہ موقع ملا تھا وہ عام آزادی سے آشنا ہو چکی تھی۔ کوئی کر ان کے پہنچنے کی کوشش کرنا تو اسے ایک طویل وقت درکار ہوتا۔ اس کا اصل کھیل ان محافظوں کا تھا جو قیدیوں کو جانوروں کی طرح ہانکتے تھے اور ان پر بھرپور تشدد کر سکتے تھے۔

قیدی آپس میں صلاح و مشورے کر رہے تھے۔ میں نے انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا اور خود ایک چٹان پر آ بیٹھا۔

میرا دوست ارناس میرے نزدیک ہی سر جھکائے بیٹھا تھا وہ بھی کسی گہری سوچ میں تھا۔ سو اچانک اس نے گردن اٹھائی اور عجیب سی نظروں سے میری جانب دیکھنے لگا۔

نہیں، نہیں، میں یقین نہیں کر سکتا۔ میں یقین نہیں کر سکتا۔

کس بات پر ارناس؟ میں نے اس سے پوچھا۔

میرے بدن کے تمام رگ و ریشے میں بہت سے انکشافات اور کبھی آ رہے تھے کی کیفیت تو اس وقت جب تیری عجیب بیشتر حرکتیں دیکھی ہیں اور یاد وہ حسین لڑکی جو تیرے ساتھ وادی کے کناروں پر سے تیار ہو کر مجھ کو جگہ پہنچ جایا کرتی تھی اور ہم صرف ارناس کے بہادر فرد کو صرف اپنی ہی کی خوبی کے لئے مشہور تھا اور حسیناؤں کے دل میں تیری کوئی ایسا اہل نہیں رکھتا تھا۔ اور اس سے زیادہ تیری حیثیت کچھ تسلیم نہیں کی تھی، لیکن اچانک میں نہیں سمجھتا کہ تیری کون سی چٹان کے ہے جو کوئی قوت ابھری اور تجھ پر چھا گئی اور میں نے تجھے محافظوں کو کوئی کرتے دیکھا ہے

لفظ زندہ کہا اور یہ طاقت دی کہ تو ان کا خاتمہ کر دے۔ مجھے بتا، مجھے بتا میرے دوست میں تیرا ساتھی ہوں۔ تیرا دوست نوراس ہوں۔ وہ نوراس۔ جو بچپن سے تیرے ساتھ ہے اور میں نے کبھی نہیں دیکھا تجھے اس حال میں۔ تو بتا تو سہی کہ اچانک ہیونس کے خلاف تیرے ذہن میں یہ نفرت کیسے ابھری اور تو نے ایسا کیوں سوچا۔" نوراس نے سوال کیا۔

"نوراس میرے دوست۔ جب تو مجھے بچپن سے جانتا ہے تو یہ بھی جانتا ہے کہ تیرے ذہن میں یہ بات بھی ہوگی کہ بربط نواز سینے میں حساس دل رکھتا ہے۔ وہ اپنے فن کی ساتھی کے لئے دل جلانے والی حسیناؤں کا دل [illegible] لینے کی آرزو رکھتا تھا لیکن کبھی کوئی ایسا لمحہ نہیں آیا جس سے اس کی ذات دوسروں کے لئے ناپسندیدہ ہو گئی ہو۔

ہاں میں نے اپنے نغمے پیاروں کو سنائے میرے بربط کے سر [illegible] میں شامل ہو کر لوگوں کے کانوں میں رس گھولتے ہیں اور بس۔ اس سے زیادہ میری ذات سے کسی کو تکلیف نہیں پہنچی۔ اے نوراس کیا احساس دل رکھنے والے اس امر کو پسند کریں گے کہ [illegible] دیکھ سکتے ہیں۔ جو ان پہاڑی چٹانوں میں بکھرا ہوا تھا۔ تو خود [illegible] لگی اور سب کے سب [illegible] اور اس بات کا شکار ہیں کہ انہوں نے [illegible] کے لئے دل میں محبت رکھی۔ اور اس کی ذات سے نفرت کی اور تجھے یہ بھی معلوم ہے کہ مجھ سے میری وادیاں کیوں چھینی گئیں۔ صرف اس لئے کہ جب ہیونس کی ملکہ نے ان وادیوں کی سیر کی اور اس نے بربط نواز کو رقص کرتے دیکھا تو نے دیکھی اور طلب کیا اس نے اس بربط نواز کو۔ [illegible] دوسرے تھے جو اسے بربط سے [illegible] کام وقت کر لینے کا [illegible] ہو سکتے ہیں۔ یہ لوگ اس بربط نواز کو [illegible] کر دیا کیونکہ اس نے ملکہ کا حکم ٹھکرا دیا تھا اور اس کو تو اس زندگی کے لئے ابھرا تھا۔ بڑے ستم کرتے ہیں۔ کیا انہی باتوں کی انتہائی سزا مناسب تھی۔ تو ذرا اس بات پر غور کر اے نوراس اور کیا مجھے حق اس لئے [illegible] کہ کیا کروں میرے اہل خاندان سے ہمدردی اور محبت کا اظہار کیا تھا۔ سو ایسا ظالم شخص کس طرح قابل محبت ہو سکتا ہے؟ یہ دوسری بات ہے کہ کوئی اس کے خلاف سر اٹھانے کی قوت نہ رکھتا ہو۔ اور جرأت نہ کرتا ہو اس بات کی کہ اس پر احتجاج کرے۔"

"یہ ساری باتیں ٹھیک ہیں دوست۔ لیکن [illegible] تو اس بغاوت کی قیادت کیسے کرے گا۔" "مجھے تو صرف اس بات پر تعجب ہے کہ ایک نو [illegible] جس کی انگلیوں نے صرف بربط کے تاروں کو چھیڑا ہے اور جس کے ذہن نے صرف محبت کے بارے میں سوچا ہے۔ اس کے ہاتھ تلوار کے دستے پر کیسی گرفت قائم کر سکتے ہیں اور اس کا ذہن جاودانگر [illegible] کے خلاف کس حد تک استعمال ہو سکتا ہے؟"

"نوراس تو نے دیکھا کہ جب جذبے بھڑکتے ہیں تو وہ قوتیں خود بخود ابھر آتی ہیں جنہیں عام حالات میں نہیں جگایا جا سکتا اور اس کا ثبوت محافظوں کی وہ لاشیں ہیں جو تیرے سامنے پڑی ہیں۔ سو جب کوئی قیادت ابھرتی ہے تو اسے وہ لافانی قوتیں حاصل ہو جاتی ہیں جو سچے جذبوں کی امین ہوتی ہیں۔ سو [illegible] کو ذہن سے نکال دے اگر تم ان ہی چٹانوں [illegible] آزاد کرنے کے لئے پتھروں کو تراشتے رہتے۔ [illegible] کب تک۔ [illegible] کیا اس کا [illegible] زندگی تھی کیا اس کا انجام موت نہیں تھی۔ اور اگر موت ہی کو اپنانا ہے تو اپنی مرضی کے مطابق کیوں نہ اپنایا جائے؟"

نوراس [illegible] سے مجھے دیکھ رہا تھا۔ لیکن پھر رفتہ رفتہ اس کے چہرے پر بحالی آتی گئی اور پھر اس کے ہونٹوں پر ایک عجیب سی مسکراہٹ پھیل گئی اور اس نے کہا۔

"کسے معلوم تھا۔ کون جانتا تھا۔ کہ وہ بربط نواز۔ جو ایک برگد کے درخت کے نیچے دھونی جمائے بیٹھا تھا۔ اکتارہ بجاتا تھا اور جسے علاقے کے لوگ ایک بے ضرر سا انسان سمجھتے تھے، ایک دن اس طاقت کے خلاف اٹھ کھڑا ہوگا۔ جو پرہیبت اور پرقوت طاقت ہے اور جس کے [illegible] لوگوں کے دلوں میں شدید خواہش ہے کہ [illegible] اس طاقت کا خاتمہ ہو سو جو اس کے لئے قدم اٹھانے والا اور اس کے خلاف جدوجہد کرنے والا پہلا شخص ہو تو اس کی عزت کیوں نہ کی جائے۔ اور جو باتیں تو نے کہیں [illegible] وہ ایک [illegible] ہیں۔ ایک ایسا [illegible] جس کے لئے کسی کی بھی مخالفت حماقت سے زیادہ نہیں ہے۔ بلاشبہ [illegible] تیرے جذبے سچے ہیں اور میں ان سچے جذبوں کی تائید کرتا ہوں۔ میں سب سے پہلے تیرا ساتھی بننے کا عزم حاصل کرتا ہوں۔"

نوراس اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ اور اس نے جھک کر میرے دونوں ہاتھ چومے۔ قیدی جو ہماری جانب دیکھ رہے تھے اور دور [illegible] ساتھ دینے پر آمادہ تھے، نوراس کی یہ حرکت دیکھ کر خود بھی اٹھ کھڑے ہوئے تھے اور پھر ایک ایک نے [illegible] کیا۔ وہ لوگ [illegible] مجھے اپنا [illegible] سمجھتے تھے۔

اور پروفیسر [illegible] دل ہی دل میں بہت کچھ سوچ رہا تھا۔ میں سوچ رہا تھا کہ [illegible] ماضی کی ایک [illegible] ہو رہی ہے۔ اور ماضی کا یہ سفر صدیوں کا [illegible] ہے۔ اور ماضی کی جو [illegible] انہی پر وہ [illegible] ماضی کا ایک کردار [illegible] سے پر [illegible] تھا۔ میں اپنی اصلیت میں [illegible] اور درحقیقت اگر غور کیا جائے تو یہ میری [illegible] تھی۔

میں نے ماضی کو قبول نہیں کیا تھا اب ماضی مجھ میں [illegible] تھا۔ بلاشبہ یہ بات میرے جیسے کے لئے قابل فخر تھی۔

سو بے شمار قیدیوں کی تعداد میرے گرد جمع ہو گئی۔ لیکن ان میں کچھ ایسے بھی تھے جنہوں نے خاموشی سے وہاں سے بھاگ جانا پسند کیا وہ بزدل تھے اور موت سے پناہ چاہتے تھے۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ایک ایسی قوت کے خلاف بغاوت کریں جو نا قابل تسخیر ہے، اور ایسی بغاوت کے بارے میں سوچنا ایک حماقت ہے۔

سو بھاگ جانے والوں کو میں نے کچھ نہ کہا اور انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا۔ اور جب دیکھا میں نے اپنے ساتھیوں کو ان کی تعداد بے شمار تھی۔ یہ سب وہ قیدی تھے جو مشقتوں میں زندگی گزار رہے تھے اور یہاں سب کے لئے ایک لائحہ عمل مرتب کیا تھا۔

اور یہ تو میری زندگی کا خاصہ رہا ہے پروفیسر کہ میں نے جب بھی کسی منزل میں قدم اٹھایا تو اس کے ہر پہلو پر غور کیا۔ کوئی جذباتی کوشش میں نے ایسی نہیں کی جس سے صرف میں ہی نہیں بلکہ اپنے ساتھیوں کو بھی نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا اور مجھے تو بہرحال نقصان پہنچ ہی نہ سکتا تھا میں تو زندہ رہنے والوں میں سے تھا۔ سو میرا دل ایک ایسی ٹھوس اور مضبوط چٹان تھا جس پر کوئی چوٹ اثر انداز نہیں ہوتی تھی۔

چنانچہ میں نے پہلے ان تمام قیدیوں کو اکٹھا کیا۔ اس جگہ پر جتنی [illegible] موجود تھی [illegible] اس کے علاوہ قیدیوں کی ایک بے شمار تعداد [illegible] سے بھی ساتھ ملے گئے۔ [illegible] ان کے پاس اسلحہ نہیں تھا۔ اس لئے میں نے خصوصی طور پر انہیں ساتھ رکھنے کی ہدایت کی۔

قیدیوں کے اس قافلے کو لئے میں وہاں سے چل پڑا۔ میں کہہ چکا ہوں کہ اس دور میں [illegible] نہیں [illegible] تھا اور وہ سب کچھ کرنا چاہتا تھا جو میری اپنی مرضی ہو۔ یہ ایک تجربہ تھا اور اس تجربے کے بارے میں، میں نے [illegible] سے بھی مشورہ نہیں کیا تھا لیکن [illegible] اس حیثیت میں بھی مجھ سے تعاون کر رہا تھا۔

قیدی بہت سوچ سمجھ کر میرے ساتھ شریک ہوئے تھے اور جو لوگ میرے ساتھ شریک ہوئے تھے وہ دراصل سمجھدار تھے۔ میں اپنی شخصیت کے وقار کی حیثیت سے بہت خوب جانتا تھا کہ ان قیدیوں کے لئے زندگی اور آزادی کا کوئی تصور کر لینا ممکن نہیں تھا۔ انہیں ساری عمر [illegible] اس وقت تک اسی طرح زندگی گزارنا تھی۔ جب تک کہ [illegible] شہنشاہ ہیونس زندہ تھا۔ اس لحاظ سے ایک [illegible] موت کے [illegible] انہوں نے [illegible] فیصلہ کر لیا تھا

قیدیوں کا یہ قافلہ [illegible] برداشت کرتا ہوا چلتا رہا۔ [illegible] جنگلوں میں اگر کوئی [illegible] نظر آتا تو ہم [illegible] اسے تاراج کر دیتے۔ اس کے [illegible] اور اس طرح گزر ہو رہا تھا۔

"تم آخر کس جگہ کی تلاش میں ہو؟" ایک روز نوراس نے مجھ سے پوچھا۔

"وہ جگہ جو ہماری جدوجہد کے لئے مناسب ہو۔"

"پھر بھی۔ میرا خیال ہے تم [illegible] علاقوں کو چھوڑ کر [illegible] علاقوں کی طرف [illegible] سے قریب تر ہوتے جا رہے ہیں۔"

"کیا واقعی؟" میں نے سوال کیا۔

"ہاں۔ وہ دور تمہیں جگہ جگہ [illegible] نظر آرہی ہیں یہ شاہی [illegible] کی گزرگاہیں ہیں اور وہاں سے ہمیں آسانی سے دیکھا جا سکتا ہے۔"

"آہ میرے دوست۔ اتفاق ہے کہ تو نے ایسی جگہ [illegible] کیا ہے مجھے ایسی ہی کسی جگہ کی تلاش تھی۔" میں نے خوش ہو کر کہا۔

"کیا مطلب؟" نوراس نے تعجب سے پوچھا۔

"ہاں۔ میں [illegible] شہنشاہ ہیونس سے زیادہ دور نہیں رہنا چاہتا۔" میں نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

نوراس تحیر زدہ نظروں سے مجھے دیکھتا رہا۔ پھر ایک گہری سانس لے کر بولا۔

"دانی۔ دیوتاؤں کی قسم میں سخت حیران ہوں۔ اتنا حیران کہ بیان نہیں کر سکتا۔"

"کیوں نوراس؟"

"وہ [illegible] والوں کی نگاہ میں تو [illegible] تھا [illegible] صرف بربط بجانے اور [illegible] سے عشق کرنے کے سوا کچھ نہیں آتا تھا۔ جو [illegible] کو قریب نہیں پھٹکنے دیتا تھا۔ اور [illegible] مشقت ہو۔ کون تھا جو تجھے [illegible] نگاہوں سے دیکھتا تھا سوائے تیرے دوست نوراس کے۔"

"ہاں۔ مجھے یاد ہے۔"

"اور [illegible] ایک [illegible] ہو گیا ہے۔ تو نے وہ کیا ہے جس کے بارے میں سوچا بھی نہیں جا سکتا۔ سچ کہوں تو میں اب بھی شبہے کا شکار ہوں۔"

"کیسا شبہ؟" میں نے پوچھا۔

"کوئی وقتی جذبہ تیرے اندر بیدار ہو گیا ہے۔ [illegible] کیا ہوگا؟"

"یہ بھی تو ہی بتا دے نوراس۔" میں نے اس کی بات کا [illegible] بغیر کہا۔

"یہ بے یار و مددگار لوگ شاہی عتاب کا شکار ہو جائیں گے [illegible] انہیں موت سے پناہ دینے والا ہو گا؟"

"تیری تسلی کے لئے میں کیا کہوں نوراس؟" میں نے پوچھا۔

"میری بات [illegible] میرے عزیز دوست۔ میں نے تو ہمیشہ تیرے ساتھ جینے اور تیرے ساتھ مرنے کی تمنا کی ہے۔ میں تو صرف تیری بدلی ہوئی کیفیت کو جاننا چاہتا ہوں۔"

"میری جو کیفیت ہے تیرے سامنے ہے نوراس۔ ہاں تجھ سے یہ وعدہ ضرور کر سکتا ہوں کہ جب تک اپنے مشن کی تکمیل نہ کر لوں [illegible] نہیں مانوں گا۔"

"نہیں نہیں۔ میں ایسا کوئی وعدہ تجھ سے نہیں لینا چاہتا بس [illegible] تیری ذات کی اس تبدیلی میں [illegible] ہوں۔"

"میں اپنے مشن میں تیرا بھرپور تعاون چاہتا ہوں۔"
"یہ کہنے کی بات نہیں ہے۔ کرنسار تو تب ہے جو میں نے تیرے بغیر سوچا ہے۔"
"ہاں مجھے تیری دوستی پر فخر ہے۔" میں نے جواب دیا۔ اور زوماس کسی سوچ میں ڈوب گیا۔ پھر اس نے گردن جھٹک کر کہا۔
"لیکن تیری یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔"
"کونسی بات؟"
"تو آبادیوں سے قریب رہنا چاہتا ہے۔"
"ہاں زوماس۔"
"آخر کیوں؟"
"تیرے خیال میں کیا ہونا چاہئے؟"
"میں تو سوچ رہا ہوں بغاوت کی تیاری کے لئے آبادیوں سے جس قدر فاصلے ممکن ہوں رکھنے چاہئیں۔ تاکہ اس وقت تک کسی کو بھنک نہ مل سکے جب تک تیاریاں مکمل نہ ہو جائیں۔"
"کیا تمہارے پاس اتنے وسائل ہیں زوماس کہ تم آبادیوں سے دور رہ کر یہ کام انجام دے سکیں۔ ہاں میرے ذہن میں اس بغاوت کی تکمیل کے لئے ایک دوسرا منصوبہ ہے جس پر میں بعد میں عمل کروں گا۔"
"اوہ۔ تم تو آبادیوں سے رابطہ رکھو گے۔"
"ضروری ہے۔" میں نے کہا۔ اور زوماس کسی سوچ میں گم ہو گیا۔ پھر اس نے بے بسی سے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔
"خطرناک۔ بے حد خطرناک۔ مجھے تو یہ راستہ بہت مشکل نظر آتا ہے بہرحال تم بہتر سمجھتے ہو گے۔ چونکہ تم کر کے دکھا چکے ہو۔ اس کے بعد کھل کر تم سے اختلاف بھی نہیں کر سکتا۔"
"نہیں زوماس مجھے تمہارے ان الفاظ سے اختلاف ہے۔"
"کیوں؟"
"تم ہمیشہ مجھ سے اسی طرح گفتگو کیا کرو۔ تم ہمیشہ ان خطرات کے بارے میں سوچا کرو جو ہمیں پیش آ سکتے ہیں۔ اس طرح میں ان سے آگاہ ہوتا رہوں گا اور ان سے بچاؤ کرتا رہوں گا۔"
"سب یہی بات ہے لو۔ اتنی ذہانت کی بات ہے کہ میں اس کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔" زوماس نے ہنستے ہوئے کہا۔
"ہمیں یہاں کشادہ غار تلاش کرنے چاہئیں زوماس۔ مجھے کچھ پگڈنڈیوں کے جال نظر آ رہے ہیں۔ اور اس کا مقصد ہے کہ یہاں سے قافلے گزرتے رہتے ہیں۔"
"ہاں۔ یہ درست ہے۔ یہاں سے مختلف بستیوں کو راستے جاتے ہیں۔"
"تب پھر اس سے اچھا مقام اور کوئی نہیں ہو سکتا۔"
"آؤ غار تلاش کریں۔" زوماس نے کہا۔ پیچھے ہم جتنی پہاڑیاں چھوڑ آئے تھے ان میں بھی بیشمار غار موجود تھے۔ اور ان پہاڑیوں میں بھی چھوٹے بڑے غاروں کی کمی نہیں تھی۔ میں نے ان میں سے بہت سے غاروں کا انتخاب کیا۔ درحقیقت میرے ذہن میں کچھ منصوبے پنپ رہے تھے۔ [illegible] بادشاہت کے بارے میں میری معلومات بھی محدود نہیں تھیں اور میں جانتا تھا کہ اس وزیر کے خلاف کوئی کھیل شروع کرنا آسان نہیں ہو گا اس لئے پہلے میں بھرپور اور مضبوط انتظامات کرنا چاہتا تھا۔

چنانچہ ایسا ہی ہے جن غاروں کا ہم نے انتخاب کیا تھا ان میں یہ تمام لوگ بآسانی سما سکتے تھے۔ تباہ حال قیدیوں کی شکلیں بدل گئی تھیں انہوں نے صرف فرار کے منصوبے بنائے تھے اور زندگی کے حصول کے لئے وہ سب کچھ کرنے کو تیار تھے جو ممکن ہو۔

خوراک ختم ہو چکی تھی۔ صرف [illegible] انہوں نے تیار کئے تھے ان کے پھل وغیرہ خاصی مقدار میں موجود تھے۔ جو اب کچھ خشک ہو گئے تھے کچھ تازہ تھے۔ میں نے ان پھلوں کا ایک ذخیرہ کرایا۔ تاکہ انہیں آہستہ آہستہ خرچ کروں۔ اور پھر قیدیوں نے اپنے ہاتھوں سے اس کی تقسیم شروع کر دی۔ سب میری ایک ایک جنبش سے تعاون کر رہے تھے۔ اور مجھے اسی بات کی سب سے زیادہ خوشی تھی کہ میرے ساتھی بہرحال تعاون کر رہے تھے۔

قیدیوں کے پاس ہتھیار یا ساز و سامان کی حیثیت سے جو کچھ تھا وہ صرف ان کی کدالیں اور پھاوڑے وغیرہ تھے۔ اور میں نے انہیں ساتھ لے کر بہتر طور پر ذہانت کا ثبوت دیا تھا کیونکہ کسی وقت بھی یہ ہتھیار تھے اور دوسری ضروریات میں بھی کام آ سکتے تھے۔

چنانچہ پہلے میں نے ایک کسی قدر روشن غار کا انتخاب کیا اور پھر اسے کمزوروں کا غار قرار دے دیا۔ بیشمار قیدی کوئی کمرہ بنانے میں مصروف ہو گئے۔ زیادہ تعداد ہونے کی وجہ سے وہ یہ کام آسانی سے کر لیتے تھے۔ تھوڑے سے عرصے میں [illegible] سوراخ بن گئے جن سے پانی رسنے لگا پھر اس پانی کو باہر نکالنے کا بندوبست کیا گیا۔ ایک چھوٹے سے گڑھے کو پانی کا ذخیرہ جمع کرنے کے لئے تیار کیا گیا۔ یہ پہلا بندوبست ہوا اور اتنا پانی حاصل ہونے لگا جو ضرورت کے لئے کافی ہو۔

لیکن خوراک کا مسئلہ سنگین ہوتا جا رہا تھا میں نے زوماس سے اس بارے میں مشورہ کیا۔ "تم کام دیکھ رہے ہو زوماس۔" میں نے پوچھا۔
"ہاں میرے دوست۔"
"کیا خیال ہے؟"
"میں سخت حیران ہوں۔"
"کیوں؟"
"تمہارے اندر تو بے پناہ انتظامی صلاحیتیں موجود ہیں۔"
"بس اب میری تعریف تو مت کرنا چھوڑ دو۔ بلکہ ان کا مسئلہ میں دلچسپی لو جو میں کہہ رہا ہوں۔"
"کہیں شکایت ہوئی مجھ سے؟" زوماس نے پوچھا۔
"یہ بات نہیں۔ بس ایسے ہی کہہ رہا ہوں۔"

"یہ بات ہے [illegible] کہ میری ان اعتبار [illegible] اس حیثیت کو قبول نہیں کر پا رہا [illegible] کیوں کہ میں صرف ایک عرصہ سے تمہارا دوست ہوں۔"
"ہاں یہی بات ہے بہرحال اب ان باتوں کو چھوڑ دو۔ اب ایک اہم مسئلہ پر تم سے گفتگو کرنا ہے۔"
"کہو۔" زوماس نے اپنی دلچسپی سے کہا۔
"خوراک کا مسئلہ ہے۔ تم دیکھ رہے ہو۔ خوراک نہ ملنے کی وجہ سے ہمارے ساتھی کمزور ہوتے جا رہے ہیں۔"
"ہاں یہ بات میرے ذہن میں بھی ہے۔"
"پانی کا مسئلہ تو حل ہو گیا ہے۔ لیکن غذا کا مسئلہ اس سے زیادہ اہم ہے۔"
"بیشک۔"
"تو پھر اس بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟"
"فی الحال تو ہم غذا پیدا نہیں کر سکتے اس کے لئے ہمیں کچھ اور ہی سوچنا ہو گا۔"
"مثلاً؟" میں نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا لیکن زوماس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اور میں اس کی شکل دیکھتا رہا۔
"کوئی مشکل بات کہہ دی نہیں آتی۔ اگر ہم نے بستیوں سے خوراک حاصل کرنے کی کوشش کی تو اس کے عوض ہم انہیں کیا دے سکیں گے؟"
"زندگی۔" میں نے جواب دیا اور زوماس چونک کر مجھے دیکھنے لگا۔
"کیا مطلب۔ میں نہیں سمجھا؟" زوماس نے کہا۔
"ہاں۔ اگر انہوں نے ہمیں خوراک دی تو ہم ان پر موت نازل نہیں کریں گے اس لئے انہیں ہمارے لئے خوراک کا انتظام کرنا ہی ہو گا۔"
"تم قوت استعمال کرو گے؟"
"ہاں زوماس۔ ہمیں جو کچھ کرنا ہے اس کے لئے قوت کا استعمال سب سے ضروری ہے۔ ہمیں فی الحال اپنے مشن سے ہمدردی اور دلچسپی کا ماحول چاہئے۔ اس کے علاوہ ہم کسی سے ہمدردی کرنے کے قابل نہیں ہیں۔" میں نے جواب دیا۔
"تمہاری منطق بھی خوب ہے۔ بہرحال میں تو تم سے تعاون کرنے والوں میں ہوں۔" زوماس نے جواب دیا۔
"ہمیں فی الوقت کسی ایسی بستی کا انتخاب کرنا ہے جو زیادہ دور نہ ہو۔ کیونکہ ہمارے پاس سواری کا بندوبست نہیں ہے۔"
"تب میرے خیال میں تم مجھے یہ کام سونپو۔"
"کون سا کام؟"
"کسی قریبی بستی کی تلاش۔"
"کتنا وقت صرف کرو گے اس میں؟"
"جس قدر جلد ممکن ہو سکے۔" زوماس نے کہا۔
"کیا تمہارے ساتھ کوئی اور بھی جائے گا؟"
"چنداں ضرورت نہیں۔ لیکن اگر تم چاہو تو کسی کا انتخاب کر دو۔" زوماس نے جواب دیا۔ اور پھر میں نے چند معمر اور تجربہ کار افراد کو زوماس کے ساتھ روانہ کر دیا اور انہیں جلد ہی واپسی کی ہدایت بھی کر دی۔

اس کام کا انتظام اپنے اصول اور عمل کے ساتھ [illegible] لیکن ابھی تک کوئی اظہار سامنے نہیں آیا تھا۔ وہ لوگ فاقہ کشی کی زندگی گزار رہے تھے۔ لیکن نہ جانے کیوں انہیں میری ذات پر کافی اعتماد ہو گیا تھا۔ اور وہ یہ بات اچھی طرح جانتے تھے کہ میں ان کے کسی مفاد کو نظر انداز نہیں کروں گا۔

چنانچہ زوماس وغیرہ کے جانے کے بعد میں نے سب سے پہلے یہ فیصلہ کیا۔ وہ یہ کہ تنہا میں یا زوماس ان سارے لوگوں کی مشکلات اور ان کے [illegible] کے بارے میں کوئی اندازہ نہیں لگا سکتے تھے۔ چنانچہ مناسب یہ ہے کہ چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں ان لوگوں کو منظم کیا جائے جو ذہین ہوں اور اس بارے میں میرے مددگار ثابت ہوں۔

میں نے طلب کیا۔ قیدیوں کے اس عظیم الشان گروہ میں سے چند لوگوں کو میں نے منتخب کیا جن میں چالیس آدمی شامل تھے۔ اور یہ سب [illegible] اور تجربہ کار تھے۔

میں نے ان لوگوں کو اپنا مشیر بنایا اور یہ وہ تھے جو مجھ سے بھرپور تعاون کرنے پر تیار تھے۔ چنانچہ انہوں نے بڑی خوشی سے میری یہ بات قبول کی۔ اور پھر میں نے ان کی زیر نگرانی ان کے تحت تھوڑے تھوڑے قیدیوں کو دے دیا۔

میں نے ان سے کہا کہ وہ فوری طور پر مجھے قیدیوں کی سوچ کی تفصیلات مہیا کریں۔ اور پروفیسر جب انہوں نے مجھے اپنی رپورٹ دی تو وہ میرے لئے خاصی تسلی بخش تھی۔

انہوں نے بتایا کہ قیدی بہر صورت اس بات پر بے پناہ خوش ہیں کہ انہیں اس خوفناک قید سے نجات مل گئی جس کا اختتام ان کی موت کے سوا کچھ نہ ہوتا۔

اور میرے نزدیک بیٹھا ہوا زوماس مسکرا دیا میں نے اس کی جانب دیکھا اور اس سے سوال کیا۔
"کیوں زوماس ایسی کیا بات ہے جو تمہیں دلچسپ محسوس ہوئی؟" میں نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔
"نہیں [illegible] یہ تمہاری ذات کا کرشمہ ہے۔ میں اس حقیقت سے بخوبی واقف تھا کہ اس جگہ جتنے بھی قیدی موجود ہیں سب کے سب تیرے شکر گزار ہیں تیرے عقیدت مند ہیں۔"
"شکریہ زوماس۔" میں نے جواب دیا۔ اور اس بوڑھے شخص کی جانب دیکھا جو مجھ سے ابھی بہت کچھ کہنا چاہتا تھا۔ لیکن بات زوماس کے سوال کی وجہ سے ختم ہو گئی تھی۔ سو میں نے بوڑھے سے سوال کیا۔

"ہاں ارشوز! تم کیا کہہ رہے تھے؟"

"میں یہ کہہ رہا تھا عظیم ... کہ قیدی تمہاری مشکلات سے بخوبی واقف ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ تم بھی انہی میں سے ایک ہو۔ اور تم جو کچھ ان کے لئے کر رہے ہو وہ صرف خلوص پر مبنی ہے۔ ظاہر ہے تم اپنے طور پر ان کے لئے خوراک کا بندوبست کیسے کر سکتے ہو۔ لیکن اس کے علاوہ وہ یہ جاننا چاہتے ہیں کہ اب تمہارا اگلا اقدام کیا ہو گا؟"

"میری طرف سے انہیں اطلاع دے دو کہ انہیں اس وقت تک کسی قسم کا کام کرنے کے لئے نہیں کہا جائے گا جب تک کہ ان کی خوراک کا مسئلہ حل ہو جائے۔ یہ خوراک کے حصول کی بات ذہن میں رکھتے ہوئے ہمیں ... جستجو کرنی ہو گی۔ ہم کوشش کریں گے کہ بستی میں بسنے والے ... ہمارے ... علم ... نشانہ نہ بنیں۔ لیکن اگر ... نعمت کی کمی تو پھر ... کیونکہ یہی زندگی کی ضرورت ہے اور اس وقت خوراک ہی ہماری زندگی کی پہلی ضرورت ہے اور اس کے حصول کے بعد ہی ہماری ... جدوجہد کا آغاز ہو سکتا ہے۔"

چنانچہ ارشوز نے یہ بات تمام ساتھیوں تک پہنچا دی۔ اور ... نے خود اپنی زبان سے ... اس ... کا یقین دلایا۔ میں ان لوگوں سے بے حد خوش تھا۔ کم از کم احسان ماننے والوں میں سے تھے اور میرے لئے یہ بہت بڑی بات تھی۔ ایسے لوگوں کے لئے جو کچھ بھی کر دیا جاتا مناسب تھا۔

چنانچہ زیادہ وقت نہ لگا۔ زماس اور اس کے ساتھی واپس آئے تو کافی خوش نظر آ رہے تھے۔ یہی نہیں ان کے پاس خوبصورت ... اور قد آور گھوڑے تھے۔ اور ان گھوڑوں پر کچھ سامان بھی لدا ہوا تھا۔

ہمیں ... اطلاع مل گئی تھی کہ زماس اور اس کے ساتھی واپس آ گئے ہیں۔ چنانچہ میں نے باہر نکل کر ان کا استقبال کیا اور زماس مسکراتا ہوا میرے نزدیک آ گیا۔

میں نے مسکراتی نگاہوں سے ان گھوڑوں کو دیکھا تھا۔ پھر زماس کے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"تمہارا شکریہ زماس ... میں نے سب سے پہلے زندگی کے اس دور کو پایا ہے ... تم ... ہو۔"

"ہاں میں دیکھ رہا ہوں زماس ... تم ... کوئی نمایاں ... "

میں نے جواب دیا۔

"حضرت ... تب ... ایک بہت ... خوشخبری بھی ... چاہتے ہیں ... کی رہبری ... زندگی ... ہو گا۔"

"... زماس ... ان گھوڑوں ... ہمیں ... ضرورت ہو گی اور اس کے لئے میں نے مناسب بندوبست کے بارے میں سوچا تھا جو تمہارے علم میں ہے۔"

"ہاں۔ میں نے بھی اسی لئے سواری کے بارے میں غور کیا تھا کیونکہ تمہارا بندوبست میری نگاہوں میں تھا۔"

"درست ہے۔ مجھے یقین تھا کہ جب تم کچھ کام کے لئے روانہ ہو گے تو اس بارے میں غافل نہ رہو گے۔"

"خیال ہے کہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا زماس۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم سب مشترک ہیں اور مشترکہ طور پر ایک دوسرے کے لئے کچھ کرنا چاہتے ہیں۔" زماس نے جواب دیا۔

"بالکل ٹھیک کہا تم نے زماس۔ بہرحال اس پہلو کو مضبوط کرنا ہو گا جو ہماری نگاہوں میں ہے۔"

"بے شک۔" زماس نے کہا اور پھر وہ میرے ساتھ غار کے اندر داخل ہو گیا۔ اس کے تمام ساتھی میرے ساتھ ہی تھے۔

تب میں ان لوگوں کو لئے ہوئے اس جگہ تک پہنچ گیا جو میری قیام گاہ تھی یعنی جہاں میں آرام کرتا تھا۔

زماس نے ایک طویل سانس لی اور کہنے لگا۔ "ہم یہاں سے گزر کر پہلی ... بستی ... کے قریب سے گزرتے ہوئے ابھی زیادہ دور نہیں پہنچے تھے کہ ہمیں سامنے سے دو گھڑ سوار آتے نظر آئے۔ یہ شاہی دستے کے لوگ تھے اور شاید کہیں جا رہے تھے۔ میں نے سوچا کہ یہ لوگ ... کر دیں جائے۔ چنانچہ ہم ... کے پیچھے چھپ گئے اور ہم نے نیچے گول پتھر اٹھا لئے ... تھے۔ پھر جونہی وہ ہمارے نزدیک سے گزرے تو ہم نے ان کو ... اور ... پتھروں سے ... نشانہ لگایا اور دونوں گھوڑے سے ... گر پڑے۔ ہم نے کوشش کی تھی کہ گھوڑوں کو زیادہ چوٹ نہ لگے صرف سوار ہی ... اور ان کے سوار ... کے ... گر گئے۔ چنانچہ یہی ہوا۔

تب ہم نے ان دونوں سواروں کو چٹانوں کے عقب میں کھینچ لیا۔ اور ان کی گردنیں دبا کر انہیں چٹان کے پیچھے چھپا دیا۔ گھوڑوں پر زادِ راہ موجود تھا یعنی خوراک اور دوسرا سامان۔

چنانچہ ہم نے انہیں قبضے میں کر لیا اور ان کے لباس بھی لے لئے۔ یہ لباس جو تم دیکھ رہے ہو شاہی دستوں کے سپاہیوں کے لباس ہیں اور مجھے یقین ہے کہ یہ لباس پہننے کے بعد کوئی ہمیں نہ روک سکے گا اور ہم آسانی سے گزر سکیں گے۔ اس کے بعد ہم نے مختصر سا سفر طے کیا اور ایک بستی میں پہنچ گئے۔

یہ بستی ... کہلاتی ہے اور اس کی آبادی تقریباً دو ڈھائی ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ چاروں طرف کھیت ہیں جو غلے سے لدے ہوئے ہیں اور ... کافی ... ہے اور ... زیادہ ... کے انبار لگے ہوئے ہیں ... اس کے علاوہ دوسری چیزوں کی کمی بھی ہے۔ مگر ... ضرورت کی دوسری اشیاء ... بکثرت سے نظر آتے ہیں ... ہم ... صرف ان کی بستی پر ... کریں اور ... ایک بڑا حصہ حاصل کر لیں گے۔

والوں کی زندگی خطرے میں پڑ جائے تب بھی ہم کافی وقت مناسب طور پر گزار سکتے ہیں۔ لیکن میں جو خوشخبری تمہیں دینے والا ہوں وہ ان دونوں باتوں کی خوشخبری سے زیادہ اہم ہے۔"

"اوہ ... اوہ لگتا ہے کہ تم اس بستی کے بارے میں تفصیلات سن کر بہت خوش ہو رہا تھا۔" زماس کی بات سن کر اچھل پڑا۔

"کیا اس سے بڑی بھی کوئی خوشخبری ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"ہاں۔"

"وہ کیا؟"

"تقریباً چار سو گھوڑے اور بے شمار ساز و سامان۔"

"کیا مطلب؟" میں نے تعجب سے پوچھا۔

"ایک قافلہ اس بستی کے ایک کنارے پڑاؤ کئے ہوئے ہے اور بستی کے دوسرے علاقے کی جانب رواں ... علاقے کی جانب روانہ ہونے والا ہے۔ یہ قافلہ ابھی کچھ وقت کے بعد روانہ ہو گا۔ چونکہ ہم نے قافلے والوں کی تیاریوں کو ... کیا ہے ... اور یہ ... ہم ... کو چھوڑ کر ... کے علاقے کی جانب روانہ ہوں تو ہم ... تک ... جا سکتے ہیں ... اور ... کے درمیان ہی ہے ... درمیان تک پہنچ کر ہم انہیں جا لیں گے۔"

"زماس تم بڑی ذہانت کی باتیں کر رہے ہو۔ لیکن تمہیں اس قافلے کے بارے میں کیسے معلوم ہوا؟"

"جب مجھے قافلے کے بارے میں پتہ چلا تو میں نے یہی سوچا کہ تم اس سلسلے میں ضرور دلچسپی لو گے۔ چنانچہ میں نے اور میرے ساتھیوں نے ان تمام گھوڑوں کے بارے میں معلومات کیں اور ان کا پتہ لگانے کے بعد ہی واپس آئے۔"

دونوں باتیں نہایت خوش کن تھیں۔ زماس اور اس کے ساتھی ... معاون ... "میں نے کہا اور زماس نے خوشی سے گردن ہلا دی۔ ... بڑا ... زماس کی اطلاعات کے بعد ہم نے ... باتیں اور ... ہو گئے۔

میرے تمام ساتھی ... تھے ... اور ... میں خوش خوش سفر کر رہے تھے۔ جن لوگوں نے ساتھ ... ان کی تعداد بہت کافی تھی۔

زماس نے قافلے والوں کے بارے میں جو اندازہ لگایا تھا اس کے تحت چار سو گھوڑے ... سوار تھے۔ ان کے ساتھ مزید سو گھوڑے تھے جن پر ساز و سامان لدا ہوا تھا۔

میں نے جھک کر ان کے ساتھ ... تیار ... آٹھ سو افراد سے ... کر ... قافلے کے ایک آدمی سے ... گئیں۔

گو ہمیں تنگ اور ناہموار راستوں سے سفر کرنا پڑ رہا تھا لیکن یہ سفر اس انداز میں ضروری تھا کہ ... اس طرح راستہ مختصر اور محفوظ تھا۔ زماس نے مجھے گھوڑا پیش کیا تھا اور اصرار کیا تھا کہ میں ان کے رہنما کی حیثیت سے گھوڑے پر سفر کروں لیکن میں نے انکار کر دیا۔

"تو کیوں؟" زماس نے پوچھا۔

"یہ مناسب نہ ہو گا زماس۔" میں نے نرمی سے جواب دیا۔

"میں نے تو یہ چاہا تھا کہ کیوں مناسب نہ ہو گا؟"

"جب تک میرے تمام ساتھیوں کے پاس گھوڑے نہ ہوں گے میں اپنے لئے کوئی گھوڑا نہیں لوں گا۔" میں نے جواب دیا۔

"یہ عجیب بات ہے۔"

"کیسی ... ؟" میں نے کہا۔

"اس لئے کہ تم رہبر ہو اور رہبر کے لئے ... آسانی ... جنہیں ہر حال میں ... رہنا چاہئے۔" زماس نے جواب دیا۔

"میرا اس وقت تمہیں ... گھوڑا مجھے دے دینا۔"

"اپنا گھوڑا ... گویا تمہارے خیال میں ... کہ گھوڑا میں نے حاصل کیا ہے اس لئے یہ میرا ہے؟"

"نہیں یہاں کوئی چیز تمہاری نہیں ہے۔ کوئی چیز میری نہیں ہے۔ ہم سب یکساں حقوق رکھتے ہیں۔"

"پھر تم نے یہ بات کیوں کہی؟"

"تمہارے سپرد اہم ذمہ داری ہے۔ اب تم دونوں اس جگہ زیادہ سفر کرو گے اور قافلے کا پتہ چلاؤ گے۔ تمہارے پاس شاہی دستار ... موجود ہیں جن کی مدد سے تم خود کو قاصد کہہ سکتے ہو ... اور کوئی تم پر شک نہ کر سکے گا۔"

"اوہ یہ بات ہے۔" زماس نے گردن ہلائی۔

"ہاں۔ اب جواب دو۔"

"ٹھیک ہے۔ تمہارا ہی کہنا درست ہے۔" توماس نے ہار مان لی۔

"ارے ہاں توماس۔ وہ شاہی دستاویزات کہاں ہیں؟ اور ان میں کیا تحریر ہے۔ تمہیں اس بات کا علم ہے؟"

"نہیں۔"

"نہ ہی تم نے انہیں دیکھنے کی کوشش کی؟"

"نہیں۔ اس کی فرصت ہی نہیں مل سکی۔ میں دوسرے معاملات میں بہت پرجوش تھا اس لئے انہیں نہ دیکھ سکا۔"

"تب تم وہ دستاویزات مجھے دے دو۔" میں نے کہا اور توماس نے میری ہدایت پر عمل کیا۔ میں نے وہ دستاویزات لے لی تھیں۔ لیکن چونکہ سفر کی تیاریاں مکمل ہو چکی تھیں اور پہلے قافلے کی خبر لینا ضروری تھا اس لئے میں نے خود بھی ان دستاویزات کو نہیں دیکھا اور انہیں اپنے ساتھ رکھ لیا۔ لیکن دوران سفر انہیں دیکھنے کی فرصت مل گئی۔ میں نے دستاویز کھولی۔ کسی باجگزار ریاست کے نام ایتھنس کی تحریر تھی اور یہ تحریر بھی میرے لئے بے حد دلچسپ تھی۔ اس نے لکھا تھا کہ وہ دو قاصدوں کو روانہ کر رہا ہے ان کے ساتھ ایتھنس اپنے آدمیوں کو اجناس اور مویشی لے کر روانہ کر رہے کیونکہ بستی تک پہنچا کر اس کی ضرورت ہے۔ اس کے ساتھ ہی اشیاء کی تعداد تحریر کی گئی تھی۔

میں خوشی سے اچھل پڑا۔ اگر تقدیر کا کوئی وجود ہے تو وہ اس وقت بھرپور طور پر ہمارا ساتھ دے رہی تھی۔ چاروں طرف سے کامیابیاں حاصل ہو رہی تھیں۔

جیسا کہ میرا خیال تھا۔ توماس میرا زیرک ساتھی اور بہت قابل اعتماد دوست تھا۔ جو بے شک کچھ دن تک ایک بیکار شخصیت کا مالک تھا لیکن جب کچھ بن گیا تو پھر ایک انتہائی کارآمد شخص۔ وہ مجھے صحیح راستوں سے لے کر بالآخر ایک ایسی پہاڑی پر پہنچ گیا جس کے دوسری سمت کے ڈھلان زیادہ دشوار گزار نہیں تھے اور اسی پہاڑی کے دامن میں وہ پگڈنڈی تھی جو قافلے کی گزرگاہ تھی۔

"وہ قافلہ یہیں سے گزرے گا۔" توماس نے مجھے بتایا۔

"عمدہ جگہ ہے توماس۔" میں نے خوش ہو کر کہا۔

"ہاں۔ یہاں سے تمہارے آدمی بہ آسانی نیچے اتر سکیں گے۔" توماس نے کہا۔

"بیشک۔ اب تم اپنے اسی ساتھی کے ساتھ روانہ ہو جاؤ اور خبر لاؤ کہ قافلہ کتنی دور ہے کس رفتار سے چل رہا ہے تاکہ ہم تیار رہیں۔"

"بہتر ہے۔" توماس نے جواب دیا۔ اور پھر وہ روانہ ہو گیا۔ میرا ذہن گہری سوچ میں تھا۔ پہاڑی پر چاروں طرف چٹانیں بکھری ہوئی تھیں اور اگر اس وقت اوپر سے چند چٹانیں لڑھکا دی جاتیں تو پورا قافلہ [illegible] تھا۔ اس طرح میرے ساتھیوں میں سے کسی کو زک بھی نہ پہنچتی اور قافلے والے مارے جاتے۔

